بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھوزاھق ولکم الویل مما تصفون (۱۸:۲۱)

(مفہوم) بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجہ نکال دیتا ہے تو جبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے اور تمہاری خرابی ہے ان باتوں سے جو بناتے ہو (ترجمہ ٔ کنزالایمان شریف)

مولانا ! اندھے کی لاٹھی

شرک وبدعت کے عنوان پر عبد واحد محمد میاں مالیگ کی

مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی

مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی

اور مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین

کی تثلیث سے سنجیدہ تحریری گفتگو

چپ رہے تو عالم پھر ظلم پر جری ہو گا ہم قلم اٹھائیں گے ہم ضرور بولیں گے

ملنے کا پتہ: رضا اکیڈمی، ۸۵۳، اسلام پورہ، مالیگاوں، ضلع ناسک، ۴۲۳۲۰۳

فہرستِ مضامین

انتساب

۱۹۵۰ء سے پہلے کی بات ہے، ہم کمسن تھے لیکن اچھی طرح یاد ہے کہ والد محترم مولانا محمد یونس صاحب مالیگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر و بیشتر نماز فجر سے پیشتر اسلام پورہ، مالیگاوں کی جونی مسجد کے مینار پر چڑھ کر اپنے لحن داء ودی میں پہلے تو رسول محترم ارواحنا فداہ ﷺ کی بارگاہ ابد قرار میں صلوٰۃ و سلام کے نذرانے پیش کرتے اور پھر اپنی لکھی ہوئی مشہور و معروف نظم ؎

اے بندگان الٰہی اٹھو نماز پڑھو کہ صبح ہوگئی بیدار ہو نماز پڑھو

پڑھا کرتے تھے۔ لیکن پھر نماز کی ہی تبلیغ کرنے والی ایک نئی نئی (بدعتی؟) جماعت کے دام میں پھنسے کچھ نوجوانوں نے ان کے پڑھے جانے والے صلوٰۃ و سلام کو شرک و بدعت قرار دے کر جبراً اور قہراً انہیں اس کار خیر سے روک دیا۔ ہم چھوٹے تھے اس لئے اس زیادتی سے کچھ کم ہی متاءثر ہوئے۔ لیکن دل نے ٹھان لیا کہ مولیٰ تعالیٰ نے توفیق بخشی اور ہمت و استعداد عطا فرمائی تو ان منکرین فضائل رسالت کا حساب ضرور بے باق کریں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ کتاب ہمارے اسی عزم و ارادے کی تکمیل کی ایک کوشش ہے، کاش اس کی اشاعت سے مظلوم و مقہور والد محترم کی روح کو تسکین نصیب ہو جائے اور وہ منکرین فضائل رسالت کو آئینہ دکھانے کے ہمارے اس طرز عمل سے خوش ہو کر کہہ دیں کہ ؎

اسد اس جفا پر جن وں* سے وفا کی مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اور ہم یہ کہہ سکنے کے قابل ہو جائیں کہ ؂

بھرم کھل کھل گیا ظالم تری قامت درازی کا کہ تیرے طرہء پر پیچ کا لے پیچ و خم نکلا

اپنے پیارے والد محترم کا کفش بردار

محمد میاں مالیگ ۱۰، ذی الحجہ ۱۴۲۳ھء

* قرآن کریم میں شیطان کی اصلیت "جن" بتائی گئی (۱۸:۵۰) اور یہ کہ یہ ایک نبی آدم ں کی فضیلت مسجودیت کا منکر بھی ہے (۲۰:۱۱۶)، اس لئے منکرین فضائل رسالت کو جنوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مالیگ

پیش لفظ

اللہ اللہ ! کتنا مبارک تھا وہ زمانہ، جب دار العلوم شاہ عالم احمد آباد شریف میں اساتین ملت حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، مولانا مبین الدین امروہوی، حضرت سخاوت علی بستوی، صوفی نظام الدین بستوی، قاری دانش امین ٹونکی، مولانا محمد ہارون گورکھپوری اور حضرت حافظ سید صابر علی صاحب ٹونکی بڑے اہتمام سے ہماری تعلیمی پیاس بجھا رہے تھے اور دار العلوم کے متحرک و فعال ناظم اعلیٰ حاجی سلیمان ابراہیم، ایڈوکیٹ عثمان بھائی کھتری اور الحاج ڈوسو بھائی (غالباً دوست محمد) پہونچیا مسلمانوں سے مالی تعاون حاصل کر کے ہمارے خورد و نوش کا انتظام کیا کرتے تھے۔

تعلیمی نصاب سے فراغت کے گیارہویں یا بارہویں برس قدرت نے میرے لئے برطانیہ کے دروازے کھولے تو ۱۹۷۱ء میں میں برطانیہ آگیا، میرے گجراتی داعیین خصوصاً ٹنکاریہ کے ماسٹر عبد اللہ کمال مصطفی آبادی، نبی پور کے الحاج آدم بھائی گھنٹی والے اور چاپچویل کے عبد اللہ اسمٰعیل آدم پٹیل نے مجھ سے التماس کی کہ اب ہمیں ایک حافظ قرآن بھی مہیا کر دیں، لہذا میں نے احمد آباد کے اپنے تعلیمی ایام کے ایک دوست محمد میاں مالیگ کا نام پیش کر دیا جسے ان حضرات نے محمد میاں کی مولانا محمد یونس صاحب مالیگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نسبت غلامی اور تھام کے الحاج ولی محمد گورجی اور احمد آباد کے موسی بھائی آدم بھائی پٹیل کی سفارش کے سبب بلا چون وچرا تسلیم کر لیا اور یہ بھی یکم جنوری ۱۹۷۲ء کو برطانیہ آگئے۔ مجھے اپنے اس اقدام پر اسلئے کبھی کوئی افسوس نہیں ہوا کہ برطانیہ پہنچنے والے برس ہی محمد میاں کو مستقل ویزہ مل گیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ فیکٹریوں میں کام کر کے مساجد کی تنخواہ سے دو تین گونا زیادہ سونا چاندی کما سکتے تھے، لیکن انھوں نے آج تک اپنے آپ کو مساجد سے نہ صرف یہ کہ منسلک کئے رکھا بلکہ اپنے کاز کو بھی ہاتھوں سے نہیں جانے دیا ہے۔

برطانیہ کے منکرین فضائل رسالت جب بھی مومنین فضائل رسالت پر مشرک و بدعتی ہونے کی یلغار کرتے ہیں، محمد میاں انکا تعاقب

ضرور کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ انکو کہیں کا بھی نہیں رہنے دیتے۔ثبوت میں "مولانا! اندھے کی لاٹھی" نامی یہ کتاب آپ کے ہاتھ ہے، ہماری استدعا ہے کہ اسکا مطالعہ کر کے ملاحظہ فرمائیں کہ محمد میاں کے کتنے ہی سوالات ہیں جن کے جواب سے بڑی تعلیوں اور بڑھکوں کے باوجود منکرین فضائل رسالت عاجز رہے ہیں جبکہ محمد میاں انکے ہر ہر سوال کے جواب میں لب کشا نظر آتے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ کتاب کی اشاعت کے بعد فریقین پر اسکے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ ہمیں آپ کی رائے کا انتظار رہے گا۔ خدا ہمارے دین وایمان کی حفاظت فرمائے اور آخر دم تک مومن فضائل رسالت بنائے رکھے، آمین

مدار ہے مومنو! ہمیں پر تمام اب سب کی منصفی کا ذرا کہیں کچھ خدا لگی بھی فقط شکم پروری ہی کیوں ہو؟

فقط (مولانا قاری) اسمعیل یوسف ٹنکاروی، ڈربی، یوکے ۱۱، ذی الحجہ ۱۴۲۳ھء

تعارف

میرے ناقص علم کے مطابق محمد میاں مالیگ برصغیر سے برطانیہ آنے والے ائمہء مومنین فضائل رسالت کے عشرہء اولین میں شامل ہیں لیکن گم نام اتنے کہ شاید یہاں کے دو فیصد مسلمان بھی ان کے نام سے واقف نہ ہوں گے۔ نو برس تک یہ ڈڈلے کی جامع مسجد کی امامت ومدرسی کی خدمت پر مامور رہے اور اب بائیس سال سے جامع مسجد چشمہء رحمت اولڈبری روڈ سمیدک کے خادم ہیں۔ محمد میاں کو شرک و بدعت کے عنوان سے کافی دلچسپی ہے اسلئے یہ جب بھی کسی اخبار یا رسالے میں اس عنوان سے کوئی تحریر دیکھتے ہیں، شوق سے پڑھ کر غور کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو شرک وبدعت میں ملوث قرار دینے والے احباب کہاں تک سچے اور حق بجانب ہیں۔ پھر کافی مطالعے اور غور و خوض کے بعد اب یہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مسلمانوں کو شرک وبدعت میں ملوث قرار دینے والے دوستوں نے اگر یہ مخلص ہیں تو ان کی تعریف کے تعین میں سخت ٹھوکر کھائی یا غلطی کی ہے اور اگر مخلص نہیں تو پھر یقینا یقینا حضرت علامہ اقبال کے تجزیئے کے مطابق قصداً اور عمداً یہود ونصاریٰ کے ایما پر ان کی مراد پوری کرنے کے لئے مسلمانوں کے قلوب سے روح محمد ﷺ نکالنے کے مجرم ہیں، ورنہ کیا وجہ ہے؟ کہ اسلام کی طویل تاریخ میں کوئی ایک کتاب بھی ایسی نہیں ملتی جس میں مستقبل قریب میں لکھی جانے والی شاہ اسمعیل دہلوی کی تقویت الایمان اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید کی طرح بڑی بے رحمی اور ڈھٹائی سے مسلمانوں کو ہی مشرک اور بدعتی قرار دیا گیا ہو، دراں حال کہ ان دونوں حضرات کا تعلق یہود ونصاریٰ کے ساتھ بڑا گہرا اور مضبوط بھی رہا ہو۔

اس نتیجے کے اخذ کے بعد محمد میاں نے طے کیا کہ یہ منکرین فضائل رسالت سے شرک وبدعت کے تعلق سے اس حقیقت کے باور

کرانے کیلئے سنجیدہ اور متین زبان میں تحریری گفتگو کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے روزنامہ جنگ لندن اور ہفت روزہ راوی بریڈفورڈ میں اسکی ابتدا کردی لیکن بقول محمد میاں ان دونوں اخبارات نے مختصر سے تعاون کے بعد ان کے ساتھ ایسا تعاون نہ کیا جیسا کیا جانا چاہئے تھا۔ اس لئے مجبورا انہیں براہ راست ایسے دوستوں سے تحریری گفتگو کی طرح ڈالنی پڑی جو جنگ یا راوی میں مسلمانوں پر شرک وبدعت کی تہمتیں لگایا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں ان کی پہلی گفتگو مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی سے ہوئی جو زیادہ طویل اسلئے نہ ہوسکی کہ سنبھلی صاحب دوسرے تبلیغی کاموں میں مصروف ہونے کے علاوہ اپنی صواب دید کے مطابق مناظرے کو زہر قاتل سمجھتے ہیں، حالانکہ سنبھلی صاحب بذات خود اس سلسلے کے برصغیر پاک وہند کے سب سے بڑے دیوبندی مناظر مولانا منظور احمد صاحب نعمانی کے صاحبزادے ہیں۔ لیکن بایں ہمہ انہوں نے محمد میاں کو صاف صاف لفظوں میں لکھ بھیجا کہ شرک وبدعت کے تعلق سے آپ کسی اور سے گفتگو کرلیں، میں آپ سے معذرت خواہ ہوں۔

ان کے بعد محمد میاں کی دوسری گفتگو جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی سے ہوئی۔ درانی صاحب مسلمانوں پر شرک وبدعت کی تہمت لگانے میں چونکہ بڑے متشدد اور جیالے واقع ہوئے ہیں، اسلئے ابتدا میں انہوں نے بڑا زور دکھایا پھر سنجیدگی کا مظاہرہ بھی کیا لیکن محمد میاں کی دو تین تحریریں ہی پائے تھے کہ اسکے بعد اپنے نائب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین سے درخواست کر بیٹھے کہ شرک وبدعت کے تعلق سے میری جو تحریری گفتگو محمد میاں سے ہو رہی ہے اسکا بوجھ آپ اٹھالیں اسلئے کہ میں کافی مصروف ہوں۔
اب ان تینوں حضرات سے محمد میاں کی جو باتیں ہوئیں ان کی تفصیل آپ کے سامنے ہے۔ ان میں آپ ملاحظہ فرمائیں کہ محمد میاں تو شروع سے آخر تک اپنے موضوع سے سر مو بھی ہٹے نہیں ہیں جبکہ مولانا درانی اور شاہین صاحب دور از کار باتوں خصوصاً بریلویت، شیعیت اور احمد رضا احمد رضا کی رٹ لگاتے نظر آرہے ہیں حالانکہ محمد میاں باربار انہیں باور کرا رہے ہیں کہ آپ حضرات کو اگر بریلویت یا احمد رضا سے متعلق ہی گفتگو کا شوق ہے تو اسکے لئے بھی میں بچشم وسر حاضر ہوں لیکن پہلے شرک وبدعت کی گفتگو کو تو مکمل کرلیجئے، اس سلسلے میں میں جو سوالات قائم کر رہا ہوں ان کے جوابات تو عنایت کیجئے جیسا کہ میں آپ حضرات کے خطوط میں وارد ہونے والے ایک ایک سوال کا جواب دینے کی کوشش کر رہا ہوں، لیکن جہاں تک میری ایمان دارانہ رائے ہے حقیقت یہ ہے کہ درانی اور شاہین صاحب اس سلسلے میں کافی کمزور نظر آرہے ہیں اور محمد میاں کے سوالات پر کوئی توجہ نہیں دے رہے ہیں بلکہ ان کے خطوط پڑھ کر تو ایسا لگتا ہے جیسے یہ بھی بزبان شعر کہہ رہے ہوں کہ ؎

سخت بے چارگی کا عالم ہے کیا چھپائیں کسی سے کیا چوری

اور تو اور شرک وبدعت بھی بن چکے ہیں ہماری کمزوری

یا اگر اس سلسلے میں میں کچھ غلطی کر رہا ہوں تو قارئین خود ہی کتاب کا مطالعہ کرکے دیکھ لیں کہ واقعی یہ بات درست ہے یا نادرست، میں صحیح سمجھ سکا ہوں یا غلط؟ البتہ اس موقع پر اتنی وضاحت ضرور کرنا چاہوں گا کہ چونکہ مجھے وقت نہیں ملا کہ پوری کتاب پڑھ سکوں، اسلئے کہیں کہیں سے ہی

کتاب کا مطالعہ کر سکا ہوں۔ ہو سکتا ہے میری یہ رائے درانی اور شاہین صاحب سے ناانصافی پر مبنی ہو لیکن بہر حال فیصلہ قارئین کرام کے ہاتھ ہے۔ دوسری وضاحت یہ کہ محمد میاں نے جو کچھ لکھا یا کہا ہے یہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہے۔ لہذا انہوں نے اگر اس کتاب میں کچھ ایسی باتیں لکھ دی ہوں جو اہل سنت کے عقائد و نظریات سے متصادم ہوں تو حضرات علمائے اہل سنت پر ان کی جواب دہی کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی، محمد میاں خود اس کے ذمہ دار ہوں گے۔

طالب دعا فقیر محمد امداد حسین پیرزادہ

جامعہ الکرم، ایٹن ہال، ریٹفورڈ، نوٹنگھم شائر، یوکے

۱۲، ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ ء

چند گذارشات

(ا) آپ کے ہاتھوں میں موجود یہ کتاب شرک وبدعت کے تعلق سے مختلف نقطہ ء نظر کے حاملین کے درمیان ایک تحریری گفتگو ہے جس میں حسب وعدہ ہم نے فریقین کی تحاریر کو من وعن شامل کرنے کی کوشش کی ہے، الا یہ کہ اگر کہیں املے کی غلطی ملی ہے تو اسے درست کر لیا ہے، مثلاً "اہمد رضا اور تہدیث" کو صحیح املے کی صورت میں "احمد رضا اور تحدیث" لکھا ہے۔ کتاب کی اشاعت کے بعد ہم اسے شامل مقالہ مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی اور مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین کو اس لئے ارسال کریں گے کہ اس میں اگر ہم سے کچھ کمی بیشی ہوگئی ہو تو یہ حضرات انکی نشان دہی فرما دیں، ہم وعدہ کرتے ہیں کہ جیسے ہی یہ ہمیں کسی جگہ قطع وبرید یا حذف واضافے کی خبر دیں گے، ہم انکے خطوط سے اسے ملائیں گے، پھر شکایت صحیح ہوئی تو اپنی غلطی کو تسلیم کر لیں گے۔ اس شکایت کیلئے ہم ان حضرات کو ایک برس کا وقت دیں گے، ایک برس کے بعد انکی کوئی شکایت قابل قبول نہ ہوگی۔

اپنی تحریر میں ہم نے قصداً اور عمداً مردے کی تدفین کے بعد اسکے لئے کی جانے والی ایک نبوی دعا کا اضافہ اور گھر سے بھاگے ہوئے نوجوان مسلم بچوں اور بچیوں کے نکاح پڑھا دینے کے حوالے سے واقعات کی تفصیل میں کچھ زیادتی کی ہے تاکہ قارئین شش وپنج کا شکار نہ ہوں۔

رہ گئی بات مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی کی تو واضح ہو کہ ہم پہلے ہی ان کے خطوط کی فوٹو کاپیاں اور کتاب بذریعہ ء ریکارڈڈ ڈیلیوری انہیں روانہ کر چکے ہیں بلکہ دوبارہ بھی یاددہانی کرائی ہے، لیکن انہوں نے ہمیں قطعاً کوئی جواب ارسال نہیں فرمایا حتیٰ کہ ہمارا ٹکٹ لگا اور پتہ لکھا لفافہ بھی جوں کا توں واپس کر دیا یعنی سلام کا جواب تک نہیں دیا ہے، بلکہ اب تو مولانا درانی اور شاہین صاحب بھی اسی صف میں شامل ہو گئے

ہیں، لہذا ان حضرات کے اس انداز اظہار ناراضگی پر شکریے کے ساتھ اب ہم کہیں کہیں ان کے جواب میں قصداً اور عمداً چند جملوں کا اضافہ کر رہے ہیں تاکہ یہ کچھ تو بولیں منہ تو کھولیں۔

(۲) اپنے یا پرائے کسی شخص کو ہمارے خطوط کی فوٹو کاپیاں درکار ہوں تو ہم مہیا کرنے سے پس وپیش نہ کریں گے بشرطیکہ طالبین ڈاک اور فوٹو کاپیوں کا خرچ پیشگی روانہ کریں۔ واضح ہو کہ درانی اور شاہین صاحب نے تقریباً ۳۵ اور ۴۰ صفحات ہمیں لکھ بھیجے ہیں جبکہ ہم نے انہیں ۱۸۰ اور ۸۵ صفحات لکھے ہیں۔

(۳) ہماری تحریر کے جواب میں دنیا بھر سے کوئی بھی دوست کچھ لکھنا چاہیں تو ہمیں اس سے بڑی خوشی حاصل ہوگی، ہم ان سے گفت وشنید کر کے خوشی محسوس کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۴) اس کتاب میں آپ کو کچھ قطعات بھی ملیں گے، یہ قطعات یا تو مرحوم رئیس صاحب امروہوی کے ہیں یا انور صاحب شعور کے۔ ان میں ان کی اجازت کے بغیر کہیں کہیں حسب ضرورت ہم نے تصرف بھی کیا ہے جس کے لئے ہم شکریے کے ساتھ ان سے معذرت خواہ ہیں۔

(۵) ہم نے اپنی اس کتاب کا مسودہ عالم اسلام کی وجیہ شخصیت حضرت علامہ قمرالزماں خاں صاحب اعظمی کی خدمت میں پیش کر کے التجا کی تھی کہ اپنی صواب دید سے وہ اس پر اظہار خیال فرمائیں۔ از رہ شفقت آپ نے کرم تو فرمایا لیکن ساتھ ہی زبانی طور پر یہ بھی کہا کہ محمد میاں کی تحریر میں ذات باری تعالیٰ کے تعلق سے کچھ ایسے الفاظ آگئے ہیں جو ہم اہل سنت کے نزدیک قابل اعتراض ہیں۔ لہذا انہیں حذف کر دیا جائے تب ہی میری رائے کو کتاب میں شامل کیا جائے۔ لیکن ہم نے اپنے شریک مقالمہ حضرات سے چونکہ وعدہ کیا تھا کہ کسی کی تحریر میں حذف واضافہ نہیں کریں گے، اس لئے شش وپنج میں پڑ گئے کہ اب کیا کیا جائے؟ لے دے کے جو صورت مناسب سمجھی گئی وہ یہ ہے کہ حضرت علامہ قمرالزماں خان صاحب اعظمی کے اس خیال شریف کو کتاب میں درج کر کے حضرات علمائے اہل سنت سے درخواست کریں کہ وہ ہماری ہر چھوٹی بڑی غلطی کی ضرور ضرور نشان دہی فرمائیں تاکہ ہم اپنی غلطیوں پر مولیٰ رب تبارک وتعالیٰ سے معافی کے خواستگار ہو سکیں بلکہ ہم تو ابھی ہی اس کتاب میں موجود ہر چھوٹی بڑی غلطی سے توبہ کر کے مولیٰ تعالیٰ سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں، مولیٰ رب تبارک وتعالیٰ عفوو تواب ہے، وہ ہمیں ہماری ہر ہر غلطی پر معافی عطا فرمائے۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔

(۶) میں چونکہ عالم دین نہیں، اسلئے دینی مسائل کی پیچیدگیوں سے کما حقہ واقف نہیں، لہذا حضرت پیرزادہ امداد حسین صاحب ضیاء الکرمی اور حضرت علامہ قمرالزماں خاں صاحب اعظمی کے خیالات سے سو فیصد متفق ہوکر اعلان کرتا ہوں کہ منکرین فضائل رسالت سے گفت وشنید کے دوران اگر مجھ سے کوئی شرعی اور اسلامی غلطی ہوگئی ہو تو اسکا ذمے دار میں خود ہوں گا، حضرات علمائے اہل سنت اس کے جواب دہ نہ ہوں گے۔

(۷) قارئین کی تفہیم کیلئے عرض ہے کہ کتاب میں (مفہوم) تا تین نقاط--- مولانا صاحبان کی عبارات لکھی گئی ہیں پھر تین نقاط--- کے بعد میرا

جواب موجود ہے۔

(۸) مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی نے ہم سے تحریری وعدہ کیا تھا کہ کتاب کی اشاعت و طباعت کے اخراجات وہ خود ادا کریں گے۔ لہذا ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ قرآن و احادیث کی رو سے اپنا وعدہ پورا فرمائیں۔

(۹) مولانا! اندھے کی لاٹھی کی پہلی اشاعت ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۲۳ھ کو ہوئی جس کے فوراً بعد رجسٹری ڈاک سے یہ کتاب مولانا درانی اور شاہین صاحب کو بھیجی گئی لیکن ان حضرات نے آج تک اس کے حسن و قبح کے بارے میں ہمیں کچھ بھی نہیں لکھا ہے، نا معلوم کیوں؟

فقط محمد میاں مالیگ

بِسم اللہ الرّحمن الرّحیم

جن سوالوں پہ اضطراب میں ہے ملک و ملت کا ہر جوان و پیر

ان سوالوں پہ چپ ہیں اہل اللہ کتنے مردہ ہیں ان کے زندہ ضمیر

شرک کیا ہے

مولانا منظور احمد صاحب نعمانی کے صاحبزادے

مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی

سے شرک وبدعت کے عنوان پر

محمد میاں مالیگ

کی سنجیدہ مراسلت اپنے موضوع پر ایک دستاویز

ظلم بچے جن رہا ہے کوچہ وبازار میں عدل کو بھی صاحب اولاد ہونا چاہیئے

لاؤ تو قتل نامہ ذرا ہم بھی دیکھ لیں کس کس کا نام ہے سر محضر لکھا ہوا

ملاحظہ فرمائیے

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

تقریب

جنگ وجدل اور فتنہ وفساد کے اسباب کو یوں تو زر، زن اور زمین کے مثلث میں عام طور پر محصور کر دیا جاتا ہے جبکہ اس حقیقت سے شاید ہی کوئی عاقل انکار کر سکے گا کہ "گالی" بھی جنگ وجدل اور فتنہ وفساد کا ایک اہم ترین سبب ہے۔ بلکہ گالی تو فتنہ وفساد کا وہ موثر ترین سبب ہے کہ شاید ہی کبھی بے اثر ہوتا ہوگا، جبکہ زر، زن اور زمین سے کتنے ہی لوگ انبساط، راحت، فرحت افزاء غذائیں اور جنت نعیم تک حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اس حقیقت کے ذہن نشین کر لینے کے بعد یہ بھی جانتے چلیئے کہ کسی سچے مسلمان کے نزدیک اسے بلاوجہ ہی حرام کار، بدعتی، کافر یا مشرک قرار دے دینا بھی بہت بڑی گالی ہے۔ یعنی سچا مسلمان اس بات کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص بلاوجہ ہی اسے حرام کار، بدعتی، کافر یا مشرک قرار دے دے، اسلیئے کہ شرک وبدعت تو سچے مسلمان کے نزدیک بہت بڑے گناہ ہیں۔

اسلام کے مقابلے میں غیر مسلم اقوام خصوصاً یہود ونصاریٰ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ سے ہی برسرپیکار اور مائل بہ جدل چلے آئے ہیں، لیکن الحمدللہ۔ کہ اکثر وبیشتر بلکہ ہمیشہ مسلمان ہی غالب وبرتر رہے ہیں۔ خواہ یہ کم رہے ہیں یا زیادہ، کم زور رہے ہیں یا شہ زور۔ اس لئے یہود ونصاریٰ نے اس بات کی تفتیش شروع کر دی کہ ہر میدان میں ہم ہی کیوں مغلوب وخاسر رہتے ہیں، پھر کافی غور وخوض کے بعد انھوں نے جو نتیجہ اخذ کیا وہ یہ تھا کہ مسلمان ہمیشہ متفق ومتحد رہتے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے حرمت رسالت کے تحفظ کے لئے یہ کوئی بھی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرتے --------اس نتیجے پر پہنچنے کے بعد یہود ونصاریٰ نے اگلا قدم یہ اٹھایا کہ "دولت اور بادشاہت" دینے کا لالچ دیکر وہ ایسے مسلمان تلاش کرنے لگے جو حضور اشرف ﷺ کی ذاتِ پاک کو نزاعی بنا دیں۔ یعنی کچھ مسلمان تو انکے خداداد فضل وکمال کے مومن بنے رہیں لیکن کچھ منکر بھی ہو جائیں۔ ان ہی حقائق کی عکس بندی کرتے ہوئے علامہ اقبال نے یہود ونصاریٰ کی زبان میں کہا تھا:

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات اسلام کو حجاز ویمن سے نکال دو

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج ملا کو اس کے کوہ ودمن سے نکال دو

اب اسے مسلمانوں کی بدقسمتی کہا جائے یا قرب قیامت کی علامت کہ یہود ونصاریٰ کو ان کی خوش قسمتی سے ایسے مسلمان بہت سستی قیمت یعنی صرف دُنیوی دولت اور مکے مدینے کی بادشاہت کے عوض مل بھی گئے۔ ان مسلمانوں نے شرک فی الکلر (Colour)، شرک فی الوڈتھ (Width)، شرک فی اللینگتھ (Length) اور شرک فی الپرسن (Person) جیسے عجیب وغریب عناوین کے تحت حضور جانِ ایمان ﷺ کی کچھ ایسی صفاتِ مبارکہ کے اِقرار کو بھی شرک قرار دے دیا جو قرآن پاک کے مبرہن متن سے ثابت ہیں۔ ایسے ہی "بدعت" کے زیر عنوان ان لوگوں

نے کچھ ایسے اعمال کو "جہنم میں پہنچنے کا سبب" لکھ مارا جن سے حضور وسیلہء فتح وظفر شافع روز محشر ﷺ کی عظمت و سطوت کا اظہار ہوتا ہے۔

علم مومن کی میراث ہے۔ مسلمانوں نے ہمیشہ ہی اسے گلے لگائے رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے کتب خانوں میں ہزاروں ہزار بلکہ لاکھوں کروڑوں کتابوں کے انبار ہمیشہ موجود رہے ہیں، لیکن بایں ہمہ ان بے شمار کتابوں میں ایسی کوئی کتاب کہیں بھی اور کبھی بھی نظر نہیں آتی جیسی کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی "کتاب التوحید" یا شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی کی "تقویت الایمان" اور "تذکیر الاخوان" ہیں، ان میں مسلمانوں کو ایسے ایسے اعمال اور ایسے ایسے عقائد پر مشرک و بدعتی کہا گیا ہے جن سے حضور پاک ﷺ کی عزت و حرمت کا اظہار ہوتا ہے اور چودہ سو برس سے مسلمان جن عقائد اور جن اعمال پر کاربند چلے آرہے ہیں۔ لہذا یہود و نصاریٰ کے ذریعے ان منکرینِ فضائل رسالت اور ان کے متعلقین و موءیدین کو دنیوی دولتیں بھی ملنے لگیں اور بادشاہتیں بھی --------جن کے بل بوتے پر انہوں نے واقعی طور پر مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق پارہ پارہ ہوکر رہ گیا----- منکرینِ فضائل رسالت حضور سید کائنات ﷺ کو کتنا غیر اہم اور کس طرح بازیچہء اطفال سمجھتے ہیں اس کا اندازہ آپ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ ۱۹۸۹ء میں سلمان رشدی نام کے ایک شیطان صفت کمینے انسان نے "سٹانک وَرسز" لکھ کر مسلمانوں کے پیارے آقا ﷺ اور بزرگانِ دین کی نہایت ہی غلیظ الفاظ میں گستاخیاں کر ڈالیں۔ دراصل یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ نام نہاد علماء ہی نے اہانتِ رسول کر کر کے سلمان رشدی جیسے دریدہ دہنوں کے قلم کو تحریک دی ہے جو دولت کے لالچ میں زیادہ ہی گستاخیاں کر بیٹھا۔ لیکن دُنیا بھر کے ایک اَرب مسلمانوں کی آہ و بکا کے باوجود سعودی عرب کے بادشاہوں نے اس کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا، جبکہ اس واقعے سے آٹھ دس برس پہلے ہی وہ برطانیہ سے تحکمانہ انداز میں اِس لئے معافی منگوا چکے تھے کہ برطانوی ٹی وی نے "شہزادی کی موت" نامی ایک ایسی فلم ٹی وی سٹیشن سے ایک رات نشر کر ڈالی تھی جس سے سعودی حکومت کی توہین ہوتی تھی۔ پھر اس کے بعد یہ بھی ہوا کہ ۱۹۹۰ء میں اسلامی ممالک کے وزراء خارجہ کی سالانہ کانفرنس سعودی شہر طائف میں منعقد ہوئی، جس کے ایجنڈے میں دوسرے ۳۵ نکات تو موجود تھے، لیکن اُس وقت کے سلگتے ہوئے مسئلے "رشدی" کا کوئی تذکرہ نہ تھا، اِس لئے اپنی ناک کٹاتے ہوئے اس ایران کو اس کانفرنس میں شریک ہونا پڑا، جس کے چار سو حاجیوں کو سعودی عرب نے اِس لئے ہلاک کر دیا تھا کہ وہ حج کے موقع پر اسلام کے بہت بڑے دشمن امریکہ کے خلاف آواز بلند کر رہے تھے۔ کانفرنس میں ایران نے اسلامی وزراء خارجہ سے درخواست کی کہ رشدی کے مسئلے کو وزراء خارجہ کانفرنس میں بحث کا موضوع ضرور بنایا جائے۔ لیکن سعودی عرب کے وزیر خارجہ نے اس سے یوں کہہ کر معذرت کرلی کہ "چونکہ ہم عالم دین نہیں ہیں اِس لئے اِس مسئلے پر کچھ نہیں بول سکتے، ہاں! علماء کو چاہئے کہ وہ ضرور اس مسئلے پر روشنی ڈالیں"۔ لیکن وقت کا کتنا بڑا المیہ ہے یہ کہ اس کے باوجود سعودی علماء نے اس سلسلے میں کوئی لب کشائی نہ فرمائی، بلکہ سر پیٹ لینے ہی کی بات ہے کہ اس کے بعد "امام کعبہ" نے شیفیلڈ کی "توحید و سنت کانفرنس" میں پانچ لاکھ روپئے فی ہفتہ خرچ کر کے رشدی کو تحفظ دینے والے برطانیہ کی ان الفاظ میں تحسین کی کہ "برطانیہ بہت اچھا ملک ہے۔ لہذا اے مسلمانو! تم یہاں علم حاصل کرو۔" حالاں کہ یہ وہی برطانیہ ہے جو آج بھی علی الاعلان کہہ رہا ہے کہ "ہمارا ہر ہم وطن آزاد ہے۔ اِس لئے وہ

پیغمبرانِ اسلام کے بارے میں جو بھی اچھا یا برا خیال ظاہر کرنا چاہے کر سکتا ہے، کوئی طاقت اور کوئی بھی قوت اُسے روک نہیں سکتی۔" (اگرچہ عیسائیت کے تعلق سے ایسی آزادیء خیال واظہار پر پابندی ہے)۔

پھر ابھی ابھی خلیجی جنگ کے موقع پر ساری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات کے بر خلاف سعودی عرب نے اِسلام کے سب سے بڑے دشمن امریکہ کے فوجیوں کو جملہ لوازماتِ شراب نوشی و خنزیر خوری اور بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دورانِ جنگ فاحشہ عورتوں کے وسیع طائفے کے ہمراہ سرزمینِ حجاز پر مدعو کر کے دنیا بھر کے مسلمانوں کی جو ناراضگی مول لی ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ لیکن اسے کیا کہا جائے کہ منکرینِ فضائلِ رسالت" شرک" کا قلع قمع کرنے کی بین الاقوامی ٹھیکیداری اب بھی سعودی عرب کو ہی زیبا گردانتے ہیں۔

سعودی عرب کے ان اسلام سوز اقدامات پر جن لوگوں نے احتجاج کیا اُن میں مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی بھی شامل ہیں۔ روزنامہ "جنگ" لندن میں موصوف کا احتجاجی مراسلہ پڑھنے کے بعد لیسٹر کے مولانا عبدالرحمن صاحب نے جواب لکھا کہ (مفہوم) سعودی عرب خادم دین اسلام ہے، اس کی اسلامی خدمات قابل تحسین ہیں، پھر رد شرک وبدعات میں وہاں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم سعودی عرب کی مذمت سے باز رہیں۔" ... وغیرہ۔ مولانا عبدالرحمن کا یہ مکتوب "جنگ" میں سنبھلی صاحب کی نظر سے گذرا تو انھوں نے حضرت علامہ اقبال کے اشعار کی روشنی میں "غیر مسلموں کے سامنے گدائی کا کاسہ پھیلا کر بادشاہت کی بھیک مانگنے" کی مذمت تو کر ڈالی، لیکن عبدالرحمن صاحب نے شرک وبدعت کے بارے میں جو بیان دیا تھا، علامہ اقبال کے اشعار کی روشنی میں اس کے بارے میں کچھ کہنے سے قصداً گریز فرمایا۔

مجھے چوں کہ شرک وبدعت کے موضوع سے تھوڑی سی دلچسپی ہے اِس لئے میں نے "بولہبی" کے عنوان سے سعودی عرب کے بادشاہوں کے نظریہء شرک وبدعت کے خلاف علامہ اقبال کے اشعار کی روشنی میں ہی ایک خط "جنگ" لندن کو لکھ بھیجا لیکن "جنگ" والوں نے اسے شائع نہ کیا۔ میں چوں کہ ہفت روزہ "راوی" بریڈفورڈ میں سنبھلی صاحب کی تحریریں پڑھتا رہا تھا، اس لئے "راوی" سے تعلق ہونے کے سبب میں نے بسم اللہ پڑھ کر مدیر "راوی" کو تکلیف دے دی کہ وہ میرا خط سنبھلی صاحب تک پہنچا دیں۔ میں مدیر "راوی" شیخ مقصود الٰہی صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے زحمت فرمائی اور سنبھلی صاحب سے میرا رابطہ قائم کر دیا۔

اِتنی وضاحت کے بعد "پھر کیا ہوا؟" یہ آپ میری اور سنبھلی صاحب کی تحریری بات چیت پڑھ کر معلوم کر لیجئے، اور ہو سکے تو شرک و بدعت سے متعلق آپ کے خزانہء معلومات میں اگر کچھ سرمایہ موجود ہو تو اس سے مجھے بھی متنفع فرمائیے، میں آپ کا شکر گذار ہوں گا، اور انشاء اللہ تعالیٰ اگر میری اپنی فہم غلط ثابت ہوئی تو حق و صواب کی حمایت سے گریز بھی نہ کروں گا۔

محمد میاں مالیگ ,Seymour Rd, Oldbury 35

.B69 4EP, U.K

مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی سے سلسلہ مراسلت

یوِ لہی

محمد میاں مالیگ کا وہ خط جسے جنگ لندن نے اپنے صفحات میں جگہ نہ دی تو مجبورا محمد میاں نے اسے مدیر راوی شیخ مقصود الہی کے توسط سے مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی تک پہنچایا اور پھر جو اس سلسلہ ء مراسلت کی پہلی کڑی بنا۔

مکتوب 1:

ض

‹۸٦

۱۲ نومبر ۱۹۹۰ء

۹ نومبر کے جنگ لندن میں خلیجی مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے محترم عتیق الرحمن صاحب سنبھلی نے لیسٹر کے عبدالرحمن صاحب کے جواب میں مولانا محمد علی جوہر کے ایک اقدام پر حضرتِ اقبال کے حوالے سے جو یہ بات لکھی ہے وہ واقعی ہر درد مند مسلمان کے دل کو لگ جاتی ہے کہ دیں ہاتھ سے دے کر دُنیا خریدنے والوں کی حمایت تو وہی لوگ کر سکتے ہیں جو دینی بصیرت و بصارت دونوں سے محروم ہو چکے ہوں۔ لیکن گفتگو کے دوسرے پہلو "شرک" سے متعلق معلوم نہیں کیوں سنبھلی صاحب نے علامہ اقبال کے خیالات سے چشم پوشی اختیار کر لی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جیسے ہی علامہ اقبال کو معلوم ہوا کہ سعودی عرب کے بادشاہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسلمان رسول پاک ﷺ کی پوجا کرتے ہیں تو اپنی فطری جبلت کے تحت فوراً ہی کہا تھا کہ ۔

سجودے نیست اے عبدالعزیز ایں بروبم از مژہ خاکِ درِ دوست

جس کا صاف اور واضح مطلب سِوائے اس کے اور کیا ہے؟ کہ مسلمانوں کو مشرک ہرگز ہرگز نہ قرار دیا جائے۔ لیکن اِس کا کیا کیا جائے کہ شاہ سعود اور ان کے اذناب اب بھی یہی کہتے ہیں کہ مسلمان رسولِ پاک ﷺ کے بارے میں ایسے ایسے خیالات رکھتے ہیں کہ جن کو سن کر ان کی روح کانپ کانپ جاتی ہوگی، بلکہ کچھ سرپھرے تو یہاں تک بکواس کر ڈالتے ہیں کہ مسلمان حضور ﷺ کو خدا سے بھی بڑھا دیتے ہیں۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین کے تحت یہ لوگ یہ کہتے بھی نہیں تھکتے کہ غیراللہ کی عبادت کرنا، غیراللہ کو پکارنا اور غیراللہ سے مدد مانگنا شرک ہے۔ لیکن آج خود کعبۃ اللہ شریف میں اللہ کو چھوڑ کر امریکہ کو مدد کے لئے سعودی حکومت کے پکارنے پر بھی یہ لوگ یہی کہے جا رہے ہیں کہ اگر مکے اور مدینے میں سعودی حکومت نہ رہی تو پھر پہلے کی طرح حضور ﷺ کی پوجا شروع ہو جائے گی تو کیا دُنیا میں کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ مسلمانوں نے مردہ مخلوق کی پوجا کو تو شرک سمجھا ہو لیکن زندہ مخلوق کی عبادت دھڑلے سے کی ہو؟ جواب آپ کا اگر نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہی ہونا چاہئے تو پھر اس آزار کا آپ کے پاس کیا علاج ہے؟ کہ ایک طرف تو یہ لوگ ایک ہی سانس میں یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ غیراللہ کی عبادت کرنا، غیراللہ کو پکارنا اور غیراللہ سے مدد مانگنا شرک ہے لیکن دوسری طرف عمل ان کا یہ ہے کہ سعودی حکومت کو بچانے کے لئے یہ زندہ بش اور زندہ تھیچر کو پکارنے اور اُن سے مدد لینے کے جواز کے فتوے بھی دے رہے ہیں اور صرف مرحومین سے مدد لینے کو شرک قرار دینے پر اکتفا کر رہے ہیں۔ حالانکہ اِس نکتہ ء نظر سے تو زندہ بش اور زندہ تھیچر کی عبادت بھی جائز ہو جاتی ہے، کیا نہیں؟۔ دراصل علامہ اقبال ایک ایسے مردِ قلندر تھے جو سچ بات کہنے میں کسی سے مرعوب نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ کانگریسی علماء نے مولانا ابوالکلام آزاد کو "امام الہند" کہنے پر جب زیادہ زور دیا تو علامہ ہی بولے تھے ۔

قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے

اسکو کیا جانیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام

ایسے ہی ہندوستان کے ایک معروف عالم دین نے مقام محمد عربی ﷺ کے بارے میں کوئی ناگوار بات کہی تو علامہ اقبال نے انھیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ۔

سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن ست چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی ست

بمصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

اپنے اِن اشعار میں حضرت علامہ نے محمد عربی ﷺ کو نہ صرف "دیں ہمہ اوست" بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ انکے مقام کا انکار تمام بولہبی ہے۔ پھر علامہ اقبال ہی کیا ساری اُمت بلکہ قرآن و سنت بھی ہمارے آقا ﷺ کو "دیں ہمہ اوست" ہی قرار دیتے ہیں لیکن اِس بات کا رونا مسلمان کہاں جاکر روئیں؟ کہ مکے اور مدینے کے موجودہ بادشاہ انہی "دیں ہمہ اوست" کے دشمنِ جاں بنے ہوئے ہیں۔ اِس موقعے پر آپ کا ماتھا ٹھنکا ہوگا کہ خادم الحرمین اور پاسبانِ حرم کو ہم نے حضور ﷺ کا دشمنِ جاں کیسے لکھ دیا؟ تو میرے دوست! مکے اور مدینے کے ان بادشاہوں کو آپ

حضور اقدس ﷺ کا دشمن نہ کہیں گے تو پھر کیا کہیں گے؟ جنہوں نے مسجد نبوی شریف کے در و دیوار سے دلائل الخیرات شریف اور قصیدہء بردہ شریف کو تو نہ صرف کھرچ ڈالا، بلکہ کنزلایمان اور خزائن العرفان نامی ان ترجمہ وتفسیرِ قرآن کے سعودی عرب اور کویت میں داخلے پر پابندی بھی لگادی بلکہ فتوے شائع کئے کہ یہ قرآنی ترجمہ وتفسیر جہاں بھی ملیں انہیں جلا دیا جائے حالانکہ ان کے بین السطور مکمل متنِ قرآن شریف موجود ہے۔ کیوں؟ وجہ صرف یہ تھی کہ ان میں جنابِ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے فضائل و محامد بیان کئے گئے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف مکے مدینے کے انھیں بادشاہوں کے کرتوت یہ ہیں کہ انہوں نے رشدی اور سٹانک ورسز کے خلاف نہ صرف یہ کہ کوئی احتجاج نہ کیا نہ فتوے دیئے بلکہ انکے پیسوں سے اس کتاب کی اشاعت ہوتی رہی۔ پھر اتنا ہی نہیں بلکہ اس پر طرہ یہ کہ ان لوگوں نے اِس برطانیہ کو بہترین، آزمودہ اور قابلِ اعتماد دوست قرار دے دیا جو علی الاعلان یہ کہہ رہا ہے کہ ہمارا ہرایرہ غیرہ نتھو خیرہ شہری آزاد ہے۔ اِس لئے وہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مشاہیرِ اسلام کے بارے میں جیسے بھی گندے یا اچھے خیالات چاہے ظاہر کر سکتا ہے اُسے کوئی بھی روک اور ٹوک نہیں سکتا۔ توکیا ان کی یہ حرکات ان کے دشمنِ رسول ہونے کا واضح اور بین ثبوت نہیں؟

۱۲ نومبر ۱۹۹۰ء محمد میاں مالیگ

جوابِ مکتوب 1:

ض

۲۳ نومبر ۱۹۹۰ء

محترم جناب محمد میاں صاحب مالیگ! سلام مسنون

ایڈیٹر راوی شیخ مقصود الٰہی صاحب کا مرسلہ آپ کا مراسلہ مجھے مِل گیا۔ میں نے اقبال کے اشعار کا حوالہ اِس لئے دیا تھا کہ میرے اپنے دل اور ذہن وفکر کی بات اِن اشعار میں بڑے موء ثر پیرائے میں ادا ہوئی تھی۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ چونکہ اقبال نے کہی ہے اِس لئے وہ حجت ہے۔ اِس لئے کہ اقبال کے یہاں بہت سی باتیں ایسی ملتی ہیں جن سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا اور واقعہ یہ ہے کہ شاعری میں، جوکہ اصلاً جذبات کی ترجمان ہوتی ہے، شرعی حدود وقیود کی پوری رعایت یوں بھی آسان نہیں ہوتی۔ آپ نے پتہ نہیں کیوں کر سمجھ لیا کہ میں اقبال کی ہر بات کا قائل ہوں۔ اقبال توکجا میں تو اللہ ورسول ﷺ کے سِوا کسی کی بھی ہر بات کا قائل ہونا ضروری نہیں سمجھتا۔ اُنہی کے ارشاد کے مطابق جس کی بات ہو وہ سر آنکھوں پر، اور مطابق نہ ہو تو میرے مشائخ واکابر نے بھی اگر بشری بھول چوک سے ایسی بات کہہ دی ہو تو میرے لئے جائز نہ ہوگا کہ میں اُن کی بات کو سند بناوں۔

محترم مالیگ صاحب! اللہ تعالےٰ ہمت دے توگروہی تعصب سے اپنے آپ کو بلند کیجئے۔ سعودیوں کے خلاف آپ جو کچھ لکھا کرتے ہیں، اور وہی سب آپ نے اس مراسلے میں لکھا ہے، افسوس ہے کہ اُس میں آپ کی گروہ بندانہ پرخاش بری طرح سامنے آتی ہے۔ امریکہ سے اُن کی قربت ویگانگت اور "استعانت" پر میں بھی اُن سے ناراض ہوں۔ اور اسقدر کہ باوجود بنیادی طور پر ان کا ہم عقیدہ ہونے کے مجھے ان پر اسقدر سخت کھلی تنقید کرنے میں بھی باک نہیں ہوتا کہ جو آپ کے لئے نہایت مسرت بخش ہوئی۔ مگر کسی سے ناراضگی کا یہ مطلب تو نہیں ہونا چاہئے کہ اُلٹی سیدھی ہر طرح کی باتیں اُس کے ذمے لگا دی جائیں۔ امریکہ سے مدد مانگنے کو شرک کہنا ایک اسی طرح کی افسوسناک بات ہے۔ ہاں اگر آپ عالم نہیں ہیں تو پھر ایک عامی کیلئے ایسی باتیں معاف ہیں (معاف فرمائیں مجھے آپ کے عالم ہونے نہونے کا علم نہیں) بہر حال میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کو گروہ بندانہ تعصب سے بیحد نقصان پہنچ چکا ہے۔ گروہوں اور جماعتوں کے لئے تعصب چھوڑ کر خالص اور بے لاگ حق پرستی ہمیں ایک دوسرے کے قریب لا سکتی ہے۔ اور اس کی ہمیں بیحد ضرورت ہے۔ ورنہ ہم جس طرح دُنیا میں ذلیل ہو رہے ہیں اس طرح برابر ہوتے رہیں گے۔ اور ایک دوسرے سے لڑتے رہیں گے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو سب کو اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں بے لاگ حق پرستی کی توفیق دے آمین۔

والسلام عتیق الرحمن سنبھلی ۲۳ نومبر ۹۰ء

پس نوشت:

یہ آپ سے کسی نے غلط کہہ دیا ہے کہ "قوموں کی امامت" والا شعر اقبال نے مولانا آزاد کے لئے کہا تھا۔ اور بالفرض آپ کی بات صحیح ہو تو میرے نزدیک نہایت قابلِ افسوس ہے کہ اقبال جیسا بلند مرتبہ انسان اپنے ایک ہم مرتبہ معاصر کو اس طرح کی ہجو کا نشانہ بنائے۔

مکتوب 2:

ض

۸۶،

منگل یکم جنوری ۹۱ء

مکرمی و محترمی جناب مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی! سلام مسنون

مدیر راوی جناب مقصود الٰہی شیخ کا مرسلہ آپ کا جواب مجھے مل گیا ہے۔ میں نے تو میرے بھائی! آپ کا پتہ معلوم نہ ہونے کے

سبب راوی کے معرفت آپ تک اپنے خیالات کی ترسیل کی تھی۔ لیکن آپ نے نمعلوم کیوں مجھے براہِ راست مخاطب کرنے سے گریز فرمایا ہے۔ رئیس امروہوی کی ایک رُباعی کے مطابق کہیں ایسا تو نہیں کہ ۔

جو بیج بوئے تھے قدرت نے ان زمینوں میں اب ان کی قدر نہیں ہے فلک نشینوں میں

رہے جو اہل حکومت کے نکتہ چینوں میں شمار ان کا ہوا احمق الذینوں میں

میرے مراسلے بلکہ مراسلات کے مطالعے کے بعد آپ نے گروہی افتراق وانتشار اور اتحاد و اتفاق کے نقصانات و برکات پر بڑی دل سوزی سے چند سطریں لکھی ہیں اس لئے دل تو یہی چاہتا تھا کہ بات کو طول نہ دیا جائے۔ لیکن خط پورا کر لینے کے بعد آپ کے پس نوشت نے برانگیختہ کر رکھا ہے کہ دو باتیں آپ سے کر ہی لوں تاکہ ارمان پورا ہو جائے اور دل کی حسرت نکل ہی جائے ------------ میرے محترم! اپنے جواب میں آپ نے اپنے آپ کو سعودیوں کا ہم عقیدہ لکھا ہے۔ اور آپ کو پتہ ہے کہ مجھے سعودیوں سے شکوہ ہی یہ ہے بنیادی طور پر کہ یہ لوگ حضور سید کائنات ارواحنا فداہ ﷺ کی گستاخی و توہین پر تو کچھ نہیں بولتے لیکن اپنی یا اپنے کنبے کی توہین پر مطلق چپ نہیں رہتے۔ اب اسکو اتفاق کہا جائے یا سعودیوں سے آپ کی قدرِ مشترک؟ کہ آپ نے بھی سعودی عرب کے چپے چپے سے دلائل الخیرات یا قصیدہء بردہ شریف کے محو کئے جانے، رشدی کے معاملے میں ان کے چپ رہنے اور شہزادی کی موت نامی فلم کی نمائش پر سعودی عرب کے برطانیہ سے سفارتی تعلقات ختم کر لینے کی دھمکیاں وغیرہ دینے پر تو کچھ نہیں لکھا ہے لیکن اپنے ممدوح مولانا ابوالکلام آزاد کے بارے میں میرے ایک معمولی سے انکشاف پر آپ کے ماتھے پر شکن آگئی ہے اور آپ نے اقبال پر تاسف کا اظہار فرما ڈالا ہے -----یا-----حضور جانِ ایمان ﷺ کے بارے میں سعودی عصبیت --------(۱) مسلمان حضور ﷺ کی پوجا کرتے ہیں------------ (۲) مسلمان حضور ﷺ کو خدا سے بڑھا دیتے ہیں-------پر تو آپ چپ رہے، لیکن سعودیوں کو------(۱) حضور سید عالم ﷺ کا دشمنِ جاں اور------(۲) زندہ بش اور زندہ تھیچر کا عابد--------قرار دینے پر مجھے بری طرح سعودیوں سے گروہی عصبیت رکھنے والا اور اُلٹی سیدھی باتیں ان کے ذمے لگا دینے والا قرار دے ڈالا ہے۔ حالانکہ -----------۳ اگست ۹۰ء کے جنگ نے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری کے قلم سے فارقِ حق و باطل سیدنا عمر بن خطاب ص کے یہ اقوال بھی شائع کئے ہیں کہ "ایمان والے مخالفینِ خدا و رسول د و ﷺ سے دوستی نہیں کر سکتے اگر چہ وہ ان کے ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں"۔ نیز یہ کہ "کسی کی دینداری پر اعتماد اُس وقت ہی کیا جا سکتا ہے جبکہ طمع کے وقت اُسکو آزما لیا جائے۔ ---------" تو اِن آئینوں میں اگر میں میرے بھائی! ان سعودی یا کویتی بادشاہوں کو ہدفِ تنقید بناتا ہوں تو کیا برا کرتا ہوں جو رشدی اور اسرائیل جیسے کمینوں کو دودھ پلانے والے امریکہ اور برطانیہ کو تو اپنا قابلِ اعتماد، آزمودہ اور بہترین دوست قرار دے رہے ہیں، لیکن مسلمان کہلانے والے صدام حسین کے ساتھ بیٹھنے یا بات چیت کرنے سے انکار کرتے یا یہ کہتے ہیں کہ "پہلے کویت کا مسئلہ حل کیا جائے پھر فلسطین (مسجدِ اقصیٰ؟) کا۔" کیوں؟ اِس لئے اور صرف اسلئے کہ صدام حسین نے سعودی عرب کے رشتے داروں سے کویت کی حکومت چھین لی ہے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ ۔

گر شمس و قمر کو کوئی ہاتھوں میں اٹھالے اور دولت کونین کو دامن میں چھپالے

پھر ایک مسلمان سے پوچھے کہ تو کیا لے نعلین محمد کو وہ آنکھوں سے لگالے

ان کے فرماں رد کریں ہم سروری کے واسطے؟ سنتیں اچھی ہیں پیارے سروری اچھی نہیں

آپ نے اللہ و رسول د وﷺ کے مقابلے میں اقبال تو کیا کسی کی بھی بات نہ ماننے کی بڑی عمدہ بات کہی ہے۔ اِس لئے میں نہایت ہی موء دبانہ طور پر آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا قرآن وحدیث میں غیراللہ کی عبادت کرنے، غیراللہ کو پکارنے اور غیراللہ سے مدد حاصل کرنے یا غیرللہ۔ کے لئے غیراللہ کی مدد کرنے کا حکم موجود ہے؟ اگر ہے تو میرا خیال ہے کہ سب ہی جائز ہوں گے۔ نہ ہو تو سب ہی ناجائز ہوں گے۔ لیکن اگر عبادت کا حکم تو نہ ہو مگر پکارنے اور مدد کرنے یا مدد حاصل کرنے کا حکم ہو تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ عبادت تو ناجائز ہوگی لیکن پکارنا یا مدد حاصل کرنا جائز ہوگا۔ لہذا اُمید ہے کہ آپ میرے ذہن میں اُبھرے ہوئے اِس اشکال کو زائل فرمانے کی زحمت ضرور گوارا فرمائیں گے کہ مردہ بش اور مردہ تھیچر کی عبادت کیوں ناجائز اور زندہ بش یا زندہ تھیچر کی عبادت کیوں جائز ہے؟ یا زندہ آدمی کو پکارنا یا زندہ آدمی سے مدد حاصل کرنا تو جائز لیکن مردہ کو پکارنا یا مردہ آدمی سے مدد حاصل کرنا کیوں ناجائز ہے؟ یہ سوال میں نے دوبارہ اسلئے کیا ہے کہ آپ اپنے آپ کو ان سعودیوں کا ہم عقیدہ کہتے ہیں جنکے مذہب کی بنیاد ہی اِس عقیدے پر قائم ہے کہ جیسے غیراللہ کی عبادت شرک ہے ویسے ہی غیراللہ کو پکارنا اور غیراللہ سے مدد حاصل کرنا بھی شرک ہے۔ آپ کے جواب سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ آپ واقعی اللہ و رسول د وﷺ کے مقابلے میں سعودیوں کی بات مانتے ہیں یا نہیں؟ یعنی غیراللہ کی عبادت، غیراللہ کو پکارنے اور غیراللہ سے مدد مانگنے کو بیک زبان شرک سمجھتے ہیں یا نہیں؟ ------------مرادآباد کا کوئی ظالم، سنبھل کے کسی خاندان کے ایک فرد کو چھوڑ کر باقی تمام افراد کو بلا وجہ قتل کر ڈالے پھر بھی مرادآباد کے اس ظالم کے خاندان کا ایک فرد یہ سمجھے کہ اگر میں اپنے خاندان کے اس ظالم کی مذمت میں صرف ایک بیان اخبار جنگ میں دے دوں تو اس سے صدموں سے چور سنبھلی خاندان کا بچا ہوا شخص بڑی ہی مسرت محسوس کرے گا، یہ بات اگر قابلِ قبول ہو پھر تو بیشک میرے بھائی! آپ سمجھتے رہیں کہ ہم رسول پاک ﷺ کے فضائل و کمالات کے دشمن بلکہ اپنے پیسوں سے سٹانک ورسز کی اشاعت کروانے والے سعودی اور کویتی حکمرانوں کی مذمت میں جنگ میں شائع ہونے والے آپ کے ایک مراسلے سے بڑے خوش ہوئے ہیں لیکن یہ بات اگر ایک سلیم و فہیم شخص سوچ بھی نہیں سکتا تو پھر آپ بھی اپنی اس غلط فہمی کو دور کر لیجئے کہ ہم حضور سرورِ کائنات ارواحنافداہ ﷺ سے اپنی عقیدتوں اور محبتوں کے تاج محل کو چکنا چور کر دینے والے ظالم سعودیوں اور کویتیوں کی مذمت میں جنگ میں شائع ہونے والے آپ کے ایک خط سے حد سے زیادہ مسرُور ہوئے ہیں۔ ہاں! آپ کے خط کو ہمارے زخموں کا مرہم اور سعودی زہر کا تریاق ضرور قرار دیا جا سکتا ہے۔ کاش! خدا ہمیں درج ذیل شعر کا مصداق بنا دے ؎

مدحِ نبی کریں گے کہ یہ ہے سرشت میں ہم کو جگہ ملے نہ ملے گو بہشت میں

اپنی گفتگو کو ختم کرتے ہوئے یہ وضاحت بھی کرتا چلوں کہ معروف معنوں میں میں عالم نہیں ۔ یعنی کسی دینی مدرسے سے فارغ نہیں ۔ لیکن اگر ہوتا اور پھر بھی سعودیوں کو امریکہ وغیرہ غیراللہ سے مدد مانگنے پر مشرک قرار دینے کا مطالبہ کرتا تو برائے مہربانی تحریر فرمائیے کہ پھر میرے لئے شریعت کا کیا حکم ہوتا؟ اسلئے کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک آدمی کیلئے ایسے (عام) خیالات معاف ہیں ۔ اپنے خیالات کو آپ تک پہنچانے میں مجھ سے کچھ گستاخی ہوگئی ہو تو اسکی پیشگی معافی مانگے لیتا ہوں ۔

منتظر جواب محمد میاں مالیگ یکم جنوری ۱۹۹۱ء منگل

جوابِ مکتوب 2:

ض

باسمہ سبحانہٗ وتعالےٰ

۶جنوری ۱۹۹۱ء

محترم جناب محمد میاں صاحب مالیگ! سلام مسنون

آپ کا دوسرا گرامی نامہ موصول ہوا۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ کے پہلے مکتوب کے جواب میں گروہ بندانہ تعصب سے بلند ہونے کی جو دردمندانہ گذارش میں نے کی تھی وہ اگر چہ کما حقہ کارگر نہوئی ۔ مگر ایسا بھی نظر نہیں آتا کہ بالکل رائیگاں گئی ہو۔ بظاہر اس گذارش کا اثر آپ نے کچھ نہ کچھ ضرور لیا ہے ۔ اگر میرا یہ خیال صحیح ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکر ہے ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب غلامانِ مصطفٰے ﷺ کو یہ ہمت دے کہ ہم مسلکی اور گروہی لگاوٹوں اور رکاوٹوں سے اُوپر اُٹھ کر محض آپ ﷺ کے لائے ہوئے حق کی نگاہ سے معاملات کو دیکھیں اور اسکی برکت سے ایک دوسرے کے قریب آئیں ۔ یہ ایک دوسرے کو پھاڑ کھانے والی کیفیت کا اس وقت کا منظر بہت ہی نادیدنی اور تمام گروہی اور مسلکی عصبیتوں کا نتیجہ ہے ۔

مجھے آپ کے جواب میں اس وقت اصلاً صرف اتنی بات لکھنی ہے کہ اگر آپ واقعی نہیں جانتے کہ مردہ شخصیتوں اور زندہ شخصیتوں سے مدد مانگنے میں فرق ہے ۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ مدد مانگنے کے دو دائرے ہیں ایک اسبابی دائرہ اور دوسرا غیر اسبابی دائرہ ۔ اسلام کے کسی مکتبِ فکر میں اسبابی دائرے کی مدد غیراللہ سے مانگنا توحید کے خلاف اور شرک کا ہم معنیٰ نہیں سمجھا جاتا۔ اختلاف اگر ہے تو غیر اسبابی دائرے میں ہے ۔ جو شخصیت بھی اس ناسوتی زندگی سے گذر گئی چاہے وہ انبیاء واولیاء ہوں یا کوئی اور، ظاہر ہے کہ اسکی طرف سے اسبابی راستے سے کسی کی

مدد کرنے کا سوال باقی نہیں رہتا۔ اس سے اگر مدد مانگی جائے گی تو لازماً یہ عقیدہ یا خیال اُسکے بارے میں ہوگا کہ اُسے غیر اسبابی راہ سے بھی مدد کرنے پر قدرت ہے۔ اور یہیں سے اختلاف پیدا ہو جاتا ہے کہ آیا اللہ تبارک وتعالےٰ کے سوا کسی اور کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھا جا سکتا ہے؟ اور عقیدہ توحید پر اس سے کوئی آنچ نہیں آتی؟ رہا اسبابی دائرے میں مدد مانگنا تو انسانی زندگی میں اسکے بغیر گذر کا تصور ہی مشکل ہے۔ انسان کو جو مدنی الطبع (متمدن جاندار) مانا گیا ہے اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم فطرت کے اعتبار سے ایک دوسرے کی مدد کے محتاج ہیں۔ ایک دوسرے سے بے نیاز ہو کر نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ آپ مجھے خط بھجوانے کے لئے شیخ مقصود الٰہی صاحب سے مدد مانگتے ہیں تو اگرچہ میں "غیراللہ سے مدد مانگنے" کا قائل نہیں ہوں، مگر مجھے اس بات کا وہم بھی اس موقع پر نہیں ہوتا کہ آپ معاذاللہ شرک کے مرتکب ہوئے۔ بلکہ کسی سعودی اور نجدی سے بھی اگر آپ اسبابی دائرے کی مدد مانگیں تو وہ آپ کی مدد کرے یا نہ کرے آپ کے سوال کو شرک ہرگز قرار نہیں دے گا۔ اس لئے اگر آپ سعودی حضرات کی امریکہ و برطانیہ سے مدد خواہی پر شرک کا الزام انھیں ایک گروہ بندانہ جذبے سے بدلہ چکانے کیلئے نہیں دے رہے تھے۔ تو یہ یقیناً ایک غلط فہمی اور مغالطے کی بات تھی۔ اور اب یہ غلط فہمی ختم ہو جانی چاہیئے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ سعودی چاہے جتنے بھی اور بڑے گناہ کر لیں مگر شرک شاید اُن سے کبھی نہ ہو سکے گا۔ اِس لئے کہ اُن کی توحید بڑی پختہ ہے۔

ہم لوگ بھی جو بنیادی طور پر (نہ کہ تفصیلات میں) توحید اور شرک کی بابت سعودی حضرات کے ہم عقیدہ ہیں، تفصیلات میں بعض جگہ اُن کے رویے کو غلو پر محمول کرتے اور ناپسند کرتے ہیں لیکن جب یہ سوال سامنے آتا ہے کہ یہ غلو بہتر ہے یا وہ غلو جو سعودی حکومت سے پہلے اس کا شانہء توحید میں برپا تھا؟ تو ہمیں سعودی غلو کو ترجیح دینا پڑتی ہے۔ کہ اس میں اسلام کا بنیادی عقیدہ -----توحید----- تو بہر حال محفوظ ہے۔ ورنہ اس سرزمینِ مقدس پر بھی وہی سب، بلکہ اس سے بھی زیادہ دیکھنا پڑتا جو آج ایران اور عراق میں دیکھنا پڑتا ہے۔ اور ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

بہر حال آپ اگر توحید و شرک کے بارے میں یا سعودی عقیدے یا رویے کے بارے میں اپنے خیالات ہی کو صحیح سمجھتے ہیں تو مجھے اس سے کوئی بحث مقصود نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ دین کا بنیادی مسئلہ اور نجاتِ اُخروی کا مدار ہے اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو فیما بینہٗ و بین اللہ ہر طرح اطمینان کرنا چاہیئے کہ وہ خالص حق کی پیروی کر رہا ہے نہ کہ کسی گروہ اور مسلک کی۔

آپ نے جو باتیں بقولِ خود حسرت نکالنے کیلئے لکھی ہیں اُن کے بارے میں میں کیا عرض کروں۔ دو باتیں البتہ کہتا ہوں۔ (۱) مجھ ناچیز نے رشدی فتنے کے سلسلے میں جو کچھ اپنی بساط بھر کیا ہے اُس سے برطانیہ میں بہ مشکل ہی کوئی شخص ناواقف ہوگا اور میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں میرا کتابچہ

" سٹانک ورسز کے خلاف ہماری تحریک" آپ کی نظر سے ضرور گذرا ہوگا۔ اُس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ میں نے سعودی حکومت کے بارے میں

کیا لکھا ہے۔ الحمدللہ۔ کہ اُن کا ہم عقیدہ ہونا کبھی بھی اُن کی قابل گرفت باتوں پر گرفت سے باز نہ رکھ سکا۔ آج گلف کے مسئلہ پر بھی کم ازکم ہر جنگ پڑھنے والا جانتا ہے۔

(۲) مولانا آزاد میرے ممدوح کبھی نہیں رہے۔ مگر مسلم لیگ کے زیر اثر ان کے ساتھ جو بازاری باتیں ہم میں سے بہت سے لوگوں نے کرنا پسند کیں اُن باتوں کو افسوس کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ ڈاکٹر اقبال ہوں یا مولانا آزاد یہ اس درجے کے لوگ ہیں کہ ان سے اختلاف تو کیا جاسکتا ہے مگر ان کی بے عزتی اپنی بے عزتی ہے۔ والسلام

۶جنوری ۱۹۹۱ء عتیق الرحمن

نوٹ: میری ان گذارشات میں سے کوئی حصہ پسند آئے تو اُسکی اطلاع سے خوشی ہوگی، لیکن کوئی مزید حسرت نکالنا خدانخواستہ منظور ہو تو میں معافی چاہوں گا۔

مکتوب 3:

ض

۸۶

۲۱جنوری ۱۹۹۱ء پیر

مکرمی و محترمی جناب مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی!

سلام مسنون۔ ۶جنوری ۱۹۹۱ء کا مرقوم آپ کا جواب نامہ مجھے بر وقت مل گیا تھا۔ لیکن جواب دینے کی ہزار تمنا کے باوجود گھریلو پریشانیوں کے سبب تاخیر ہوتی چلی گئی۔ پہلے تو میں آپکی ذرہ نوازی پر شکر گذار ہوں کہ آپ اپنے سونے چاندی سے اوقات مجھے عطا فرمارہے ہیں۔ اسکے بعد یہ گذارش ہے کہ آپ نے اپنے عنایت نامے میں سعودی حضرات سے متعلق جو دو تین خوش فہمیوں کا اظہار فرمایا ہے۔ ان پر اپنے ذہنی خلجان کا مسودہ تیار کرنے لینے کے باوجود میں کچھ عرصے کے لئے اسے اپنے پاس روکے رکھتا ہوں۔ صرف اسلئے کہ ساری دُنیا کے مسلمانوں کی طرح آپ بھی اس وقت خلیجی جنگ کے عالمِ وجود میں آہی جانے کے سبب بری طرح ذہنی خلفشار کے شکار ہوں گے۔ خداوندکریم اپنے پیارے محبوب ارواحنافداہ ﷺ کے صدقے مومنین و مومنات کی مدد فرمائے اور ان کے دشمنوں کی بیخ کنی۔ آمین۔ انشاء اللہ تعالیٰ جیسے ہی حالات

سازگار ہوں گے، اپنے معروضات آپ کی خدمت میں اس امید کے ساتھ ارسال کر دوں گا کہ آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے اور ضرور مطمئن فرمائیں گے ۔ ۲۱جنوری ۱۹۹۱ء پیر فقط محمد میاں مالیگ

مکتوب 4:

ض

۸۶،

۱۳ مئی ۱۹۹۱ء پیر

مکرمی و محترمی عالی جناب مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی!

سلام مسنون! میں سمجھ رہا تھا کہ شاید آپ میرے 21-1-91 کے خط کے جواب میں بزرگانہ شفقتوں کا اظہار فرماتے ہوئے خلیج کی جنگ کے دردناک اختتام و انجام کے بعد میرا وعدہ مجھے یاد دلائیں گے ۔ لیکن شاید عدم فرصت کے سبب آپ کو اس کا موقع نہ مل سکا۔ اِسلئے لیجے کہ بہرصورت میں خود ہی حاضرِ خدمت ہوا جاتا ہوں یعنی مانیں نہ مانیں میں آپ کا مہمان ۔

میرے محترم! چونکہ آپ نے 6-1-91 کے اپنے خط میں تحریر فرمایا تھا کہ (ا) "سعودی چاہے جتنے بھی اور بڑے گناہ کر لیں مگر شرک شاید اُن سے کبھی نہ ہو سکے گا۔ اِسلئے کہ انکی توحید بڑی پختہ ہے ۔ "نیز یہ کہ (۲) "ہم سعودی غلو کو اُس غلو پر ترجیح دیتے ہیں جو سعودی حکومت سے پہلے کا شانہ ء توحید میں برپا تھا۔" پھر آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ (۳) " انبیاء و اولیاء (علیہم الصلوۃ والسلام والرحمہ والرضوان) سے غیر اسبابی ذریعے سے مدد چاہنے سے عقیدہ ء توحید پر آنچ آتی ہے ۔" اسلئے اِن تینوں عنوانات پر میری معروضات پیشِ خدمت ہیں ۔ انشاء اللہ تعالی آپ صدق دل سے انصاف فرما کر اپنے درجِ بالا نظریات پر نظرِ ثانی کی زحمت گوارا فرمائیں گے ۔ اور حق و صداقت کی حمایت کریں گے ۔

آپ کے پہلے نظریئے کے خصوص میں میری عرض یہ ہے کہ سعودی حضرات حضورِ انور ارواحنا فداہ ﷺ کو نبی، عالم، مولانا، محمد، شاہد، خاتم النبیین، اکبر اور رحمۃ للعالمین وغیرہ مانتے ہیں ۔ تو اگر سعودیوں سے بھی پختہ کوئی اور موحد یہ اصرار کرے کہ چونکہ درجِ بالا تمام صفات و خصائص، خصوصاً اکبر، محمد، شاہد، خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین تو رب عزوجل کی صفاتِ خاصہ ہیں ۔ کیا رب تبارک وتعالیٰ، اکبر، محمد، شاہد، خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین نہیں؟ اگر ہے تو پھر حضور ﷺ کیلئے بھی ان صفات کے قائل سعودی عربی کافر ومشرک ہیں ۔ تو بتائیے کہ آپ انھیں کیا جواب دیں گے؟ پھر اس بات کو دوسرے لفظوں میں آپ یوں بھی سمجھئے کہ ایک طرف تو سعودی حضرات یہ کہتے ہیں کہ (ا) "قرآن وحدیث کی رو سے

غیراللہ کی عبادت کرنا، غیراللہ سے مدد مانگنا اور غیراللہ کو پکارنا شرک ہے۔" جبکہ دوسری طرف وہ یہ بھی نغمہ سرا ہیں کہ (۲) " قرآن وحدیث کے مقابلے میں ہم نہ اپنے اکابر کی مانیں گے نہ اَصاغر کی۔" تو یہاں تک تواُن کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں ہے لیکن غضب خدا کا کہ پھر تیسرا پینترا بدل کر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ (۳) "اسلام کے کسی بھی مکتب فکر میں اسبابی دائرے کی مدد غیراللہ سے مانگنا توحید کے خلاف اور شرک کے ہم معنیٰ نہیں سمجھا جاتا۔" اس لئے میں حیران ہوں کہ (ا) قرآن وحدیث کی بات مانوں یا(۲) اپنے اکابر واصاغر کی یا پھر(۳) اِسلام کے ہر مکتب فکر کی؟ مانوں تو مانوں میں کیا؟ بلکہ سعودیوں کے قول و عمل کے اِس تضاد کو تیسری شکل میں آپ یوں بھی ملاحظہ فرمائیے کہ جیسے قرآن و حدیث کی رُو سے غیراللہ کی عبادت کرنے، غیراللہ کو پکارنے اور غیراللہ سے مدد چاہنے کو شرک ثابت کرنے کے باوجود بھی یہ لوگ کسی مخلوق یا اسباب کے دائرے میں رہتے ہوئے غیراللہ سے مدد چاہنے، غیراللہ کوپکارنے یا غیراللہ کی عبادت کرنے؟ کو شرک نہیں سمجھتے ایسے ہی یارسول اللہ کے نعرے لگانے، یا غلام رسول یا عبدالنبی نام رکھنے کو بھی کسی نہج یا کسی تاویل سے جائز کیوں نہیں مان لیتے؟ آخر اسکی وجہ کیا ہے؟ کیا قرآن پاک میں "وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم وامائکم " (۳۲:۲۴) یا "لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً" (۶۳:۲۴) نہیں موجود؟ یا پھر توحیدِ خالص کی ضرورت صرف " یارسول اللہ " کا نعرہ نہ لگانے یا عبدالمصطفیٰ یا غلام محمد نام نہ رکھنے تک محدود ہے ورنہ تو پھر اسکے بعد سب خیریت ہے یعنی اپنی بادشاہت، اپنی تجارت یا اپنی نوکری کی موت نظر آنے لگے تو کسی مخلوق یا اسباب کے دائرے میں رہتے ہوئے ہر طرح کا شرک شیر مادر ہے؟ ابھی ابھی ۲۳ اپریل ۱۹۹۱ء کے جنگ لندن میں سعودی عرب کے مفتی اعظم عبدالعزیز ابن باز کا جو انٹرویو آیا ہے اس میں انہوں نے قرآن پاک کی ایک آیتِ کریمہ "قل یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم" (۵۳:۳۹) کا ترجمہ یوں کیا ہے" آپ کہہ دیجئے میرے ان بندوں سے جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔" تو میرے بھائی! کیا یہ ترجمہ انصاف ودیانت کا ترجمہ ہے؟ آہ! میں آپ کو کیسے یقین دِلاؤں کہ سعودی عربیوں نے تو حضور سید السادات ﷺ کو "سید" سمجھنا بھی شرک سمجھ لیا تھا (ثبوت کیلئے دیکھئے ماہنامہ الرشید لاہور کا دارالعلوم دیوبند نمبر صفحہ ۶۲۲)۔

آپ کے پہلے نظریئے پر اپنے معروضات پیش کر لینے کے بعد اَب میں دوسرے نظریئے "ہم سعودی غلو کو اس غلو پر ترجیح دیتے ہیں جو سعودی حکومت سے پہلے کاشانہ ء توحید میں برپا تھا" کی طرف آتا ہوں۔ اِس سلسلے میں بھی میرا پہلا سوال یہ ہے کہ "اگر سعودیوں سے بھی زیادہ پختہ کوئی اور موحد آدمیت کی خشت اول سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے واقعہ ء سجود کے بارے میں فرشتوں کے غلو کے مقابلے میں عزازیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ؟ کے غلو کو ترجیح دے تو آپ اس موحد خالص کی تغلیط فرمائیں گے یا تصویب؟" پھر جو کچھ جواب دے کر فرشتوں کی تصویب اور عزازیل علیہ اللعنۃ کی تغلیط فرمائیں گے۔ کیا یہی کچھ سمجھ بوجھ کر ہم دلائل الخیرات شریف، قصیدہ ء بردہ شریف، کنزالایمان شریف اور خزائن العرفان شریف کو بھی قبول و منظور نہیں کر سکتے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

میرے محترم! اس اثم وعدوان کا ماتم میں کہاں جاکر کروں کہ ایک طرف تو آپ یہ دعویٰ فرما رہے ہیں کہ اقبال تو کجا اللہ ورسول دو ﷺ کے مقابلے میں میں تو اپنے اکابر ومشائخ کے قول و فعل کو بھی سند بنانے کے لئے تیار نہیں"۔ لیکن دوسری طرف عمل آپ کا یہ ہے

کہ " خیرالقرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم " کے خلاف چھٹی یاساتویں صدی ہجری کے غلو کے مقابلے میں چودھویں صدی ہجری کے ان سعودیوں کے غلو کو ترجیح دے رہے ہیں جو بلا شک و شبہ اب یہود و نصاریٰ اور غیر مسلموں کے ایجنٹ، دلال اور گماشتے بن چکے ہیں ۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ قدرت کی بے انتہا فیاضیوں کے سبب دُنیا کے امیر ترین شہنشاہ ہونے کے باوجود بھی انہوں نے قرآنی حکم، "واعدوالھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدواللہ وعدوکم واخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم " (۸:۶۰) کے خلاف جان بوجھ کر اپنے آپ کو بے دست و پا بنائے رکھا؟ کیا انہیں عربی نہیں آتی تھی؟ یا کیا یہ عربی قرآن نہیں پڑھتے تھے؟ نہیں میرے بھائی نہیں!! قبلہ ء اول بیت المقدس پر یہودیوں کے قبضے کے باوجود بھی یہ لوگ خاموش اس لئے بیٹھے ہیں کہ یہ یہودیوں کے ایجنٹ ہیں ۔ سٹانک ورسزاور رشدی کے خلاف یہ لوگ چپ اس لئے ہیں کہ اب یہ یہودیوں کے گماشتے ہیں ۔ بلکہ اسرائیل اور رشدی کو دودھ پلانے والے اور عالمِ اسلام کی سب سے بڑی فوجی طاقت کو سعودیوں کے پیسے سے ہی ختم کرانے والے برطانیہ اور امریکہ کو یہ سعودی، اپنا بہترین، آزمودہ اور قابلِ اعتماد دوست اب بھی اس لئے قرار دیتے ہیں کہ یہ یہودیوں کے دلال ہیں ۔ توگستاخیِ رسالت کے مرتکب سعودیوں کو شرک سے اجتناب پر میرے بھائی! اپنے سر پر نہ چڑھایئے ۔ کہ یہ وصف اگر واقعی قابلِ مدح وثنا ہوتا تو ہمارے بزرگ اور ہمارے اسلاف ، عبداللہ بن ابی، مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح حجازی، یزید کربلائی، غلام احمد قادیانی، بلعم باعور بلکہ ان سب سے بڑھ کر عزازیل کو" رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" قرار دیتے کہ ان سے شرک کا اِرتکاب شاید ہی کہیں ثابت ہو۔ بلکہ عزازیل علیہ اللعنۃ کو تو دنیا کا سب سے بڑا موحد قرار دیتے کہ اس نے جو گناہ کیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ شرکِ صریح یعنی غیراللہ کے سجدے سے اپنے آپ کو پاک وصاف رکھا ہے ۔ لیکن کتنا بڑا غضب ہے یہ کہ اور تو اور قرآنِ پاک بھی اتنے عظیم و فہیم موحد کو کافر و ملعون قرار دے رہا ہے ۔ جبکہ اس کے مقابلے میں غیراللہ کو سجدے کرنے والے یا بالفاظِ دیگر شرکِ صریح کے مرتکب فرشتوں کو معصوم کہہ رہا ہے ۔ تو یہ معمہ اب کون حل کرے؟ کہ شرک نہ کرنے والا عزازیل قرآن کی نظر میں کیوں کافر اور ملعون اور بظاہر شرک کے مرتکب فرشتے کیوں معصوم و جنتی ہیں؟ پھر اِس عقدے کو بھی کون واکرے کہ عطائی شرک کے مرتکب نہ ہونے والے سعودی عربی، مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی کی نظروں میں کیوں محترم و معظم اور مرتکب ہونے والے مسلمان کیوں بدعتی اور مشرک ہیں؟ جبکہ حضور جانِ رحمت ﷺ کیلئے مسلمان جو بھی صِفت مانتے ہیں اللہ کی عطا سے مانتے ہیں ۔ عطا کے بغیر ایک صفت کے بھی قائل نہیں ۔ تو میرے محترم! کیا آپ اس حقیقت کے قائل نہیں کہ ۔

ایسی توحید تو شیطان بنا دیتی ہے

لہذا دیکھ سرکار کا انکار نہ ہونے پائے

یعنی سرکار کے وہاب خدا نے سرکار ﷺ کو جو جو فضل و کمال عطا فرمائے ہیں اُن کا انکار موحد حقیقی کو بھی شیطانِ لعین کی طرح مردُود بنا دیتا ہے ۔ اِسی لئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ پاک میں شیطان سے ارشاد فرمایا ہے ۔ " لاملئن جھنم منک وممن تبعک منھم اجمعین" (۳۸:۸۵) اور اس کا زندہ اور تابندہ ثبوت قادیانی حضرات ہیں ۔ جنہیں ساری دُنیا کے مسلمان متفقہ طور پر ملعون و مردُود یا کافر و مرتد قرار دیتے ہیں ۔ صرف اِس

جرم کی پاداش میں کہ یہ لوگ حضورِ اکرم ﷺ کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے عطا فرمودہ صرف ایک وصف "خاتم النبیین" کو اس کی پوری تفصیل کے ساتھ نہیں مانتے۔ یعنی عظمتوں، رفعتوں اور شان و شوکت کے اعتبار سے تو حضورِ اقدس ﷺ کو قسمیں کھا کھا کر یہ لوگ "خاتم النبیین" مانتے ہیں لیکن زمانے کے اعتبار سے بھی آپ کے آخری نبی ہونے کے منکر ہیں اور کہتے ہیں بلکہ برملا لکھتے ہیں کہ "آج بھی کوئی نبی آجائے تو بھی حضورِ اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر کوئی آنچ نہیں آتی یا کوئی فرق نہیں پڑتا۔" پھر کیا خیال ہے آپ کا ان سعودیوں کے بارے میں جو دو چار نہیں بلکہ درجنوں درجن ایسے فضائل و کمالاتِ مصطفوی کے منکر ہیں جن کا تو ہب قرآن پاک میں صراحت کے ساتھ آج بھی موجود ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ، نہیں، اِنشاء اللہ تعالیٰ نہیں، بلکہ یقیناً یقیناً قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد بھی موجود رہے گا۔

میرے مخلص بھائی! اَب میں آپ کے تیسرے نظریئے "انبیاء و اولیاء علیہم الصلوۃ والسلام والرحمہ والرضوان سے غیر اسبابی ذریعے سے مدد چاہنے سے عقیدہء توحید پر آنچ آتی ہے۔" کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اِس سلسلے میں میری سب سے پہلی عرض یہ ہے کہ مدد خواہ حضور مدنی آقا ﷺ سے مانگی جائے خواہ کسی غیر سے۔ اگر یہ عقیدہ رکھ کر مانگی جائے کہ مدد کرنے کی یہ طاقت حضورِ اقدس ﷺ یا کسی اور کو اللہ کی عطا کے بغیر خود بخود ہی ذاتی طور پر حاصل ہے تو یہ یقیناً شرک، شرک اور شرک ہے لیکن اگر یہ عقیدہ ہو کہ میرے حضور ارواحنا فداہ ﷺ یا کسی اور کو مدد کرنے کی یہ طاقت اللہ کی عطا فرمودہ ہے تو ہرگز ہرگز شرک نہیں۔ اِسلئے کہ حضور ﷺ بھی مخلوق ہیں اور کوئی اور بھی مخلوق ہے۔ ایسے ہی زندہ بھی مخلوق ہے مردہ بھی مخلوق ہے۔ یقین کیجئے میرے بھائی! کہ یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر میں آپ حضرات کی عقل کی داد دینے پر مجبور ہو جاتا ہوں یا بالفاظ دیگر آپ حضرات کی عقل کا ماتم کرتا ہوں کہ جب حضور ﷺ بھی مخلوق، اور زندہ بھی مخلوق۔ تو پھر زندہ کیلئے اللہ کی عطا سے مدد کرنے کے اختیار کا عقیدہ رکھنا کیوں عین ایمان؟ اور حضورِ اکرم ﷺ کیلئے اللہ کی عطا سے مدد کرنے کے اختیار کا عقیدہ رکھنا کیوں شرک، شرک اور شرک۔ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ، حضور ﷺ کو سنہ ہجری گیارہ کے بعد مدد دینے کا اختیار دینے سے عاجز ہے؟ یا کیا یہ عقیدہ رکھا ہی نہیں جا سکتا؟ کہ حضور ﷺ اللہ کی عطا سے آج بھی اسبابی طور پر بھی مدد کر سکتے ہیں؟ اگر خیالات پر قدغن نہیں لگائی جا سکتی اور کسی کے ذہن و فکر کو کوئی سا بھی عقیدہ رکھنے سے باز نہیں رکھا جا سکتا۔ تو میں حیران ہوں کہ آخر سعودی حضرات یہ کیوں اور کیسے فرض کر بیٹھے ہیں؟ کہ "۱۹۹۱ء میں اگر کوئی شخص حضور ﷺ سے مدد مانگے گا تو لازماً اُس شخص کا عقیدہ یہ ہو گا کہ حضور ﷺ کو غیر اسبابی راہ سے بھی مدد کرنے کی قدرت حاصل ہے۔" کیا کوئی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا؟ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور ﷺ کو اسبابی طور پر ۱۹۹۱ء میں بھی مدد کرنے کی طاقت عطا فرما رکھی ہے؟ اور کیا اللہ کی قدرت سے یہ بات بعید اور ناممکن ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں! تو پھر جیسے قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے بلکل ویسے ہی جیسے غیر اللہ کو پکارنا یا غیر اللہ کی عبادت کرنا شرک ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اسلام کے تمام مکاتبِ فکر اس بات پر متفق ہیں کہ اسباب کے دائرے میں رہتے ہوئے غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک نہیں۔ تو ایسے ہی حضور ﷺ کیلئے، ان کو غیر اللہ مانتے ہوئے، اللہ کی عطا سے آج بھی مدد کر سکنے کی طاقت رکھنے کا عقیدہ رکھ لینا کیوں اور کیسے شرک ہو جائیگا؟

مجھے انتہائی تعجب اور حیرت ہے سعودی موحدین کے طرز سوچ و عمل پر، اور اسی لئے میں اکثر و بیشتر سوچتا رہتا ہوں کہ اسے میں سعودیوں کی خادم الحرمین کہوں یا رسول دشمنی! کہ ایک طرف تو یہ لوگ زندہ لوگوں کے لئے مدد کرنے کی طاقت رکھنے کے عقیدے پر کوئی قدغن لگائے بغیر اسے بہر صورت جائز قرار دیتے ہیں ۔ لیکن حضور ﷺ کیلئے ان کی عقیدت و محبت یا بغض و عداوت کا یہ عالم ہے کہ مسلمان لاکھ کہتے رہیں کہ "ہم حضورِ پاک ﷺ کیلئے اللہ کی عطا سے اب بھی ۱۹۹۱ء میں مدد کر سکنے کا عقیدہ رکھتے ہیں یعنی بغیر اللہ کی عطا کے نہیں ۔" لیکن سعودی عربی ان کی ایک بات بھی سننے اور ماننے کیلئے تیار نہیں ۔ اور بہر صورت اسے شرک، شرک اور شرک ہی کہے جارہے ہیں ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ کیا زندہ آدمی اللہ کی عطا کے بغیر کسی کی مدد کر سکتا ہے؟ اگر نہیں کر سکتا تو یقیناً یہ شرک ہوگا۔ لیکن افسوس کہ سعودی حضرات زندوں کے خصوص میں مسلمانوں کے عقیدے پر ایسا کوئی پہرہ عام طور پر نہیں بٹھاتے ۔ لیکن حضورِ انور ﷺ کے بارے میں مدد کرنے کی طاقت رکھنے کے عقیدے کو بہر صورت شرک قرار دیتے ہیں ۔ تو زندوں کے لئے بہر صورت اِمداد کرنے کی طاقت رکھنے کا عقیدہ عین ایمان اور حضور ﷺ کیلئے بہر صورت شرک کیوں؟ کیا حضور ﷺ کی حیثیت (۱) مخلوق اور (۲) خالق ہونے یا نہ ہونے کے علاوہ کچھ اور ہے؟ کہ صرف ان کیلئے سعودی حضرات کے یہاں علیحدہ قانون موجود ہے؟

برصغیر ہندو پاکستان میں سعودیوں کے متعلقین اور موءیدین کے ایک نہایت ہی معتبر اور معروف عالمِ دین مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے شہابِ ثاقب میں اپنا چشم دید واقعہ " نقلِ کفر کفر نباشد" کے تحت تحریر فرمایا ہے کہ" سعودی حضرات اپنے ہاتھ کی لاٹھی کو حضورِ انور ﷺ کی ذاتِ پاک سے بڑھ کر مفید سمجھتے بلکہ برملا کہتے ہیں کہ اپنے ہاتھ کی لاٹھی سے ہم سانپ کو مار سکتے ہیں لیکن رسولِ عربی ﷺ کی ذاتِ پاک اب ہمیں اتنا فائدہ بھی نہیں پہنچا سکتی ۔" حالانکہ بزرگانِ دین کی زبانی ہم نے سنا ہے کہ مسلمان جب تک نماز میں حضور ﷺ پر دُرود شریف نہ پڑھ لیں، ان کی نماز نا مقبول رہتی ہے ۔ ایسے ہی فارقِ حق و باطل سیدنا فاروقِ اعظم ص کے ایک قول کا مفہوم سنا ہے کہ مسلمان جب تک حضور وسیلہ ء فتح و ظفر شافعِ روزِ محشر ﷺ پر درود شریف نہ پڑھ لیں، ان کی دُعا زمین وآسمان کے درمیان معلق رہتی ہے ۔ یعنی درجہ ء قبولیت کو نہیں پہنچتی ۔ تو اب کوئی بتائے کہ سانپ کو مارنا زیادہ مفید ہے یا نماز اور دعا کو قبول کروانا؟ اگر سانپ کو مارنا زیادہ مفید ہے تب تو یقینا لاٹھی زیادہ مفید ہوگی ۔ لیکن اگر دعاوں اور نمازوں کا قبول کروا دینا زیادہ مفید مانا جائے تو پھر یقینا میرے آقا ﷺ لاٹھی سے زیادہ مفید قرار دیئے جائیں گے ۔ لیکن آپ کے سعودی موحدین کہتے ہیں اور مولانا حسین احمد صاحب مدنی اِس بات کے گواہ ہیں کہ حضور ﷺ کی ذاتِ پاک سے زیادہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ہمارے لئے مفید ہے ۔ ------- انا للہ ۔ وانا الیہ راجعون ------ پھر اس بات کو آپ یوں بھی سمجھئے کہ انسان فانی ہے ۔ اور موجودہ زمانے میں اسکی عمر اوسطاً ساٹھ ستر برس کی ہوتی ہے ۔ پھر دنیا سے گذر جانے کے بعد انسان قبر میں جاتا ہے ۔ جہاں اس سے تین سوال کئے جاتے ہیں ۔ پہلا سوال رب کے بارے میں اور دوسرا دین کے بارے میں ہوتا ہے ۔ اِسلئے ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ان کے صحیح جواب دے دینے والے کو جنتی قرار دے دیا جاتا۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ ہوتا یہ ہے کہ مردے سے لازمی طور پر تیسرا سوال حضورِ انور ﷺ کے بارے میں کیا جاتا ہے کہ

(مفہوم) "اب بول! تو ان کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟" پھر جو شخص صحیح جواب دیتا ہے۔ اس کیلئے اسکی قبر کو جنت بنا دیا جاتا ہے۔ جو قیامت تک جنت ہی بنی رہے گی۔ لہذا اب ہمیں کوئی بتائے کہ ساٹھ ستر برس کی زندگی میں کبھی کبھی کام آنے والی لاٹھی زیادہ مفید ہے یا قبر کو سیکڑوں برس تک مستقل طور پر جنت بنا دینے والے مدینے کے چاند اَرواحنا فداہ ﷺ؟ اِس موقع پر میں یہ بھی لکھ دوں تو نا مناسب نہ ہوگا کہ سعودیوں کی طرح صرف توحیدِ خالص کو ہی مدارِ نجات قرار دیدینا اگر واقعی صحیح ہوتا تو مردے کو یقینا پہلے اور دوسرے سوال کے صحیح جواب کے بعد ہی جنت نعیم کی بشارت دیدی جاتی۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہ ہونا اور رسالت کے بارے میں (مفہوم) "اب بول! تو ان کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا" کے سوال اور اس کے صحیح جواب کے بعد ایسا ہونا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ رسالت کے بارے میں بھی مسلمان کو اپنے عقیدے کو درست رکھنا لازمی اور ضروری ہے۔ ورنہ نتیجہ معلوم!

اور اب آخری بات۔ سعودی حضرات اعمالِ صالحہ خصوصاً نماز اور صبر سے مدد طلب کرنے کے قائل ہیں یعنی وہ اِسے شرک اکبر قرار نہیں دیتے۔ جبکہ نماز اور صبر اور اعمالِ صالحہ کے مخلوق ہونے پر "واللہ خلقکم وما تعملون" (۹۶:۳۷)کی قرآنی شہادت موجود ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ نماز اور صبر اور اعمالِ صالحہ غیر ذی روح ہیں یعنی اسباب کے ذریعے سے مدد کرنے سے قاصر ہیں۔ جبکہ حضور ﷺ ذی روح اور علمائے دیوبند کی تصدیق شدہ کتاب المہند کے مطابق حی وزندہ۔ تو اب یہ معمہ آپ ہی سلجھایئے کہ غیر ذی روح (یعنی مردہ؟) اور اسباب کے ذریعے مدد سے قاصر اعمالِ صالحہ اور نماز وصبر سے اِمداد کا طلب کرنا کیوں نا شرک؟ اور زندہ وذی روح سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے اِمداد کا طلب کرنا کیوں شرک عظیم ہے؟

گذشتہ برس پاکستان کے جنرل اسلم بیگ کی اہلیہ اسماء جبیں نے حضور ﷺ کے "وسیلے" سے دعا طلب کرنے کو شرک قرار دے کر آپ کو یاد ہوگا کہ ایک ہیجان برپا کر دیا تھا۔ حالانکہ حضور ﷺ بھی مخلوق ہیں اور نماز وصبر اور اعمالِ صالحہ بھی مخلوق۔ تو کیا یہ باتیں اس بات کا ثبوت نہیں کہ سعودی حضرات حضور ﷺ سے انصاف نہیں کرتے؟

فقط منتظر چشم التفات

پیر13-05-91 محمد میاں مالیگ

جوابِ مکتوب 4:

ض

باسمہ تعالےٰ

۱۶ مئی ۱۹۹۱ء

محترم جناب محمد میاں صاحب! سلام مسنون،

میں نے جب آپ کے ایک استفسار پر یہ لکھا تھا کہ " اسلام کے کسی بھی مکتبِ فکر میں اسبابی دائرے کے اندر غیراللہ سے مدد چاہنا توحید کے خلاف یا شرک نہیں سمجھا جاتا۔" تو یہ جملہ لکھنے کے بعد خیال ہوا تھا کہ آپ نے تو قرآن و حدیث سے دلیل مانگی تھی میں نے جن الفاظ میں جواب دیا ہے اُن پر آپ کہیں مناظرانہ پکڑ نہ کر لیں۔ اور پھر دل نے کہا کہ اچھا ہے۔ اس سے امتحان ہو جائے گا کہ محمد میاں صاحب مناظرے ہی کے شوقین ہیں جیسا کہ بظاہر لگتا ہے یا ایسی بات نہیں، بلکہ ایک خواہ مخواہ کا گمان ہے --------سو افسوس کہ یہ گمان بالکل بر حق ثابت ہوگیا ورنہ بالکل آسانی سے سمجھا جا سکتا تھا کہ میرے جواب میں جو تعبیر اختیار کی گئی تھی وہ اِس بات کا زیادہ اطمینان بخش پیرایہ ء بیان تھا کہ یہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ ورنہ کہیں کسی طرف سے تو اختلاف ہوتا۔

بہر حال اس معاملے میں میں تھوڑی دیر کیلئے یہ مان کر کہ میرا جواب آپ کیلئے فی الواقع تشفی بخش نہیں تھا، مزید عرض کرتا ہوں کہ قرآن وحدیث میں میرے اُس بیان کے بے گنتی شواہد ہیں۔ اور اُن میں سب سے بڑی شہادت خود اللہ تبارک وتعالیٰ کی اپنے دین کیلئے بندوں سے مدد طلبی ہے۔ مثلاً "ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم" (۴۷:۷)۔ یا "یاایھاالذین اٰمنوا کونوا انصاراللہ" (۶۱:۱۴) میں نہیں سمجھتا کہ اِس معاملے میں اِس سے اور بڑی دلیل بھی کسی کو درکار ہوگی۔ اور اگر درکار ہے تو میں یقیناً اُس کی تشفی سے عاجز ہوں۔ اور محض اپنے وقت کی اضاعت ہوگی کہ میں اُسے توجہ دلاوں کہ حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں دیکھو آپ نبوت کے روزِ اول ("زملونی زملونی") سے لیکر روزِ آخر تک کس طرح برابر اپنے مشن کی تکمیل کے سلسلے میں (جو کہ آپ کا ذاتی نہیں الوہی مشن تھا) اِنسانوں سے مدد حاصل کرتے رہے۔ کیونکہ اس عالم کیلئے سنت اللہ یہی ہے۔ یہی فطرت اس عالم کی اللہ نے بنائی ہے۔ حتیٰ کہ وہ خود بھی کن فیکونی انداز میں اپنے دین کی مدد کرنے کے بجائے اپنے بندوں کی جد وجہد کے ذریعے اسکی کامیابی چاہتا ہے۔

یہ تو میں نے اپنے جواب کی ممکن حدتک وضاحت کا فریضہ ادا کر دیا۔ اِسکے علاوہ آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ جی تو چاہتا ہے کہ رسولِ مقبول ﷺ کے ایک امتی کی جو مدد اسکی نہایت ہی خطرناک غلط فہمیاں دور کرنے میں کی جا سکتی ہے وہ کی جائے۔ اور الحمد للہ۔ ہر نکتے پر کی جا سکتی ہے۔ مگر آپ کے اس گرامی نامے نے قطعی یقین دِلا دیا ہے کہ ایسی ہر کوشش محض اپنے وقت کی اضاعت ہوگی۔ اِس لئے کہ آپ اپنے خط کی رو سے ایک زبردست مناظرانہ جوش کی کیفیت میں ہیں۔ جس میں آدمی سنتا نہیں صرف سناتا ہے۔ اِس جوش کی حد یہ ہے کہ سعودیوں پر آپ کو جتنا غصہ ہے وہ سب آپ نے مجھ غریب پر اُتارنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ میری خطا صرف اتنی تھی کہ ان کی اور باتوں سے براءت بلکہ بعد کے ساتھ ساتھ اُن کی توحید کو پختہ کہہ دیا تھا۔ بلکہ اس کے ساتھ بھی غلو کی تنقید لگا دی تھی۔

بہر حال آپ اپنا غصہ اُتارنے کیلئے یا مناظرے کا شوق پورا کرنے کیلئے توکسی مستحق یا مناسب آدمی کا انتخاب فرمائیے ۔ میں مستحق اِس لئے نہیں ہوں کہ میں سعودیوں سے خود بہت خفا ہوں ۔ حتیٰ کہ اُن کے چاندکی بھی مخالفت کرنے والوں میں ہوں ۔ اور مناسب اِس لئے نہیں کہ مناظرے سے نفرت ہے ۔ میرے والد ماجد اپنے ابتدائی دَور میں بڑے دیوبندی مناظر رہے ۔ مگر جلد ہی اِس نتیجے پر پہنچ گئے کہ یہ بہت خراب شغل ہے ۔ اور یہ ٹھیک وہ وقت تھا جب میری شعور کی عمر شروع ہوئی ۔ اِس لئے میرا ذہن اور مزاج اُن کی اسی ذہنی تبدیلی کے ماتحت بنا ۔ اور جس چیزکو میں اپنے لئے اچھا سمجھتا ہوں قدرتی طور پر ہر مسلمان بھائی کے لئے اُس چیزکوپسند کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اس مناظرانہ جوش و خروش کے بجائے ہمدردانہ سوزودرد عطا فرمائے ۔

آخر میں بہ مجبوری یہ عرض کرنے کیلئے معافی چاہتا ہوں کہ مجھ سے آئندہ اِس قسم کی خط وکتابت میں کسی جواب کی توقع نہ رکھیں ۔ ہاں آپ کا موڈ بدل جائے تو مجھے ضرور اس بات میں خوشی ہوگی کہ میں آپ جس خاص علم کلام کے پھندے میں گرفتار ہوگئے ہیں اُس سے نکلنے میں آپ کی حسبِ استطاعت مدد کر سکوں ۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ۔

آپ کا مخلص

عتیق الرحمن ۱۶ مئی ۱۹۹۱ء

آپ نے اپنا پتہ تحریر نہیں فرمایا۔ مدیر راوی کوتکلیف دینا پڑ رہی ہے ۔

مکتوب 5:

ض

۸۶،

یکم جون ۱۹۹۱ء سنیچر

مکرمی و محترمی جناب مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی!

سلام مسنون ۔

۱۶ مئی ۱۹۹۱ء کا مرقوم آپ کا جواب نامہ مجھے بروقت مل گیا ہے ۔ ۱۳ مئی کے اپنے خط میں اپنا پتہ نہ لکھ کر میں نے آپ کو جو تکلیف پہنچائی ہے ۔ اس کے لئے میں صمیمِ قلب سے آپ سے معافی کا خواستگار ہوں ۔ اُمید ہے کہ چھوٹا بھائی سمجھ کر آپ مجھے ضرور ہی معاف فرما

دیں گے۔ پتہ لکھنے یا نہ لکھنے کی بات چل ہی نکلی ہے تو میں بھی آپ کو یہ بتا دوں کہ مجھے آپ نے آج تک اپنا پتہ ارقام نہیں فرمایا ہے۔ نہ ہی کسی اَور نے مجھے آپ کا پتہ دیا ہے۔ نہ ہی میں نے کسی سے آپ کا پتہ دریافت کیا ہے۔ پھر بھی اتفاقی طور پر آپ کے روانہ فرمودہ لفافے سے مجھے آپ کا پتہ مل گیا ہے۔ اور جسے میں نے محفوظ کر لیا ہے۔ ضمناً نکل آئی اِس بات کے بعد آئیے کہ ہم اپنے اصل موضوع پر مزید گفتگو کر لیں۔

آپ نے مجھ سے شکوہ فرمایا ہے کہ "میں ایک زبردست مناظرانہ جوش کی کیفیت میں ہوں۔ ایسی کیفیت جس میں آدمی سنتا نہیں صرف سناتا ہے۔ اِسلئے آئندہ اَب میں آپ سے جواب کی کوئی توقع نہ رکھوں۔ حالانکہ الحمدللہ۔ آپ میرے اُٹھائے ہوئے تمام اشکالات کے رفع کرنے کیلئے مبرہن دلائل رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔" تو جواباً عرض ہے کہ میرے بھائی! اگر میں جانتا ہوتا کہ میرے اِس قسم کے طرزِ تحریر سے آپ اتنے سخت ناراض ہو جائیں گے تو میں ہرگز ہرگز یہ طرزِ تکلم نہ اختیار کرتا۔ کیوں کہ مجھے تو بہر صورت اپنے شکوک و شبہات کا اِزالہ درکار ہے۔ کاش خداوند کریم نے مجھے آپ کے دل کی کیفیت جاننے کا مادہ عطا فرمایا ہوتا۔ تاکہ مجھے اطمینانِ قلب نصیب ہوتا۔ اَب آپ جیسے اہلِ علم ہی میری تشفی نہ فرمائیں تو بتائیے کہ میں کہاں جاوں؟ پھر یوں بھی سوچئے کہ کل بروزِ قیامت اگر میں اللہ قہار و جبار کی بارگاہِ عدالت میں اپنی کم سمجھی کے باعث آپ کے خلاف استغاثہ پیش کر دوں کہ یہ مولانا سنبھلی ہیں جنھوں نے اے اللہ! میری عقدہ کشائی کر سکنے کی صلاحیت وقابلیت رکھنے کے باوجود میری کم علمی کے باعث مجھ سے رُوٹھ کر مجھے بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا تو بتائیے کہ آپ وہاں کیا جواب دیں گے؟

آپ نے میرے بھائی! یہ ثابت کرنے کیلئے قرآن و حدیث سے اپنے آخری خط میں ثبوت مہیا فرمائے ہیں کہ "واقعی اسلام کے کسی بھی مکتبِ فکر میں اسبابی دائرے میں رہتے ہوئے غیراللہ سے مدد چاہنا توحید کے منافی یا شرک نہیں، ورنہ کہیں کسی طرف سے تو اختلاف ہوتا۔" تو یقین جانئے کہ آپ کے ان الفاظ کی قرات کے بعد "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" یا "چہ دِلاورست دُزدے کہ بکف چراغ دارد" جیسی ضربُ الامثال لکھنے کو جی چاہتا ہے۔ لیکن اب تو ڈر لگنے لگا ہے کہ آپ پھر ناراض ہو جائیں گے۔ اِسلئے منہ سنبھال کر بات کر رہا ہوں کہ میرے بھائی! جب بات یہی ہے تو پھر سعودی حضرات "غیراللہ کو پکارنے یا غیراللہ سے مدد چاہنے کو شرک کہنا چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟" آخر انھیں یہ تسلیم کر لینے میں کیا مانع ہے کہ "غیراللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔" از آدم تا ایں دَم آج تک ہم نے تو سِوائے سعودیوں کے اور کسی مومن کے بارے میں یہ نہیں سنا کہ وہ اللہ کی کسی صفت کو زید کیلئے تو جائز مانتے تھے لیکن بکر کیلئے شرک سمجھتے تھے۔ ہاں! اگر آپ کے پاس اس کا کوئی ثبوت موجود ہو تو ہمیں اسکے ماننے میں پھر کوئی انکار نہ ہوگا بشرطیکہ قرآن و حدیث سے ثابت ہو۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ شاید آپ بھی ایسا کوئی ثبوت نہیں پیش کر سکیں گے۔ ہاتھ کنگن تو آرسی کیا؟ زندہ بش و تھیچر بھی غیراللہ، مردہ بش و تھیچر بھی غیراللہ۔ پھر جو خدائی صفت مردہ بش و تھیچر کیلئے شرک ہو وہ زندہ بش و تھیچر کیلئے شرک کیوں نہیں؟ یعنی کیا یہ زندہ بش و تھیچر خدا کے شریک ہیں؟ آپ کو اچھی طرح علم ہوگا کہ بیسویں صدی کی ساتویں یا آٹھویں دہائی میں برصغیر کے سعودی علماء نے توحید و سنت کانفرنس یا ختمِ نبوت کانفرنس کے نام سے جو دو نئی بدعات رائج کی ہیں (جس طرح بخاری و مسلم

میں عید میلاد کا کوئی ثبوت نہ ہونے کے سبب یہ بدعت قرار دی جاتی ہے ایسے ہی توحید و سنت کانفرنس یا ختم نبوت کانفرنس بھی بخاری و مسلم سے ثابت نہ ہونے کے سبب ازراہِ انصاف و عدل بدعت ٹھہرتی ہیں) ان میں " نعرہء رسالت یارسول اللہ " کو شرک قرار دینے والے ان علمائے کرام نے اپنی قوم کو ایک نیا نعرہ " المدد المدد یاخدایاخدا" دیا ہے ۔ اور انھوں نے یہ نعرہ خواہ کوئی مانے یا نہ مانے صرف اور صرف "نعرہء رسالت یا رسول اللہ " کے جواب میں اختراع کیا ہے ۔ لیکن ہمیں "المدد المدد یاخدا یاخدا" کے اختراع پر ہرگز ہرگز کوئی اعتراض نہیں یہ تو عین ایمان ہے کہ اللہ پاک ہی کے عطا فرمانے سے کوئی شخص یا کوئی مخلوق کسی کی مدد کرتی ہے ۔ کہنا ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ اگر حضور جنت نشین رحمۃ للعلمین ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ۵۷۱ء سے لیکر ۶۴۱ء تک مخلوق کی مدد کرنے کی اسباب کے دائرے میں رہتے ہوئے طاقت عطا فرما رکھی تھی تو ۱۱ھ میں "موت" کا مزا چکھ لینے کے بعد یہ طاقت اللہ تعالیٰ نے ان سے واپس کیوں لے لی؟ کیا حضور اشرف ﷺ صرف ۵۷۱ء سے لیکر ۶۴۰ء تک ہی رحمۃ للعلمین تھے؟ اب آپ کو یہ منصب نہیں میسر؟ اللہ پاک نے تو اپنے پیارے بندے رحمۃللعالمین ﷺ کو حکم فرمایا ہے " واما السائل فلا تنھر" (۹۳:۱۰) "پیارے محبوب! سوال کرنے والوں کو نہ جھڑکئے ۔" نیز یہ بھی فرمایا "وَمَا نَقِمُوا اِلاَّ اَن اَغنٰھُمُ اللہ وَرَسولہ من فضلہ" (۹:۷۴) "اور انہیں کیا برا لگا؟ یہی ناں کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے مومنین کو غنی کر دیا" ۔ تو میرے بھائی! آپ خود سوچئے کہ جب حضور ﷺ آج بھی رحمۃ للعلمین ہیں ۔ اور خدا کا حکم ان پر آج بھی نافذ ہے کہ سوال کرنے والوں کو نہ جھڑکیں ۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ حی وزندہ ہیں تو پھر ان سے مدد چاہنا شرک کیسے ہوگیا؟ اور بش و تھیچر سے مدد چاہنا کیوں شرک نہیں؟ کیا کوئی مومنِ صالح تصور بھی کر سکتا ہے کہ حی وزندہ حضور ﷺ اللہ کے حکم کے خلاف سائلین کو جھڑک رہے ہوں گے؟

غیراللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ غیراللہ کو پکارنے اور غیراللہ سے مدد مانگنے کو بھی شرک قرار دینے والے اور پھر قرآن پاک سے ہی غیراللہ سے مدد مانگنے کا جواز پیش کرنے والے میرے بھائی! میری سمجھ میں یہ بات بھی نہیں آتی کہ سعودی بادشاہوں نے اپنی مملکت میں صرف کنزالایمان، خزائن العرفان، دلائل الخیرات اور قصیدہء بردہ شریف کی درآمد پر ہی کیوں پابندی لگا رکھی ہے؟ اور قرآن شریف کو کیوں اس پابندی سے مبرا کر رکھا ہے؟ جبکہ ان کے عقیدے کے مطابق جس قسم کے شرک کی تعلیم درجِ بالا ان چار کتابوں میں موجود ہے بالکل ویسے ہی قسم کی شرک کی تعلیم تو قرآن پاک میں بھی خود آپ کی ہی تحریر کے مطابق ثابت ہو رہی ہے، کیا نہیں؟

میرے بہت ہی اچھے بھائی! اگر آپ نے اپنے خط میں یہ بات خلوصِ دل سے لکھی ہے کہ (مفہوم)

"جس چیز کو میں اپنے لئے اچھی سمجھتا ہوں قدرتی طور پر ہر مسلمان بھائی کے لئے اس کو پسند کرتا ہوں"۔ تو میں آپ سے اب بھی اسبابی دائرے میں رہتے ہوئے مدد کا خواستگار ہوں ۔ للہ ۔ میری مدد فرمائیے ۔ یعنی اپنے خطوط میں میں نے حضور رسولِ اکرم ارواحنا فداہ ﷺ سے مدد مانگنے کو شرک قرار دینے والے سعودی حضرات کے خلاف جو جو اعتراضات یا سوالات کئے ہیں ۔ ان کے جوابات عنایت فرما کر ممنون کیجئے ۔ ورنہ میں مایوسی کا شکار ہو جاوں گا۔ میری جنگلی تحریر میں کوئی بھی بات آپ کو صدمہ پہنچا جائے تو میں اس سے پیشگی طور پر معافی مانگے لے رہا ہوں ۔

محمد میاں مالیگ

01-06-91 ہفتہ

جواب مکتوب 5:

ض

باسمہ تعالےٰ

لندن ۶ جون ۹۱ء

محترمی جناب محمد میاں صاحب! سلام مسنون،

گرامی نامہ ملا۔ میرے ذریعے اللہ تعالےٰ اگر آپ کو کوئی فائدہ، اور وہ بھی دینی فائدہ پہنچادے تو یہ میرے لئے خود بڑا فائدہ ہے اور خوشی کی بات۔ مگر میرا احساس آپ کے اِس خط کے بعد بھی یہی ہے کہ آپ کو مجھ سے فائدہ پہنچنا مشکل ہے۔ بلکہ اِس خط کے بعد تو کچھ اور بھی زیادہ مشکل ہی سمجھنا چاہیئے۔ اِس لئے کہ قرآن وسنت سے اِس بات کی دلیل پیش کئے جانے پر کہ اِس عالمِ اسباب میں اسبابی دائرے کے اندر ایک انسان کے دوسرے انسان سے مدد مانگنے کو شرک سمجھنے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔ آپ سے یہ ممکن نہیں ہوسکا کہ اس بات کا اعتراف فرمالیتے کہ ہاں واقعی قرآن وسنت میں اِس بات کے واضح دلائل موجود ہیں۔ اور آپ نے جو میرے پچھلے خط والے جواب پر پینترا بدلنے (یا کنی کاٹنے) کی پھبتی چست کی تھی وہ صحیح نہیں تھی۔ اس کے بجائے آپ نے خود یہی عمل دکھانا پسند کیا جس کی پھبتی آپ نے مجھ پر کسی تھی۔ اس تجربے کے بعد میں آخر آپ سے کیوں کر امید کر سکتا ہوں کہ آپ میری کسی بات سے بھی تشفی پا سکتے اور اپنی بحث کا سلِسلہ بند کرنے پر راضی ہو سکتے ہیں؟

میں نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ " میں آپ کے تمام اشکالات رفع کرنے کیلیئے مبرہن دلائل رکھتا ہوں"۔ جیسا کہ آپ نے میری طرف منسوب کیا ہے۔ میں نے صرف یہ لکھا تھا کہ بحمداللہ آپ کے تمام اشکالات کے سلسلے میں "آپ کی مدد کی جا سکتی ہے۔"میں اس پر اب بھی قائم ہوں۔ بشرطیکہ

۱۔ آپ اعتراف فرمائیں کہ آپ نے قرآن و حدیث سے دلیل کا جو مطالبہ کیا تھا وہ اِس ناچیز بندے نے پورا کر دیا تھا۔

۲۔ میں سعودیوں کا وکیل نہیں ہوں۔ سعودی تو بہت دور کے آپ اگر میرے دیوبندی بزرگوں کے سلسلے میں بھی مجھ سے کوئی جواب طلبی کریں تو

میں اُن کی وکالت اور صفائی کے بجائے بھی صرف مسئلے پر بات کرنا پسند کروں گا۔ لہذا سعودیوں کے سلسلے میں مجھ سے کسی جواب طلبی کے بجائے صرف مسئلے کی سیدھی سادی بات کریں۔ سعودی کیا کرتے ہیں کیا نہیں کرتے ہیں، مجھے کوئی مطلب نہیں۔ بہر حال سعودیوں کا اور اپنا جھگڑا مجھے نہ لکھئے۔ ۳۔ جوابی لفافہ ارسال فرمائیں۔

والسلام عتیق الرحمن ۶ جون

مکتوب 6:

ض

۸۶؍

۱۴ جون ۱۹۹۱ء جمعہ

مکرمی و محترمی عالی جناب مولانا سنبھلی صاحب!

سلام مسنون! ۶ جون ۱۹۹۱ء کا مرسلہ آپ کا جوابی خط مجھے بروقت مل گیا تھا۔ کرم فرمائی کا بہت بہت شکریہ۔ اس خط میں آپ نے مجھ سے ایک دو باتیں منسوب کرکے ایک دو شکوے اور ہماری بحث کو جاری رکھنے کیلئے ایک دو مطالبات پیش کئے ہیں۔ تو چونکہ میں اپنی بحث کو تسلی قلب کیلئے جاری رکھنا چاہتا ہوں۔ اِسلئے آپ کے ہر مطالبے اور شکوے کو سر آنکھوں پر چڑھاتا ہوں۔ اور آپ کے تمام شکووں یا الزامات کو مبنی بر حق تسلیم کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپ کے موجودہ خط پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ کے لفظوں میں ہی گروہی اور مسلکی عصبیتوں یا لگاوٹوں سے بالا تر ہو کر حق و انصاف کا ساتھ دیں گے۔

چل مرے خامہ بسم اللہ۔ میرے محترم! آپ نے اپنے اس خط میں تحریر فرمایا ہے کہ (مفہوم)"چونکہ مجھے آپ کی ذات سے فائدہ پہنچنا مشکل بلکہ بہت زیادہ مشکل نظر آتا ہے اِس لئے اِس بحث کا سلسلہ بند کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔" بلکہ ۱۶ مئی کے خط میں تو آپ نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ "یہ بحث محض اضاعت وقت ہے۔" جبکہ میرا خیال یہ ہے کہ ایک مسلمان کیلئے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت مندی ہو سکتی ہے۔ کہ جس ذاتِ پاک ﷺ کے صدقے اسے زندگی ملی ہے ان کے فضائل و کمالات کے بیان و اثبات میں اپنا وقت صرف کرے۔ لہذا میرے بھائی! بحث کو بند کرنے کا خیال اب دل میں ہرگز نہ لائیے گا اختتام گفتگو تک۔ آگے چل کر آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ "سعودی حضرات پرپینترا بدلنے کی جو پھبتی میں نے چست کی تھی۔ وہ صحیح نہیں تھی۔" تو اس کے بارے میں میں یہ کہوں گا۔ کہ آپ کسی بھی نابالغ بچے ہی سے

دریافت کیجئے کہ "اگر کوئی شخص غیراللہ سے مدد مانگنے کو قرآن و حدیث کی رُو سے شرک قرار دیکر یہ کہے کہ میں قرآن و حدیث کے خلاف اقبال تو کیا اپنے اسلافِ کرام کی بات بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن اسکے بعد یہ بھی کہے کہ قرآن و حدیث کی رو سے اسباب کے دائرے میں رہتے ہوئے غیراللہ سے مدد مانگنا ہرگز ہرگز شرک نہیں۔ بلکہ اس کے شرک ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔" تو اس نے پینترا بدل لیا یا نہیں؟ پھر وہ بچہ جو بھی جواب دے وہ مجھے منظور ہوگا۔ خواہ آپ کے حق میں دے خواہ میرے حق میں۔ ٹھیک ہے ناں! پینترا بدلنے کی بحث کرتے ہوئے آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ "پینترا سعودی تو نہیں بدلتے لیکن محمد میاں نے خود ضرور پینترا بدلا ہے۔"

تو لیجئے جناب! ہاتھ کنگن تو آرسی کیا۔ میں واقعی طور پر پینترا بدلتے ہوئے آپ سے ملتمس ہوں کہ 6-1-91 کے اور موجودہ خط میں آپ نے یہ کیوں اور کیسے لکھ دیا ہے کہ "غیراللہ سے اسبابی دائرے میں رہتے ہوئے مدد حاصل کرنے کو شرک قرار دینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔" میں کہتا ہوں کہ "اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ بُت، پہاڑ، سورج اور تھیچر اللہ کی عطا کی ہوئی طاقت کے بغیر اپنی ذاتی اور دائمی طاقت کے بل بوتے پر اسبابی دائرے میں رہتے ہوئے شاہ فہد کی مدد کر سکتے ہیں۔" تو اس شخص کے اِس عقیدے کے شرک ہونے کا سوال پیدا ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ میرا خیال ہے کہ اِس سوال کو سنتے ہی آپ کا سر چکرا جائے گا۔ اور آپ ایک مرتبہ تو ضرور سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ واقعی میں نے یہ بات کیوں اور کیسے بلا سوچے سمجھے لکھ ڈالی ہے۔ اتنے بلند بانگ دعوے کے باوجود میں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ اگر آپ واقعی مجھ پر اپنے اس خیالِ باطل کی حقانیت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں مبرہن فرما دیں تو میں آپ سے معافی مانگ لوں گا اور آپ کے اس عقیدے کو تسلیم کر لوں گا۔

میرے محترم! لال بہادر شاستری کے انتقال کے دن کی یہ بات ہے۔ بھروچ ضلع کے معروف قصبے ولن کے مدرسے میں میں اور مولانا موسیٰ صاحب سیلوڑی (ضلع سورت) مصروفِ گفتگو تھے۔ مولانا نے حضور سرورِ کائنات ﷺ کے علمِ غیب کے اثبات میں تین چار واقعات بیان فرمائے۔ اسکے بعد میں نے سوال کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انھیں غیب کا عِلم عطا فرمایا ہے تو ہم انھیں "غیب کا عالم" ماننے کو شرک کیوں قرار دیتے ہیں؟ تو مولانا نے جواب دیا" اِسلئے کہ" غیب کا عالم" تو صرف اللہ ہے۔" اسپر میں نے آیت ملکیت و عزت و ذلت (۲۶ ۳:) سے اِستدلال کرتے ہوئے سوال کیا کہ دیکھئے! ہر چیز کا مالک اللہ ہے۔ پھر بھی ہم کہتے ہیں اللہ کی عطا سے مکان کا مالک میں ہوں۔ جوتے کا مالک میں ہوں۔ تو ایسے ہی آیاتِ عطائے علمِ غیب (۳:۱۷۹، ۷۲:۲۶) کی روشنی میں حضور ﷺ کو غیب کا عالِم اللہ کی عطا سے مان لینے میں بھی کیا حرج ہے؟ تو مولانا صاحب باوجود زبردست منطقی اور فلسفی اور عالم ہونے کے خدا گواہ ہے بلکل چپ رہے تھے -------- حضور سرور کائنات ارواحنا فداہ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بھی بنایا ہے اور رء وف رحیم بھی۔ اس کا منکر بہت بڑا غدار ہے۔ اب آپ خود ہی سوچئے کہ اللہ کا بنایا ہوا رحمۃ للعالمین اور رء وف رحیم اگر ۵۷۱ء سے لیکر ۶۴۰ء تک ہی عالمین کی مدد کر سکتا ہو تو وہ کیسا رء وف رحیم اور کیسا رحمۃ للعالمین ہوگا؟ اور کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کو کیسے یہ ثابت کر سکے گا کہ محمد عربی ﷺ واقعی طور پر ۵۷۱ء سے پہلے والوں اور ۶۴۰ء کے

بعد والوں کیلئے بھی رحمت ہی رحمت ہیں ۔ کیا اللہ کا بنایا ہوا رء وف رحیم اور رحمۃ للعالمین اتنا بے بس اور اتنا مجبور ہوگا کہ وہ ۵۷۱ء سے پہلے والوں اور ۶۴۰ء کے بعد والوں کے ذرہ برابر بھی کوئی کام نہ آسکے ؟ بلکہ اگر کوئی مومنِ صادق اسے ۵۷۱ء سے پہلے والوں اور ۶۴۰ء کے بعد والوں کیلئے مددگار مان لے تو اس کے سبب مشرک بن جائے (معاذاللہ) ۔ میرے محترم! اس گفتگو کو آپ اس طرح بھی ملاحظہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن پاک میں اپنے پیارے نبی ﷺ کے بارے میں یہ فرمایا ہے " وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ" (۹۳:۴) یعنی آپ کی آنے والی ہر ساعت پچھلی ساعت سے بہتر ہوگی ۔ تو کیا اِس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ پاک نے ۵۷۱ء سے پہلے بھی انہیں کوئی طاقت و قوت کسی کی مدد کرنے کی رحمۃ للعالمین اور رء وف رحیم بنانے کے باوجود نہیں بخشی تھی ۔ اور ۶۴۰ء کے بعد بھی جو کچھ ان دونوں سنین کے درمیان عطا فرمایا تھا واپس لے لیا ہے ۔ بایں عقل و دانش بباید گریز۔ کیا "آپ کی اگلی ساعتیں پچھلی ساعتوں سے بہتر ہوں گی ۔" کا یہی صلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے ﷺ کو عطا فرمایا ہے ؟

آخر میں آپ سے یہ کہتے ہوئے رُخصت چاہتا ہوں ۔ کہ میرے محترم! آپ نے یہ کیسے محسوس فرما لیا کہ میں نے آپ سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ "آپ قرآن و حدیث سے مبرہن فرمائیں کہ غیراللہ سے اسبابی دائرے میں رہتے ہوئے مدد مانگنے کے جویا مشرک نہیں ۔" یہ سوال میں نے اِسلئے اٹھایا ہے کہ جب ہماری گفتگو کی بنیاد ہی یہ بات ہے کہ میں غیراللہ سے مدد مانگنے کے شرک نہ ہونے کا قائل ہوں اور آپ اسے شرک قرار دیتے ہیں ۔ تو پھر خود ہی سوچئے کہ یہ سوال یا مطالبہ میں آپ سے کیوں اور کیسے کر سکتا ہوں؟ کیا میری تحریر میں واقعی یہ سوال کہیں موجود ہے؟ اگر ہے تو اس کی نشان دہی فرما دیں، کرم ہوگا۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ۔ محمد میاں مالیگ ۱۴جون ۱۹۹۱ء

جواب مکتوب 6:

ض

۲۴جون ۱۹۹۱ء

گرامی قدر محمد میاں صاحب مالیگ!

میں نے تین شرطوں کے ساتھ آپ کی خدمت کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ نے صرف ایک پوری فرمائی ہے یعنی جوابی لفافہ ۔ بلکہ باقی دو میں سے ایک کو ماننے سے تو صراحتاً انکار ہی کر دیا ہے ۔ اِس لئے میں بصد ادب آپ کی خدمت سے معذرت خواہ ہوں ۔ اُمید ہے آپ آئندہ زحمت نہ فرمائیں گے ۔

والسلام

عتیق الرحمن ۲۴جون ۱۹۹۱ء

مکتوب 7:

ض

۸۶،

۲۳جولائی ۹۱ء منگل

مکرمی و محترمی جنابِ عالی مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی!

سلام مسنون! میری ہزار منت و سماجت کے باوجود بھی آپ نے اپنی عدیم الفرصتی، یا مناظرانہ ذہنیت سے بیزارگی کے سبب یا اپنے قیمتی اوقات کو ضیاع سے بچانے کی نیت سے میرا۱۴جون ۹۱ء کا خط مجھے واپس فرما دیا ہے۔ تو چونکہ مجھے "شرک و بدعت" کے موضوع سے ذہنی طور پر بڑی دلچسپی ہے۔ اِسلئے ۲۶جون سے یعنی آپ کے واپس بھیجے ہوئے خط کی یافت سے میں عجیب ذہنی کرب واذیت کا شکار ہوں۔ کہ اب کیا کروں؟ چونکہ بالغ نظر اور صائب الرائے نہیں، اسلئے اپنے مسئلے کے حل کیلئے مختلف راستے متعین کرتا ہوں اور پھر کسی نہ کسی وجہ سے اسے ترک کر دینے پر مجبور ہو جاتا ہوں۔ لے دے کے جو راستہ مجھے سب سے زیادہ مفید اور کارآمد نظر آرہا ہے وہ یہ ہے کہ جنگ لندن میں آپ کے اور لیسٹر کے مولانا عبدالرحمن صاحب کے شائع شدہ خطوط اور پھر اسکے بعد میری اور آپکی خط وکتابت کو ایک کتاب کی صورت میں مالیگاوں سے شائع کروادوں۔ اور پھر اسکو مختلف مدارس کے علماء و فضلاء کی خدمت میں پیش کردوں۔ اس صورت میں مجھے اِس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے تمام اصحابِ رائے کے جوابات انشاء اللہ تعالیٰ مِل جائیں گے۔ اور میں کسی ایک نتیجے پر پہنچ کر اپنے آپ کو مطمئن کر سکوں گا۔ یہ باتیں صرف آپ کی اِطلاع کیلئے لکھ رہا ہوں، آپ سے جواب طلبی یا آپ کی مصروفیات میں مخل ہونا ہرگز محلِ نظر نہیں۔ اِطلاع دینا اسلئے ضروری سمجھتا ہوں کہ کتاب کی اشاعت کے بعد اسکی اچانک اطلاع سے آپ کے قلب کو ٹھیس پہنچ سکتی ہے۔ جسے میں مسئلے کا حل چاہتے ہوئے کسی صورت میں بھی پسند نہیں کرتا۔ خداوند قدوس آپ کو خوش و خرم رکھے۔ میری طرف سے آپ کو کوئی بھی دُکھ یا اذیت پہنچی ہو تو اسکے لئے میں ایک بار پھر آپ سے معافی چاہ رہا ہوں۔

فقط محمد میاں مالیگ ۲۳جولائی ۹۱ء

جواب مکتوب 7:

ض

باسمہ تعالیٰ

۶ اگست ۱۹۹۱ء

محترم جناب مالیگ صاحب! سلام مسنون،

آپ کا گرامی نامہ ملا تھا۔ آپ نے اگرچہ جواب نہیں مانگا تھا۔ مگر مجھے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ آپ کو لکھوں کہ میرے خطوط کی اشاعت آپ میری اجازت کے بعد ہی کر سکتے ہیں۔ اور یہ اجازت اگر آپ کو مطلوب ہے تو پھر اسکے لئے اتنی تکلیف اٹھانا ہوگی کہ میرے اور اپنے تمام خطوط کی فوٹو کاپی آپ مجھے بھیج دیں۔ احتیاطاً ریکارڈ ڈلیوری سے بھیجیں۔ ایسا کرنے پر آپ کو میری طرف سے اجازت ہے۔

آپ کا مخلص عتیق الرحمن سنبھلی ۶ اگست ۱۹۹۱ء

مکتوب 8:

ض

۸۶/

۳ ستمبر ۱۹۹۱ء منگل

محترمی و مکرمی عالیجناب مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی!

سلام مسنون!

۶ اگست کا مرقوم آپ کا کرم نامہ ۷ اگست کو ہی مجھے مل گیا تھا۔ لیکن اپنی مصروفیات بلکہ سچ پوچھیں تو غفلت و سستی کے سبب فوراً ہی آپ کا مطالبہ پورا نہ کر سکا۔ اس دوران آپ یقیناً میری بے حسی یا عدم توجہی کے سبب ذہنی اذیت کا شکار رہے ہوں گے۔ لیکن چونکہ آپ بڑے ہی وسیع القلب اور دریا دل واقع ہوئے ہیں۔ اِسلئے مجھے امید ہے کہ معافی چاہنے پر آپ ضرور ہی مجھے معاف فرما دیں گے۔

آپ نے مجھے ہماری باہمی گفتگو وغیرہ کی اشاعت کی اجازت عطا فرما کر میرا دل جیت لیا ہے۔ خدا آپ کو سلامت رکھے۔ اب انشاء

المولیٰ تعالیٰ بہت جلد ہی میں ان صفحات کو کتابت و اشاعت کیلیئے مالیگاوں بھیج دوں گا۔ میرا خیال گجراتی حروف میں بھی ان کو منتقل کرنے کا ہے۔ خدا چارہ سازی فرمائے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

03-09-91 منگل محمد میاں مالیگ

مکتوب 8:

ض

26-10-1995

محترم و مکرم عالی جناب مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی!

سلام مسنون، مزاج شریف،

تقریباً تین برس ہونے والے ہیں میں نے مالیگاوں سے شرک و بدعت کے عنوان سے ہونے والی ہماری تحریری گفتگو کو کتابی شکل میں شائع کروالیا تھا اور پھر اسے ہندوستان کے تقریباً ان تمام بڑے بڑے اداروں کو پوسٹ کے ذریعے ارسال بھی کروادیا تھا۔ جن کے بارے میں علم ہوا کہ وہ شرک و بدعت کے انسداد میں کوشاں رہتے ہیں لیکن نہ جانے کیوں مجھے آج تک کسی ایک جگہ سے بھی اس کی تنقید یا تحسین پر مشتمل کوئی تحریر یا تقریر موصول نہیں ہوئی ہے۔ آپ کو یہ کتاب قصداً اور عمداً اس لئے نہیں بھیجی تھی کہ آپ کی مصروفیت میں اضافہ کرتی جس کے لئے میں ذہنی طور پر آمادہ نہ تھا لیکن اب اس لئے بھیج رہا ہوں کہ میرے برادر مکرم نیاز احمد مصر ہیں کہ اگر یہ کتاب مولانا سنبھلی صاحب کی نظر سے بھی گذر جائے تو پھر کسی دوست کو مجھ سے شکوہ نہ رہے گا کہ پوری پوری کتاب چھاپ لی اور سنبھلی صاحب کی تصدیق کے بغیر ہی تقسیم بھی شروع کر دی ۔ تو کیا میں امید رکھوں کہ آپ اس کے مطالعے کے لئے ایک آدھ گھنٹہ عنایت فرما کر تحریری طور پر مجھے مطلع فرمائیں گے کہ میں نے اس میں کہیں قطع و برید یا حذف و اضافہ بھی کیا ہے یا پوری ایمانداری سے میری اور آپ کی تحریر کو عوام کی عدالت میں پیش کر دیا ہے۔

مولانا عبدالاعلیٰ درانی سے راوی نمبر ۰۰، میں اس سلسلے میں ہونے والی میری تحریری گفتگو بھی یقیناً آپ کی نظر سے گذری ہوگی۔ امید تھی کہ درانی صاحب اس خصوص میں مجھے ضرور مطمئن کر دیں گے۔ لیکن راوی کے تعاون سے معذرت کے بعد جب میں نے ان سے براہ راست رابطہ قائم کیا تو اول تو انھوں نے مجھے کوئی جواب نہ مرحمت فرمایا۔ پھر تقاضہ زیادہ ہوا تو عدم فرصت کے سبب اپنے ماتحت مولانا شفیق الرحمن شاہین کو مجھ سے گفتگو کے لئے متعین فرما دیا لیکن شاہین صاحب کے جواب میں میں نے جو خط لکھا تھا اسے درانی صاحب کے مطالعے کے لئے ارسال کیا تو اسکے بعد انھوں نے فیصلہ پھر تبدیل کر دیا کہ میں خود ہی بات چیت کروں گا۔ اس لئے اب میری گفتگو ان دونوں ہی

حضرات سے چل رہی ہے۔ فی الحال چونکہ دونوں ہی پاکستان تشریف لے گئے ہیں اس لئے ان کے تشریف لانے کے بعد پھر سلسلہ شروع ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ خداوندکریم نے توفیق مرحمت فرمائی تو ان دونوں کی گفتگو کو بھی کتابی شکل میں منظرعام پر لانے کی کوشش کروں گا۔ خدائے قدیر و جبار چارہ سازی فرمائے۔ بقیہ حالات لائق شکر ہیں۔ نظرکرم سے مشرف فرمائیں تو عنایت ہوگی۔ گجراتی ایڈیشن بھی حاضر خدمت ہے۔

فقط محمد میاں مالیگ 26-10-1995

نوٹ: افسوس کہ مولانا سنبھلی صاحب نے اس خط کے جواب میں میرے پتہ لکھے اور سٹامپ لگے جوابی لفافے (Self-addressed envelope) کو بھی جوں کا توں واپس کر دیا، حتیٰ کہ سلام کا جواب تک نہیں دیا ہے، اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور خوش رکھے۔

ظلم بچے جن رہا ہے کوچہ وبازار میں عدل کو بھی صاحب اولاد ہونا چاہیئے

ہم چھوٹے سے بچوں میں نہیں کوئی خرابی ہم بچوں کے بوڑھوں کی کوئی چال غلط ہے

ختم شد---

ایک سوال:

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی روا

گستاخیء فرشتہ ہماری جناب میں

اور اس کا جواب:

کل تک تھے یوں عزیز کہ بالکل نہ تھی روا

گستاخیء فرشتہ نبی کی جناب میں

ہیں آج یوں ذلیل کہ کرلی ہے اب روا

گستاخیء نوشتہ نبی کی جناب میں

بِسمِ اللہ الرّحمن الرّحیم

چمن میں ہیں وہ بزرگ آج مدعیء بہار جو سرِ رنگ سے واقف نہ راز بو سمجھیں

بنے ہیں شارح اقبال بھی خدا کی شان عروس لالہ کو بنئے کی گو بھو سمجھیں

کھسیانی بلی کھمبا نوچے

مولانا حافظ عبد الاعلیٰ صاحب درانی سے سلسلہ مراسلت

جمعیت اہل حدیث کی دعوت پر مدینہ یونیورسٹی سے رمضان المبارک ۱۹۹۴ء میں قرآن پاک سنانے کیلئے برطانیہ تشریف لانے والے حافظ طارق صاحب محمود نے جن مولانا کے بارے میں ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم جلد ۱۶ شمارہ ۳ میں لکھا کہ (مفہوم) "حافظ عبد الاعلیٰ صاحب درانی دہری عائلی ذمہ داریوں میں مصروف ہونے کے باوجود اپنے فرائض منصبی یعنی نشر و اشاعت

کا کام کرتے ہوئے بھی اہل قبور اور بدعتیوں کو خوب ناکوں چنے چبوا رہے ہیں"۔----- انہیں مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی سے شرک و بدعت کے تعلق سے محمد میاں مالیگ کی تحریری گفتگو آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرما کر فیصلہ دیجئے کہ صراط مستقیم کے درج بالا بیان میں کتنی صداقت ہے؟

فیصلہ دیتے وقت حق و صداقت کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے، بس اتنی درخواست ہے۔

گھر تو خود آپ کی ماچس نے جلا رکھا ہے لیکن الزام چراغوں پہ لگا رکھا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بریڈفورڈ کے ہفت روزہ راوی نمبر۰۰۷ میں مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی کا شرک وبدعت کے تعلق سے شائع ہونے والا وہ پیارا خط، جو اس سلسلہ ء مراسلت کی پہلی کڑی بنا۔

11-06-94

محترم شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

راوی کا نیا شمارہ ملا، اس کے اداریئے میں آپ نے جو کچھ فرمایا اسی کے ضمن میں چند باتیں عرض کرنے کی جسارت کروں گا، اگر بار خاطر نہ ہو تو چھاپ دیں تاکہ ہمارا درد دل راوی کے قارئین تک پہنچ جائے۔ آپ نے بریڈفورڈ کارلائل روڈ کی مسجد حنفیہ کے کارپردازوں کی توجہ اس بات کی طرف دلائی ہے کہ مسجد میں سن برج کی مسجد کی طرح بچوں میں مٹھائی شٹھائی دیا کریں تاکہ انہیں احساس ہو کہ ہماری مسجدوں سے بھی ہمیں کچھ ملتا ہے، آپ نے یہ بات پتہ نہیں کس لے میں کہی ہے، لیکن سچی بات یہ ہے کہ جو آپ نے کہنا تھا وہ نہیں کہا، کیا ہماری مسجدوں میں صرف یہی ایک کمی رہ گئی ہے کہ وہاں سے بچوں کو مٹھائی نہیں ملتی باقی وہ سب کچھ مل جاتا ہے جس کی غرض سے اللہ نے مساجد تعمیر کرنے کا حکم دیا، آپ نے (علامہ ابوالمحمود) نشتر صاحب سے مطالبہ کیا حالانکہ نشتر صاحب کا جس قبیلے سے تعلق ہے وہاں رنگ برنگے کھانوں اور کھانے کی محفلوں کی پہلے ہی کوئی کمی نہیں، بلکہ تفنن طبع کے طور پر کہوں کہ اس قبیلے کا پورا ڈھانچہ ہی حلوہ پوری، قل کے چھولوں اور گیارہویں شریف کی ڈشوں اور نذر ونیاز کی کھیروں سے بنا ہوا ہے۔ آپ کا فرض تھا کہ ان کی توجہ اس طرف مبذول کراتے کہ مسجدوں کی تعمیر اللہ کے نام کو بلند کرنے کے لئے ہوتی ہے، مگر ہماری ان مساجد میں غیراللہ کے نام کے نعرے لگتے ہیں، غیراللہ کے نام کے ذکر کئے جاتے ہیں، عرس اور دیگر غیر اسلامی تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے، سنت سے ثابت نہ ہونے والے کام کئے جاتے ہیں، نماز روزہ خطبہء جمعہ بالکل غیر مسنون انداز میں پڑھا جاتا ہے، یہ مسجدیں کم اور پیروں کے اڈے وآستانے زیادہ ہیں، حالانکہ مساجد سے لوگوں کو قرآن وسنت وحدیث کی خالص تعلیمات ملنی چاہئیں، مگر ان مساجد کے مولوی جھوٹی روایات سے سامعین کے ایمان برباد کرتے ہیں، اللہ کی توحید اور سنت رسول کی صریح مخالفت کی جاتی ہے۔ شیخ صاحب! دل پر ہاتھ رکھ کر کہئے کہ ہماری موجودہ مساجد مسلمانوں کی روحانی غذا کا ذریعہ ہیں یا شرک وبدعت وخرافات کے اڈے؟ ہماری نئی نسل اسلام سے کیوں باغی ہوتی جارہی ہے؟ اس وجہ سے کہ انہیں مساجد سے صرف حلوے یا لڈو ہی ملتے ہیں، قرآن وحدیث کا نتھرا ہوا آب زلال وآب حیات نہیں، خدارا اس کی طرف بھی توجہ دلائیے، اگرچہ تلخ گھونٹ ہیں مگر صحت ایمان کے لئے بے حد مفید ہیں۔ 11-06-94 (مولانا) محمد عبدالاعلیٰ درانی

خ

مدیر راوی کا اختلافی نوٹ

ہمیں مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی کی اس طرز سے قطعی اختلاف ہے کہ انہوں نے "اندھے کی لاٹھی" چلاکر تمام مساجد کو"خرافات کے اڈے"قرار دے دیا ہے، اس طرح بات کرنے سے تفرقہ بازی کی بنیاد پڑتی ہے، وہ اپنے نیک اور اچھے جذبات کا اظہار بہتر طور پر اس طرح کر سکتے تھے کہ جن جگہوں میں افراط وتفریط سے کام لیا جاتا ہے اور بدعتوں اور شرک کی باتوں سے پرہیز نہیں کیا جاتا ان کو غلط کہہ دیتے۔ کیا مولانا بتائیں گے کہ اگر اس ملک میں ہمارے دین پسند بھائی مسجدیں قائم نہ کرتے تو صورت حال کیا ہوتی؟ مولوی حضرات کی بہت سی باتوں پر تنقید کی جا سکتی ہے مگر یہ حقیقت نہیں بھولنی چاہئے کہ اس ملک میں اسلام کی روشنی بڑھانے، نئی نسل کے بہت سے افراد کو قرآن پڑھانے اور نماز سکھانے کا فریضہ انہیں کے دم قدم سے انجام پایا۔ بڑے مزے کی بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں ہمیں صرف یہی خط ملا، حالانکہ متعدد ٹیلیفون آئے، اگر خط نہیں آیا ٹیلیفون نہیں آیا تو حنفیہ مسجد کی طرف سے۔ ہم سمجھتے تھے کہ اس نئی مسجد کا تعمیری منصوبہ مکمل ہونے پر کئی اچھے کاموں کا آغاز ہو سکے گا، جو مسجد کو خود کفیل بنانے میں بھی معاون ہوگا، مگر یہ باتیں علامہ ابوالمحمود نشتر یا ان کی انتظامیہ کا آدمی لکھے تو اس کا زیادہ وزن ہوگا۔ خیر ایک وضاحت ضروری ہے جس کی طرف بجا طور پر جناب ہمایوں مرزا نے توجہ دلائی ہے کہ اس سے پہلے یعنی مسجد حنفیہ سے پہلے منیگھم میں ایک چھوٹی مسجد تو کلیہ مکمل ہوئی جس کے دروازے تمام فرقوں کے لئے کھلے ہیں اور ہر عقیدے کے بنگالی و غیر بنگالی وہاں نماز پڑھتے ہیں۔

ایڈیٹر(مقصود الٰہی شیخ)

مکتوب از مولانا محمد مالیگ صاحب، مدیر راوی کے نام

خ

۸٦،

13-06-94

محترمی مدیر راوی! سلام مسنون،

راوی کی بلا ناغہ اشاعت کی ساتویں سینچری مبارک ہو، آپ کی ہمت مردانہ واقعی قابل داد ہے کہ روٹی، کپڑے اور مکان کے لئے ہم لوگوں کی طرح کوئی آسان راہ اختیار کرنے کی بجائے اردو کی خدمت کی لگن کے تحت اردو اخبار کی اشاعت کی جاں کاہ مصیبت کو گلے کا ہار بنا رکھا ہے۔ اس دور

گرانی میں راوی کی اشاعت کو جاری رکھنے کے لئے قارئین کی اکثریت قیمت بڑھانے یا صفحات کم کرنے کا جو بھی مشورہ دے ذاتی طور پر ہم ہر طرح اس کے ساتھ تعاون کے لئے تیار ہیں۔ راوی کی سات سویں اشاعت میں جناب عبد الاعلیٰ صاحب درانی کے ہماری موجودہ مساجد کو شرک و بدعات اور خرافات کے اڈے قرار دینے پر اختلافی نوٹ لکھتے ہوئے آپ نے بجا طور پر انہیں اندھے کی طرح لاٹھی چلانے والے سے تشبیہ دی ہے، بجا طور پر اس لئے کہ شرک و بدعت کی ان کی اپنی خود ساختہ تعریف کے مطابق تو خود ان کی اپنی مساجد بلکہ دنیا بھر کی مساجد میں کوئی ایک فرد بھی شرک و بدعت سے پاک اور مبرا نہیں مل سکے گا۔ مثال کے طور پر ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟ (۱) دنیا بھر میں کوئی ایک مسجد بھی آپ کو ایسی نہیں ملے گی جس کے تمام ہی نمازی سید السادات حضور ﷺ کو سید نہ مانتے ہوں لیکن آپ کو یہ پڑھ کر تعجب ہوگا کہ درانی صاحب کے قبیلے میں حضور ﷺ کو سید سمجھنا بھی شرک ہے، ثبوت کے لئے دیکھئے (ماہنامہ الرشید لاہور کا دارالعلوم دیوبند نمبر ص ۶۲۲) پھر (۲) دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا بد نصیب مومن ہوگا جو آقائے نامدار حضور ﷺ کی غلامی کے پٹے کو اپنے گلے کا ہار بنانے کا منکر ہو، لیکن واضح ہو کہ درانی صاحب کے ایک مشہور مولانا لکھتے ہیں کہ "غلام فلاں اور غلام فلاں یا غلام محی الدین اور غلام معین الدین نام رکھنے والے مومنین، مشرک ہیں" (مفہوم تذکیر الاخوان ص ۶۹ اور تقویت الایمان ص ۵) پھر (۳) حضور ﷺ کو غالباً دنیا کا ہر مسلمان اپنا وکیل، سفارشی اور شفیع سمجھتا اور مانتا ہے لیکن درانی صاحب کے درج بالا مولانا صاحب کے خیال کے مطابق شافع محشر حضور ﷺ کو اپنا وکیل، سفارشی اور شفیع سمجھنے والے مومنین، بوجہل کی طرح مشرک ہیں (مفہوم تقویت الایمان ص ۷) پھر (۴) عبد الاعلیٰ صاحب درانی کا عقیدہ ہے کہ "غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے"۔ (جنگ لندن ۲۵ نومبر ۹۳ ء) حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صرف عبد الاعلیٰ صاحب درانی اور ان کی مساجد کے موحدین تو کیا، دنیا بھر میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں، نہ ہوا ہے، نہ ہوگا جس نے کبھی بھی غیر اللہ سے کوئی بھی مدد نہ طلب کی ہو، تو اس حساب سے تو ساری مخلوق ہی مشرک بن جاتی ہے یعنی ؎

ناوک نے ان کے صید نہ چھوڑا زمانے میں تڑپے ہیں مرغ قبلہ نما آشیانے میں

لیکن درانی صاحب اور ان کے معاونین اتنا بھی نہیں سوچتے کہ دنیائے اسلام کا تو متفقہ اور اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ جو صفت زید و بکر یا عمرو کے لئے شرک ہوگی وہی صفت ما و شما اور ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کے لئے بھی یقینا یقینا شرک ہوگی۔ یعنی بالفاظ دیگر ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا کہ جو صفت حضور ﷺ یا غوث اعظم ص کے لئے ثابت کرنا شرک ہو وہی صفت کسی اور کے لئے ثابت کرنا شرک نہ ہو، یا ہمارا یہ تجزیہ اگر غلط ہے تو ہم اپنے ان دوستوں سے موء دبانہ التماس کرتے ہیں کہ خامشی کو خدا کے لئے ترک کریں اور ہمیں راہ ہدایت دکھائیں ورنہ کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ ؎

تراشے سیکڑوں اصنام عہد نو کے آزر نے خلیل وقت تیری خامشی دیکھی نہیں جاتی

شرک کے تعلق سے چند تمثیلات پیش کر لینے کے بعد اب ہم بدعت کی طرف آتے ہیں۔ شریعت کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مومنین کو قرآن پاک میں مطلقاً یعنی بغیر کسی شرط یا قدغن یا پابندی یا قید کے بہت سارے معروفات کے بجا لانے کا امر اور حکم فرمایا ہے۔ مثلاً اللہ سے دعا

مانگو، قرآن پاک کی تلاوت کرو، اللہ کا، انبیاء ں کا، اللہ کی نعمتوں اور اللہ کے دنوں کا ذکر کرو، شعائر اللہ کی تعظیم کرو، اللہ کا شکر ادا کرو، تبلیغ کرو، جہاد کرو، پاک اور طیب چیزیں کھاو، سچ بولو، اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اللہ کی رحمت اور اللہ کے فضل کے یافت پر فرحت اور خوشی کا اظہار کرو وغیرہ وغیرہ۔ لیکن درانی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ درج بالا ہی نہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی جتنے معروفات کے کرنے کا اللہ تعالی نے حکم اور امر فرمایا ہے ان کی ادائیگی کے لئے صرف اور صرف وہی شکل، وہی صورت، وہی ہیئت اور وہی طرز عمل صحیح اور درست ہو گا۔جو چند ہزار صفحات پر مشتمل صحاح ستہ کی احادیث سے ثابت ہو گا۔

یعنی صحاح ستہ کی کتب سے ثابت نہ ہونے والی شکل وصورت اور ہیئت کے مطابق کی جانے والی ہر ہر دعا، تلاوت قرآن پاک، تعظیم شعائر اللہ ، ذکر اللہ ، ذکر رسول اللہ ﷺ اور خدائی نعمت ورحمت اور فضل وایام کے یافت کی خوشی اور فرحت، مومن صالح کو جہنمی بنا دے گی، دوزخی بنا دے گی، ناری بنا دے گی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ بھی رہے ہیں کہ درانی صاحب اور ان کے ساتھی واقعتا نماز پنج گانہ اور نماز جنازہ کے بعد کی جانے والی دعاء وں اور کلمہ ء طیبہ کے جہری ذکر کو اور نماز فجر وعشاء اور جمعہ کے پہلے یا بعد سورہ ء یاسین، سورہ ء ملک اور سورہ ء کہف شریف کی اجتماعی جہری تلاوت کو اور میت کے فوت ہونے کے بعد اس کے ایصال ثواب کے لئے تیجے، دسویں، چالیسویں اور برسی کی تلاوت قرآن پاک کو اور عید میلاد پاک کے نام سے اللہ کے سب سے بڑے فضل، اللہ کی سب سے بڑی رحمت اور اللہ کی سب سے بڑی نعمت حضور ﷺ کے یافت کی خوشی اور فرحت کے اظہار کو، ان کی تعظیم کی نیت سے قیام کو اور آپ کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانے کی خوش عقیدگی کو بدعت اور جہنمی کام قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ کتب صحاح ستہ کے چند ہزار صفحات میں قیامت تک کے تمام اختراعات وایجادات اور احوال وکوائف بظاہر ہمیں نظر نہیں آتے۔ تو پھر کیسے کوئی پندرہویں اور بیسویں صدی میں بھی بخاری ومسلم کے مطابق ہی تبلیغ، جہاد، حج وعمرہ، انفاق فی سبیل اللہ اور ذکر اللہ وشکر اللہ کر سکے گا؟ لیکن درانی صاحب اور ان کے رفقاء اس سوال پر مطلق کوئی غور نہیں فرماتے اور مرغے کی ایک ٹانگ کی طرح یہی کہے چلے جارہے ہیں کہ ہماری موجودہ مساجد شرک وبدعات اور خرافات کے اڈے ہیں، فیاللعجب۔

13-06-94 والسلام علیکم محمد میاں مالیگ

مکتوب 2 از مولانا عبد الاعلیٰ درانی صاحب

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

23-07-94

محترم شیخ صاحب! سلام مسنون،

۲۵ جون کے شمارے ۰۲۷ میں میاں محمد صاحب نے میرے مراسلہ پر جو کچھ لکھا اس پر چند سطور ارسال خدمت ہیں ۔ شرک و بدعت کی جو تعریف کی جاتی ہے وہ کسی کی خود ساختہ نہیں ہے، قرآن و حدیث ہی کی بیان کردہ ہے، بدعت کی جو تعریف احادیث صحیحہ میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھورد (بخاری، نسائی کتاب الاعتصام) کہ جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے کرنے کا ہم نے حکم نہیں دیا وہ مردود ہے ۔ اور شرک کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے، مثلاً اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ حی و قیوم ہے، یعنی زندگی و استقرار بس اسی کو ہے ۔ اب کسی انسان کو حی و قیوم سمجھنا شرک ہے ۔ اللہ ہی کی عبادت کرنا فرض ہے کیونکہ وہ معبود حقیقی ہے ۔ اگر کوئی کسی دوسرے کی عبادت کرے، اسے سجدہ کرے، مشکلات میں کسی کو پکارے تو وہ مشرک ہوگا ۔ کیونکہ دعا بھی عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز ہے ۔ کسی کو بھی اپنی دعا میں پکارنا شرک ہے ۔ اللہ کا حکم ہے ادعونی استجب لکم مجھے پکارو، میں جواب دوں گا ۔ آج کل یہ شرک عام ہے، لوگ یارسول اللہ ، یاشیخ عبدالقادر جیلانی، یاداتا، یامعین الدین ،یاغوث الاعظم، یاحسین، یاعلی جیسے نعرے لگاتے ہیں، قرآن کریم کی رو سے شرک کا ارتکاب کرتے ہیں ۔ یہ ایسا صاف مسئلہ ہے کہ جس میں دوسری رائے رکھنے والا بے دلیل بات کرتا ہے، اگر فاضل بزرگ کے پاس شرک و بدعت کی اس کے علاوہ کوئی تعریف ہے تو اس سے مطلع فرمائیں ۔

میں نے ۱۱ جون کے شمارے میں جن کاموں کو گنوایا تھا کہ مسجدوں میں یہ غیر اسلامی، مشرکانہ اور غیر شرعی حرکات ہو رہی ہیں، مثلا گیارہویں، قل، عرس، غیراللہ کے نعرے وغیرہ، خالصتاً مبتدعانہ اور مشرکانہ کام ہیں ۔ محترم میاں صاحب نے بھی ان کے وقوع کا انکار نہیں فرمایا بلکہ بدعت و شرک کا مفہوم بدلنے کی ناکام کوشش کی، ان کو چاہیئے کہ وہ اللہ کی مساجد کو مشرکانہ اور مبتدعانہ خرافات سے پاک کرنے کی تلقین کریں ۔ سورۃ الجن میں اللہ کا ارشاد ہے وان المساجد للہ فلاتدعوا مع اللہ احدا، "مسجدیں اللہ کے لئے ہیں ان میں اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو" مگر ہماری یہ مساجد غیراللہ کی عبادات سے وابستہ کر دی گئی ہیں جو ان کے تقدس و احترام کے منافی ہے ۔ انہوں نے فرمایا دنیا میں کوئی مسجد ایسی نہیں جس کے نمازی آنحضور ﷺ کو سید نہ مانتے ہوں ۔ درانی صاحب کے قبیلے (اہل توحید) کے نزدیک حضور ﷺ کو سید کہنا شرک ہے، یہ بہتان انہوں نے اہل توحید پر جان بوجھ کر عائد کیا ہے جس کا بدلہ اللہ ہی انہیں دے گا، آپ یہ بھول رہے ہیں کہ اہل توحید کی ساری جدوجہد ہی رسول اللہ ﷺ کی محبت و اطاعت کے گرد گھومتی ہے، آپ تو کہتے ہیں کہ یہ لوگ صرف احادیث ہی کو قابل حجت مانتے ہیں، کیوں نہیں کہ احادیث بھی تو رسول رحمت ہی کی ہیں ۔ آپ کے فرامین پر عمل کرنا یہ آپ کے نزدیک جرم ہے لیکن قرآن اسی کو ذریعہ ء نجات قرار دیتا ہے ۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ، من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین ۔ کہ جو رسول اللہ کی اطاعت کرے گا تو وہ اللہ کا فرمانبردار کہلائے گا ۔ اور ایسے لوگ اللہ کے انعام یافتہ لوگ ہیں ۔ ان کا حشر انبیاء، صدیقین، شہداء و صالحین کے ساتھ ہوگا ۔ (سورۃ النساء) اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ جو لوگ رسول خدا کی اطاعت کی دعوت دیتے ہیں وہ سچے عاشقان رسول ﷺ ہیں یا وہ لوگ جو

شریعت محمدی کا بدعات و خرافات کے ساتھ حلیہ تک بگاڑ دیں ۔ رہا مسئلہ حضور ﷺ کو سید کہنے کا ۔ اہل توحید کا قبیلہ تو رسول رحمت ﷺ کو خدا کے بعد سب سے بزرگ ہستی مانتا ہے اور یہ اس کے ایمان کی جان ہے ۔ خدا کے بعد حضور ﷺ کو ہی سب کچھ مانتا ہے لیکن خدا نہیں مانتا ۔ جبکہ آپ کا قبیلہ حضور ﷺ کو خدا سے بھی آگے بڑھا دیتا ہے مگر نبی و رسول نہیں مانتا کہ آپ کی اطاعت کے وجوب کا قائل نہیں ۔ اور سید کا ایک معنیٰ سردار ہوتا ہے، جناب بھی ہوتا ہے ۔ آج کل انہی معنوں میں بولا جاتا ہے ۔ وہ حدیث جس میں حضور ﷺ نے فرمایا السید ھو اللہ ، کہ سید تو اللہ ہے، اگر آپ کو حدیث کے ساتھ کوئی مس ہے تو اس کی وضاحت ذرا آپ ہی فرمادیں کہ اس کا کیا معنیٰ ہے؟ اسی طرح میاں صاحب نے غلامی کے لفظ کی آڑ میں بھی ڈنڈی ماری ہے ۔ غلامی صرف نام رکھنے میں ہی نہیں آپ کے احکام پر عمل کرنے سے ہوتی ہے ۔ جس سے آپ الرجک ہیں ۔ آنحضور ﷺ کو اہل توحید شفیع سمجھتے ہیں ۔ روز قیامت آپ کی شفاعت کا اپنے آپ کو حقدار سمجھتے ہیں ۔ مگر اہل بدعت آپ کی شفاعت سے محروم ہونگے جس طرح کہ حدیث کوثر میں ہے، بدعتی بھی پانی کے لئے آئیں گے مگر حضور ﷺ یہ کہہ کر دھتکار دیں گے کہ انہوں نے شرع محمدی میں بدعات داخل کر دی تھیں ۔ ان کو میری نگاہوں سے دور کر دو ۔ اللہ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ اس قبیلے میں شامل نہ کرے ۔

غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے ۔ ہر مومن نماز میں اقرار کرتا ہے ایاك نعبد وایاك نستعین (ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں) آپ لوگ مدد میں ڈنڈی مار جاتے ہیں ۔ آسان سی مثال ہے کہ آپ اپنی رفیقہ ء حیات سے اس کی زندگی میں پانی مانگ سکتے ہیں ۔ مگر جب وہ فوت ہو جائے تو ذرا اس کی قبر پر کھڑے ہو کر کہئے، محترمہ ! ایک گلاس پانی دیجئے، پھر دیکھتا ہوں کیا جواب آتا ہے ۔ ڈاکٹر سے آپ دوائی تو مانگ سکتے ہیں مگر شفا صرف اللہ ہی دیتا ہے ۔ مگر آپ کہتے ہیں کہ صرف زندہ ہی نہیں مردہ ڈاکٹروں سے شفا مانگو ۔

آخر میں یہ بات کہ صحاح ستہ کی احادیث کے مطابق قرآن پر عمل کرو ۔ یہ اس لئے کہ صاحب قرآن نے جس طرح قرآن پر عمل کر کے دکھایا اس کے مطابق کرو تو اتباع ہوگی، ورنہ باقی خواہشات نفسانی کی پیروی ہے ۔ اسی لئے اہل توحید و سنت احادیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق قرآن پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں کہ اللہ کا حکم ہے ۔ جو رسول ﷺ تمہیں دیں لے لو اور جس سے منع کریں رک جاو ۔ تو یہ کیسے پتہ چلے گا؟ اگر احادیث کو پس پشت ڈال دیا جائے تو پھر شریعت کے ساتھ وہی سوتیلی ماں کا سلوک ہوگا جو آپ کا قبیلہ کر رہا ہے ۔ حیرت ہے عشق رسول ﷺ کا دعویٰ کرنے والے احادیث رسول ﷺ سے دیگر ملحد لوگوں کی طرح پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں ۔ نیز قارئین "راوی" کے لئے اب یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں رہا کہ رسول رحمت ﷺ کے متبعین کون ہیں اور مادر پدر آزادی کے عنوان سے شرع محمدی کے ساتھ بے رحمانہ سلوک کرنے والے کون ہیں؟ حقیقی اہل سنت کون ہیں اور دودھ پینے والے مجنوں کون؟

مولانا عبد الاعلیٰ، بریڈفورڈ 23-07-94

نوٹ از مدیر راوی، مقصود الٰہی شیخ صاحب :

ایک خط چھپا، اس پر تنقید آئی ۔ یہ جواب الجواب ہے ۔ یہ نا ختم ہونے والی مذہبی بحث ہے ۔ بہتر ہے ایسے موضوعات پر مذہبی رسالوں سے رجوع کیا جائے ۔ اس خاص موضوع پر اب راوی میں کچھ نہ لکھا جائے ، شکریہ ۔

ایڈیٹر (مقصود الٰہی شیخ)

مدیر راوی کے نام مالیگ صاحب کا مکتوب

خ

04-08-94

مکرمی مدیر راوی !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ----------------------- -----راوی نمبر۰۲، میں غیراللہ سے مدد مانگنے کو شرک قرار دینے والے دوستوں سے میں نے جو سوالات کئے تھے ان کے جواب میں راوی نمبر۰۶، میں محترم جناب عبد الاعلیٰ صاحب درانی کی لب کشائی پر میں اللہ کا شکر ادا کر ہی رہا تھا کہ ان کے بیان کے بعد آپ کے اس نوٹ نے میری حسرتوں پر پانی پھیر دیا کہ یہ نا ختم ہونے والی مذہبی بحث ہے لہذا اس سلسلے میں راوی میں اب کچھ نہ لکھا جائے ۔

میرے محترم ! دیکھئے ناں بینظیر بھٹو اور نواز شریف کے جھگڑے بھی تو بے سود اور فضول ہیں کہ دونوں ہی صرف اور صرف اپنے اقتدار کے بھوکے ہیں یا زیادہ سے زیادہ ان کے تذکرے سے عارضی دنیا کے عارضی فائدے حاصل ہو سکتے ہیں پھر بھی اکثر و بیشتر راوی میں ان کے تذکرے آتے رہتے ہیں جبکہ ان کے برخلاف ---حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا داد فضل وکمال--- کے انکار یا ان کو شرک قرار دینے سے قادیانیوں کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کا دائمی اور ابدی عذاب ہمارا مقدر بن جاتا ہے جس سے بچنا اور اپنے بھائی بہنوں کو بچانا ایک مومن کیلئے بیحد ضروری ہے---پھر یہ ایک ایسا اجماعی اور متفقہ مسئلہ ہے کہ قادیانیوں اور منکرینِ فضائلِ رسالت کو بھی اس سے انکار نہیں، اس لئے ایک مومن صالح کی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے کوئی کلمہ گو مسلمان منکرِ فضائل رسالت نہ بننے پائے ۔ اس نکتہ ء نظر سے اگر آپ بھی متفق ہیں تو آپ سے موء دبانہ التماس ہے کہ اس سلسلہ ء بحث کو ضرور ضرور ضرور راوی میں جگہ دی جائے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ قادیانیوں کی طرح اور بھی ہمارے کچھ دوست ہیں جو حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا داد فضائل وکمالات کے منکر ہیں پھر بھی اپنے آپ کو دنیا کا سب سے بڑا اور سچا مسلمان سمجھتے ہیں---لیکن اگر میری اس گذارش کے باوجود آپ اپنی صواب دید کو ہی مفید اور قابلِ عمل سمجھتے ہیں تو میں دوسری درخواست یہ

کروں گا کہ کم ازکم میرے اس خط کو راوی میں جگہ دے دیجئے تاکہ قارئینِ راوی کو میرے احساسات کا علم ہو سکے اور وہ بھی اس سلسلہ میں اپنی آراء کا اظہار کر سکیں ۔

04-08-94 والسلام علیکم فقط محمد میاں مالیگ

جواب از مدیر راوی مقصود الہیٰ شیخ صاحب

خ

05-08-94

بھائی محمد میاں !

السلام علیکم، آپ کا خط ملا، مجھے آپ کی خاطر منظور ہے آپ کی دوگانہ، اسلئے کہ آپ بھائی نیاز احمد کے بھائی ہیں لیکن کیا کروں اخبار بھی چلانا ہے اور میں نے بڑی مشکلوں سے سیکھا ہے کہ اخبار اپنی مرضی سے چلاو۔ دوسروں کی مرضی اس میں نہ چلاو، کیونکہ دوسرے کبھی خوش نہیں ہوتے ،کیا ٹھیک کہہ رہا ہوں؟ یا آپ کو اس سے بھی اختلاف ہے؟------- آپ کا خط پڑھ کر ایک بڑی عجیب بات سوجھی، آپ نے بھی سن رکھا ہو گا کہ دنیا میں تین ہٹیں مشہور ہیں، راج ہٹ، تریا ہٹ اور بالک ہٹ، اب اس فہرست میں میری طرف سے ایک اضافہ اور کر لیجئے------- مولوی ہٹ-------- بھائی! آپ کے پاس قلم ہے، اپنے محوسات راوی کے قارئین تک پہنچانے کیلئے کسی دوسرے موقع پر کسی دوسرے انداز میں پہنچانے کی کوشش کرنا زیادہ سود مند ہو گا۔ آپ کی ساری صلاحیتیں جواب اور جواب در جواب میں ضائع ہو رہی ہیں ۔ بڑے ادب سے کہوں گا کہ مثبت انداز اختیار کریں ۔ اس امت کو بڑے مسائل درپیش ہیں، ان پر توجہ فرمائیے ۔ ہمیں یہاں رنگ کا مسئلہ تو انگریز کے حوالے سے درپیش ہے مگر قبیلہ برادری کا مسئلہ بھی ہے ۔ اونچ نیچ، ذات پات کا، نا اتفاقی کا۔ لڑکے اور لڑکیاں اپنے گھر اپنی تہذیب اور اپنے مذہب سے دور ہو رہے ہیں------ کیا نہیں؟-------

میں تجویز کرتا ہوں ذرا شوق مطالعہ اور شوق تحریر کی رسی پکڑیئے اور حضرت بلال حبشی

صپر لکھئے کہ سرخ عربوں میں یہ کس شان اور اپنائیت سے رہتے رہے اور کس بلند مرتبے کی شخصیت کے گھر سے رشتہ لیا۔ یا پھر حضرت سلمان فارسی ص کس شان کے انسان تھے اور کیسے مسلمان ہوکر مسلمانوں میں رہے اور عزت پائی ۔ یوں بھی حضور ﷺ کے ان دونوں صحابہ ث کے حالات وواقعات کا چرچا کم ہوتا ہے، آپ کہیں تو میں آپ کی دسترس اور گرفت کے موضوعات مزید تجویز کروں گا جن پر خامہ فرسائی سے آپ یہاں

پر آباد مسلمانوں کی خدمت کا فریضہ بھی ادا کر سکیں گے اور تاریخ میں اپنا منفرد مقام بھی بنا پائیں گے۔ جس تکرار اور بحث میں آپ پڑے ہیں اکثر مذہبی شخصیات بھی اس پر متوجہ ہیں۔ اگر یہ مسائل حل ہونے ہوں گے تو ان کی کوششیں کافی ہونگی، آپ دوسرا دینی کام سرانجام کیوں نہ دیں؟--------

جب مجھ پر غصہ کم ہو تو دوبارہ میری بات پر غور کیجئے گا۔ میں آپ کو یہاں کی فضا میں زیادہ بہتر اور اعلیٰ کردار ادا کرتے ہوئے دیکھنے کا خلوص کے ساتھ متمنی اور خواہش مند ہوں۔ سب سے سلام۔

05-08-94 آپ کا دینی بھائی شیخ مقصود الٰہی

مکتوب از مالیگ صاحب بنام مولانا عبدالاعلیٰ درانی صاحب

خ

۸۶،

15-08-94

جناب عالی مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی!

سلام مسنون!

ہفت روزہ راوی بریڈفورڈ کے مدیر محترم نے شرک وبدعت کے عنوان پر جاری ہماری تحریری گفتگو کو چونکہ ایک نا ختم ہونے والی مذہبی بحث قرار دیکر بند کر دینے کا مشورہ دیا ہے، اس لئے اسکی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے میں نے انہیں ان کے اس فیصلے پر نظرثانی کرنے کیلئے لکھا تھا، لیکن جواباً انہوں نے اپنی کسی مجبوری کے تحت اپنے اس فیصلے اور اپنی اس صواب دید کو ہی برقرار رکھا ہے۔

اس لئے مجبوراً مجھے اب اس سلسلے میں براہ راست آپ سے ہی گفتگو کرنی پڑے گی۔ مقام مسرت ہے کہ آپ نے مجھے اس سلسلے میں اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق اپنے احساسات قلم بند کرنے کی کھلے دل سے دعوت دی ہے۔ اس لئے فرصت ملتے ہی میں آپ سے رابطہ قائم کروں گا۔ فی الحال کچھ گھریلو الجھنوں کے سبب میں کافی مصروف ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری تحریری گفتگو کے کتابی شکل میں شائع ہونے سے عام لوگوں کو علم ہو سکے گا کہ شرک وبدعت کی اصل حقیقت کیا ہے اور اس مسئلے میں ہم نے کہاں کہاں ٹھوکریں کھائی ہیں؟ میں کوشش کروں گا کہ آپ کو مخاطب کرنے میں آپ کے ادب واحترام کا پورا پورا خیال رکھوں اور ایسی کوئی بات قلم سے دانستہ طور پر نہ نکلنے دوں جو آپ کی دل شکنی

کا سبب بن جائے۔ اللہ توفیق بخشے۔

15-08-94 خیر اندیش محمد میاں مالیگ

مکتوب دوئم از مالیگ صاحب بنام مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی

خ

۸۶،

11-11-94

عالی جناب مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی!

سلام مسنون! لیجئے کہ حسب وعدہ شرک وبدعت کے تعلق سے اپنے قلبی خلجان اور ذہنی کوفت کوآپ کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل ہو ہی گیا۔ خداوندکریم اس سلسلے میں ہمیں اپنے آباء واجداد اور اپنے اساتذہ سے ملے ہوئے پہلے تخیلات اور تصورات سے ماوریٰ ہوکر خلوص و للہیت کے ساتھ راہ حق وصداقت تلاش کرنے کی توفیق نصیب کرے، اور ہماری تحریری گفتگو کو مسلمانوں کیلئے مفید ثابت فرمائے۔

ا راوی نمبر۶۰، میں آپ نے لکھا ہے کہ (مفہوم) "بدعت کی جو تعریف احادیث صحیحہ میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھورد"۔(بخاری ونسائی)کہ جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے کرنے کا ہم نے حکم نہیں دیا وہ مردود ہے"۔--------- تو دیکھئے کہ آپ کی تحریر کے مطابق بھی بدعت کی جوجوہری خصلت صحیح احادیث میں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ--- بدعت وہ شے ہے جس کاامر یا حکم یاآرڈر حضور ﷺ نے ہم کو نہ دیا ہو--- لہذا اس کا نہایت ہی واضح اور روشن مطلب یہ ہواکہ جن کاموں کا حکم یاآرڈر یا امر حضور ﷺ نے ہم کودیا ہے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کسی بھی شکل وصورت اور کسی بھی ہیئت میں انکی ادائیگی ہرگز ہرگز بدعت نہ ہوگی۔ لیکن میری سمجھ کے مطابق اس اصول کے برخلاف آپ یہ فرما رہے ہیں کہ----- جی نہیں، حضور ﷺ نے جن کاموں کے کرنے کا ہم کو امر یا حکم یا آرڈر فرمایا ہے ان کی ادائیگی کی شکل وصورت اور ہیئت اگر بخاری ومسلم یا زیادہ وسیع القلبی اور دریا دلی سے کام لیا جائے توچند ہزار صفحات پر مشتمل صحاح ستہ کی کتب سے ثابت نہ ہوتو پھر ان کا مرتکب بدعتی اور جہنمی ہوگا۔ اس لئے میری سمجھ میں نہیں آتاکہ آخر یہ اضافی اصول اور یہ جدید قانون آپ کیوں اور کیسے وضع فرما رہے ہیں؟ جبکہ حدیثِ پاک میں توایسی کوئی پابندی اور ایسی کوئی قدغن اور قید بیان نہیں فرمائی گئی ہے۔

پھر صحاح ستہ کی کتب تو حضور اقدس ﷺ کے وصالِ شریف سے تقریباً دوسو برس بعد عالمِ وجود میں آئی ہیں، اس لئے اس صورت میں دوسو سال کے درمیان حضراتِ صحابہء کرام، تابعین اور تبع تابعین ث کی جوتین چار پشتیں گذری ہیں ان کے غیر بدعتی اور غیر جہنمی ہونے کا

ثبوت وپروف ہم کہاں سے اور کیسے مہیا کر سکیں گے؟ کہ آپ کے خیالِ شریف کے مطابق تو حضور ﷺ کے فرامین واحکام کی بجاآوری کا صحیح پیمانہ اور غیر بدعتیانہ ترازو کتب صحاح ستہ کا وجود ہی انکے زمانے میں مبینہ طور پر عنقاء تھا---- میری ان معروضات کو دوسرے لفظوں میں یوں بھی سمجھئے کہ شرک وبدعت کی آپ کی پیش فرمودہ درجِ بالا تعریف وتوصیف کو ہی اگر آپ صحیح سمجھتے اور بر حق مانتے ہیں تو بتائیے کہ اللہ ورسول د و ﷺ نے دعائیں مانگنے، صلوٰۃ وسلام اور قرآن پڑھنے اور اپنے انعام واکرام کا ذکر وشکر کرتے رہنے اور انکی یافت کے دنوں پر فرحت وسرور و انبساط کے اظہار کا حکم فرمایا ہے یا نہیں؟---- اگر فرمایا ہے اور یقیناً فرمایا ہی ہے تو پھر بتائیے کہ پنج وقتہ نمازیا جنازے کی نماز کے بعد کی جانے والی اجتماعی دعا، یا جمعہ یا عشاء یا فجر کی نماز کے بعد یا پہلے سورہ ء کہف یا سورہ ء یاسین یا سورہ ء ملک کی اجتماعی تلاوت---- یا صرف اور صرف عرفی طور پر مومنین ومومنات کی وفات کے تیسرے یا چوتھے یا ساتویں یا چالیسویں یا برسی کے دن قرآن کی تلاوت--- یا کھڑے ہوکر پیارے آقا ومولی ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا----یا ان کی یافت اورپیدائش کے دن فرحت وسرور اور شکر وانبساط کا اظہار کیوں اور کیسے صرف اور صرف اس وجہ سے بدعت اور جہنمی کام بن جاہیں گے کہ صحاح ستہ میں انکے ثبوت نہیں موجود۔ کیا یہ ماموراتِ رسالت کو بدعت اور جہنمی کام قرار دینے کی جسارت نہ ہوگی؟

کیا آپ کا وجدان اس وضاحتی تفصیلی سوال کے بعد بھی شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کسی بھی ہیئت اور شکل وصورت میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے اور قرآن کی تلاوت کرنے اور دعائیں مانگنے اور اللہ کے فضل وانعام ورحمت--- محمد رسول اللہ - - - ﷺ یافت کے دن فرحت وسرور اور خوشی وانبساط کا اظہار کرنے کو اللہ کا امر وحکم اور آرڈر تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں؟ اگر ہے تو پھر یہ امور بدعت اور جہنمی کام کیوں اور کیسے ہوجائیں گے؟ آخر اتنی سیدھی سادی بات بھی آپ حضرات کے دماغوں میں کیوں نہیں سماتی؟ جبکہ ایک نابالغ بچہ بھی ان معروضی حالات میں انکو قبول کرنے سے انکار نہیں کر سکتا۔ یقین نہ آئے تو اپنے گھر کے بچوں سے ہی دریافت کرلیجئے، انشاء اللہ تعالیٰ ہماری بات کی تصدیق ہو جائے گی-----------بدعت کی بحث کے بعد اب آئیے شرک کی طرف۔

۲آپ نے لکھا ہے کہ (مفہوم) "اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے، مثلاً اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ حی وقیوم ہے، یعنی زندگی واستقرار بس اسی کو ہے۔ اب کسی انسان کو حی وقیوم سمجھنا شرک ہے"۔ ---------اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ خالقِ موت وحیات اللہ رب العزت دنے لاکھوں کروڑوں انسانوں اور حیوانوں کو زندگی اور حیات جو عطا فرما رکھی ہے پھر اسکا کیا بنے گا؟ یعنی انکو حی وزندہ سمجھنے اور ماننے والے کروڑوں لاکھ موحدین وموحدات "مومن" باقی رہ جاتے ہیں یا نہیں؟ بلکہ حضور پرنور جانِ ایمان ﷺ کے بارے میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے جنازے کی نماز میں مذکر کے مقابلے میں موءنث، صغیر کے مقابلے میں کبیر، غائب کے مقابلے میں شاہد اور میت کے مقابلے میں حی وزندہ مومنین ومومنات کیلئے دعا مانگنے کی جوتلقین وتعلیم فرمائی ہے یہ سچی اور صحیح موحدانہ تعلیم وتلقین باقی رہ جاتی ہے یا نہیں؟---- پھر اس گفتگو کو آپ یوں بھی دیکھیں کہ آپ نے یہ لکھ تو دیا ہے کہ---کسی انسان یا حیوان کو حی وقیوم سمجھنا شرک ہے----

لیکن اس دکھ کا رونا کوئی کہاں جاکر روئے کہ آپ کے اس عقیدے کے برخلاف قرآن کریم میں خود رب تبارک وتعالیٰ نے مومنین و مومنات کو متنبہ فرمایا ہے کہ (مفہوم) "مومنو! اللہ کی راہ میں مارے جانے والوں کو مردہ نہیں بلکہ زندہ کہو"۔(۲:۱۵۴) بلکہ حد ہوگئی کہ اس نے تو مومنین و مومنات کو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ (مفہوم) "اللہ کی راہ میں مارے جانے والوں کو مردہ خیال بھی نہ کرو اس لئے کہ وہ تو زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پاکر فرحت کا اظہار کر رہے ہیں"۔ (۳:۱۶۹) اس لئے ثابت ہوا کہ شرک وبدعت کی جو تعریف آپ نے بیان فرمائی ہے، اس میں کہیں نہ کہیں ٹھوکر ضرور کھائی ہے۔ ورنہ ہم تو کس کھیت کی مولی ہیں، اللہ ورسول دو ﷺ تک اس کی زد میں ہرگز ہرگز نہ آتے، کہ وہ تو بہر صورت آپ سے بڑھ کر قاطع شرک وبدعت ہیں---- پھر آگے چل کر آپ نے غیراللہ کو سجدہ کرنے اور یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے والے مومنین و مومنات کو بھی شرک کا مرتکب قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

۳ (مفہوم) "یہ ایسا صاف مسئلہ ہے کہ جس میں دوسری رائے رکھنے والا بے دلیل بات کرتا ہے"۔---- حالانکہ میرے محدود علم کے مطابق تو غیراللہ کو سجدہء تعظیمی کرنے والوں میں نہ صرف نبی اور فرشتگان شامل ہیں بلکہ حد ہوگئی کہ خود رب العالمین نے غیراللہ کو قرآن پاک کی تصریح کے مطابق سجدہ کرنے اور پکارنے کا امر فرمایا ہے جنکے ثبوت میں آدم ویعقوب اور یوسف ں کے واقعات زباں زد خواص و عوام بلکہ قرآن پاک تک میں موجود ہیں جن کا انکار شاید ہی کوئی سیدھا سادا مسلمان کر سکے گا۔ پھر بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر آپ اس خصوص میں کچھ بھی سننے کیلئے تیار کیوں نہیں؟---- دیکھئے ناں! کوئی عقل مند انسان کھانے پینے سے کلی طور پر اجتناب صرف اسلئے کرنے لگے کہ اس کے ماں باپ نے کہا تھا کہ "بیٹا! بائیں ہاتھ سے کھایا پیا نہ کرو"۔ تو کیا اسکی یہ سمجھ بوجھ درست اور اسکا یہ عمل اسکے لئے مفید ہوگا؟ یہ مثال میں نے اسلئے دی اور یہ سوال اس لئے اٹھایا ہے کہ قرآن پاک میں اللہ رب تبارک وتعالیٰ تو ہم کو یہ حکم اور امر فرما رہا ہے کہ (مفہوم) "میرے محبوب کو اے مومنین! ایسے نہ پکارا کرو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو"۔(۲۴:۶۳) لیکن آپ ہیں کہ درج بالا عقل مند کی طرح کلی طور پر نہ صرف حضور ﷺ کو پکارنے سے اجتناب کر رہے ہیں بلکہ پکارنے والے بیچارے سنی مسلمانوں کو مضبوط و مستحکم مشرک تک قرار دے رہے ہیں۔ یعنی جن امور کے مرتکب معصوم فرشتے اور حضراتِ انبیائے کرام ں تک رہے ہیں بلکہ جنکے کرنے کا امر خود رب تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں دیا ہے انہیں کو شرک و بدعت اور نہ جانے کیا کیا کہہ رہے ہیں، تو دیکھئے کہ قرآنی فکر وتعلیمات سے انحراف اور مومنین و مومنات کے ابدان سے روحِ محمد ﷺ کو نکالنے کی یہ کیسی مثالیں ہمارے سامنے آنے لگی ہیں----شرک وبدعت کی تعریف بیان کر لینے کے بعد آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ

۴ (مفہوم) "محمد میاں کے پاس شرک وبدعت کی تعریف انکے علاوہ کچھ اور ہے تو اس سے مطلع فرمائیں۔----"اس لئے جواباً عرض ہے کہ میرے بھائی! میرے نزدیک رسول محترم ارواحنا فداہ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے جو جو فضل وکمال عطا فرما دیئے ہیں انکو ماننا اور انکو تسلیم کرنا ہرگز ہرگز شرک نہیں کیونکہ اللہ کی صفات اور اللہ کے فضل وکمال ذاتی، غیر عطائی، لا محدود اور ازلی وابدی ہیں یعنی انکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ جبکہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ کا ہر ہر فضل وکمال اور ہر ہر وصف وخوبی عطائی، محدود اور غیر ازلی اور غیر ابدی ہے، اس لئے انکے تسلیم و

اثبات سے شرک ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو جو جو فضل و کمال عطا فرما دیئے ہیں انکو ماننا اور انکو تسلیم کرنا ہی اصلِ ایمان ہے۔ ورنہ تو ہزار دعوائے توحید و سنت کے باوجود کسی ایک وصف رسالت کا منکر بھی نا مومن ہوگا، بالکل ویسے ہی جیسے قادیانی ایک وصف رسالت کے منکر بن کر ساری دنیا کے مسلمانوں کی نظر میں ہزار ادعائے ایمان کے باوجود غیر مومن اور غیر مسلم ہی ہیں----ایسے ہی میرے خیال کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ اور اسکے پیارے محبوب ﷺ نے ہم مسلمانوں کو جن جن معروفات کے کرنے کا امر وحکم فرمایا ہے، شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے انکی بجاآوری ہر طرح اور ہر نہج سے جائز اور غیر بدعت ہے، خواہ چند ہزار صفحات پر مشتمل صحاح ستہ کی کتب سے ثابت ہوں یا نہ ثابت ہوں---- تو شرک وبدعت کی میری پیش کردہ ان تعریفات پر اگر آپ کو کوئی اعتراض ہو تو میری درخواست ہے کہ آپ ضرور ضرور میری ہدایت فرمائیں، ممنون ہوں گا-----راوی نمبر۷۰۶ میں آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

۵ (مفہوم) "۱۱جون کے راوی میں مساجد میں ہونے والے جن جن خالصتاً مبتدعانہ اور مشرکانہ کاموں مثلاً اللہ کی توحید اور سنتِ رسول کی صریح مخالفت، غیراللہ کے ذکر، عرس و میلاد اور دیگر غیر اسلامی تقریبات کے اہتمام کئے جانے، مساجد کو شرک وبدعات، خرافات اور پیروں کے اڈے اور آستانے بنائے جانے، نماز روزے اور خطبہ ء جمعہ کے غیر مسنون انداز میں پڑھے جانے، غیراللہ کے نام کے نعرے لگائے جانے اور انکے مولویوں کے جھوٹی روایات بیان کر کے سامعین کے ایمان برباد کرنے کے بارے میں میں نے لکھا تھا محمد میاں نے بھی ان کے وقوع کا انکار نہیں فرمایا بلکہ شرک وبدعت کا مفہوم بدلنے کی کوشش کی ہے "۔

اس لئے میں حیران ہوں کہ آخر آپ کے قلم گہربار سے یہ اجمال اور یہ افقاریوں اور کیسے نکل گئے؟ جبکہ آپ خود ان میں سے بیشتر خالصتا مبتدعانہ اور مشرکانہ کاموں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ ثبوت کیلئے ملاحظہ کیجئے کہ آپ کی مساجد میں بھی غیراللہ کے نعرے لگتے رہتے ہیں، کیا پاکستان غیراللہ نہیں؟ آپ کی مساجد میں بھی غیراللہ کے ذکر کئے جاتے ہیں۔ احسان الٰہی ظہیر، ثناء اللہ امرتسری، شاہ فہد، شاہ خالد اور شاہ فیصل کیا غیراللہ نہیں؟ آپ کی مساجد میں بھی عرس و میلاد کی طرح غیر اسلامی تقریبات کا انعقاد ہوتا رہتا ہے، یہ اکتیسویں دعوت کانفرنس، چوتھی سیرت کانفرنس، پندرھویں ختم نبوت کانفرنس اور سترھویں توحید و سنت کانفرنس کیا عہد رسالت سے منعقد ہوتی چلی آرہی ہیں؟ اور کیا صحاح ستہ میں انکے ثبوت موجود ہیں؟ آپ کی مساجد میں بھی اب دوتین برس سے رویت ہلال کے بغیر غیر مسنون طریقے سے روزے رکھے جارہے ہیں۔ آپ کی مساجد بھی پیروں کے آستانے نہ سہی اڈے ضرور بنی ہوئی ہیں، کیا آپ کے بوڑھے پیر نہیں؟ آپ کی مساجد کے مولوی بھی جھوٹے اصول اور غلط قوانین گھڑ گھڑ کر سامعین کے ایمان برباد کر رہے ہیں۔ کیا حضورِ اطہر ﷺ کیلئے قرآن پاک کی نصوص صریح سے ثابت صفات و فضائل و کمالات کو شرک وبدعت قرار دیتے ہوئے سامعین کو انکا منکر بنانا قادیانیوں کی طرح سامعین کے ایمان تباہ و ضائع کرنے کے مترادف نہیں؟ آپ کی مساجد میں بھی اللہ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی صریح مخالفت کی جاتی ہے، کیا پش و تھپچر کو حی وزندہ قرار دینا، پھر انکو پکارنا اور ان سے مدد

مانگنا آپ کے ہی عقیدے کے مطابق شرک نہیں؟ آپ کی مساجد میں بھی "قل" پڑھے جاتے ہیں کہ قرآن پاک میں بے شمار "قل" موجود ہیں۔ تو کیا راوی نمبر۷۰۶ کی آپ کی تحریر کے مطابق "قل" پڑھنا خالصتاً مبتدعانہ اور مشرکانہ کام نہیں؟---- لہذا ثابت ہوا کہ آپ کی مساجد بھی شرک وبدعات اور خرافات کے اڈے بنی ہوئی ہیں---- پھر سورہ ء جن کی ایک آیت پیش کرتے ہوئے آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ

۶ (مفہوم) "قرآن تو یہ کہتا ہے کہ مساجد میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو مگر ہماری یہ مساجد غیراللہ کی عبادت سے وابستہ کر دی گئی ہیں"۔---- اسلئے اس موقع پر بھی میں آپ سے مستفتی ہوں کہ اگر واقعی مساجد میں غیراللہ کو پکارنا شرک ہے تو غیر مساجد میں کیوں شرک نہیں؟ جواب میں اگر آپ یہ فرمائیں کہ غیر مساجد میں بھی شرک ہے تو میں پھر سوال کروں گا کہ اپنی ذات کی شمولیت کے ساتھ از آدم تا ایں دم بلکہ روز قیامت تک ہونے والے انسانوں بلکہ حیوانوں میں سے بھی ایک انسان یا ایک حیوان ہی ایسا بتا دیجئے جس نے غیراللہ کو کبھی نہ پکارا ہو۔ یا ثبوت پیش کیجئے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو زندہ سمجھنے والے اور ان کو پکارنے والے اور ان سے مدد چاہنے والے کیوں مشرک وبدعتی، اور بش و تھیچر کو زندہ سمجھنے والے اور انکو پکارنے والے اور ان سے مدد چاہنے والے کیوں نا مشرک اور کیوں نا بدعتی ہیں؟----آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ

۷ (مفہوم) "اگر کوئی کسی دوسرے کی عبادت کرے، اسے سجدہ کرے، مشکلات میں کسی کو پکارے یا ایاک نعبد وایاک نستعین کے اقرار کے باوجود غیراللہ سے مدد مانگے تو وہ مشرک ہوگا"۔----اس لئے میں آپ سے ملتمس ہوں کہ اگر آپ کا یہ تجزیہ درست ہے تو میرا مطالبہ ہے کہ جس نکتہ ء نظر اور جس تاویل سے آپ بش و تھیچر کو پکارنے والے اور ان سے مدد مانگنے والے اور ان کو زندہ سمجھنے والے سعودی عرب، یا غیراللہ کو سجدہ کرنے والے فرشتوں اور یعقوب و یوسف ں کو ان خالصتاً مبتدعانہ اور مشرکانہ امور کے ارتکاب کے باوجود غیر مشرک اور سچا مومن و موحد ہی سمجھتے ہیں، اسی تاویل اور اسی نکتہ ء نظر سے کسی غیراللہ اور کسی مخلوق کو معبود، یا ایشور، یا خدا، یا الہ، یا گاڈ، یا پرمیشور، یا بھگوان قرار دیکر بھی دیکھ لیجئے کہ ہر نماز میں ایاک نعبد وایاک نستعین پڑھنے کے باوجود اللہ سے مدد مانگنے یا اللہ کی عبادت کرنے میں ڈنڈی صرف ہم مارتے ہیں یا آپ حضرات بھی صراحتاً اسی جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں؟ اس موقع پر اگر میں آپ سے یہ سوال بھی کر لوں تو بات کے سمجھنے میں آپ کو آسانی ہوگی کہ کوئی شخص اگر یہ کہے کہ معاذاللہ ثم معاذاللہ---- "اللہ رب تبارک وتعالیٰ سے بھی مدد مانگنا شرک ہے بالکل ویسے ہی جیسے بش و تھیچر سے مدد مانگنا شرک ہے"۔----تو بتائیے کہ آپ اس کمینے کی تصدیق کریں گے یا تکذیب؟ اور یہ بھی بتائیں کہ تصدیق کریں گے تو کیوں؟ یا تکذیب کریں گے تو کیوں؟ اس سوال سے میرا خیال ہے کہ شاید آپ پر یہ مبرہن ہو سکے گا کہ واقعی آپ حضرات اپنے عقیدے کے عین مطابق بش و تھیچر کو اللہ کا شریک ہی بنا رہے ہیں یا اگر مجھ سے کوئی نکتہ چھپ رہا ہے تو اسی کی نشان دہی کر دیں تاکہ میں اپنی ہی اصلاح کر لوں----ماہنامہ الرشید لاہور کے دارالعلوم دیوبند نمبر کے حوالے سے راوی نمبر۷۰۲ میں میں نے لکھا تھا کہ "عبدالاعلیٰ صاحب درانی کے قبیلے میں حضور ﷺ کو سید سمجھنا بھی شرک ہے"۔ جس سے چیں بجبیں ہو کر آپ نے نہ صرف یہ کہ---- مجھے بہتان طراز قرار دے دیا ہے بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ

۸ (مفہوم) "اہل توحید کے خلاف جان بوجھ کر بہتان طرازی کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی محمد میاں کو دے گا"۔---- حالانکہ میری حیثیت تو

صرف اس واقعے کے ناقل کی ہے، اس لئے اصولی طور پر گوش مالی یا تو مدیر الرشید کی ہونی چاہئے تھی جنھوں نے اپنے ماہنامے میں اس واقعے کو شائع کیا یا مفتی مقبول احمد صاحب گلاسگوی کی جنھوں نے اپنے قلم سے حرم مکہ میں مولانا مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگوی اور شاہ عبدالعزیز بادشاہ نجد کے درمیان اس سلسلے میں ہونے والی گفتگو کو طشت از بام کیا، لیکن یہ گوش مالی کہاں سے اور کیوں اور کیسے ہوتی؟ کہ آگے چل کر تو خود آپ نے ہی مجھ کم علم بے مایہ طالب علم کو چیلنج کرتے ہوئے ارقام فرمایا ہے کہ

۹ (مفہوم) "رہا مسئلہ حضور ﷺ کو سید کہنے کا۔---- تو اگر محمد میاں کو حدیث کے ساتھ کوئی مس ہے تو حدیث پاک "السید ھو اللہ" کی وضاحت ذرا خود ہی فرما دیں کہ اس کے معنیٰ کیا ہیں؟"۔-----اس لئے آپ کی تحریر کے اس تیور سے میں تو یہی سمجھ رہا ہوں کہ آپ کے نزدیک بھی حضور سیدالسادات ارواحنا فداہ ﷺ کو "سید" سمجھنا شرک ہی ہے، ورنہ مجھے آپ اس طرح ہرگز نہ للکارتے۔ لیکن اگر آپ کی اس تحریر سے میرا یہ مطلب اخذ کرنا غلط ہے تو میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ جیسے اللہ رب تبارک وتعالیٰ کے "سید" ہونے کے باوجود آپ سردار اور جناب کے معنوں میں حضور ﷺ کو بھی" سید" تسلیم کرنے پر آمادہ ہیں، ایسے ہی گاڈ، خدا، ایشور، اور بھگوان کے بھی ایک معنیٰ "سردار اور جناب" کے متعین کرکے بش، تھیچر اور شاہ فہد کو بھی گاڈ، خدا، ایشور اور بھگوان تسلیم کرکے دیکھ لیجئے کہ قرآن کے حافظ ہونے اور حدیث سے مس رکھنے کے باوجود مسلمان آپ کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟ اور آپ کا کیا حشر ہوتا ہے؟ چشم ماروشن دل ماشاد۔----آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ

۱۰ (مفہوم) "محمد میاں نے "غلامی" کے لفظ کی آڑ میں بھی ڈنڈی ماری ہے "غلامی" صرف نام رکھنے میں ہی نہیں آپ کے احکام پر عمل کرنے سے ہوتی ہے جس سے آپ الرجک ہیں"۔ ----تو آپ کی یہ تحریر پڑھ کر مجھے "ماروں گھٹنے پھوٹے آنکھ" والی مثل یاد آرہی ہے۔ اس لئے کہ میرے بھائی! میں نے تو تقویت الایمان اور تذکیرالاخوان کے حوالے سے یہ لکھا تھا کہ "عبدالاعلیٰ صاحب درانی کے قبیلے میں حضور اقدس ﷺ کی غلامی کے پٹے کو اپنے گلے سے لگانے والے مسلمان بھی مشرک ہیں"۔ لیکن آپ ہیں کہ اس کی تغلیط یا تصدیق کرنے کے بجائے یہ لکھ رہے ہیں کہ جناب! غلامی نام رکھ لینے سے نہیں انکے احکام پر عمل کرنے سے ہوتی ہے۔ حالانکہ شاہ اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک تو غلامی کی نسبت بہرصورت شرک ہے، خواہ نام رکھ کر کی جائے یا عمل کرکے۔ لیکن اگر میرا یہ تجزیہ غلط ہے تو آپ میری ہدایت فرمائیں۔ ----- ایسے ہی آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ

۱۱ (مفہوم) "آنحضور ﷺ کو اہل توحید شفیع سمجھتے ہیں"۔----- حالانکہ میں نے تقویت الایمان کے حوالے سے یہ لکھا تھا کہ "عبدالاعلیٰ صاحب درانی کے قبیلے میں حضور ﷺ کو اپنا وکیل یا اپنا سفارشی یا شفیع سمجھنے والے مسلمان بوجہل کے برابر مشرک ہیں"۔ اس لئے اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ایک اہل توحید عبدالاعلیٰ صاحب درانی تو حضور ﷺ کو اپنا شفیع سمجھ کر اپنے آپ کو غیر مشرک ہی سمجھ رہے ہیں جبکہ دوسرے اہل توحید شاہ اسمٰعیل دہلوی حضور ﷺ کو شفیع سمجھنے والوں کو بوجہل کے برابر مشرک قرار دے رہے ہیں۔ اس لئے سمجھ میں نہیں آتا کہ۔

خدائے پاک کے ہم سادہ دل بندے کہاں جائیں

جو درویشی بھی عیاری ہو سلطانی بھی عیاری

آگے چل کر مجھے مخاطب کرتے ہوئے آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ

۱۲(مفہوم) "ڈاکٹر سے آپ دوائی تو مانگ سکتے ہیں مگر شفاء اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے لیکن محمد میاں کہتے ہیں کہ صرف زندہ ہی نہیں مردہ ڈاکٹروں سے بھی شفاء مانگو"۔-----اس لئے یہاں بھی میں آپ سے ملتمس ہوں کہ جب شفاء دینے والا بھی اللہ تعالیٰ اور دوا دینے والا بھی اللہ تعالیٰ، تو پھر یہ تقسیم اور یہ تفریق کیوں اور کیسے؟ کہ دوا تو آپ ڈاکٹر سے مانگ سکتے ہیں لیکن اگر شفاء بھی مانگ لیں تو مشرک ہو جائیں---کیا ایک الوہی صفت دوا دینا تو ڈاکٹر کو حاصل ہے لیکن دوسری الوہی صفت شفاء دینا نہیں حاصل؟ یا ایک الوہی صفت دوا دینا تو ڈاکٹر کو حاصل ہے اس لئے جب تک یہ زندہ ہے اس سے دوا مانگتے رہیئے، توحید میں اس سے نہ کوئی خلل آئے گا نہ ایمان میں بگاڑ۔ لیکن جیسے ہی یہ ڈاکٹر مر جائے ویسے ہی یہ الوہی صفت اس سے چھین لی جاتی ہے، اس لئے اب اس سے دوا مانگنا شرک ہو جائے گا۔ تو آخر یہ تقسیم اور یہ تفریق آپ حضرات نے کیوں اور کیسے گوارہ کر رکھی ہے؟ اور آپ لوگوں کا دماغ سوچتا کیوں نہیں کہ زندہ ڈاکٹر سے مدد مانگنے کو نا شرک اور مردہ ڈاکٹر سے مدد مانگنے کو شرک سمجھنے سے تو یہ لازم آتا ہے کہ زندہ ڈاکٹر تو الوہی صفات کا حامل تھا اس لئے اس سے مدد یا دوا مانگنا شرک نہ تھا، لیکن مردہ ڈاکٹر چونکہ مرتے ہی ان الوہی صفات سے تہی دامن ہو گیا اس لئے اب اس سے دوا مانگنا شرکِ صریح ہو گیا----یا اگر میرا یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط ہے تو خدا را! اس سلسلے میں میری مدد فرمائیں ممنون ہوں گا----آپ نے چٹکی لیتے ہوئے مجھ سے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ

۱۳(مفہوم) "آپ اپنی رفیقہ ء حیات سے اس کی زندگی میں پانی تو مانگ سکتے ہیں مگر جب وہ فوت ہو جائے تو ذرا اس کی قبر پر کھڑے ہو کر کہئے محترمہ! ایک گلاس پانی دیجئے پھر دیکھتا ہوں کیا جواب آتا ہے"۔----تو گویا یہ لکھ کر آپ یہ تاءثر دینا چاہتے ہیں کہ مردہ تو ہمارے پکارنے پر اور بلانے پر کوئی جواب نہیں دے سکتا اس لئے اسے پکارنا اور بلانا تو شرک ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور زندہ آدمی چونکہ ہمارے پکارنے اور ہمارے بلانے پر جواب دیدیتے ہیں اس لئے انہیں پکارنا شرک نہیں جیسا کہ آپ نے لکھا بھی ہے کہ

۱۴(مفہوم) "اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ادعونی استجب لکم یعنی مجھے پکارو میں جواب دوں گا---"لیکن اسے کرشمہ ء قدرت کہا جائے یا مظلوم سچے مسلمانوں کیلئے تائید ربانی کہ اس سے پہلے آپ ہی زندہ اور مردہ کی تخصیص کے بغیر یہ بھی لکھ گئے ہیں کہ

۱۵(مفہوم) "اگر کوئی کسی دوسرے کی عبادت کرے اسے سجدہ کرے مشکلات میں کسی کو پکارے تو وہ مشرک ہو گا کیونکہ دعا بھی عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز ہے، اسلئے کسی کو بھی اپنی دعا میں پکارنا شرک ہے"۔----تو دیکھئے کہ اپنی اس عبارت میں آپ نے بالکل صاف اور واضح لفظوں میں کہا ہے کہ جیسے اللہ کے سوا کسی غیر اللہ کی عبادت شرک ہے بالکل ویسے ہی اللہ کے سوا کسی غیر اللہ کو پکارنا بھی شرک ہے۔

لیکن میری رفیقہ ء حیات کی مثال دیتے ہوئے خود ہی اس کے صدفی صد بر خلاف یہ بھی لکھ رہے ہیں کہ اپنی مردہ رفیقہ ء حیات کو تو آپ نہیں پکار سکتے کہ وہ کوئی جواب دینے کی طاقت اب نہیں رکھتیں لیکن زندہ رفیقہ ء حیات کو ضرور پکار سکتے ہیں کہ وہ جواب دینے کی طاقت رکھتی ہیں۔ اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک جگہ آپ یہ کیوں لکھ رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو بھی پکارنا شرک ہے اور دوسری جگہ یہ کہ مردہ رفیقہ ء حیات کو پکارنا تو شرکِ صریح ہے لیکن زندہ رفیقہ ء حیات کو پکارنا شرک نہیں۔ تو اسکا نہایت ہی واضح اور روشن مطلب کیا یہ نہیں ہوا کہ آپ کے نزدیک میری مردہ بیوی تو اللہ کی شریک نہیں لیکن زندہ بیوی ضرور شریک ہے، ورنہ یہی لکھ کر دکھا دیجئے کہ محمد میاں مردہ بیوی کی عبادت تو نہیں کر سکتے لیکن زندہ بیوی کی عبادت کر سکتے ہیں---- آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ

۱۶ (مفہوم) "آخر میں یہ بات کہ صحاح ستہ کی احادیث کے مطابق قرآن پر عمل کرو یہ اس لئے کہ صاحب قرآن نے جس طرح قرآن پر عمل کر کے دکھایا اس کے مطابق عمل کرو تو اتباع ہوگی ورنہ باقی خواہشات نفسانی کی پیروی ہے "۔----اس لئے آپ سے پھر استصواب کرتا ہوں کہ اگر کوئی سر پھرا یہ دعویٰ کرے کہ دعوت کانفرنس، سیرت کانفرنس، ختم نبوت کانفرنس، توحید و سنت کانفرنس بلکہ وعظ و نصیحت کی ہر محفل کی ابتداء میں تلاوت قرآن کریم کی رسم جاری کرنے والے، رمضان شریف کی تیسوں تیس رات کی تراویح میں با جماعت ختم قرآن کی رسم جاری کرنے والے، انسانوں کی ہدایت کیلئے غیر عربی میں افہام و تفہیم کرنے والے، اپنے تنہا خرچ سے پوری پوری مساجد تعمیر کر دینے والے، اپنے تنہا خرچ سے پورا پورا قرآن طبع کرا کے مفت تقسیم کرنے والے، مسلمانوں کے دروازے کھٹکھٹا کر انہیں نماز پڑھنے کیلئے مساجد میں چلنے کی دعوت دینے والے، توحید و سنت کانفرنس، دعوت کانفرنس، سیرت کانفرنس اور ختم نبوت کانفرنس کا رواج دینے والے، ڈھاکے، رائیونڈ اور بستی نظام الدین اولیاء دہلی میں اجتماع کی داغ بیل ڈالنے والے، بخاری و مسلم پڑھ لینے والوں کو عالم کی سند دینے والے، اللہ رب تبارک وتعالیٰ کو "خدا" کہنے والے، چھ چھ کلموں کا تعین کر کے ان کو یاد کر کے پڑھنے پڑھانے کی تلقین کرنے والے اور حلقے بنا بنا کر محمد زکریا نام کے ایک مولانا صاحب کی کتابیں فجر یا ظہر یا عصر یا مغرب یا عشاء کی نماز کے بعد یا پہلے پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے والے تمام کے تمام لوگ بدعتی اور جہنمی ہیں، اسلئے کہ بخاری و مسلم اور صحاح ستہ میں ان امور اور ان رسوم اور ان رواجات کا کوئی ثبوت کہیں بھی نہیں موجود۔ تو اپنے درج بالا اصول کی روشنی میں آپ اس شخص کی تصدیق کریں گے یا تکذیب؟ اگر تکذیب کریں گے تو کیوں؟ اس لئے کہ آپ کا اصول بھی تو درج بالا شخص کی طرح یہی ہے کہ جو نیک عمل صحاح ستہ کے مطابق نہ ہو، وہ بدعت اور جہنمی کام ہوگا۔ تو پھر اس شخص کی تکذیب کیوں؟ حضور رسول پاک ﷺ کی تعظیم و توقیر کی نیت سے انکا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومنے والوں اور قیام تعظیمی کر کے صلوٰۃ و سلام پڑھنے والوں اور عید میلاد پاک منانے والوں کو

۱۷ "شریعت محمدی کا بدعات و خرافات کے ساتھ حلیہ تک بگاڑ دینے والوں کا" طعنہ دینے والے میرے بھائی! میرے ان تمام سوالات کے جواب دے کر مجھے مطمئن کرنے کی خدا را ضرور کوشش کیجئے---- آپ کی یہ منت و سماجت اور آپ سے اس عاجزی کا اظہار میں اس لئے بھی کر رہا ہوں کہ آپ نے میرے بارے میں انکشاف فرمایا ہے کہ

۱۸(مفہوم) "حضور ﷺ کے فرامین پر عمل کرنا محمد میاں کے نزدیک جرم ہے"۔----- اور یہ کہ

۱۹(مفہوم) "عشق رسول کا دعویٰ کرنے والے احادیث رسول سے دیگر منکروں کی طرح پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں"۔----- جبکہ حقیقت یہ ہے کہ احادیث رسول سے صحیح معنوں میں پیچھا میں نہیں آپ چھڑا رہے ہے اور احادیث رسول پر عمل کرنے کو جرم بلکہ بدعت اور جہنمی کام میں نہیں آپ قرار دے رہے ہیں۔ ثبوت درکار ہو تو سنئے کہ پیارے آقا ﷺ نے امر اور حکم فرمایا کہ----- (مفہوم) "غریبوں کی مدد کرو، دین کی تبلیغ کرو، جہاد کرو، مجھ پر صلوٰۃ و سلام پڑھو، مومنین کے لئے دعائیں کرو، اللہ کے انعام و رحمت کے یافت کے دن فرحت و خوشی کا اظہار کرو، قرآن کی تلاوت کرو، اللہ کا ذکر کرو، ایام اللہ کو یاد کرو، اللہ کا نعمتوں کا ذکر کرو، انبیائے کرام ں کا ذکر کرو، شعائر اللہ کی تعظیم کرو اور پاک وطیب چیزیں کھاؤ وغیرہ وغیرہ"۔

تو انکی روشنی میں میں تو یہ کہتا ہوں کہ ان اوامر و فرامین رسالت پر شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے بلا چون وچرا ہر طرح عمل کرنا جائز بلکہ جنتی کام ہے، خواہ صحاح ستہ کی کتابوں سے ثابت ہو یا نہ ثابت ہو، کیونکہ احادیث پاک میں ان پر عمل پیرا ہونے کیلئے کوئی شرط یا کوئی قید یا کوئی قدغن بیان نہیں کی گئی ہے، جبکہ اس کے بر خلاف آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان ہی نہیں بلکہ دوسرے بھی تمام اوامر و فرامین رسالت پر عمل اتنی حدتک ہی جائز ہے جتنا صحاح ستہ کے چند ہزار صفحات میں موجود ہے، ورنہ یہ اوامر و فرامین رسالت بھی ناجائز بلکہ بدعت اور جہنم میں لے جانے والے عمل بن جائیں گے۔ توکیا آپ کا یہ اختراع اور یہ افتراء حضور ﷺ کے اوامر کو بھی بدعت اور جہنمی کام قرار نہیں دے رہا ہے؟ اندریں حالات میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس قضیہ اور ہمارے ان موقفات و بیانات کو دنیا کے کسی بھی سادہ لوح نابالغ بچے کے سامنے بیان کرکے فیصلہ حاصل کریں، اگر وہ مجھے احادیث واوامر و فرامین رسالت سے پیچھا چھڑانے والا اور ان پر عمل پیرا ہونے کو جرم سمجھنے والا قرار دے دے تو میں اپنے آپ کو مجرم گردان لوں گا، ورنہ آپ کو اپنی غلطی تسلیم کرنی پڑے گی۔ مجھے یقین ہے کہ جیسے ہی کوئی نابالغ بچہ مجھ سے یہ دلیل سنے گا کہ حضور ﷺ نے بھارت یا بوسنیا یا فلسطین کے مسلمانوں کی کبھی بھی کوئی بھی مدد صحاح ستہ کے مطابق نہیں فرمائی، لہذا عبدالاعلیٰ صاحب درانی کے اصول کے مطابق بوسنیا اور فلسطین کے مسلمانوں کی مدد کرنا بدعت اور جہنمی کام ہے۔ تو وہ کبھی بھی آپ کے اس غلط اصول کی تائید اور میرے صحیح اصول کی تغلیط نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ وہ تو بہر حال بھارت، فلسطین اور بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنا چاہتا ہے، خواہ صحاح ستہ سے ثابت ہو یا نہ ثابت ہو اور خواہ کویت اور سعودی عرب کے حکمران و علماء اسے شرک و بدعت اور جہنمی کام قرار دے رہے ہوں یا نہ دے رہے ہوں-----آخر میں اب ایک نہایت ہی فکر انگیز اور حیران کن بحث، جسے پڑھ کر شاید آپ سکتے میں آجائیں اور کوئی بھی معقول جواب اپنے عقیدے کی روشنی میں مجھے نہ دے سکیں۔ آپ نے راوی نمبر۰۶، میں لکھا ہے کہ

۲۰(مفہوم) "اہل توحید کا قبیلہ تو رسول رحمت ﷺ کو خدا کے بعد سب سے بزرگ ہستی مانتا ہے اور یہ اسکے ایمان کی جان ہے۔ خدا کے بعد حضور ﷺ کو ہی سب کچھ مانتا ہے، لیکن خدا نہیں مانتا"۔----- اس لئے میرا سوال یہ ہے کہ خداوند کریم کے جہاں بے شمار حسین و

جمیل اسمائے گرامی ہیں، وہیں وہ ان گنت صفاتِ حمیدہ و خصائل رفیعہ کا جامع بھی ہے ۔ توکیا آپ واقعی حضور اعظم ارواحنا فداہ ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "خدائی" کے سوا بقیہ تمام کمالات و صفات کا حامل و جامع سمجھتے ہیں ؟ اگر سمجھتے ہیں تب تو ہمارا اور آپ کا جھگڑا ہی تقریباً ختم، کہ ہمارے اور آپ کے جھگڑے کی ایک بہت بڑی وجہ ہی یہی تھی ۔ لیکن اگر نہیں سمجھتے تو پھر بتائیے کہ ایسا لکھتے کیوں ہیں ؟ اور سوچتے کیوں نہیں کہ لوگ ہمیں کیا کہیں گے ؟

دیکھئے ناں ! یہ تعجب کی بات ہے یا نہیں ؟ کہ ایک طرف تو آپ یہ لکھ رہے ہیں کہ ---- "خداوندکریم کے بعد ہم حضور ﷺ کو ہی سب کچھ سمجھتے اور مانتے ہیں" ۔ ----جبکہ دوسری طرف عالم یہ ہے کہ ڈاکٹر سے، پش و ٹیچر سے، حتیٰ کہ اپنی بیوی بچوں تک سے مدد مانگنے، پانی مانگنے اور دوا مانگنے کو تو "نا شرک" کہتے ہیں لیکن رحمت للعالمین شفیع المذنبین ﷺ سے پانی مانگنے، دوا مانگنے حتیٰ کہ کسی طرح کی بھی کوئی بھی مدد مانگنے کو "شرکِ اکبر" قرار دے رہے ہیں ۔ اس لئے اپنے ان متضاد بیانات کی روشنی میں خود فیصلہ کیجئے کہ کیا آپ واقعی اپنے ضمیر کے فیصلے کے مطابق حضور ﷺ کو اللہ کی عطا سے خدا کے بعد سب کچھ مانتے ہیں ؟ یا پش و ٹیچر اور ڈاکٹر و بیوی بچوں تک کو ان سے بڑھا دیتے ہیں یعنی ان کو نہ ناظر مانتے ہیں نہ ہی غیب کا عالم نا ہی حاضر و ناصر، ﷺ ۔ پھر بھی دعویٰ ہے کہ ہم انکو سب کچھ مانتے ہیں ۔ ----بلکہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز اور ناممکن بلکہ محال بات آپ کے قلم سے غیر بدعتی، اہل توحید اور نامشرک مسلمان ہونے کے مدعی ہونے کے باوجود یہ نکل گئی ہے کہ

۲۱ (مفہوم) "محمد میاں کا قبیلہ حضور ﷺ کو خدا سے بھی آگے بڑھا دیتا ہے مگر نبی و رسول نہیں مانتا کہ آپ کی اطاعت کے وجوب کا قائل نہیں" ۔ ---- اس لئے سوچتا ہوں کہ یہ جملے لکھتے ہوئے آپ کا بے باک قلم تھر تھرایا کیوں نہیں ؟ آپ کے دل میں خداوند ذوالجلال والاکرام کے جلال وجبروت کا خیال آیا کیوں نہیں ؟ اور آپ کی توحید نے ہم مظلوموں اور ہم مقہوروں کے سر ایک نہایت ہی بھونڈا، نامعقول، بے سروپا اور ناممکن بلکہ محال الزام تھوپتے ہوئے جہنم کے عذاب الیم کا خوف کھایا کیوں نہیں ؟----اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے بلکہ سوتے جاگتے بھی توحید، توحید اور صرف توحید کا غم کھانے والے میرے بھائی ! آپ حضرات کی نظروں میں ہزار بدعتی اور لاکھ مشرک ٹھہرنے کے باوجود خدائے ذوالجلال والاکرام سے متعلق ہم ناتواں اور ضعیف سنی مسلمان یہ اٹل عقیدہ رکھتے ہیں کہ کروڑوں کروڑ امریکہ و برطانیہ اور کھربوں ارب سعودی عرب بھی مل کر سارا زور لگالیں، تب بھی رسول پاک ﷺ یا کسی اور مخلوق کو خدا سے آگے نہیں بڑھا سکتے، بالکل نہیں بڑھا سکتے، ہرگز نہیں بڑھا سکتے، اسلئے کہ ہمارا خدا اور اسکی تمام صفات غیر محدود، غیر معدود اور غیر مقیود ہیں، یعنی انکی کوئی انتہا، کوئی حد یا کوئی بھی تھاہ نہیں ۔ پھر کوئی کیسے کسی کو اس سے بڑھا سکے گا؟ جبکہ "موحد خالص" ہونے کے مدعی ہونے کے باوجود کتنے تعجب کی بات ہے کہ آپ نے اپنے خدا کو اتنا محدود، اتنا معدود، اتنا موقوف، اتنا محسوب، اتنا مقیود، اتنا مختوم، اتنا مخلوق، اتنا مشروق، اتنا مغروب، اتنا مغلوب، اتنا مدبور، اتنا مفتوح، اتنا منسوخ، اتنا منتوہ، اتنا محطوط، اتنا مودور، اتنا مقطوع، اتنا مبدوع، اتنا مسبوق، اتنا مسدود، اتنا معدوم، اتنا مولود، اتنا مربوع، اتنا منبوع، اتنا مبدوء اور اتنا مقدور سمجھ لیا ہے کہ اس بے اصل افسانے کو حقیقت ہی سمجھ بیٹھے کہ ہم نے اپنے پیارے آقا ﷺ کو خدا سے بھی آگے بڑھا دیا ہے ۔ معاذاللہ ثم معاذاللہ، استغفراللہ ثم

استغفراللہ۔

اے ہمارے پیارے اللہ! ہم ہزاروں ہزار بار عبدالاعلیٰ صاحب درانی کے ایسے لایعنی اور فضول عقیدے سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ سبحانک ھذا بھتان عظیم-----ماقدر وااللہ حق قدرہ----واقعی انہوں نے خدا کی ویسی قدر نہیں کی جیسی کی جانی چاہیئے تھی۔

غیر محدود سے محدود کو برتر سمجھے عقل تیری ہوئی ماوف کہاں ہے پیارے!

میرے اللہ سے بڑھ جائے کوئی یہ ہے محال خواہ کتنا ہی بل وزور لگا لیں سارے

لیکن اگر آپ اب بھی یہی سمجھ رہے ہوں کہ یہاں بھی میں ہی غلط فہمی کا شکار ہو رہا ہوں، تو برائے خدا میری رہنمائی کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی غلطی کے سمجھ لینے کے بعد قبولِ حق وصداقت کر کے اپنی عاقبت ضرور سنوار لوں گا۔ کہ اس ساری طویل یا مختصر گفتگو کا اصل مقصد ہی یہی ہے۔ خداوند کریم توفیق بخشے۔

والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد نبی الامی وآلہ ﷺ۔

آپ کے جواب کا منتظر محمد میاں مالیگ 11-11-94 05-12-94 +

مکتوب سوئم از مالیگ صاحب بنام مولانا درانی صاحب

خ

۸۶،

05-01-95

عالی جناب مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی!

سلام مسنون! شرک وبدعت کے تعلق سے ہفت روزہ راوی میں چل رہی ہماری تحریری گفتگو کو مسلسل جاری رکھنے کی میری ہزار تمناء وں کے باوجود مدیر راوی کی اس سے معذرت کے بعد 15-08-94 کو میں نے ایک خط لکھ کر آپ کو بتایا تھا کہ ان حالات میں اب ہمیں باہمی خط وکتابت کے ذریعے ہی اس سلسلے کو آگے بڑھانا ہوگا، اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی میں آپ کے آخری بیان سے متعلق اپنے خیالات آپ کو لکھ بھیجوں گا، اس امید کے ساتھ کہ حسب وعدہ آپ بھی مجھے میرے معروضات سے متعلق اپنے خیالات ضرور لکھ بھیجیں گے، لیکن نہ معلوم کیوں 5-12-94 0 کو میرے ارسال کردہ گیارہ بارہ صفحات پر مشتمل میرے بیان کے جواب میں یا کم از کم ان کی وصولی سے متعلق ہی کوئی خط آپ نے ابھی

تک مجھے ارسال نہیں فرمایا ہے۔ اس لئے میں تشویش میں مبتلا ہوں کہ میرا یہ خط آپ کو ملا بھی ہے یانہیں؟ ---یہاں میں آپ کو اس بات کی یاددہانی بھی کرادوں تو نامناسب نہ ہوگا کہ 13-03-93 کے راوی نمبر ۶۳۵ میں اس موضوع پر ہی آپ کی طویل تحریر کی اشاعت پر آپ کا پتہ نہ معلوم ہونے کے سبب مدیر راوی کی وساطت سے میں نے اسی موضوع پر مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی سے ہونے والی اپنی تحریری گفتگو کو کتابی شکل میں آپ کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ لیکن اس کے جواب میں بھی آپ کی مسلسل خاموشی پر آپ کے برمنگھم کے مرکز سے آپ کا پتہ دریافت کر کے میں نے دوبارہ آپ کو یہ کتاب خود ہی روانہ کی تھی، لیکن پھر بھی آج تک آپ نے اس سلسلے میں مجھ سے کوئی رابطہ قائم نہیں فرمایا ہے۔ یا اگر خط وغیرہ لکھا بھی ہو تو میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے آپ کا کوئی خط نہیں ملا ہے۔ لیکن چونکہ شرک وبدعت کی مذمت میں آج بھی آپ کے اور آپ کی جماعت کے حضراتِ علمائے کرام کے مسلسل بیانات جنگ کے صفحات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ تازہ بتازہ بیانات 94ء ء کے آخری دن ۳۱ دسمبر کو اور 95ء ء کے پہلے ہی دن یکم جنوری کو آئے ہیں۔ اس لئے میں اس خوش فہمی یا غلط فہمی میں مبتلا نہیں کہ آپ حضرات میرے استدلالات کے سامنے لاجواب ہو گئے ہیں۔ بلکہ میں اب بھی پرامید ہوں کہ آپ حضرات ضرور ہی مجھے اپنے جوابات سے فرصت اور وقت ملتے ہی مشرف فرمائیں گے۔

اے خطیبِ محفل احباب سن میں تری تحریر کا مشتاق ہوں

جمعرات 5-01-95 0 محمد میاں مالیگ

مکتوب اول از مولانا شفیق الرحمن صاحب بنام مالیگ صاحب (اور بحث میں حصہ لینے کی خواہش)

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

10-01-95

محترم ومکرم گرامی قدر محمد میاں مالیگ صاحب زادکم اللہ صحۃ وعافیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر۔

کل فون پر حافظ عبدالاعلیٰ صاحب درانی سے ملاقات ہوئی جس میں آپ کا ذکر خیر بھی آیا، حافظ صاحب کے ذمے کیونکہ جماعت کی مرکزی ذمے داریوں کے علاوہ بریڈفورڈ کی بے شمار مصروفیات ہیں اس بنا پر آپ کے چند حالیہ خطوط کا جواب نہ دے سکے، بہرکیف حافظ صاحب نے بندہ ء ناچیز

کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی ہے کہ آپ سے ہونے والی گفتگو کو مزید آگے بڑھایا جائے تاکہ خدائے عز و جل ہمیں تفہیم دین سے نوازے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آپ سے گذارش ہے کہ اگر ممکن ہو تو آپ اپنے اور مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی کے درمیان ہونے والی گفتگو کی کتاب بندہ ء ناچیز کو بھی ارسال کریں تاکہ اس کا مطالعہ کیا جا سکے اور بات وغیرہ کی جا سکے ۔

بندہ ابھی طالب علم ہے اس لئے آپ سے بحث وغیرہ کا ارادہ نہ تھا صرف تفہیم دین کی خاطر خط تحریر کر رہا ہوں کیونکہ عمر ابھی صرف اکیس برس ہے اور حال میں ہی جماعت سے منسلک ہوا ہوں، جزاکم اللہ احسن الجزا، والسلام ۔ دعا گو، 10-01-95 شفیق الرحمن شاہین، راچڈیل

Philip St, Deeplish, Rochdale, OL11 1PJ 17

مکتوب چہارم از مالیگ صاحب بنام مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی

خ

۷۸۶م

15-01-95

عالی جناب مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی !

سلام مسنون، خیریت مطلوب، ہفت روزہ راوی میں جاری ہماری تحریری گفتگو کے تعلق سے میرے بھیجے ہوئے تفصیلی جواب پھر اسکے پورے ایک ماہ بعد اسکی یاددہانی کے باوجود، آپ کی خاموشی کم ازکم میرے لئے ناقابل یقین تھی ۔ اس لئے کہ برطانیہ کے روزناموں سے لیکر ماہناموں تک میں آپ کے بیانات اور جوابات و سوالات کی گہما گہمی کا میں خود عینی شاہد ہوں ۔ بلکہ ؎

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

کے طور پر یہ حوالہ بھی پیش خدمت ہے کہ تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ کے کسی بیان کے جواب میں جناب مولوی لیاقت علی صاحب ڈڈیالوی نام کے ایک بھائی نے ۲۴ نومبر ۹۳ء کے جنگ لندن میں آپ کے اسی وصف کے بارے میں لکھا تھا کہ (مفہوم) "حافظ عبدالاعلی صاحب درانی جمیعت اہل حدیث برطانیہ کے جنرل سیکرٹری ایک طرف تو یہ لکھتے ہیں کہ اسلام کی طرف دعوت دینا ہر مسلمان کا دینی فرض ہے لیکن اگر یہی دعوت کا کام دیگر مسالک کے علماء یا حضرات سے منسوب ہو تو موصوف کو تکلیف پہنچتی ہے بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ جو کانفرنس،

اجتماع، بیان یا کوئی بھی مسئلہ موصوف کے مسلک سے مطابقت نہ رکھتا ہو تو اس کے خلاف لکھنے اور کچھ نہ کچھ کہنے کو اپنے عہدے کی ذمے داری سمجھتے ہوئے اپنے قلم کو حرکت میں ضرور لے آتے ہیں "۔---- اس لئے ابھی تک تو میں یہی سمجھ رہا تھا کہ شاید میرا جواب ہی آپ کو نہ ملا ہو گا یا یہ کہ کثرت کار اور عدیم الفرصتی کے سبب آپ جواب تیار نہ کر سکے ہوں گے، لیکن اب ۱۴ جنوری ۹۵ء کو راچڈیل کے مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین کا خط پڑھ کر مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے فون پر انہیں امر فرمایا ہے کہ---- "میری طرف سے آپ محمد میاں سے شرک و بدعت کے تعلق سے تحریری بات چیت کریں"۔

اس لئے میں حیران ہوں کہ بے پناہ قابلیت اور صلاحیت رکھنے کے باوجود آخر آپ نے اتنی اہم اور کارآمد گفتگو سے اعراض کیوں فرما لیا ہے؟ میرے بھائی! شرک و بدعت کا سم قاتل ہی ہے جس کے بل بوتے پر فرنگیوں نے مسلمانوں کے بڑے بڑے علماء کو خرید کر اسلام کی شوکت و عظمت کے کر وفر کو موت کی نیند سلایا ہے۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ ہم لوگ بلا وجہ بات بات پر مسلمانوں کو شرک و بدعت کی تہمت لگا کر تقسیم کرنے سے اب تو باز آجائیں۔ ورنہ نتیجہ معلوم کہ مسلمان آپس میں ہی لڑ لڑ کر کمزور ہوتے رہیں گے اور بش و کلنٹن جیسے دشمنان اسلام مسلمانوں کی چھاتیوں پر مونگ دلتے رہیں گے۔ آخر میں عرض ہے کہ اگر زحمت نہ ہو تو میرے کئی خطوط کے جواب میں کم از کم اتنا تو ضرور مختصر طور پر لکھ کر بھیج دیں کہ واقعی میں نے مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین کو آپ سے بات چیت کرنے پر متعین کیا ہے، تاکہ سند رہے۔

فقط محمد میاں مالیگ 15-01-95

مکتوب اول از مولانا عبدالاعلیٰ صاحب بنام مالیگ صاحب

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالدعوۃ السلفیہ

محترم جناب میاں محمد صاحب! سلام مسنون،

امید ہے مزاج شریف بخیریت ہوں گے۔ آپ کے خط کے جواب میں خاکسار نے موء رخہ ۹ رمضان المبارک کو چند گذارشات ارسال کر دی تھیں امید ہے نظر سے گذری ہوں گی۔ اگر کوئی اشکال درپیش ہو تو رفع کرنے کی کوشش کروں گا۔ امید ہے آپ محظوظ ہوئے ہوں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

خاکسار محمد عبد الاعلیٰ درانی ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ

جواب مکتوب 1 از مالیگ صاحب (اور پچھلے خط کے ڈاک میں گم ہونے کی اطلاع)

خ

۸۶،

04-05-95 جمعرات

مکرمی و محترمی عالی جناب مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی!

سلام مسنون، مزاج گرامی، آپ کا ۲۵ رمضان شریف کا مرقوم نوازش نامہ خلاف توقع مجھے دس شوالِ مکرم کو ملا تھا پڑھ کر بڑا تعجب اور دکھ ہوا کہ اس سے پہلے بھیجا ہوا آپ کا جواب مجھے آج تک مل نہیں سکا ہے۔ میرے ۲۳ سالہ قیامِ برطانیہ کے دوران میرے علم میں یہ دوسرا یا تیسرا موقع ہے کہ مجھے لکھا گیا خط گم ہوا ہے۔ ڈاک کا جتنا بہترین اور معقول انتظام برطانیہ میں ہے ایسا بہت کم کہیں ہوگا، اخلاقی طور پر اس امر کی اطلاع مجھے آپ کو فوراً کرنی چاہیئے تھی لیکن تاخیر پر تاخیریوں ہوتی گئی کہ میں سوچ رہا تھا کہ محترم مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین کو میں جو خط لکھ رہا ہوں وہ مکمل ہو جائے تو اس کی بھی ایک کاپی آپ کو بھیج دوں، لیکن تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ کے مطابق آج تک میرا یہ خط مکمل نہیں ہو سکا ہے اس لئے مجبوراً ادھورا خط ہی مولانائے موصوف کو اور ادھورا ہی خط آپ کو بھی بھیج رہا ہوں۔ اس امید کے ساتھ کہ آپ حضرات اپنے جوابِ باصواب سے مجھے ضرور ہی مشرف فرمائیں گے اور ہاں! آپ اپنے جوابِ گمشدہ کی کاپی بھی روانہ فرما دیں تو مہربانی ہوگی۔

فقط محمد میاں مالیگ 04-05-95

مکتوب 2 از مولانا عبدالاعلیٰ صاحب (گمشدہ خط کی کاپی کا ارسال کرنا اور بحث کو مولانا شفیق الرحمن صاحب کی جگہ خود جاری رکھنے کا فیصلہ اور کتاب مالیگاوں کی جگہ برطانیہ سے شائع کرنے کا وعدہ)

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈائریکٹر دارالدعوۃ السلفیہ یوکے

06-05-95

محترم جناب میاں صاحب! سلام مسنون،

آپ کا ۴ مئی کا مرسلہ خط ۵ مئی جمعہ کو ملا جس سے معلوم ہوا کہ میرا ۹ رمضان المبارک کا مرسلہ خط آپ کو موصول نہیں ہوا۔ یہ بڑی حیرانگی کی بات ہے میں نے خود مکمل کر کے اپنی نگرانی میں پوسٹ کروایا تھا، عجیب بات یہ ہے کہ میرا یاددہانی والا خط تو آپ کو مل گیا مگر اصل خط کیوں نہ ملا جبکہ اسی ایڈریس پر بھیجا گیا تھا، اور اگر ایسی ہی بات تھی تو آپ نے دو ماہ خاموشی کیوں طاری رکھی، خوش قسمتی سے اسکی نقل مل گئی ہے جو آپ کو ارسال کر رہا ہوں اور اس بار رجسٹرڈ ڈاک سے بھیج رہا ہوں، بلکہ یہ عجیب بات ہوئی کہ دو ماہ کے انتظار کے بعد میں ایک خط اور آپ کو ٹائپ کروا کے پوسٹ کرنے والا تھا کہ آپ کا خط مل گیا۔ اب اسے بھی روک رہا ہوں کہ اس کی ضرورت شاید ایک دو ماہ بعد پڑ جائے، بہر حال اسے مطالعہ فرمائیں اور مجھے مطلع فرمائیں کہ آپ کی کیا رائے ہے؟

شفیق صاحب کو میں نے کہا تھا کہ جواب لکھ کر مجھے دکھا لیں مگر انہوں نے سیدھا آپ کو پوسٹ کر دیا، اگر وہ مجھے دکھا لیتے تو آپ کو شاید دوبارہ اتنی زحمت نہ اٹھانا پڑتی، پہلے میں نے انہیں دے دیا کہ وہ جواب لکھ دیں مگر جب میں نے آپ کے خیالات پڑھے تو محسوس کیا کہ مجھے خود ہی لکھنا چاہیئے، تب میں نے یہ پہلی قسط لکھی، منتظر تھا کہ آپ کا خط ملے گا اور بات آگے چلاوں گا مگر آپ کے کہنے کے مطابق میرا خط ہی نہیں ملا تو دوسری قسط بھی نہیں لکھ پایا، اب انشاء اللہ آپ کو یہ شکایت نہیں ہوگی کہ خط نہیں ملا، آپ کو یہ شکایت عموماً رہتی ہے کہ اہل علم حضرات آپ کی مغزماری کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، اگر آپ اپنی تحریر کا ناقدانہ جائزہ لیں تو اس کی وجہ سمجھ میں آسکتی ہے، ورنہ ایسی کوئی بات نہیں کہ شرار بولہبی چراغ مصطفوی سے زیادہ لو رکھتی ہو، یا علمائے حق صراط ضلالت کی وضاحت سے قاصر ہوں، اب اگر آپ ثابت قدم رہے تو انشاء اللہ سارے دلدر دور، شکایتیں رفع اور ساری اگلی پچھلی کسریں نکل جائیں گی۔ اور اس دفعہ کتاب مالیگاوں سے نہیں برطانیہ ہی سے چھپے گی، آپ کو خرچہ کرنے کی زحمت بھی نہیں اٹھانا پڑے گی، بلکہ بقایا زندگی بھی آرام سے گذار سکیں گے۔ امید ہے مزاج گرامی بخیریت ہوں گے۔

06-05-95 فقط حافظ محمد عبدالاعلیٰ درانی

جوابِ مکتوب از مالیگ صاحب

خ

13-05-95

عالی جناب مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی!

سلام مسنون، مزاج شریف، ۱۰ ذی الحجہ عید سعید کے دن آپ کا شفقت و محبت نامہ موصول ہوا، پڑھ کر عید بقر کی خوشیاں دوبالا ہوگئیں۔ آپ نے اپنے ۹ رمضان المبارک کے خط کے گم ہونے پر اظہار تعجب فرماتے ہوئے اس خط کو رکارڈڈ ڈیلیوری سے بھیجا ہے، اس لئے اس تکلیف دہی پر میں معافی کا طلب گار ہوں۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا ہے کہ میں دو ماہ تک خاموش کیوں رہا؟ اس لئے جواباً عرض ہے کہ یہ تاخیر شفیق الرحمن صاحب شاہین کے جواب کو آپ کی خدمت میں بھی ارسال کرنے کی نیت کے سبب ہوگئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کم از کم آپ کے جواب کی یافت کی خبر آپ کو ضرور دے دیا کروں گا، تاکہ آپ کو شکایت نہ رہے۔

دراصل سست نویسی اور کثرت کار کے سبب تاخیر ہوتی چلی گئی اور آئندہ بھی اسی کا احتمال ہے، لیکن تسلیء قلب کیلئے انشاء اللہ تعالی میں آپ سے تحریری گفتگو جاری ہی رکھوں گا، اس لئے کہ آپ نے میرے سارے دلدر دور، شکایتیں رفع اور اگلی پچھلی ساری کسریں نکال کر نہ صرف مجھے بقیہ زندگی آرام سے گذارنے کا انعام عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے، بلکہ یہ مہربانی بھی فرمائی ہے کہ ہماری تحریری گفتگو کو مالیگاوں کی بجائے برطانیہ سے اور وہ بھی اپنے خرچ پر شائع کرنے کی خوشخبری سنائی ہے۔ اس موقع پر میں آپ سے اتنی درخواست ضرور کروں گا کہ راوی کے اداریئے پر آپ نے راوی میں جو کچھ تحریر فرمایا تھا وہ اور اس کے بعد میں نے اور آپ نے اور شفیق الرحمن صاحب شاہین نے جو کچھ بھی ایک دوسرے کو لکھا ہے، ان سب کو ہم اور آپ محفوظ رکھیں اور اگر کسی کے پاس کوئی تحریر نہ ہو تو ایک دوسرے کے مطالبے پر ایک دوسرے کو فراہم کرنے کی کوشش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر خلوص دل سے ہم اور آپ اس پر عمل کریں تو ہماری یہ گفتگو "شرک وبدعت" کے عنوان پر بڑی کارآمد اور مفید گفتگو ہوگی، اور اس کے سبب بہت سے لوگوں کو "شرک وبدعت" کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کرنے میں مدد ملے گی۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے موجودہ خط پر اپنے ذہنی خلجان آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی جلد سے جلد کوشش کروں گا، اللہ مدد فرمائے۔

13-05-95 فقط محمد میاں مالیگ

مکتوب 3 از مولانا عبد الاعلیٰ صاحب

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالدعوۃ السلفیہ

۹ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ

محترم جناب میاں محمد صاحب! سلام مسنون،

آپ کا مرسلہ خط کافی عرصہ سے گم تھا، اس کی نقل شفیق صاحب کی وساطت سے ملی۔ تھوڑا تھوڑا روزانہ جواب لکھتا رہا۔ رمضان المبارک کی مصروفیات کی باعث، رفتار مزید سست ہوگئی۔ بہر حال اللہ کی توفیق سے آپ کے دوتین سوالوں کا جواب ارسال خدمت ہے۔ آپ کے جواب آنے پر انشاء اللہ بقیہ سوالوں کا جواب بھی ارسال کر دوں گا۔ اور آئندہ بر وقت جواب بھیجنے کی بھی کوشش کروں گا۔ اگر آپ نے خالی الذہن ہوکر میری گذارشات کو ملاحظہ فرمایا تو کوئی وجہ نہیں کہ غلط فہمیاں نہ دور ہو سکیں، لیکن اگر معاملہ اس کے بر عکس ہوا تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہو سکے گا ما سوا اس کے کہ اتمام حجت ہو جائے۔ بہر حال گیند اب آپ کی کورٹ میں ہے، اگر علمی لحاظ سے کسی غلطی کی نشان دہی فرمائیں گے تو خیر مقدم کروں گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

خاکسار محمد عبد الاعلیٰ درانی ۹ رمضان المبارک

خ

یہ رہا درانی صاحب کا معرکۃ الآراگم شدہ خط

مدیر دارالدعوۃ السلفیہ مدیر الاعظم جمیعت اہل الحدیث بریطانیہ

۹ رمضان المبارک محترم جناب میاں محمد صاحب! سلام مسنون،

آپ کا مرسلہ خط کافی عرصہ سے گم تھا جس کی وجہ سے جواب لکھنے میں تاخیر ہوگئی، کوشش کروں گا کہ آئندہ بروقت جواب لکھا جائے۔ آپ نے درست فرمایا کہ ہمیں اپنے اساتذہ کے طے کردہ تخیلات سے ماوریٰ ہوکر اسلامی عقائد کا جائزہ لینا چاہیئے، بہت اچھی بات، مگر میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ آپ نے ابتداء ہی میں اپنے اس طے کردہ اصول کو نظر انداز کر دیا ہے۔ ورنہ قل، ساتے، چالیسویں اور برسیاں وغیرہ کا اس شد و مد سے ہرگز ذکر نہ فرماتے، کیونکہ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ یہ امور مسنون نہیں، بلکہ بعض "اساتذہ و اکابر" کے ایجاد کردہ ہیں، جن پر ایک صدی بھی پوری نہیں ہوئی۔ اس لئے میں امید رکھوں گا کہ ان متنازعہ اور سببِ انتشارِ امت امور کو اس وقت تک ایک طرف رکھ دیجئے جب تک قرآن و سنت کی روشنی میں ان کے روا اور نا روا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ اگر آپ ٹھوس دلائل و حقائقِ ثابتہ سے ان کی مشروعیت پر مطمئن کر سکیں یا ہو سکیں تو ست بسم اللہ، مگر ابھی آپ اپنے "اصول" کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انکا جائزہ لینے دیجئے۔ آپ کی دوسری بات بھی

بجا طور پر لائقِ تحسین ہے کہ ہمارا مقصد راہ حق کی تلاش ہے، اب ان باتوں پر کون ثابت قدم رہتا ہے؟ آگے چل کر ہمیں اپنا اپنا جائزہ لینا ہوگا۔ میں آپ کو یہ خط ایک حریف کے طور پر نہیں لکھ رہا بلکہ ایک بھائی کی حیثیت سے، کہ ایک دوسرے سے ہم فائدہ اٹھا سکیں ۔ اس لئے روایتی مناظرہ بازی، للکار، دھمکیاں اور فتوے کی روش سے احتراز کیا جائے گا۔ آپ سے بھی توقع رکھوں گا کہ اپنے سابقہ تصورات کو ناک کا بال نہ سمجھیں، اگر خلوص سے پوچھنا یا بتانا چاہتے ہیں تو علی الراس والعین، آپ میری تحریر میں حتی الامکان کوئی ایسی نا روا بات نہ پائیں گے۔ میں غیر متعلقہ باتوں کا نوٹس نہیں لیا کرتا۔ واللہ الموفق وھو یھدی الیٰ سواء السبیل۔

آپ کے مضمون میں دو امور پر "جذبات" موجود ہیں، ایک ہے بدعت دوسرا ہے شرک کا عنوان، بالترتیب ان پر بات ہوگی۔ اگر میں کوئی غیر صحیح حدیث پیش کروں یا حوالہ غلط دوں تو آپ مجھے ضرور متنبہ فرمائیے گا۔ آج کی نشست میں ہم صرف آپ کے مضمون کے پہلے عنوان "دربارۂ بدعت" پر ہی گفتگو محدود رکھیں گے اور بہت سے پہلو طے ہو جائیں گے اسی طرح شیئاً فشیئاً عنوانات پر گفتگو ہوگی۔ بتوفیق اللہ وبمشیتہ۔

سہولت کی خاطر آپ کے ارشادات کا ترتیب وار خلاصہ کچھ یوں بنتا ہے ا۔ سب سے پہلے تو آپ نے "بدعت" کی جو تعریف احادیث صحیحہ کے مطابق میں نے لکھی تھی اسے قبول فرما لیا ہے کہ من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد (بخاری، نسائی) جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے کرنے کا ہم نے حکم نہیں دیا وہ مردود ہے۔----- ۲۔ اس کو تسلیم کرنے کے بعد آپ نے ایک رائے قائم فرمائی ہے کہ--- "لہذا اس کا نہایت واضح مطلب یہ ہوا کہ جن کاموں کے کرنے کا حکم حضور ﷺ نے ہم کو دیا ہے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کسی بھی شکل و صورت اور کسی بھی ہیئت میں انکی ادائیگی ہرگز ہرگز بدعت نہ ہوگی" ۔----- ۳۔ اس کے بعد سطر نمبر گیارہ میں آپ نے میری تحریر سے اخذ کردہ اس اصول کہ ----- "امور ماموره میں صرف وہی شکل و ہیئت قابلِ قبول ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہو" ۔----- کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ اضافی اصول اور جدید قانون ہے۔ حدیث پاک میں ایسی کوئی قدغن نہیں ہے---- ۴۔ کتب صحاح بالخصوص صحیح بخاری و مسلم کے بارے میں آپ کے جذبات بہت نازک ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے کہ یہ کتب آنحضور ﷺ کے زمانہ ء اقدس کے دو سو برس بعد عالم وجود میں آئیں، لہذا انہیں کسی امر کے مسنون یا بدعت ہونے میں حجت نہیں مانا جا سکتا---۵۔ یہاں آکر آپ نے بعض امور کا ذکر فرمایا ہے، جن میں اللہ و رسول سے دعائیں مانگنے، یافت کے دنوں میں فرحت و مسرت منانے، بعض نمازوں اور بعض سورتوں کی اجتماعی تلاوت، تیجا، چوتھا، ساتواں، چالیسواں اور برسی کے دن تلاوت قرآن، کھڑے ہوکر درود پڑھنا وغیرہ شامل ہیں۔ میں نے آپ کے بیان کردہ نکات کو ترتیب کے ساتھ بیان کرنے کی سعی کی ہے، اور کوشش کی ہے کہ اپنی طرف سے کوئی تبصرہ کئے بغیر انہیں بیان کر دوں۔ اب میں اسی ترتیب کے ساتھ ان مسائل پر گفتگو کروں گا۔

ا۔ اس موضوع پر مزید گفتگو اس لئے نہیں کر رہا کہ آپ اس سے متفق ہیں

۲۔ آپ اس بات کے قائل ہیں کہ امور ماموره میں شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کسی بھی شکل وصورت اور کسی بھی ہیئت میں انکی

ادائیگی ہرگز ہرگز بدعت نہ ہوگی

۳۔ اس کا بھی اصولی طور پر تعلق نمبر ۲ ہی سے ہے۔ میرا فرض بنتا ہے کہ میں شریعت کی حدود میں محدود رہنے کو دلائل و براہین سے ثابت کروں، تو ملاحظہ فرمائیے۔ ان دونوں نکات کی تفصیل۔

کیا اپنی مرضی سے امورِ دینیہ کی شکل وہیئت متعین کی جاسکتی ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم نے براہ راست بعض احکام کی بجاآوری کا حکم تمام مسلمانوں کو دیا ہے، بلکہ بعض دفعہ تمام انسانوں کو بھی مخاطب کر کے اپنی بندگی و عبودیت کا حکم دیا ہے۔ مثلاً یاایھاالناس اعبدواربکم (سورۃ البقرہ آیت ۲۱) اے لوگو اپنے رب کی بندگی کرو۔ عبادت کی ایک شکل نماز ہے۔ اسے بطور حکم تو چند بار ہی فرمایا البتہ اہل ایمان کی ایک صفتِ لازمہ کے طور پر اکثر ذکر کیا ہے، جیسے سورۃالبقرہ کی ابتدائی آیات میں متقین کی صفات ذکر کی ہیں، کہ وہ لوگ جو ایمان بالغیب رکھتے اور صلوٰۃ قائم کرتے ہیں۔ اسی طرح بے شمار آیات و مقامات ہیں، بعض جگہ حکم بھی دیا، اقیموا الصلوٰۃ ولاتکونوا من المشرکین (روم آیت ۳۱) نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہوجاو۔ اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس (بنی اسرائیل آیت ۷۸) اقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفاً من اللیل (ھود آیت ۱۱۴) روزے کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ تم پر فرض ہے کتب علیکم الصیام (البقرہ آیت ۱۸۳) اور اہل ایمان کی ایک صفت لازمہ کے بارے میں متعدد جگہ ذکر کیا گیا والصائمین والصائمات (سورۃ الاحزاب آیت ۳۵) حج کے بارے میں فرمایا گیا کہ یہ صرف مستطیع پر فرض ہے وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا (آل عمران آیت ۹۷) اسی طرح دیگر احکام ہیں مثلاً زکوٰۃ، اشیاء کی حلت و حرمت، امور محرمہ کی شناعت، جہاد کی اہمیت و فرضیت وغیرہ۔

لیکن ان احکامات کی تفصیل قرآن میں نہیں دی گئی، کیوں؟ اس لئے کہ اللہ نے قرآن کو براہ راست انسانوں پر نازل نہیں کیا، کسی پہاڑ یا درخت پر نازل نہیں کیا، بلکہ انسانوں ہی میں سے ایک بلند و بالا رفیع المرتبت بشر کے قلب مبارک پر اتارا، قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی، کہہ دیجئے میں بشر ہوں تمہاری مانند، وحی کی جاتی ہے میری طرف (الکہف، آخری آیت) کیوں اتارا؟ اسلئے تاکہ وہ قرآن کی تفسیر کرے، تشریح کرے، اللہ کے احکامات کی وضاحت کرے، یہ منصب نبوت ہے اور اسکی وضاحت قرآن کریم کی بے شمار آیات میں موجود ہے۔ فرمایا، اطیعوا اللہ واطیعواالرسول، اللہ و رسول کی اطاعت کرو۔ آل عمران میں فرمایا، اللہ کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرو، قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی، اسی سورت کی آیت ۱۶۴ میں فرمایا، اللہ کا یہ احسان ہے مومنوں پر کہ اس نے انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اسکی آیات تلاوت کرتا ہے ان کی تربیت کرتا ہے، انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور اس سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔

سورت النجم میں فرمایا کہ یہ رسول جو کچھ بھی کہتے ہیں وحی الہیہ کے مطابق کہتے ہیں، وماینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحیٰ۔ گویا آپ ﷺ جو اللہ

کے دین کی وضاحت فرمائیں گے وہ اللہ ہی کے حکم کے مطابق ہوگی۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کے حکم اقیموا الصلوٰۃ (صلوٰۃ قائم کرو) وآتواالزکوٰۃ (زکوٰۃ دو) روزہ فرض ہے (کتب علیکم الصیام) حج صاحب استطاعت پر فرض ہے (من استطاع الیہ سبیلا) وغیرہ، ان احکامات الہیہ پر رسول اللہ ﷺ نے خود بھی عمل کیا، دوسروں کو بھی ترغیب دی، طریقہ بتلایا۔ اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ قرآن نے کہیں ذکر نہیں کیا، مگر شارع ں نے اسلامی عہد نامہ ء رکنیت کی وضاحت فرمائی (کلمہ ء شہادت) حالانکہ یہ اسلام کی اساس ہے۔ نماز کے بارے میں قرآن نے "پنج وقتہ" صاف الفاظ میں حکم نہیں دیا، مگر رسول اللہ ﷺ نے پنج وقتہ نمازوں کی ترتیب، اوقات، طریق کار، فرائض و سنن ونوافل کی الگ الگ وضاحت کی، وضو وطہارت کے احکام اتنی تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے کہ بقول حضرت سلمان فارسی ص اسلام ہی کو اس پر فخر ہے، جس نے اپنے پیروکاروں کو ان بنیادی مسائل پر آگاہ فرمایا۔ قرآن نے شراب کو رجس اور عمل شیطان کہہ کر اس سے باز رہنے کا حکم دیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کی انواع واقسام، شارب کی تعزیرات، اس کی کشید، بار برداری، گواہی، لین دین، غرض یہ کہ ہر پہلو پر تفصیل بیان فرمائی۔ دنیا وآخرت میں شاربِ خمر کے انجام بد سے آگاہ فرمایا۔ قرآن

نے زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنے کا حکم دیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کی شناعت اور اسکے فاعل ومفعول پر عدالتی سزاوں کا تعین کیا، غرض یہ کہ ان تمام احکامات ربانیہ کی وضاحت فرمائی اور یہ اتنی ساری چیزیں ان ہی کتب احادیث میں مذکور ہیں جنہیں "چند ہزار صفحات" قرار دے کر ان سے جان چھڑانا چاہا جا رہا ہے۔ کل کو کوئی یہ بھی کہہ دے کہ قرآن کیا ہے۔ یہی چند سو صفحات کا مجموعہ ہے، اتنے لمبے چوڑے زندگی کے اصول کس طرح تعین کر سکتا ہے تو اسکی زبان کون پکڑ سکتا ہے؟

اب ذرا غور فرمائیے کہ آپ کی اس بات میں کوئی وزن ہے؟ کہ دینی ضروریات کے لئے بخاری ومسلم، یا زیادہ سخاوت کی جائے تو صحاح ستہ کے چند ہزار صفحات پر انحصار نہیں کیا جا سکتا اور ان پر انحصار کرنے کا قانون جسے "عبد الاعلیٰ" نے بیان کیا ہے جدید اور اضافی ہے، حالانکہ یہ قرآن کا حکم ہے ماآتکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا (الحشر آیت ۷) جو رسول تمہیں دیں لے لو جس سے منع کریں رک جاو، آپ سوچیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیا اور جس سے منع کیا اس کی تفصیلات ہمیں کہاں سے مل سکتی ہیں؟ کیا صحاح ستہ کے ان "چند ہزار صفحات" کے علاوہ بھی کوئی مستند ذریعہ ہے جس سے ہم رسول اللہ ﷺ کے اوامر ونواہی سے آگاہ ہو سکیں؟ میں اس بات کی تفصیل میں بھی نہیں پڑنا چاہتا کہ محدثین کرام نے احادیث کو جانچنے پرکھنے کیلئے کتنے کڑے اصول وضع کئے اور ایک ایک فرمان رسول کی صداقت تک رسائی حاصل کرنے کیلئے کتنی محنتیں کیں کہ یہ ایک مستقل فن ہے اور ہر آدمی ان باریکیوں کو سمجھ بھی نہیں سکتا، البتہ یہ تو ہر ایک کو پتہ ہے کہ صحیح بخاری ومسلم کو پوری امت نے تلقی بالقبول اور اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کا درجہ دیا ہوا ہے جو بلا وجہ نہیں ہے۔ اور جس کا کوئی صاحب فہم انکار نہیں کر سکتا اور یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ "زمانہ ء نبوی اور ترتیبِ کتب احادیث میں دو سو سال کا عرصہ ہے"۔ کئی لحاظ سے محل نظر ہے۔

حدیث کے علم واصول سے تعلق رکھنے والا مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے کہ اقوال وارشادات رسول اللہ ﷺ کے بارے میں صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین ث سب ہی بہت حساس رہے ہیں ان کی چھان پھٹک شروع دن سے ہی بہت سخت رہی ہے۔ حدیث کی تدوین سب سے پہلے صحابہ ث نے کی۔ عمل کے ساتھ بھی اور کتابت کے ساتھ بھی، صحیفہ ء عمروبن حزام، مکاتیب نبوی بطرف شاہان اور ذمہ داران ووالیان ریاست جن میں احکامات بھی ہوتے تھے، پھر باقاعدہ طور پر حضرت امام مالک ص جو محدثِ مدینہ کے نام سے معروف ہیں، جنھیں سلسلہ ء سند میں سلسلتہ الذہب یعنی سونے کی زنجیر بیان کرنے کا شرف حاصل ہے۔ پھر ان ہی کے ہزاروں شاگرد جو آگے چل کر امت کے روشن ستارے بنے، غرض یہ کہ سنت رسول ﷺ کی روایت، تدوین اور پرکھ ایک مسلسل عمل رہا ہے دو سو سال انقطاع والی بات غیر علمی و تحقیقی ہے، چونکہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہر مومن کے ایمان کی جان ہے، آپ کے ارشادات وافعال کی پیروی دنیا وآخرت میں ذریعہ ء سعادت سمجھی جاتی ہے۔ آج بھی ایک طبقے نے کہیں موئے مبارک، کہیں نعلین مبارک وغیرہ کے نام پر کاروبار چمکا رکھے ہیں حالانکہ ان کی صداقت کے بارے میں ایک فیصد بھی دلیل موجود نہیں ہے مگر عوام ہیں کہ ٹوٹے پڑتے ہیں، عقیدت واحترام نچھاور کرتے ہیں اور ان دکانداروں کی چاندی بناتے ہیں، کیوں؟ صرف محبت وعقیدت کی وجہ سے۔ یہی وجہ تھی کہ صوفیوں، واعظوں، ذاکروں اور دنیا پرست مولویوں نے آج کی طرح اس وقت بھی ذات رسول اللہ ﷺ سے اہل ایمان کی محبت وعقیدت کیش کرانے کیلئے جھوٹی روایات گھڑلی تھیں جنھیں خدا پرست، متقی، دیندار، علماً حب رسول ﷺ کے جذبے سے سرشار علمائے حق، محدثین کرام نے بے پایاں محنتیں کرکے صاف کر دیا۔

دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا، اور جوں جوں زمانہ گذرتا گیا، زمانہ ء نبوی سے دوری ہوتی گئی، احادیث رسول اللہ ﷺ کی سند لمبی ہوتی گئی توکئی مکھیاں بیٹھنا شروع ہوگئیں، جنھیں حضرت امام بخاری ودیگر محدثین کرام ث نے اپنے ولولے کے ساتھ اڑایا اور اخذ حدیث کے ایسی ٹی ڈی اس سلسلہ ء اسناد پر چھڑک دی کہ آئندہ کسی مکھی کو اس پر بیٹھنے کی جراء ت نہ ہو سکی اور قیامت تک کے لئے پیارے نبی ﷺ کی سنتیں محفوظ ہوگئیں ---- کچھ لوگ اس مبارک کام پر اس لئے تنقید کرتے ہیں کہ وہ قرآن کو صاحب قرآن کی عملی، قولی وتقریری تشریح سے بے نیاز کر کے اس کے ساتھ کھیلنا چاہتے ہیں کہ جو جی چاہے کریں، ان کی آزادی میں "صحاح ستہ کے یہی چند ہزار صفحات" آڑے آتے ہیں، اس لئے وہ ان کے بارے میں شکوک وشبہات پیش کرتے رہتے ہیں، کہ وہ اپنی من مانی بھی کریں اور مسلمانوں میں بھی شامل رہیں۔

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

مگر آپ جو اس لاپرواہی اور علمی کوتاہی کا مظاہرہ کر رہے تو صرف ان چند امور کی خاطر جن کا ذکر آپ بار بار فرماتے ہیں وہ دین میں چند برس پہلے زبردستی گھسیڑ دیئے گئے، آپ کو ان بے بنیاد امور کا تقدس عزیز ہے، جس کی خاطر آپ پورے قرآن وحدیث کے ذخیرے کو دریا برد کرنے پر تیار ہو گئے ہیں۔ آپ نے سوچا ہی نہیں کہ اس فکر کا نتیجہ کیا ہو سکتا ہے۔ عشق رسول وہ نہیں ہوتا جو باہر کے طور طریقوں سے ظاہر کیا جائے، عشق تو یہ ہے کہ محبوب کی تمام اداؤں کو اپنایا جائے اس کے دیئے ہوئے چراغ ہدایت پر جان نچھاور کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ یہود ونصاریٰ نے جو

انبیاء کے ساتھ غلو کیا تھا تو کسی دشمنی کی بنا پر نہیں محبت ہی کی بنا پر کیا تھا یہ ان کا طریقہ ء عشق ہے، اسلام اس بات کو روا نہیں سمجھتا۔ حب رسول کا تقاضہ تو یہ ہے کہ جو کام آپ ﷺ سے صحیح مستند طریقے سے ثابت ہو، اس پر ثابت قدمی دکھائی جائے، نہ کہ خود راہوں کا تعین کیا جائے---- آپ کیمسٹ کی شاپ پر Prescription لے کر جاتے ہیں، جو آپ کے مستند جی پی نے آپ کے مرض کی نوعیت کے پیش نظر تیار کی ہے مگر آپ دکاندار سے تقاضہ کریں کہ وہ فلاں فلاں دوائی بھی اس میں شامل کر دے کہ اس کی بھی بڑی شہرت ہے، ٹی وی پر اسکا اشتہار آتا ہے، اور جو فارمولا لکھا ہے وہ میرے حسب حال ہے تو کیا سمجھدار کیمسٹ آپ کے نسخے میں تبدیلی کرے گا، اور کیا اسکا وہ مجاز ہے؟

کسی عورت کا خاوند فوت ہوگیا ہو یا دور سفر پر ہو، کوئی اسے کہے کہ فلاں مرد کو بھی خاوند ہی سمجھ لو کہ یہ بھی تمہارے خاوند جیسی شکل و صورت اور قد کاٹھ والا ہے یا اسی کی طرح مال دار ہے، کیا ایک وفادار اور حیادار عورت اس پیش کش کو قبول تو کیا اس پر غور بھی کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں، تو پھر دین ہی کیوں اتنا مظلوم سمجھا جاتا ہے؟ کہ اس کے اصل، صحیح اور مستند ذرائع کو تو "چند ہزار صفحات" کہہ کر ہلکا کر دیا جائے اور خود ساختہ طریقوں کے سر پر عشق کی کلغی سجا دی جائے، جو عبادت کے طریقے رسول اللہ ﷺ نے متعین فرمائے ہیں ان سے لاپرواہی برتنا یہ عشق و محبت کا مظاہرہ ہے یا بے وفائی و نافرمانی کا؟---- چلئے، آپ صحاح ستہ پر اعتماد نہ کریں، اس بحث کو پھر کسی وقت کیلئے اٹھا رکھتے ہیں۔ مگر یہ تو بتائیے کہ "بقول آپ کے" جن امور کو کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے کیا کسی بھی شکل وہیئت میں کئے جاسکتے ہیں؟ ایک نماز کو ہی لے لیتے ہیں---- شارع ں نے اس کی ایک شکل متعین کی ہے (ہاتھ کیسے اور کہاں باندھنا، رفع الیدین کتنی بار کرنا وغیرہ کو چھوڑ کر) کہ قیام پہلے ہے، رکوع بعد میں اور سجدہ اس کے بعد، آخر میں التحیات، کیا آپ کے اجتہاد کے مطابق سجدہ پہلے رکوع بعد میں اور آخر میں قیام کیا جاسکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟---- کیا قیام میں تشہد، درود اور دیگر ادعیہ پڑھی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ اگر پڑھی جاسکتی ہیں تو کیوں؟ اور نہیں تو کس دلیل سے؟----قرآن نے زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا شارع ں نے اس کی مقدار چالیسواں حصہ متعین فرمائی ہے، آپ فرمائیں کہ اس مقدار و شرح میں کمی بیشی ہو سکتی ہے یا نہیں؟----مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاوں اور باہر نکلتے وقت اس کے برعکس، کیا اس کی خلاف ورزی جائز ہے؟---- کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے، کیا آپ کے اس اصول کے مطابق شروع کی بجائے آخر میں بسم اللہ پڑھی جاسکتی ہے؟ قرآنی اور مسنون دعاوں کا آغاز اللّٰھم یا ربنا سے ہوتا ہے، کیا اسکی بجائے یارسول اللہ، یاغوث الاعظم، یا علی مدد سے کیا جاسکتا ہے؟

یہ میں نے چند بڑے بڑے اور کچھ بظاہر معمولی امور کا ذکر کیا ہے، صرف سوچ کی راہ متعین کرنے کیلئے، کہ ایک مسلمان، سچے عاشق، محب حقیقی کا طرز عمل فطرتاً یہی ہونا چاہیئے، کہ وہ اپنے محبوب کے طریقے کو پوری محنت کے ساتھ تلاش کرے پھر دل و جان سے ان پر فدا ہو جائے، انہیں اپنائے اور انہیں دوسروں تک پہنچائے۔ اب دیکھئے! سچے عاشقوں کا کردار کہ وہ کوئی ایسا کام کرنا تو کیا، دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے جو سنت رسول ﷺ سے ثابت نہ ہو---- حضرت عبداللہ بن مسعود ص کا گذر ایک مسجد میں ذاکرین کی ایک جماعت پر ہوا جو حلقہ بنائے بیٹھے تھے، انہیں ایک "مرشد" تلقین کر رہا تھا کہ سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھو، لوگ کنکریوں پر سو دفعہ تکبیر پڑھتے، پھر وہ کہتا سو بار سبحان اللہ پڑھو، پھر کہتا سو مرتبہ لا الہ

الا اللہ پڑھو، لوگ اسی طرح کرتے تھے، حضرت ابن مسعود ص نے پوچھا کہ تم ان کنکریوں پر کیا پڑھتے ہو؟ وہ کہنے لگے ہم تکبیر، تہلیل اور تسبیح پڑھتے ہیں، حضرت کا جواب سنئے اور اپنے اس "قول" کا جائزہ لیں کہ دینی امور میں شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کسی بھی طریقہ، ہیئت و شکل سے ادائیگی کی جا سکتی ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود صنے فرمایا "فعدوا من سیئاتکم فانا ضامن ان لا یضیع من حسناتکم شیئا ویحکم یاامت محمد ما اسرع ہلکتکم ہو• لاء صحابتہ بینکم متوافرون وہذاثیابہ لم تبل وآنیۃ لم تکسرُ----الیٰ ان قال----او مفتحی باب ضلالہ"۔ (سنن دارمی ص ۳۸) کہ تم ان کنکریوں پر تسبیح و تہلیل نہیں اپنی برائیاں شمار کرو، نیکیاں کہیں نہیں جاتیں، ہلاکت ہو تم پر اے امت محمدیہ ہونے کے دعوے دارو! تم کس قدر تیزی سے قعر ہلاکت میں گرے جا رہے ہو؟ (حالانکہ زمانہ ء نبوی دور نہیں ہوا) صحابہ ء رسول کثیر تعداد میں موجود ہیں، ابھی تو آنحضور ﷺ کے کپڑے بھی بوسیدہ نہیں ہوئے، آپ کے زیر استعمال برتن بھی نہیں ٹوٹے اور تم نے ابھی سے ضلالت وگمراہی کے دروازے کھولنے شروع کر دیئے ہیں۔

علامہ ابن دقیق العید نے احکام الاحکام ج ا ص ۵۲ میں اس واقعہ کا یوں تذکرہ کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ص کے سامنے ایسی جماعت کا تذکرہ کیا گیا انہوں نے فرمایا جب تم اس جماعت کو ذکر کرتے ہوئے دیکھو تو مجھے خبر کرنا، جب یہ جماعت حلقہ ء ذکر سجا کر بیٹھی تو حضرت کو خبر کی گئی، آپ چادر اوڑھ کر مسجد تشریف لے گئے اور فرمایا، "من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا عبداللہ بن مسعود تعلمون انکم لاہدیٰ من محمد ﷺ واصحابہ الیٰ ان قال لقد جئتم ببدعۃ عظمیٰ اولقد فضلتم اصحاب محمد ﷺ علماً" ----جس نے مجھے پہچان لیا سو جان لیا مگر جو نہیں جانتا اسے جان لینا چاہئے کہ میں عبداللہ بن مسعود ہوں، کیا تمہارا خیال ہے کہ تم محمد ﷺ کے صحابہ سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو؟ پھر فرمایا کہ تم نے ایک بڑی بدعت پیدا کر لی ہے، کیا تم علم میں اصحاب رسول سے بھی آگے بڑھ چکے ہو؟----قاضی ابراہیم صاحب مجالس الابرار ص۳۳ میں اس روایت کا اس طرح ذکر کرتے ہیں، "انا عبداللہ بن مسعود فوالذی لا الہ غیرہ لقد جئتم ببدعۃ ظلماء اولقد فقتم علیٰ اصحاب محمد ﷺ"۔----میں ابن مسعود ہوں، قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تم نے ایک تاریک اندھی بدعت جاری کی ہے، کیا تم اصحاب محمد پر فوقیت حاصل کر چکے ہو؟ سنن دارمی میں اس کو دوسری روایت میں یوں ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ان کنکریوں پر تم اپنی برائیاں گنا کرو (ص ۳۸)----تو فرمائیے جناب! ان لوگوں کا کنکریوں پر تکبیر و تہلیل و تسبیح پڑھنا دائرہ ء شریعت سے باہر تھا جو صحابی ء رسول اس قدر جلال میں آگئے؟ تو آج کی مجالس ذکر جن میں مضحکہ خیز انداز میں ذکر کئے جاتے ہیں، ہو ہو کی ضربیں بتیاں گل کر کے لگائی جاتی ہیں، چھولوں، کھجور کی گٹھلیوں پر آیت کریمہ کا سو مرتبہ نہیں سوا لاکھ مرتبہ ذکر کیا جاتا ہے، وہ کس شمار و قطار میں ہونگی اور یہ جو ملنگوں کے گلوں میں سنگل، ٹلیاں، بڑے بڑے منکے لٹکتے ہیں اور یہی لوگ آپ کا اثاثہ ہیں، پہنچے ہوئے ہیں، کرنی والی سرکار ہیں، کیا صحابہ ایسے لوگوں کو کوڑے نہ مارتے، سنگسار نہ کرتے؟

محترم! جس طرح آنحضور ﷺ کا قول و فعل سنت ہے اسی طرح جس فعل کو آپ نے اختیار نہیں فرمایا اس کا ترک کرنا بھی سنت ہے اور اختیار کرنا بدعت ہے کیونکہ اگر فعل میں کوئی خوبی، ثواب یا اجر ہوتا تو آنحضور ﷺ اس پر ضرور عمل کرتے، ہرگز ہرگز ترک نہ کرتے، کیونکہ یہ تو ممکن

ہی نہیں کہ ایک اچھے کام کو آپ اختیار نہ فرمائیں، اور جو امت کے حق میں حریص علیکم بالمومنین رء وف رحیم کے ارشاد ربانی کے مصداق تھے وہ کس طرح امت کو ایک اچھے کام سے محروم رکھتے؟ یہ آپ کا فرض منصبی بھی تھا ارشاد ربانی ہے، "یاایھاالرسول بلغ ماانزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ"۔ (المائدہ آیت ٦٧) کہ اے رسول! جو کچھ آپ کی طرف نازل کیا جاتا ہے اسے آپ پہنچا دیں اور اگر آپ نے نہ پہنچایا تو آپ نے اپنی رسالت کو نہیں پہنچایا۔ جبکہ یہ بات روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہے کہ اس طرح کی بدگمانی سلب ایمان پر منتج ہوتی ہے ۔ یوم عرفہ کو آپ نے حاضرین سے پوچھا کہ میں نے حق تبلیغ ادا کیا یا نہیں؟ تو سب نے یہی کہا بلغت وادیت ونصحت ۔ کہ آپ نے ہر لحاظ سے حق ادا کر دیا ہے مگر بدعت کا شیدائی اس بات کا قائل نہیں، اس کا خیال ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک اچھے کام سے امت کو نعوذ باللہ محروم رکھا۔ ----پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ دین کی تکمیل رسول اللہ ﷺ پر ہوچکی ہے کیونکہ آپ پر یہ وحی نازل ہوچکی ہے، "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" ۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ جو کام اس دن دین نہ تھا وہ آج بھی دین کے حکم میں نہیں داخل کیا جاسکتا۔ --- "مگر آپ فرما رہے ہیں کہ جن امور کا حکم دیا گیا ہے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کسی بھی شکل و صورت اور ہیئت میں ان کی ادائیگی ہرگز ہرگز بدعت نہ ہوگی "۔

بڑا تاکیدی جملہ آپ فرما رہے ہیں اور اس کے لئے قرآن وحدیث سے کوئی دلیل بھی پیش نہیں کر رہے، جبکہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ شرعی حدود سے تجاوز گمراہی ہے، ہلاکت ہے اور سنت رسول کی صریحاً خلاف ورزی ہے ۔ ایمان تازہ کرنے کیلئے ایک اور حدیث سماعت فرمائیے، شاید اللہ تعالیٰ ہدایت کی کوئی سبیل پیدا فرما دے۔

صحیح بخاری، مسلم کتاب النکاح، نسائی، دارمی اور مسند احمد ج٣ ص٢٤١+١٥٨ میں یہ حدیث حضرت انس ص سے مروی ہے کہ تین آدمی ازواج مطہرات سے نبی ﷺ کی عبادت وریاضت کا حال سن کر کہنے لگے، این نحن من النبی ﷺ وقد غفر اللہ ماتقدم من ذنبہ وماتاخر، کہاں ہم اور کہاں نبی ﷺ جن کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو چکے ہیں، فقال احدہم اما انا فاصلی اللیل ابداً (ہمیں تو آپ سے کہیں زیادہ عبادت کرنی چاہیئے) اس میں سے ایک کہنے لگا میں ہمیشہ رات کو نوافل پڑھا کروں گا۔ وقال الآخر انا اصوم النہار، دوسرا کہنے لگا میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کروں گا، وقال الآخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابداً، تیسرا بولا میں عورتوں سے ہمیشہ علحدہ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ نبی ﷺ یہ گفتگو سنتے ہوئے باہر تشریف لائے، آپ نے ان حضرات سے مخاطب ہوکر فرمایا، ء انتم الذین قلتم کذا وکذا، کیا تمہیں نے اس طرح کہا، انہوں نے کہا، ہاں! فرمایا، اما واللہ انی لاخشاکم للہّٰ واتقاکم، میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کا خوف رکھنے والا ہوں، ولکنی اصوم وافطر، اس کے باوجود میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں، واصلی وارقد، نوافل پڑھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں، واتزوج النساء، میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، فمن رغب عن سنتی فلیس منی، جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے تعلق نہیں رکھتا۔

اس حدیث سے بیسیوں مسائل مستنبط ہوتے ہیں، کبھی میسر ہو تو فتح الباری دیکھ لیجئے یا کسی سے سن لیجئے من جملہ ان میں سے ایک یہ بھی

ثابت ہوا کہ ---- عبادات اور شرعی امور کی نہ صرف وہی شکل، صورت، ہیئت جائز ہے جس کا تعین شارع ں نے فرمایا، بلکہ وہی مقدار اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ بنے گی جو رسول اللہ ﷺ نے متعین فرما دی ہے ۔ اس میں کمی یا بیشی سعی نامراد اور کوشش مردود ہوگی ---- اور یہ اصول عبدالاعلیٰ کا نہیں، خود رحمۃ للعلمین ﷺ کا طے کردہ ہے آپ کہہ رہے ہیں کہ حدیث پاک میں ایسی کوئی قدغن نہیں ہے (یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو احادیث کو ناقابل اعتماد اور ناکافی قرار دیا جاتا ہے اور دوسری طرف اسے حدیث پاک کہا جاتا ہے) اگر اس "حدیث پاک" سے مراد من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھورد ہے، تو اس سے بڑی اور کون سی قدغن اور قید ہو سکتی ہے، ذرا غور تو کیجئے الفاظ نبوی پر ---- کبھی اکیلے بیٹھ کر اور "اساتذہ کے طے کردہ تخیلات" کو چند لمحے بھلا کر، اسلام کا مزاج بخوبی سمجھا جا سکتا ہے ۔

حدیثِ بالا سے ہی یہ سمجھ آسکتا ہے کہ بدعت ہر وہ کام ہوگا جسے نیکی اور عبادت سمجھ کر کیا جائے گا اور شکل و ہیئت ہی نہیں بلکہ مقدار مسنونہ سے زائد ہوگا کیونکہ مذکورہ اصحاب رسول، نبی ﷺ کی کثرت عبادت سے متاءثر ہوئے تھے اور عبادت میں زیادتی کر کے ثواب حاصل کرنا چاہتے تھے، نہ انکی نیت غلط تھی نہ عزم برا تھا، نہ وہ دائرہ ء شریعت سے باہر نکلنا چاہتے تھے، اس کے باوجود نبی ﷺ نے اس کی اجازت نہیں دی تو اسکا صاف مطلب ہے کہ ----- "ہر وہ کام جسے رسول اللہ ﷺ نے کرنے کا حکم دیا اسکی نہ شکل و ہیئت بدلی جا سکتی ہے اور نہ ہی مقدار میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے، اور ہر وہ کام جو نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے، اس کا ترک کرنا سنت ہے اور سرانجام دینا مردود و نا محمود"

-

خلاصہ ء کلام ---- ۱۔ جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کی صرف وہی شکل و صورت اور مقدار اور ہیئت جائز ہوگی جو نبی ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہوگی، یہ اصول نہ اضافی ہے نہ جدید ۔----- ۲۔ پورا قرآن اور حدیث و سنت کا ذخیرہ، نبی ﷺ کا سیرت طیبہ، صحابہ ء کرام ث کا عمل اس اصول کی دلیل ہے ۔----- ۳۔ صحاح ستہ کی ترتیب کب ہوئی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، قابل لحاظ چیز قول و فعل نبویہ کی سند صحیح ہے ----۴۔ امور مشروعہ اور مامورہ میں اپنی مرضی سے مداخلت نہیں کی جا سکتی، وہ بدعت ہوگی جو نری گمراہی، ضلالت اور مردود ہے ۔-----
میں نے اللہ کے فضل سے ان مندرجہ بالا نکات پر خالص قرآن و حدیث سے بات کی ہے، اگر آپ مطمئن نہ ہوں تو ان نکات کے خلاف قرآن و حدیث سے ہی دلیل دیں اور ثابت کریں کہ ----- امور دینیہ کی شکل و صورت اور مقدار میں کمی بیشی جائز ہے ---- اطیعوا الرسول اور ما آتاکم الرسول سے مراد یہ نہیں کہ آنحضور ﷺ کی پیروی کی جائے بلکہ اپنی طرف سے چند امور گھڑ کر انہیں عشق رسول کے نام سے فروغ دیا جائے -----
حضرت عبداللہ بن مسعود ص نے جن طریقہ ہائے ذکر کو بدعت کہا انہوں نے صحیح نہیں کہا بلکہ صحابیِ ء رسول کو نعوذباللہ غلطی لگی ہے ---- قل، ساتے، چالیسویں، برسیاں، یافت کے دنوں میں جلوس اور اظہار سرور کے موجودہ طریقے قرآن کی فلاں آیت اور سنت رسول کے فلاں پہلو سے ثابت ہیں ---- جن امور کا صفحہ نمبر ۶ اور ۷ پر میں نے تذکرہ کیا ہے، ان میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے ---- آخر میں ایک خیر خواہانہ بات، کہ پورا ذخیرہ ء دین ان امور بدعیہ کا مخالف ہے، اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگنا چاہئے کہ وہ جدید امور کو اپنانے کی بجائے چودہ سو سال سے امت کے طریق کار کو

اپنانے کی ہمت دے، اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کا یہی مفہوم ہے---- اگر میں نے علمی طور پر غلطی کی ہو تو مجھے ضرور بتلائیے گا اور بات کو الجھانے کی بجائے سلجھانے کیلئے ضروری ہے کہ بالترتیب نکات پر گفتگو ہو جس سے بہت جلد ہم انشاء اللہ کسی اچھے نتیجے پر پہنچ جائیں گے۔ اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ، امید ہے مزاج گرامی بخیریت ہوں گے۔

۹ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ خاکسار محمد عبد الاعلیٰ درانی

جوابِ گمشدہ خط از مالیگ صاحب

خ

۸۶،

31-05-95 بدھ

عالی جناب مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی!

سلام مسنون، خیریت مطلوب، ۶ مئی کے آپ کے ارسال فرمودہ جواب کی وصولی کی خبر ۱۳ مئی کو آپ کو دے چکا ہوں۔ اپنے اس خط میں آپ نے "بدعت" سے متعلق گفتگو فرمائی ہے، جس کے بارے میں اپنے ذہنی خلجان اور اشکالات انشاء المولیٰ تعالیٰ آپ کو ضرور لکھ بھیجوں گا، تاخیر ہو جائے تب بھی۔ آپ نے ۲۴ مئی کو مجھے ماہنامہ الدعوۃ لاہور کے ان چند صفحات کی فوٹو کاپی بھی بھیجی ہے جن میں کتوں والی سرکار بمقابلہ بلیوں والی سرکار کے تذکرے ہیں، اور تحریر فرمایا ہے کہ (مفہوم) "یہ ہیں سگ دربار غوثیہ مسلک بریلویہ کے لگائے ہوئے پودوں کے پھل اور پھول"۔

اس لئے اس کے جواب میں عرض ہے کہ پاکستانی شہر پتوکی تو میرے بھائی! نہ اسلام کا منبع ہے نہ مرکز، لہذا اس کی گمراہیوں اور اسکی کج رویوں پر تو ہم اسی وقت ماتم کرنے کے مجاز ہو سکتے ہیں جبکہ اسلام کے منبع و مرکز" مکے اور مدینے" میں بھی ہر طرح کی خیریت ہو، لیکن اگر ؎ چوں فسق از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی کے مطابق مکے اور مدینے میں ہی کتوں والی سرکار بمقابلہ بلیوں والی سرکار سے زیادہ فسق و فجور عام ہوں، یعنی پتوکی کی طرح ایک دو یا آٹھ دس ٹولیوں میں نہیں بلکہ اخباری اطلاعات کے مطابق ہزاروں کی تعداد میں ہوں تو پھر یہ تو ایسا ہی ہو گا کہ ہم غیروں کے دامن پہ لگے ہوئے رائی جتنے تعفن پر تو ناک بھوں چڑھا رہے ہیں لیکن اپنے آنگن میں پڑے ہزاروں ٹن کے فضلات اور غلاظات سے ہر طرح مطمئن اور خوش بھی ہیں۔ ہاتھ کنگن تو آرسی کیا، جنگ کا ۲۶ مئی کا تازہ شمارہ ہی دیکھ لیجئے، خبر ہے کہ (مفہوم) "فلپائن کی حکومت سعودی عرب

اور مشرق وسطیٰ کے دوسرے ممالک میں کام کرنے والی اپنی شہری لڑکیوں کو،جو آجروں کی طرف سے جنسی حملوں اور ایذا کا نشانہ بنی ہیں، سیکڑوں کی تعداد میں واپس لا رہی ہے، حکومت نے گذشتہ سال چار ہزار تین سو ستر لڑکیوں کو سعودی عرب سے واپس بلایا، جبکہ کویت اور عرب امارات سے ایک ہزار لڑکیاں واپس بلائیں، حکومت فلپائن کی لڑکیوں کی عرب ممالک میں کام کرنے کی حوصلہ شکنی کر رہی ہے، کیونکہ ان لڑکیوں کی طرف سے تنخواہ نہ دینے، غیر قانونی طور پر محبوس رکھنے اور جنسی حملوں کی شکایات عام ہیں۔ امارات میں بیس ہزار سے تیس ہزار لڑکیاں لوگوں کے گھروں میں کام کرتی ہیں، کویت میں یہ تعداد پچیس ہزار ہے، جبکہ سعودی عرب میں پچاس ہزار لڑکیاں ہیں اور ان میں اکثر مسلمان ہیں"۔

لہذا آپ ہی بتائیں کہ جنسی حملہ زنا کا دوسرا نام نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر آج ۲۹ مئی کے جنگ کی پتوکی کی خبر ہے کہ (مفہوم) "کراچی سے چلنے والی خیبر میل لاہور چار گھنٹے تاخیر سے اس لئے پہنچی کہ نماز کے وقت ایک نوجوان نے بلند آواز سے درود شریف پڑھا تو پانچ مخالفین نے پہلے تو اسے روکا، لیکن جب یہ نہ مانا تو پانچوں نے اس نوجوان کو مار مار کر ادھ مواکر ڈالا جس کے بعد مار کھانے والے نوجوان کے حامیوں نے مارنے والوں میں سے دو کی پٹائی کر دی، اس طرح معاملہ بڑھتا گیا اور ٹرین کو تاخیر سے دوچار ہونا پڑا"۔----- یہاں اس بات کی وضاحت کی کوئی ضرورت نہیں کہ حضور رسول پاک ﷺ پر درود شریف پڑھنے والوں سے ناراض ہونے والے لوگ کون ہیں؟ اس موقع پر اگر میں آپ سے یہ سوال بھی کر لوں تو نامناسب نہ ہوگا کہ آپ نے الدعوۃ کے مضمون کتوں والی سرکار بمقابلہ بلیوں والی سرکار کے کرداروں کو سگ دربار غوثیہ مسلک بریلویہ سے ہی کیوں منسلک فرمایا ہے؟ آخر انہیں سگ دربار ریاضیہ مسلک عبدالعزیز بن بازیہ سے منسلک کرنے میں کیا اشکال تھا؟ یہ سوال میں نے اس لئے اٹھایا ہے کہ جیسے بریلی شریف کے لوگ دنیا اور آخرت کی مصیبتوں سے چھٹکارے کیلئے اللہ کی مخلوق سیدنا محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ سے مدد مانگ کر مشرک، بدعتی اور جہنمی بن جاتے ہیں، بالکل ایسے ہی ریاض کے لوگ بھی تو اپنی حکومتوں اور بادشاہتوں کو بچانے اور پختہ تر کرنے کیلئے اللہ کی مخلوق امریکہ، برطانیہ اور اسکی لونڈی اقوام متحدہ سے مدد مانگ کر مشرک، بدعتی اور جہنمی بن جاتے ہیں۔ کیا نہیں؟ اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟ ورنہ ایک کے ساتھ برادرانہ اور دوسرے کے ساتھ معاندانہ رویہ تو نہ اپنائیں، یا پھر "غیر اللہ سے مدد مانگنے کو شرک قرار دینا چھوڑ دیں"۔ آخر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بریلوی اور ریاضی دونوں ایک ہی قسم کے شرک کے حامل و عامل ہیں، لیکن بریلوی کو تو آپ جہنمی قرار دے رہے ہیں اور ریاضی کو جنتی۔ تو کیا صرف بریلی اور برائے نام ریاض (جنت نہیں بلکہ سعودی شہر) میں رہنے کے سبب بریلوی جہنمی اور ریاضی جنتی بن جاتا ہے؟ یا اس حقیقت کو آپ بھی صحیح معنوں میں صدق دل سے مانتے ہیں کہ ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی یہ خاکی اپنے فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

آپ نے مجھے الدعوۃ لاہور سے رابطہ قائم کرنے کا مشورہ بھی دیا ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ آپ حضرات سے میری گفتگو مکمل ہو جائے تو میں آپ کے حوالے سے انشاء اللہ تعالیٰ ان سے بھی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں گا۔

شفیق الرحمن صاحب شاہین نے ابھی تک مجھے 95-04-29 کے میرے بھیجے ہوئے ان سولہ صفحات پر مشتمل ادھورے جواب کی یافت تک سے مطلع نہیں فرمایا ہے جو میں 95-05-14 کو آپ کو اور شاہین صاحب کو بھی بھیج چکا ہوں۔ آج اس خط کے ہمراہ اس کی آخری قسط بھی جو نو صفحات پر مشتمل ہے آپ کو اور شاہین صاحب کو بھی بھیج رہا ہوں۔ اتفاق کی بات ہے کہ ان صفحات میں بھی تمام تر تذکرہ سعودی بادشاہوں کے اُن رنگین اور افسوسناک کارناموں کا آگیا ہے جن سے سارا عالم اسلام حتیٰ کہ ان کے اپنے بھی تلملا اٹھے ہیں ان کو غور سے پڑھ کر خود فیصلہ فرمائیں کہ پتوکی بیچارہ اور اسکی کتوں والی سرکار کس کھیت کی مولی ہے؟ کہ یہاں توریاض (جنت نہیں) میں بھی وہ سب کچھ ہورہا ہے جن کا عامل سزائیں بھگتے بغیر کبھی جنت میں نہیں جاسکتا، لیکن کچھ لوگوں کی چشمان واذہان پر عقیدت مندی کے پردے پڑے ہوئے ہیں جنکے سبب انہیں یہ سب کچھ نظر نہیں آتا۔ یا پھر میں تعصب کے سبب یہ نتیجہ اخذکر رہا ہوں؟ آپ نے آئندہ ہفتے توحید سے متعلق اپنے جواب کی دوسری قسط کے روانہ کرنے کا اپنے آخری خط میں ذکر فرمایا ہے، میں اسکی زیارت کیلئے چشم براہ ہوں۔ وصول کرتے ہی فرسٹ کلاس پوسٹ سے اسکی اطلاع آپکو دے دوں گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ 95-05-31 فقط محمد میاں مالیگ

مکتوب 4 از مولانا عبدالاعلیٰ صاحب

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

01-06-95

محترم جناب میاں صاحب! تسلیمات مزاج گرامی،

آپ کے نہ چاہنے کے باوجود ہم آپ کی خدمت میں پھر حاضر ہوگئے ہیں، ایک (قوالیوں کے بارے میں مضمون آئندہ ہفتے انشاء اللہ بھیجوں گا۔ اب اس خط کے ساتھ ملتان کے ان اولیاء اللہ کا تعارف بھیج رہا ہوں جن کی عزت و حرمت تو بریلویت کو بہت عزیز ہے، مگر اسلام، قرآن اور صحابہ کرام ث کے بارے میں انکی زبانیں بالکل گنگ ہوجاتی ہیں، کیوں؟ اس کا جواب اس خط میں آپکو مل جائے گا۔ نیز یہ بھی کہ بریلوی قوم کن دیو مالائی حکایات اور افسانوں کی مومن ہے، ھدٰھم اللہ، اس مضمون کی فوٹو کاپیاں کرواکر علاماء وں کو بھیجئے اور پھر جواب سنئے، شکریہ) قوالیوں کے بارے میں مجلہ الدعوۃ میں شائع ہونے والا مقالہ جو آپ کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہوگا۔ اگر آپ کے نہاں خانہء قلب میں اس کی گنجائش باقی رہی ہوگی، ویسے یہ ناممکن نہیں ہے کیونکہ صرف مسلک اہل حدیث ہی دنیا میں وہ واحد مسلک ہے جس میں لوگ آئے ہیں، آتے رہتے ہیں اور آتے رہیں گے، مگر گیا کوئی نہیں، یعنی یہ نہیں کہ کبھی کوئی اہل حدیث ہوا ہو اور پھر اپنی تحقیق کرکے اس نے بریلوی یا دیوبندی مذہب قبول کیا، یہ

قطعی ناممکن ہے، اگر کوئی ایسی بات ہے تو نشان دہی کی جائے۔ جبکہ اس وقت جتنے بھی اہلحدیث ہیں ان میں سے اکثریا تو بریلوی تھے یا دیوبندی۔

ہمارے دادا مرحوم کسی زمانے میں امرتسر کے نواحی محلہ سلطان ونڈ کے نمبردار تھے، مرنے جینے پر وہ تمام رسومات ادا کروایا کرتے تھے جو بریلویت کی جان وبنیاد ہوتے ہیں، اس وقت جاہلانہ رسوم کرنے والے ابھی بریلویت کے نام سے اتنے آشنا نہیں ہوئے تھے۔ یہ نام تو اہل بدعت کا ایک تعارفی نام ہے، ویسے اسکا نام جہالت رہا ہے اور الحمد للہ آج بھی بریلویت اور جہالت ایک دوسرے کے مترادف ہی شمار ہوتی ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے ہوتی رہیں گی۔ ہر جہالت اور جاہلانہ رسومات بریلویت کا بپتسمہ لے کر عشق بن جاتی ہیں تو خیر بات کر رہا تھا دادا مرحوم کی، ایک فوتیدگی پر قلوں کا ختم جس میاں نے پڑھا تھا اس نے ایک آدمی کے اس سوال پر کہ میاں جی! یہ ختم تو ہندوں کے پھولوں کے متبادل لگتی ہے، کیا اسکا کوئی قرآن یا حدیث میں ثبوت بھی ہے؟ میاں جی کہنے لگے، چوہدری صاحب! بھلا اس قسم کے کاموں کا شریعت کے ساتھ کیا تعلق؟ آخر ہمارا بھی تو پیٹ ہے، یہ کہاں سے بھریں گے؟ اس پر دادا جی کو غصہ آگیا کہ کمبخت، ایک ہمارا آدمی مرا اور دوسرے ہمارا اتنا روپیہ خرچ ہوا، اور ابھی چالیس دن تک تمہاری اہل خانہ سمیت روٹی دینا ہے، پھر چالیسویں کی رسم آجائے گی، آخر اتنی بڑی فیملی ہے، چالیسویں کے بعد پھر کسی کی باری آجائے گی، تمہارا چلہ پھر کھرا، اور یہ سب کچھ صرف تمہارے گھڑے کیلئے، لاٹھی پکڑی اور میاں جی کی دھلائی کردی، خونم خون ہوا تو چھوڑا۔ کچھ لوگوں نے لاگت بازی میں مقدمہ کروا دیا، دادا جان کو حوالات جانا پڑا، اثر رسوخ والے تھے لیکن اس مسئلے پر اڑ گئے کہ عدالت جائے بغیر باہر نہیں آوں گا۔ مقدمہ چلا اور امرتسر کی عدالت میں شاید پہلی دفعہ مذہبی عنوان سے بحث ہوئی، امرتسر کے مولانا نیک محمد نے بھی بیانات دیئے، ختم وں کے ٹھیکیدار جواب دینے کیلئے عدالت میں آئے ہی نہیں تھے، جج نے کہا، دلائل میاں فضل حق کے مضبوط ہیں مگر چونکہ لاٹھی کی ضربوں سے مدعی زخمی ہوا لہذا پندرہ دن جیل دی جاتی ہے۔ اس عرصہ میں مرحوم نے حق کی روشنی مدلل انداز میں حاصل کی۔ جیل سے باہر آئے تو ہر چیز بدل چکی تھی، وہ زمیندارانہ رعب داب، عاجزی وانکساری میں اور بدعات کی بجائے سنت کی محبت اتنی راسخ ہوئی کہ ساری برادری نے بائیکاٹ کر دیا، جائیداد سے بیدخل کر دیا، حویلی چھوڑ کر ایک نورباف کی سل زدہ کوٹھڑی میں بال بچوں سمیت آبیٹھے۔

ایک دن برادری کے چند لوگ آئے اور اس حالت زار کو دیکھ کر بہت دل گرفتہ ہوئے، پوچھا میاں! کیا ملا وہابی بننے سے؟ والد صاحب مدظلہ فرماتے ہیں دادا مرحوم بیٹھے تھے کھڑے ہوگئے اور کہا، تم پوچھتے ہو مجھے کیا ملا؟ تو سن لو، مجھے وہ خالص دین مل گیا جو محمد رسول اللہ ﷺ پر مکمل ہوا تھا۔ حضرت والد ماجد عموماً فرمایا کرتے ہیں تمہارے دادا کی بخشش کیلئے انشاء اللہ انکا یہ جملہ کافی ہوگا۔ اسکے بعد کیا ہوا؟ طویل داستان ہے، کچھ عرصے کے بعد پاکستان بنا، حالات بدلے پھر اللہ نے پہلے سے زیادہ غنی کر دیا۔ ہم تک انکی دنیوی دولت تو اتنی نہیں پہنچی البتہ مسلکِ حقہ پر چلنے کی نعمت ضرور نصیب ہوگئی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ واعفہ واعف عنہ۔ اس ساری گفتگو کا ما حصل یہ ہے کہ اگر آدمی حق کا متلاشی ہو تو ڈھونڈنے والوں کو نئی دنیا مل ہی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر آپ بھی فی الواقع حق کے متلاشی ہیں (ظاہر تو اسی طرح کرتے ہیں، آگے اللہ جانے) تو انشاء اللہ

آپ کو گا ہے بگا ہے مالا مال کرتا رہوں گا اور دوسرے اتنی طویل سمع خراشی کا مطلب اس بات کی سچائی پیش کرنا ہے کہ صرف مسلک اہلحدیث ہی ہے جس میں حق کے متلاشی آتے ہیں حق قبول کر کے، پھر اسی کے ہو رہتے ہیں، گویا یہاں آنے کے تو سیکڑوں دروازے اور چانس ہیں، مگر جانے کا کوئی نہیں، ایک بھی نہیں، اگر یقین نہیں آتا تو اب اس پہلو پر غور کرنا شروع کر دیجئے، آپ کی توجہ منعطف کرنے اور سوچ کے زاویئے وا کرنے کی غرض سے ذیل کی سطور ارسال کر رہا ہوں، جب غور فرمائیں گے تو بہت سی الجھنیں دور ہو جائیں گی، انشاء اللہ بحولہ وقوتہ۔

پچھلے ہفتے بھی آپ کو ایک مضمون مجلہ الدعوۃ لاہور والا بھیجا تھا جس میں چند مشکل کشا سرکاروں کا ذکر خیر تھا، امید ہے ڈاک والوں نے نہیں رکھا ہوگا، لیکن اگر ایسی ہی بات ہے تو فرمائیے، پھر ارسال کر دوں، انشاء اللہ اب آپ کو مالا مال کئے رکھوں گا۔ کہ آپ کل اللہ کے دربار میں یہ نہ کہہ سکیں انا کنا عن ھذا غفلین۔ آپ کو غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور ایک نیا مضمون جو ۲۲ مئی کے جنگ میں چھپا ہے اس کی کاپی اس غرض سے ارسال کر رہا ہوں کہ عشق رسول کے بے پیندے مدعی ذرا آنکھیں کھولیں، اس سے قبل کہ موت انکی آنکھیں کھول دے، یہ مضمون ایک شیعہ مولانا کا ہے، ضرور ان سب کی نظروں سے گذرا ہوگا، مگر منہ لپیٹ کر آنکھیں بند کرلی ہونگی کہ جو لوگ بلیوں والی سرکار، کتوں والی سرکار، کانواں والی سرکار، چورا شریف، گھکھڑی شریف، کھکول شریف، بابا لسوڑی شاہ، بابا بھڑی شاہ، نوری بوری سرکار ولی، بابا چھتری شاہ، دیول شاہ، دولے شاہ، مکھن شاہ، دیوا شاہ جیسے معبودوں کے پجاری ہوں اس چڑیا گھر کے مال کے رکھوالے ہوں کوئی انہیں معبود ماننے سے انکار کردے تو یہ عاشقان شور و غوغا ڈال دیں، یہ ان باباء وں، شریفوں اور شاہ وں کی عزت کی پاسبانی کریں، انکی قبروں کی مجاوری کریں، اہل توحید پر کفر کے فتوے لگائیں یا صحابہ ء کرام کا دفاع کریں، نہ ان بیچاروں کا کام ہے اور نہ ہی ان کے بس کا روگ۔

اگر میری یہ بات غلط ہے تو اس مضمون کا جواب لکھوائیے---- بیشک انکی کاپیاں کرا کر جتنے آپ کے علامے، فہامے اور حضرت صاحبان ہیں جنکی تعداد گنی ہی نہیں جا سکتی، اتنے برطانیہ میں مساجد کے نمازی نہیں ہوں گے جتنے آپ کے ہاں علامے ہیں، کیونکہ جیسے شیعہ کا ہر ذاکر سید یا شاہ ہوتا ہے اسی طرح ہر بریلوی مولوی کم از کم علامہ ہوتا ہے، خواہ اسے پکی روٹی تو کیا لکھو گھوڑا بھی نہ آتا ہو، جو ذرا سانگ بجا سکتا ہو، قوالی کر سکتا ہو، اہل سنت و توحید کو گالی دے سکتا ہو، ختم شریف کا حافظ ہو، لوگوں کے مال لوٹنے کا فن جانتا ہو، حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر مالِ دنیا مختلف ناموں سے بٹور سکتا ہو، زبان درازی میں طاق ہو وہ آپکا علامہ بن جاتا ہے۔ ایمان داری سے بتائیے کہ جب بریلوی مولویوں کے اجتماع کی خبر اور تصویر لگی ہو، کیا کوئی ایک نام بھی علامہ کے دم چھلے کے بغیر ہوتا ہے؟ آپ کسی کا نام بغیر دم کے لکھ کر دکھائیے سہی، فوراً آپ کا نکاح توڑ دیا جائے گا، اعتبار نہیں آتا تو آزما کر دیکھ لیجئے گا---- نکات یہ ہیں جس پر آپ اور آپ کے تمام شہداء من دون اللہ نے جواب لکھنا ہے، وادعوا شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صدقین---- مضمون نگار کا یہ کہنا کہ شیعہ اپنے عقائد قرآن و حدیث سے اخذ کرنے کے پابند ہیں---- اور وہ اسلام کو کامل و اکمل دین سمجھتے ہیں---- شیعہ سنی میں کوئی بڑا اختلاف نہیں---- اسی جملے کے متصل جملے میں اس کے برعکس کہا کہ شیعہ سنی مسلمانوں میں خلافت کے مسئلے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد بارہ خلفاء کا اعلان بھی کر دیا تھا، خلیفہ ء رسول کے چناو کا اختیار رسول اور امت کو ہرگز نہیں تھا، یعنی خلفائے ثلاثہ کا انتخاب سرے سے ہی غلط تھا، یہ تو رسول کے بھی اختیار میں نہ تھا (رسول اللہ ﷺ کو مختار کل کہہ کہہ کر روٹیاں کمانے والے سو کیوں گئے ہیں ؟)---- تمام خلفاء و امرائے امت کا انتخاب حدود قرآنی سے تجاوز تھا، صرف وہ بارہ امام کا انتخاب ہی صحیح ہے جنہیں دنیا میں کبھی کسی نے منتخب نہیں کیا، ماسوا حضرت علی ◆ اور چھ ماہ کیلئے حضرت حسن ◆ کا انتخاب، اور وہ بھی تو امت ہی نے کیا تھا۔ شیعہ کے نقطہ ء نظر سے وہ بھی غلط تھا، یاد رہے کہ بارھواں امام پتہ نہیں کسی کے ڈر سے غائب ہے اور ایسا غائب ہے کہ صدیاں گذر گئیں مگر اس کا کوئی سانس سنائی نہیں دیا، ابھی تک نام زدگیوں سے ہی کام چلایا جارہا ہے۔ ایران کا جو بھی آیت اللہ برآمد ہو، اسی پر نیابت کی کلغی سجادی جاتی ہے۔---- اجماع و شوریٰ، استخلاف کو کوئی عمل دخل نہیں ہے---- کیا آیت اطاعت اطیعو االلہ والرسول، اور آیت ولایت اور آیت بلغ ما انزل الیک یہ ساری آیات حضرت علی ◆ (بقول شیعہ علیہ السلام) کی شان میں نازل ہوئی تھیں؟ کیا اللہ کیلئے کوئی اور چیز قابل توجہ نہ تھی ماسوا امامت علی کے؟ افسوس بریلویوں کے مشکل کشاوں کی طرح شیعوں کا خدا بھی ایسا نکلا کہ یہ کام بھی نہ کرا سکا جس طرح بریلویوں کے مشکل کشا اور سارے غوث، قطب، ولی، بابے، کرنی والے اور شاہ مل کر بھی حرمین شریفین کو وہابیوں کے قبضے سے نہیں چھڑا سکے، بغداد پر بمباری نہیں رکوا سکے، غوث الاعظم کے مجاور تک چیخ اٹھے اور ساری دنیا کی دہائی دینے کے باوجود فریاد رس کی قبر کی تباہی نہیں رکوا سکے۔ اسی طرح شیعوں کا خدا اتنی تگ و دو کے باوجود حضرت علی اور باقی گیارہ اماموں کی خلافت نافذ نہیں کروا سکا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جبکہ اسلام کا خدا بہت طاقتور ہے، وہ ان اللہ علیٰ کل شی ءقدیر ہے۔

کیا علی باب العلم ہیں؟ کہنے کو یہ سادہ سا جملہ ہے مگر اس کی مار بڑی گہری ہے کہ باقی سارے صحابہ، علی کے دروازے سے ہی داخل ہو کر کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کی کیا تحقیق ہے؟ جناب!---- کیا یہ صحیح ہے کہ علی ہی علم کا دروازہ ہیں؟ کیا بارہ خلفاء والی روایت مشکوۃ باب مناقب قریش میں ہے؟ آنحضور ﷺ کا یہ جملہ جو اس نے نقل کیا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں اور وہ کون منافق تھے جن کے پیٹ میں مروڑ اٹھا تھا یہ سن کر؟ اور الفاروق میں شبلی نے جس کی بڑی تشریح کی ہے، تو نفاق کا فتویٰ کس پر لگتا ہے؟ کیا شیعہ صحابہ ء کرام ث کو گالی دینا روا نہیں سمجھتے اور منافق و نااہل و مرتد کہنا قرآن میں تبدیلی و تحریف کا مرتکب قرار دینا، غاصب و ظالم قرار دینا تو گالی نہیں ہے؟ کیا خیال ہے آپ اور آپ کے علاماء وں کا؟---- مضمون نگار کا آخری سطور میں یہ کہنا کہ شیعہ ان حضرات کو خلیفہ نہیں مانتے جن میں اہلیت و صلاحیت نہ پائی جاتی ہو، کیا خلفائے راشدین میں صلاحیت نہیں پائی جاتی تھی؟ کیا آپ بھی یہی کہتے ہیں؟

کیا خلفائے ثلاثہ ظالم و جابر مشرک و کافر اور غیر عادل تھے؟ کیونکہ شیعہ انہیں نہیں مانتے اس لئے کہ وہ خلافت کے اہل نہ تھے---- کیا مکتب امامت اور بارہویں نائب اور خمینی انقلاب جہانی کے بعد آپ بھی نئے انقلاب جہانی کے منتظر ہیں؟---- یہ ہیں وہ سوالات جو اس مضمون میں موجود ہیں جن کا جواب لکھنا عاشقان رسول کا پہلا فریضہ تھا مگر ان نام نہاد اہل سنت و عاشقان حلوہ (یہ لفظ بھی میں اپنی طرف سے

نہیں کہہ رہا، اعلیٰ حضرت کے وصایا شریف میں درج ذیل آءٹموں پر بہت زور دیا گیا ہے، دودھ کا برف خانہ ساز(میاں صاحب ! آپ کو تو شاید پتہ ہو یہ کیا بلا ہوتی ہے؟ شاید جس طرح اعلیٰ حضرت نے مذہب خانہ ساز بنالیا اسی طرح کوئی گیارہویں کا دودھ بھی خانہ ساز ہوگا) قیمہ بھری کچوریاں، مرغ پلاو، شامی کباب، پراٹھے، اُڑدکی دال، پھریری دال مع ادرک ولوازمات (یہ لوازم نہ جانے کیا ہوتے ہیں) سیب کا پانی (یا انگور کا پانی) سوڈے کی بوتل (اوراب سیون اپ یا للٹ) وغیرہ وغیرہ) کا اہتمام کیا جائے۔

شیشے کے محل میں بیٹھ کر سنگ زنی کیسے کی جا سکتی ہے؟

اول تو مجھے یقین ہے کہ آپ اور آپ کے تمام شھداء من دون اللہ مل کر بھی شیعوں کے اس قسم کے بے سروپا اتہامات کا معقول جواب نہیں لکھ سکتے کیونکہ ایک تو انہیں دینی علوم سے شناسائی نہیں ہوتی، یہ انکا سر درد ہے ہی نہیں، دوسرے یہ کہ شیعیت کو شیعوں سے زیادہ انہی نام نہاد سنیوں نے فروغ دیا ہے، نعرہ ء حیدری یا علی، پنج تن پاک، دما دم مست قلندر علی دا پہلا نمبر، نذر اللہ نیاز حسین، اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد کے نعرے لگاتے ہیں، حضرت معاویہ ص کے یوم وفات کو کونڈے کھاتے ہیں، حسین ص کے نام کی کجیاں ٹھوٹھیاں چباتے ہیں، دسویں محرم کو روزہ رکھ کر سنت پر عمل کرنے کی بجائے غیراللہ کے نام کی نیاز پکاکر اور پانی کی سبیلیں لگا کر حسین صکی پیاس یاد کرتے ہیں، جنکے امام، مجدد اور مذہب کے بانی اعلیٰ حضرت کا سلسلہ ء نسب خالص شیعی ہے یعنی---- احمد رضا بن نقی علی بن رضا علی بن کاظم علی (حیات اعلیٰ حضرت از ظفرالدین بہاری رضوی ص ۲ طبع کراچی)---- جن کے بانی ء مذہب نے حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ص کی شان اقدس میں یہ اشعار کہے ہوں ۔

تنگ وچست انکا لباس اور وہ جوبن کا ابھار مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لیکر

یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت کہ ہوئے جاتے ہیں جامے سے بروں سینہ وبر

(حدائق بخشش ج ۳ ص ۲۳) نعوذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد۔ کیا کوئی اپنی ماں کی شان اس طرح بیان کر سکتا ہے، مالیگ صاحب! کیا اس قسم کی عقیدت کا اظہار کرنے والا شیعوں کو ام المومنین کی گستاخی کرنے سے روک سکتا ہے؟ انہیں اعلیٰ حضرت کے بارے میں فتاویٰ بریلویہ صفحہ ۱۴ میں اقرار کیا گیا ہے کہ،" انھوں نے مسلمانوں میں شیعہ مذہب سے ماخوذ عقائد کی نشر واشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا"۔

کوئی شیعہ ظاہری طور پر اتنا کامیاب نہیں ہو سکتا تھا جتنی کامیابی اعلیٰ حضرت کو تقیہ کے پردے میں ہوئی ہے، اگر چہ کچھ رسائل بھی انہوں نے تصنیف فرمائے جن سے شیعوں کی تردید ہوتی ہے، لیکن جتنا تشیع انہوں نے پھیلایا اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب تقیہ تھا اب آنکھیں کھول کر ملاحظہ فرمایئے اعلیٰ حضرت کا تشیع---- شیعوں کے امام کو درجہ ء تقدس دلوانے کیلیۓ انہوں نے یہ عقیدہ وضع کیا کہ" اغواث (غوث کی جمع یعنی مخلوقات کی فریاد رسی کرنے والے) حضرت علی ص سے ہوتے ہوئے حسن عسکری ص تک پہنچتے ہیں، اس سلسلے میں انہوں

نے وہی ترتیب ملحوظ رکھی جو شیعوں کے مزعومہ اماموں کی ہے" ۔ (ملاحظہ فرمائیے الامن والعلیٰ تصنیف جناب احمد رضا ص ۵۸)---- مولانا احمد رضا صاحب نے باقی تمام صحابہ ث کو چھوڑ کر صرف حضرت علی ص کو ہی مشکل کشا قرار دیا ہے، مثلاً انہوں نے مذکورہ کتاب کے صفحہ ۱۲+۱۳ میں فرمایا، جو شخص مشہور دعائے سیفی (جو شیعہ عقائد کی عکاسی کرتی ہے) پڑھے اسکی مشکل حل ہوجاتی ہے، اب یہ دعائے سیفی کی وضاحت بھی اعلیٰ حضرت نے فرما دی، ہر نام نہاد سنی کو ضرور یاد ہوگی، آپ کو تو ضرور ہی حفظ ہوگی، نہیں تو یاد کرلیجئے تاکہ آپ کی بریلویت پر مہر ختم (ختم اللہ علے الخ) پورے طور پر لگ جائے----

نادعلیاً مظہر العجائب تجدعونا لک فی النوائب

کل ھم و غم سینجلی بولایتک یا علی یا علی یا علی

اسی طرح اعلیٰ حضرت نے پنج تن پاک کی شیعی اصطلاح کو عام کیا اور اس شعر کو رواج دیا،

لی خمسۃ اطفی بھا حرا الوباء الحاطمہ

المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناھا والفاطمہ (فتاویٰ رضویہ ج۶ ص ۱۸۷)

حضرت اعلیٰ نے شیعہ عقیدے کی عکاسی کرنے والی اصطلاح جفر کی تائید کرتے ہوئے اپنی خالص الاعتقاد نامی کتاب صفحہ ۴۸ پر لکھا ہے، جفر چمڑے کی ایسی کتاب ہے جو امام جعفر صادق ص نے اہل بیت کیلئے لکھی، اس میں تمام ضروریات کی اشیاء درج ہیں اور اس میں قیامت تک رونما ہونے والے واقعات بھی درج ہیں (بعینہ یہی عبارت شیعوں کی اصول کافی کتاب الحجۃ ج۱ ص ۲۲۹ پر موجود ہے) اسی طرح اعلیٰ حضرت نے شیعہ کے صحیفہ مزعومہ الجامعہ کا ذکر خیر بھی فرمایا ہے (ص ۴۸)---- آپ کے مذہب کے بانی امام احمد رضا صاحب نے شیعہ کی روایات بھی عام فرمائی ہیں، مثلاً ان علیاً قسیم النار اور ان فاطمہ سمیت بفاطمہ لان اللہ فطمھا وذریتھا من النار (الامن والعلیٰ از احمد رضا ص ۵۸)۔

اعلیٰ حضرت نے شیعہ تعزیہ کو سنیوں میں مقبول بنانے کیلئے فرمایا، تبرک کیلئے حضرت حسین ص کے مقبرے کا نمونہ بنا کر گھر میں رکھنے میں کوئی حرج نہیں (رسالہ بدور الانوار ص ۷۵)---- انوار رضا ص ۷۲ پر اعلیٰ حضرت نے شیعہ اماموں پر مبنی سلسلہء بیعت کو بھی درج فرمایا ہے اور جو عبارت انہوں نے وضع فرمائی عربی زبان سے معمولی شدبد رکھنے والا آدمی باوجود لاکھ ضبط کے اپنی ہنسی نہیں روک سکتا، اگر آپ خود ملاحظہ فرما لیں تو بہتر ہوگا، ورنہ میں بھیج دوں گا---- جناب بریلوی نے برصغیر کے اہلسنت اکابرین کی نام بنام تکفیر فرمائی، اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور یہی جذبہ اپنی آئندہ نسل بریلویت کو بھی منتقل فرمایا۔ انہوں نے یہ بھی فتویٰ داغا تھا کہ اہلسنت کی تمام مساجد کا حکم مساجد کا نہیں عام گھروں جیسا ہے، انہیں خدا کا گھر تصور ہی نہ کیا جائے (ملاحظہ ہو ملفوظات ص ۱۰۶) اسی طرح انہوں نے اہلسنت کے ساتھ مجالست و مناکحت کو بھی حرام قرار دیا مگر جہاں تک شیعہ کا تعلق ہے تو ان کے امام باڑوں کے ابجدی ترتیب سے نام تک تجویز کرتے رہے (ملاحظہ ہو یاد اعلیٰ حضرت از

شرف قادری ص۲۹) حضرت میاں صاحب! یہ تو مشتے از خروارے کے طور پر چند مستند حوالے عرض کئے ہیں کہ آپ اور آپ کے تمام شہداء من دون اللہ شیعہ کے ہفوات کا جواب لکھنے سے پہلے اگر کبھی توفیق یا فرصت میسر آجائے، کیونکہ مصروفیات کا بھی کوئی اندازہ نہیں ہے۔

ہر جمعرات روحوں کی تشریف آوری اور انکے خورد و نوش کا اہتمام، پھر ہر مہینے گیارہ بارہ تاریخ

بے سوچے سمجھے بھاگی چلی آتی ہے، پہلے صرف گیارہویں شریف کی مصروفیت تھی تو اب بڑی گیارہویں کا بھی نزول اجلال ہوجاتا ہے، پھر ماشاء اللہ کبھی کسی کی سالگرہ کبھی کسی کی موت ہوجاتی ہے، تو چالیس دن کی یہ مصروفیت الگ سے، پھر جنازے کے موقع پر الفی وغیرہ لکھنا پھر قبر پر قرآن خوانی کا رپھڑ پھر سوئم، ابھی چالیس دن پورے نہیں ہوتے کہ چالیسویں کی تقریب آجاتی ہے، پھر کوئی دن ایسا خالی نہیں جاتا جس دن کسی کرنی والے کا عرس شریف نہ ہو، پھر نصرت فتح علی خان کی تبلیغ اسلام پر مشتمل قوالیوں کی تقاریب بھی نمٹانا پڑتی ہیں، پھر امام حسین ص کی شہادت کا دن کھانے پینے کے حساب سے آپ کیلیئے عید کا دن ہوتا ہے، کیونکہ اتنی جگہ ختم پڑھنے جانا اور وہاں کچھ نہ کچھ تبرک پر شاد بھی کھانا پڑتا ہے، پھر شب برات آپہنچتی ہے، حضرت اویس قرنی ص نے دانت تڑواکر آپ کو حلوہ کھانے کی مصیبت میں ڈال دیا، پھر عید اور یہ بھی آپ کے علاماء وں کی برکت سے ایک کی بجائے تین تین ہونے لگ گئی ہیں، کہ ایک دن عید پر ہم پوری طرح مریدوں کی جیب کی صفائی نہیں کر سکتے، انکا عدد بڑھاو، عیدوں کے بعد پھر دو گیارہویاں، پھر بڑی گیارہویں شریف، پھر بڑی عید پھر محرم کے دنوں کی مصروفیات، ابھی یہ چالیسواں ختم نہیں ہوتا کہ ایک چوتھی پانچویں عید جو صرف ایک دن بارہ ربیع الاول کو نہیں بلکہ دو تین ماہ ہر ویک اینڈ پر منائی جاتی ہے، پھر رجب کے کونڈے، شب برات کی کنالیاں اور محرم کی کجیاں، ٹھوٹھیاں الگ توڑنا پڑتی ہیں۔

غرض یہ کہ اتنے سارے کام اور اکیلی جان کہ سارے جہاں کا درد ہمارے پیٹ میں ہے کے مصداق یہ ساری مصروفیات جنہیں میں نے صرف دیگ میں سے ایک چاول کے طور پر گنایا ہے، نمٹانے والے علاماء وں کے پاس اتنا وقت کہاں ہوتا ہے کہ وہ اسلام دشمنوں، صحابہ ء کرام ص پر طنز کرنے والوں کی طرف بھی توجہ فرمائیں، لیکن اگر کسی کی غیرت جوش مارے تو قلم اٹھانے سے پہلے یہ سوچ لے کہ اس کے بانی مذہب نے اپنے اور شیعہ کے درمیان سب فاصلے بڑی محنت سے مٹا دیئے ہیں تو شیش محل میں بیٹھ کر پتھر مارنے کے مترادف ہوگی اسکی یہ حرکت، اسی لئے تو شیعہ مضمون نگار نے لکھا کہ ہم میں اور ان میں کوئی بڑا فرق نہیں ہے، ایک یہی بات ہے جو اس نے سچ لکھی، واقعی ان نام نہاد سنیوں اور پکے شیعوں کے درمیان الحمد للہ کوئی فرق نہیں، لگاو نعرہ ء حیدری یا علی۔----- رہے اہل سنت تو چہ نسبت خاک را با عالم پاک، کہاں اہل سنت موحدین اور کہاں متعہ، تعزیہ اور تبرا کی مار۔ بہر حال اگر کوئی بات میں نے غلط کہی ہو تو معذرت چاہوں گا، میں تو آپ کی مردہ سنیت میں روح (اگر وہ صرف جمعرات ہی نہیں آتی) پھونکنا چاہتا ہوں، اور اگر کوئی غیرت مند ہے تو لکھے اس شیعہ کا جواب، ورنہ ہم تو پھر دیوانے ہیں ہی آپ کے جواب کے منتظر،

محمد عبدالاعلیٰ عفی عنہ یکم جون ۱۹۹۵ آئندہ ہفتے تک کیلئے اجازت۔

جوابِ مکتوب از مالیگ صاحب

خ

05-06-95 پیر

عالی جناب مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی!

سلام مسنون، مزاج شریف، ۳۱ مئی کوآپ کی خدمت گرامی میں ایک خط بھیج کر مطلع کر چکا ہوں کہ آپ کی مرسلہ فوٹو کاپیاں مجھے مل چکی ہیں، اپنے اس خط میں میں نے ان نو صفحات کی فوٹوکاپیاں بھی بھیجی ہیں جو جناب شاہین صاحب کے جواب کی تکمیل میں میں نے سپرد قلم کی ہیں، اور امید ظاہر کی ہے کہ آئندہ ہفتے آپ کے وعدے کے مطابق توحید سے متعلق آپ کا بیان مجھے ضرور مل جائے گا، ان العھد کان مسئولا۔ لیکن اب یکم جون کا مرقوم آپ کا جولفافہ مجھے ملا ہے اس میں خلاف توقع پھر فوٹوکاپیوں کی بھرمار، بلکہ یہ وعدہ ہے کہ (مفہوم) "انشاء اللہ اب آپ کوان سے مالا مال کئے رکھوں گا تاکہ کل اللہ کے دربار میں یہ نہ کہہ سکیں انا کنا عن ھذا غافلین"۔----- حالانکہ ۹ رمضان شریف کے اپنے خط میں آپ نے کتنے خلوص اورپیار و محبت کے ساتھ مجھے لکھا تھاکہ (مفہوم) "میں آپ کو یہ خط ایک حریف کے طور پر نہیں لکھ رہا بلکہ ایک بھائی کی حیثیت سے، کہ ایک دوسرے سے ہم فائدہ اٹھا سکیں، اس لئے روایتی مناظرہ بازی، للکار، دھمکیاں اور فتوے کی روش سے احتراز کیا جائے گا، آپ میری تحریر میں حتی الامکان کوئی ایسی ناروا بات نہ پائیں گے کہ میں غیر متعلقہ باتوں کا نوٹس نہیں لیاکرتا وغیرہ وغیرہ"۔----- پھر مجھ سے استدعا کی ہے کہ (مفہوم) "آپ سے بھی توقع رکھوں گاکہ اپنے سابقہ تصورات کوناک کا بال نہ سمجھیں، اگر خلوص سے پوچھنا یا بتانا چاہتے ہیں تو علی الراس والعین"۔

لیکن پھر نہ معلوم کیوں اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب اورلم تقولون مالا تفعلون کے برخلاف میرے ایک نہایت ہی آسان سے سوال----- جو صفت اللہ کی سب سے پیاری اور معزز مخلوق رسول اعظم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کیلئے تسلیم کرنا شرک ہے بالکل وہی صفت شیطان اعظم کیلئے ماننا کیوں جائز اورکیوں روا ہے؟----- کے جواب میں اپنے یکم جون کے خط میں مجھے کیسے کیسے للکارا، دھمکایا اور ڈرایا ہے، ذرا اس کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھتے چلئے، لکھتے ہیں (مفہوم) "عشق رسول کے بےپیندے مدعی! ذراآنکھیں کھولو اس سے قبل کہ موت آنکھیں کھول دے، بلیوں والی سرکار، کتوں والی سرکار، کانواں والی سرکار، چورا شریف، گھگڑی شریف، گھکول شریف، بابا لسوڑی شاہ، بابا بھڑی شاہ، نوری بوری سرکار، بابا چھتری شاہ، دیول شاہ، دولے شاہ، مکھن شاہ، دیوا شاہ جیسے معبودوں کے پجاری! انہیں کوئی معبود ماننے سے انکار

کردے تو شور و غوغا ڈالنے والے! صحابہ ء کرام ث کا دفاع آپ بیچاروں کا کام نہیں نہ ہی آپ لوگوں کے بس کا روگ، آپ کسی بریلوی کا نام بغیر علامہ کی دم کے لکھ کر دکھایئے، فوراً آپ کا نکاح توڑ دیا جائے گا، اعتبار نہیں آتا تو آزما کر دیکھ لیجئے، بریلویوں کے مشکل کشا اور سارے غوث، قطب، ولی، بابے، کرنی والے اور شاہ مل کر بھی حرمین شریفین کو وہابیوں کے قبضے سے نہیں چھڑا سکے، بغداد پر بمباری نہیں رکوا سکے، غوث الاعظم کے مجاور تک چیخ اٹھے اور ساری دنیا کی دہائی دینے کے باوجود فریادرس کی قبر کی تباہی نہیں رکوا سکے، جبکہ اسلام کا خدا بہت طاقتور ہے، علیٰ کل شیء قدیر۔ آپ اور آپ کے تمام شہداء من دون اللہ مل کر بھی میاں صاحب! شیعوں کے بے سروپا اتہامات کے معقول جواب نہیں لکھ سکتے، کیونکہ ایک تو آپ لوگوں کو دینی علوم سے شناسائی نہیں ہوتی پھر یہ تمہارا سردرد ہے بھی نہیں، شیعیت کو شیعوں سے زیادہ آپ لوگوں نے فروغ دیا ہے، نعرہ ء حیدری یا علی، پنج تن پاک، دما دم مست قلندر علی دا پہلا نمبر، نذر اللہ نیاز حسین اور اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد، کے نعرے لگانے والے! حضرت معاویہ ص کی وفات کے دن کونڈے کھانے والے! حسین کے نام کی کچیاں ٹھوٹھیاں چبانے والے! دسویں محرم کو روزے رکھ کر سنت پر عمل کرنے کے بجائے غیراللہ کے نام کی نیاز پکا کر اور پانی کی سبیلیں لگا کر حسین کی پیاس کو یاد کرنے والے مالیگ! کیا ام المومنین کی شان میں گستاخی کرنے والا شیعوں کو گستاخی کرنے سے روک سکتا ہے؟

اور ہاں میاں صاحب! دعائے سیفی تو آپ کو ضرور یاد ہوگی، نہ یاد ہو تو حفظ کر لیجئے تاکہ آپ کی بریلویت پر مہر ختم ختم اللہ علیٰ قلوبہم پورے طور پر لگ جائے، آپ کے مذہب کے بانی امام احمد رضا نے شیعہ اماموں پر مبنی جو عبارت وضع فرمائی ہے عربی زبان سے معمولی سی شدبد رکھنے والا آدمی باوجود لاکھ ضبط کے اپنی ہنسی اس کو پڑھ کر نہیں روک سکتا، اگر آپ ملاحظہ فرما لیں تو بہتر ورنہ میں بھیج دوں گا، حضرت میاں صاحب! یہ تو مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند مستند حوالے عرض کئے ہیں کہ آپ کی مصروفیات کا کوئی اندازہ نہیں، ہر جمعرات روحوں کی تشریف آوری اور ان کے خورد و نوش کا انتظام، پھر ہر مہینے گیارہ بارہ تاریخ بے سوچے سمجھے بھاگی چلی آتی ہے، پہلے صرف گیارہویں شریف کی مصروفیت تھی تو اب بڑی گیارہویں شریف کا بھی نزول اجلال ہو جاتا ہے، پھر ماشاء اللہ، کبھی کسی کی سالگرہ کبھی کسی کی موت ہو جاتی ہے، تو چالیس دن کی یہ مصروفیت الگ سے، پھر جنازے کے موقع پر الفی وغیرہ لکھنا پھر قبر پر قرآن خوانی کا رپھڑ، پھر سویم، ابھی چالیس دن پورے نہیں ہوتے کہ چالیسویں کی تقریب آجاتی ہے، پھر کوئی دن ایسا خالی نہیں جاتا جس دن کسی کرنی والے کا عرس شریف نہ ہو، پھر نصرت فتح علی خان کی تبلیغ اسلام پر مشتمل قوالیوں کی تقاریب بھی نمٹانی پڑتی ہیں، پھر امام حسین کی شہادت کا دن کھانے پینے کے حساب سے آپ کیلئے عید کا دن ہوتا ہے، کیونکہ اتنی جگہ ختم پڑھنے جانا اور وہاں کچھ نہ کچھ تبرک و پرشاد بھی کھانا پڑتا ہے پھر شب برات آ ٹپکتی ہے، حضرت اویس قرنی ص نے دانت تڑوا کر آپ کو حلوہ کھانے کی مصیبت میں ڈال دیا ہے، پھر عید، اور یہ بھی آپ کے علماء وں کی برکت سے اب ایک کی بجائے تین تین دن ہونے لگ گئی ہیں کہ ایک دن کی عید پر ہم پوری طرح مریدوں کی جیب کی صفائی نہیں کر سکتے۔ عیدوں کے بعد پھر دو گیارہویاں پھر بڑی گیارہویں شریف پھر بڑی عید، پھر محرم کے دنوں کی مصروفیات، ابھی یہ چالیسواں ختم نہیں ہوتا کہ ایک چوتھی پانچویں عید جو صرف ایک دن ۱۲ ربیع الاول (شریف) کو

نہیں بلکہ دوتین ماہ ہرویک اینڈ میں منائی جاتی ہے، پھر رجب کے کونڈے، شب برات کی کنالیاں اور محرم کی کچیاں ٹھوٹیاں الگ توڑنا پڑتی ہیں، غرض یہ کہ اتنے سارے کام اور ایک اکیلی جان، سارے جہاں کا درد ہمارے پیٹ میں ہے کے مصداق یہ ساری مصروفیات جنہیں میں نے صرف دیگ میں سے ایک چاول کے طور پر گنایا ہے، نمٹانے والے میاں مالیگ! آپ کی غیرت شیعوں کے خلاف قلم اٹھانے کیلئے جوش نہیں مار سکتی کہ آپ کے مذہب کے بانی نے آپ کے اور شیعوں کے درمیان تمام فاصلوں کو بڑی محنت سے مٹا دیا ہے، تو لگاؤ نعرہ ء حیدری یا علی۔ رہے اہل سنت تو چہ نسبت خاک را با عالم پاک وغیرہ وغیرہ"۔

تو یہ ہے مشتے از خروارے آپ کا وہ تبرا، جو آپ نے مجھ پر برسایا ہے، میں سوچتا ہوں کیا یہی ہے وہ اخلاق حسنہ اور موعظت سلیمہ! جس کے بل بوتے پر آپ دنیا کو اسلام سے قریب لے آئیں گے؟ آخر آپ کو میرے یہ شب و روز کہاں سے معلوم ہوگئے؟ میں یہاں اولڈبری، ڈڈلی اور سمیدک میں ۲۴ برس سے رہ رہا ہوں---- اہلسنت مجھے اچھی طرح جانتے ہیں، براہ کرم ذرا انہیں سے میرے بارے میں دریافت کر لیجئے کہ میں کتنا گناہگار، کتنا بڑا ڈاکو اور کتنا نابکار ہوں؟ دنیا کے سب سے مہنگے شہر بمبئی میں میں نے کتنے محلات و کوٹھیاں بنوائی ہیں، ڈڈلی اور اولڈبری میں مجھے کتنی بڑی بڑی تنخواہیں اور میرے مریدین سے کتنے بڑے بڑے نذرانے ملتے ہیں؟ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک ایک دو دو برس میں فاضلان مدینہ یونیورسٹی کے برطانیہ میں کئی کئی لاکھ پاء وںڈ کے مکانات کے مالک بن جانے پر تو آپ کو کوئی دکھ اور کوئی غم نہیں کیونکہ ان میں اکثر منکرینِ فضائلِ رسالت ہیں، لیکن چوبیس پچیس برس سے برطانیہ میں رہ کر آج صرف پچیس تیس ہزار پاء ونڈ کے مکان کے مالک کو آپ سارے جہاں کا درد ہمارے پیٹ میں ہے کا طعنہ دے رہے ہیں۔ میرے بھائی! اہلسنت سے میرے بارے میں پوچھیں کہ ڈڈلی میں میری تنخواہ کیا تھی؟ اور آج اولڈبری میں کیا ہے اور یہ بھی دریافت کریں کہ میں نے مالیگاوں میں یا برطانیہ میں کون کون سی ملکتیں بنائی ہیں؟ اور عوام کو کیسے کیسے لوٹا ہے؟ بطور تحدیث نعمت لکھ رہا ہوں، آپ اہلسنت سے پوچھ لیں کہ ۷۲ء کی یکم جنوری کو میں برطانیہ آیا اور آتے ہی مجھے پہلی ہی درخواست پر مستقل ویزہ اور حق برطانیہ میں رہنے کا مل گیا، یعنی میں فیکٹریوں میں کام کر کے پچاس یا چالیس پاء ونڈ ہفتہ آسانی سے حاصل کر سکتا تھا لیکن لوگوں کے ورغلانے پر بھی پندرہ پاء ونڈ ہفتے پر ڈڈلی مسجد میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو خوش اور راضی کرنے کیلئے کام کرتا رہا۔ اور آج بھی الحمد للہ یہی جذبہ مجھ میں موجود ہے، پھر بھی میرے ایک معقول سوال سے چراغ پا ہو کر آپ مجھ پر تبرے برسا رہے ہیں، خدا جزائے خیر عطا فرمائے۔

0 5-06-95 منتظر نظر کرم محمد میاں مالیگ

مکتوب 5 از مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

09-06-95

گرامی قدر جناب محمد میاں صاحب!

سلام مسنون، مزاج شریف امید ہے بخیریت ہوں گے ۔ اس خط کا رفرنس نمبر ہے KH/8J/14 آئندہ اسی رفرنس نمبر کے حوالے سے بات ہوگی، انشاء اللہ ۔ ۵ جون کا مرسلہ خط ملا، آپ نے میرے ہی خط کو نقل کرنے میں اتنی زحمت فرمائی، حالانکہ اس کی کیا ضرورت تھی؟ یاتوآپ بہت سادہ بننے کی کوشش میں ہیں یا بہت زیادہ ہوشیار، جو بات اپنے مطلب کی ہوتی ہے کہ آپ حقائق سے فرار حاصل کر سکیں، اسے توآپ زلف یار کی طرح دراز کر لیتے ہیں اور باقی سب کچھ ایسے فراموش کر دیتے ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ۔ یعنی آپ کو میرے اس خط اور پہلے خط اورآپ کے جواب میں لکھے گئے خط میں صرف یہی بات نظر آئی جس پرآپ نے حاشیہ آرائی کی ہے، حالانکہ میں نے آپ کو ایک خط ۹ رمضان والا بھیجا تھا، آپ نے اس کا جواب نہیں دیا، کچھ مواد پچھلے ہفتے ارسال کیا جس میں کتوں والی سرکار بمقابلہ بلیوں والی سرکار تھا، اسے بھی آپ بالکل نظرانداز کر گئے، اب تیسرا خط چار صفحات پر مشتمل یکم جون کو بھیجا جس کے ساتھ کچھ مواد بھی تھاکہ اس جیسے موادکی بناء پر ہی بریلوی لوگ ہمیں گستاخ و بے ادب کہتے ہیں ۔آپ کا نام میں نہیں لے رہا، کہ آپ پھر مجھے ۹ رمضان والے خط کے اقتباسات سنا کر اپنا پہلو بچائیں گے حالانکہ آپ نے بھی شفیق صاحب والے خط میں ماتخفی الصدور کا پورا پورا اظہار فرمایا ہے، اسلئے بھی میں آپ کا نام مینشن نہیں کرنا چاہتاکہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں حق کا متلاشی ہوں اس امید پرکہ شایدآپ کو بھی اللہ کریم راہ حق پر چلنے کی سعادت نصیب فرما دیں، وما ذلک علی اللہ بعزیز، کہ اللہ کیلئے کوئی مشکل نہیں ہے، جب وہ اپنے بندے کیلئے خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اسکا سینہ نور توحید کیلئے منور کردیتا ہے، فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام، فھو علی نور من ربہ، جس طرح کہ پچھلے خط میں تفصیل سے بتایا تھاکہ کس طرح اللہ کریم نے ہمیں راہ راست پر چلنے کے اسباب مہیا فرمائے تھے، اسی امید پر میں آپ کو سوچنے کی زحمت دیتا ہوں اور تحقیق کیلئے موادارسال کر رہا ہوں ۔ پچھلے خط میں میں نے آپ کو دعائے سیفی کے ضمن میں براہ راست مخاطب کیا تھا یہ میری کوتاہی ہے، معذرت چاہتا ہوں، مجھے آپ سے براہ راست اس طرح خطاب نہیں کرنا چاہئے تھا، کہ آپ تو میرا ٹارگٹ ہیں، آپ کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ تصحیح کے وقت میں نے ایسے جملے ڈیلیٹ کردیئے تھے، مگر وہ جملہ رہ گیا، اس کے علاوہ باقی باتوں میں آپ کو قطعاً نشانہ نہیں بنایا وہ آپ خواہ مخواہ اپنے ذمے لے رہے ہیں، وہ تواس طبقے کا چہرہ دکھانا مقصود تھا اور ہے جس کی بدقسمتی سے آپ مدافعت کاگناہ بے لذت کر رہے ہیں، بہرحال جس طرح میں نے اپنی کوتاہی کو کھلے دل سے مان لیا ہے، اگرآپ کو بھی حق کی معرفت ہو جائے

تو اعتراف میں بخل سے کام نہ لیجئے گا۔ یہ آدمی کی توہین نہیں بڑپن کی دلیل ہوتی ہے۔ اب آتے ہیں اپنے اصل موضوع کی طرف۔

رمضان المبارک والے خط میں میں نے آپ کے اٹھائے ہوئے نکات کے جواب میں لکھا تھا آپ کے ارشاد کے مطابق کہ، جن کاموں کے کرنے کا حکم حضور ﷺ نے ہمیں دیا ہے، شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کسی بھی شکل وصورت اور کسی بھی ہیئت میں ان کی ادائیگی ہرگز ہرگز بدعت نہ ہوگی، اس کے بعد میں نے ان کی تفصیلات لکھیں اور ثابت کیا کہ یہ آپ کا اصول بالکل غلط اور بے دلیل ہے۔ آخر میں لکھا کہ آپ ان کے مقابلے میں یہ ثابت کریں کہ ---- "امور دینیہ کی شکل وصورت اور مقدار میں کمی بیشی جائز ہے، اطیعوا الرسولا ور ما آتاکم الرسول سے یہ مراد نہیں ہے کہ آنحضور ﷺ کی پیروی کی جائے بلکہ اپنی طرف سے چند امور گھڑ کر انہیں عشق رسول کے نام سے فروغ دیا جائے، حضرت عبد اللہ بن مسعود ص نے جن طریقہ ہائے ذکر کو بدعت کہا تھا انہوں نے صحیح نہیں کہا بلکہ نعوذ باللہ صحابی ء رسول نے غلطی کی، قل، ساتے، چالیسویں اور وہ سارے امور جنہیں آپ اپنے ہر مضمون میں گنواتے ہیں یہ قرآن کی فلاں آیت اور سنت رسول سے ثابت ہیں، جن امور کا ذکر میں نے ص ۷+۶ پر کیا ہے، کیا ان میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے ؟" ۔

صرف اس مسئلے پر میں نے نو دس صفحے لکھے اور آخر میں آپ سے گذارش کی کہ ان نکات کا جواب آپ دیں گے مگر آپ میرا وہ سارا مضمون نظر انداز کر گئے اور ارد گرد کی باتوں کو شروع کر دیا، اگر آپ نے میرے ان نکات کا بالترتیب جواب دیا ہوتا تو توحید کے موضوع پر بھی گفتگو آپ تک پہنچ چکی ہوتی مگر آپ اصل موضوع کی طرف آتے ہی نہیں اور اگلی قسط مانگ رہے ہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں، میں وہ بھی آپ کو بھیج دوں گا، مگر آپ اتنا تو اقرار کریں کہ میرے پاس ان نکات کا کوئی جواب نہیں ہے، لہذا اس موضوع پر میں بات ہی نہیں کروں گا، تو مجھے بڑی خوشی ہوگی، ویسے آپ کے اس سادہ سے سوال کا مفصل جواب میرے مرسلہ مواد میں بہت واضح موجود ہے، یہ مواد تو آپ کے اس ارشاد کی تکمیل میں ہے کہ میں حق کا متلاشی ہوں مگر جو نکات اٹھائے گئے ہیں فتح یا شکست تک آپ نے ان کا جواب ضرور دینا ہے، ورنہ یہ نتیجہ نکالنا بیجا نہ ہوگا کہ آپ حق کے متلاشی ہیں، یہ جملہ وزن بیت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یکم جون والے خط میں میں نے ان نکات پر گفتگو کی تھی کہ ----- "بریلویت اور جہالت مترادف چیزیں ہیں، شیعیت پھیلانے میں بریلویت نے رافضیوں سے بڑھ کر کردار ادا کیا ہے، مسلک اہل حدیث کی صداقت کے اس پہلو کو نظر انداز کرنا ناممکن ہے کہ یہ واحد مسلک حقہ ہے جس میں لوگ تحقیق کر کے آتے رہتے ہیں، آرہے ہیں اور آتے رہیں گے، جبکہ اس کے برعکس کوئی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی، بریلویت شیعہ کے ان نکات کا کبھی جواب نہیں دے سکتی کیونکہ اعلیٰ حضرت، ام المومنین ص کی گستاخی کے مرتکب ہوئے ہیں، ابھی تو بہت سا مواد آپ کے علم میں لانا ہے کہ عشق عشق کی قوالیاں کرنے والے نہ صرف صحابہ ء کرام ث کے گستاخ ہیں بلکہ اللہ ورسول د و ﷺ کے بھی گستاخ ہیں، اپنے آپ کو اہلسنت کہلانے والے سنی ہیں یا کچھ اور؟

تمام تر شرک، بدعات و خرافات ہندوانہ رسومات اور جاہلانہ طرز زندگی کو اسلام اور عشق کا روپ دیکر سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرنے والے ہیں۔ اہل حق کو نبی کے گستاخ و بے ادب قرار دینے کی دھالیں ڈالنے والے خود تو دربار غوثیہ کے سگ بنتے ہیں مگر اللہ ورسول کے متبعین پر

گستاخی و بے ادبی کا بہتان لگاتے ہیں، ہمیں اسی وجہ سے غصہ نہیں آتا کہ بابا دھکڑ شاہ، بابا ننگے شاہ، پیر دھاڑ دھاڑ شاہ، کتیاں والی سرکار کے محافظوں اور سگ دربار غوثیہ کہلانے والوں سے معقولیت کی امید ایسے ہی ہے جیسے چیل کے گھونسلے میں ماس "۔-----میاں صاحب! یہ آپ پر واضح کرنا بھی تو ضروری ہے کہ جن کی حمایت میں آپ کھڑے ہیں ان کی کوئی علمی و عملی اور معقول بنیاد نہیں ہے کیوں اپنی آخرت چند جھوٹے لاروں میں برباد کر رہے ہیں؟ اللہ سے توفیق مانگیں کہ وہ حق کو قبول کرنے اور اہل حق کی جماعت میں شامل ہونے کی جراءت بخشے، آمین۔ جیسے ہمارے آباء واجداد اور لاکھوں لوگوں نے حق کو قبول کرنے کی جراءت کی ہے یہ بات تو آپ کے ساتھ ہمدردی کی ہے نہ کہ آپ کی اہانت یا حریفانہ للکار، بلکہ آپ نے یہ جو کہا کہ میں حق کا متلاشی ہوں تو حضرت! یہ ہے حق اور یہ ہے باطل کا روپ۔ لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیٰ من حی عن بینہ۔ جس نے جینا ہے حق کے ساتھ جئے اور جس نے مرنا ہے وہ بھی حق کو جان لے، نہ میں نے آپ کی آمدنی کو نشانہ بنایا نہ ہی مجھے اس کی ضرورت، اللہ کریم آپ کو دنیا وآخرت کی ساری سعادتوں سے مالا مال فرمائے، اسی لئے تو آپ سے رابطہ رکھے ہوئے ہوں کہ میری اور آپ کی آخرت سنور جائے، اگر میری وجہ سے کسی کو اللہ ہدایت عطا فرمادے تو بقول صادق المصدوق خیر لک من حمر النعم۔ ذاتیات کی بات نہیں عقائد کی بات ہے، کیا یہ سب کچھ لوگ بریلویت کی بپتسمے کی وجہ سے نہیں کرتے اور کیا یہ سچ نہیں ہے؟ اگر یہ جھوٹ ہے تو کھل کر اعلان کیجئے نیز فرمائیے کہ بریلویت اور شیعیت کا قارورہ ایک ہے یا نہیں؟ اعلیٰ حضرت، مجدد، اور امام بریلویت ان کے موجد ہیں یا نہیں؟ کیا اس مضمون کا جواب کوئی علامہ دے سکتا ہے؟ بتلائیے اور پیش کیجئے ہم بھی تو دیکھیں کہ ان میں بھی کوئی دینی غیرت کا حامل ہے، یہ بات اس لئے کھل کر کہہ رہا ہوں کہ بریلویوں کیلئے یہ ناممکن ہے کہ وہ شیعیت کے مقابلے میں آئیں جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے گڑھے کھود رکھے ہوں وہ ان میں خود ہی چھلانگ کیسے لگا سکتے ہیں؟ اور مشرک جو کتوں بلوں والی سرکار اور بابا گوندے شاہ، گھوڑے شاہ، لسوڑی شاہ جیسی غیر انسانی اور چڑیا گھر کے مال سے ڈرنے والے ہوتے ہیں، وہ کبھی اہل حق کی طرح سینہ نہیں تان سکتے۔ میاں صاحب! دیانت داری سے سوچئے کہ یہی ہے ناں وہ مخلوق، جنہیں اہل توحید اولیاء الشیطان کہتے ہیں؟ اور اس حق گوئی کی پاداش میں بریلویوں سے وہابی، گستاخ، اولیاء الشیطان کی فضیلت کے منکر جیسے القاب حاصل کرتے ہیں۔

ایک بار پھر خلاصہ لکھوں کہ میرے ۹ رمضان المبارک والے خط کا جواب دیں اور یکم جون والے خط کا جواب دلوائیں، ہاں! اگر کوئی بھی شخص دین کے بارے میں اس طرح کی بے ہودگیاں دکھائے جس طرح شیعہ کے مضمون میں کی گئی ہیں تو آپ مجھے بھیجیں، میں انشاء اللہ جواب لکھوں گا کہ کفر و باطل کی ماں مر جائے گی، لیکن آپ ان علاماء وں کو غیرت دلائیں کہ جواب لکھیں، آپ اس جھمیلے میں نہ پڑیں نہ ہی میرا آپ سے مطالبہ ہے اور نہ ہی آپ کے بس کا روگ، بلکہ صرف میرے ہی نکات پر لکھیں اور یہ میرے نہیں، آپ کے ہی خط کا جواب ہیں یا پھر حق کو قبول کریں، عمر کا بیشتر حصہ تو آپ گذار ہی چکے ہوں گے، باقی عمر اہل حق کا ساتھ دیں اور اس کا اللہ سے دوہرا اجر لیں، واذا یتلے علیھم قالوا آمنا بہ انہ الحق من ربنا انا کنا من قبلہ مسلمین، اُولئک یوء تون اجر ھم مرتین بما صبروا، کہ جب قرآن کی آیات ان پر پڑھی جاتی ہیں تو کہتے

ہیں یہی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم تو پہلے بھی فرماں بردار تھے، ان لوگوں کیلئے دوہرا اجر ہے کہ انہوں نے صبر کیا (اپنے سابقہ عقائد کو چھوڑ کر اپنوں سے دشمنی مول لیکر) (القصص آیت ۵۴+۵۳) آپ نے ان نکات کو تو بالکل ہی نظر انداز فرمادیا جنکے لئے میں نے خط لکھا تھا لیکن شکوہ یاد رکھا کہ تمہارا لب ولہجہ حریفانہ ہے حالانکہ میں واضح کر چکا ہوں کہ آپ کی ذات والا صفات میرے پیش نظر ہے ہی نہیں، بلکہ بریلویت ہے، جس کی حمایت میں آپ سامنے آئے ہیں۔ بلکہ سچ پوچھیں تو آپ جیسے حضرات پر بڑا ترس آتا ہے کہ مفت میں مارے جارہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم صحیح راہ پر ہیں حالانکہ دنیا میں آنکھیں کھولنے کیلئے بھی بہت سا سامان موجود ہے اور آخرت میں تو کھل ہی جائیں گی مگر وہاں فائدہ کچھ نہ ہوگا۔ قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا، الذین ضل سعیھم فی الحیوٰۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعاً (الکھف آیت ۱۰۳-۱۰۴) وہ لوگ بہت ہی خسارے والے ہیں از روئے اعمال کے جن کی دنیا میں ساری کمائی بیکار گئی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں، صدق اللہ العظیم۔ شفیق صاحب کو آپ نے خط لکھا میں نے شفیق صاحب کو اسی لئے روک دیا کہ میاں صاحب محترم پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں، میں خود ہی ان سے مراسلت کروں گا اور جلد ہی کسی نتیجے پر پہنچ جائیں گے۔ البتہ ایک بات کی توجہ اسی سلسلے میں دلانا چاہتا ہوں کہ، قل ما کنت بدعا من الرسل، یہ شفیق صاحب کا کلام نہیں ہے، آپ نے اس پر جو حاشیہ آرائی کی ہے کچھ سوچیں یہ قرآن پر براہ راست حملہ ہے یا نہیں؟ اور صرف قرآن کی اس آیت پر آپ کو جو غصہ آیا ہے اور اہل توحید وسنت پر جس انداز میں آپ برسے ہیں اس کے بعد بھی آپ مجھے میرے ۹ رمضان المبارک والے خط کے اقتباسات سنا رہے ہیں، بہت حیرت کی بات ہے، کیا اللہ تعالیٰ نے، قل ما کنت بدعا من الرسل، کہہ کر حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے؟

کیونکہ یہ آیت بہرحال قرآن مجید کی ہے جس کے بارے میں ایک بریلوی فاضل کہہ رہے تھے کہ قرآن میں کچھ آیتیں ابوجہل کی ہیں یعنی جن سے نبوت کی توہین نکلتی ہے، نعوذباللہ، اس طرح کے علمی چٹکلے بریلوی حضرات کی علمیت کے اظہار کیلئے زباں زد عام ہیں، کہیں گے تو مثالیں پیش کر دوں گا، ویسے میاں صاحب! ذرا سوچئے کہ یہود ونصاریٰ نے جو حضرت عزیر و عیسیٰ ں کو خدا کا بیٹا کہا تھا، تو کیا انہوں نے دشمنی کی وجہ سے کہا تھا؟ یا اسی عشق کے مارے جس سے بریلوی حضرات بہرہ ور ہیں، ظاہر ہے ان پر بھی عشق کا غلبہ تھا، اس کے باوجود وہ ابن اللہ کہنے کی پاداش میں کفر کے مرتکب قرار دیئے گئے۔ اس غلوفی الدین سے قرآن کریم نے روکا ہے اور نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا مجھے تم اس طرح حد سے نہ بڑھانا جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ں کو حد سے بڑھا دیا تھا، لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ المسیح ابن مریم (صحیح بخاری) تو آج کے یہ عشاق نور من نور اللہ کہنے والے، مختار کل، عالم الغیب اور اس جیسی خالص الوہی صفات آنحضور ﷺ میں دکھانے والے کیا اسی افراط وتفریط کا مظاہرہ نہیں کرتے جو ان ہلاک ہونے والی قوموں کا وطیرہ رہا ہے؟ تدبر وتفکر وافھم ھدانا اللہ وایاکم۔

اب آیئے یکم جون کے خط کے جواب میں میں نے جو نکات آپ کو بھیجے تھے---- شیعہ کے بارے میں ان کا آپ نے کیا کیا؟ کسی علامہ صاحب سے رابطہ فرمایا؟ شیعیت اور بریلویت کے اتحاد فکری و عملی کے دلائل پر آپ نے غور فرمایا؟ مسلک اہل حدیث کی صداقت پر

ایک علمی دلیل تھی کہ یہی وہ واحد مسلک ہے جس میں دنیا آئی ہے، آتی رہیگی اور آرہی ہے، کیا یہ غلط ہے؟ اور یہ سرکاریں کیا خیال ہے؟ عشق رسالت کی عملی تعبیریں ہیں؟ دراصل آپ نے لکھا کہ میں بھی حق کا متلاشی ہوں تو میرا مرسلہ مواد آپ کی اس لحاظ سے معاونت کر سکتا ہے کہ اگر واقعی آپ حق کے متلاشی ہیں تو ان ان نکات پر غور فرمالیں، آخر باطل وبولہبی کا مکروہ چہرہ بھی تو دکھانا ہی پڑتا ہے، اس میں غصہ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ٹھنڈے دل و دماغ سے غور فرمائیے گا کہ حق اور باطل کیا ہے؟ اور ہاں! آپ نے پھر یہ بات دہرا دی ہے کہ میرا سادہ سا سوال تھا، حضرت! اس سادہ سوال کا جواب بھی اپنی باری پر ضرور ملے گا مگر پہلے ان نکات کی صفائی تو کریں جو میں نے ۹ رمضان المبارک کے خط میں آپ کے بدعت کے بارے میں اٹھائے گئے نکات کے جواب میں لکھے تھے، آپ پہلے ان کا جواب تو بھیجیں پھر آپ کے اس سادہ کیا سارے سادے سوالوں کا جواب ملے گا۔

آپ نے اپنے خط کی تیسری سطر میں لکھا کہ امید تھی کی آئندہ ہفتے آپ کے وعدے کے مطابق توحید سے متعلق آپ کا بیان ضرور مل جائے گا، واہ حضرت! کیا بات ہے آپ کی، میرے خط کا صفحہ نمبر دو دیکھئے اور آخری سطور، ان میں صاف لکھا ہے کہ آپ ان ان باتوں کی وضاحت کریں تاکہ بات آگے بڑھائی جا سکے کیونکہ بدعت و شرک کا سارا تصوراتی محل انہی بنیادوں پر قائم ہے۔ ایک بدعت اور دوسرے شرک کے بارے میں کنفیوژن۔ ویسے جتنا مواد میں نے آپ کو ارسال کیا ہے اسے پڑھ کر بھی کوئی کہے کہ شرک اور بدعت کیا ہوتی ہے تو اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا۔ پہلے بدعت کی صفائی ہو جائے تو شرک کی صفائی آپ سے آپ ہو جائے گی، مگر آپ اس جانب سے پہلو تہی کر رہے ہیں لیکن میں آپ کو صاف نکلنے نہ دوں گا، یا تو آپ حق قبول کریں گے یا کم ازکم مانیں گے تو ضرور کہ بریلویت کے تلوں میں علم، عقل، دانائی، حکمت قرآن وحدیث کا کوئی تیل نہیں ہے، اور آخر میں پھر اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ میں نے آپ کی ذات کو ہرگز ہدفِ تنقید نہیں بنایا، اگر کوئی بات آپ کھینچ تان کر اس موضوع پر لانا چاہیں گے تو یہ آپ کا اعتراف شکست ہوگا۔ ذاتیات پر اترنے سے معذرت۔ اس کا نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی ضرورت کہ بحمد اللہ دلائل کی وہ بھرمار ہے کہ شرار بولہبی کی لو جل ہی نہیں سکتی۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا، صدق اللہ العظیم۔ آئندہ خط میں آپ نے اپنے ذمے قرض اتارنا ہے، اللہ کریم سے دعا کرتا ہوں کہ وہ حق کی سمجھ کے ساتھ اس کے قبول کرنے کی جراءت بھی دے۔

ویسے میاں صاحب! برادرانہ مشورہ قبول فرمالیں تاکہ آخرت میں حوض کوثر سے شفیع المذنبین ﷺ کے ہاتھوں جامِ کوثر نصیب ہو جائے کیونکہ بخاری کی روایت کے مطابق، اہل بدعت وہاں سے دھتکار دیئے جائیں گے، آنحضور ﷺ سحقاً سحقاً لمن غیر بعدی فرما کر اپنے قریب سے دور کر دیں گے اور شرک اللہ معاف نہیں کرے گا کہ اس نے صاف کہہ رکھا ہے، من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ، مشرک پر اللہ نے جنت حرام کر رکھی ہے، ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء، اللہ مشرک کو کبھی نہیں بخشے گا، اس کے علاوہ دوسرے گناہ جسے چاہے گا معاف کر دے گا، کیا ملا؟ اسی کا نام ہے خسر الدنیا والاٰخرۃ، عشق عشق کی قوالی کرنے والوں کو اللہ نے جنت سے، اور شفیع المذنبین ﷺ

نے حوض کوثر سے دھتکار دیا۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔

اور یہ حقیقت ناقابل تردید ہے کہ بریلویت شرک کا مکمل روپ ہے، مزید تفصیلات آئندہ، اس امید پر کہ آپ ان پہلوؤں پر کبھی تنہائی میں سوچئے گا۔ بھلا بریلویت بھی کوئی مذہب ہے؟ اور اسکی حرکات اسلام سے وابستگی کا ثبوت دیتی ہیں یا جاہلیت اور پہلی گمراہ قوموں سے، بلکہ مذاہب کی تاریخ کو مد نظر رکھ کر دیکھا جائے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر علمائے حق نے اس کی جڑیں نہ کاٹیں تو یہ چند سال بعد اسلام کے مد مقابل ایک مذہب بن جائے گا، ویسے بحمداللہ، جوں جوں علم کی روشنی پھیلتی جارہی ہے، بریلویت کی جہالت کی تاریکی چھٹتی جارہی ہے کیونکہ جہاں علم ہوگا وہاں بریلویت نہیں رہ سکتی۔ کہ ایک دوسرے کی ضد جو ٹھہرے، قل ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر ولا الظلمت ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات، صدق اللہ العظیم۔ اگر یہ سب کچھ شرک اور بدعت کی پیروی نہیں تو شرک کیا بلا ہے؟ اور بدعت کا کوئی وجود ہے بھی؟ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟ میاں صاحب! یہ نہ سوچیں کہ پرانے یار کیا کہیں گے کہ محمد میاں وہابی ہوگیا یعنی اللہ والا ہوگیا کیونکہ وہاب اللہ کی صفت ہے اور اس سے لینے والا اللہ والا ہی ہوا ناں۔ واہ اللہ تیری صداقت وقدرت پر قربان جاء وں، دشمنوں نے نام بھی رکھا تو اعتراف حق کیا، خود بدعتی و مشرک بنے، اللہ والوں کو وہابی کہہ کر ان کی پہچان کرادی۔ جس طرح محمد کو مذمم کہہ کر اپنی دانست میں انہوں نے آنحضور ﷺ کا نام بدل دیا مگر در حقیقت اللہ نے ان کی گالیوں کا رخ بدل دیا تھا، اب کوئی وہابی کو گالی دے گا تو اللہ کو گالی دے گا، مثلاً کہے گا وہابی بڑے گستاخ ہیں، ترجمہ ہوگا اللہ والے بہت گستاخ ہیں، تو جناب میاں صاحب! بالکل نہ گھبرائیے، پہلے زمانے میں اہل حق کو صابی کہا جاتا تھا اب وہابی کہا جارہا ہے، نام بدل دینے سے تو حقیقت نہیں بدل جاتی، اتنا طعنہ سن کر اس کے بدلے میں حوض کوثر اور اللہ کی جنت اور اہل حق کی رفاقت نصیب ہوجائے تو کیا یہ سودا سستا نہیں ہے؟---- من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔---- براہ کرم اسے اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ اپنی آخرت کی کامیابی کی طرف نظر دوڑائیں اور اس آیت کریمہ کا مصداق بنیں جو اوپر لکھی ہے، کہ حق کو پہچان کر اسے قبول کرنے والے دوہرے اجر کے حقدار ہوں گے اور اللہ ورسول کی اطاعت کرنے والے کو انبیاء، صدیقین، شھداء اور صالحین کی رفاقت

نصیب ہوگی مگر معاف کرنا بریلویت تو کانواں والی سرکار، نصرت فتح علی خان، بابا دھاڑ دھاڑ شاہ، بابا ننگے شاہ، نوری بوری سرکار، بابا دمڑی شاہ، چھتری شاہ، گھوڑے شاہ، ٹالی شاہ، چمٹیاں والی سرکار، نکو شاہ، کھوکھے شاہ، کھنبی شاہ، چمنی شاہ اور دولے شاہ کی رفاقت کا نام ہے، وقس علیٰ ھذا۔ جسے آپ جیسا ذی فہم آدمی سوچ بچار کے بعد کبھی گوارا نہیں کرسکتا، آنحضور ﷺ نے فرمایا، المرء مع من احب، کہ آدمی کا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا، قرآن وحدیث کا متبع تو انبیاء، صدیقین، شھداء اور صالحین کے ساتھ اٹھے گا اور اس طبقے والا مذکورہ بالا سرکاروں اور شاوں کے ساتھ۔ سبحان اللہ کیسا عجیب منظر ہوگا۔

میاں صاحب محترم! اس نکتے کو ضرور ملاحظہ فرمانا اور اپنی سوچ سے بھی مطلع کرنا، نیز قرآن کریم کی یہ آیت بھی آپ کی منتظر ہے، فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ، جو لوگ حق کی بات سنتے ہیں اور اچھے طریقے سے اس کی پیروی کرتے ہیں انہیں خوش خبری سنا دیجئے کہ وہی ہدایت یافتہ اور عقل مند ہیں۔ میاں صاحب! دیکھ لیجئے قرآن کی کتنی آیات آپ کو سنا رہا ہوں کہ قرآن والے جو ہوئے سوچئے حق زیادہ دور نہیں ہے، بس ایک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا۔ اگر کوئی بات ناگوار ہوگئی ہو تو معافی کا خواستگار ہوں کہ میرا ارادہ اصلاح کے سوا کچھ نہیں، ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

نوٹ: براہ کرم، پوسٹ کوڈ صحیح لکھا کریں لیٹر ہیڈ پر اور خط کی پشت پر ایڈریس لکھا ہوتا ہے، شکریہ اور فی امان اللہ۔-----نیز کچھ مزید مواد ارسال خدمت ہے کہ راہ حق کے متلاشی کیلئے سوچ کے کئی دریچے وا ہوسکتے ہیں کہ اس طبقے کی رفاقت سوچ سمجھ رکھنے والا انسان کیسے اختیار کرسکتا ہے، بالکل ایسے جیسے کوئی دیکھ کر مکھی نہیں نگل سکتا، ایسے ہی حق واضح ہوجانے کے بعد ان میں شامل نہیں رہ سکتا کہ یہاں سوائے لعنت و فٹکار کے سوا ہے کیا؟ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ وان الا مر بید اللہ انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین، صدق اللہ العظیم۔

خاکسار عبدہ الجانی محمد عبدالاعلیٰ درانی بریڈفورڈ ۹ جون ۱۹۹۵

جوابِ مکتوب از مالیگ صاحب

خ

14-06-95 بدھ

عالی جناب مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی!

سلام مسنون، خیریت مطلوب، کل ۱۳ جون ۱۹۹۵ کو آپ کا مرسلہ نامہ ملا ہے اسکی وصولی کی اطلاع اور ۹ رمضان کے مرقوم آپ کے سوالات کے جواب کی پہلی قسط اس خط کے ہمراہ بھیج رہا ہوں، انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی مکمل کر کے دوسری قسط بھی بھیج دوں گا۔ بریلویت اور شیعیت سے متعلق جب تک آپ شرک وبدعت کے بارے میں میرے تمام اشکالات اور سوالات کے جواب ارقام نہ فرمائیں گے، میں کوشش کروں گا کہ کچھ نہ لکھوں، اس لئے کہ راوی کے اداریئے پر آپ نے تمام مساجد کو شرک وبدعات کے اڈے قرار دے دیا تھا، اس لئے میں نے آپ کی تغلیط کی تھی لیکن اب آپ میرے چھوٹے چھوٹے اور آسان آسان سوالات کے جواب سے صرف نظر فرماتے ہوئے دور از کار باتوں میں میرا بھی وقت برباد کر رہے ہیں اور اپنا بھی، کیا نہیں؟ پھر آپ کے ہاتھ سے تہذیب وشرافت کا دامن بھی چھوٹتا جارہا ہے، حالانکہ آپ نے اس سے دور رہنے

کا وعدہ فرمایا تھا اور مجھے بھی یہی ہدایت فرمائی تھی، لیکن خیر۔

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا کئے جاوے مے خوار و کام اپنا اپنا

14-06-95 فقط محمد میاں مالیگ

اور اب حاضر ہے درانی صاحب کے ۹ رمضان شریف والے معرکۃ الآرا خط کا جواب

خ

۸٦،

14-06-95 بدھ

عالی جناب مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی !

سلام مسنون، بخیرم وخواہم، بدعت کے تعلق سے ۹ رمضان شریف کے مرقوم آپ کے زرین خیالات پر میرا تنقیدی جائزہ پیش خدمت ہے، خدا وند قدوس ہمیں حق و عدل کی روشنی میں صحیح فیصلے کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ یعنی اگر ہم انہیں اصول اور انہیں ضوابط کے تحت آپ کو بھی بدعتی ثابت کر دیں جن اصول اور جن ضابطوں کے تحت آپ حضرات ہمیں بدعتی قرار دیتے ہیں، تو حق و انصاف کا تقاضہ ہے کہ یا تو پھر خود کو بھی ہماری طرح بدعتی اور جہنمی تسلیم کر لیں یا پھر ہمیں بدعتی اور جہنمی قرار دینا موقوف کر دیں، اس لئے کہ ایک ہی جرم کے مرتکبین کو ایک ہی قسم کی سزا دی جاتی ہے، ایک کو کم دوسرے کو زیادہ یا ایک کو بھاری دوسرے کو ہلکی نہیں۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے تو ہم یہ دعویٰ پیش کرتے ہیں کہ اپنے اقتدار کو پختہ تر کرنے کیلئے مکے مدینے کے نئے بادشاہوں نے اپنے مغربی آقاء وں کی خوشنودی کیلئے مسلمانوں میں اختلاف ونفاق پیدا کیا اور اسکے لئے اللہ و رسول دو ﷺ کے احکام کے خلاف انہوں نے یہ غلط اصول اور یہ غلط ضابطہ وضع کیا کہ---- غیراللہ سے مدد مانگنا شرک ہے---- حالانکہ دنیا میں ایک انسان یا ایک حیوان بھی ایسا نہیں مل سکتا جس نے کبھی بھی غیراللہ سے مدد نہ طلب کی ہو، حتیٰ کہ خود یہ لوگ بھی اس سے مبرا نہیں۔ ایسے ہی اقتدار کے ان نشئی بادشاہوں نے مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کیلئے دوسرا غلط اصول اور دوسرا غلط ضابطہ یہ اختراع کیا کہ-----جو دعا، جو تلاوتِ قرآن اور جو ذکر اللہ صحاح ستہ کی کتب سے ثابت نہیں، انکا مرتکب بدعتی اور جہنمی ہے----حالانکہ دنیا میں ایک انسان اور ایک مسلمان بھی ایسا نہیں مل سکتا جس کی زندگی کے تمام ہی لمحات صحاح ستہ کی صدفی صد پیروی میں گذرے ہوں اور جس کا ایک بھی عمل صحاح ستہ کے خلاف نہ ہو، حتیٰ کہ خود یہ لوگ بھی اس آزار سے مبرا

نہیں۔

اتنی تمہید کے بعد آئیے آپ کے ۹ رمضان شریف کے مرقوم سوالات کے جواب ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۔ مجھ سے سوال کرتے ہوئے آپ رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "یہ بات توطے شدہ ہے کہ قل، ساتا، چالیسواں اور برسی مسنون نہیں، بلکہ بعض اساتذہ واکابر کے ایجاد کردہ ہیں اور جن پر ابھی پوری ایک صدی بھی نہیں گذری، اس لئے قرآن وسنت کی روشنی میں یا تو آپ انہیں بدعت وجہنمی کام تسلیم کرلیں یا پھر ٹھوس دلائل اور حقائق ثابتہ سے ان کی مشروعیت کے ثبوت فراہم کریں (ص۱)"۔---- اس لئے آپ کے اس مطالبے کے جواب میں عرض ہے کہ میرے محترم بھائی! مسلمانوں کی برطانیہ آمد کو ابھی پچاس ساٹھ برس کا عرصہ ہی گذرا ہے، اور علماء کی اکثریت کی آمد کو زیادہ سے زیادہ پچیس یا تیس برس کا۔ اب آپ کسی بھی بنگالی یا انڈین یا پاکستانی مسلمان سے دریافت کریں کہ آج سے تیس برس پہلے کیا اس نے یہاں ختم نبوت، یا سیرت، یا دعوت، یا توحید وسنت کانفرنسیں منعقد ہوتے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھی تھیں؟ پھر جواب اگر نفی میں ملے تو اپنے اس اصول کے تحت ان کانفرنسوں کی بدعات کو بھی پوری ایک صدی نہ گذرنے کے جرم میں جہنمی کام تسلیم کرلیں، تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی مانے یا نہ مانے میں پیچھے، ساتے اور چالیسویں کو بدعت تسلیم کرلوں گا ورنہ دلائل فراہم کریں کہ ایک ہی جرم کی جدا جدا سزائیں کیوں؟ قرآن پڑھنے کی بدعت ناگوار اور کانفرنس والی بدعت گوارہ کیوں؟ کانفرنسوں میں آپ کے علماء کی تقاریر نابدعت اور چہلم میں قرآن کی تلاوت بدعت کیوں؟

۲۔ مجھ پر الزام عائد کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "کتب صحاح کے بارے میں آپ کا ارشاد ہے کہ یہ کتب آنحضور ﷺ کے زمانہ ء اقدس کے دو سو برس بعد عالم وجود میں آئیں، لہذا انہیں کسی امر کے مسنون یا بدعت ہونے میں حجت نہیں مانا جاسکتا (ص ۲)"۔---- تو اس الزام کے جواب میں پہلے تو میں غیر مشروط طور پر اس گندے عقیدے سے اپنی براءت کا اظہار کرتے ہوئے رب العالمین کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں، پھر عرض گذار ہوتا ہوں کہ آپ کا مجھ پر یہ الزام بالکل ایسے ہے جیسے میں یہ کہوں کہ میں نے آپ کو یکم ربیع الاول شریف کو ایک مسجد میں شراب پیتے اور فحش حرکات کرتے دیکھا تھا۔ میرے محترم! ۱۱ نومبر ۹۴ء کا میرا خط پڑھئے، اس میں میں نے بڑی وضاحت سے لکھا ہے کہ آپ کسی نابالغ بچے سے دریافت کریں کہ بوسنیا، بھارت اور فلسطین کے مسلمانوں کو صحاح ستہ سے ناثابت اقسام کی امداد کو میں بدعت اور جہنمی کام قرار دیتا ہوں، جبکہ محمد میاں کا کہنا ہے کہ ان مظلومین کو صحاح ستہ سے ثابت اقسام کی امداد دینا بھی سنت ہے اور نہ ثابت اقسام کی امداد بھی جائز وروا ہے، بدعت ہرگز نہیں۔ اب تم فیصلہ کرو کہ کون صحیح کہہ رہا ہے کون غلط؟ پھر وہ بچہ جو فیصلہ کرے مجھے منظور ہے، خواہ میرے خلاف ہی کیوں نہ ہو، لیکن افسوس کہ اس کے باوجود بھی آپ مجھے احادیث کے مسنون ہونے کا منکر قرار دے رہے ہیں۔ حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں قدرت کی تعزیریں۔

۳۔ آپ نے نماز، روزے، حج وزکوٰۃ کے اوامر خداوندی ہونے کے ثبوت پیش کرنے کے بعد لکھا ہے کہ (مفہوم) "ان احکامات کی تفصیل قرآن شریف میں اس لئے نہیں دی گئیں کہ رسول اللہ ﷺ جن کو خدا نے مطاع بنایا ہے خود اس کی تفسیر بیان فرمائیں، پنج وقتہ نمازوں

کی ترتیب، اوقات، طریق کار، فرائض وسنن ونوافل، وضو، طہارت کے الگ الگ احکام بیان فرمائیں، شراب کی شناعت، فاعل ومفعول پر عدالتی سزائیں متعین فرمائیں، یہ اتنی ساری چیزیں ان ہی کتب احادیث میں مذکور ہیں جنہیں آپ چند ہزار صفحات قرار دے کر ان سے جان چھڑانا چاہتے ہیں، حالانکہ قرآن پاک میں ہے کہ، (مفہوم) جو رسول تمہیں دیں لے لو جس سے منع کریں رک جاو--- آپ سوچیں کہ صحاح ستہ کے چند ہزار صفحات کے علاوہ بھی کوئی مستند ذریعہ ہے جس سے ہم رسول اللہ ﷺ کے اوامر ونواہی سے آگاہ ہوسکیں لیکن آپ ان چند امور کی خاطر جن کا ذکر آپ بار بار فرماتے ہیں جو دین میں چند برس پہلے زبردستی گھسیڑ دیئے گئے ہیں، پورے قرآن واحادیث کے ذخیرے کو دریا برد کرنے پر تیار ہو گئے ہیں (ص ۵+۴+۳) "۔

اس لئے آپ کی اس تحقیق کے جواب میں میں پھر یہی کہوں گا کہ میرے بھائی! آپ سخت غلط فہمی کا شکار ہوگئے ہیں، میں صحاح ستہ کو دریا برد کرنے کے بارے میں تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتا، کہنا صرف یہ چاہتا ہوں کہ مسلمان صحاح ستہ کے تمام مندرجات کو بھی سینے سے لگائیں اور جن معروفات کا قرآن وسنت سے ثبوت ملتا ہے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ان میں موجودہ دور کی ضرورتوں کے مطابق دین کی برتری کیلئے نئے طور طریقوں کا اضافہ بھی کریں، بشرطیکہ دین وشریعت میں ان کی ممانعت نہ آئی ہو، لیکن آپ اسے بدعت وجہنمی کام قرار دے رہے ہیں، حالانکہ خود آپ کا اور آپ کے اعزاء واقرباء کا بھی دامن اس سے مامون نہیں، مثال کے طور پر صحاح ستہ سے نہیں ثابت کہ حضور انور ﷺ نے تبلیغ دین کے لئے کوئی ماہنامہ جاری فرمایا ہو لیکن آپ حضرات اس کے باوجود کثرت سے اس بدعت اور جہنمی کام پر عمل پیرا ہیں اور اس طرح اپنے اصول اور اپنے ضابطے کا خود ہی منہ چڑا رہے ہیں، کیا نہیں؟

۴۔" آپ نے کیمسٹ، Prescription، مستند جی پی اور مرض کی نوعیت کی مثالیں دے کر بھی صحاح ستہ سے ناثابت میلاد پاک، ذکر اللہ، تلاوت قرآن پاک اور دعا ہائے خیر وغیرہ کو بدعت اور جہنمی کام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے (ص۶) "۔---- لہذا اسی اصول کی روشنی میں صحاح ستہ سے ناثابت درس نظامی، ماہناموں اور اردو میں تبلیغ وغیرہ کو بھی بدعت اور جہنمی کام قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس پر غور فرما لیں۔

۵۔ آپ نے منکوحہ عورت کے غیر مرد کو اپنا شوہر نہ سمجھنے کی مثال دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ (مفہوم) "جب ایک عورت غیر مرد کو اپنا شوہر نہیں سمجھتی تو پھر دین ہی اتنا مظلوم کیوں؟ کہ اس کے اصل، صحیح اور مستند ذرائع کو تو چند ہزار صفحات کہہ کر ہلکا کر دیا جائے اور خود ساختہ طریقوں کے سر پر عشق کی کلغی سجا دی جائے۔ جو عبادت کے طریقے رسول اللہ ﷺ نے متعین فرمائے ہیں ان سے لاپرواہی برتنا یہ عشق نہیں بے وفائی ہے (ص۶) "۔----تو اس دلیل کے جواب میں عرض ہے کہ یہ باتیں آپ نے اگر سوچ سمجھ کر تحریر فرمائی ہیں تو ذرا اپنے طرز عمل اور اپنے گریبان میں بھی منہ ڈال کر دیکھ لیں کہ ہماری ہی طرح آپ حضرات بھی صحاح ستہ سے ناثابت امور کے مرتکب ہوکر دین پر ظلم وستم ڈھا رہے ہیں یا نہیں؟ دعوت کانفرنس، سیرت کانفرنس، ختم نبوت کانفرنس اور توحید وسنت کانفرنس کے ثبوت میرے بھائی! صحاح

ستہ میں کہیں نہیں موجود، ماہناموں اور ہفت روزوں کے ثبوت بھی صحاح ستہ میں کہیں نہیں موجود، درس نظامی پڑھاکر لوگوں کو عالم کی ڈگری دینے کاثبوت بھی صحاح ستہ میں کہیں نہیں موجود، چونکہ انڈیا، پاکستان اور برطانیہ میں کہیں بھی تہجد کی اذان نہیں ہوتی، اس لئے میرے خیال سے تہجد کی اذان کا بھی صحاح ستہ میں کوئی ثبوت کہیں نہیں موجود، رمضان کی تیسوں تیس تراویحوں کاثبوت بھی میرے خیال سے صحاح ستہ میں کہیں نہیں موجود، میت کے مکان پر پہلے، دوسرے اور تیسرے دن تعزیت کے لئے جانے والوں کی قرآن خوانی کاثبوت بھی شاید صحاح ستہ میں کہیں نہیں موجود، قرآن شریف کو مکمل طور پر چھاپ کر حجاج کرام میں مفت تقسیم کرنے کاثبوت بھی صحاح ستہ میں کہیں نہیں موجود، بوسنیا اور چیچنیا کے مسلمانوں کو حکومت کے خرچ پر حج کیلئے بلوانے کاثبوت بھی صحاح ستہ میں کہیں نہیں موجود، پھر بھی برطانیہ اور سعودی عربیہ میں آپ حضرات یہ سب کچھ کر رہے ہیں، بلکہ تیجے، ساتے، چالیسویں اور سالانہ کی تلاوت قرآن پاک کو بدعت اور جہنمی کام قرار دینے والے میرے پیارے بھائی! ۴ مارچ ۹۵ء۹ء اور ۱۲ مارچ ۹۵ء۹ء کے جنگ لندن میں ارشاد احمد صاحب حقانی اور الطاف حسن صاحب قریشی کے قلم سے خاص الخاص حرم محترم میں صحاح ستہ سے ناثابت ہونے والی یہ بالکل نئی نئی بدعت بھی ہمارے علم میں آئی ہے کہ وہاں اب رمضان المبارک کی اکیسویں تا ختم رمضان ہر رات نماز تراویح کے اختتام کے بعد تین بجے رات تک دس رکعات نفل نماز باجماعت میں قرآن پاک پڑھا جاتا ہے، ایسے ہی ۷ اپریل ۹۵ء۹ء کے ہفت روزہ وطن لندن میں بابو شفقت صاحب سہام قریشی رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "مکہ مکرمہ میں کوئی مرگ ہوجائے تو اب وہاں نہ ہماری طرح کوئی روتاپیٹتا ہے نہ رسوم ادا کی جاتی ہیں، تعزیت صرف تین دن کی جاتی ہے، مدینہ منورہ میں جس کا یہ طریقہ ہے کہ میت کے وارث کے سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ کہا جاتا ہے کہ --- عظم اللہ اجرکم واحسن عزاکم --- اور جواب میں --- اجارکم اللہ وجزاکم خیرا --- "میت کے مکان پر قرآن پاک کے علحدہ علحدہ پارے رکھے ہوتے ہیں جنہیں تعزیت کے لئے آنے والے پڑھتے بھی ہیں، تعزیت کا وقت --- مغرب تا عشاء --- متعین ہے"۔

پھر سعودی عرب اور شرک وبدعت کے تعلق سے یہاں اس بات کی وضاحت بھی سونے پر سہاگہ ہوگی کہ انہیں بابو شفقت صاحب سہام قریشی نے ۷ جون ۹۱ء۹ء کے جنگ لندن میں سعودی عرب کی مدح وثناکرتے ہوئے لکھا تھاکہ (مفہوم) "سعودی عرب تمام دنیا میں دینی مدارس ومساجد کیلئے ہمیشہ اپنے خزانوں کے منہ کھلے رکھتا ہے، حرمین شریفین کی توسیع کیلئے پانی کی طرح روزانہ ایک لاکھ ملین ڈالر خرچ کر رہا ہے، وہاں دنیا بھر سے آنے والے ہر مسلک کے مسلمانوں کو اپنی مرضی سے عبادت کرنے کی پوری پوری آزادی حاصل ہے، لیکن شرک وبدعت کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں دی جاتی" ۔

حالانکہ سطور بالا کی ارشاد احمد صاحب حقانی، الطاف حسن صاحب قریشی اور خود بابو شفقت صاحب سہام قریشی کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے کہ صحاح ستہ سے ناثابت مکے مدینے کے فوت شدگان کے وارثین کے سینے پر ہاتھ رکھ کر پڑھے جانے والے کلمات، پھر ان کے جوابی کلمات، پھر یکمے، دوجے اور تیجے کی تلاوت قرآن پاک، پھر از مغرب تا عشاء تعزیت کے وقت کا تعین، تہجد کی اذان اور سب سے نئی ایجاد واختراع

اور ابداع رمضان پاک کی اکیسویں تا تیسویں رات نماز تراویح کے بعد تین بجے تک دس رکعات نوافل کا تعین اور ان میں قرآن پاک کی تلاوت یا ختم آپ حضرات کے معروف و مشہور اصول و ضابطے کے مطابق بدعات سیئہ ہیں اور جہنم میں پہنچنے کے وسائل و ذرائع بھی۔ ایسے ہی برطانیہ والی آپ حضرات کی ختم نبوت، توحید و سنت، دعوت و سیرت اور تبلیغی کانفرنسیں اور ماہنامے اور ہفت روزے بھی اسی زمرے میں آتے ہیں، یا پھر میں یہ سب کچھ آپ سے ذاتی دشمنی کے سبب بک رہا ہوں؟ ۔

پھر بھی ہم سے ہی گلہ ہے کہ وفادار نہیں ہم وفادار نہیں تم بھی تو دلدار نہیں

۶۔ آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) " چلئے آپ صحاح ستہ پر اعتماد نہ کیجئے، مگر یہ تو بتایئے کہ بقول آپ کے جن امور کے کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، کیا کسی بھی شکل و ہیئت میں کئے جا سکتے ہیں، ایک نماز ہی کو لے لیتے ہیں، نماز کے قیام، قعود، رکوع، سجود اور قومے جلسے کیا آگے پیچھے کئے جا سکتے ہیں؟ یا تلاوت قرآن پاک قعدوں میں اور تشہد و تسبیحات قیام میں پڑھی جا سکتی ہیں؟ یا مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاء وں اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاء وں نکال سکتے ہیں؟ یا کھانے کے بعد بسم اللہ پڑھ سکتے ہیں؟ یا زکوٰۃ کی اڑھائی فیصد شرح کو کم زیادہ کیا جا سکتا ہے؟ یا قرآنی اور مسنون دعاء وں کا آغاز اللّٰھم یا ربنا کی بجائے یا رسول اللہ، یا، یا غوث الاعظم، یا، یا علی مدد سے کیا جا سکتا ہے؟ میں نے یہ چند بڑے بڑے اور کچھ بظاہر معمولی امور کا ذکر کیا ہے صرف سوچ کی راہ متعین کرنے کیلئے کہ ایک سچے عاشق رسول مسلمان محب حقیقی کا طرز عمل فطرتا یہ ہونا چاہئے کہ اپنے محبوب کے طریقے کو پوری محنت سے تلاش کرے، پھر دل و جان سے ان پر فدا ہو جائے، انہیں اپنائے اور دوسروں تک پہنچائے (ص۶) "۔

تو آپ کے ان سوالات کے جواب میں عرض ہے کہ میرے پیارے بھائی! حضور ﷺ نے ہمیں جو اوامر و احکام عنایت فرمائے ہیں ان میں کچھ فرض ہیں، کچھ واجب، کچھ سنت ہیں، کچھ مستحب۔ اس حقیقت سے اگر آپ بھی متفق ہیں تو یہ بھی جانتے چلئے کہ پیارے رسول ارواحنا فداہ ﷺ نے خداوند کریم کی عبادات میں جو باتیں فرض یا واجب یا سنت قرار دے دی ہیں، ان میں تو تغیر و تبدل ہرگز ہرگز جائز نہیں، روا نہیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں تو عبادت ہی واجب الاعادہ ہو جاتی ہے لیکن جن امور کو آپ نے مستحبات کے درجے میں رکھا ہے ان میں تغیر و تبدل جائز ہے، روا ہے۔ مثلاً نماز ہی کو لے لیجئے، قیام میں تشہد پڑھنے اور قعدے میں قراء ت قرآن کے سبب نماز واجب الاعادہ ہو جاتی ہے لیکن قراء ت قرآن کے خصوص میں ہم کو یہ حق حاصل ہے کہ بقدر تین آیات کے ہم قرآن کریم میں سے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے جہاں سے بھی چاہیں پڑھ سکتے ہیں، یعنی اس خصوص میں یہ نہیں دیکھیں گے کہ ۱۵ شعبان یا ۲۷ رمضان کے فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء میں جو جو آیات یا جتنا جتنا قرآن پاک رسول اللہ ﷺ نے پڑھا تھا وہی ہم بھی پڑھیں، اگر چہ معلوم ہو اور پڑھ لیں تو نورٌ علیٰ نور ہی ہے، ایسے ہی یہ بھی ضروری نہیں کہ قعود میں درود شریف کے بعد جو دعائیں آپ نے پڑھی تھیں وہی ہم بھی پڑھیں۔ یا میں یہ بکواس کر رہا ہوں اور اونٹ پٹانگ ہانک رہا ہوں؟ جواب عنایت فرمایئے۔

پھر قرآنی اور مسنون دعاء وں سے متعلق آپ کے سوال میں ایسا لگتا ہے جیسے آپ مجھے چکمہ دینا چاہتے ہیں، وہ ایسے کہ "قرآنی اور مسنون دعاء وں کا آغاز کیا---اللّٰھم---یا---ربنا---کی بجائے---یاارحم الراحمین---یا---اے مولائے کریم---یا---اے اللہ---سے کیا جا سکتا ہے؟-----" یہ سوال کرنے کے بجائے کیا؟---- یارسول اللہ--- یا--- یا غوث الاعظم---یا---یا علی مدد---لکھ کر کر رہے ہیں۔ لہذا اب میرا سوال ہے، جواب ضرور عنایت فرمائیں کہ دعاء وں کا آغاز--- یا ارحم الراحمین--- یا--- اے مولائے کریم--- یا---اے اللہ---سے کرنا صحاح ستہ سے ناثابت ہونے کے سبب کیا بدعت اور جہنمی کام ہے؟ ناجائز ہے؟ ناروا ہے؟ یا کیا ہے؟ چپ نہ رہئے گا ورنہ دنیا کیا کہے گی؟

اور زکوٰۃ سے متعلق سوال کا جواب یہ ہے کہ زکوٰۃ فرض ہے، اس لئے اس کی شرح میں کوئی بھی تغیر وتبدل ناجائز ہے، جبکہ نفلی صدقہ و خیرات اور انفاق فی سبیل اللہ پر کوئی قدغن، کوئی بندش اور کوئی پابندی نہیں۔ اپنی طاقت اور اپنی قوت کے مطابق جو شخص جتنا چاہے دے سکتا ہے، خواہ صحاح ستہ سے ثابت ہو یا نہ ثابت ہو۔ حضرت بوبکر صدیق ص نے گھر کا سارا اثاثہ دے دیا، لیکن رسول اللہ ﷺ ناراض نہ ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے خوش ہوکر ملاء اعلیٰ کے فرشتوں کو ان کا سا لباس پہننے کا امر فرمایا، لہذا ثابت ہوا کہ معروفات کی بجاآوری کیلئے مسلمان آزاد ہیں، اپنی ہمت واستطاعت کے مطابق جیسے بھی چاہیں انکو بجا لا سکتے ہیں لیکن افسوس کہ آپ اتنی مبرہن اور روشن حقیقت کے تسلیم سے گریز فرما رہے ہیں اسے بدعت قرار دے کر۔ کیا نہیں؟

۷۔ پھر آپ نے بڑے اعتماد اور بڑے وثوق سے چند حضرات تابعین بلکہ ممکن ہے حضرات صحابہ ء کرام ث کو کنکریوں پر سو سو مرتبہ اللہ اکبر، سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑھنے کے جرم میں ایک صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود ص کی زبانی دو تین کتابی حوالوں سے قعر ہلاکت میں گرنے والے، گمراہی وضلالت کے دروازے کھولنے والے، اندھی بدعت جاری کرنے والے اور صحابہ سے آگے بڑھنے والے ثابت کر کے مجھ سے فرمایا ہے کہ (مفہوم) "فرمائیے جناب! ان لوگوں کا کنکریوں پر تکبیر و تہلیل اور تسبیح پڑھنا کیا شریعت سے باہر تھا، جو صحابی ء رسول اس قدر جلال میں آگئے؟ آج کل کی یہ مضحکہ خیز--ہو ہو--والی مجالس ذکر کو اگر وہ دیکھ لیتے تو کیا ان کو کوڑے نہ مارتے؟ سنگسار نہ کرتے؟ (ص۸+۷) "۔

تو اس سلسلے میں جواباً عرض ہے کہ یہاں بات چونکہ ایک صحابی ص کی آگئی ہے اور روایت بخاری و مسلم وغیرہ کی ہے، اس لئے زیادہ علم نہ رکھنے کے سبب ان کے بارے میں تو میں کچھ نہ کہوں گا، البتہ عقلی و نقلی طور پر آپ سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ میرے بھائی! قرآن پاک کا کون سا پارہ ایسا ہے جس میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی ہدایت نہیں دی گئی ہے؟ کوئی حوالے لکھنے بیٹھے تو صفحات سیاہ سیاہ ہو جائیں، حتیٰ کہ ایمان والوں کی صفت بیان کی گئی کہ (مفہوم) " یہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے لیٹے بھی اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں" (۱۹۱:۳)۔ لہذا سوچیں اور غور کریں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ انسان کھڑے، بیٹھے اور لیٹے لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کرے اور پھر انکی گنتی بھی اتنی احتیاط سے کرے کہ رسول پاک ﷺ کی گنتی سے نہ کم ہو نہ زیادہ--- ورنہ لینے کے دینے پڑ جائیں یعنی رحمت کی بجائے زحمت، محرم کی بجائے مجرم اور یہ جنتی کی بجائے جہنمی، بدعتی، ناری اور دوزخی بن جائے اہل حدیث اور موحد خالص ہونے کے باوجود۔

دوسرا اشکال یہ درپیش ہے کہ اللہ و رسول دو ﷺ توکثرت سے بلکہ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے لیٹے بھی اللہ کے ذکر کی بندوں کو ترغیب دلائیں لیکن آپ (مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی) اصرار فرمائیں کہ گنتی رسول اللہ ﷺ کی گنتی سے نہ کم ہو نہ زیادہ ورنہ جہنم کا ایندھن تیار۔ درآں حال کہ رسول اللہ ﷺ سے تہلیل و تسبیح اور تحمید و تکبیر کی جو گنتی روایات میں منقول ہے، صحاح ستہ میں آئی ہے وہ ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد اللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر ہے، تو اب یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے لیٹے کثرت سے یاد بھی کرے اور وہ گنتی میں ہو بھی ۳۳+ ۳۳+۳۴ بار۔ ورنہ کم و بیش ہوا تو عذاب الیم کا حقدار۔ لہذا اس عقدے کو اب آپ ہی حل فرمائیں تو کام بنے--- بلکہ آپ کے اصول اور ضابطے نے تو سوال پیدا کر دیا ہے کہ بیچارے قرآن پاک، درود شریف اور نوافل و تہجد پڑھنے والے اپنے آپ کو جنتی کیونکر سمجھیں؟ جہنمی کیوں نہ سمجھیں؟ اس لئے کہ یقینی طور پر انکو علم نہیں کہ حضور پاک ﷺ کتنے وقت میں کتنا قرآن پاک؟ کتنے درود شریف؟ کتنے نوافل؟ اور کتنے تہجد؟ پڑھتے تھے۔ بلکہ زکوٰۃ اور حج اور نفلی روزے بھی نیکو کار مومنین و مومنات کیلئے خطرات پیدا کر رہے ہیں کہ انہوں نے جو زکوٰۃ دی، جو روزے رکھے اور جو حج کئے یہ حضور اشرف ﷺ کے زکوٰۃ، روزے اور حج سے اگر کم و بیش ہوگئے تو پھر اہل سنت؟ (اہل حدیث) کے اصول و ضابطے کے تحت انہیں جہنم سے نجات کیسے مل سکے گی؟ لہذا حضرت عبداللہ بن مسعود ص کی پیش کردہ آپ کی روایات پر میرے ان خیالات میں اگر مجھ سے کہیں کوتاہ فہمی کا صدور ہو رہا ہو تو ان سے آگاہ فرما کر مجھے ممنون کریں، مہربانی ہوگی۔

۸۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) "محترم! جس طرح آنحضور ﷺ کا قول و فعل سنت ہے اسی طرح جس فعل کو آپ نے اختیار نہیں فرمایا اس کا ترک کرنا بھی سنت ہے اور اختیار کرنا بدعت ہے کیونکہ اگر فعل میں کوئی خوبی، ثواب یا اجر ہوتا تو آنحضور ﷺ اس پر ضرور عمل کرتے، ہرگز ترک نہ کرتے، کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ ایک اچھے کام کو آپ اختیار نہ فرمائیں جو مومنین کیلئے رء وف رحیم تھے وہ کس طرح امت کو ایک اچھے کام سے محروم رکھتے؟ یہ آپ کا فرض منصبی تھا جس کا حق ہر لحاظ سے آپ نے ادا فرمایا مگر بدعت کا شیدائی اس کا قائل نہیں، اس کا خیال ہے کہ حضور ﷺ نے ایک اچھے کام سے، نعوذ باللہ، امت کو محروم رکھا (ص۹+۸)"۔-----لہذا کتب صحاح ستہ سے ناثابت امور خیر و معروفات کو بدعت اور جہنمی کام قرار دینے پر مصر میرے بھائی! اپنے اس بیان کو براہ مہربانی کئی مرتبہ اور پڑھ کر میرے ان سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں، کہ بات اگر واقعی یہی صحیح ہے جو آپ نے ان سطور میں تحریر فرمائی ہے تو بتایئے کہ مردوں کی تجہیز و تکفین کے بہت بڑے حامل--- مولانا عبدالستار صاحب ایدھی--- اور کینسر کا عظیم الشان ہسپتال تعمیر کر کے--- عمران خان وزیر اعظم پاکستان--- کا تمغہ عوام سے حاصل کرنے والوں کا انجام کیا ہوگا؟ جہنم یا دوزخ؟ تقویت الایمان اور صراط مستقیم وغیرہ کتابوں کے محررین--- شاہ اسمعیل دہلوی--- کس کھاتے میں جائیں گے؟ بلکہ بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کے جامعین بلکہ قرآن شریف کے جامعین کو جنت کیسے مل سکے گی؟ بلکہ پوری پوری مساجد و مدارس تنہا تنہا اپنے خرچ سے تعمیر کرنے اور چلانے والوں کا کیا بنے گا؟ روزانہ ایک لاکھ ملین ڈالر پانی کی طرح خرچ کر کے حرمین شریفین کی توسیع کرنے والے--- سعودی بادشاہ--- اللہ سے کیا انعام پائیں گے؟ جہنم؟ دوزخ؟ یا نار؟ کاش یہ مسلک متعین کرنے سے پہلے آپ نے ان نکات

پر غور فرمایا ہوتا، یا پھر مجھ سے ہی کوئی نکتہ اوجھل ہو رہا ہے تو مہربانی فرما کر رہبری فرمائیں، کرم ہوگا۔ دیکھئے! چپ نہ رہئے گا میرے بھائی!

آج جبکہ یہ سطریں ۱۵ جون ۱۹۹۵ء کو لکھی جارہی ہیں جنگ لندن میں جامع مسجد اہل حدیث اولڈہم کا یہ اعلان شائع ہوا ہے کہ "--- ہماری مسجد میں ہر روز بعد نماز مغرب درس حدیث اور ہر ہفتے بعد نماز ظہر درس قرآن ہوتا ہے"۔--- ایسے ہی تبلیغی جماعت کے احباب کے بقول قرآن پاک کے بعد آج دنیا میں سب سے زیادہ مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری کی کتابیں فجر، ظہر، عصر، مغرب یا عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہیں، لہذا اپنی تحریر

۹۔ "پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ دین کی تکمیل رسول اللہ ﷺ پر ہوچکی کیونکہ آپ پر وحی نازل ہوچکی ہے، الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (ص۹)"۔---- وغیرہ کی روشنی میں بتائیں کہ یہ تمام حضرات اہل حدیث ہونے کے باوجود صحاح ستہ سے ناثابت جو یہ امور سرانجام دے رہے ہیں کیا یہ سمجھ کر دے رہے ہیں کہ دین ابھی تک نامکمل ہے؟ یا حضور اشرف ﷺ نے ان اچھے کاموں سے امت کو محروم رکھا تھا لہذا ہم دین کی تکمیل کرکے ان اچھے کاموں کی برکات سے امت کو نہال کردیں۔ یا اگر میں غلط استدلال کر رہا ہوں تو اسی کی نشان دہی فرما دیں، چپ نہ رہئے گا میرے بھائی!---- آگے چل کر آپ رقمطراز ہیں کہ

۱۰۔ (مفہوم) "آپ فرما رہے ہیں کہ جن امور کا حکم دیا گیا ہے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کسی بھی شکل وصورت اور ہیئت میں ان کی ادائیگی ہرگز ہرگز بدعت نہ ہوگی، بڑا تاکیدی جملہ آپ فرما رہے ہیں اور اس کیلئے قرآن وحدیث سے کوئی دلیل بھی نہیں پیش کر رہے جبکہ ہم کہہ رہے ہیں کہ شرعی حدود سے تجاوز گمراہی ہے، ہلاکت ہے اور سنت رسول کی صریحاً خلاف ورزی ہے (ص۹)"۔---- تو ان سطور میں موجود آپ کے مطالبے کے جواب میں عرض ہے کہ میرے بھائی! حضور اشرف ﷺ کا فرمان گرامی احادیث کی کسی کتاب میں کیا ان الفاظ سے ملتا جلتا نہیں ملتا کہ--- من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلھا اجرھا واجر من عمل بھا--- یا یہ کہ--- ما راٰہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن--- اگر ملتا ہے اور میرے خیال سے یقیناً ملتا ہے تو اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہوا؟ کہ مومنین معروفات کے خصوص میں جو بھی نیک اور حسن طرز ادائیگی اپنائیں گے اگر وہ واقعی طور پر شریعت کے خلاف نہ ہوگی تو امید ہے کہ اللہ کی بارگاہ سے ضرور ضرور شرف قبول حاصل کرلے گی۔ لیکن آپ اس حقیقت کو کسی بھی صورت تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں اس لئے خدشہ ہے کہ ان احادیث پاک کو لولی لنگڑی قرار دے کر مجروح کردیں گے، اس لئے قرآن پاک کے متن سے "بدعت" کے اگر شریعت کے خلاف نہ ہو تو بارگاہ خداوندی میں "محمود" ہونے کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

(مفہوم) "اور لذات سے کنارہ کشی کی ایک نئی بات انہوں نے خود اپنی طرف سے نکالی، ہم نے ان کو اس کا حکم نہیں دیا تھا مگر انہوں نے اپنے خیال میں خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے آپ ہی ایسا کرلیا تھا پھر جیسا اس کو نباہنا چاہئے تھا، نباہ بھی نہ سکے، پس جو لوگ ان میں ایمان لائے، ہم نے ان کو ان کا اجر دیا اور ان میں بہت سے نافرمان ہیں" (۵۷:۲۷)۔---- تو دیکھئے کہ اس آیت میں کتنی صراحت سے اللہ

تعالیٰ اپنی رضا کیلئے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے معروفات میں نئے طریقے اختیار کرنے والوں کو اجر دینے کا اعلان فرما رہا ہے، لیکن یہاں بھی خدشہ ہے کہ آپ اس آیت کریمہ کا تعلق امم سابقہ سے جوڑ کر امت مرحومہ کیلئے ناقابل عمل قرار دے دیں گے، اس لئے اب ایک ایسی آیت ملاحظہ فرمائیے جسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہم اور آپ ہر ہر نماز کی ہر ہر رکعت میں پڑھتے ہیں اور جس سے نہایت ہی واضح اور روشن طور پر آپ کے اس نظریئے کی تردید ہوتی ہے کہ معروفات کی ادائیگی میں بھی وہی طریقہ، وہی نہج، وہی شکل و صورت اور وہی ہیئت قابل قبول ہوگی جو صحاح ستہ سے ثابت ہوگی ورنہ ان کا ارتکاب بدعت اور وجہ وصال دوزخ ہوگا۔ دیکھئے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ دعا مانگنے کی تعلیم فرماتا ہے (مفہوم) "ہم کو اے اللہ! سیدھے راستے چلا، ان لوگوں کے راستے جن پر تو اپنا فضل و کرم کرتا رہا" (سورۃ الفاتحہ) ۔--- تو اس آیت کی روشنی میں آپ خود غور فرمائیں کہ اگر آپ کی بات واقعی سچی ہوتی تو اللہ تعالیٰ، صراط الذین انعمت علیھم کی بجائے صراط النبی انعمت علیہ فرماتا، یعنی جمع کا صیغہ نہیں واحد کا صیغہ استعمال فرماتا، یا اگر مجھ سے غلطی سرزد ہو رہی ہو تو میری اصلاح فرمائیں۔

۱۱۔ آپ نے ایمان تازہ کرنے کیلئے ازواج مطہرات ؓ سے حضور اشرف ﷺ کی عبادت و ریاضت کا حال سننے والے تین صحابہ ؓ کا ایک واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ (مفہوم) "اس حدیث پاک سے بیسیوں مسائل مستنبط ہوتے ہیں، من جملہ یہ کہ عبادت اور امور شرعی کی وہی شکل، ہیئت اور صورت جائز ہے جس کا تعین شارع ؑ نے فرمایا، بلکہ وہی مقدار اللہ کی خوشنودی کا سبب بنے گی جو رسول اللہ ﷺ نے متعین فرما دی، اس میں کمی بیشی مردود ہوگی، یہ اصول عبدالاعلیٰ کا نہیں خود رحمۃ للعالمین ﷺ کا طے کردہ ہے لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ حدیث پاک میں ایسی کوئی قدغن نہیں۔ حالانکہ صحابہ، حضور ﷺ کی عبادت میں ثواب کی نیت سے زیادتی کرنا چاہتے تھے، نہ ان کی نیت بری تھی نہ عزم غلط تھا، نہ وہ دائرہء شریعت سے باہر نکلنا چاہتے تھے، اس کے باوجود حضور ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی" (ص ۱۰+۹)۔

تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ یہ سطور لکھ رہا ہوں اسی دن ۱۶ جون ۱۹۹۵ء کے جنگ لندن میں "دین کی باتوں" کے صفحے پر علمائے اسلاف کا ذوق عبادت کے عنوان سے چار کالمی مضمون شائع ہوا ہے جن میں حضرات خلفائے راشدین، صحابہء کرام، تابعین عظام اور صلحائے امت کے ایسے ایسے معمولات لکھے گئے ہیں جن کا صحاح ستہ میں کوئی ثبوت حضور ﷺ سے نہیں منقول۔ من جملہ حضرت ابوبکر صدیق اور عبد اللہ بن زبیر ؓ کے بارے میں ہے کہ بعض اوقات رکوع اور بعض اوقات سجدہ اتنا لمبا کرتے کہ ساری رات بیت جاتی۔ حضرت عمر ؓ کے بارے میں ہے کہ عشاء کے بعد نماز پڑھنا شروع فرماتے تو صبح تک پڑھتے رہتے۔ حضرت عثمان ؓ دن بھر روزے رکھتے، رات بھر نماز پڑھتے رہتے اور ایک رکعت میں پورا قرآن ختم فرماتے۔ حضرت عروہ بن زبیر ؓ کے بارے میں ہے کہ ہر روز چوتھائی قرآن تلاوت فرماتے۔ حضرت امام ابو یوسف ؒ منصب قضاء پر فائز ہونے کے بعد ہر روز دو سو رکعتیں پڑھتے، چالیس تابعین کے بارے میں یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ وہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھا کرتے۔ حضرت سعید بن مسیب ؓ نے پچاس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ حضرت عبد الرحمن بن نعیم ؓ سال بھر حالت احرام میں رہتے۔ حضرت قتادہ ؓ رمضان کے بیس دن تک ایک قرآن تین دن میں پڑھتے اور اکیس تا

تیس روزانہ ایک قرآن پڑھتے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ص نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ امام شافعی ص رمضان کے دن اور رات میں ساٹھ قرآن ختم فرماتے۔ حضرت عبد اللہ بن عون ص ساری زندگی ایک دن روزہ رکھتے، ایک دن افطار کرتے---- مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر جنگ لندن سے یہ چند واقعات پیش خدمت ہیں جو اس بات کی تغلیظ کرتے ہیں کہ اللہ کی عبادت اور بندگی کیلئے وہی تعداد، وہی شکل و صورت اور وہی ہیئت ضروری ہے جو حضور ﷺ سے ثابت ہے، ورنہ عابد بدعتی اور جہنمی بن جائے گا، لیکن خدشہ ہے کہ آپ انہیں بھی ضعیف و ناتواں اور لولی لنگڑی روایات کے نام پر نامنظور فرمادیں گے، اس لئے چند ان روایات کی نشان دہی کر رہا ہوں جو بڑے تواتر سے کتابوں میں مذکور ہیں اور جن میں خود حضور اشرف ﷺ ان مومنین کو تحسین بلکہ جنت کی خوش خبریوں کا اعزاز بخش رہے ہیں جن کا عمل حضور ﷺ کے عمل سے یا تو مختلف تھا یا کم وبیش۔ ایک صحابی نے عرض کیا (مفہوم) "میرے آقا! مجھے سورہء اخلاص سے بڑی محبت ہے، اس لئے میں اسے بہت زیادہ پڑھتا ہوں۔ آقا نے جواباً ارشاد فرمایا، تب تو تم اس کے سبب جنت حاصل کر لوگے "۔---- دوسرے صحابی نے عرض کیا (مفہوم) "میرے حضور! میں اپنے اوقات عبادت میں سے ایک چوتھائی وقت آپ پر درود شریف پڑھنے پر صرف کرتا ہوں، جواب ملا، تم بہت اچھا کرتے ہو لیکن اگر اسے اور بڑھا لو تو تمہارے لئے بہتر ہے، اسی قسم کی دو تین مرتبہ تکرار ہوئی، یہاں تک کہ صحابی نے عرض کیا، حضور! میں اب اپنا سارا وقت بندگی درود شریف پڑھنے پر ہی صرف کروں گا، تو حضور ﷺ نے انہیں جنت کی خوش خبری سے سرفراز فرمایا"۔

غالباً حضرت ربیعہ اسلمی ص سے خوش ہوکر مالک جنت ﷺ نے فرمایا (مفہوم) "سل یا ربیعہ! دریائے رحمت کی وہابی پر دیوانے نے مانگا، اسئلک مرافقتک فی الجنۃ، جواباً دریائے رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا، تو نوافل کی کثرت سے میری مدد کرو"۔--- حضرت معاذ بن جبل ص کو یمن کا گورنر بنا کر روانہ کرتے ہوئے آقا ﷺ نے آخر میں پوچھا (مفہوم) "جب تم قرآن وسنت سے کسی مسئلے کا حل حاصل نہ کر سکو تو کیا کروگے؟ جواب دیا، میرے آقا! اجتہاد کروں گا، پھر علم وعقل جس عمل کو قرآن وسنت سے قریب پائیں گے اسے اپنا لوں گا۔ آقا ﷺ نے اس پر ناراضگی نہیں بلکہ خوشی کا اظہار فرمایا--"۔ معراج سے واپسی پر سرکار ﷺ نے حضرت بلال ص سے دریافت فرمایا (مفہوم) "بلال! تم کون سا ایسا عمل کرتے ہو جس کے سبب میں تمہارے قدموں کی چاپ اپنے آگے آگے جنت میں سن رہا تھا؟ جواب ملا، میرے آقا! میں جب بھی نیا وضو کرتا ہوں اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لیتا ہوں"۔

۱۶ جون ۹۵ء کے جنگ لندن میں ہے کہ (مفہوم) "نوافل پڑھنے کے سبب بندہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں، پھر میں اسکے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنے، میں اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھے، میں اسکے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑے، میں اسکے پاءوں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلے۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں"۔--- تو یہ چند واقعات ہیں جنھیں میں نے اپنی یادداشت کے سہارے سپرد قلم کیا ہے، اس لئے سہو ممکن ہے، انکی روشنی میں سوچئے کہ آپ حضرات کی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود ص کا خیال شریف زیادہ اقرب الی الحق ہو سکتا ہے یا جمہور صحابہ ء کرام، خلفائے راشدین اور حضور رسول اللہ ﷺ کے

خیالات؟ فیصلہ کرتے وقت یہ حقیقت اوجھل نہ رہے کہ آپ حضرات بھی مکے، مدینے اور برطانیہ وغیرہ میں صحاح ستہ سے ناثابت کانفرنسیں، انکی ابتداء میں تلاوت قرآن پاک، ماہناموں اور ہفت روزوں کی اشاعت، اردو، گجراتی،پنجابی، بنگالی اور انگریزی میں تبلیغ دین، کسی کے فوت ہونے پر پکھے، دوجے اور تیجے کوتلاوت قرآن کریم، سینے پر ہاتھ رکھ کر لواحقین وپسماندگان سے تعزیت، تعزیت کیلئے مغرب تا عشاء کے وقت اور کلمات بدعت کا تعین، تہجد کی اذان، تیسوں رمضان کی تراویح، تراویح کے بعد تین بجے رات تک باجماعت دس رکعات میں ختم قرآن، حجاج کرام میں قرآن پاک کی مفت تقسیم اور حکومت کے خرچ پر بوسنیا، چیچنیا اور روس کی نئی اسلامی حکومتوں کے مسلمانوں کو حج پر بلانے والی بدعات کے عامل ہیں جو آپ حضرات کے ہی اصول وضوابط کے تحت وجہ وصال دوزخ ہیں، جہنمی کام ہیں؟ سوچنے کی یہ دعوت میں اس لئے دے رہا ہوں کہ خلاصہ ء کلام کے تحت آپ لکھتے ہیں کہ

۱۲۔ (مفہوم) "جن کاموں کے کرنے کا حکم دیاگیا ہے ان کی صرف وہی شکل وصورت اور ہیئت ومقدار جائز ہوگی جو نبی ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہوگی، یہ اصول نہ اضافی ہے نہ جدید، پورا قرآن اور حدیث وسنت کا ذخیرہ نبی ﷺ کی سیرت طیبہ اور صحابہ ء کرام ث کا عمل اس اصول کی دلیل ہے۔ امور مشروعہ وماموره میں اپنی مرضی سے مداخلت نہیں کی جاسکتی، وہ بدعت ہوگی نری گمراہی، ضلالت اور مردود ہے"۔----- لہذا لگے ہاتھوں اپنے ان بیانات کی روشنی میں قرآن پاک کے جامعین، حضرات بوبکر صدیق، فاروق اعظم، عثمان غنی، علیء مرتضیٰ، زیدبن ثابت، امیر معاویہ ص اور بخاری ومسلم، ترمذی ونسائی، اور ابو داود وابن ماجہ کے جامعین امام بخاری وامام مسلم وغیرہم کے بارے میں حکم شرع بیان فرمائیں کہ انہوں نے قرآن واحادیث کے جمع کرنے کا یہ کام کیوں کیا؟ جبکہ حضور انور ﷺ نے ان کو نہیں کیا تھا۔ اللہ کے فضل سے بدعت سے متعلق آپ کے اٹھائے گئے تقریباً ہر ہر سوال کا جواب میں نے لکھ دیا ہے، ان کے مطالعے کے بعد اپنے جواب باصواب سے مشرف اور حسب وعدہ توحید سے متعلق میرے سوالات کے جواب عنایت فرمائیں، ورنہ ۔ جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا۔

14-06-95 + 19-06-95 فقط محمد میاں مالیگ

مکتوب 6 از مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالدعوۃ السلفیۃ

21-08-96

محترم جناب میاں صاحب! سلام مسنون!

گذشتہ برس شرک وبدعت کے موضوع پر ہماری گفتگو شروع ہوئی تھی، بلکہ بہت دل چسپ نکات تک پہنچ گئی تھی، اچانک ۱۲ جولائی ۱۹۹۵ء کو مجھے پاکستان جانا پڑ گیا، میں نے شفیق صاحب کو کہہ دیا تھا کہ میاں صاحب کو میری اچانک روانگی کے بارے میں بتلا دیں تاکہ آنجناب چند دن آرام فرمالیں۔ ایک لمبی مدت کے بعد کچھ عرصہ کیلئے آنا ہوا، پھر کئی قسم کی مصروفیات کے باعث میں جم کر بیٹھ نہ سکا، اب خدا خدا کر کے کچھ جماؤ ہوا ہے، ممکن ہے کہ آئندہ ایک دو ماہ میں برطانیہ ہی رہوں، پھر بھی اگر کہیں جانا پڑ گیا تو بھی اب خط وکتابت جاری رہے گی، انشاء اللہ الرحمن۔

کل آپ کا جنگ میں ایک خط دیکھا جس میں آپ نے کسی کے جواب میں وہی روایتی باتیں دہرائیں حالانکہ اس بیچارے نے عقیدہء توحید کے بارے میں بریلوی راہ روی پر تنقید کی ہوگی اور کیا کیا ہوگا؟ جس کے جواب میں آپ نے اپنی روایتی بریلوی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دینے کی زحمت فرمائی، جس کا مطلب ہے کہ آپ کے خیالات ابھی تک ویسے ہی ہیں اور اتنا اتنا قرآن آپ کو سنانے اور کتوں والی، بلیوں والی سرکاروں، بابا دھاڑ دھاڑ شاہ کے بارے میں جو بریلویت کی جان ہے، دنیا جہان کی بدعات، خرافات، شرک، ہندوانہ رسومات، غیر اسلامی عقائد، یہ ہیں بریلویت کی بنیادیں اور کرتوت۔ یہ سب کچھ دکھلانے کے باوجود آپ نے شرک وبدعت کی حمایت اور توحید وسنت کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے، میاں صاحب! کاش آپ کو توحید وسنت کی حمایت کی توفیق ہوتی مگر قسمت قسمت کی بات ہے ویسے میاں صاحب! آپ کبھی تنہائی میں سوچئے گا ضرور کہ جب بھی کوئی شرک پر اظہار نفریں اور بدعت پر لعنت بھیجتا ہے تو آپ کو اتنی تکلیف کیوں ہوجاتی ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ آدمی جس کا فرزند ہوتا ہے اس کے بارے میں غیرت کھاتا ہے، ہم اللہ ورسول کے متبع ہیں، اس لئے کوئی شرک یا بدعت کی بات کرے تو ہمیں غیرت آجاتی ہے اور آپ جناب کو توحید وسنت کی بات بری لگتی ہے۔ اگر آپ سوچیں گے تو انشاء اللہ آپ کی آنکھیں بروقت ضرور کھل جائیں گی، وما ذلک علی اللہ بعزیز---- خیر، اب انشاء اللہ تفصیل سے باتیں ہوں گی۔

بہت سا نیا مواد الحمد للہ، اللہ نے عنایت فرمایا ہے، آپ بھی گیارہویں والے پیر کے کرم سے تیار ہوں گے اور ہم اللہ کے کرم سے ان کا جواب دیں گے---- براہ کرم جو باتیں میں نے ۱۰ رمضان المبارک والے خط میں لکھی تھیں اور اسکے بعد یکم جون، پھر ۹ جون والا خط جس میں آپ کے بیان کردہ نکات پر گفتگو کی تھی، ان کا جواب ابھی آپ کے ذمے ہے، اگر آپ پسند فرمائیں تو بات کو وہاں سے ہی شروع کیا جائے جہاں سے چھوڑی تھی، کیونکہ بات کو دوبارہ نئے سرے سے شروع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بحث کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ متعلقہ مضمون کو ہی زیر بحث لایا جائے، آپ کی عادتِ شریفہ، ماشاء اللہ، کافی تیز ہے، لیکن ایسے ہونے نہیں دوں گا، انشاء اللہ، یا تو آپ شرک و خرافات سے اعلان براءت کر کے عقیدہء توحید وسنت کو اپنائیں گے یا پھر اقرار کریں گے کہ یہ ہماری قسمت میں نہیں ہے۔ ہاں تو جناب! سابقہ نکات پر اپنے ارشادات عالیہ سے ہمیں نوازیں، میرا خیال ہے انہیں دہرانے سے کوئی فائدہ نہیں، اگر آپ نے جواب ارسال نہ فرمایا تو پھر میں انہیں دوبارہ مرتب کروں گا، انشاء اللہ العزیز۔ ویسے نوٹ فرمالیجئے میرے اگلے مضمون کا عنوان ہوگا۔

یہ شرک کی خزاں جو چھائی ہوئی ہے یہ سب لعنت بریلویت کی لائی ہوئی ہے۔

خاکسار محمد عبدالاعلیٰ ۲۱ اگست ۱۹۹۶

جوابِ مکتوب از مالیگ صاحب

خ

۸۶،

04-09-96

عالی جناب مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی!

سلام مسنون، مزاج شریف، ۲۱ اگست ۱۹۹۶ء ء کا مرقوم آپ کا عنایت نامہ مجھے ۲۹ اگست کو مل چکا ہے، یادآوری وکرم فرمائی کا بہت بہت شکریہ۔ آپ کی نگارشات پر مختصر سا تبصرہ پیش خدمت ہے، امید ہے جواب باصواب سے مشرف فرمائیں گے۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ --- (مفہوم) "کل جنگ میں آپ کا ایک خط دیکھا جس میں آپ نے کسی کے جواب میں وہی روایتی باتیں دہرائی ہیں حالانکہ اس بیچارے نے عقیدہ ء توحید کے بارے میں بریلوی راہ روی پر تنقید کی ہوگی اور کیا کیا ہوگا؟"۔----- تو اس کے جواب میں میرے بھائی! عرض ہے کہ آپ کے جس بیچارے کے بارے میں میں نے جولب کشائی کی ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات تو ہے نہیں جو آپ لکھ رہے ہیں کہ اس بیچارے نے بریلوی راہ روی پر تنقید کی ہوگی، اور کیا کیا ہوگا؟ حالانکہ میرے خط میں مبرہن ہے کہ انہوں نے----- غیر اللہ کو پکارنے کو شرک اور جہنمی و دوزخی کام ہی نہیں قرار دے دیا ہے بلکہ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر بالکل آپ کی ہی طرح یہ بھی لکھ مارا ہے کہ مومنینِ فضائلِ رسالت تعریف کرنے پر آتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کو اللہ سے بھی بڑھا دیتے ہیں۔

اس لئے "فرزند توحید و سنت" ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے میں نے قلم جنبانی کی تھی کہ آپ کے اور آپ کے اس بیچارے کے یہ دونوں عقائد "غلط اور ناحق" ہیں، ورنہ آپ یا وہ دونوں ثبوت پیش فرمائیں کہ کائنات میں کون سی وہ مخلوق ہے؟ جس نے "غیراللہ" کو کبھی نہیں پکارا ہے، ہرگز نہیں پکارا ہے، مطلق نہیں پکارا ہے، پھر میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ آپ اور وہ جو یہ عقیدہ رکھ رہے ہیں کہ مومنینِ فضائلِ رسالت رسول اللہ ﷺ کو خدا سے بھی بڑھا دیتے ہیں، بالکل فضول، لغو، غلط اور بیہودہ عقیدہ ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ آپ لوگوں نے "خدا کو گھٹا دیا ہے" اس لئے کہ خدا تو لا محدود، لا محسوب اور لا مقطوع ہے، یعنی کوئی بریلوی کتنی ہی کوشش کرلے، کتنا ہی سر پٹکے، کسی مخلوق کو اللہ سے نہیں بڑھا سکتا، ہرگز نہیں بڑھا سکتا، کبھی نہیں بڑھا سکتا۔ لیکن تعجب ہے کہ میرے اتنے مبرہن اور واضح اشکالات و سوالات کے باوجود ان کا

جواب دینے کی بجائے آپ حضرات "بریلویت" پر برس رہے ہیں، گویا۔

سارے جگ کو جلتا دیکھیں کچھ نہ کریں اور بیٹھ رہیں جانے کیسی کیسی باتیں ہم کو سمجھاتے ہیں آپ

یا اگر میرے تحریر کردہ یہ حقائق--- اہل حدیثیت نہیں بریلویت---ہیں، تو آپ ہی جواب دیں کہ امام ابن تیمیہ، محمد بن عبدالوہاب نجدی یا علامہ احسان الٰہی ظہیر میں سے کون ایسے ہیں؟ جنھوں نے غیراللہ کو کبھی نہیں پکارا ہے، ہرگز نہیں پکارا ہے، مطلق نہیں پکارا ہے----- اور یہ بتائیں کہ آپ حضرات نے واقعی "خدا کو گھٹا" دیا ہے یا نہیں؟ واضح ہو کہ جنگ میں میں نے اپنے خط کا عنوان "خدا کو گھٹا دیا" ہی لکھا تھا، لیکن اس کے شاطر کارکن نے امانت میں خیانت کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ اسے بدل دیا بلکہ میرے مختصر سے خط کو بھی کاٹ پیٹ کر سب سے چھوٹا اور ادھ موا بنا دیا ہے، جبکہ آپ دیکھ لیں کہ جنگ میں ہر موضوع اور ہر عنوان پر "فیل تن" مراسلات و مضامین آتے رہتے ہیں۔ ان میں جنگ کے یہ شاطر کارکن کوئی کتر بیونت یا کوئی رد و بدل نہیں کرتے، لیکن جیسے ہی ان کی نظر سے "منکرین فضائل رسالت" کے تعاقب میں لکھا ہوا کوئی خط گذرتا ہے، ان پر قیامت گذر جاتی ہے اور یہ اس کا حلیہ ہی تبدیل کر دیتے ہیں، حالانکہ اس کے مدیر اس کے کارکنان کو اس حرکت سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہی رہتے ہیں۔

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "اس بیچارے کے جواب میں بریلوی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ نے جواب دینے کی زحمت گوارہ فرمائی ہے، گویا اتنا اتنا قرآن اور کتوں بلیوں والی سرکاروں کے اتنے اتنے کرتوت دکھلانے کے باوجود آپ کے خیالات ابھی تک ویسے ہی ہیں اور آپ نے شرک و بدعات کی حمایت اور توحید و سنت کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا ہی ہوا ہے"۔----- تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ میرے بھائی! اگر آپ میری قوت استدلال اور حق بیانی دیکھ لینے کے باوجود اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ میں غبی، ضدی اور پکا بریلوی نہ ہوتا تو آپ کے اتنا اتنا قرآن سنا لینے اور کتوں بلیوں والی سرکاروں کے اتنے اتنے کرتوت دکھا لینے کے بعد ضرور اہل حدیث بن جاتا، تو چلئے چھوڑیئے مجھ غبی، ضدی اور پکے بریلوی کو۔ ساری دنیا تو غبی، ضدی اور پکی بریلوی نہیں، لہذا میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ آئندہ ڈیڑھ دو ماہ جو آپ برطانیہ میں "جم" کر رہنے والے ہیں، اس میں یہ مفید اور کارآمد کام کر ہی ڈالئے کہ راوی کے اداریئے سے لے کر آج تک میری اور آپ کی اور آپ کے شاہین صاحب کی جو تحریری گفتگوئیں ہوئی ہیں، نہایت ایمان داری سے قطع و برید، کمی بیشی اور تقدیم و تاخیر کے بغیر من و عن اپنے وعدے کے مطابق کتابی شکل میں شائع فرما دیجئے، خدا کے فضل و کرم سے آپ کے پاس اردو ٹائپنگ مشین بھی ہے اور دیگر وسائل و ذرائع بھی، دنیا خود دیکھ لے گی کہ شرک و بدعت کے خصوص میں آپ نے محمد میاں بریلوی کو کیسے کیسے پچھاڑا، کیسے کیسے لتاڑا اور کیسے کیسے عاجز کیا ہے؟ تو کیا میں امید کروں کہ آپ میرے اس مخلصانہ مشورے کو ضرور شرف قبولیت عطا فرما کر بہت سی سعید و مخلص غیر بریلوی روحوں کو اہل حدیث بنانے میں میری مدد فرمائیں گے کہ۔

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

اس سلسلے میں میں آپ کے ساتھ حسب مقدور ہر طرح کا مخلصانہ اور ایمان دارانہ تعاون کرنے کیلیئے ہمہ تن تیار ہوں، خدا کرے آپ اس مفید اور کارآمد کارخیر کو موء خر نہ فرمائیں، کہ غالباً "الخیر لا یوء خر" فرمان رسالت یعنی حدیث ہے اور آپ پکے اہل حدیث---- آگے چل کر آپ رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "ویسے میاں صاحب! آپ کبھی تنہائی میں سوچیئے گا ضرور کہ جب بھی کوئی شرک پر اظہار نفریں اور بدعت پر لعنت بھیجتا ہے تو آپ کو اتنی تکلیف کیوں ہوجاتی ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ آدمی جس کا فرزند ہوتا ہے اس کے بارے میں غیرت کھاتا ہے، ہم اللہ و رسول کے متبع ہیں، اس لئے کوئی شرک و بدعت کی بات کرے تو ہمیں غیرت آجاتی ہے اور آپ جناب کو توحید و سنت کی بات بری لگتی ہے، اگر آپ سوچیں گے تو انشاء اللہ آپ کی آنکھیں بروقت ضرور کھل جائیں گی"۔

تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ میرے بھائی! اپنی ان عبارات میں آپ نے مجھے فرزند شرک و بدعات اور اپنے آپ کو فرزند توحید و سنت لکھ تو ڈالا ہے لیکن غور نہیں فرمایا کہ آج برسہا برس سے محمد میاں بریلوی ہم سے علی الاعلان جو مطالبے پر مطالبہ کرتا چلا جارہا ہے کہ غیراللہ سے مدد مانگنا اور غیراللہ کو پکارنا اگر واقعی شرک ہے تو اے لوگو! از آدم تا ایں دم بلکہ تا قیام قیامت ہونے والے تمام ابشار، تمام ارجال، تمام ابناد اور تمام عباد میں سے صرف اور صرف ایک بشر، ایک رجل، ایک بندہ اور ایک عبد ہی ایسا پیش کر دو جس نے اپنی ساری زندگی میں کبھی بھی، کہیں بھی اور کسی وقت بھی کسی غیراللہ سے نہ مدد طلب کی ہو نہ کسی غیراللہ کو پکارا ہو۔ تو اس بات کے پایہ ء تحقیق پر پہنچ جانے کی صورت میں میں غیر مشروط طور پر غیراللہ سے مدد مانگنے اور غیراللہ کو پکارنے کو شرک تسلیم کر لوں گا، خواہ مجھ سے کوئی راضی رہے یا ناراض۔ ایسے ہی کتنے زمانوں سے میں آپ حضرات سے مطالبے پر مطالبہ کرتا چلا جارہا ہوں کہ ایک ابن تیمیہ، ایک محمد بن عبدالوہاب نجدی یا ایک عبدالعزیز بن باز ایسا دکھا دو جس نے اپنی زندگی کا کوئی برس یا کوئی مہینہ، کوئی ہفتہ یا کوئی دن، کوئی گھنٹہ یا کوئی منٹ، کوئی سانس یا کوئی سیکنڈ "صحاح ستہ" سے ناثابت طور طریقے پر نہ گذارا ہو، تو میں اس بات کے بھی پایہ ء تحقیق پر پہنچ جانے کی صورت میں بغیر کسی چوں وچرا اور بغیر کسی اگر مگر کے "عید میلاد پاک" کو بدعت اور جہنمی اور دوزخی کام تسلیم کر لوں گا، لیکن کتنے تعجب، کتنے دکھ اور کتنے افسوس کی بات ہے کہ توحید و سنت کے فرزند ہونے کے ہزار مدعی اور شرک و بدعت کے دشمن ہونے کے لاکھوں دعووں کے باوجود آج تک آپ حضرات میرا اتنا سیدھا سادہ اور آسان سا مطالبہ بھی پورا کرنے سے عاجز رہے ہیں اور شاید بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ، یقیناً یقیناً آئندہ بھی رہیں گے، بالکل ویسے ہی جیسے کفار مکہ بوجہل و بولہب اسلام کو مٹانے کیلیئے جنگ وجدل اور قتل وقتال کا مشکل اور مہنگا اقدام تو اٹھاتے رہے لیکن نہایت آسان راستہ "قرآن پاک کی مثل ایک چھوٹی سی سورت یا آیت" پیش کر کے اسلام کو مٹانے سے عاجز رہے تھے۔ یا اگر اس موقع پر میں کسی غلط فہمی کا شکار ہو رہا ہوں تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے، ممنون ہوں گا۔

محمد میاں کو توحید و سنت کا عدو مبین اور شرک و بدعت کا فرزند سمجھنے والے میرے بھائی! درحقیقت محمد میاں چاہے آپ مانیں چاہے

نہ مانیں، آپ سے بڑھ کر توحید و سنت کا حامی اور آپ سے بڑھ کر شرک و بدعت کا دشمن ہے، لیکن اسے شکوہ صرف یہ ہے کہ آپ حضرات نے اپنی اپنی حکومتوں کے استحکام و پختگی کی غرض سے یہود و نصاریٰ اور ہنود کو خوش رکھنے کی خاطر مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑانے کے لئے توحید و سنت اور شرک و بدعات سے متعلق جو نئے نئے اصول و ضوابط اور قوانین و قواعد وضع کر لئے ہیں، یہ سراسر غلط ہیں اور بس۔ لہذا اگر میں حضور انور ﷺ کے خدا داد فضائل و کمالات کے مومنین کو" مشرک" اور قرآن پاک یا درود شریف پڑھنے یا ذکر اللہ کرنے والوں کو "بدعتی اور جہنمی اور دوزخی اور ناری" قرار دینے والوں سے برسرپیکار ہوتا ہوں تو اسے کوئی جرم نہیں سمجھتا، خواہ آپ مجھے بریلوی قرار دیں یا مالیگانوی، نجدی سمجھیں یا دیوبندی، کہ ؎

بچوگے کس طرح ردعمل سے کوئی ردعمل سے بچ سکا ہے؟

آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "خیر، اب انشاء اللہ تعالیٰ تفصیل سے باتیں ہونگی۔ بہت سا نیا مواد الحمد للہ، اللہ نے عنایت فرمایا ہے آپ بھی گیارہویں والے پیر کے کرم سے تیار ہوں گے اور ہم اللہ کے کرم سے ان کا جواب دیں گے"۔

تو آپ کی ان تعلیوں اور بڑھکوں کے جواب میں "یہ منہ اور مسور کی دال" کی پھبتی کسنے کی بجائے میں سبحان اللہ کہوں گا۔ پھر سوال کروں گا کہ اللہ کے پیارے رسول سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے کرم سے شرک و بدعت کے تعلق سے میں نے جو جو قاہر سوالات آپ سے کئے ہیں آپ ان کے جواب کب رقم فرمائیں گے؟ اندریں حالات کہ میں تو بریلوی ہونے کے باوجود آپ کے ایک ایک دعوے پر حتی الامکان آپ کو لاجواب یا باجواب کرتا چلا جارہا ہوں لیکن آپ میرے کسی بھی سوال کا کوئی نوٹس ہی نہیں لے رہے ہیں خصوصاً اس نکتے کا کہ آپ حضرات کی وضع کردہ گھڑی ہوئی شرک و بدعت کی تعریف کے مطابق تو کوئی انسان بھی--- موحد اور جنتی اور فردوسی--- نہیں رہ جاتا، ہر ہر انسان، عبد اور بندہ--- بدعتی، جہنمی، دوزخی اور ناری--- بن جاتا ہے لیکن آپ بلکہ سارا ہندوستان پاکستان بھی اس سوال پر چپ ہے صمٌ بکمٌ عمیٌ بنا ہوا ہے، کوئی بھی جواب نہیں دے رہا ہے، گویا ؎

سننے کی کوئی چیز نہ کہنے کی کوئی بات کس درجہ کشمکش میں یہ عبد حقیر ہیں

مافی الضمیر کس سے کہیں کیا بیاں کریں مافی کے ہیں وجود نہ باقی ضمیر ہیں

یا اگر میں ہی کسی خوش فہمی یا غلط فہمی کا شکار ہو رہا ہوں تو مجھے مطلع کیجئے، کرم ہوگا۔---- اللہ کے کرم کو اپنے کھاتے اور غیراللہ گیارہویں شریف والے پیر کے کرم کو میرے کھاتے میں درج بالا تحریر میں ڈال کر اپنے آپ کو--- موحد خالص--- اور مجھے--- مشرک صریح---ظاہر کرنے کی کوشش کرنے والے میرے بھائی! محمد میاں بریلوی کے اس شرک صریح کے ساتھ ساتھ کیا آپ اپنے" موحد خالص" شفیق الرحمن صاحب شاہین سے بھی اسی شرک صریح کے صدور پر حق گوئی کا فرض ادا کرنا پسند فرمائیں گے؟

دیکھئے تو، شاہین صاحب نے مجھے اپنے ۲۴جنوری ۹۵ ۱۹ء کے خط میں رسول کریم ﷺ کو ایک مرتبہ کریم، ایک مرتبہ اکرم---۱۰جون ۹۵ ۱۹ء کے خط میں ایک مرتبہ کریم، پانچ مرتبہ اکرم---۲۷جولائی کے خط میں ایک مرتبہ کریم، ایک مرتبہ محدثین کرام---۱۴ستمبر کے خط میں ایک مرتبہ محدثین کرام---۲۸ نومبر کے خط میں ایک مرتبہ کریم---۱۰جنوری ۹۶ ۱۹ء کے خط میں ایک مرتبہ کریم، دو مرتبہ اکرم---۱۰ اپریل ۹۶ ۱۹ء کے خط میں ایک مرتبہ کریم، دو مرتبہ اکرم اور ۳ مئی کے خط میں ایک مرتبہ اکرم لکھ بھیجا ہے۔ بلکہ اگر آپ مطالبہ کریں تو ایسے صدہا بلکہ ہزارہا ثبوت اور بھی اہل حدیث حضرات کی تحاریر سے دیئے جاسکتے ہیں، لہذا جواب عنایت ہو کہ بڑے پیر صاحب کا کرم ماننا کیوں شرک؟ اور رسول کریم ﷺ کا کرم کیوں نا شرک؟ کیا خدا وحدہ لاشریک لہ نہیں؟---- پھر اس سونے پر سہاگہ یہ کہ شاہین صاحب نے ۲۷جولائی ۹۵ء کے اپنے خط میں مجھے توحید خالص کا بیان کرتے ہوئے یہ بھی لکھ بھیجا ہے کہ (مفہوم) "ایک مرتبہ ایک بدو نے حضور ﷺ سے مطلب برآری کرتے ہوئے کہا کہ تو بڑا کریم ہے، تو خوشامد، غلو اور مبالغہ آرائی سے نفرت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا، فضول باتیں نہ کر، بلکہ اپنا کام بتا، اور اس کا کام کر دیا"۔----بلکہ اسی خط میں دوسری جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) "کفار مکہ کے خیال میں حضور ﷺ عجیب نبی تھے جو صرف ایک اللہ کو عالم الغیب والشہادہ، قادر کریم، صاحب تصرفات اور کلی اختیارات والا مانتے تھے"۔---بلکہ سب سے آخری ۳ مئی ۹۶ ۱۹ء کے خط میں تو یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ (مفہوم) "محمد میاں! حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں کہ خبردار! میرا وہ حال نہ کرنا جو اہل کتاب نے حضرت عیسیٰ ں کو خدا کا بیٹا بنا کر کیا، میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں بس"۔----تو کیا "موحد خالص اور غیر بریلوی" شاہین صاحب کی ان تحاریر سے یہ نتیجہ نہیں اخذ کیا جاسکتا کہ ایک طرف تو وہ یہ لکھتے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول ارواحنا فداہ ﷺ---کریم---صرف اور صرف اور صرف---اللہ تعالیٰ---کو ہی سمجھتے تھے لیکن دوسری طرف یہی شاہین، یہی موحد خالص اور یہی غیر بریلوی بشر، عبد اور بندے یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ--- کریم--- بلکہ غلو، علو اور مبالغے کے ساتھ--- اکرم---بھی ہیں، بلکہ شرک صریح کی مذمت میں جب وہ یہ حدیث سناتے ہیں کہ (مفہوم) "لوگو! مجھے حضرت عیسیٰ ں کی طرح خدا کا بیٹا نہ بنا دینا"۔---- تب بھی خدا کی قدرت کہ موحد خالص اور غیر بریلوی ہونے کے باوجود شرک صریح کے مرتکب ہو کر یوں سناتے ہیں کہ--- رسول اکرم ﷺ یہ فرماتے ہیں۔

تو کیا ان کی یہ بات خدا لگتی کہئے بالکل ایسی ہی نہیں جیسے کوئی مشرک یا بریلوی کہے کہ شاہین صاحب! حاضر و ناظر، غیب کے عالم، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہمیشہ یاد رکھنا کہ میرا وہ حال نہ کرنا جو اہل کتاب نے حضرت عیسیٰ ں کو خدا کا بیٹا بنا کر کیا، میں تو خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں بس---- یا اگر اس موقع پر میں شاہین صاحب کے ساتھ کوئی زیادتی یا ناانصافی کر رہا ہوں تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے، میں ان سے معذرت کر لوں گا---- اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "براہ کرم جو باتیں میں نے ۱۰رمضان المبارک والے خط میں لکھی تھیں اور اس کے بعد یکم جون، پھر ۹جون والا خط جس میں آپ کے بیان کردہ نکات پر گفتگو کی تھی، ان کا جواب ابھی آپ کے ذمے ہے، اگر آپ پسند فرمائیں تو بات کو وہیں سے شروع کیا جائے جہاں سے چھوڑی تھی۔ بحث کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ متعلقہ مضمون کو ہی زیر بحث لایا جائے

آپ کی عادت شریفہ ماشاء اللہ، کافی تیز ہے لیکن ایسا ہونے نہیں دوں گا، انشاء اللہ"۔

تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ میرے بھائی! آپ کے قلم گہربار سے یہ خبر پڑھ کر میں حیران ہوں کہ آپ کو ابھی تک آپ کے ۱۰ رمضان والے خط کے جواب میں ۱۴ جون ۹۵ء کو بھیجے ہوئے میرے چھ صفحات اور اس کے دس، پندرہ دن بعد سہواً تاریخ لکھے بغیر بھیجے ہوئے پانچ صفحات یعنی کل گیارہ صفحات

نہیں مل سکے ہیں، حالانکہ آپ کے محترم وکیل شاہین صاحب نے ۱۵ جولائی ۹۵ء کو مجھے لکھا تھا کہ (مفہوم)"محترم حافظ درانی صاحب دو ماہ کے دورے پر سعودی عرب اور پاکستان روانہ ہوگئے ہیں، اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ واپسی پر آپ سے خط وکتابت کر سکیں گے"۔-----اس لئے میں تو یقین کے ساتھ سمجھ رہا تھا کہ آپ کو میرے یہ گیارہ صفحات مل چکے ہیں ورنہ آپ یہ خبر بھیجنے کی بجائے جواب کا مطالبہ فرماتے، لیکن پھر آپ کے زیر بحث خط کی وصولی سے پہلے تک یہ سمجھتا رہا کہ شاید آپ جواب لکھنے سے قاصر ہیں، اس لئے جواب نہیں آرہا ہے، یہی وجہ تھی کہ ۱۳ اپریل ۹۶ء کو میں نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے شاہین صاحب کو لکھا تھا کہ --- درانی صاحب پاکستان سے کب تشریف لا رہے ہیں؟--- حالانکہ مجھے اخبارات کے ذریعے علم ہو چکا تھا کہ آپ کبھی کے تشریف لا چکے ہیں لیکن انہوں نے اس سوال کا کوئی بھی جواب عنایت نہیں فرمایا ہے، ایسے ہی آپ نے اپنے یکم جون اور ۹ جون والے خطوط کے جواب کے ملنے کی بھی نفی کی ہے، حالانکہ آپ کے یکم جون والے خط کا جواب میں نے ۵ جون کو آپ کو بھیج دیا تھا اور خدا کی قدرت کہ آپ نے اپنے ۹ جون والے خط میں پہلی ہی سطر میں نہ صرف اس کی وصولی کی اطلاع دی ہے بلکہ اس پر تبصرہ بھی فرمایا ہے لیکن بہر حال، میرے پاس اپنے ان خطوط کی فوٹو کاپیاں موجود ہیں، لہذا میں انہیں دوبارہ بھیج رہا ہوں، جواب ضرور عنایت فرمائیے گا۔

رہ گئی بات آپ کے ۹ جون والے خط کے جواب کی، تو چونکہ اس میں آپ نے یا تو ۱۰ رمضان والے خط کے مضامین کا اعادہ فرمایا ہے یا شیعیت اور بریلویت پر تبرا برسایا ہے۔ اس لئے میں اپنے اس موقف کا پھر اعادہ کر رہا ہوں کہ ہماری گفتگو اور بحث کا اصل مقصد"شرک و بدعت" کی تحقیق ہے نہ کہ خمینی وخلافت اور احمد رضا و بریلویت۔ لہذا پہلے اس بات کو متحقق کیا جائے کہ کیا واقعی غیراللہ کو پکارنا اور غیراللہ سے مدد مانگنا"کفر و شرک" اور صحاح ستہ کی حدود سے تجاوز کرنا"بدعت، جہنمی، دوزخی اور ناری کام" ہیں؟ یا ایں خیالست و محالست وجنوں۔ یعنی بالفاظ دیگر--- ان کو شرک و بدعت مان کر کسی انسان کا غیر مشرک اور غیر بدعتی ثابت ہونا ممکن اور آسان ہوگا یا ناممکن اور بیحد مشکل--- اس کے بعد فریقین کی رضا مندی سے دوسرے موضوعات اور دوسرے عنوانات پر بحث کی جائے گی ورنہ بات پر بات نکلتی جائے گی اور نتیجہ کچھ بھی نہ نکل سکے گا۔ میرے اس موقف کی تائید آپ نے بھی اپنی اسی عبارت میں یوں کی ہے کہ (مفہوم)"بحث کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ متعلقہ مضمون کو ہی زیر بحث لایا جائے"----- اور ظاہر ہے کہ ہماری بحث صرف اور صرف"شرک و بدعت" سے متعلق ہے، خمینی یا شیعیت یا بریلویت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

اس کے بعد آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "آپ کی عادت شریفہ ماشاء اللہ کافی تیز ہے لیکن ایسا ہونے نہیں دوں گا، انشاء اللہ، یا تو آپ شرک و خرافات سے اعلان براء ت کر کے عقیدہ ء توحید و سنت کو اپنائیں گے یا پھر اقرار کریں گے کہ یہ ہماری قسمت میں نہیں"۔----- لہذا اس کے جواب میں عرض ہے کہ میرے بھائی! آپ مجھ سے کون سے عقیدہ ء توحید و سنت کے اپنانے اور کون سے عقیدہ ء شرک و بدعت سے اعلان براء ت کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں؟ اس عقیدہ ء توحید و سنت اور اس عقیدہ ء شرک و بدعت سے؟ جن کے تسلیم و انکار سے کائنات میں ایک بھی انسان، ایک بھی بشر، ایک بھی رجل، ایک بھی عبد، ایک بھی بندہ، ایک بھی نبی، ایک بھی رسول، ایک بھی فرشتہ بلکہ خود اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ واتم برہانہ بھی بعض صورتوں میں محفوظ و مامون نہیں رہ جاتا۔ مختصر ثبوت درکار ہو تو یہ ہے کہ یہ سب کے سب قرآن و حدیث کی رو سے غیر اللہ کو پکارتے بھی رہے ہیں اور غیر اللہ سے مدد بھی مانگتے رہے ہیں، جبکہ آپ کے عقیدہ ء توحید و سنت اور آپ کے عقیدہ ء شرک و بدعت کی رو سے یہ دونوں کام شرک ہیں، بدعت ہیں، ناجائز ہیں، حرام ہیں اور نہ جانے کیا کیا ہیں۔

لہذا وضاحت فرمائیں کہ آپ مجھ سے کون سے عقیدہ ء شرک و بدعت سے براء ت اور کون سے عقیدہ ء توحید و سنت کے اعتراف کے اعلان کا مطالبہ فرما رہے ہیں؟ انشاء اللہ تعالیٰ، ان کی رو سے کائنات میں اگر ہزاروں مومنین اور لاکھوں موحدین کے وجود کا اثبات ہوتا ہو گا تو میں بچشم و سر آپ کا مطالبہ ضرور پورا کر دوں گا ورنہ لکم دینکم ولی دین، تم تمہارے دین پر ہم ہمارے دین پر۔ ہاں! احقاق حق و ابطال باطل کیلئے اتنا ضرور کر دیجئے گا کہ اس سلسلے میں ہماری اور آپ کی اور شاہین صاحب کی جتنی تحریری گفتگوئیں ہوئی ہیں، نہایت ایمان داری سے قطع و برید، کمی بیشی اور تقدیم و تاخیر کے بغیر من و عن اپنے وعدے کے مطابق کتابی شکل میں شائع فرما دیجئے گا، چشم ما روشن دل ماشاد۔ اس سلسلے میں آپ کے اظہار آمادگی کے بعد میں آپ کے اور محترم شاہین صاحب کے ساتھ ہونے والی اپنی تمام خط و کتابت کی فوٹو کاپیاں آپ کو ارسال کر دوں گا، یا اگر کسی وجہ سے آپ یہ کام نہ کر سکیں تو مجھے اجازت دے کر اپنے پاس موجود تمام کاغذات مجھے روانہ فرما دیں، میں یہ کام کر لوں گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

فقط محمد میاں مالیگ 04-09-96

مکتوب 7 از مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالدعوۃ السلفیۃ

13-09-96

میاں صاحب محترم ! سلام مسنون !

آپ کا خط ملا۔ قرآن مجید میں ہے، ان الذین تدعون من دون اللہ، والذین یدعون من دون اللہ، وغیرہا من الآیات الکریمہ----کیا آپ واقعی اللہ کو پکارنے اور غیراللہ کو پکارنے میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے ؟ جواب دو سطر میں ہونا چاہیئے، شکریہ

عبدالاعلیٰ مرسلہ 17-09-1996

جوابِ مکتوب از مالیگ صاحب

خ

۸۶،

21-09-96

عالی جناب مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی !

سلام مسنون، مزاج گرامی، ۲۰ ستمبر۹۶ء بروز جمعہ شریف آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا ہے، پڑھ کر نہایت ہی افسوس اور تعجب ہواکہ آپ نے تو ساری دنیا کے غیر غبی، غیر ضدی اور غیر بریلوی مسلمانوں کو غیر مشرک، غیر بدعتی اور اہل حدیث و موحد خالص بنانے کی میری نہایت ہی آسان تجویز پر اپنے کسی بھی رد عمل کا کوئی بھی اظہار نہیں فرمایا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ میرے نزدیک اس سے بڑھ کر دکھ اور افسوس کی اور کوئی بات نہیں ہوسکتی کیونکہ اللہ کی رضا کو سب سے بڑی کامیابی اور اللہ کی ناراضگی کو سب سے بڑی ناکامی سمجھتا ہوں، لیکن بہر حال اور بہر صورت آپ کے دو سطری سوال کا جواب بے تکی شاعری میں دے رہا ہوں، ملاحظہ فرمائیے ۔

اِلہ و غیرِاِلہ کی پکار میں مرے درزمین و عرش سے بڑھ کر ہے فرق اور دوری

جسے بریلوی سنی تو مانتے ہیں مگر وہابیان جفاپیشہ مانتے ہی نہیں

مریکے جیسے مریلے کو یہ پکارتے ہیں مگر نبی کے پکارے کو شرک جانتے ہیں

مریکہ اور نبی دونوں غیر رب ہیں اگر پکار اس کی روا ان کی شرک ہے کیونکر؟

سوال ایسا ہے یہ ایک جس کا کوئی جواب وہابیان جفا پیشہ کے لئے ہے عذاب

اگر خزانہ ء عالی میں ہو کوئی موجود تو ایک در ہی عنایت کریں برائے نمود

وہ در ہوا ایسا کہ جس در نے زندگی میں کبھی یہ شرکِ ظاہر و باطن کیا نہیں ہو کبھی

جواب اس کا مگر آپ دے نہیں پاتے عذاب و قہر الٰہی کو یوں ہیں بھڑکاتے

مجھے افسوس ہے کہ آپ کے مطالبے کے مطابق میں آپ کے سوال کا دو سطروں میں جواب نہیں دے سکا، معافی کا خواستگار ہوں اور منتظر جواب بھی کہ آپ میرے ۱۱ نومبر ۹۴ء ء کے لکھے بارہ صفحات، ۳۱ مئی ۹۵ء ء کے لکھے دو صفحات، ۵ جون ۹۵ء ء کے لکھے تین صفحات، ۱۴ جون ۹۵ء ء کے لکھے گیارہ صفحات اور ابھی ابھی ۴ ستمبر ۹۶ء ء کے لکھ سات صفحات کے مندرجات کے جواب کی بجائے ---بریلوی، بریلوی--- کیوں کئے جارہے ہیں؟ جبکہ بریلویت ہمارا موضوع نہیں ہے۔

21-09-96 فقط محمد میاں مالیگ

مکتوب 8 از مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالدعوۃ السلفیۃ

24-09-96

محترم مولانا میاں صاحب! سلام مسنون،

میرے مختصر سے سوال کے جواب میں جو دراصل آپ ہی کے خیالات سے پیدا ہوا ہے آپ کی شاعری ملی، میرا مطالبہ یہ نہیں تھا کہ آپ شاعری شروع کردیں، سوال بہت واضح تھا اور ہے کہ کیا آپ واقعی من دون اللہ کا معنیٰ نہیں سمجھتے؟ کسی انسان سے مدد مانگنے کو کیا ان کو معبود ماننے کے مترادف قرار دیا جاسکتا ہے؟ قرآن غیراللہ کو پکارنے کو شرک قرار دیتا ہے، اور اس کی نوعیت کیا ہے؟ بات تو بڑی سیدھی تھی، رہا آپ

کا یہ فرمان کہ میرے فلاں فلاں خط کا جواب نہیں دیا، اس طرح تو میرے بھی کسی خط کا جواب بھی آپ نے نہیں دیا، میں نے بھی اپنی بات نہیں دہرائی کہ آپ میرے اٹھائے گئے ان نکات کا جواب دیں، وہ کچھ عرصہ کیلئے ہم ڈیو رکھتے ہیں، پہلے بنیاد صاف ہوجائے پھر عمارت کا بھی جائزہ لیں گے۔

ویسے لطیفے کی بات ہے کہ کیا آغا شورش کاشمیری مرحوم کی کتاب نقل کر دینا بھی جواب طلب بات ہے؟ لیکن آغا صاحب مرحوم نے جو بریلویت کے خلاف جہاد کیا، چٹان کے پرچے گواہ ہیں، ان پر بھی بات ہو سکتی ہے، ویسے ان کی کیسٹیں بھی موجود ہیں، ضرورت سمجھیں تو بھیج دوں۔ محترم! آپ بار بار ایک ہی بات دہراتے ہیں کہ غیراللہ سے اگر مانگنا شرک ہے تو دنیا میں کوئی بھی موحد نہیں، میں نے صرف اتنا پوچھا تھا کہ کیا

غیراللہ، من دون اللہ کا معنیٰ آپ نہیں جانتے؟ اگر جانتے ہیں تو کیا ہے؟ آپ جواب ہاں یا ناں میں دیں اور جو جواب ہوتا اسی سے فیصلہ ہوجاتا، مگر آپ نے شاعری شروع کر دی، اس سے کام نہیں چلے گا اور میرا خیال ہے کہ اب آپ کی عمر شاعری کی ہے بھی نہیں، اس خط میں بھی وہی بات دہرا رہا ہوں، براہ کرم ہاں یا ناں میں جواب عنایت فرمائیں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کا کوئی قرض اپنے ذمے واجب الادا نہیں رکھوں گا، انشاء اللہ العزیز۔ ویسے تو آپکے اس نامہ والا سے بھی کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں مگر پہلے اصل سوال؟

خاکسار محمد عبدالاعلیٰ 24-09-96

جوابِ مکتوب از مالیگ صاحب

خ

۸۶،

30-09-96

عالی جناب مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی!

سلام مسنون، مزاج شریف، ۲۶ ستمبر ۹۶ء کو آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا ہے، پڑھ کر مندرجات سے آگاہی حاصل ہوئی۔ حسب حکم ان کے مختصر جواب حاضر ہیں۔ آپ نے ابتداء میں تحریر فرمایا ہے کہ (مفہوم) "میرے مختصر سے سوال کے جواب میں آپ کی شاعری ملی، میرا مطالبہ یہ نہیں تھا کہ آپ شاعری شروع کر دیں، سوال بہت واضح تھا اور ہے کہ کیا آپ واقعی من دون اللہ کا معنیٰ نہیں سمجھتے؟ کسی انسان سے مدد مانگنے کو کیا

ان کو معبود ماننے کے مترادف قرار دیا جاسکتا ہے؟"۔----- تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ میرے بھائی! یہ سائنس کی ترقی کا زمانہ ہے، میں آپ کو آپ کے سوال نامے کی فوٹو کاپی ارسال کررہا ہوں، آپ کسی بھی اپنے یا پرائے اردو داں کو یہ کاپی پیش کرکے دریافت فرمائیں کہ اس میں میں نے محمد میاں سے کیا پوچھا ہے؟ جواباً اگر وہ کہے کہ اس میں آپ نے پوچھا ہے کہ " محمد میاں! کیا آپ واقعی من دون اللہ کا مطلب نہیں سمجھتے؟ کسی انسان سے مدد مانگنے کو کیا ان کو معبود ماننے کے مترادف قرار دیا جاسکتا ہے؟"۔----- تو بلاچون وچرا غیر مشروط طور پر میں اپنی غلطی کو تسلیم کرلوں گا لیکن اگر وہ یہ کہے کہ اس میں پوچھا گیا ہے کہ، "محمد میاں! کیا آپ واقعی اللہ کو پکارنے اور غیراللہ کو پکارنے میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے؟" ۔----- تو پھر اپنے آپ کو غلط کار تسلیم کرلیجئے گا کہ میں نے تو آپ کے اس سوال کا نہایت ہی واضح اور روشن جواب دو سطر کی بجائے ایک ہی سطر میں یوں دے دیا ہے کہ ۔

اِلٰہ و غیر اِلٰہ کی پکار میں مرے درزمین و عرش سے بڑھ کر ہے فرق اور دوری

لیکن آپ کو گلہ اور شکوہ ہے کہ میں نے آپ کو آپ کے اس سوال کا کوئی جواب ہی نہیں دیا ہے حالانکہ ۲۸ ستمبر۹۶ء کے بالکل تازہ راوی نمبر ۸۲۰ میں خود آپ نے لکھا ہے کہ (مفہوم) "حضرت یوسف ں نے جس ماحول میں پرورش پائی تھی اور اب تقدیر انہیں جہاں لے آئی تھی دونوں میں زمین وآسمان کا سا فرق تھا"۔---لہذا غور فرمائیں کہ یہی بات درج بالا شعر میں میں کہہ رہا ہوں تو آپ کی سمجھ میں کیوں نہیں آتی؟ رئیس امروہوی نے کیا ایسے ہی کسی موقع پر کہا ہوگا کہ ۔

یہ ضعف ونقاہت کہ چلا ہی نہیں جاتا منزل کا تقاضہ ہے کہ دو چار قدم اور

خود اپنی ہی تحریر سمجھ آپ نہ پائیں محسوس یہ ہوتا ہے کہ آپ اور قلم اور

لیکن بہر حال اگر آپ یہی چاہتے ہیں کہ میں ضرور ہی جواب دوں کہ میں من دون اللہ اور غیراللہ کے معنیٰ ومطلب جانتا ہوں یا نہیں؟ تو واضح ہو کہ میں عربی زبان سے واقف نہیں، اس لئے نہیں جانتا کہ من دون اللہ اور غیراللہ کے کیا معنیٰ ومطلب ہیں، ہاں! کچھ جاہل قسم کے بریلویوں کی معیت وصحبت کے سبب اتنا جانتا اور سمجھتا ہوں کہ پوری کائنات میں اللہ رب العزت کے سوا جو کچھ بھی ہے سب کا سب غیراللہ بھی ہے اور من دون اللہ بھی۔ لہذا واضح فرمائیں کہ اب آپ کیا کہنا اور سمجھانا چاہتے ہیں، چشم ما روشن دل ما شاد۔

اس کے بعد مجھے مخاطب کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "رہا آپ کا یہ فرمان کہ میرے فلاں فلاں خط کا جواب نہیں دیا تو اس طرح تو میرے بھی کسی خط کا بھی جواب آپ نے نہیں دیا لیکن میں نے یہ بات نہیں دہرائی کہ آپ میرے اٹھائے ہوئے ان نکات کا جواب دیں"۔----- تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ میں نے آپ کے جواب یا آپ نے میرے جواب دیئے یا نہیں؟ انکے فیصلے کے لئے ہمیں اور آپ کو بحث ومکالمے کی ضرورت نہیں۔ اس کا نہایت ہی آسان اور لاجواب حل یہ ہے کہ حسب وعدہ آپ چپکے سے راوی کے ادارئیے

سمیت اس کے بعد اپنے لکھے ہوئے درد دل اور آپ کی اور میری اور شاہین صاحب کی ہونے والی تمام خط وکتابت کو نہایت ہی ایمان داری سے کسی حذف و اضافے، کسی کمی بیشی، کسی بھی تقدیم وتاخیر اور کسی ردوبدل کے بغیر کتابی شکل میں شائع فرمادیں، لوگ خود فیصلہ کر لیں گے کہ کس نے کس کو جواب دیا اور کس نے کس کو جواب نہیں دیا۔ یا پھر یہ کیجئے کہ اپنے تمام خطوط سے شرک وبدعت کے تعلق سے اپنے وہ سوالات چن چن کر مجھے دوبارہ بھیج دیجئے جن کے جواب آپ کی دانست میں میں نے نہیں دیئے ہیں، انشاء المولیٰ تعالیٰ میں ان کے جواب دینے کی حسب مقدور واستطاعت ضرور ضرور کوشش کروں گا۔ اللہ الموفق۔ ایسے ہی میں بھی اپنی تحاریر سے وہ نکات چن چن کر لکھ بھیجوں گا جن کے جواب میری دانست آپ نے نہیں عنایت فرمائے ہیں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے۔

اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "کیا آغا شورش کاشمیری کی کتاب نقل کر دینا بھی کوئی جواب طلب بات ہے؟ آغا صاحب نے بریلویت کے خلاف جو جہاد کیا چٹان کے پرچے اور ان کی تقاریر ان پر گواہ ہیں، ضرورت سمجھیں تو بھیج دوں"۔----- تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ میرے بھائی! انڈیا میں رہتے ہوئے بھی مجھے آغا شورش کاشمیری سے یہ تعارف حاصل تھا کہ وہ کس مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں لیکن میں نے تو ان کی کتاب کے اقتباسات آپ سے جواب لینے کیلئے نہیں بلکہ--- گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے--- کی مثل کے تحت یہ بتانے کیلئے نقل کئے ہیں کہ منکرین فضائل رسالت نے اپنی اپنی بادشاہتوں کے تحفظ واستحکام کیلئے اسلام کے دیرینہ دشمنوں یہود ونصاریٰ کی خواہش پر---شرک وبدعت--- کے عنوان سے --- ناممکن العمل---اصول وضوابط--- گھڑ گھڑ کر--- مسلمانوں کو مسلمانوں--- سے ہی--- اس بے دردی سے لڑایا یا دکھ پہنچایا ہے کہ نہایت ہی قوی اور مضبوط ومستحکم اعصاب وقوی---کا حامل--- شورش کاشمیری--- بھی بلک بلک کر آٹھ آٹھ آنسو---مکے اور مدینے--- میں رویا ہے--- لیکن اسے آپ سمجھ ہی نہ سکے اور بریلویت کا رونا رونے لگے بمصداق ؎

آج کے حضرت علامہ ومولانا وشیخ ہائے بیچارے بریلی کی ہیں ٹی بی کے شکار

اس موقع پر میں یہ بھی لکھ دوں تو مناسب ہوگا کہ شورش کاشمیری کی تحاریر کے نقل کی جواب دہی سے آپ کے بری الذمہ ہونے کے اصول و ضابطے کے تحت مجھ پر بھی بریلویت یا شیعیت یا ملتان یا پتوکی وغیرہ وغیرہ سے متعلق ان فوٹو کاپیوں کی جواب دہی کی کوئی ذمے داری عائد نہیں ہوتی جنہیں آپ نے مختلف رسائل سے اخذ کر کے مجھے بھیجا ہے، یہ میں اس لئے بھی لکھ رہا ہوں کہ ہماری بحث وگفتگو کا مرکزی عنوان صرف اور صرف اور صرف---شرک وبدعت--- ہے، نہ کہ کچھ اور۔ اس کے بعد آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ (مفہوم) "محترم! آپ باربار ایک ہی بات دہراتے ہیں کہ غیر اللہ سے اگر مانگنا شرک ہے تو دنیا میں کوئی بھی موحد نہیں"۔

تو اس کے جواب میں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میرے بھائی! اس موقع پر آپ نے میرے اس ایک نہایت ہی جابر وقوی، قاہر وتوانا اور لاجواب سوال کو اس طرح دہرایا ہے جیسے یہ کوئی نہایت ہی معمولی سا بے وقعت، فضول اور لایعنی سوال ہو۔ حالانکہ میں باربار آپ حضرات کی

منت و سماجت کر رہا ہوں، چاپلوسی کر رہا ہوں، خوشامد کر رہا ہوں کہ اے موحدین مخلصین! غیراللہ کی عبادت کرنے والا جیسے مشرک بن جاتا ہے، جہنمی اور دوزخی بن جاتا ہے ایسے ہی اقوام متحدہ اور امریکہ و برطانیہ کو پکارنے والا اور ان سے مدد مانگنے والا کیوں مشرک، کیوں جہنمی اور کیوں دوزخی نہیں بن جاتا؟ درآں حال کہ جیسے غیراللہ کی عبادت شرک صریح ہے ویسے ہی آپ حضرات کے عقیدے اور مسلک کے مطابق غیراللہ کو پکارنا اور غیراللہ سے مدد مانگنا بھی شرکِ خالص اور جہنمی و دوزخی کام ہے، لیکن افسوس صد ہزار افسوس اور حسرت و صد ہزار حسرت کہ ۱۹۹۱ء سے میرے مسلسل اور لگاتار مطالبے کے باوجود آپ حضرات آج تک نہ اسکی کوئی وجہ بیان کر پار ہے ہیں نہ اس غلط اور گمراہ کن عقیدے سے اعلان براءت کر رہے ہیں، گویا۔

قسمت نارسا رسا نہ ہوئی ہر طرح آزما کے دیکھ لیا

کسمسایا نہ کوئی یاروں میں بینڈ باجا بجا کے دیکھ لیا

یا اگر میں غلط بیانی کر رہا ہوں تو مجھے راہ ہدایت دکھائیے۔---- آگے چل کر آپ مجھے مخاطب کرتے ہوئے پھر رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "چاہئے تو یہ تھا کہ میرے سوال کا جواب آپ ہاں یا ناں میں دیتے لیکن آپ نے تو شاعری شروع کر دی، اس سے کام نہ چلے گا، اور میرا خیال ہے کہ اب آپ کی عمر شاعری کی ہے بھی نہیں"۔---- لہذا آپ کی اس موحدانہ اور سنتانہ مکرر و سہ کرر درافشانی پر ممنون ہوتے ہوئے سائل ہوں، جواب عنایت ہو کہ کھجور کی گٹھلیوں یا پھولوں کے دانوں پر سو سو مرتبہ سبحان اللہ، سو سو مرتبہ الحمد للہ، سو سو مرتبہ اللہ اکبر اور سو سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والے حضرات صحابہء کرام یا تابعین عظام یا تبع تابعین نیک انجام ث تک کو بدعتی اور جہنمی اور دوزخی قرار دینے پر بضد اور مصر میرے بھائی! کیا آپ قرآن پاک یا صحاح ستہ کی کتب سے ثابت کر سکتے ہیں کہ شاعری کی عمر کیا ہوتی ہے؟ یعنی حضور پاک ﷺ نے کس عمر میں شاعری شروع فرمائی تھی اور کس عمر میں اسے بدعت اور جہنمی اور دوزخی کام قرار دے دیا تھا؟ یا اگر یہ ثبوت نہ پیش فرما سکیں تو پھر اس سوال کا جواب عنایت ہو کہ آپ نے اپنا یہ مسلک اور یہ عقیدہ کیوں تحریر فرمایا؟ کہ اتنی عمر سے اتنی عمر تک شاعری جائز، روا، گوارا، سنت اور جنتی کام اور اس عمر سے اس عمر تک ناجائز، ناروا، ناگوار، بدعت اور جہنمی اور دوزخی کام بن جاتی ہے۔ یہ سوال میں نے اس لئے اٹھایا ہے کہ آپ جیسے موحدین خالص نے یہ ناممکن العمل مسلک اور عقیدہ وضع کر رکھا ہے کہ جو تسبیح، جو تحمید، جو تکبیر، جو تہلیل اور جو عمل بھی مثلاً نماز یا روزہ یا حج یا زکوٰۃ یا شریعت کی پابندی یا معروفات پر عمل حضور ﷺ کی تسبیح و تہلیل یا تحمید و تکبیر یا نماز و روزہ یا حج و زکوٰۃ یا شریعت کی پابندی یا معروفات پر عمل سے مختلف یا کم و بیش یا سرخ و سفید یا اونچا نیچا یا دور و نزدیک ہوگا، بدعت ہوگا، جہنمی کام ہوگا، دوزخی فعل ہوگا۔ لہذا جواب عنایت ہو کہ کچھ شاعری جنتی کام اور کچھ شاعری دوزخی کام کیوں اور کیسے ہوگئی؟ یا ساری شاعری بدعت کیوں نہیں؟ بلکہ لگے ہاتھوں یہ بھی دیکھتے چلئے کہ ایک ناممکن العمل، ناصحیح اور غلط عقیدہ وضع کر کے آپ حضرات نے اپنے آپ کو کیسی کیسی مشکلات اور کتنی کتنی کٹھنائیوں سے دوچار کر رکھا ہے۔ میرے سامنے ہفت روزہ راوی کا ۲۸ ستمبر کا بالکل تازہ شمارہ نمبر ۸۲۰ موجود ہے، اسکے صفحہ ۶ پر آپ کی بڑی حد تک ہم مشرب و ہم مسلک ہونے کے باوجود کمبران کی صبیحہ صاحبہ

علوی آپ کے بدعتی مسلک ومشرب سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ (مفہوم) "مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی کی تحریر ---مانگے کی زبان--- بڑی اچھی تحریر ہے، میں اس کے تمام مندرجات سے متفق ہوں لیکن ایک بات میرے دل کیلئے قابل قبول نہیں کہ روزنامہ جنگ بھی مرحوم آواز کی بدعت پر عمل پیرا ہے اور راوی جیسا محافظ بھی اردو کے ساتھ انگریزی زبان کا تڑکا لگانے لگا ہے، میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اردو انگریزی ملا کر اخبار نکالنے میں کوئی برائی یا عیب ہے"۔ لہذا ایک لمحے کیلئے ٹھہریئے اور سوچئے میرے بھائی! کہ اگر اردو کے ساتھ انگلش کا انضمام بھی بدعت ہوسکتا ہے، جہنمی اور دوزخی کام بن سکتا ہے تو برمنگھم کے موحدین خالص کے کلی طور پر انگلش رسالے The Straight Pathکی ماہانہ اشاعت کیوں بدعت، کیوں جہنمی اور کیوں دوزخی کام نہیں؟ بلکہ بات یہیں آکر کہاں رک جاتی ہے؟ بات تو ساری دنیا کی غیر عربی زبانوں تک جاپہنچتی ہے کہ رسول پاک ﷺ کے تعلق سے صحاح ستہ میں کہیں نہ ہوگا کہ آپ دنیا بھر کی تمام غیر عربی زبانوں میں رسائل شائع فرماتے تھے یا گفتگو فرماتے تھے، لہذا آپ حضرات کے عقیدے اور مسلک کے مطابق توتمام غیر عربی رسالے اور تمام غیر عربی داں مسلمان بدعتی بھی بن گئے اور جہنمی و دوزخی بھی، بلکہ ایک قدم اور آگے بڑھ کر حسرت پوری ہی کرلوں، جواب دے کر ممنون فرمائیں کہ حضور اکرم ﷺ روزانہ کتنی سطور لکھتے اور کتنے صفحات پڑھتے تھے تاکہ ہم بھی آپ کے مسلک اور عقیدے کے مطابق اُتنی ہی سطور گن گن کر لکھیں اور اُتنے ہی صفحات گن گن کر پڑھیں، ورنہ جہنم اور دوزخ ہمارا مقدر بن جائیں گے، یا پھر کہنے دیجئے کہ ۔

جس پہ عامل رہے نہ خود قائل کیا زباں پر وہ بات سجتی ہے؟

ان سے کہتا ہوں حال دل اپنا بھینس کے آگے بین بجتی ہے

یا اگر مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہورہی ہو تو اسی کا اظہار فرمادیں تاکہ میں اپنی ہی اصلاح کرلوں--- اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کا کوئی قرض اپنے ذمے واجب الادا نہیں رکھوں گا"۔

اس لئے آپ کے منہ میں گھی شکر کی دعائیں دیتے ہوئے عرض گذار ہوں کہ میرے بھائی! یہ معاملہ اب صرف میری ذات تک محدود نہیں رہ گیا بلکہ دنیا کے سب سے بڑے شمار کئے جانے والے اردو اخبار کی زینت بن چکا ہے کہ اس اخبار میں بھی آپ حضرات بڑے زور شور سے--- غیراللہ سے مدد مانگنے کو شرک اور عید میلادپاک کو صرف اور صرف صحاح ستہ سے نہ ثابت ہونے کے سبب بدعت اور جہنمی اور دوزخی کام--- قرار دیتے رہتے ہیں، یقین نہ آئے تو ۲۵ نومبر۹۳ء کے جنگ میں اپنے خود کے، ۲۵ فروری ۹۴ء کے جنگ میں شمیم احمد صاحب شمیم کے، ۱۱ اگست ۹۳ء کے جنگ میں صفدر حسین صاحب صفدر کے، ۹ جولائی ۹۳ء کے جنگ میں محمد منشاء خان صاحب منشاء کے، ۷ مارچ ۹۴ء کے جنگ میں شفیق الرحمن صاحب شاہین کے، ۳ مارچ ۹۶ء کے جنگ میں علی میاں صاحب ندوی کے، ۴ ستمبر۹۶ء کے جنگ میں عبدالقادر صاحب حسن کے، ۷ جولائی ۹۶ء کے جنگ میں محمد زاہد صاحب سعید کے اور ۲۵ جنوری ۹۵ء کے روزنامہ آواز لندن میں

شفیق الرحمن صاحب شاہین کے بیانات شرک سے متعلق اور۱۳ جولائی ۹۴ء کے جنگ میں مفتی محمد اسلم صاحب (غالباً) اور ۲۲ اگست ۹۴ء کے جنگ میں ضیاء المحسن صاحب طیب کے بیانات عید میلاد پاک منانے اور درود شریف کے لاؤڈسپیکر پر یا اذان سے پہلے یا بعد پڑھنے کے بدعت و جہنمی و دوزخی کام ہونے سے متعلق پڑھ لیجئے۔ جن کے جواب میں بہت سارے مومنین فضائل رسالت کے علاوہ میرے بھی کئی مراسلات خصوصاً ۱۱ اپریل ۹۳ء، ۲۱ دسمبر ۹۳ء، ۲۰ ستمبر ۹۴ء اور ۱۹ اگست ۹۶ء کے جنگ میں آچکے ہیں۔ اگرچہ کہ کسی معاند کارکن کے سبب یہ مراسلے بہت کٹ پٹ کر آئے ہیں، لیکن پھر بھی تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ موحد خالص ہونے کے مدعی حضرات نے اس سوال کا خصوصی طور سے آج تک کوئی جواب جنگ میں نہیں دیا ہے کہ جو صفت ایک زندہ مخلوق کیلئے ماننے سے شرک ثابت نہیں ہوتا، وہی صفت کسی فوت شدہ مخلوق کیلئے ماننے سے کیوں شرک ثابت ہو جاتا ہے؟ یا اس سوال کا جواب کہ غیراللہ سے مدد مانگنا اگر شرک صریح ہے تو امریکہ، برطانیہ اور اقوام متحدہ سے مدد مانگنا کیوں شرک نہیں؟ درآں حال کہ امریکہ، برطانیہ اور اقوام متحدہ بھی بہر حال اور بہر صورت غیراللہ ہی ہیں، اللہ ہرگز نہیں۔ تو کیا آپ میری ان معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے؟ کیا آپ روزنامہ جنگ میں بھی ان سوالات کے جواب دیں گے؟ اور کیا میرے تمام دلدر دور فرما کر آپ حسب وعدہ آپ کی اور میری اور شاہین صاحب کی تمام خط وکتابت کو من وعن بغیر کسی کمی بیشی اور بغیر کسی تقدیم و تاخیر کے جلد از جلد کتابی شکل میں شائع فرما کر دنیا والوں کو اپنی فتح عظیم اور میری شکست فاش سے آگاہ فرمانے کی ہمت وجراءت کریں گے؟ یا پھر حالت یہی رہے گی؟ کہ ؎

ہر قدم پر ہیں نئی الجھن نئی دشواریاں کیسے ممکن ہو مسافر کی لئے منزل رسی

قوم کی پس ماندگی کے لوگو یہ اسباب ہیں وہبیت کی بے رخی اور مومنوں کی بے بسی

اپنے ذمے میرے سوالات کے جواب کا کوئی قرض باقی نہ رکھنے کا وعدہ کرنے والے میرے بھائی! آپ نے مجھ سے یہ تحریری وعدہ بھی فرمایا ہے کہ شرک وبدعت کے تعلق سے ہونے والی ہماری یہ تحریری گفتگو اب مالیگاوں سے نہیں بلکہ برطانیہ سے وہ بھی آپ کے زیر اہتمام شائع ہوگی، تو آپ اپنے اس وعدے کو بھی جلد از جلد پورا کرنے کی فکر فرمائیں کہ ؎

تیرے وعدے کا اعتبار تو ہے زندگی کا کچھ اعتبار نہیں

30-09-96 فقط منتظر جواب محمد میاں مالیگ

جواب کی عدم موصیلی پر مالیگ صاحب کا دوسرا خط

خ

08-11-96

عالی جناب مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی!

سلام مسنون، مزاج شریف، ۳۰ ستمبر۹۶ءء کو میں نے آپ کے آخری خط کے جواب میں جو خط ارسال کیا ہے اس کا ایک ماہ سے بھی زیادہ عرصہ گذر جانے کے باوجود کوئی جواب یا کم ازکم اس کی وصولی کی اطلاع بھی نہ پاکر میں سوچ رہا ہوں کہ میرا یہ خط آپ کو ملا بھی ہے یا نہیں؟ لہذا اس خط کی وصولی کے بعد براہ کرم مطلع تو فرمائیں کہ میرا یہ پانچ صفحات پر مشتمل خط آپ کو ملا ہے یا نہیں؟ یاددہانی اس لئے کرا رہا ہوں کہ اپنے ۲۱ اگست ۹۶ءء کہ تازہ عنایت نامے میں آپ نے مجھے لکھا ہے کہ (مفہوم) "آپ کے ۱۰ رمضان پھر یکم جون اور ۹ جون ۹۵ءء کے تین تین خطوط کے جواب ابھی تک میرے ذمے باقی ہیں"۔

حالانکہ آپ کے ۱۰ رمضان کے خط کے جواب میں میں ۱۴ جون ۹۵ءء کو چھ صفحات اور اس کے کچھ دنوں بعد پانچ صفحات یعنی کل گیارہ صفحات، اور یکم جون والے خط کے جواب میں ۵ جون کو تین صفحات بھیج چکا ہوں اور ان ۵ جون والے تین صفحات کی وصولی کی اطلاع آپ نے اپنے ۹ جون والے خط میں خود اپنے دست اقدس سے دو جگہ ان الفاظ میں دی بھی ہے کہ (مفہوم) "گرامی قدر جناب محمد میاں صاحب! سلام مسنون، مزاج شریف، امید ہے بخیریت ہوں گے۔ ۵ جون کا مرسلہ خط ملا آپ نے میرے ہی خط کو نقل کرنے میں اتنی زحمت فرمائی حالانکہ اس کی کیا ضرورت تھی)" سطر نمبر ۲+۱)۔----- پھر آگے چل کر لکھا ہے کہ (مفہوم) "آپ نے اپنے خط کی تیسری سطر میں لکھا ہے کہ امید تھی کہ آئندہ ہفتے آپ کے وعدے کے مطابق توحید سے متعلق آپ کا بیان ضرور مل جائے گا، واہ حضرت! کیا بات ہے آپ کی۔ میرے خط کا صفحہ نمبر ۲ دیکھئے اور آخری سطور، ان میں صاف لکھا ہے کہ آپ ان باتوں کی وضاحت کریں تاکہ بات آگے جا سکے کیونکہ بدعت و شرک کا سارا تصوراتی محل انہی بنیادوں پر قائم ہے" (ص۳، سطر ۲۲)-----رہ گئی آپ کے ۹ جون والے خط کی بات تو چونکہ اس میں آپ نے یا تو ۱۰ رمضان والے خط کے مضامین کا اعادہ فرمایا ہے یا شیعیت و بریلویت پر تبرا برسایا ہے اس لئے میں نے اس کے جواب کی کوئی ضرورت نہیں محسوس کی، کہ یہ باتیں یا تو ہمارے موضوع سخن سے باہر ہیں یا ان کے جواب رمضان والے خط کے جواب میں آ گئے ہیں۔ یہاں میں اس بات کی یاددہانی بھی کرا دوں کہ آپ کے مطالبے پر میں ۴ ستمبر۹۶ءء کو آپ کے رمضان والے خط کے جواب میں لکھے گئے اپنے جواب کے گیارہ مذکورہ صفحات دوبارہ بھیج کر آپ سے ان کے جواب کا طالب ہوا ہوں، لہذا حسب وعدہ آپ جلد سے جلد ان کے جواب عنایت فرمائیں تاکہ بات آگے بڑھائی جا سکے، یا اگر دوسری مرتبہ بھی یہ گم ہو گئے ہوں تو اسی کی اطلاع دے دیں تاکہ میں انہیں تیسری مرتبہ بھیج دوں۔

08-11-96 منتظر نظر کرم محمد میاں مالیگ

مکتوب 9 از مولانا عبدالاعلیٰ صاحب

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دارالدعوۃ السلفیۃ

11-11-96

محترم میاں محمد صاحب! سلام مسنون،

آپ کا مرسلہ خط ملا، شکریہ۔ آپ نے میرے دو سطری خط کا سرے سے جواب دینے سے گریز کیا، نہ جانے کیوں؟ حالانکہ بہت سیدھا سادہ سوال تھا جو آپ ہی کی تحریروں سے اخذ کردہ ہے۔ اس بار بھی آپ نے کوئی ڈھنگ کی بات نہیں کی، آخر آپ اس بات کا جواب دینے سے کیوں گریزاں ہیں کہ کیا کسی زندہ انسان سے بالمشافہ ان امور میں تعاون کی درخواست کرنے، اور اللہ سے مدد مانگنے میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ آپ کا جواب یہ ہونا چاہیئے کہ ہاں! بالکل فرق ہے۔

آدمی اپنی بیوی سے خدمت مانگ سکتا ہے مگر جب وہ فوت ہو جائے تو اس کی قبر پر کھڑے ہو کر یہ کہنے والا کہ بیگم صاحبہ! ذرا اٹھئے ایک گلاس پانی کا مرحمت فرمائیے، عقل مندوں کے نزدیک حواس باختہ سمجھا جائے گا۔ لیکن آپ اپنے آپ کو بہت ہوشیار سمجھ رہے ہیں کہ الٹ سیدھ کہہ کر جان چھوٹ جائے۔ ناممکن، اب تو جان کسی بات پر ہی چھوٹے گی، ہاتھ پاء وں مارنے سے کام نہیں بنے گا۔ آپ کی نسبت میں کافی علمی، جماعتی اور تنظیمی کاموں میں مصروف ہوں، اس لئے خط میں تاخیر ہو جاتی ہے، نیز آپ تو جواب دے نہیں رہے، اب میں خود ہی جواب تلاش کر رہا ہوں، اور اس کی روشنی میں اعلیٰ حضرت کے بریلی مارکہ دین و مذہب اور نئی شریعت کا تفصیل سے جائزہ لے رہا ہوں، جونہی مکمل ہو جائے گا اتمام حجت کے لئے آپ کو روانہ کر دوں گا، اللہ سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور شرک و بدعت و اہل بدعت کے ساتھ کی بجائے اہل توحید یعنی انبیاء کی اتباع کی توفیق دے، کہہ دیں آمین۔ شاید اللہ کبھی نہ کبھی اہل توحید و سنت کی رفاقت نصیب فرما کر انجام ہی بخیر فرما دے اور ان بلیوں والی سرکار، بابا لکڑ شاہ، کانواں والی سرکار، پیر دولے شاہ، بابا لسوڑی شاہ، نوری بوری سرکار ولی جیسے چڑیا گھر کے مال کے ساتھ حشر بد ہونے سے محفوظ فرما دے، وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ مخلص محمد عبدالاعلیٰ 11-11-96

جوابِ مکتوب از مالیگ صاحب

خ ۸۶،

30-11-96

عالی جناب مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی!

سلام مسنون، مزاج وہاج، ۱۱ نومبر۹۶ء کا مرقوم آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا، جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "محترم میاں محمد صاحب! سلام مسنون، آپ کا مرسلہ خط ملا، شکریہ ۔ آپ نے میرے دو سطری خط کا سرے سے جواب دینے سے گریز کیا، نہ جانے کیوں؟ ۔ "

اس لئے میں پھر آپ کے دو سطری خط کی فوٹو کاپی بھیج کر اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے ملتجی ہوں کہ اسے اور اس کے جواب میں لکھے ہوئے میرے خط کو کائنات کے کسی بھی اردو داں کی خدمت میں پیش کر کے سوال کریں کہ میرے دو سطری سوال--- کیا آپ واقعی اللہ کو پکارنے اور غیراللہ کو پکارنے میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے؟--- کا جواب محمد میاں نے ۔

اِلہ و غیر اِلہ کی پکار میں مرے درزمین و عرش سے بڑھ کر ہے فرق اور دوری

میں دے دیا ہے یا نہیں؟ بیشک آپ اپنے بچوں یا اہل خانہ سے ہی پوچھ لیجئے، وہ بھی اگر کہہ دیں کہ نہیں دیا ہے تو میں اپنی ہار اس شرط پر مان لینے کے لئے تیار ہوں کہ پھر آپ کو ہماری تمام تحریری گفتگوئیں ایمان داری سے کتابی شکل میں شائع کرنی پڑیں گی، تاکہ دنیا بھی جان لے کہ شرک وبدعت کے مسائل میں آپ نے مجھے کتنی ذلت ناک شکست فاش عنایت فرمائی ہے اور کیسے کیسے لتاڑا ہے ۔

سینے پہ گھونسہ منہ پہ طانچہ کمر پہ لات کیا کیا ہوئی ہیں مجھ پہ عنایات آپ کی

یہی بات میں بعینہ ۳۰ ستمبر۹۶ء کے جواب میں بھی لکھ چکا ہوں لیکن معلوم نہیں آپ جیسے ادیب کو میری اتنی غریب بات بھی کیوں سمجھ میں نہیں آتی؟ میرے اشعار غالب کے اشعار تو نہیں جنہیں سمجھنے کے لئے کسی اور در کی خاک چھاننے کی ضرورت ہو، میرے درا! الہ اور غیر اِلہ کی پکار میں زمین اور عرش سے بڑھ کر فرق ہے، جسے بریلوی سنی تو مانتے ہیں لیکن ظالم--- وہابی--- نہیں مانتے ۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ امریکہ جیسے مریلے کو پکار کر بھی اپنے آپ کو تو--- موحد اعظم---ہی لیکن رسول پاک ﷺ کو پکارنے والے مسلمانوں کو---مشرکِ اکبر--- سمجھتے ہیں، حالانکہ امریکہ بھی غیراللہ ہے اور رسول اللہ ﷺ بھی غیراللہ ہیں ۔ لہذا خداوندکریم کے---وحدہ لاشریک لہ---ہونے کے سبب جیسے---رسول اللہ ﷺ--- کو پکارنا شرک ہو جاتا ہے ویسے ہی--- امریکہ--- کو پکارنا بھی--- شرک--- ہوجانا چاہئے ۔ ورنہ ثابت ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کو تو یہ---الوہی صفت و طاقت---نہیں حاصل، لیکن--- امریکہ---برطانیہ اور--- اقوام متحدہ---کو ضرور حاصل ہے ۔ لیکن افسوس کہ اتنی آسان سی بات بھی---ظالم وہابیوں---کی سمجھ میں نہیں آتی ۔ یا اگر میں غلط استدلال کر رہا ہوں تو،

میرے درانی! آپ اپنے خزانہ ء موحدین سلطان ونڈ امرتسر، یا نجد و دہلی، یا پوری کائنات میں سے کوئی ایک ہی ایسا ہیرا اور در (موتی) پیش کر دیجئے جس نے غیراللہ کو پکارنے کا یہ--- شرکِ ظاہر و باطن--- کبھی نہ کیا ہو---لیکن افسوس کہ آپ میرا یہ مطالبہ پورا نہیں فرما رہے ہیں اور یوں جس صفت کے رسول پاک ﷺ کیلئے ثابت کرنے کو--- شرک--- قرار دے رہے ہیں، اسی صفت کو بعینہٖ امریکہ اور برطانیہ اور اقوام متحدہ کے لئے مان کر خدا کے قہر و غضب کو بھڑکا رہے ہیں--- تو کیا میری یہ شاعری آپ کے سوال کا جواب نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ مجھے بھی تو بتایئے! یا آپ اپنے بچوں سے ہی ہمارے اس قضیہ کا فیصلہ کرا لینے سے کیوں گھبرا رہے ہیں؟ جبکہ میں آپ کے یہاں موجود بھی نہیں ہوں، بس ہمارے خطوط پڑھوا کر سوال کر لیجئے اور وہ جو بھی جواب دیں مجھے لکھ دیجئے میں ہرگز ہرگز آپ کو غلط گو نہیں قرار دوں گا یا پھر آپ کو اپنے بچوں پر بھی اعتبار نہیں؟---اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "آخر آپ اس بات کا جواب دینے سے کیوں گریزاں ہیں کہ کسی زندہ انسان سے بالمشافہ ان امور میں تعاون کی درخواست کرنے اور اللہ سے مدد مانگنے میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ آپ کا جواب یہ ہونا چاہئے کہ ہاں! بالکل فرق ہے"۔

تو آپ کی اس تحریر کے جواب میں آپ کا دو سطری خط پیش کر کے یہ سوال کرنے کے بجائے کہ بتایئے ان دو سطروں میں آپ نے مجھ سے یہ درج بالا سوال کہاں کیا ہے؟ بات کو مختصر کرتے ہوئے چلئے، میں آپ کی ہدایت کے مطابق کہہ بلکہ لکھ رہا ہوں کہ--- ہاں! بالکل فرق ہے---لہذا اب فرمایئے کہ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ لیکن کچھ کہنے سے پہلے یہ بھی خیال رہے کہ آپ کی زبان قلم سے غیر شعوری طور پر ایاک نعبد وایاک نستعین کی تلاوت کر کر کے غیراللہ کی عبادت اور غیراللہ کی مدد کو ایک ہی سانس میں--- شرکِ صریح اور شرکِ اکبر--- قرار دینے والے میرے پیارے بھائی! کوئی ایسی بات نہ نکل جائے کہ لینے کے دینے پڑ جائیں، یعنی محمد میاں بریلوی کو چانس مل جائے اور وہ یہ کہنے اور لکھنے کا مجاز ہو جائے کہ درانی صاحب! خس کم جہاں پاک، قصہ تمام! کہ اس طرح تو غیراللہ کی عبادت بھی جائز ہو جاتی ہے عبادت کو دو خانوں میں اور دو شکلوں میں تقسیم کر کے۔ لہذا قدم پھونک پھونک کر سنبھال کر قدم رکھئے گا میرے بھائی! یا اگر میں بھول بھلیوں کا شکار ہو رہا ہوں تو اسی کی وضاحت فرما دیجئے، ممنون ہوں گا۔----- آگے چل کر آپ رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "آدمی اپنی بیوی سے خدمت مانگ سکتا ہے مگر جب وہ فوت ہو جائے تو اس کی قبر پر کھڑے ہو کر یہ کہنے والا کہ بیگم صاحبہ! ذرا اٹھئے! ایک گلاس پانی کا مرحمت فرمایئے۔ عقل مندوں کے نزدیک حواس باختہ سمجھا جائے گا"۔

تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ اگر آپ میرے پانچ سو پاء ونڈ کے مقروض ہوں لیکن میں مطالبہ آپ سے پانچ ارب یا پانچ کھرب کا کروں تو کیا یہ صحیح اور درست ہوگا؟ اس سوال نے یقیناً آپ کو چونکا دیا ہوگا، لیکن اگر میرا یہ وہم و گمان غلط ہے تو چلئے چھوڑیئے اس جھنجھٹ کو، یہ بتایئے کہ مردہ بیوی کی قبر پر کھڑے ہو کر ایک گلاس پانی طلب کرنے والا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی نظر میں حواس باختہ قرار پائے گا یا مشرک؟؟؟--- اگر--- حواس باختہ--- سمجھا جائے گا تب تو ہمارا اور آپ کا سارا جھگڑا ہی تقریباً ختم، لیکن اگر---مشرک--- سمجھا جائے گا جیسا کہ آپ

جیسے ---موحدین--- کاپختہ عقیدہ ہے توکیا اس کا نہایت ہی صاف ستھرا اور واضح مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ایک بیوی جب تک زندہ رہتی ہے تب تک تو ایک گلاس پانی دینے کی---الوہی صفت--- اسے حاصل رہتی ہے لیکن جیسے ہی---موت کے ہاتھوں یہ فوت--- ہوجاتی ہے ویسے ہی یہ--- الوہی صفت--- اس سے چھین لی جاتی ہے، لہذا اب اس سے ایک گلاس پانی مانگنے والا مشرک بن جاتا ہے یا اگر میرا یہ استدلال غلط ہے تو خدارا میری--- راہنمائی --- فرمائیں، کہ میں آپ جیسے سلطان ونڈی یا رائے ونڈی---موحد اعظم---سے مدتوں اپنے تشنہ حلقوم کے لئے--- توحید و سنت ---کا---امرت رس--- مانگتا رہا ہوں لیکن افسوس کہ میرے مسیحا! آپ اپنے بیمار کو---شرک و بدعت ---کی موت مرنے سے بچانے کی بجائے ---بریلی بریلی اور بریلی بریلی--- کی ---شہنائی--- بجانے میں ہی مگن ہیں اور نہیں خیال فرماتے کہ کل قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں ---محمد میاں بریلوی--- نے اگر میرے خلاف یہ استغاثہ پیش کر دیا کہ مولیٰ تعالیٰ! یہ مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی ہیں جنھوں نے شرک و بدعت کے بارے میں میرے سارے "دلدر" دور کرکے مجھے ---صراط مستقیم--- کا شفاف راستہ دکھانے کا بلند دعویٰ فرمایا تو تھا لیکن پھر برطانیہ اور برصغیر کے سارے اردو داں اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے سوالات اور میرے اشکالات کے کوئی بھی جواب دیئے بغیر مجھے اپنے ہر خط بلکہ ہر خط کی ہر ہر سطر میں ---بریلی بریلی اور بریلی بریلی--- کی ---شہنائی--- ہی سناتے رہے، حالانکہ قرآن پاک کے حافظ اور دین کے عالم ہونے کے سبب قرآن پاک کی بیشتر محکم آیات (۶:۱۶۴+۱۰:۱۰۸+۱۷:۱۵+۲۷:۹۲+۳۹:۴۱+۴۲:۱۵ +۵۳:۳۸+۱۰۹:۶+ ۲:۱۴۱،۱۳۴) کے تحت ان کو بخوبی علم تھا کہ سعودی عرب کے پیسوں کے بل بوتے پر---بریلی شریف---کے ایک ---مظلوم---احمد رضا--- کے سر تھوپی جانے والی جھوٹی اور غلط یا سچی اور واقعی --- تہمتوں اور الزاموں--- کی جواب دہی کا محمد میاں مالیگ ہرگز ہرگز ذمے دار اور پابند نہیں تھا، پھر بھی کائنات کے یہ سب سے بڑے--- موحد اعظم--- شرک اور بدعت--- پر بحث کرنے کی بجائے ---احمد رضا، احمد رضا اور احمد رضا، احمد رضا---ہی ساری زندگی کرتے رہے، تو بتائیے کہ مولیٰ تعالیٰ کو اپنی "صفائی" میں آپ کیا جواب مرحمت فرمائیں گے؟ ؎

گرم ہوگا حشر میں جب خیر و شر کا معرکہ رزم آراء وں کی تلواریں تلی رہ جائیں گی

جب اٹھے گا شرک و بدعت کے نقابوں سے حجاب بند لب ہو جائیں گے آنکھیں کھلی رہ جائیں گی

یا اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو بتائیے کہ آپ ---شرک و بدعت--- پر بحث کیوں نہیں فرما رہے ہیں؟----اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "آپ اپنے آپ کو بہت ہوشیار سمجھ رہے ہیں کہ الٹ سیدھ کہہ کر جان چھوٹ جائے گی، ناممکن، اب تو جان کسی بات پر ہی چھوٹے گی، ہاتھ پاء وں مارنے سے کام نہیں بنے گا"۔----تو اس کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ میرے بھائی! آپ مجھ پر الٹا سیدھا یا ٹیڑھا ترچھا جیسا بھی الزام چاہیں دھرتے چلے جائیں کہ ---خدا کی پولس--- تو آپ کو قیامت میں ہی پوچھے گی یہاں تو آپ خدا کے فضل سے بڑے مزے میں ہیں کہ میں آپ سے اگر سوال بھی کروں کہ آپ کو یہ ---علم غیب--- کیسے حاصل ہوا کہ میں اپنے آپ کو بہت ہوشیار سمجھتا ہوں، تو آپ بلا خوف و خطر اس کے جواب میں ---بریلی بریلی اور بریلی بریلی یا احمد رضا، احمد رضا اور احمد رضا، احمد رضا--- کر کے جان چھڑا لیں گے۔ لیکن کیا آپ کو آخرت کی

جواب دہی کا بھی مطلق کوئی احساس نہیں؟ کیا میری تحریر میں زیر لب بھی میں نے کہیں یہ کہا ہے کہ میں یہ کر دوں گا میں وہ کر دوں گا؟ اگر کہا ہے تو ثبوت پیش کیجئے اور نہیں کہا تو پھر اِدھر اُدھر کی بجائے ---شرک و بدعت--- پر بحث کیجئے کہ یہی ہمارا اور آپ کا ---موضوع سخن--- ہے، مہربانی ہوگی، ورنہ قرآن و احادیث سے ثابت فرمائیے کہ ---بریلی اور احمد رضا--- کے اقوال و افعال اور اعمال و کردار کے جواب کی ذمے داری مجھ پر کیوں عائد ہو رہی ہے؟ اور شاہ فہد و رشدی مردود کے اعمال و کردار اور اقوال و افعال کی ذمے داری آپ پر کیوں نہیں عائد ہوتی؟ ورنہ میں کہہ سکوں گا کہ ؎

کچھ علاج اس بد دماغی کا بھی ہے اے اہل دل ہے بڑی بیجا مصارف سے طبیعت مضمحل

ہر گھڑی وہ مانگتے ہیں ہم سے یارو! مستقل بے پیئے پانی کا ٹیکس اور بے جلی بجلی کا بل

آگے چل کر آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "آپ کی نسبت میں کافی علمی، جماعتی اور تنظیمی کاموں میں مصروف ہوں، اس لئے خط میں تاخیر ہو جاتی ہے"۔---- تو اس کے جواب میں اگر میں کوئی پھبتی از قسم، دروغ گورا حافظہ نہ باشد، کس دوں تو آپ کو قلبی اذیت پہنچے گی اس لئے اس کی بجائے سبحان اللہ پڑھتے ہوئے عرض رساں ہوں کہ میرے بھائی! آپ تو وہی عبدالاعلیٰ صاحب درانی ہیں ناں! جنھوں نے اپنے یکم جون ۹۵ء کے عنایت نامے میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ (مفہوم) "حضرت میاں صاحب! اگر کبھی توفیق یا فرصت میسر آجائے کیونکہ آپ کی مصروفیات کا بھی کوئی اندازہ ہے؟ ہر جمعرات کو روحوں کی تشریف آوری اور ان کے خورد و نوش کا انتظام، پھر ہر مہینے گیارہ بارہ تاریخ بے سوچے سمجھے بھاگی چلی آتی ہے۔ پہلے صرف گیارہویں شریف کی مصروفیات تھیں تو اب بڑی گیارہویں کا نزول اجلال بھی ہوجاتا ہے، پھر ماشاء اللہ! کبھی کسی کی سالگرہ کبھی کسی کی موت۔ تو چالیس دن کی یہ مصروفیت الگ سے، پھر جنازے کے موقع پر الفی وغیرہ لکھنا پھر قبر پر قرآن خوانی کا رپھڑ، پھر سویم، ابھی چالیس دن پورے نہیں ہوتے کہ چالیسویں کی تقریب آجاتی ہے، پھر کوئی دن ایسا خالی نہیں جاتا جس دن کسی کرنی والے کا عرس شریف نہ ہو، پھر نصرت فتح علی خان کی تبلیغ اسلام پر مشتمل قوالیوں کی تقاریب بھی نمٹانا پڑتی ہیں، پھر امام حسین ص کی شہادت کا دن کھانے پینے کے حساب سے آپ کیلئے عید کا دن ہوتا ہے کیونکہ اتنی جگہ ختم شریف پڑھنے جانا اور وہاں کچھ نہ کچھ تبرک و پرشاد بھی کھانا پڑتا ہے۔ پھر شب برات آٹپکتی ہے، حضرت اویس قرنی ص نے دانت تڑوا کر آپ کو حلوہ کھانے کی مصیبت میں ڈال دیا ہے، پھر عید اور یہ بھی آپ کے علاماء وں کی برکت سے اب ایک کی بجائے تین تین دن ہونے لگ گئی ہیں کہ ایک دن کی عید پر ہم پوری طرح اپنے مریدوں کی جیب کی صفائی نہیں کر سکتے، ان کا عدد بڑھاو، عیدوں کے بعد پھر دو گیارہویاں پھر بڑی گیارہویں شریف پھر بڑی عید، پھر محرم کے دنوں کی مصروفیات ابھی یہ چالیسواں ختم نہیں ہوتا کہ ایک چوتھی پانچویں عید جو صرف ایک دن بارہ ربیع الاول (شریف) کو نہیں بلکہ دو تین ماہ ہر ویک اینڈ میں منائی جاتی ہیں۔ پھر رجب کے کونڈے، شب برات کی کنالیاں اور محرم کی کجیاں، ٹھوٹھیاں الگ توڑنا پڑتی ہیں، غرض یہ کہ اتنے سارے کام اور ایک اکیلی جان کہ سارے جہاں کا درد ہمارے پیٹ میں ہے کے مصداق یہ ساری مصروفیات جنہیں میں نے دیگ میں سے صرف ایک چاول کے طور پر

گنایا ہے، نمٹانے والے! آپ کے پاس اتنا وقت کہاں ؟ کہ اسلام کے دشمنوں، صحابہ ءکرام ث پر طنز کرنے والوں کی طرف بھی توجہ فرمائیں، تو لگاؤ نعرہ ء حیدری یا علی (ص۴، سطر ۲۰ تا ۳۳)"۔

لہذا جواب عنایت ہو کہ پھر آپ کس منہ اور کس زبان سے اب یہ فرما رہے ہیں ؟ کہ آپ کی نسبت میں کافی مصروف ہوں، درآں حال کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک، یا پھر بات یہ ہے کہ ؎

حالت عجیب ہے دلِ خانہ خراب کی کچھ حد نہیں ہے کشمکش اضطراب کی

اک اک سوال ہے مرا صورت عذاب کی گلتی نہیں ہے دال دلِ آنجناب کی

یا پھر اپنے سوالوں کے جواب میں آپ کی مکمل خاموشی کو دیکھ کر یہ پھبتی کسوں کہ ؎

جواں مردی پہ جو نازاں ہے ان میں کوئی مرد درست وچست نکلے

ہمیں سستی کے جو دیتے تھے طعنے وہ ہم سے بھی زیادہ سست نکلے

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "آپ تو جواب دے نہیں رہے اب میں خود ہی جواب تلاش کر رہا ہوں اور اس کی روشنی میں اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے بریلی مارکہ دین و مذہب اور نئی شریعت کا تفصیل سے جائزہ لے رہا ہوں، جوں ہی مکمل ہو جائے گا اتمام حجت کیلئے آپ کو روانہ کر دوں گا"۔

تو آپ کے ان رشحات قلم کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ آپ جب اپنے خط موء رخہ ۹ جون ۹۵ء کے ،مطابق اتنی دینی غیرت رکھنے والے بہادر موحد ہیں کہ شیعوں کے جواب لکھنے پر آئیں تو کفر و باطل کی ماں مر جائے (ص ۲، سطر ۷) تو پھر مجھ جیسے ---کمزور، کم علم اور گنوار بریلوی--- کے ان سوالات کے جواب کیوں نہیں عنایت فرماتے ؟ کہ جب ---اللہ وحدہ لا شریک لہ--- ہے اور جب غیر اللہ کی عبادت کرنا اور غیر اللہ سے مدد مانگنا یکساں شرک ہے تو پھر ---برطانیہ، امریکہ اور اقوام متحدہ--- سے مدد مانگنے والے کیوں مشرک نہ ہوں گے ؟ اور جب ---اللہ وحدہ لا شریک لہ--- کی تمام صفات لا محدود، لا مسدود اور لا معدود ہیں تو پھر موحدین یہ ---غلط اور باطل اور نا معقول--- عقیدہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کو کیوں --- گھٹا---رہے ہیں ؟ کہ بریلویوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو خدا سے بھی ---بڑھا--- دیا ہے، تو کیا موحدین کے ان عقیدوں کے یہ مطلب نہیں نکلتے کہ ان کا ---اِلہ، وحدہ لا شریک لہ--- نہیں بلکہ اس کے بہت سے شریک ہیں اور ان کا خدا محدود بھی ہے معدود بھی، محسوب بھی ہے مسدود بھی، موقوف بھی ہے مقیود بھی، مختوم بھی ہے محظوط بھی، ملتوہ بھی ہے منسوخ بھی، معدوم بھی ہے مبدوء بھی، مقطوع بھی ہے مبدوع بھی۔ اور کیا موحدین کے ان عقیدوں کا حاصل یہ نہیں کہ انہوں نے خدا کی وہ "قدر" نہ کی جو کی جانی چاہئے تھی یا پھر میں کسی "دشمنی" کے

سبب آپ لوگوں پر یہ غلط الزام عائد کر رہا ہوں؟

میرے بہادر اور شیعوں سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والے جیالے بھائی! کیا آپ میرے ان --- ہلکے پھلکے یا ہمالیہ --- سے بھی زیادہ وزنی سوالات کے جواب "قیامت" تک نہ دیں گے؟ یا انکے جواب میں کیا صرف --- بریلی بریلی اور احمد رضا احمد رضا--- ہی کرتے رہیں گے؟ یا ہم کو صرف --- مشرک اور بدعتی اور جہنمی اور دوزخی--- ہی قرار دیتے رہیں گے؟ درآں حال کہ ؎

عوام ملک کی تو روکھی سوکھی پر گذرتی ہے جو خوش قسمت ہے شاید ہے وہ روٹی سے دہی کھاتا

مگر اپنے موحد ماہروں نے کھول رکھا ہے کروڑوں بلکہ اربوں بلکہ کھربوں کا بہی کھاتا

یعنی یہ کہ کروڑوں بلکہ اربوں بلکہ کھربوں مسلمانوں کو --- مشرک، دوزخی، بدعتی اور جہنمی--- بھی قرار دے رہے ہیں اور --- ان گنت وان حد--- کمالات وصفات کے مالک خدا وند کریم کو --- ناپ تول --- کر محمد رسول اللہ ﷺ سے --- گھٹا--- ہوا بھی تسلیم کر رہے ہیں، پھر میرے موحد بھائی! کیا آپ کو یاد ہے؟ کہ غالباً ۱۹۹۴ء کی عید کے موقع پر مدیر راوی نے اپنے اداریے میں برطانوی مسلمانوں کو جب یہ مشورہ دیا تھا کہ عیدین کے موقع پر اپنی اپنی --- مساجد--- میں اپنے بچوں کو مٹھائی وغیرہ دیا کریں تاکہ ہمارے بچوں کا --- اسلام اور مساجد--- سے بچپن سے تعلق مضبوط بنا رہے، تو آپ نے ان کے اس --- مفید اور کارآمد--- مشورے کا برا مناتے ہوئے یہ گرما گرم خط لکھ ڈالا تھا کہ برطانیہ کی ساری مساجد تو --- شرک و بدعات--- کے اڈے بنی ہوئی ہیں لیکن مدیر راوی ان کے ازالے کی بجائے مٹھائی شٹھائی تقسیم کرنے کے لوگوں کو مشورے دے رہے ہیں، جس پر تبصرہ کرتے ہوئے مدیر راوی نے آپ کو "اندھے کی طرح لاٹھی" چلانے والا اور میں نے مسلمانوں پر "غلط الزام عائد کرنے والا" قرار دیا تھا، اس کے بعد --- شرک وبدعت--- کے عنوان پر ہماری اور آپ کی تحریری گفتگو چل پڑی، چنانچہ اپنے ۹ جون ۱۹۹۵ء کے خط میں میرے شکوہء لاجوابی پر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "آپ نے یہ بات پھر دہرائی ہے کہ میرا سادہ سا --- سوال--- تھا تو حضرت! اس سادہ سوال کا --- جواب--- بھی اپنی باری پر ضرور ملے گا مگر پہلے ان نکات کی --- صفائی--- تو کریں جو میں نے ۹ رمضان المبارک کے خط میں آپ کے --- بدعت--- کے بارے میں اٹھائے گئے نکات کے --- جواب--- میں لکھے ہیں، آپ پہلے ان کا جواب تو بھیجیں پھر آپ کے اس سادہ کیا سارے سادہ --- سوالوں--- کے --- جواب--- ملیں گے" (ص۳، سطر۱۹)۔---- لیکن پھر اس کے بعد ہوا یہ کہ جب ۱۴ جون ۱۹۹۵ء کو میں نے آپ کے ۹ رمضان شریف والے خط کے --- جواب--- میں سات صفحات اور اس کے چند دن بعد دوسرے بقیہ پانچ صفحات بھیجے تو آپ نے نہ صرف یہ کہ مجھے ان کے جواب سے آج تک --- ایک ڈیڑھ برس--- گذر جانے کے باوجود محروم رکھا ہے بلکہ ان دونوں --- لفافوں--- کے ملنے کا ہی اپنے ۲۱ اگست ۱۹۹۶ء کے خط میں سرے سے انکار کر دیا ہے، بلکہ آپ کے ۲۱ اگست والے اس خط کی --- یافت--- کے بعد میں نے پھر سے اپنے ان گیارہ جوابی صفحات کی فوٹو کاپیاں آپ کو ۴ ستمبر ۱۹۹۶ء کو دوبارہ ارسال کیں تب بھی آپ مجھے ان کا کوئی --- جواب--- مرحمت

نہیں فرمارہے، بلکہ اپنے خطوط میں ان کے ---یافت--- کی خبر بھی مجھے نہیں دے رہے ہیں اور لگاتار و مسلسل ---بریلی بریلی اور احمد رضا احمد رضا--- ہی کئے جارہے ہیں، گویا۔

تمہیں اپنے یاروں پہ غصے ہیں کم اور اغیار پر قہر زائد ہوئے

مسلماں ہوئے اپنے ہاتھوں تباہ بریلی پہ الزام عائد ہوئے

حالانکہ برطانیہ کی مساجد اور مسلمانوں کا ---بریلی اور احمد رضا--- سے ویسا تعلق نہیں جیسا ---نجد و دیوبند--- سے یا شاہ فہد و عبدالعزیز بن باز سے ہے۔ لہذا ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ برطانیہ کے--- فسق و فجور اور شرک و بدعات--- کے زیادہ ذمے دار برطانیہ کے باوفا اور سچے، آزمودہ اور قابل اعتبار دوست شاہ فہد اور عبدالعزیز بن باز ہوسکتے ہیں یا ---بریلی کے احمد رضا---؟ فیصلہ کرتے وقت یہ نکتہ بھی پیش نظر رہے کہ میرے پیارے امام احمد رضا کے وصال شریف کو تقریباً ۷۵ برس گذر چکے ہیں اور بریلی شریف کا برطانیہ سے کوئی تعلق اور رابطہ بھی نہیں ہے، جبکہ شاہ فہد اور عبدالعزیز بن باز دونوں کے دونوں فی الحال زندہ بھی ہیں اور ان کے برطانیہ سے تعلق اور رابطے بڑے مضبوط اور بڑے دوستانہ بھی ہیں، لہذا فیصلہ کرتے وقت یہ ---وہابی تھیوری اور یہ وہابی اصول--- مدنظر رہے کہ زندہ کے لئے مدد کرنے کی صفت کا اعتراف تو شرک نہ ہوگا لیکن مردہ کیلئے اسی صفت کا اعتراف ---شرک اکبر--- ہوگا۔ اندریں حالات جواب مرحمت ہوکہ ۲۱ اگست ۹۶ء کے آپ کے خط کی بالکل آخری سطور میں آپ کی یہ ---نغمہ سرائی--- شرک--- قرار پائے گی یا موحدیت کہ۔

یہ شرک کی خزاں جو چھائی ہوئی ہے یہ لعنت بریلویت کی لائی ہوئی ہے

میرے اس سوال کا جواب اگر آپ یہ دیں کہ برطانیہ میں بہت سے بریلوی علماء ہیں جو---شرک و بدعات--- کو پھیلا رہے ہیں تو پھر میرا سوال یہ ہوگا کہ مکے مدینے میں شاہ فہد، شاہ خالد، شاہ فیصل اور شاہ عبدالعزیز کے جو قد آدم بت اور تصویریں جگہ جگہ نصب ہیں، مکے مدینے میں ۲۹ شعبان، ۲۹ رمضان اور ۲۹ ذی القعد سے پہلے ہی ---بخاری و مسلم اور صحاح ستہ--- کے خلاف اب جو چند برسوں سے علی الاعلان عیدین اور رمضان شریف کے تعین کر لئے جاتے ہیں، مکے مدینے میں احادیث کے خلاف بلکہ قرآنی آیات کے خلاف اپنی حکومت کے تحفظ کے لئے یہود و نصاریٰ کو مسلمانوں کا دوست اور خیر خواہ قرار دے کر اب جو مدعو کیا گیا ہے، مکے مدینے میں اللہ کو چھوڑ کر اپنی حکومت کے تحفظ کے لئے یہود و نصاریٰ کو اب جو پکارا اور مدد کے لئے بلایا اور حکومت کے استحکام کے لئے واسطہ اور وسیلہ اب جو بنایا گیا ہے، مکے مدینے میں ۲۱ تا ۲۹ رمضان رات کے دو بجے تا وقت سحر دس رکعت باجماعت نماز پڑھ کر اب جو ختم قرآن کیا جاتا ہے، مکے مدینے میں بابو شفقت سہام قریشی کی روایت کے مطابق میت کے وارث کے سینے پر ہاتھ رکھ کر، عظم اللہ اجرکم واحسن عزاکم، اور اس کے جواب میں، اجارکم اللہ وجزاکم خیرا، اب جو پڑھا جاتا اور تعزیت کے لئے مغرب تا عشاء کا وقت اب جو متعین ہے، مکے مدینے کے بادشاہ مسجد حرام اور مسجد نبوی شریف کی توسیع و تزئین اب جو کر رہے ہیں،

مکے مدینے کے بادشاہ قرآن شریف مکمل طبع کرا کے اب جو حاجیوں کو بطور تحفہ دے رہے ہیں، مکے مدینے کے بادشاہ چیچنیا اور بوسنیا کے مسلمانوں کو حکومت کے پیسوں سے اب جو حج کے لئے مدعو کر رہے ہیں، برطانیہ میں گذشتہ دس پندرہ یا بیس بائیس برس سے اب جو ختم نبوت کانفرنس، توحید و سنت کانفرنس، سیرت کانفرنس، دعوت کانفرنس اور ۱۹۹۶ء سے قرآنک کمپیٹیشن یا مسابقۃ القرآن اب جو ہو رہے ہیں، دنیا بھر میں غیر عربی زبان میں اب جو ہفت روزے اور ماہنامے نکالے جا رہے ہیں، غیر عربی زبان میں اب جو تبلیغ ہو رہی ہے، برطانیہ میں اسلامی سکولوں کے طلباء کو برمنگھم کے این ای سی سینٹر میں میلوں ٹھیلوں کی شکل میں جمع کر کے اب جو کھیلوں کے مقابلے کروائے جا رہے ہیں، برطانیہ اور برصغیر بلکہ پوری دنیا میں غالباً کسی اجتماعی جلسے اور مشاورت سے قبل اب جو قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے، برطانیہ اور برصغیر بلکہ پوری دنیا میں غریبوں، یتیموں، بیواء وں اور مصیبت زداء وں اور اسلامی اداروں کی مالی مدد کے لئے غیر اللہ کو اب جو پکارا اور مدد کے لئے اب جو بلایا جا رہا ہے یہ سارے کے سارے شرکیات اور یہ ساری کی ساری بدعات بھی کیا---احمد رضا--- نے اور بریلویوں نے ایجاد و اختراع کی ہیں؟ اس سوال کے جواب میں اگر آپ--- ہاں! ہاں!--- کہہ دیں تو پھر میں آپ سے یہ سوال کروں گا کہ میرے بھائی! ---بریلی شریف کے احمد رضا--- کی پیدائش تو ۱۸۵۶ء میں اور وفات ۱۹۲۱ء میں ہوئی ہے جبکہ ---شرک و بدعات--- کی تاریخ ہزاروں ہزار برس پرانی ہے۔ اندریں حالات یہ کیسے ممکن ہے؟ کہ ---شرک و بدعات--- کی یہ ساری خرابیاں اور یہ ساری لعنتیں ---احمد رضا--- کی مرہون منت ہیں۔ ---وہابی عقیدے--- کے مطابق یہ نظریہ اور یہ خیال کیا---شرک--- نہ قرار پائے گا؟ اس طرح کہ ایک نامولود و ناموجود مخلوق ---احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ--- کے لئے قبل از پیدائش اور بعد از وفات--- شرک و بدعات--- کے پھیلانے کی طاقت و قوت کا اقرار و اعتراف ثابت ہو رہا ہے، یا پھر میں کٹ حجتی کر رہا ہوں؟ یا یہ ثابت کر رہا ہوں کہ ؎

بظاہر وہابی ہیں غالب مگر نہیں ہے وہابی ریاست کی خیر

نبی کی زمیں پر نبی سے عناد سمندر میں رہ کر مگر مچھ سے بیر

یعنی مکے مدینے کے آپ کے موحدین نے خود تو سیکڑوں شرکیات اور ہزاروں بدعات کو--- شیر مادر--- بنا رکھا ہے، لیکن سارا الزام بیچارے--- مظلوم احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ--- کے سر تھوپتے چلے جا رہے ہیں۔ آج ۲۹ نومبر ۱۹۹۶ء کے جنگ میں ہے کہ--- شہزادی فرگوسن--- کو صرف ایک بوسے کے عوض پچاس ہزار پاء ونڈ---شاہ فہد کے بھائی--- نے دے دیئے تھے، تو یہ بدعت احمد رضا کے کھاتے میں جائے گی یا شاہ فہد کے؟ انصاف سے کہئے گا۔

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "اللہ سب کو---شرک و بدعت اور اہل بدعت--- کے ساتھ کی بجائے اہل توحید یعنی طریقہ ء انبیاء ں کی اتباع کی توفیق بخشے، کہہ دیں آمین، شاید اللہ کبھی نہ کبھی اہل توحید کی رفاقت نصیب فرما کر انجام ہی بخیر فرما دے اور ان بلیوں والی سرکار،

بابا لکڑ شاہ، کانواں والی سرکار، پیر دولے شاہ، بابا لسوڑی شاہ، نوری بوری سرکار ولی جیسے چڑیا گھر کے مال کے ساتھ حشر بد ہونے سے محفوظ فرما دے"۔-----تو آپ کی ان لن ترانیوں کے جواب میں عرض ہے کہ میرے بھائی! میں کتنے عرصے سے آپ حضرات سے یہ موء دبانہ التماس کرتا چلا آرہا ہوں کہ خدا کے لئے بھولے بھالے مسلمانوں کو یا ظالم و خاطی مسلمانوں کو---مشرک، بدعتی، جہنمی اور دوزخی---قرار دینے سے باز آجائیں، باز آجائیں، باز آجائیں! اس لئے کہ ---جن اقسام کے شرکیات اور جن اقسام کی بدعات--- میں آپ حضرات مسلمانوں کو ملوث سمجھتے ہیں --- انہیں اقسام کے شرکیات اور انہیں اقسام کی بدعات--- سے آپ حضرات کے ---دامن--- بھی پاک اور مبرا نہیں، ہرگز نہیں، مطلق نہیں، بالکل نہیں۔ شک و شبہ ہو تو پوری --- کائنات--- میں سے صرف اور صرف ایک ہی ایسا--- موحد--- پیش کر دیں جس نے غیراللہ کو پکارنے--- غیراللہ سے مدد لینے---غیراللہ سے حاجت روائی کروانے--- غیراللہ کا وسیلہ لینے---غیراللہ کا واسطہ دینے--- اور غیراللہ سے اپنی مشکل حل کروانے --- کا شرک نہ کیا ہو، یا جس نے بلوغت کے بعد یا بلوغت سے پہلے بھی اپنی ساری زندگی کا کوئی بھی کام ---بخاری و مسلم یا صحاح ستہ--- کے مشمولات کے خلاف نہ کیا ہو، میں آپ لوگوں کو--- سچا جنتی--- مان لوں گا۔

لیکن افسوس کہ دنیا کے سب سے بڑے اردو اخبار جنگ میں بھی بار بار شائع ہونے والے میرے اس مطالبے کو پورا کرتے ہوئے آج تک آپ حضرات پوری کائنات سے ایک بھی ایسا---موحد---پیش کرنے کی جراء ت و ہمت نہیں کر سکے ہیں، گویا۔

میں چھوٹوں میں بہت چھوٹا ہوں لیکن بڑوں کے سامنے ان سے بڑا ہوں

حتیٰ کہ اپنے جن ---دادا جان--- کے بارے میں آپ نے اپنے موء رخہ یکم جون ۹۵ء کے خط میں لکھا تو ہے کہ (مفہوم) "شرکیات و بدعات سے تائب ہو کر--- توحید و سنت--- کے لئے انہوں نے اپنی حویلی، نمبر دارانہ رعب و داب، زمین جائیداد سب سے دست بردار ہونا قبول کر لیا تھا بلکہ جب حویلی چھوڑ کر ایک نور باف کی سل زدہ کوٹھڑی میں بال بچوں سمیت رہتے دیکھ کر پوچھنے والوں نے ان سے پوچھا کہ میاں فضل حق! کیا ملا آپ کو وہابی بن کر؟ تو انتہائی جذباتی انداز میں بیٹھے بیٹھے کھڑے ہو کر کہنے لگے، پوچھتے ہو کیا ملا مجھے وہابی بن کر، تو سن لو مجھے وہ خالص دین مل گیا جو محمد رسول اللہ ﷺ پر مکمل ہوا تھا" (ص ا، سطر ۲۲)۔----- لیکن اتنے پختہ اور مضبوط موحد اور اہل سنت کا نام بھی آپ حضرات شرکیاتی اور بدعاتی صفات سے صاف شفاف اور پاک و مبرا ہونے کے ثبوت میں پیش کرنے کے بارے میں سوچ نہیں سکے ہیں، گویا۔

چمن میں ہیں وہ بزرگ آج مدعیء بہار جو سرِ رنگ سے واقف نہ راز بو سمجھیں

بنے ہیں شارح غالب بھی یہ خدا کی شان عروس لالہ کو بنئے کی گو بہو سمجھیں

یا اگر میں غلط فہمی کا شکار ہو رہا ہوں تو میری ہدایت فرمائیے، احسان ہو گا-----بستی نظام الدین اولیاء کی ---تبلیغی جماعت--- کو بہت سے لوگ آج دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ موء ثر اسلامی تنظیم قرار دیتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اس کا---رائے ونڈ کا اجتماع--- مسلمانوں کا حج کے

بعد دنیا میں سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے اور اس کا --- تبلیغی نصاب --- قرآن کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اسلامی کتاب ہے ۔ ۱۲ نومبر ۹۶ء کے جنگ لندن میں پورے ایک صفحہ پر مشتمل اس کا تعارف نامہ شائع ہوا ہے جس میں ساجد صاحب فاروق نے بتایا ہے کہ (مفہوم) "مدینہ شریف کی مسجد نبوی شریف میں اس کے بانی --- مولانا محمد الیاس ---- صاحب معتکف تھے، --- خواب --- میں حضور ﷺ کی بشارت ہوئی کہ، --- اے الیاس ! --- ہندوستان واپس جاؤ وہاں تم سے خدا کام لے گا، لہذا حجاز سے وہ ہندوستان واپس تشریف لے آئے اور --- خوب نمازیں پڑھیں، خوب مراقبے کئے --- کہ یا اللہ ! کیا کام کرنا ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے --- بذریعہ ء خواب --- یہ طریقہ ء تبلیغ سکھلایا کہ --- اے الیاس ! --- اس طریقے پر تم تبلیغ کرو، انشاء اللہ خدا تمہیں کامیابی سے ہم کنار کرے گا اور اس طریقے سے پوری دنیا کی اصلاح ہوگی، لہذا --- خواب --- میں دیکھے ہوئے طریقے پر آپ نے کام شروع کیا اور بڑی تیزی سے شروع کیا۔ پھر آپ نے سوچا کہ جس کام کو میں نے شروع کیا ہے، آیا یہ --- قرآن و حدیث --- کے مطابق ہے یا نہیں ؟ اس لئے آپ نے --- پورے قرآن --- کا مطالعہ کیا، تفاسیر اور احادیث کی --- تمام کتابوں --- کو ملاحظہ کیا اور پھر یہ عمل دہلی، پانی پت، آگرہ، میوات اور گرد و نواح کے سارے شہروں میں پھیل گیا"۔

اتنی تمہید کے بعد اب سنئے کہ --- مولانا الیاس --- نے اللہ و رسول د و ﷺ کی تعلیم و ہدایت اور --- پورے قرآن --- اور تمام کتب تفاسیر و احادیث --- کے مطالعے کے بعد --- تبلیغی جماعت --- کے کارکنان پر کون کون سی --- بدعات --- کو لازمی قرار دیا ہے ؟ ساجد صاحب فاروق اسی جنگ میں لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "جو لوگ اس پروگرام کو اپنا لیں --- الیاسی تحریک --- نے ان پر لازم ٹھہرایا ہے کہ وہ --- ہفتے میں چند گھنٹے --- نکال کر اپنے محلے میں گھر گھر جاکر امور دین کی تبلیغ کریں --- ہر مہینے تین دن --- اپنے قرب و جوار کی بستیوں میں تبلیغ کے لئے نکلیں اور --- سال میں چالیس دن کا چلہ --- دور دراز کے علاقوں کے لئے لگائیں، آپ نے یہ طریقہ تجویز فرمایا کہ کم از کم --- دس آدمیوں --- کی جماعت تبلیغ کے لئے نکلے، ان میں سے ایک کو --- امیر --- بنا لیا جائے، نکلنے سے پہلے یہ سب لوگ --- مسجد --- میں جمع ہوکر --- دو رکعت نفل --- ادا کریں اور اپنے رب سے --- تاثیر و نصرت --- طلب کریں۔ ہر شخص اپنا --- خرچ --- خود برداشت کرے، تبلیغ کے لئے --- عاجزانہ بلکہ خوشامدانہ --- انداز اختیار کیا جائے وغیرہ وغیرہ"۔---- لہذا سوچئے اور غور کیجئے میرے بھائی ! کہ اگر غیر اللہ سے مدد مانگنا واقعی شرک ہوتا یا اگر --- صحاح ستہ --- سے ہٹ کر --- معروفات --- پر بھی عمل کرنا واقعی --- بدعت اور جہنمی اور دوزخی --- کام ہوتا تو کیا ؟ --- اللہ و رسول د و ﷺ --- یکساں طور پر خوابوں میں تشریف لالاکر --- مولانا الیاس --- کو ایک --- معروف --- کام، تبلیغ دین کے لئے --- ایسے طریقے --- اپنانے کی ترغیب و تلقین اور تحریص وہدایت فرماتے ؟ جو --- صحاح ستہ --- سے ہرگز ہرگز نہیں ثابت ۔ اور کیا پورے کے پورے --- قرآن --- اور تمام کی تمام --- کتب تفاسیر و احادیث --- سے مولانا الیاس کو --- صحاح ستہ --- سے ناثابت ان --- بدعتی و جہنمی و دوزخی --- اعمال و افعال کا عرفان حاصل نہ ہو جاتا ؟ یا اگر میں غلط سمجھ رہا ہوں تو میری ہدایت فرمائیے ۔

کوئی مانے یا نہ مانے میرا یقین ہے کہ --- قیامت --- کے دن ہر شخص ان لوگوں کو خدا کے --- قہر و غضب --- کا شکار ہوتے اپنے

ماتھے کی آنکھوں سے ضرور دیکھے گا جنہوں نے --- حصول زر و دولت--- اور بادشاہت و حکمرانی کی خاطر---انگریزوں--- کی شہ، منشاء، مدد، تعاون اور اشارے پر --- مسلمانوں کو مسلمانوں--- سے لڑانے کے لئے ---شرک و بدعت--- کے بازار گرم کئے اور ان کو---شیعہ سنی--- کے علاوہ مزید--- فرقوں--- میں تقسیم کیا۔ رسول پاک ﷺ کے لئے ---ضعیف و ناتواں اور کمزور--- نہیں بلکہ ---مضبوط و مستحکم--- احادیث بلکہ قرآن پاک کے متن شریف سے ثابت ---فضائل و کمالات--- کے اعتراف کو--- ان سے مدد مانگنے کو---ان کو پکارنے کو--- ان کو اپنا مالک، آقا، شفیع، سفارشی، ذریعہ اور وسیلہ سمجھنے کو--- شرک--- قرار دیا اور---صحاح ستہ--- سے ناثابت ہونے کے سبب--- معروفات--- کلمہ شریف، درود شریف اور قرآن شریف پڑھنے کو--- نمازوں کے بعد دعائیں مانگنے کو، عید کے دن سیوئیں کھانے کو، بغل گیر ہونے کو، عید مبارک کہنے کو، قبر پر نام کی تختی لگانے کو، شادی پر پھولوں کا سہرا باندھنے کو اور عید میلاد پاک منانے کو---شرک و بدعت اور جہنمی و دوزخی--- کام کہا۔

میری یہ تحریر اور میرا یہ تجزیہ میرے بھائی! آپ کو---بڑا ناگوار اور بڑا تلخ--- لگ رہا ہوگا، لیکن اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو بتائیے کہ جب خود قرآن پاک میں ہے کہ (مفاہیم) "مومنو! روزے تم پر فرض کئے گئے تاکہ تم متقی بن جاو" (۱۸۳:۲)۔--- "جب قرآن پڑھا جائے تو سنو اور چپ رہو تاکہ رحم کئے جاو" (۲۰۴:۷)۔--- "اللہ کا بہت ذکر کرو تاکہ فلاح پاو" (۴۵:۸)۔ تو پھر بھی ---اہالیان نجد و دیوبند--- صحاح ستہ--- کا سہارا لے کر روزے رکھنے، قرآن پڑھنے اور اللہ کا ذکر کرنے کو---بدعت اور جہنمی اور دوزخی--- کام کیوں قرار دے رہے ہیں؟ کیا یہ تعجب یا ہوشیاری کی بات نہیں کہ نجد و دیوبند کا موحد درج بالا قرآنی آیات کے مطابق اللہ سے ڈرنے والے کو، اللہ کی رحمت کا مورد بننے والے کو اور اللہ سے فلاح یافتہ ہونے کی سند پانے والے کو بھی ---بدعتی اور جہنمی اور دوزخی--- قرار دے رہا ہے ---اسی بات کو قرآن پاک کے حوالے سے یوں بھی سمجھئے کہ جب قرآن میں ہے کہ (مفہوم) "میں (اللہ) قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی جب مجھ سے دعا مانگے"(۱۸۶:۲)---۔"ایمان والے وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا کلام پڑھا جائے تو ان کا ایمان تازہ ہوجاتا ہے" (۲:۸)۔--- "جب اللہ نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے" (۷:۱۴)۔--- -- تو پھر بھی ---توحید و سنت--- کے مدعی درجنوں مومنین کی موجودگی میں ---عشاء کے بعد سورہء ملک--- فجر کے بعد سورہء یاسین---جمعہ سے پہلے سورہء کہف--- تیجے، دسویں، چالیسویں--- پر پورے قرآن پاک کی تلاوت و ساعت کو--- پنج وقتہ نمازوں کے بعد افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تکرار کو--- فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور جنازے کی نماز کے بعد دعا کو--- اور بارہ ربیع الاول شریف کو ملنے والی--- خدا کی سب سے ارفع، سب سے اولیٰ اور سب سے اعلیٰ نعمت ---□--- کے شکریئے کے لئے برپا کی جانے والی--- عید میلاد پاک کی محافل کو--- کیوں بدعت، کیوں جہنمی اور کیوں دوزخی--- کام قرار دیتے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کے درج بالا فرامین--- اللہ کے اوامر اور--- اللہ کے احکام--- کو بھی بدعت اور جہنمی اور دوزخی--- کام قرار دینے والے یہ لوگ اسلام سے--- ایمان سے--- قرآن سے--- مسلمانوں سے--- اور مومنین سے--- مخلص--- قرار دیئے جاسکتے ہیں؟ یہ ایک ایسا ---سوالیہ نشان--- ہے جسے میں آپ کے حضور پیش کرتا چلا جارہا ہوں لیکن افسوس کہ آپ (مفہوم) "اگر ہے کوئی غیرت مند بریلوی تو لکھے اس شیعہ کا جواب، ورنہ ہم تو پھر دیوانے ہیں ہی

آپ کے جواب کے منتظر، محمد عبدالاعلیٰ عفی عنہ یکم جون ۱۹۹۵ء" (ص۴، آخری سطر)۔

جیسی بڑی بڑی تعلیوں اور بڑھکوں--- کے باوجود میرے تمام کے تمام سوالات کے جواب میں---بریلی بریلی اور احمد رضا احمد رضا--- ہی کرتے چلے جارہے ہیں حالانکہ ---احمد رضا اور بریلی--- کا نام میں نے آپ کے سامنے ابھی تک بھول کر بھی نہیں لیا ہے، پھر---معروفات--- کے سلسلے میں بات یہ بھی ہے کہ ---اہالیان نجد و دیوبند--- اگر صحیح معنوں میں ---مخلص--- ہیں تو انہیں چاہئے تھا کہ تمام ---معروفات--- میں ہی وہ ---صحاح ستہ--- والی شرط کو ملحوظ رکھتے، یعنی جس ---معروف--- کی بھی ادائیگی ---صحاح ستہ--- سے ثابت نہ ہوتی اسے ---بدعت اور جہنمی اور دوزخی--- کام قرار دے دیتے، لیکن اس دکھ کا رونا ہم کہاں جاکر روئیں؟ کہ یہ لوگ اپنی ---حکومتوں اور اپنے سونے چاندی--- کی حفاظت و استحکام کے لئے ---انگریزوں--- کی حمایت حاصل کرنے کی خاطر مسلمانوں کے صرف ان ---معروفاتی--- اعمال وافعال کو ہی ---صحاح ستہ--- سے ناثابت قرار دے کر دھڑلے سے ---بدعت اور جہنمی اور دوزخی--- کام قرار دے کر مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑانے کا---ثواب ---کما رہے ہیں جن سے ان کے دامن مبرا اور پاک ہیں، ورنہ خود بھی ---نماز--- روزے--- حج--- زکوۃ--- اور شریعت کی پابندی--- کے کتنے ہی --- معروفات--- ہیں جن کی ادائیگی ان طریقوں---ان اسباب--- اور ان ذرائع--- سے کرتے رہتے ہیں جن کے ثبوت ---صحاح ستہ--- میں کہیں نہیں ملتے، ہرگز نہیں ملتے، بالکل نہیں ملتے۔ پھر بھی انہیں ---بدعت اور جہنمی اور دوزخی--- کام تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ مثلاً،

۱۱جنوری ۱۹۹۱ء کے جنگ لندن میں بریلی شریف کے عدو مبین مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی کا نکاح اور شادی بیاہ سے متعلق ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں آپ نے لکھا تھا کہ (مفہوم) "نکاح خواں دولہا دلہن کو کلمے اور اسی قسم کی دوسری عبارتیں پڑھوا پڑھوا کر ٹیکسی ڈرائیور کی طرح پیسے وصول کرتے ہیں حالانکہ اس وقت کلمے پڑھوانے کا کیا جواز اور کیا تک ہے؟ پھر لوگوں نے سوا بتیس روپئے مہر مقرر کر رکھے ہیں حالانکہ سوا بتیس روپئے مہر عورت پر حد درجہ ظلم ہے"۔---- پھر مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی نے ہی ۱۸ دسمبر۱۹۹۴ء کے جنگ میں بھی شادی بیاہ کی غیر اسلامی رسموں کے زیر عنوان دوسرا مضمون (اور راوی نمبر ۸۴۸ میں حق مہر شرعی کیا ہے؟ کے زیر عنوان تیسرا مضمون) لکھا کہ (مفہوم) "حق مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں، دولہا کی جتنی استطاعت ہو ادا کرے، سوا بتیس روپئے قطعاً شرعی نہیں بلکہ یہ مقدار ظلم ہے۔ شریعت نے مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں کی ہے، لہذا حسب استطاعت ادا کی جانی چاہئے"۔

ایسے ہی آج ۲۹ نومبر۱۹۹۶ء کے جنگ لندن میں دیوبندی مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی ایک سائل کو جواب عنایت فرمارہے ہیں کہ (مفہوم) "اگر چہ بہت سے لوگ واقعی فرض نمازوں کے بعد دعا مانگنے کو صحاح ستہ سے ناثابت کہہ کر بدعت قرار دیتے ہیں لیکن آپ اس حدیث فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے پر عمل کیجئے"۔---- تو اگر آپ کے قلم کے بھی پیش کئے ہوئے میرے یہ دونوں تینوں حوالے صحیح ہیں اور یقیناً ہی صحیح ہیں تو جواب عنایت ہو کہ حضور رسول پاک ﷺ کے ادا کئے ہوئے مہر کے خلاف کسی اور کم وبیش "مقدار" میں دولہے کی استطاعت کے مطابق مہر کا ادا کرنا---اگر بدعت نہیں، جہنمی اور دوزخی فعل نہیں--- تو پھر تسبیح و تہلیل، تکبیر و تحمید، تلاوت و درود خوانی، حج و

صوم، صلوٰۃ وزکوٰۃ، ذکر وفکر، شکر واحسان، موت ومیت، شادی بیاہ، بیع وشریٰ، نشست وبرخاست، گفت وشنید، اکل وشرب اور وغیرہ وغیرہ کیوں بدعت؟ کیوں دوزخی کام؟؟ اور کیوں جہنمی عمل؟؟؟ بن جاتے ہیں صحاح ستہ سے ثابت نہ ہونے کے سبب۔ کیا "معروفات" پر عمل کے اسلامی اصول وضوابط ہر جگہ یکساں نہیں؟ یہاں کچھ وہاں کچھ ہیں؟ کالوں کے لئے یہ اور گوروں کے لئے وہ ہیں؟ سنیوں کے لئے پیلے اور شیعوں کے لئے لال ہیں؟ اپنے لئے میٹھے میٹھے اور غیروں کے لئے کڑوے کڑوے ہیں؟ کیا آپ میرے اس سوال کے جواب میں بھی بریلی بریلی اور بریلی بریلی یا احمد رضا احمد رضا اور احمد رضا احمد رضا ہی کرتے رہیں گے؟ ؂

درانی! کسی وضع پہ قائم بھی تو رہیئے یہ کیسی روش ہے کہ یہاں اور وہاں اور

یا رئیس امروہوی کو دہراءوں کہ ؂

اپنوں میں ہیں کچھ ایسے بڑے لوگ بھی جن کے ہیں نام بڑے نامہ ء اعمال ہیں گھٹیا

بازار میں کیا ان کے کوئی مول لگائے پیکنگ میں بہت خوب ہیں پر مال ہیں گھٹیا

۲۴ ستمبر ۹۶ءء کے اپنے خط میں آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا تھا کہ (مفہوم) "کسی انسان سے مدد مانگنے کو کیا ان کو معبود ماننے کے مترادف قرار دیا جاسکتا ہے؟"۔

لیکن اس کا جواب سہواً یا قصداً آپ جیسا بھی سمجھیں میں نہیں دے سکا ہوں، مگر خیال ہے کہ اگر "ہاں یا ناں" میں دے بھی دیتا تو شاید آپ اس کا بھی اسی طرح کوئی تذکرہ نہ فرماتے جس طرح آپ کے دوسرے سوال (مفہوم) "کیا آپ واقعی من دون اللہ کا معنیٰ بھی نہیں سمجھتے؟"۔--- کے جواب میں میری تحریر--- "پوری کائنات میں اللہ رب العزت کے سوا جو کچھ بھی ہے سب کا سب غیراللہ بھی ہے اور من دون اللہ بھی، لہذا واضح فرمائیں کہ اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں" (۳۰ ستمبر ۹۶ءء، ص۱، آخری سطر) ۔-----کے جواب میں آج تک صرف اور صرف---بریلی بریلی اور احمد رضا احمد رضا--- ہی کرتے رہے ہیں یا---شرک وبدعت--- کے موضوع پر بحث سے گریز فرماتے چلے جارہے ہیں، یا اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ میں آپ کی ذات پر کوئی جھوٹا الزام عائد کر رہا ہوں تو "ہاتھ کنگن کو آرسی کیا" آیئے ہم پھر سے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہیں۔

چل مرے خامہ بسم اللہ!

کہہ دیجئے اپنے لیڈروں سے کرلیجئے بندوبست کافی

چڑیوں کی ہزار اڑان بے سود شکرے کی ایک جست کافی

راوی نمبر۸۲۶ میں سیدنا یوسف ں اوران کے جیل کے مشرک ساتھیوں کے درمیان "شرک وتوحید" سے متعلق ہونے والے مکالمات کواپنے دعوے اور اپنے خیال کے مطابق قصص الانبیاء جیسی الف لیلوی یا لیلیٰ مجنوی کتابوں سے نہیں بلکہ قرآن واحادیث کی "خالص تعلیمات" کی روشنی میں بیان فرماتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "حضرت یوسف ں نے موقع پاکر اپنے ساتھیوں سے پوچھاکہ یہ جوتم بارش برسانے والوں، رزق دینے والوں، اولاد دینے والوں، خوشی اور غمی دینے والوں اورکرنی والوں کے الگ الگ مجسمے بنا بناکر ان کو سجدے کر رہے ہو، ان کی پوجاکر رہے ہو، توکیاتم ان کو اپنا "معبود" بھی سمجھتے ہو؟ کہنے لگے، نہیں! ہم توانہیں صرف ---واسطہ--- قرار دیتے ہیں، اصلی بھاگوان توبس ایک ہی ہے، یہ ہمارا ---وسیلہ--- بنتے ہیں ۔ دریافت فرمایا، بڑے خداکوپکارنے کے لئے ان کوپکارنا کیا ضروری ہے؟ کہنے لگے، ہاں! اس لئے کہ ہمارے مذہبی رہنماء وں (ب رے ل وی ی وں؟) نے ہمیں بتایا ہے کہ جب تک ان چھوٹے چھوٹے خداء وں کی پوجا نہ کروگے اس وقت تک تم بڑے خداکوراضی نہیں کر سکتے کیونکہ بڑا خدا ہماری براہ راست سنتا نہیں اور ان کی "سفارش" رد کرتا نہیں، تب حضرت یوسف ں نے توحید کا رازآشکارکرتے ہوئے فرمایا، توسنو! میں تو اپنے آباء واجداد حضراتِ انبیائے کرام ں کی طرح لکڑی،پتھراور دھاتوں کے بنے ہوئے بتوں یا قبروں کی پوجا نہیں کرتاکہ یہ شرک ہے اور ہمارے لئے قطعاًزیبا نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں، یہ کبھی انبیاء ں کا طریقہ نہیں رہا "۔

پھربالکل یہی باتیں راوی نمبر۸۲۷ میں بھی آپ نے یوں بیان فرمائی ہیں کہ (مفہوم) "وہ سب" مشرک"تعجب سے کہنے لگے کہ آخر ایک اللہ سب کی حاجات کیسے پوری کر سکتا ہے؟ وہ کیسے سب کی سن سکتا ہے؟ دوسرے کہاں جائیں؟ صرف ایک اللہ کی ہی عبادت کیوں کی جائے؟ فرمایا، اس لئے کہ تمہارا رب تم سے بہت قریب ہے، کوئی بھی چیزانسان کے اتنے قریب نہیں جتنا اللہ ہے، اس لئے اس تک پہنچنے کے لئے کسی "وسیلے واسطے" کی ضرورت نہیں، کہنے لگے، آخر یہ بھی تو اللہ کے پیارے ہیں، فرمایا، کیا یہ ضروری ہے کہ یہ "پیارے" خداکی خدائی میں شریک بھی ہوں؟ وہ تو وحدہ لا شریک ہے، کوئی "زندہ یا مردہ" اس پر رعب نہیں رکھتا، نہ ہی اس کی خدائی میں شریک ہے، بولے، پتہ نہیں، لیکن ہمیں تو ہمارے مذہبی رہنماء وں (ب رے ل وی ی وں؟) نے اسی طرح باورکرا رکھا ہے، اسی طرح سمجھا رکھا ہے، فرمایا، یہ کیا بات ہوئی؟ کیا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی "حاجت براری سے، نعوذ باللہ، ریٹائرمنٹ لے کر سارے کام مختلف شعبوں میں بانٹ کر ہر علاقے کا مشکل کشا الگ اور حاجت روا جدا متعین کر رکھا ہے؟ جوتم لوگوں نے کہیں کسی بزرگ کوکرنی والا اور کہیں کسی قبرکو حاجت روا بنا رکھا ہے"۔

لہذا میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ اپنی ان تحاریر کوبار بار پڑھیں اور غور فرمائیں کہ ان میں آپ نے کتنے واضح لفظوں میں اس بات کا بھی اعتراف اور اقرار کیا ہے کہ مصر کے مشرک بھی صرف اور صرف ایک خدا کے عابد تھے،پجاری تھے، لیکن ان کے رزق دینے والوں، اولاد دینے والوں، بارش برسانے والوں، خوشی اور غمی دینے والوں اور بہت سے کرنی والوں کے مجسمے بنا بناکر ان کو سجدے کرنے اور ان کی پوجاکرنے کے باوجود حضرت یوسف ں نے ان کو---مشرک--- نہ سمجھا تھا۔ اسی لئے پوچھا تھاکہ،" کیا تم انہیں معبود بھی سمجھتے ہو؟" ----- لہذا انہوں نے

انکار میں جواب دیا توآپ نے اسے تسلیم بھی کرلیا لیکن جب انہوں نے کہا کہ، "ہم توانہیں صرف "واسطہ" قرار دیتے ہیں یہ ہمارا "وسیلہ" بنتے ہیں اور بڑے خدا کو پکارنے کے لئے ان کو پکارنے کو ہم ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ ہمارے مذہبی رہنماء وں نے ہمیں بتایا ہے کہ جب تک ان چھوٹے خداوں کی پوجا کرو گے نہیں، اس وقت تک بڑے خدا کو راضی نہ کر سکو گے کیونکہ بڑا خدا براہ راست ہماری سنتا نہیں اور ان کی "سفارش" رد کرتا نہیں، تب آپ نے انہیں ---مشرک--- قرار دیا اور فرمایا کہ تم تو لکڑی، پتھر اور دھاتوں کے بنے مجسموں کے پجاری ہو، لیکن میں تو قطعاً اس بات کو زیبا نہیں سمجھتا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں کیونکہ یہ انبیاء ں کا طریقہ نہیں رہا"۔----لیکن اگر آپ میرے اس تبصرے کو اگر مگر کر کے یا یہ کہہ کر کہ میں نے تو راوی نمبر۸۲۶ میں ہی یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) "مشرکین مصر نے یہ اقرار و اعتراف پہلے ہی کر لیا تھا کہ عطفون اور قشریط کے علاوہ ہمارے اور بھی معبود ہیں جن کی ہم پوجا کرتے ہیں"۔

تو چلئے میں آپ سے دوسرا سوال کرتا ہوں کہ پھر آپ نے اتنے بڑے "موحد اعظم یوسف ں" کی زبان سے مشرکین کے اتنے اتنے عظیم مذکور شرکیات کے باوجود قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ جملہ کیوں اور کیسے منسوب کر دیا ہے کہ--- کیا تم ان کو اپنا معبود بھی سمجھتے ہو؟--- تو کیا یہ حضرت یوسف ں پر بہت بڑی تہمت اور بہت بڑا جھوٹا اور غلط الزام نہیں؟ حضور رسول اللہ ﷺ کو "وسیلہ اور واسطہ" سمجھنے والوں اور "یارسول اللہ ﷺ" کہنے والوں کو "مشرک" قرار دینے کی غرض سے سوچیے اور غور فرمائیے کہ ایک عظیم پیغمبر کی طرف قرآن وحدیث پر تہمت لگاتے ہوئے آپ نے یہ کتنا غلط اور کتنا غیر صحیح جملہ منسوب کر ڈالا ہے---- پھر اس بحث کو اس طرح بھی سمجھنے کی کوشش فرمائیں کہ جب آپ کے درج بالا تحریری اقتباسات کے مطابق کوئی "زندہ یا مردہ" نہ خدائے تعالیٰ پر رعب جما سکتا ہے نہ اس کی خدائی میں شرکت کا حق رکھتا ہے" تو پھر آپ جیسے "کٹر موحدین" کس منہ اور کس زبان سے؟ ایک طرف تو یہ کہتے رہتے ہیں کہ --- غیراللہ سے مدد مانگنا، غیراللہ کو پکارنا، غیراللہ کو وسیلہ سمجھنا اور غیراللہ کا واسطہ دینا شرک صریح، شرک عظیم اور شرک مبین ہے--- لیکن دوسری طرف اس کے صدفی صد خلاف یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ --- زندوں کو پکارنا، زندوں سے مدد لینا اور زندوں کو وسیلہ واسطہ سمجھنا شرک نہیں، برا نہیں، ناجائز نہیں--- جائز ہے، روا ہے، گوارا ہے۔

توکیا یہ آپ حضرات کے قول و عمل کا کھلا ہوا تضاد بلکہ ہمارے پیارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ سے دشمنی و شقاوت اور بغض و عناد کا اظہر من الشمس مظاہرہ نہیں؟ ثبوت نہیں؟ ہم لوگ اظہار عقیدت کے لئے اپنے آپ کو کبھی بھول کر بھی ---خادم محمد، غلام رسول، عبدالمصطفیٰ یا مدینے کا کتا--- کہہ دیتے ہیں تو آپ حضرات کے زبان و قلم سے فوراً ہی "کفر و شرک اور حرام و بدعت" کی سنگ باری بلکہ بمباری شروع ہو جاتی ہے اور ہماری ایک بھی نہیں سنی جاتی لیکن خود جو بھی چاہتے ہیں لکھتے، پڑھتے اور بولتے چالتے رہتے ہیں لیکن بنے "موحد کے موحدِ خالص" ہی رہتے ہیں، تو یہ کہاں کا عدل اور کہاں کا انصاف ہے؟ کہ آپ حضرات پر اب کوئی فتویٰ بازی اور کوئی سنگ باری نہیں ہوتی۔---- شاہ اسمٰعیل دہلوی نے تقویت الایمان اور تذکیر الاخوان--- میں غلام فلاں غلام محی الدین اور غلام معین الدین---نام رکھنے کو شرک صریح قرار دیا ہے اور آپ حضرات اسے صدفی صد درست بھی سمجھتے ہیں لیکن اس کے باوجود راوی نمبر ۸۲۵ میں خود آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم)

"حضرت یوسف ں کے حسن اخلاق میں اتنی قوت تھی کہ چند دن کے بعد ہی جیلر فرط عقیدت سے آپ کی غلامی پر فخر کرنے لگ گیا"۔

لہذا جواب عنایت ہوکہ جب یوسف ں کے حسن اخلاق کے سبب ان کی ---غلامی--- پر فخر کرنا جائز، روا اور گوارا ہے تو معلم اخلاق، صاحب خلق عظیم سیدنا محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ کا صرف ---غلام--- بن جانا کیوں شرک، کیوں بدعت اور کیوں جہنمی و دوزخی کام ہوگیا؟ کیا۔

ہم نے معاملات یہ دیکھے ہیں ملک نجد میں عقل الگ عقیل الگ فہم الگ فہیم الگ

بعضے مناقشات میں عقل سلیم متحد بعضے مقدمات میں عقل الگ سلیم الگ

جیسا قطعہ آپ حضرات کے اس طرز عمل پر پورا نہیں اترتا؟----ایسے ہی اپنے ۱۱ نومبر ۹۶ء کے خط میں آپ اس بات کی تو تصویب فرما رہے ہیں کہ (مفہوم) "آدمی اپنے بیوی سے خدمت مانگ سکتا ہے"۔--- جبکہ راوی نمبر ۸۲۳ میں رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "کچھ لوگ حضرت جبرئیل ں کو آنحضور ﷺ کا خادم کہہ دیتے ہیں، یہ صحیح نہیں، وہ آپ کے خادم نہ تھے۔ مقام نبوت ہی اگر چہ سب سے اونچا ہے لیکن جبرئیل ں کو اللہ نے بڑا معزز فرشتہ اور روح القدس کہا ہے"۔

لہذا اپنی اس ادا پر خود غور فرمائیں کہ شاہ اسمعیل دہلوی کے "غلام فلاں" بننے کو شرک قرار دینے اور ان کو بالکل سچا قرار دینے کے باوجود ایک طرف تو آپ اس بات کو توحید خالص تسلیم کر رہے ہیں کہ جیلر حضرت سیدنا یوسف ں کی "غلامی" پر فخر کرنے لگا تھا اور یہ کہ آدمی اپنی بیوی سے خدمت لے سکتا ہے لیکن اس کے برخلاف دوسری طرف حضور سیدنا محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ کے معاملے میں یہ لکھ رہے ہیں کہ وہ جبرئیل ں کے "مخدوم" قرار دیئے جائیں یہ غلط ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو بڑا معزز فرشتہ اور روح القدس کہا ہے۔ لہذا اگر زحمت نہ ہو تو ذرا اس سوال کا جواب مرحمت ہوکہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت جبرئیل ں کے درجات کے درمیان کیا--- عبد و معبود--- سے بھی زیادہ بعد، دوری اور فاصلہ ہے؟ جو آپ شرک صریح ہونے کے باوجود "غلام یوسف" بننے کو تو توحید خالص تسلیم کر رہے ہیں، نا شرک سمجھ رہے ہیں لیکن "خادم رسول اور غلام رسول" بننے کو شرک و بدعت اور غلط قرار دے رہے ہیں۔ سوچئے اور غور کیجئے کہ آپ کے اس طرز عمل سے "منکرین فضائل رسالت" سے متعلق اقبال کا معروف مقولہ۔ چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ست اور راوی نمبر ۸۲۴ میں خود آپ کا مقولہ (مفہوم) "دسترخوان والی قوم انبیاء ں کی قدر نہیں جان سکتی، ایمان والی قوم جان سکتی ہے"۔---- خود آپ حضرات پر فٹ اور چسپاں ہورہا ہے یا نہیں؟ یا پھر میں یہ سب کچھ آپ سے ذاتی بغض اور ذاتی عناد کے سبب لکھ رہا ہوں؟--- پھر اس معرکہ آرا بحث کو آپ اس طرح بھی سمجھنے کی کوشش فرمائیں کہ راوی نمبر ۸۲۳ میں ایک طرف تو آپ یہ تحریر فرما رہے ہیں کہ (مفہوم) "جبرئیل ں کو حضور رسول پاک ارواحنا فداہ ﷺ کا خادم قرار دینا صحیح نہیں، غلط ہے، کیونکہ خداوند کریم نے جبرئیل ں کو بڑا معزز فرشتہ اور روح القدس کہا ہے"۔---- لیکن ماتھا پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے کہ دوسری طرف اس کے صدفی صد خلاف راوی نمبر ۸۲۳ میں ہی یہ بھی گل افشانی فرما رہے ہیں کہ (مفہوم) "ساری مخلوقات میں سے انسان ہی عظمت و بلندیوں کا حامل ہے،

اس لئے اللہ کریم نے فرشتوں کو آدم کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا"۔

لہذا جواب عنایت فرمائیں کہ آپ کے موحدانہ عقیدے کے مطابق اللہ کے معزز فرشتے روح القدس جبرئیل امین ں اگر حضرت آدم ں کو--- سجدہ--- کر لیں تب بھی کیوں ؎

نہ توحید میں کچھ خلل ان کی آئے نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

لیکن یہی معزز فرشتے اور یہی روح القدس اگر بعد از خدا بزرگ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے "خادم" مان لئے جائیں تو یہ شرک یا بدعت یا دوزخی یا جہنمی عقیدہ کیوں اور کیسے ہو جائے گا؟ کیا --- مخدوم--- بننا زیادہ خطرناک اور--- مسجود--- بننا کوئی خطرے کی بات نہیں؟ عافیت ہی عافیت ہے؟ تو آپ کے عقیدے کے مطابق مرد کے "مخدوم" بننے کے جائز ہونے اور "مسجود" بننے کے شرک ہونے کے باوجود بھی آپ کا اس کے برعکس محمد عربی ﷺ کو--- مخدوم جبرئیل--- ماننے کو شرک و بدعت قرار دینا اور آدم ں کو--- مسجود جبرئیل--- مان لینا یعنی "شرک و بدعت" قرار نہ دینا رسول دشمنی اور "اندھیر نگری چوپٹ راج" کا نمونہ نہیں تو اور کیا ہے؟ غور فرمائیے----پھر اپنے حافظے پر زور دے کر ذرا یاد تو کیجئے کہ راوی نمبر۸۰۶ میں آپ نے کیا یہ گل افشانی نہیں فرمائی ہے کہ (مفہوم) "اہل توحید کا قبیلہ تو رسول رحمت ﷺ کو خدا کے بعد سب سے بزرگ ہستی مانتا ہے اور یہ اس کے ایمان کی جان ہے، خدا کے بعد حضور ﷺ کو ہی سب کچھ مانتا ہے لیکن خدا نہیں مانتا"۔----جبکہ یہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے، لہذا کہنے دیجئے کہ ؎

بظاہر صورت حالات پیچیدہ ہے برہم ہے مگر توحید کے داعی کا دیکھو وہ ہی دم خم ہے

بریلی کی اہمیت یہ کس نے کب کہا کم ہے مگر اے شیخ! بدع و شرک اس سے بھی مقدم ہے

یا اگر کم علمی کے سبب مجھ سے کسی غلطی کا صدور ہو رہا ہے تو "بریلی بریلی اور احمد رضا احمد رضا" کی رٹ چھوڑ کر اسی کی وضاحت فرما دیں، ممنون ہوں گا۔---- راوی نمبر۸۲۷ اور ۸۲۸ میں آپ رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "قرآن کریم کے ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے تقریر یوسف میں مجھے بہت سے سوالوں کا جواب مل گیا، علم و حکمت کے سمندر ٹھاٹھیں مارتے دکھائی پڑے۔ علم و معانی کے دریا اس میں بہہ رہے ہیں جن کی شناوری کئے بغیر گذرنا ناممکن ہے۔ حکمتِ نبوت کے دمکتے موتی ہر صاحب فکر کو اپنی طرف متوجہ کر رہے ہیں کہ انبیائے کرام ں شرک نہیں کر سکتے لیکن اکثر لوگ آباء و اجداد کی اندھی تقلید کے نتیجے میں یہ سمجھ کر کہ خدا نے ان کو سب کچھ سونپ دیا ہے، آتش پرستی، قبر پرستی، زندہ یا مردہ اکابر پرستی، آستانہ پرستی، بت پرستی اور ستارہ پرستی کرتے ہیں حالانکہ یہ مٹی کے ڈھیر کے علاوہ اور کیا ہیں؟"۔

لیکن آئیے، میں آپ کو بتاؤں کہ حضرات سیدنا یوسف و محمد رسول اللہ ارواحنا فداہما ﷺ کے دامن ہائے اقدس پر بھی اپنے غلط عقیدوں کے مطابق آپ نے کیسے کیسے داغ ہائے "شرک و بدعت" ثبت فرمائے ہیں۔ دیکھئے! راوی نمبر۸۲۸ میں ایک طرف تو آپ یہ

لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "اگر لوگ اللہ کی حقیقت سے واقف ہو جائیں کہ اللہ ہی سارے معاملات بغیر کسی کے تعاون کے چلا رہا ہے، اسی کی بادشاہی ہے، وہی قادر مطلق اور مختار کل ہے تو شرک کی جاہلانہ جراءت کبھی نہ کریں، سچ بات تو یہ ہے کہ لوگ اللہ کی قدر و منزلت سے آگاہ نہیں"۔---- تو دیکھئے! کہ اپنی اس تحریر میں آپ کتنی وضاحت، کتنی صراحت اور کتنے روشن الفاظ میں لکھ رہے ہیں کہ" مختار کل" صرف اللہ ہے، "قادر مطلق" صرف خداوند کریم ہے اور "بادشاہت" بھی صرف رب العالمین کے لئے زیبا ہے، لیکن--- مگر--- اب اس کو کیا کہا جائے کہ راوی نمبر۸۲۹ میں خود عنوان قائم فرما رہے ہیں کہ "بادشاہ کا خواب" اور پھر اس کے تحت ایک مخلوق، ایک من دون اللہ اور ایک غیر اللہ کے لئے نو دس مرتبہ اور راوی نمبر۸۳۰ میں بارہ تیرہ مرتبہ ---بادشاہ بادشاہ اور بادشاہ بادشاہ--- کی تکرار کی ہے بلکہ راوی نمبر۸۲۹ میں سیدنا یوسف کو بھی ساقی سے یہ کہتے ہوئے بتا رہے ہیں کہ (مفہوم) "بس اتنا کرنا کہ میرا ذکر اپنے بادشاہ کے سامنے کرنا کہ ایک بے گناہ شخص قید کر دیا گیا ہے"۔---- بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ راوی نمبر۸۳۰ میں حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بھی پیش کر رہے ہیں کہ (مفہوم) "اگر یوسف کی جگہ میں ہوتا تو بادشاہ کے بلاوے پر فوراً جیل سے باہر نکل جاتا"۔

لہذا خود غور فرمائیں کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کو اگر واقعی --- مختار کل، قادر مطلق اور بادشاہ--- سمجھنا آپ کے عقیدے کے مطابق "شرکِ مبین اور شرک عظیم" ہوتا تو کیا حضرت یوسف ں اور حضور سیدنا محمد عربی ﷺ کسی--- مخلوق کو بادشاہ بادشاہ---کہتے؟ یا غیر بریلوی اور موحد خالص مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی "بقلم خود کیا کسی مخلوق کو بادشاہ بادشاہ" لکھتے؟ گویا۔

میزان ہاتھ میں ہے زیاں کی نہ سود کی تفریق ہی محال ہے بود و نہ بود کی

پروا نہیں ہے آپ کو اپنے وجود کی لیکن شکایتیں ہیں بریلی کے دود کی

پھر اس سونے پر سہاگہ آپ نے یہ چڑھایا ہے کہ راوی نمبر۸۲۹ میں لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "بعض مفسرین نے یہاں بہت سی تاویلات اور عجیب و غریب نکتہ آفرینیاں کی ہیں جو نہ تو قرآن کے عقیدے سے تعلق رکھتی ہیں نہ ہی شان نبوت سے۔ لہذا ہم نے اس بحث کو ہاتھ ہی نہیں لگایا بلکہ جو اصل مفہوم ثابت ہو رہا ہے اسے بیان کر دیا"۔----جس کا صاف ستھرا اور واضح مطلب سوائے اس کے اور کیا ہوا؟ کہ حضور پاک ﷺ کو "بادشاہ" سمجھنا جائز ہے، روا ہے، قرآن و سنت کے عین مطابق ہے اور اسے "شرک" قرار دینا منکرین فضائل رسالت کی ---بیماری ہے، عناد ہے اور رسول دشمنی ہے--- لیکن اسے آپ پھر بھی ماننے کے لئے تیار نہیں، آمادہ نہیں۔

میرے پیارے بھائی! شرک و بدعت کے خصوص میں آپ حضرات نے کیسی کیسی ٹھوکریں کھائیں اور کیسے کیسے گل کھلائے ہیں، اس کے ثبوت میں یہ بھی دیکھئے کہ بلا شبہ آپ دعوے پر دعویٰ کرتے تو چلے جا رہے ہیں کہ حضرت سیدنا یوسف اللہ کے نبی، پیغمبر، رسول اور توحید کے بہت بڑے داعی ہیں، تو یہاں تک تو آپ بالکل سچے ہیں لیکن اس کے بعد قرآن کریم کے متن میں ان ہی یوسف ں کو ساقی کے

مالک کو "ساقی کا رب" کہتے ہوئے دیکھ کر بھی آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے چپکے سے گذر گئے ہیں اور اس پر کوئی تبصرہ اور کوئی بحث نہیں فرمائی ہے۔ بلکہ ---رب--- کا جو مفہوم اور جو ترجمہ ---بادشاہ--- کیا ہے، اندھیر ہے کہ اسے بھی خود ہی صاف صاف لفظوں میں راوی نمبر ۸۲۸ میں "قادر مطلق اور مختار کل" کی طرح "شرکِ اکبر، شرکِ صریح اور شرکِ مبین" لکھ گئے ہیں، بلکہ اندھیر پر اندھیر یہ بھی کر گئے ہیں کہ ---ریان بن ولید--- ایک مخلوق، ایک غیراللہ اور ایک من دون اللہ --- کو تکرار کے ساتھ بار بار اور گھڑی گھڑی "بادشاہ بادشاہ اور بادشاہ بادشاہ" بھی کہتے اور لکھتے چلے گئے ہیں۔ تو آپ کی یہ کیسی موحدیت، کیسی اہل حدیثیت اور کیسی ---وہ ہ اب ی ی ت--- ہے؟ کہ جس چیز کو خود شرک قرار دے رہے ہیں اسی کو عقیدے کے طور پر قبول بھی کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یا پھر میں یہ سب کچھ آپ سے ذاتی عناد، ذاتی دشمنی اور ذاتی بغض کے سبب بک رہا ہوں؟

پھر راوی نمبر ۸۲۷ میں حضرت سیدنا یوسف ں اور ان کے مشرک ساتھیوں کا توحید سے متعلق جو مکالمہ آپ نے تحریر فرمایا ہے وہ کچھ یوں ہے (مفہوم) "آپ نے جب یہ فرمایا کہ توحید کی سمجھ و عقل اور دلائل بہت عام ہیں پھر بھی اکثر لوگ علم کے باوجود شرک کی بیماری میں مبتلا ہوکر اللہ کی عطا کی گئی نعمت توحید کی ناشکر گذاری کرتے ہیں تو کفار تعجب سے کہنے لگے صرف ایک اللہ کی عبادت کیوں کی جائے؟ دوسرے کہاں جائیں؟ آخر ایک اللہ سب کی حاجات کیسے پوری کر سکتا ہے؟ وہ کیسے سب کی سن سکتا ہے؟ فرمایا، اس طرح کہ تمہارا رب تم سے بہت قریب ہے، تمہاری رگ جاں سے بھی زیادہ قریب، کوئی بھی چیز انسان کے اتنی قریب نہیں جتنا اللہ ہے اس لئے اُس تک پہنچنے کے لئے کسی --- وسیلے واسطے--- کی ضرورت نہیں ہے، وہ سب کی براہ راست سنتا ہے، وہ صرف انسانوں کی نہیں ساری مخلوقات کی ضرورتوں کو پوری کرنے پر قادر ہے اور وہی پوری کرتا ہے، اس لئے کسی "وسیلے اور واسطے" کی ضرورت نہیں۔ وہ کہنے لگے آخر یہ بھی تو اللہ کے پیارے ہیں، فرمایا، کیا یہ ضروری ہے کہ یہ پیارے اللہ کی خدائی میں شریک بھی ہوں، وہ وحدہ لا شریک ہے، کوئی زندہ یا مردہ اس پر رعب نہیں رکھتا اور نا ہی اس کی خدائی میں شریک ہے۔ وہ پوچھنے لگے یہ خداء وں اور ان کے مناصب کی تقسیم پھر کیا ہے؟ فرمایا، یہ تقسیم کیا اللہ نے اپنی کسی کتاب میں لکھی ہے؟ وہ بولے، پتہ نہیں، لیکن ہمیں تو ہمارے مذہبی رہنماء وں نے اسی طرح باور کرا رکھا ہے، سمجھا رکھا ہے۔ حضرت یوسف نے کہا یہ کیا بات ہوئی؟ کیا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی حاجت برآری سے، نعوذ باللہ، ریٹائر منٹ لے کر سارے کام مختلف شعبوں میں بانٹ کر الگ الگ نگراں مقرر کر دیئے ہیں؟ سنو! اللہ نے ان کے لئے کوئی دلیل نازل نہیں کی، کسی آسمانی کتاب میں ان خود ساختہ معبودوں کے یہ نام اور یہ عہدے نہیں ملیں گے، جس طرح ایک غلام صرف ایک ہی آقا کو خوش کر سکتا ہے اور جس طرح ایک عورت کے لئے ایک ہی خاوند کافی ہے، اسی طرح ایک بندے کے لئے ایک ہی اللہ کافی ہے، کسی دوسرے کو معبود بنانا عقلاً روا ہے نہ کسی شریعت میں"۔

پھر راوی نمبر ۸۲۸ میں بھی آپ رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "حضرت یوسف ں نے فرمایا، ہمارے لئے کسی طور بھی مناسب نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائیں، پھر قبر پرستی، بت پرستی، زندہ یا مردہ اکابر پرستی، آستانہ پرستی، ستارہ پرستی اور آتش پرستی سے اعلان براءت

فرماتے ہوئے آپ نے کہا، یہ تو محض مٹی کے ڈھیر ہیں یا لکڑی اور پتھر کے بے جان "مجسمے" جن کو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے مالک و مختار سمجھ رکھا ہے، تمہارے خیال میں اللہ تعالیٰ نے سب کچھ ان خیالی معبودوں کو سونپ دیا ہے اور خود وہ صرف نگرانی کرتا ہے یا انکی سفارشیں قبول کر رہا ہے، لیکن اگر تم اللہ کی حقیقت سے واقف ہوتے کہ وہی سارے معاملات بغیر کسی کے تعاون کے چلا رہا ہے، بادشاہی اسی کی ہے، وہی قادر مطلق اور وہی مختار کل ہے، تو شرک کرنے کی جاہلانہ جراءت ہرگز ہرگز نہ کرتے اور سچی بات تو یہ ہے کہ لوگ اللہ کی قدر و منزلت سے آگاہ نہیں ہیں"۔

لہذا میں نہایت ہی ادب واحترام سے عرض گذار ہوں کہ اپنی ان تحاریر میں آپ نے توحید سے متعلق علم وعرفان اور حقائق و دقائق کے جو سونے چاندی اور جو ہیرے جواہرات مختلف الفاظ میں بار بار کی تکرار کے ساتھ تقسیم فرمائے ہیں، خدا کے لئے ان کو متعدد بار ملاحظہ فرما کر غور فرمائیں کہ ان میں جب آپ نے قبول فرمایا ہے کہ ایک اکیلا اللہ جو ہماری رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہے اور جو بلا شرکتِ غیرے ہماری تمام فریادیں سننے اور تمام حاجات و ضروریات کو پوری کرنے پر قادر بھی ہے، اپنی تمام صفات و خواص میں کوئی شریک اور ساجھی بھی نہیں رکھتا، اس نے ریٹائرمنٹ لے کر اپنی صفات کو مختلف یونٹوں میں تقسیم کرکے کسی زندے یا مردے یا پیارے یا ناپیارے کو ہرگز ہرگز ایسی کسی صفت سے مالا مال بھی نہیں کیا ہے، اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم کسی مشکل، کسی تکلیف، کسی پریشانی اور کسی دکھ کے موقع پر کسی زندے یا مردے اکابر یا اصاغر اور قبر یا آستانے والے سے مدد مانگنے یا ان کو پکارنے یا ان کا وسیلہ واسطہ لینے کو شرک سمجھتے ہوئے ہرگز ہرگز شرک کا ارتکاب نہ کریں بلکہ ایک وفادار غلام کی طرح ایک آقا اور ایک عفت مآب خاتون کی طرح ایک ہی شوہر پر اکتفا کریں، لہذا اندریں حالات جواب عنایت ہو کہ ۱۹۹۰ء میں خلیجی جنگ کی ---مصیبت، تکلیف، دکھ اور پریشانی--- کے موقع پر اللہ کی ان تمام صفات میں کوئی تغیر اور کوئی بھی تبدل نہ ہونے کے باوجود اور امریکہ، برطانیہ اور اقوام متحدہ کی ان الوہی صفات میں کسی بھی قسم کی، کسی بھی شرکت کے بغیر سعودی عرب، کویت اور چھ چھ خلیجی ممالک نے ---اللہ اکبر--- کو چھوڑ کر امریکہ، برطانیہ اور اقوام متحدہ جیسے ناپیارے اور زندے اصاغر کو مدد کے لئے جو پکارا تھا یا ان سے جو مدد مانگی تھی یا ان کا جو وسیلہ --- بغداد شریف--- کو نیست نابود کرنے کی غرض سے پکڑا تھا، یا---صدام حسین--- کو فنا کرنے کا جو واسطہ اور راستہ اختیار کیا تھا یا حاجت روائی و مشکل کشائی کی جو دہائی دی تھی یا اللہ کی بجائے اقوام متحدہ اور امریکہ و برطانیہ کو اپنا آقا اور شوہر اور خاوند اور ہسبنڈ جو بنا لیا تھا، آپ جیسے سیکڑوں خالص موحدین ان ---اشراک اکبر--- کو اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ لینے کے باوجود انہیں شرک یا بدعت یا جہنمی یا دوزخی کام کیوں نہیں تسلیم کرتے؟ کیوں نہیں مانتے؟ کیوں نہیں قبول کرتے؟ کیا آپ کے دین نے ---بریلی اور نجد--- کے لوگوں کو---مشرک اور بدعتی اور جہنمی اور دوزخی--- قرار دینے کے لئے الگ الگ دو ترازو، دو پیمانے اور دو اصول دیئے ہیں؟ یا پھر کیا قیامت قریب نہیں آرہی ہے اور کیا وہاں حساب نہیں دینا ہے؟ یاد رکھیں میرے بھائی کہ ؎

میں صابروں کے قبیلے سے ہوں مگر مارب وہ محتسب ہے کہ سب کا حساب رکھتا ہے

مچھلی نے ڈھیل پائی ہے لقمے پہ شاد ہے صیاد کو خبر ہے کہ کانٹا نگل گئی

یا اگر یہ سب کچھ میں سڑی بکواس کر رہا ہوں تو کان پکڑ کر میری رہنمائی کیجئے، احسان ہوگا۔

مرے سخن سے خفا ہو تو بر سر محفل کسی چھڑی سے مجھے شاد کیوں نہیں کرتے

رہ عمل میں ہے فرض آزمائش کردار ہزار ہو کوئی گفتار کے لحاظ سے نیک

شعور شرک پہ ہم جن کے اعتبار کریں وہ ہیں ہزار میں دس بلکہ دس ہزار میں ایک

یوسف ں کی تقریر میں توحید کی معرفت اور علم و حکمت کے بحر ناپیدا کنار کا مشاہدہ کرنے والے اے میرے اچھے اور پیارے بھائی! اس کے موتیوں سے شناوری کئے بغیر گذر جانے کو ناممکن قرار دینے والے قرآن پاک کے اے ادنیٰ طالب علم! اور سیدنا محمد عربی ﷺ کے جسد اطہر کو صرف مٹی کا ڈھیر قرار دینے کی جراءت کر ڈالنے والے اے موحد اعظم!

راوی نمبر۸۲۴ میں دیکھئے تو، سیدنا یوسف کے قید و بند اور مصائب و مشکلات پر صبر و شکر کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کیا کیا تحریر فرما گئے ہیں (مفہوم) "یہ حضرت یوسف کی سیرت کا سب سے عظیم مظاہرہ ہے، یہ عشق حق کا کامل نمونہ ہے، یہ پرستاریء صدق کا حقیقی دستور العمل ہے، یہ ایمان و ایقان کا معیار کامل ہے، تقرب الی اللہ، استقامت فی الدین، عزیمت علی الحق اور تسلیم و رضا کا یہ وہ بے نظیر مظاہرہ ہے جو ان جیسے اولوالعزم پیغمبروں ہی سے ممکن ہے، ان شدائد و مصائب و تکالیف و آلام کے موقع پر یوسف نے نہ کسی جھلملاتے حسن کو دیکھا، نہ کسی کی بات سنی، نہ زلیخا سے کچھ کہا، نہ حاضرات کی طرف ملتفت ہوئے، بلکہ اس نازک لمحے بھی اپنے رب کی طرف توجہ کی، اسے ہی پکارا، اسی سے مدد مانگی، اسی سے استقامت کا سوال کیا کیونکہ ان کے دل میں اسی کی محبت تھی جس کی موجودگی میں کسی دوسرے کی محبت پیدا ہی نہیں ہوسکتی، ان کی نظروں میں اسی کا حسن حقیقی سمایا ہوا تھا، وہ اسی لئے حسن کثیف کی بجائے اللہ کی طرف ملتفت رہے۔ اللہ اللہ! کیا مقام عبدیت ہے، اپنی شکستگی اور کمزور نفسی کا کیا مناسب اظہار ہے کہ تقویٰ و طہارت کے اتنے بلند و بالا مقام پر فائز ہونے کے باوجود بھی ناز و اعتماد اپنی ذات پر نہیں ہے، دعا ہے تو بس اللہ سے کہ آپ نے ہی مجھے سنبھالے رکھا تھا لہذا اب بھی سنبھالئے، ورنہ مجھ بشر کی کیا بساط کہ اس قسم کی ترغیبات کے سامنے جم سکوں"۔

لہذا اپنی اس تحریر کی روشنی میں جواب عنایت ہو کہ اس موقع پر حضرت یوسف ں کے سامنے جو جھلملاتے حسن، جو حاضرات اور جو زلیخائیں موجود تھیں یہ سب کی سب زندہ تھیں یا مردہ؟ اگر مردہ تھیں تو پھر آپ حضرت یوسف ں کو یہ مسلسل اور لگاتار تحسین و تبریک کیوں پیش کرتے چلے جارہے ہیں؟ کیا مردوں سے مدد نہ مانگنا بھی کوئی قابل تحسین و تبریک فعل و عمل ہے؟ اور اگر زندہ تھیں تب بھی جواب عنایت ہو کہ اس فعل و عمل یوسف ں سے ثابت ہوگیا یا نہیں؟ کہ زندوں سے بھی مدد مانگنا شرک ہے ویسے ہی جیسے مردوں سے مدد مانگنا شرک ہے کیونکہ آپ کی

ہی تحریر کے مطابق شرک اور توحید کے رموز و اسرار، تقریر یوسف، عمل یوسف اور قصہ ء یوسف ل میں اتنی وضاحت اور اتنی صراحت سے بیان کئے گئے ہیں کہ ان کا مشاہدہ اور ان کی شناوری کئے بغیر کسی قاری کا یہاں سے گذر جانا بالکل ممکن نہیں، لیکن ذرا ٹھہرئیے۔

وقت آگیا کہ فیصلہ ہم مستقل کریں اب صبر و انتظار و تذبذب کے دن نہیں

کچھ لوگ مضطرب ہیں تو کیا وجہ اضطراب کچھ مطمئن نہیں ہیں تو کیوں مطمئن نہیں

دیکھئے راوی نمبر ۸۲۹ میں آپ سیدنا یوسف ل سے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "اب آپ ساقی سے مخاطب ہوئے جس نے رہا ہونا تھا کہ جب تو رہا ہوگا تو مجھے بھول تو نہ جائے گا؟ کہنے لگا، ناممکن، آپ تو میرے محسن ہیں آپ ہی نے مجھے مژدہ ء جانفزا سنایا ہے، میرے ڈوبتے دل کو بچایا ہے، بھلا میں آپ کو کیوں بھولنے لگا، فرمایا، اس لئے کہ جب آدمی عیش کی دنیا میں پہنچ جاتا ہے تو حالات بدلنے کے ساتھ ساتھ اس کے خیالات بھی بدل جاتے ہیں، کہنے لگا، جناب! حکم دیجئے میں کبھی نہ بھولوں گا، فرمایا، بس اتنا کرنا کہ میرا ذکر اپنے ---بادشاہ--- کے سامنے کرنا کہ ایک بے گناہ شخص قید کر دیا گیا ہے، وہ میرے متعلق تحقیقات کرائے کہ میں گناہ گار ہوں یا بے گناہ"۔

لہذا حضرت یوسفں سے متعلق آپ کے ہی بیان فرمودہ شرک و بدعت اور توحید سے متعلق ان متضاد اور معکوس اہل حدیثی اور قرآنی معارف و حقائق کی روشنی میں جواب عنایت ہو کہ جب اللہ تعالیٰ ہماری رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب ہونے اور قادر مطلق، مختار کل اور بادشاہ ہونے کے سبب بغیر کسی "وسیلے اور واسطے" کے ہماری فریادیں سننے اور ہماری تمام حوائج و ضروریات کو بلا شرکتِ غیر پوری کرنے پر قادر ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے امریکہ، برطانیہ اور اقوام متحدہ جیسے کسی زندے یا سیدنا محمد عربی ارواحنا فداہ ﷺ جیسے کسی صاحب قبر کو اپنی صفت حاجت روائی اور مشکل کشائی میں شریک بھی نہیں فرمایا ہے تو پھر حضرت یوسف ل یہ من دون اللہ ساقی کے "وسیلے اور واسطے" سے غیر اللہ "بادشاہ" تک تاکید در تاکید آپ کی ہی اہل حدیثی اور قرآنی تحریر کے مطابق ---اپنی حاجت اور اپنی ضرورت--- پوری کروانے کی درخواست اور فریاد اب کیوں پیش کرنے لگے تھے؟ تو کیا آپ کے اس غلط اور جعلی اور کھوٹے عقیدے کے مطابق یہ حضرت یوسفں کا شرکیہ اور جہنمی اور دوزخی کام نہ ہوا؟ اور کیا آپ کے اس غلط اور کھوٹے اور جعلی عقیدے کے مطابق یہ ثابت نہ ہوا کہ ان شدائد و مصائب اور تکالیف و آلام کے موقع پر حضرت یوسف ل نے جھلملاتے حسینوں کو بھی دیکھا اور زلیخاؤں سے مشکل کشائیاں اور حاجت روائیاں بھی کروائیں، بلکہ ان کو اپنا آقا، اپنا شوہر، اپنا خاوند اور اپنا ہسبنڈ بھی بنا لیا تھا۔ ایسے موقع پر سنئے تو رئیس امروہوی کیا کہتے ہیں۔

رئیس اہل توہب کو ناز ہے جن پر یہ چند دن کی بہاریں کوئی بہاریں ہیں

سمجھ رہے ہیں جنہیں زندہ دوستوں کی صفیں مسافران عدم کی یہ سب قطاریں ہیں

یعنی حضور سیدنا محمد عربی ﷺ کو مردہ اور مٹی کے ڈھیر قرار دے کر ان کے "وسیلے اور واسطے" سے دعائیں مانگنے کو اور ان کی بارگاہِ بیکس پناہ میں

اپنی مصیبتوں اور اپنی ضرورتوں کو پیش کر کے ان سے مدد کی درخواست کرنے کو شرک صریح، شرک مبین اور شرک اکبر قرار دینے والے میرے موحد بھائی! جس اقوام متحدہ کے وسیلے اور واسطے سے جس امریکہ اور جس برطانیہ کو زندہ سمجھ کر سعودی عرب ان سے مدد مانگ رہا ہے، پکار رہا ہے، فریاد کر رہا ہے، حاجتیں اور مشکلات پیش کر رہا ہے، دراصل یہ بھی ایک نہ ایک دن مرنے والے ہیں، اس دنیا سے جانے والے ہیں، بقا اور عدم فنا تو بس صرف ایک اللہ واحد قہار وجبار کے لئے ہے، توکیا ابھی تواقوام متحدہ، امریکہ اور برطانیہ وغیرہ چالیس چالیس ممالک زندہ ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ کے شریک، ساجھی اور پارٹنر ہیں؟ اس لئے ابھی توان سے مدد مانگنا، ان کو پکارنا، ان کا واسطہ اور وسیلہ لینا، ان سے مشکل کشائیاں اور حاجت روائیاں کروانا، جائز، روا، گوارا اور ناشرک ونا بدعت ہیں لیکن جیسے ہی ان کے ابدان واجسام سے ان کی ارواح اور ان کی جانیں نکل جائیں گی اور ان کو ملک عدم پہنچا دیا جائے گا ویسے ہی یہ تمام کی تمام الوہی صفات کیا چھین لی جائیں گی؟ اور پھر ان سے مدد مانگنا اور ان کو پکارنا کیا شرک ہو جائے گا؟ کیا کفر ہو جائے گا؟ کیا بدعت وجہنمی ودوزخی کام ہوجائے گا؟ آخر آپ میرے ان سوالوں کے جواب کیوں نہیں عنایت فرماتے موحد کامل ہونے کے باوجود کہ ایک بچہ یا بچی جوابھی ماں کے پیٹ میں ہے اس سے مدد مانگنا کیوں شرک؟ لیکن یہی بچہ یا یہی بچی پیدا ہوجائے تو اب اس سے مدد مانگنا اور اس کو پکارنا کیوں نا شرک؟ کیا کوئی بچہ یا بچی پیدا ہونے سے پہلے توالوہی صفات سے محروم رہتی لیکن پیدا ہوتے ہی مشرف ہو جاتی ہے؟ آخر آپ میرے اس سادے سے سوال کا جواب کب اور کس وقت دیں گے یا دلوائیں گے، کیونکہ ۔

ارادہ سفر کا ہے پیہم مگر خدا را بتا اے مرے ہم سفر

چلوں تو خوشی سے کمر باندھ کر کہاں کس لئے کس طرف کیوں کدھر

یا اگر مجھ سے کوئی غلطی صادر ہو رہی ہے تو اسی کی نشان دہی کر دیجئے، ممنون ہوں گا۔----- دنیا میں ہزاروں ہزار مساجد ہیں جن میں لاکھوں لاکھ مسلمان اپنی اذانوں اور اپنی اقامتوں، اپنی نمازوں اور اپنی محفلوں میں ہمہ وقت "اللہ اکبر اللہ اکبر" کا غلغلہ بلند کرتے رہتے ہیں لیکن اس کے باوجود آپ حضرات ہیں کہ اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے اپنے ایک ایک تولے یا آدھی آدھی چھٹانک کے "اصاغر کو اکابر اکابر" کہتے لکھتے اور بولتے چالتے رہتے ہیں، پھر بھی اپنی توحید کی صحت میں کوئی فرق نہیں محسوس کرتے، لیکن جیسے ہی کوئی بد قسمت بریلوی بعد از خدا کائنات کی سب سے عظیم اور سب سے برتر، سب سے اعلیٰ اور سب سے اولیٰ مخلوق، بشر، بندے، رجل اور عبد سیدنا محمد عربی ارواحنا فداہ ﷺ کو اپنا آقا یا اپنا مولیٰ، اپنا مالک یا اپنا مختار، اپنا شفیع یا اپنا سفارشی، اپنا وسیلہ یا اپنا واسطہ، اپنا مشکل کشا یا اپنا حاجت روا، غیب کا عالم یا حاضر وناظر کہہ دے، بس فوراً ہی آپ حضرات ان کے کافر ومشرک اور بدعتی وجہنمی ودوزخی وغیرہ وغیرہ ہونے کے فتوے داغنے شروع کر دیتے ہیں اور اس کی کسی ایک تاویل کو بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، تو آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ کچھ تو جواب دیں میرے بھائی!

۱۳ دسمبر ۱۹۹۶ء کے تازہ جنگ میں ایک منکر فضائل رسالت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "اللہ کے سوا کسی کو

بھی غیب کا علم حاصل نہیں ہے"۔---- تو کیا حقیقت میں ہمارا آقا و مولیٰ، مالک و مختار، شفیع و سفارشی، وسیلہ و واسطہ، مشکل کشا و حاجت روا، غیب کا عالم اور حاضر و ناظر تو صرف اور صرف ایک اکیلا اللہ ہی ہے، لیکن "اکبر" نجد و دیوبند کے بہت سارے کلو جمن، للو فتو اور ایرے غیرے نتھو خیرے بھی ہیں؟ جن کے باعث بعد از خدا بزرگ ﷺ کو تو "اکبر" کہنا شرک ہو جاتا ہے لیکن ان کے سوا جس دیوبندی یا جس نجدی کو بھی "اکبر" تسلیم کر لو توحید کی صحت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، وہ برقرار کی برقرار ہی رہتی ہے۔ تو آخر آپ میرے ان اقسام کے سوالات کے جواب میں مہر بہ لب رہ کر یا "احمد رضا احمد رضا اور بریلی بریلی" کر کے کون سی اہل حدیثیت اور کون سی توحید کی خدمت انجام دے رہے ہیں؟ کچھ تو بولئے منہ تو کھولئے، اندریں حالات یہ کہنے میں کیا میں حق بجانب نہیں کہ ؎

اہل صفا ہزار صفائی کہیں نہیں حاجت روا ہیں لاکھ روائی کہیں نہیں

بس اس قدر ہے حضرت مشکل کشا سے عرض مشکل قدم قدم ہے کشائی کہیں نہیں

یا اگر مجھ سے کوئی غلط فہمی واقع ہو رہی ہو تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے، ممنون ہوں گا۔

روای نمبر ۸۲۶ میں باشندگان مصر کے بہت سارے من دون اللہ اور بہت سارے غیر اللہ کو معبود اور الٰہ سمجھنے کے باوجود بلکہ بہت سارے من دون اللہ اور بہت سارے غیر اللہ کو سجدے کرنے بلکہ ان کی عبادت اور پوجا کرنے کے اقرار و اعتراف کے باوجود خود بھی اور اللہ کے ایک مقدس پیغمبر حضرت سیدنا یوسف ں کی زبان مبارک سے بھی بزعم خویش قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کے مشرک نہ ہونے کا مکالمہ درج کرنے والے لیکن پھر آگے چل کر انہیں باشندگان مصر کو انہیں غیر اللہ اور انہیں من دون اللہ کو صرف اور صرف وسیلہ اور واسطہ سمجھنے اور پکارنے کے سبب مشرک قرار دے دینے والے میرے موحد خالص بھائی! مجھے تعجب ہے کہ قرآن پاک کے مکمل حافظ ہونے کے باوجود آپ کی نظروں سے آخر قرآن پاک کی وہ دو آیات کیوں اور کیسے نہیں گذریں؟ جن میں نہایت ہی واضح لفظوں میں مومنین کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے یا تو یہ کہا ہے کہ (مفہوم) "مومنو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس تک وسیلہ ڈھونڈو" (۳۵:۵)۔ یا یہ کہ (مفہوم) "وہ لوگ جن کو یہ پوجتے ہیں خود ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہ کون سا بندہ بہت نزدیک ہے" (۵۷:۱۷)۔--- پھر سعودی عرب کے بادشاہ فہد کے استفسار پر ان کے مصاحبین کے اردو زبان میں سب سے زیادہ معتبر اور صحیح قرار دیئے گئے ترجمہ و تفسیر قرآن پاک میں اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ (مفہوم) " مقربین بارگاہ الٰہ اور بھی زیادہ قرب الٰہ حاصل کرنے کی نیت سے سوچتے ہیں کہ کسی سب سے زیادہ مقرب بندے کی دعا وغیرہ کو حصول قرب کا وسیلہ بنائیں"۔

لہٰذا اس ترجمے اور تفسیر کی روشنی میں جواب عنایت ہو کہ جب شاہ فہد کی طرف سے مفت تقسیم کئے جانے والے اس قرآن پاک کے مطابق بھی مقربین بارگاہ الٰہ اور بھی زیادہ قرب الٰہ حاصل کرنے کے لئے کسی سب سے زیادہ مقرب بندے کی دعا وغیرہ کو حصول قرب کا وسیلہ بناتے رہتے ہیں تو پھر آپ اس کے صدفی صد خلاف یہ کیوں اور کیسے لکھتے اور بولتے رہتے ہیں؟ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ ہماری رگ جاں سے بھی زیادہ

قریب ہے اورچونکہ وہ براہ راست ہماری سن بھی لیتا ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ مقرب بندے حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے دعا وغیرہ کرنا یا ان کا وسیلہ لینا شرک ہے، بدعت ہے، جہنمی فعل اور دوزخی کام ہے توکیا درج بالا قرآنی تعلیم اورآپ کے اس من گھڑت، جعلی، غلط اور کھوٹے عقیدے کی روشنی میں یہ نتیجہ نہیں اخذ کیا جاسکتا؟ کہ وسیلہ لینے کا شرکیہ فعل کرنے والے لوگ "مقربین بارگاہ الہ" ہوتے ہیں، بدعتی اور مشرک نہیں ہوتے۔ یا پھر میں یہ سب کٹ حجتی کر رہا ہوں؟---- پھر اسی قرآن پاک میں اسی آیت کی تفسیر میں یہ بھی ہے کہ (مفہوم) "توسل اور تعبد میں فرق ظاہر ہے، پھر توسل بھی اسی حدتک مشروع ہے جہاں تک شریعت نے اجازت دی ہے" (ص ۳۸۲)

۔

لہذا اس کی روشنی میں خدا کے لئے ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ آپ اس کے خلاف توسل وتعبد کو مترادف بلکہ غضب خدا کا، وسیلے کو عبادت سے بھی بڑا گناہ کیوں قرار دیتے ہیں؟ توکیا عبادت سے بھی بڑا گناہ وسیلہ مشروع بھی ہوسکتا ہے؟ یا پھر بات یہ ہے کہ بادشاہ فہد اور ان کے مصاحبین بھی سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم مسلک وہم مشرب ہیں؟ اندریں حالات کیا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ

صہ

بھٹک رہے ہو مسلسل تلاش منزل میں کوئی سراب وسہارا نظر نہیں آتا

تمہیں غرور کہ منزل تمہارے قدموں میں ہے ہمیں تو کوئی کنارا نظر نہیں آتا

یعنی کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ جو عمل یا جو عقیدہ شرک حقیقی ہو، قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ اسی کے اپنانے کا امر وحکم اور ترغیب وتشویق فرمائے، یا اگر مجھ سے کوئی نکتہ پوشیدہ رہ گیا ہو تو اسی کا اظہار فرما دیجئے، کرم ہوگا۔ قرآن پاک کے متن کا ترجمہ ہے (مفہوم) "اور جب ان کو کہو کہ آو! اللہ کے حکم کی طرف جو اس نے اتارا اور رسول کی طرف، تو تو دیکھے منافقوں کو کہ ہٹتے ہیں تجھ سے رک کر" (۶۱:۴)۔

تو دیکھئے! کہ اس قرآنی آیت میں کتنی صراحت اور کتنی وضاحت کے ساتھ اس بات کی نشان دہی کردی گئی ہے کہ منافق اپنے قضیوں اور اپنے جھگڑوں کے فیصلے کے لئے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے تو نہیں کتراتے، اعراض نہیں کرتے لیکن رسول محترم ارواحنا فداہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے کتراتے ہیں، اعراض کرتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ بالکل یہی نظریہ اور یہی خیال آپ بھی پیش کر رہے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ ہماری رگ جاں سے بھی زیادہ ہم سے قریب ہے اور جب وہ براہ راست ہماری سن بھی لیتا ہے تو ہمیں بغیر کسی وسیلے، بغیر کسی واسطے اور بغیر کسی کو پکارے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ہی عرض ومعروض اور گفت وشنید کرنی چاہئے۔ یا اگر میں کچھ غلطی کر رہا ہوں تو اسی کا اظہار فرما دیجئے۔ میرے بھائی! قرآن پاک میں دوسری جگہ ہے کہ (مفہوم) "اور جب کہا جاتا ہے ان کو آو! اس کی طرف جو اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں ہم کو کافی ہے وہ جس پر پایا ہم نے اپنے باپ داداؤں کو، بھلا اگر ان کے باپ دادے نہ کچھ علم رکھتے ہوں اور نہ راہ جانتے

ہوں تو بھی ایسا ہی کریں گے" (۵:۱۰۴)۔---- اور تیسری جگہ ہے کہ (مفہوم) "جب کہئے ان کو آو! معاف کرا دے تم کو اللہ کا رسول تو مٹکاتے ہیں اپنا سر اور تو دیکھے کہ وہ رکتے ہیں اور وہ غرور کرتے ہیں" (۶۳:۵)۔

پھر اس کی تفسیر میں بادشاہ فہد کی طرف سے مفت تقسیم کئے جانے والے اسی سب سے زیادہ معتبر اور سب سے زیادہ صحیح اردو قرآن پاک میں ہے کہ (مفہوم) "بعض دفعہ جب ان منافقوں کی کوئی شرارت صاف طور پر کھل جاتی اور کذب و خیانت کا پردہ فاش ہو جاتا تو لوگ کہتے کہ اب بھی وقت نہیں گیا، آو! رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ سے اپنا قصور معاف کرالو، حضور ﷺ کے استغفار کی برکت سے حق تعالیٰ تمہاری خطا معاف فرما دے گا تو غرور و تکبر سے وہ اس پر آمادہ نہ ہوتے اور بے پروائی سے گردن ہلا کر اور سر مٹکا کر رہ جاتے، بلکہ بعض بدبخت تو صاف کہہ دیتے کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ کے استغفار کی ضرورت نہیں" (ص ۳۶۷)۔---- تو ان سطور کو بار بار اور کئی مرتبہ پڑھ کر ملاحظہ فرمائیے اور دیکھئے کہ ان میں کتنی صاف ستھری اور نکھری ہوئی زبان میں کہا گیا ہے کہ زمانہ ء رسالت میں مکے اور مدینے کے حضرات صحابہ ء کرام ؓ تو حضور رحمت عالم ﷺ کے وسیلے اور واسطے سے اپنی لغزشات اور اپنے گناہوں کی معافی چاہنے کے جواز کے قائل تھے، منکرین فضائل رسالت کی طرح اسے شرک اکبر نہیں سمجھتے تھے، جبکہ زمانہ ء رسالت میں ہی لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی زبان سے تصدیق کرنے والے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو سر کو جھٹک کر اور آنکھیں مٹکا کر لقا کبوتر کی طرح گردن کڑک کر کے بڑے غرور، تکبر اور گھمنڈ سے نہ صرف یہ کہ ایسی توبہ کے منکر تھے بلکہ اپنی بدبختی کے سبب یہاں تک بک دیا کرتے تھے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے وسیلے اور واسطے سے استغفار کی کوئی ضرورت نہیں، اور بدقسمتی سے آپ بھی نہایت شد و مد سے اسی عقیدے کے قائل نظر آتے ہیں، کیا نہیں؟

اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ہم کہاں جائیں؟ رسول پاک ارواحنا فداہ ﷺ کے واسطے اور وسیلے سے دعائیں مانگیں یا اسے کفر و شرک اور جہنمی و دوزخی کام جانیں، آپ چونکہ اپنے ۶ مئی ۹۵ء کے خط کے مطابق عالم حق ہیں، صراط ضلالت کی وضاحت سے قاصر نہیں، شرار بریلویت و بولہبی کو چراغ مصطفوی کے ذریعے بجھانے کی طاقت رکھتے ہیں، میرے سارے دلدر دور اور شکایتیں رفع کر کے اگلی پچھلی ساری کسریں نکال سکتے ہیں تاکہ آپ کے یکم جون ۹۵ء کے خط کے مطابق میں بارگاہ خداوندی میں انا کنا عن ھذا غفلین نہ کہہ سکوں اور چونکہ آپ کے ۹ جون ۹۵ء کے خط کے مطابق میرے تلوں میں علم، عقل، دانائی اور حکمت قرآن و احادیث کا کوئی تیل نہیں اور آپ کے پاس بحمداللہ دلائل کی وہ بھرمار ہے کہ شرار بریلوی و بولہبی کی لو جل ہی نہیں سکتی، لہذا اپنے یکم جون ۹۵ء کے خط کے مطابق جھوٹے معبودوں کے پجاری محمد میاں مالیگ یا محمد میاں بریلوی پر قرآن و احادیث کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ حضور رسول پاک ﷺ کے وسیلے اور واسطے سے دعائیں مانگنا اور گناہوں کو بخشوانا کیوں شرک، کیوں کفر، کیوں بدعت اور کیوں جہنمی و دوزخی کام ہے؟ جبکہ قرآن پاک کی آیات بالا اس کی تصویب و تائید فرما رہی ہیں۔ تو آخر یہ عمل جائز کیوں نہیں؟ روا کیوں نہیں؟ سنئے کہ میرے اس سوال کا جواب اگر آپ نے نہ دیا تو میں کہہ سکوں گا کہ ؎

انکار رسالت کی ہے دنیا تہ و بالا منکر کو اماں کیسے ملے حضرتِ والا

وہ دیکھئے ایوان توہب میں گھس آئے بحران میاں سلمہ اللہ تعالیٰ

۹ جون ۹۵ء کے اپنے خط میں آپ نے یہ حدیث پاک نقل فرمائی ہے کہ (مفہوم) "آدمی کا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت رکھتا ہوگا"۔

لہذا اس کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کہ پھر بھی آپ میرا تعلق اور میرا حشر کیوں جوڑ رہے ہیں بلیوں والی سرکار، کتوں والی سرکار، کانواں والی سرکار، چورا شریف، گھگری شریف، کھکول شریف، بابا لسوڑی شاہ، بابا بھڑی شاہ، نوری بوری سرکار ولی، بابا چھتری شاہ، دیول شاہ، دولے شاہ، مکھن شاہ، دیوا شاہ، بابا دھکڑ شاہ، بابا ننگے شاہ، پیر دھاڑ دھاڑ شاہ، کتیاں والی سرکار، بابا گوندے شاہ، گھوڑے شاہ، لسوڑی شاہ، بابا دمڑی شاہ، ٹالی شاہ، چمٹیاں والی سرکار، نکو شاہ، کھوکھے شاہ، کھمبی شاہ، چمنی شاہ اور بابا لکڑ شاہ سے؟ آخر یہ کہاں کا انصاف اور کیسا عدل ہے کہ غیب کا عالم، حاضر وناظر، رحمۃ للعالمین، اکبر، محمد، شاہد، خاتم النبیین، قاسم، وسیلہ، واسطہ، شفیع، سفارشی، غوث، مددگار، معین اور محی تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے میں اپنے پیارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ کو مانوں لیکن آپ اپنے یکم جون ۹۵ء کے خط کے دوسرے صفحے کی چوتھی سطر میں اسی سبب مجھ پر عشق رسول کے بےپیندے مدعی کی پھبتی کس کر بھی اسی خط کے اسی صفحے کی ساتویں سطر میں درج بالا تمام شاہ وں، تمام شریفوں اور تمام باباء وں کو میرا معبود اور مجھے ان کا عابد بھی قرار دے دیں توکیا اس اندھیر کی بھی کوئی حد ہے کہ جن باباء وں یا شریفوں یا شاہ وں کا میں نے اپنی اٹھاون سالہ زندگی میں کبھی نام بھی نہ سنا ہو ان کو تو آپ میرا معبود اور مجھے ان کا عابد کہہ دیں لیکن جن پیارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ کو اکثر دن رات اور صبح و شام یاد کرتا رہتا ہوں ان کا جھوٹا اور بےپیندے کا عاشق بتائیں، یہ خدا کا آپ پر قہر ہے یا نہیں۔ حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں قدرت کی تعزیریں۔---- توکیا آپ کے دین و مذہب کا یہی اصول ہے کہ جن کے کلمے آپ دن رات پڑھیں ان کے تو بے پیندے کے عاشق کہلائیں لیکن جن کے نام تک سے واقف نہ ہوں وہ غیراللہ اور وہ من دون اللہ آپ کے معبود ہوں گے اور آپ ان کے عابد، آہ صد آہ، اندریں حالات کیا میں یہ کہنے میں حق بجانب نہیں کہ۔

مظلوم گروہوں کی صدا اور فغاں اور منہ زور حریفوں کا ہے انداز بیاں اور

اس معرکہ ء بدعت واشراک میں پیارے الفت کی زباں اور شرارت کی زباں اور

یقین کیجئے میرے بھائی! کہ آپ کی ایسی اونٹ پٹانگ باتیں ہی ہیں جن کے سبب آپ گاہے گاہے اہل علم کی تنقید کا نشانہ بنتے رہتے ہیں، راوی نمبر۸۲۴ میں مدیر راوی آپ کی کسی تحریر پر پھڑک کر لکھتے ہیں (مفہوم) "واہ مولانا! آخر میں آپ کیا بات کہہ گئے، کیا دل اک بند کلی آج کے نوجوان اور بے ایمان مسلمانوں کی کہانی نہیں ہے؟"۔---ایسے ہی راوی نمبر۸۲۹ میں پشاور کی صبا جاوید صاحبہ لکھتی ہیں کہ (مفہوم) "مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی کی تحریر عام قاری کے علم میں خاصہ اضافہ کرتی ہیں لیکن حضرت یوسف ؑ اور زلیخا کے تعلق سے ان کا جملہ، لیکن آپ نے

پکڑائی نہ دی، اچھا نہ لگا کہ ایک اعلیٰ مرتبت پیغمبر کی شان کے مطابق نہیں، میرے خیال سے اسے یوں لکھا جاتا تو بہتر تھا لیکن آپ نے اپنا دامن آلودہ نہ ہونے دیا"۔

میرے بھائی! ۶ مئی ۹۵ء کے اپنے خط میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے آپ نے یہ خوشخبری سنائی تو تھی کہ (مفہوم) "اس دفعہ کتاب مالیگاوں سے نہیں برطانیہ سے چھپے گی، آپ کو خرچہ کرنے کی زحمت بھی نہیں اٹھانا پڑے گی بلکہ بقایا زندگی بھی آرام سے گذار سکیں گے"۔-----لیکن کیا بتاءوں کہ شرک وبدعت کے عنوان سے شروع ہونے والی ہماری اس گفتگو کو مکمل کئے بغیر ہی میرے سوالات کے جواب دینے کی بجائے آپ کی بریلی بریلی اور احمد رضا احمد رضا کی شہنائی سے اوبدا کر میں کتنی ہی مرتبہ لکھ چکا ہوں کہ آپ کو اگر بریلی شریف اور احمد رضا کے موضوع پر ہی گفتگو کا شوق ہے تو پہلے نہایت ایمان داری سے کسی کمی بیشی یا حذف واضافے کے بغیر میری اورآپ کی اور شفیق الرحمن صاحب شاہین کی شرک وبدعت والی بات چیت کو شائع کر دیجئے پھر میں ہی ضرور ضرور آپ سے اپنے بریلی شریف اور اپنے پیارے امام احمد رضا کے تعلق سے بھی بات چیت کروں گا، انشاء اللہ تعالیٰ، لیکن تعجب ہے کہ راوی نمبر۸۲۴ میں اپنی طرف سے (مفہوم) "کیاآپ مصنف یا شاعر یا کسی ادارے یا رسالے یا اخبار کے مدیر ہیں؟ یا کیا آپ نے کوئی کتاب تو لکھی ہے لیکن اس کی ترتیب باقی ہے؟ اگر ایسا ہے تو ہم سے فوراً رابطہ کریں ہم آپ کے جگر پاروں کو بہت خوبصورت انداز میں کمپیوٹر پر کتابت بھی کر دیں گے اور معیاری انداز میں اسے مرتب بھی کر دیں گے۔ آپ ہمیں مسودہ دیجئے اور قابل اشاعت کام لیجئے، ہمارا نصب العین مناسب محنتانہ معیاری کام اور وعدے کی پابندی"۔---کا اشتہار دینے کے باوجود آپ نہ اپنے وعدے کو یاد رکھتے ہوئے مجھے ہماری خط وکتابت کی طباعت کے بارے میں کچھ لکھ رہے ہیں نہ بریلی بریلی اور احمد رضا احمد رضا کرنے کی بجائے اصل موضوع شرک وبدعت پر بحث کر رہے ہیں بلکہ حیرت ہے کہ مجھ پر الزام عائد کر رہے ہیں کہ میں آپ کے سوال--- کیاآپ واقعی اللہ کو پکارنے اور غیراللہ کو پکارنے میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے؟--- کا جواب نہیں دے رہا ہوں حالانکہ اس سوال کا نہایت ہی واضح جواب پہلے ہی روز میں اپنے اس شعر میں دے چکا ہوں کہ ؂

اِلہ و غیرِالہ کی پکار میں مرے در زمین و عرش سے بڑھ کر ہے فرق اور دوری

لیکن آپ بضد اور مصر ہیں کہ میں آپ کے اس سوال کا جواب نہیں دے رہا ہوں جس کے سبب بات آگے نہیں بڑھ رہی ہے، توکیا ہمارے اس تنازعے کا نہایت معقول حل یہ نہیں کہ ہم اپنی خط وکتابت کو کتابی شکل میں شائع کر دیں، لوگ خود ہی فیصلہ کر لیں گے، کہ کون سچا ہے کون جھوٹا؟ لیکن افسوس کہ اپنے وعدے اور دعوے کے باوجود آپ اس طرف آہی نہیں رہے ہیں۔ توکیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ سے آپ کے اس وعدے کے متعلق کہیں پوچھا ہی نہیں جائے گا؟ اور آپ آسانی سے رہائی پاجائیں گے؟ یا کیا آپ کے اس طرزِ عمل کا یہ مطلب نہیں کہ کتاب اب مجھے خود ہی کہیں اور سے شائع کروانی پڑے گی، کیونکہ ؂

مصالح جس میں ڈلوائیں رکاوٹ وہ کام اے ہم نفس چلتا نہیں ہے

توہب کے مسائل اللہ اللہ بسیں چلتی ہیں بس چلتا نہیں ہے

یعنی یہ بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ آپ نے خود ہی وعدہ فرمایا تھا کہ ہماری خط وکتابت اب مالیگاوں سے نہیں بلکہ برطانیہ سے اور وہ بھی آپ کے خرچ سے شائع ہوگی لیکن پھر نہ معلوم کیوں؟ کسی مصلحت یا خوف وڈر کے سبب روپیہ پیسہ، کمپیوٹر اور پرنٹنگ پریس وغیرہ وغیرہ سب کچھ موجود ہونے بلکہ ایک پبلیکیشنز ادارے کے سربراہ بن جانے کے باوجود آپ میرے بار بار کے مطالبہ پر بھی اس سے اعراض کرتے چلے جارہے ہیں، جو شاید اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ میرے دلائل اور سوالات کے آگے لاجواب ہو چکے ہیں اور میں آپ کے لئے سانپ کے منہ میں چھچھوندر بن چکا ہوں، یا اگر میری یہ سوچ غلط ہے تو پھر اپنا وعدہ پورا کیجئے تاکہ ہم بریلویت اور احمد رضا کے تعلق سے بھی بات چیت کرسکیں، ورنہ حضرت علامہ فرمائیں گے کہ ؂

حق سے بہ عذر مصلحت وقت پہ جو کرے گریز اس کو نہ پیشوا سمجھ اس پر نہ اعتبار کر

پھر میرے بھائی! بات یہ بھی تو ہے کہ آپ کے بادشاہ سعود، بادشاہ عبدالعزیز، بادشاہ فیصل، بادشاہ خالد اور بادشاہ فہد سے تعلق رکھنے کے باوجود میں نے تو آج تک یہ نہیں کہا کہ آپ کا حشر نمرود، شداد، فرعون، ھامان یا قارون کے ساتھ ہوگا۔ لیکن آپ میرے پیارے رسول ﷺ، پیارے امام احمد رضا اور پیارے بریلی شریف سے تعلق رکھنے کے سبب یہ لکھ رہے ہیں کہ میرا حشر ان شاء وں، ان باباء وں اور ان شریفوں کے ساتھ ہوگا جن کے نام تک سے میں واقف نہیں، بلکہ انہیں میرا معبود اور مجھے ان کا عابد تک بنا ڈالا ہے، تو آخر یہ کہاں کا انصاف اور کہاں کا عدل ہے؟ نجد کا؟

30-11-96 +23-12-96 منتظر جواب محمد میاں مالیگ

جواب کی عدم دستیابی پر مالیگ صاحب کی طرف سے 23 مہینے کے بعد دوسرا خط

خ

۸۶،

09-11-98

عالی جناب مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی!

سلام مسنون، خیریت مدعو، تقریباً تیئیس (۲۳) مہینے ہونے والے ہیں، ۲۳ دسمبر ۹۶ء کو میں نے آپ کی خدمت میں شرک و بدعت کے سلسلے میں چل رہی اپنی تحریری گفتگو سے متعلق آخری خط ارسال کیا ہے، لیکن آپ نے نا معلوم کیوں خلاف توقع جوابی عنایت نامے سے آج تک مجھے محروم رکھا ہے، حالانکہ آپ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جلد سے جلد جواب عنایت کیا کریں گے۔ بہر حال یہ خط اگرچہ میں سستی، کاہلی اور آج کا کام کل پر ٹالتے رہنے کے سبب بڑی تاخیر سے لکھ رہا ہوں، پھر بھی امید ہے کہ اس یاددہانی کے بعد آپ توجہ فرما کر ضرور جواب ارسال فرمائیں گے تاکہ اپنی گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھے۔

09-11-98 فقط منتظر نظر کرم محمد میاں مالیگ

جواب کی پھر عدم موصولی پر مالیگ صاحب کی طرف سے مولانا عبدالاعلیٰ اور مولان شفیق صاحب کو تیسرا خط اور انہیں اپنا وعدہ یاد دلانا کہ انہیں ان مکتوبات کو کتاب شکل میں شائع کرنا ہے

خ

۸٦،

09-12-99

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین اور مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی!

سلام مسنون، خیریت مدعو، شرک وبدعت کے تعلق سے ہماری تحریری گفتگو ایک لمبی مدت سے تعطل کا شکار ہے، حالانکہ میں خطوط لکھ لکھ کر آپ حضرات سے مستدعی ہوتا رہا ہوں کہ یا تو میرے پیش کردہ اشکالات و سوالات کے جواب ارشاد فرمائیں یا پھر حسب وعدہ ہماری تحاریر کو کتابی شکل میں شائع کر دیں۔ لیکن آپ حضرات ہیں کہ معلوم نہیں کیوں مجھے کوئی جواب ارسال نہیں کر رہے ہیں۔ ایسے میں ۲۵ اکتوبر ۹۹ء کو انہیں موضوعات پر لندن اور پاکستان کے روزنامہ جنگ میں مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی کا تقریباً پانچ سو سطور پر مشتمل ایک مقالہ بڑے اہتمام سے شائع ہوا ہے، لہذا اپنی فطری اور جبلی دلچسپی کے تحت میں نے بھی پچیس چھبیس سطور پر مشتمل ایک مختصر سی تحریر اسکے جواب میں جنگ لندن کو لکھ بھیجی ہے جس کی فوٹو کاپیاں آپ حضرات کی خدمات میں بھی بھیج رہا ہوں، لیکن افسوس کہ انصاف کا خون اور عدل کی دھجیاں اڑاتے ہوئے میری تحریری اور ٹیلیفونی یاد دہانیوں کے باوجود جنگ لندن اپنے صفحات میں اسکو جگہ نہیں دے رہا ہے۔ مدیر جنگ جناب ظہور صاحب نیازی تو میرا نام سنتے ہی کہلوا دیتے ہیں کہ میں مصروف ہوں لہذا محمد میاں سے بات چیت نہیں کر سکتا۔ البتہ میرے برادر محترم نیاز احمد سے کہا ہے کہ محمد میاں کی تحریر بہت مشکل ہوتی ہے، اس لئے ہم انہیں شائع نہیں کرتے، جس کا مطلب میں تو یہی سمجھ رہا ہوں کہ ضرور ریالی امیروں نے روپیہ پیسہ دے

کر ہم غریبوں کی زبان بندی کی کوشش کی ہے حالانکہ وہ اگر۔

زباں بندی پہ خوش ہیں خوش رہیں لیکن یہ سن رکھیں زباں بندی ہی میری رنگ لائے گی حنا بن کر

یا پھر ہوا یہ ہے کہ جنگ کو روپیہ پیسہ دینے کے سبب۔

ہاتھوں پہ جن کے خون غریباں کی ہے حنا لندن کے جنگ کے وہ علمدار بن گئے

بار الہا! جنگ کی کیسی ہے یہ روش اہل وفا غریب تھے غدار بن گئے

لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اب مجھے ہی ہماری تحریری گفتگو کو کتابی شکل میں لانے کی محنت کرنی پڑے گی۔ اس لئے استدعا ہے کہ میں نے اور آپ حضرات نے شرک و بدعات کے تعلق سے جو کچھ بھی ایک دوسرے کو لکھا ہے، آپ حضرات ان کی نقول مجھے جلد سے جلد روانہ فرما دیں تاکہ میں ایسی کوئی حرکت نہ کر سکوں جو آپ حضرات کو شکوے کا موقع فراہم کر سکے۔ اس کے لئے میں ایک ماہ تک آپ حضرات کے تعاون کا انتظار کروں گا، اس کے بعد اپنی فائل کے مطابق ہی کتاب شائع کر دوں گا اور انشاء المولیٰ تعالیٰ۔

کرے گی فرض ادا نطق کا مری تحریر میں بے زبان سہی کب قلم رہے گا چپ

مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی نے ابھی تک مڈلزبرو کا پتہ مجھے عنایت نہیں فرمایا، اس لئے شاہین صاحب! آپ کو تکلیف دے رہا ہوں کہ میرے یہ دونوں خطوط آپ انہیں بھیج کر ممنون فرمائیں۔ جنگ کے ذریعے آپ کے حالات کا علم ہوتا رہا ہے، خدا وند کریم فضل فرمائے۔

09-12-99 فقط محمد میاں مالیگ

خ

جنگ میں شائع ہونے والے مولانا درانی کے طویل مضمون کے جواب میں جنگ کو لکھا گیا محمد میاں مالیگ کا وہ خط جسے جنگ نے اپنے صفحات میں ہزاروں منت و سماجت کے باوجود کوئی جگہ نہیں دی۔

مولانا! اندھے کی لاٹھی

۲۵ اکتوبر ۹۹ء کے جنگ لندن میں شرک و بدعت کے تعلق سے مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی کا پھر ایک مفصل اور بسیط مقالہ شائع ہوا ہے، جس میں حسب عادت انہوں نے پھر ضد کی ہے کہ ہماری جماعت تو نہیں لیکن دنیا بھر کے جمہور مسلمان شرک کے بھی مرتکب ہو رہے ہیں اور

بدعات کے بھی۔ اس لئے انہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو میں یاد دلاوں کہ ۹۴ء میں ہفت روزہ راوی بریڈفورڈ میں ان کا ایسا ہی ایک مراسلہ برطانیہ کی تمام ہی غیر اہل حدیث مساجد کے شرک و بدعات میں ملوث ہونے کے الزام پر مشتمل شائع ہوا تو اس کے رد عمل میں مدیر راوی محترم مقصود الٰہی شیخ نے انہیں "اندھے کی طرح لاٹھی" چلانے والا قرار دیا تھا اور میں نے دعویٰ کیا تھا کہ جمعیت اہل حدیث کے اصول و ضوابط تو اتنے غلط اور من گھڑت ہیں کہ ان کے مطابق تو دنیا میں کوئی بھی متنفس شرک و بدعات سے پاک اور مبرا نہیں رہ سکتا۔ لیکن مولانا چونکہ مجھ سے متفق نہ تھے، اس لئے ہماری تحریری گفتگو چل پڑی، بد قسمتی سے مدیر راوی کی صواب دید سے ہماری گفتگو راوی کے صفحات میں جگہ نہ پا سکی۔ اس لئے اپنا پلہ بھاری محسوس کرتے ہوئے میں نے مولانا سے عرض کیا کہ ہماری یہ گفتگو انشاء المولیٰ تعالیٰ کتابی شکل میں بھی شائع ہوگی، اس لئے محتاط اور مستحکم دلائل میں ہی بات کیجئے گا، جس کے جواب میں مولانا نے مجھے لکھا کہ گھبرائیے نہیں ! ہماری یہ گفتگو نہ صرف کتابی شکل میں شائع ہوگی بلکہ مالیگاوں کی بجائے برطانیہ سے شائع ہوگی اور ہمارے خرچ پر شائع ہوگی۔ لیکن اس کے بعد کیا ہوا؟ مولانا صاحب نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے تحت اولڈھم کی ایک مسجد کے امام مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین سے کہا کہ میرے نائب بن کر محمد میاں سے شرک و بدعات کے تعلق سے چل رہی ہماری گفتگو کو جاری و ساری رکھیں۔ لہذا شاہین صاحب سے جو بات چیت ہوئی، ان کی فوٹو کاپیاں میں نے درانی صاحب کو بھی ارسال کیں، تو درانی صاحب نے پھر اپنا بیان واپس لے لیا اور کہا کہ آپ شاہین صاحب کے بجائے میں خود ہی آپ سے بات چیت کروں گا۔ میں نے کہا بسم اللہ، اور پھر ہماری بات چیت چلی۔ اس درمیان شاہین صاحب بھی مصروف گفتگو رہے، لہذا ان سے بھی بات چیت چلتی رہی، اور اب حالت یہ ہے کہ شاہین صاحب صرف پینتیس صفحات اور درانی صاحب صرف انتیس صفحات لکھ کر پچیس پچیس اور چھبیس چھبیس ماہ سے بالکل چپ اور خاموش ہیں، جبکہ میں درانی صاحب کو چوہتر صفحات اور شاہین صاحب کو ایک سو اکہتر صفحات لکھ لکھ کر مستدعی ہوں کہ براہ مہربانی یا تو میرے اشکالات و سوالات کے جواب ارسال فرمائیں یا حسب وعدہ کتاب شائع کر دیں۔ لیکن دونوں ہی حضرات نہ مجھے جواب لکھ رہے ہیں نہ کتاب شائع کر رہے ہیں، حالانکہ دعوے یہی کئے جا رہے ہیں کہ ہم جیت رہے ہیں آپ ہار رہے ہیں۔ تو ان کا یہ عمل کیا چور کی داڑھی میں تنکا، یا حق چھپانے کے مترادف نہیں؟ اور اس سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ؎

خامشی بے سبب نہیں غالب کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

فقط محمد میاں مالیگ 99-11-11

مالیگ صاحب کا مکتوب بنام مولانا عبدالاعلیٰ صاحب اوران سے "راوی" کے پہلے 3 شمارے بھیجنے کی درخواست

خ

۸۶،

13-05-02

عالی جناب مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی !

سلام مسنون، مزاج گرامی، شرک وبدعت کے تعلق سے ہماری تحریری گفتگو کاتمام ریکارڈ تو خدا کی مہربانی سے میرے پاس موجود ہے ۔ لیکن راوی کے وہ تین شمارے (۰۶،+ ۰۲، + ۰۰،) نہ معلوم کیوں اور کیسے ایسے گم ہو گئے ہیں کہ تلاش بسیار کے باوجود مل نہیں رہے ہیں، جن میں آپ کا پہلا خط پھر میرا جواب اور آپ کے جواب الجواب شائع ہوئے ہیں ۔ مدیر راوی سے اس سلسلے میں بات چیت ہوئی، تو پہلے توانھوں نے امید بندھائی کہ یہ شمارے مل جائیں گے لیکن پھر عدم دستیابی کا اظہار فرما دیا۔ اس لئے آپ سے استدعا ہے کہ اگر آپ کے پاس یہ شمارے موجود ہوں تو عنایت فرماکر ممنون کریں، بصورت دیگر کہیں اور سے مل سکتے ہوں توانکی نشان دہی فرمائیں تاکہ ہم ان سے حاصل کر لیں ۔ یقین کیجئے کہ مجبوری کی حالت میں ہمیں آپ سے رابطہ قائم کرنا پڑا ہے ورنہ آپ کی مشغولیات اور مصروفیات میں ہم ہرگز مخل نہ ہوتے ۔ اطلاعاً عرض ہے کہ یہ شمارے اگر دستیاب نہ ہوئے توراوی میں شائع ہونے والے آپ کے ان خطوط کے بغیر ہی شاید ہماری تحریری گفتگو کتابی شکل میں منظر عام پر لانی پڑ جائے ۔ کاش آپ حسب وعدہ اس سلسلے میں ہم سے مخلصانہ تعاون فرماتے ۔ آپ کا پتہ معلوم نہ ہونے کے سبب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین کی وساطت سے ہم یہ خط آپ تک پہنچا رہے ہیں ۔ میں آپ کی عنایت کا پندرہ دن تک انتظار کروں گا، اس کے بعد کتاب کی تیاری میں لگ جاء وں گا۔ 13-05-02 فقط محمد میاں مالیگ

نوٹ:

خدا کا شکر ہے کہ راوی کے یہ تینوں شمارے ہمیں اپنے گھر سے مل گئے ہیں جن کا مواد صفحہ نمبر۴۴ تا ۵۰ پر موجود ہیں ۔ صفحہ نمبر۱۳۵ پر موجود ۱۱ نومبر ۹۶ء والا خط درانی صاحب کا آخری خط ہے، اس کے بعد انہوں نے ہمارے خطوط کا ہمیں کوئی جواب نہیں دیا ہے، معلوم نہیں کیوں؟

خ

۸۶،

جنگ لندن میں محمد میاں کے مراسلات شائع نہ کرنے پر جنگ کے چیف ایگزیکٹو کے نام لکھا گیا محمد میاں کا احتجاجی خط

لیکن افسوس کہ محمد میاں کو اس کا بھی آج تک کوئی جواب نہیں ملا ہے، اللہ جنگ کا بھلا کرے۔

14-12-99

مکرمی و محترمی میر شکیل الرحمن صاحب، چیف ایگزیکٹو جنگ لندن اور کراچی!

سلام مسنون، خیریت مدعو، میں محمد میاں مالیگ مہاراشٹر انڈیا کے مسلم اکثریتی شہر مالیگاوں کا وطنی حافظ قرآن اور جنگ لندن کا تقریباً یکم جنوری ۲۷۹۱ء سے قاری ہوں۔ ۵۹۹۱ء سے سوائے ۲۷۹۱ء کے ہر سال تراویح کی نمازوں میں قرآن سناتا رہا ہوں۔ اسلامی ذہنیت کا حامل ہوں، منکرین فضائل رسالت خصوصاً مسلمانوں کو شرک و بدعات کے عامل ہونے کے الزام دینے والے بھائی بہنوں سے سخت متنفر، اس لئے جنگ میں جب بھی ایسا کوئی مواد نظر آتا ہے ان کی تردید کی کوشش ضرور کرتا ہوں۔ لیکن انتہائی دکھ اور سچائی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ شروع میں تو جنگ نے کچھ عرصہ ضرور پذیرائی بخشی لیکن پھر تھوڑے عرصے کے بعد پہلے تو مراسلات کی کاٹ چھانٹ، پھر ان کے حلیات کی تبدیلی اور اب کئی برسوں سے مکمل طور پر بلیک لِسٹ کر رکھا ہے، حالانکہ میں نے ہر طرح کی منت و سماجت اور بھیا بابو سے کام نکالنا چاہا لیکن، کچھ نہ دوا نے کام کیا۔ مجبوراً تحریر کے بعد مجھے تقریر سے کام لینا پڑا لیکن فون پر تو بلا شبہ ظہور صاحب نیازی اور فیضان صاحب عارف نے ایک دو مرتبہ وعدہ فرمایا کہ آپ اطمینان رکھیں، نمبر آنے پر آپ کا مراسلہ ضرور شائع ہوگا، لیکن انجام، وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہوگیا، کے مساوی رہا اور اب تو حالت یہ ہے کہ نیازی صاحب میرا نام سنتے ہی جواب مرحمت فرما دیتے ہیں کہ میں بہت مصروف ہوں لہذا بات نہیں کر سکتا۔ واضح ہو کہ تین چار مرتبہ میں ریکارڈڈ ڈیلوری خطوط لکھ لکھ کر بھی جنگ کی عدالت میں اپنا دکھڑا رو چکا ہوں لیکن پتہ لکھا، ٹکٹ لگا لفافہ (Self-addressed envelope) ارسال کرنے کے باوجود بھی نہ محترم اشرف کے قاضی نے مجھے کچھ لکھا یا کہا نہ نیازی صاحب نے، حالانکہ میں اپنی تحریر میں اپنے فون نمبر بھی لکھتا رہا ہوں، سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ گویا۔

رات دن ہے ہمارے پیش نظر امتحاں اپنے صبر کی حد کا

آئے ہیں در پہ تیرے بن کے فقیر کاش مل جاتا ہم کو بھی صدقہ

اندریں حالات اپنے گذشتہ دو تین تازہ خطوط کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں استغاثہ دائر کر رہا ہوں کہ دیکھئے! ہمارے تو مختصر مختصر سے خطوط کی اشاعت بھی جنگ میں ناممکن ہے جبکہ یہ سو فیصد مبنی بر صدق و صفا ہوتے ہیں، لیکن جو لوگ مسلمانوں کو بلا وجہ ہی غلط طور پر مشرک اور بدعتی قرار دینے پر بضد ہیں، ان کی بڑے اہتمام سے پذیرائی کی جارہی ہے۔ تو کیا میں امید رکھوں کہ آپ ہم سے ضرور انصاف کریں گے؟۔

ہم ابھی تک نہیں ہوئے مایوس گرچہ دل بے قرار بے حد ہے

ہے ہمیں وصل یار کی امید اور پورے پچاس فی صد ہے

فقط محمد میاں مالیگ 14-12-99

ختم شد

مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین سے سلسلہ مراسلت

بِسم اللہ الرّحمن الرّحیم

کالی مرغی کر رہی ہے گوری مرغی سے سوال سچ بتا! کیا مرغی پن میں تجھ سے میں بالا نہیں

دیکھ کالی ہو کے بھی انڈا دیا میں نے سفید تو نے گوری ہو کے جو انڈا دیا کالا نہیں

چڑیو!

ہر شاخ پہ شاہیں بیٹھے ہیں

انجام گلستاں کیا ہو گا؟

جمعیت اہل حدیث کی دعوت پر مدینہ یونیورسٹی سے رمضان المبارک ۱۹۹۴ء میں قرآن پاک سنانے کیلئے برطانیہ تشریف لانے والے حافظ طارق صاحب محمود نے جن مولانا کے بارے میں ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم جلد ۱۶ شمارہ ۳ میں لکھا کہ (مفہوم) " مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین کے ذوق کرکٹ کے مظاہر اور قائدانہ اخباری بیانات دیکھ اور پڑھ کر یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ آیا جناب پہلے کرکٹر ہیں یا مولانا ابن اولانا"۔ ----- انہیں مولانا ابن اولانا نے محمد میاں مالیگ کے ساتھ کرکٹ کے میدان میں تو نہیں لیکن شرک و بدعت کے عنوان پر ضرور دو دو ہاتھ کئے ہیں۔ آئندہ سطور میں ان کے ملاحظے کے بعد ہم آپ کے ضمیر کا فیصلہ چاہیں گے کہ مولانا ابن اولانا نے محمد میاں کو شکست فاش دی، یا محمد میاں نے انہیں زچ کیا ہے۔

فیصلہ دیتے وقت عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے، بس اتنی درخواست ہے۔

آسماں زادوں سے کرتا نہیں کوئی یہ سوال کوزہء زیست میں کیوں زہر ملا رکھا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا شفیق الرحمن شاہین کا پہلا خط محمد میاں مالیگ کے نام

10-01-95

محترم و مکرم گرامی قدر محمد میاں مالیگ صاحب زادکم اللہ صحتہ وعافیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر۔

کل فون پر حافظ عبد الاعلیٰ صاحب درانی سے ملاقات ہوئی جس میں آپ کا ذکر خیر بھی آیا، حافظ صاحب کے ذمے کیونکہ جماعت کی مرکزی ذمے داریوں کے علاوہ بریڈفورڈ کی بے شمار مصروفیات ہیں اس بنا پر آپ کے چند حالیہ خطوط کا جواب نہ دے سکے، بہرکیف حافظ صاحب نے بندہ ء ناچیز کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی ہے کہ آپ سے ہونے والی گفتگو کو مزید آگے بڑھایا جائے تاکہ خدائے عزوجل ہمیں تفہیم دین سے نوازے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ سے گذارش ہے کہ اگر ممکن ہو تو آپ اپنے اور مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی کے درمیان ہونے والی گفتگو کی کتاب بندہ ء ناچیز کو بھی ارسال کریں تاکہ اس کا مطالعہ کیا جا سکے اور بات وغیرہ کی جا سکے۔

بندہ ابھی طالب علم ہے اس لئے آپ سے بحث وغیرہ کا ارادہ نہ تھا صرف تفہیم دین کی خاطر خط تحریر کر رہا ہوں کیونکہ عمر ابھی صرف اکیس برس ہے اور حال میں ہی جماعت سے منسلک ہوا ہوں، جزاکم اللہ احسن الجزاء والسلام۔ دعاگو، 95-01-10 شفیق الرحمن شاہین، راچڈیل

Philip St, Deeplish, Rochdale, OL11 1PJ 17

جوابِ مکتوب از مالیگ صاحب

خ

۸۶،

16-01-95

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین!

سلام مسنون، مزاج گرامی۔

۱۴ جنوری ہفتے کے دن آپ کا مرسلہ عنایت نامہ پڑھ کر آنکھیں روشن دل مسرور ہوا کہ چلو! کوئی تو شرک وبدعت کے عنوان پر مجھ سے گفتگو کے لئے آمادہ ہوا، تو لیجئے! آپ کی طلب پر اس سلسلے میں مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی اور مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی سے ہونے والی میری تحریری گفتگو پیش خدمت ہے،

امید ہے کہ حضور جان ایمان ﷺ کے فضائل وکمالات کے مومنین اور ان کی تعظیم وتوقیر کے چند معروف

مراسم کے عامل مخلص موحدین کو "مشرک وبدعتی بلکہ جہنمی" تک قرار دے دینے والے اپنے پیارے بھائیوں سے میں نے ان میں جو اصولی اور قانونی سوالات کئے ہیں ان کے تسلی بخش اور تشفی افزا جوابات مرحمت فرما کر آپ مجھے ضرور ممنون فرمائیں گے۔ ویسے جہاں تک مولانا عبد

الاعلیٰ صاحب درانی کے اپنے مسلک سے والہانہ لگاؤ اور زود نویسی کا تعلق ہے ان کے پیش نظر مجھے ہرگز ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ شرک وبدعت کے تعلق سے ان کے مسلک کے ایک ایک عضو پر میرے جارحانہ حملوں کے باوجود وہ وقت نہ ہونے کا عذر لنگ پیش کر کے ان کے دفاع تک سے گریز فرماتے ہوئے مجھے میدان میں یکہ وتنہا چھوڑ جائیں گے۔ کاش انہوں نے ایسا نہ کیا ہوتا، لیکن بہر حال ان کے بجائے اب آپ کے اظہار آمادگی ء گفتگو سے میرا وہ غرور رفو چکر ہوچکا ہے جو مولانا کی خاموشی کے سبب مجھ میں پیدا ہوگیا تھا، اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ مجھے کیا جواب مرحمت فرماتے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ قبول حق سے ہرگز ہرگز اعراض نہ کروں گا۔

16-01-95 منتظر جواب محمد میاں مالیگ

مکتوب 2 از شفیق الرحمن صاحب

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

20-01-95

محترم میاں مالیگ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر ہوں گے، آپ کا ارسال کردہ لیٹر جس میں شائع کردہ کتاب شرک کیا ہے اور حافظ عبد الاعلیٰ صاحب کو لکھے گئے خط کی فوٹو کاپی ہے موصول ہوگئی ہے، جزاک اللہ احسن الجزا، انشاء اللہ بعد از مطالعہ ہفتے عشرے میں جواب دینے کی کوشش کروں گا،

والسلام مع الاکرام، دعا گو،

20-01-95 شفیق الرحمن شاہین، راچڈیل

مکتوب 3 از شفیق الرحمن صاحب

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

24-01-95

محترم ومکرم جناب محمد میاں مالیگ صاحب حفظک اللہ وازادک اللہ علما وصحتہ وعافیہ

قبل ازیں خط میں آپ کے نوازش نامے کی وصولی کی اطلاع دے چکا ہوں اس بات سے دلی مسرت ہوئی کہ آپ نے دینی جذبہ رکھتے ہوئے تحقیق کے میدان میں قلم اٹھایا۔ حافظ عبد الاعلیٰ صاحب درانی کو لکھے گئے آپ کے خط کو بالاستیعاب پڑھنے کے بعدپتہ چلا کہ آپ واقعی لفاظی کے ماہر ہیں اور بعض جگہ آپ نے طعن و تشنیع کے نشتر چلانے سے بھی گریز نہیں کیا اور پھر آپ کے اور مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی کے درمیان ہونے والی گفتگو کو بھی پڑھا، پوری بحث کا ماحصل یہ نکلتا تھاکہ شرک وبدعت کیا ہے؟ غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے؟ آپ کی تحریر میں اگرچہ مناظرانہ رنگ بھی دکھائی دیا، محترم میاں صاحب! دینی معاملات میں افہام وتفہیم کے لئے ضروری ہے کہ ہم حکمت، موعظہ ء حسنہ اور مجادلہ ء احسن جیسی قرآنی تعلیمات پر عمل کریں اور ذہن کشی مناظرہ بازی اور لکڑیاہی سے گریز کریں، اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے، آمین۔

توحید خالص کا اقرار ہم اور آپ روزانہ نماز میں کرتے ہیں، جب ایاک نعبد کہتے ہیں تو ہماری التجا وگذارش رحمان ورحیم اور مالک یوم الدین سے یہ ہوتی ہے کہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تمام الوہی صفات کو بلا شرکت غیرے Exclusively صرف تجھ ہی سے متصف کرتے ہیں اور شرک کا خیال نہیں کرتے اور جب ایاک نستعین کہتے ہیں تو صرف تجھ ہی سے ہر قسم کی امداد اور اعانت طلب کرتے ہیں۔ ہمارے محدثین، فقہا اور متکلمین نے جو دین میں تشریح وتوضیح کرنے کے اصول Fundamentals مقرر کئے ہیں ان کے مطابق اللہ تعالیٰ سے استعانت ہمیشہ مافوق الاسباب Supernatural ہوتی ہے اور غیر اللہ سے جو بوقت ضرورت امداد طلب کی جاتی ہے وہ تحت الاسباب ہوتی ہے جیساکہ خود قرآن مجید میں ہے تعاونوا علی البر والتقویٰ، اور ذوالقرنین نے بھی اپنے لوگوں سے کہا تھاکہ فاعینونی بقوۃ، یہاں نوٹ فرمائیے کہ دونوں جگہ عون کا مادہ ہے اور اس کے بنیادی معانی ہیں

,Relief, Co-operate, Support, Aid, Assist, Help
Scholarship, Succour, Work together, Contribution

تو مندرجہ بالا تمام معانی تحت الاسباب پیش آتے ہیں۔ روز مرہ کی سادہ مثالیں = ایمرجنسی میں ڈاکٹر یا فائر بریگیڈ کو مدد کے لئے بلایا جاتا ہے اور یہ ان کی ڈیوٹی ہے کوئی بھی اسے استعانت، استمداد لغیر اللہ نہیں سمجھتا اور نہ ہی ایسا مکروہ عقیدہ رکھتا ہے۔ بدعت اور محدث کی قانونی تشریح وتوضیح کے لئے ہمیں قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو کہا گیاکہ تم کہوکہ میں کوئی نرالا رسول نہیں ہوں، میری تعلیم وہی ہے جو سب رسولوں نے دی یعنی توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان لاو اور اعمال صالحہ کرو اور خدائی احکامات کی خلاف ورزی سے ڈروکیونکہ میں بشیر اور نذیر ہوں۔ دوسری جگہ رہبانیت کو بدعت کہا گیا جو عیسائیوں نے اپنے زعم میں تو خدا کی رضا کے لئے ایجاد Invent کرلی تھی مگر وہ سخت گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ احادیث میں بھی ترک دنیا، امتناع لذات، تبتل، غلوء نوافل، ایذائے جسمانی اور محرومیء زینت سے روکا گیا ہے، حرام سے بچنے اور حلال وطیب سے لطف

اندوز ہونے کی جو حوصلہ افزائی کی گئی ہے حدیث میں اگرچہ کل بدعۃ ضلالہ کا بیان علی الاطلاق ہے مگر ہمارے مذکورہ اصولی علماء نے بدعت کی کچھ اقسام امت کی دینی رہنمائی اور Warning کے لئے بیان کی ہیں مثلاً (۱) بدعت المکفرہ = مردوں کا وسیلہ، طفیل، استمداد لغیراللہ ۔(۲) بدعت المحرمہ = مردوں سے پکار، سفارش وشفاعت، قبروں کی طرف رخ کر کے نماز یا دعا، روضہ ء اطہر ﷺ کی طرف نماز وغیرہ ۔(۳) بدعت المکروہہ = مثلا نماز جمعہ کے بعد صلوٰۃ الظہر ادا کرنا ۔(۴) بدعت ضلالہ سیئہ = مثلاً اذان کے آخری جملے کے بعد محمد رسول اللہ کا اضافہ اپنی طرف سے کرنا، جمعہ کے خطبے میں کسی پر سبّ وشتم کرنا یا ظالم حکمرانوں کے تعریف کرنا یا جنم اشٹمی کرسمس وغیرہ کی نقالی کرنا ۔ البتہ (۵) بدعت الحسنہ (۶) بدعت المندوبہ (۷) بدعت المستحبہ = یہ وہ قسمیں ہیں جوکہ آپ کو معلوم ہیں کہ قرآن کو جمع کرنا، اعراب لگانا، دینی مدارس قائم کرنا، اشاعت اسلام کے لئے سائنسی ایجادات سے استفادہ کرنا، دور انحطاط میں اجرت پر مذہبی تعلیم دینا وغیرہ وغیرہ ۔ لیکن ان کی ایک حد ہے ۔ پہلی بات تو یہ کہ ان کا Source قرآن و سنت ہو، دوسرا اس پر اجتہاد کی تمام شرائط کا اطلاق ہو، تیسرا تشبہ بالکفار والمشرکین نہ ہو اور چوتھا وہ حدیث پیش نظر رہے کہ مومن کی مثال ایک گھوڑے کی ہے جو ایک کھونٹے سے بندھا ہوا ہے اور اس کی لگام پر حد ہے کہ وہ ایک خاص سرکل سے باہر نہیں جانے دیتی ۔ رسول کریم فداہ ابی وامی ﷺ کا بیان ہے کہ اس سرحدی کنارے کے نزدیک نزدیک رہنے والے کے لئے گمراہی کا خطرہ ہے ۔

اگر ہم محبت رسول ﷺ کے سچے داعی ہیں تو ہمیں فرمان نبی ﷺ کے مطابق بدعات سے بچنا چاہئے کیونکہ کل بدعۃ ضلالہ وکل ضلالۃ فی النار۔ جہاں تک سعودی اور کویتی حکمرانوں کا تعلق ہے ان کے غیر اسلامی طرز عمل یا کفار و مشرکین سے مربیانہ تعلق کو ہم بھی آپ کی طرح غلط سمجھتے ہیں اور آپ کی یہ بات بھی سوفی صد درست ہے کہ مسلمان حکمرانوں نے قرآنی ہدایت کہ "حسب استطاعت اپنی فوجی قوت واسلحی طاقت کو خوب اچھی طرح خدا کے دشمنوں کے خلاف ہر وقت تیار رکھو" کو نظر انداز کیا ہوا ہے اور اسی لئے سارے عالم میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں ، لیکن آپ نے سعودی بادشاہوں اور نجدی علمائے حق کے درمیان فرق و امتیاز Distinguish نہیں کیا۔ نجدی علماء نے سلطان عبدالعزیز بن سعود کی حمایت صرف اس وجہ سے کی تھی کہ وہ قرآن و سنت کے نظام کو نافذ کرنے کے لئے شریفی حکومت سے لڑ رہا تھا۔ حسین شریف مکہ تو انگریزوں کا پٹھو اور ملت اسلامیہ کا غدار اور سخت کرپٹ تھا اور اس کی اولاد فیصل عراقی و عبداللہ اور اب حسین آف اردن سب کفار کے کتے اور Lackeys ہیں، شریفی دور میں حجاج کو لوٹ لیا جاتا تھا، روضوں اور قبروں پر ہر قسم کی خرافات ہوتی تھیں جو آج کل بری امام، پاک پٹن، اجمیر (شریف) وغیرہ میں ہوتی ہیں، یہ تو اچھا ہوا کہ اب انتظامی و انصرامی حالات پہلے کے مقابلے میں بدرجہا بہتر ہیں یہ فرق ملحوظ رکھئے اور مزید امپروومنٹ Improvement کے لئے ان پر دباؤ ڈالنا چاہئے ۔

باقی آپ نے محمد بن عبد الوہاب کی کتاب التوحید کا مطالعہ کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو وہ کون سے امور ہیں جو قرآن و حدیث سے ہٹ کر اس میں تحریر کئے گئے ہیں؟ تاکہ ہم بھی اپنی اصلاح کر سکیں، مزید نئی تازی سے آگاہ فرمائیں، کبھی راولپنڈی آنے کا موقع ملے تو تشریف لائیں اور مہمان نوازی کا شرف بخشیں، دعاوں میں یاد رکھیں، والسلام مع الاکرام والاحترام، شفیق الرحمن، راولپنڈی 24-01-95

جوابِ مکتوب 3 از مالیگ صاحب

خ

،۸۶

30-01-95

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین!

سلام مسنون، مزاج شریف، ۲۴ جنوری ۹۵ء کا مرقوم آپ کا معارف نامہ دستیاب ہو چکا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی شرک و بدعت کے تعلق سے اپنی گفتگو کو مزید آگے بڑھانے کے لئے میں اس سے متعلق اپنے احساسات آپ کی خدمت میں ارسال کرنے کی کوشش کروں گا، اللہ تعالی آپ کے علوم سے استفادہ کرنے کی سعادت مندیاں مجھے نصیب کرے، والسلام علیکم محمد میاں مالیگ 30-01-95

جوابِ مکتوب 3 (حصہ دوم) از مالیگ صاحب

خ

،۸۶

29-04-95

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین!

سلام مسنون، مزاج گرامی، شرک و بدعت کے تعلق سے مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی سے ہو رہی میری تحریری گفتگو کے جوابات کی ذمے داری کی قبولیت کا آپ کا نوازش نامہ پاکر میں پر امید تھا کہ اب ضرور ہی مجھے میرے تمام سوالات کے شافی و کافی جواب مل جائیں گے لیکن ۲۴ جنوری کو آپ نے جو مفصل یا مختصر جواب ارسال فرمایا ہے اسے پڑھ کر مجھے بڑی مایوسی ہوئی ہے کہ آپ نے تو میرے تمام ہی سوالات کے جواب

میں خاموشی اور مکمل خاموشی اختیار فرما رکھی ہے ۔

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں واں ایک خامشی تری سب کے جواب میں

حالانکہ ہر سوال کے آخر میں نہایت ہی عاجزی اور منت و سماجت کے ساتھ میں نے آپ حضرات سے درخواستیں کی ہیں کہ اگر میں کہیں بھی غلط فہمی یا کج روی یا عناد کا شکار ہو رہا ہوں تو خدا کے لئے میری رہنمائی فرمائیں، نہ صرف ممنون ہوں گا بلکہ قبول حق سے بھی ہرگز ہرگز اعراض نہ کروں گا لیکن آپ نے تو اتنا بھی خیال نہ فرمایا کہ محمد میاں کے ہلکے پھلکے سوالات پر میری مکمل خاموشی کتابی شکل میں جب منظر عام پر آئے گی تو اس کے قارئین میرے بارے میں کیا تصور قائم کریں گے ۔

میرا تو نشیمن نہیں روشن ہوا اب تک تم چاند ہو سورج ہو قمر ہو تو مجھے کیا

میری اس گفتگو کو دوسرے لفظوں میں آپ یوں سمجھیں کہ میں اور مولانا درانی یا سنبھلی صاحب لندن سے مدینہ منورہ پہنچنے کے لئے جتنا راستہ طے کر چکے تھے ان کا وکیل متعین ہونے کے بعد وہیں سے آگے بڑھنے کی بجائے آپ مجھے لندن واپس لے آئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ چلو میں تمہیں مدینہ منورہ لے چلتا ہوں تو گویا اس سلسلے میں ہم نے جتنا بھی سفر طے کیا تھا وہ لغو تھا، فضول تھا، بیکار تھا۔ کیا نہیں؟ لیکن بہر حال "نا ماما سے کانا ماما بہتر" کے مطابق پہلے تو میں مناسب حال یہ شعر آپ کی نذر کر رہا ہوں ۔

بھیک دو نہ دو بہر صورت تمہارا شکریہ کم یہی کیا ہے کہ دروازے تلک تو آئے ہو

پھر عرض ہے کہ یہ شعر میں نے آپ کی خدمت میں اس لئے پیش کیا ہے کہ جنوری ۹۳ء میں مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی سے شرک و بدعت کے سلسلے میں ہونے والی اپنی تحریری گفتگو کو مالیگاؤں سے کتابی شکل میں شائع کر کے میں نے ہندوستان کے ان تمام بڑے اہم اور معروف اداروں کو بذریعہ ء پوسٹ ارسال کیا تھا، جہاں کی بنیادی تعلیم ہی یہ ہوتی ہے کہ "غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے"۔ لیکن یقین مانیں کہ اس کو اب دو برس سے زیادہ عرصہ گذر جانے کے باوجود آج تک کسی ایک ادارے نے بھی مجھے نہیں لکھا کہ محمد میاں! تم نے اس سلسلے میں یہاں وہاں اور جہاں تہاں یہ یہ ٹھوکریں کھائی ہیں، لہذا اِس طرح اور اُس طرح یا یوں اور توں اپنی اصلاح کر لو۔ یا اگر لکھا بھی ہو تو مجھے اس کا کوئی علم نہیں، حالانکہ کتاب کے نمائشی صفحے پر میں نے ان کے مشہور و معروف مناظر مولانا منظور احمد صاحب نعمانی کا اسم گرامی بھی ان کے جذبات کی تقویت کے لئے دے دیا تھا۔ پھر خود میرے وطن مالیگاؤں میں غیر ملکی امداد کے بل بوتے پر ان حضرات کے اب دس بارہ ایسے بڑے بڑے مدارس چل رہے ہیں جن میں تین تین چار چار بلکہ بعض بعض میں تو پانچ پانچ اور چھ چھ سو ایسے طلباء بلکہ طالبات بھی تعلیم حاصل کر رہی ہیں جو علی الاعلان "یارسول اللہ ﷺ" کہنے والوں کو" قبر پجو" کہتی ہیں اور جن سے متفقین کے مالیگاؤں سے درجنوں ہفت روزے اور ماہنامے نکل رہے ہیں، بلکہ میری کتاب کی اشاعت کے بعد یہ بھی ہوا کہ مالیگاؤں میں کسی شخص نے حضرت میراں داتار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے کوئی

لینٹ لاکر اس کا چلہ بنا لیا، بس پھر کیا تھا؟ اس کے خلاف ان مدارس کے طلباء، علماء اور ان کے اخبارات و رسائل نے شرک شرک اور شرک کی اتنی زبردست تحریک چلائی کہ اخباری اطلاعات کے مطابق اب اس چلے کا وہاں نام و نشان تک نہیں موجود۔ پھر اسی زمانے میں ایک اخبار میں "شرک کیا ہے" کی کئی کالمی موٹی سرخی دیکھ کر میرا ماتھا ٹھنکا تھا کہ اس میں ضرور میری خبر لی گئی ہوگی لیکن مطالعہ کیا تو اس میں بھی میری کتاب "شرک کیا ہے" کا دور دور تک کوئی تذکرہ نہ تھا۔ حالانکہ مالیگاوں کے کئی اخبارات میں میں نے اعلان شائع کروایا تھا کہ اہل علم حضرات "شرک کیا ہے" نامی کتاب مفت حاصل کر کے اس سے متعلق اپنے افکار و خیالات سے مجھے مطلع فرمائیں۔ پھر آپ تو میرے اچھے اور پیارے بھائی! اخبار بیں بلکہ اخبار ساز ہیں، اس لئے آپ کو اور آپ کے دوستوں کو یقیناً علم ہوگا کہ ۲۵ نومبر۹۳ء ء کے جنگ لندن میں مولانا عبد الاعلی صاحب درانی نے پھر غیراللہ سے مدد مانگنے کو شرک لکھا تو میں نے ۲۱ دسمبر۹۳ء ء کے جنگ میں ان سے اور آپ حضرات سے سوال کیا تھا کہ جو صفت ایک مخلوق کے لئے شرک ہوگی وہ اصولی طور پر ہر ایک مخلوق کے لئے شرک ہوگی کیونکہ خداوند کریم وحدہ لاشریک لہ ہے لہذا رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ سے مدد مانگنے کو شرک قرار دینے والے حضرات جواب دیں کہ امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا اور یورپ سے مدد مانگنے والے کیوں مشرک نہیں؟ لیکن میرے علم کے مطابق درانی صاحب یا کسی اور دوست نے آج تک میرے اس معمولی سے سوال کا کوئی بھی جواب نہیں ارقام فرمایا ہے، یا اگر اس سلسلے میں مجھ سے کوئی بھول چوک ہو رہی ہو تو آپ سے التماس ہے کہ آپ ہی اس عقدے کو وا فرمائیں کیونکہ ؎

کوشش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا وہ کون سا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا

اتنی تمہید کے بعد آیئے آپ کے ۲۴جنوری کے نوازش نامے پر بھی دو چار باتیں کر لیں، آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "توحید خالص کا اقرار ہم اور آپ روزانہ نماز میں کرتے ہیں، جب ایاک نعبد کہتے ہیں تو ہماری التجا وگذارش رحمان و رحیم اور مالک یوم الدین سے یہ ہوتی ہے کہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تمام الوہی صفات کو بلا شرکت غیرے Exclusively صرف تجھ ہی سے متصف کرتے ہیں اور شرک کا خیال نہیں کرتے اور جب ایاک نستعین کہتے ہیں تو صرف تجھ ہی سے ہر قسم کی امداد اور اعانت طلب کرتے ہیں"۔

لہذا اب اگر زحمت نہ محسوس فرمائیں تو میری درخواست پر اپنے ان خیالات زریں کو ایک مرتبہ اور بڑے غور سے ملاحظہ فرما لیں کہ آپ نے بھی ان میں نہایت ہی واضح لفظوں میں اقرار فرمایا ہے کہ تمام الوہی صفات بلا شرکت غیرے صرف اللہ تعالیٰ سے ہی متصف ہیں اور ہر قسم کی امداد و اعانت اور عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے اور یہ کہ ان میں اس کا کوئی بھی شریک نہیں۔ تو یہاں تک تو آپ کی بات بالکل سچی، بالکل کھری اور بالکل درست ہے لیکن آگے چل کر آپ یہ بھی تحریر فرما رہے ہیں کہ (مفہوم) "ہمارے محدثین، فقہا اور متکلمین نے جو دین میں تشریح و توضیح کرنے کے اصول Fundamentals مقرر کئے ہیں ان کے مطابق اللہ تعالیٰ سے استعانت ہمیشہ ما فوق الاسباب Supernatural ہوتی ہے اور غیراللہ سے جو بوقت ضرورت امداد طلب کی جاتی ہے وہ تحت الاسباب ہوتی ہے جیسا کہ خود قرآن مجید میں ہے"۔----- جس کا نہایت ہی واضح اور صاف صاف مطلب یہ ہوتا ہے کہ استعانت اور امداد کی دو قسمیں ہیں، پہلی فوق الاسباب، دوسری تحت

الاسباب ۔ اور یہ کہ فوق الاسباب استعانت اللہ تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے اور بوقت ضرورت غیراللہ سے جو امداد طلب کی جاتی ہے وہ تحت الاسباب ہوتی ہے، لہذا خود ہی انصاف فرمائیں کہ پہلے تو آپ نے یہ لکھا تھا کہ (مفہوم) "ہم اور آپ روزانہ نماز میں یہ اقرار کرتے ہیں کہ اے رحمان و رحیم اور مالک یوم الدین ! ہم صرف تجھ ہی سے ہر قسم کی امداد اور ہر قسم کی اعانت طلب کرتے ہیں اور تمام الوہی صفات بلا شرکت غیرے تجھ ہی سے متصف کرتے ہیں"۔----- لیکن پھر دوسری ہی سانس میں ایک دم پلٹ کر یہ بھی لکھ رہے ہیں کہ (مفہوم) "اللہ تعالیٰ سے استعانت ہمیشہ مافوق الاسباب ہوتی ہے اور غیراللہ سے بوقت ضرورت جو امداد طلب کی جاتی ہے وہ تحت الاسباب ہوتی ہے"۔----- لہذا خود ہی بتائیں کہ اب ہر قسم کی امداد اللہ تعالیٰ کے لئے کہاں رہ گئی ؟ کہ آپ نے تو نہایت ہی واضح لفظوں میں امداد و اعانت کی دوسری قسم کو غیراللہ کے لئے اور پہلی قسم کو محدثین، فقہا اور متکلمین کے حوالوں سے بلکہ قرآن کے حوالے سے اللہ کے لئے ثابت فرما دیا ہے، لہذا بتائیں کہ خداوند کریم وحدہ لا شریک لہ کہاں رہ گیا؟ کہ ایک الوہی صفت کو آپ نے تو غیراللہ میں بھی تسلیم کر لیا ہے، گویا ۔

قطرہ ء شبنم میں بحر بیکراں تسلیم کر اور بحر بیکراں میں قطرہ ء شبنم نہ مان

یہ تری توحید کی تدفین ہے تکفین ہے مصطفی پیارے میں اک مخلوق سا دم خم نہ مان

رحمۃ للعالمین کو مونس و ہمدم نہ مان

اس طرح تو میرے بھائی ! کوئی بھی شخص عبادت کی بھی دو قسمیں ---پہلی کالی دوسری پیلی یا پہلی اصلی دوسری نقلی یا پہلی مرئی دوسری غیر مرئی -- -گھڑ کر دھڑلے سے ---جنات یا ہوا یا فرشتوں--- کی عبادت کر سکتا ہے اور آپ کے اعتراض پر نہایت آسانی سے یہ جواب دے سکتا ہے کہ ہم نقلی یا پیلی یا مرئی مخلوق گائے بیل یا کتے بلی کی عبادت تھوڑی کر رہے ہیں، ہم تو اصلی یا کالی یا غیر مرئی مخلوق جنات ہوا اور فرشتوں کی عبادت کر رہے ہیں، لہذا یہ شرک کیسے ہو جائے گا؟ تو بتائیے کہ ان کے اس شرک صریح سے آپ انہیں اپنے درج بالا فوق الاسباب اور تحت الاسباب امدادی اصول کی روشنی میں کیسے روک سکیں گے ؟ اگر کوئی حل یا راستہ غیراللہ کی عبادت سے ان مشرکین کو روکنے یا ان کو مشرک ثابت کرنے کا ہی آپ کے خزانہ ء معلومات میں موجود ہو تو بیان فرما کر ممنون فرمائیں، احسان ہو گا۔

دراصل یہ سارا پسارا اور یہ سارا قضیہ صرف اور صرف اس لئے پیدا ہوا ہے کہ آپ حضرات ایک طرف تو غیراللہ سے امداد طلبی کو شرک بھی کہتے ہیں اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کے سوا ساری زندہ مخلوق سے مدد بھی طلب کرتے ورتے رہتے ہیں، جو سراسر ظلم ہے، طغیان ہے، نا انصافی ہے، جس سے گلوخلاصی اور گردن سکی کا میری نظر میں صرف ایک ہی یہ راستہ ہے کہ ہم لوگ غیراللہ سے مدد طلب کرنے کو شرک کہنا چھوڑ دیں اور بس ۔ ورنہ آپ ہی کوئی علت یا سبب یا وجہ یا دلیل بیان فرما کر مجھے مطمئن فرمائیں کہ ساری زندہ مخلوق سے مدد مانگنا کیوں نا شرک؟ اور صرف رسول اللہ ﷺ یا مردوں سے مدد مانگنا کیوں شرک ہے ؟ یا یہ کہ فوق الاسباب مدد کیوں شرک اور تحت الاساب کیوں نا شرک؟ ۔

یہ ہے جیب اور یہ ہے دامن آؤکوئی کام کریں موسم کا منہ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا

آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ (مفہوم) "ڈاکٹر یا فائر بریگیڈ سے ایمرجنسی میں مدد طلب کرنا استعانت یا استمداد لغیراللہ نہیں، کوئی بھی شخص ایسا مکروہ عقیدہ نہیں رکھتا"۔----اس لئے اپنی کم فہمی یا قلت بصیرت کے سبب آپ سے پھر درخواست کرتا ہوں کہ اپنی اس عبارت کوایک مرتبہ اور غور سے پڑھیں اور مجھے سمجھائیں کہ ڈاکٹر یا فائر بریگیڈ سے ہم جو مدد طلب کرتے ہیں وہ استمداد و استعانت لغیراللہ کیوں نہیں؟ بالفاظ دیگر ڈاکٹر یا فائر بریگیڈ سے جو مدد طلب کی جاتی ہے کیا یہ اللہ سے طلب کی جاتی ہے؟ یعنی ڈاکٹر یا فائر بریگیڈ کیا اللہ ہیں؟ آخر آپ نے ڈاکٹر یا فائر بریگیڈ کو غیراللہ تسلیم کرنے سے انکار کیوں فرمایا؟ کیا ڈاکٹر یا فائر بریگیڈ کو غیراللہ نہ سمجھنے سے بڑا کوئی اور جرم یا کوئی اور شرک بھی ہو سکتا ہے؟ یا اگر اس عبارت کے سمجھنے میں مجھ سے کوئی غلطی ہو رہی ہو تو براہ کرم اسی کی نشان دہی فرما کر مجھ پر احسان فرمائیں۔ میں تو لاکھ کوشش کے باوجود اس کو سمجھنے سے قاصر رہا ہوں پھر "کوئی بھی شخص ایسا مکروہ عقیدہ نہیں رکھتا" ---- آپ کے اس جملے نے تو مجھے اور بھی پاگل بنا رکھا ہے، میں ہزار کوشش کے باوجود نہیں سمجھ سکا ہوں کہ آخر ڈاکٹر یا فائر بریگیڈ سے مدد طلب کرنے کو استمداد یا استعانت لغیراللہ سمجھنا کیوں مکروہ عقیدہ ہے یعنی کیا صحیح اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ ڈاکٹر یا فائر بریگیڈ سے مدد طلب کرنا استعانت باللہ اور استمداد باللہ ہے؟ اور کیا معاذ اللہ ڈاکٹر اور فائر بریگیڈ اللہ ہیں؟ جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

شرک کے موضوع پر اتنی گفتگو کر لینے کے بعد آپ نے بدعت کے موضوع پر گفتگو شروع کی ہے لیکن اس میں بھی ایک لفظ ایسا لکھ ہی دیا ہے جس سے ہزار چاہنے کے باوجود بھی آپ حضرات اپنے دامن کو بچا نہیں پا رہے ہیں اور خواہی نہ خواہی اس قسم کے الفاظ کسی نہ کسی ڈھنگ یا رنگ سے لکھ ہی دیتے ہیں، وہ کیا ہے؟ وہ ہے فضائل رسالت کے اقرار سے فرار۔ حالانکہ صرف ایک فضیلت رسالت "خاتم النبیین " کے انکار کی سزا میں آپ حضرات بھی ہماری ہی طرح "قادیانیوں " کو شقی القلب، محروم القسمت اور نامومن ہی سمجھتے ہیں، پھر آپ کے غالبا بلکہ یقیناً تمام ہی علماء اپنی تحاریر اور اپنی تقاریر میں بڑی صراحت سے یہ لکھتے اور بیان فرماتے رہتے ہیں کہ ہم حضور سیدنا محمد عربی ارواحنا فداہ ﷺ کو خدا کے بعد سب سے اعلیٰ، سب سے اولیٰ اور سب سے افضل و برتر سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے بدعت کی بحث کے آغاز میں ارقام فرمایا ہے کہ (مفہوم) "اے رسول ﷺ تم کہو میں کوئی نرالا رسول نہیں ہوں، میری تعلیم بھی وہی ہے جو سب رسولوں نے دی یعنی توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان وغیرہ"۔

لہذا خود غور فرمائیے کہ جو رسول خدا کے بعد سب سے اعلیٰ، سب سے اولیٰ اور سب سے افضل و برتر ہو، جو پلک جھپکتے جھپکتے ہی میں سب این وآں سے گذر گیا ہو، جس نے اپنی انگلی کے ایک اشارے سے بغیر کسی کشش کے آسمان کے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے ہوں، کنکر جس کے ہاتھ میں کلمہ پڑھیں، جانور اور پیڑ جس کو سجدہ تعظیم کریں، جس نے رات کے ایک مختصر سے حصے میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس پہنچ کر تمام انبیاءؑ کی امامت و خطابت فرمائی ہو، جس نے موسیٰؑ کو قبر تربت اطہر میں نماز پڑھتے دیکھا ہو، جس نے عرش، کرسی، لوح و قلم، جنت و دوزخ،

تمام زمین وآسمان اورآیات الہیہ کا تفصیلی معائنہ کیا ہو، تفصیلی سیر فرمائی ہو اور پھر اسی وقت مکہ مکرمہ واپس بھی آگیا ہو، جس نے نہایت ہی کس مپرسی اور یتیمی کے عالم میں نہایت ہی اجڈ، جاہل اور فتنہ پرداز مکیوں کو صرف اور صرف تریسٹھ برس کی عمر میں کسی سونا اگلتی ہوئی مملکت کے بادشاہ کی دولت و اشیرواد کے سہارے کے بغیر انبیاء ورسل ں کے بعد کائنات کی افضل واعلیٰ ترین مخلوق بنا دیا ہو، جس کی عظمت و سطوت اور بزرگی کا یہ عالم ہو کہ اس کے ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کو (اور ان میں ادنیٰ کوئی بھی نہیں) دنیا کا بڑے سے بڑا موحد یا عزازیل بھی غیر صحابی ہونے کے سبب چیلنج نہ کر سکتا ہو بلکہ ان کے جوتے کی مٹی کے برابر ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے بھی لرز لرز جاتا ہو بلکہ جس کریم ورءوف ورحیم رحمۃ للعالمین ﷺ کی امت میں شامل ہونے کی اولوالعزم رسل ں تمنائیں کریں بلکہ جس کو راضی کرنے کا وعدہ خود خداوند کریم نے قرآن مجید میں فرمایا ہو، وہ ہی بھلا "نرالا" نہ ہو تو پھر خدا کے سوا اور کون نرالا ہو سکتا ہے؟ تو آخر آپ کو اس بے نظیر، بے مثال اور لاجواب محبوب ﷺ کو نرالا ماننے سے انکار کیوں ہے؟ اپنے ایمان سے کہیں یہ تعجب کی بات ہے یا نہیں؟ کہ ڈاکٹر اور فائر بریگیڈ کو تو آپ غیر اللہ تک ماننے کے لئے تیار نہیں لیکن سوہنے محمد ﷺ کی بات آئی تو ان کو نرالا ماننے سے بھی گریز، آخر کیوں؟ کہیں آپ اتنے عدیم النظیر اور فقید المثال محمد ﷺ کو نرالا رسول ماننے کو شرک تو نہیں سمجھ رہے؟ امید ہے کہ میرے اس سوال کا جواب دے کر آپ مجھے ضرور مطمئن فرمائیں گے۔

یقین مانیں کہ آپ حضرات کے منکر فضائل رسالت ہونے کا مجھے یقین یا شک نہ ہوتا تو شاید میرے ذہن میں یہ نیا سوال نہ ابھرتا اور شان رسالت کے اظہار میں مجھے یہ سب کچھ نہ لکھنا پڑتا۔ میرا یہ اعتراض تو بالکل ایسے ہی ہے جیسے حضور ﷺ کو "بشر" ماننے کے باوجود ہم آپ حضرات سے موء دبانہ التماس کرتے رہتے ہیں کہ ان کے علوئے شان کے بیان کے بجائے صرف اور صرف انہیں "معمولی بشر" کہنا چھوڑ دیں اور بس۔ بہر صورت بدعت کی بحث کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "قرآن کریم میں رہبانیت کو بدعت کہا گیا ہے جو عیسائیوں نے اپنے زعم میں تو خدا کی رضا کے لئے ایجاد Invent کر لی تھی مگر وہ سخت گمراہی میں مبتلا ہو گئے" ----- تو اس کے دوٹوک جواب میں مختصراً میں یہ کہوں گا کہ آپ کا قرآن کے حوالے سے اللہ کی رضا کی نیت سے عیسائیوں کے رہبانیت اختیار کرنے کو کلیتاً سخت گمراہی قرار دے دینا بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص قرآن کے حوالے سے نماز پڑھنے کو ممنوع قرار دینا شروع کر دے اور ثبوت میں قرآنی آیت (مفہوم) "مومنو! نماز کے قریب بھی مت جاو" (۴۳:۴)، کو صرف پیش کرے۔ یہ نتیجہ میں اس لئے اخذ کر رہا ہوں کہ میرے بھائی! متن قرآن کا مفہوم تو نہایت ہی واضح طور پر یہ ظاہر کر رہا ہے کہ رہبانیت کی بدعت کی حدود کو جن عیسائیوں نے نباہا اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر یعنی ثواب عطا فرمائے گا۔ "ہاں! جنھوں نے حدود کو پامال کیا وہ ضرور فاسق ہیں" (۲۷:۵۷)۔ لیکن آپ اس تقسیم کو نہیں مان رہے اور بیک جنبش قلم اللہ کے اس واضح اور مبرہن فیصلے کے خلاف اللہ کی حدود قائم رکھ کر اللہ سے اجر وثواب پانے کی قرآن پاک میں نوید پانے والوں کو بھی زمرہء سخت گمراہاں اور زمرہء بدعتیاں میں داخل فرما رہے ہیں، لہذا ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "حدیث میں اگرچہ کل بدعۃ ضلالہ کا بیان علی الاطلاق ہے مگر ہمارے مذکورہ اصولی علماء نے

بدعت کی کچھ اقسام امت کی دینی راہنمائی اور Warning کے لئے بیان کی ہیں مثلاً وغیرہ وغیرہ" ۔----تو آپ کا یہ بیان پڑھ کر میں سخت حیران ہوں کہ یہ بیان واقعی آپ کا ہے یا میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں یا پھر کسی بدعتی کو پڑھ رہا ہوں، میرے خیال سے تو شاید ایسے موقع پر ہی لوگ کہتے ہوں گے کہ ؎

تمہاری توحید اپنے ہاتھوں سے آپ ہی خودکشی کرے گی

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

یقین مانیں میرے بھائی! کہ اپنی زندگی میں شاید پہلی مرتبہ میں مسلمانوں کو جبراً اور قہراً بلا وجہ ہی "مشرک اور بدعتی" قرار دینے والے کسی بھائی کے قلم سے اس کے اپنے مسلک کا اتنا واضح اور اتنا روشن قتل و خون ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں، ورنہ تو ہم آج تک آپ حضرات کے زبان و قلم سے یہی پڑھتے اور یہی سنتے آئے ہیں کہ قرآن و سنت سے ثابت نہ ہونے والے تمام اعمال و افعال کو ہم پرکاہ سے بھی زیادہ وقعت دینے کے لئے تیار نہیں، خواہ وہ بڑے سے بڑے رومی و عطار یا اونچے سے اونچے معین الدین اجمیری اور محی الدین جیلانی سے ہی کیوں نہ ثابت ہوں ث، یا بالفاظ دیگر یہ کہ کسی کا بھی قول اگر قرآن و سنت کے مطابق ہے تو وہ ہمارے سر آنکھوں پر، ورنہ ہم تو اسے دیوار پر دے ماریں گے بلکہ آپ کی جماعت کا ہر کہہ و مہ، ہر چھوٹا بڑا اور ہر کچا پکا موحد اور غیر بدعتی اپنی ہر تقریر اور اپنی ہر تحریر میں یہ کہتے اور یہ لکھتے نہیں تھکتا تھا کہ "سب سے اچھی ہدایت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہدایت اور سب سے بری بات دین میں نکالی گئی ایسی نئی بات ہے جو صحاح ستہ کی کتب سے ثابت نہ ہو" ۔ اور پھر اس نئی بات میں وہ دھڑلے سے قرآن پاک کی ہر اس تلاوت، حدیث پاک کی ہر اس مجلس، اللہ تعالیٰ سے مانگی جانے والی ہر اس دعا، اللہ تعالی کے ذکر کی ہر اس محفل، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکریئے کے ہر اس طریقے، تعظیم شعائر اللہ خصوصاً تعظیم رسول اللہ ﷺ کی ہر اس شکل، صلوۃ و سلام پڑھنے کی ہر اس نہج، تبلیغ دین کی ہر اس حرکت، اکرام مسلم کی ہر اس صورت، اہل بیت اطہار سے مودت کی ہر اس شباہت اور اکل و شرب کی ہر اس ہیئت کو شامل کر لیا کرتا تھا جن کا ثبوت اس کے زعم میں صحاح ستہ میں موجود نہ ہوتا۔ بلکہ ہماری گرفت سے دامن بچانے کی غرض سے تھوڑی دیر کے لئے محدثین، فقہا، متکلمین اور علماء اصولیین کے امت کی راہنمائی کے لئے بدعات کی کچھ اقسام اختراع Invent کرنے بلکہ بدعات حسنہ، بدعات مندوبہ اور بدعات مستحبہ تک کو تسلیم کر لینے والے میرے بھائی! خود آپ نے بھی اپنے اسی خط میں آگے چل کر اپنے اس اصلی عقیدے کے مطابق لکھ ہی ڈالا ہے کہ (مفہوم) "اگر ہم محبت رسول کے سچے داعی ہیں تو ہمیں فرمان نبی ﷺ کے مطابق بدعات سے بچنا چاہئے کیونکہ کل بدعۃ ضلالہ و کل ضلالۃ فی النار"۔---- پھر آپ نے ہی ۲۵ جنوری ۱۹۹۵ء کے جنگ میں لکھا تھا کہ (مفہوم) "مسلمانوں کی ترقی اور بقا کا راز صرف اور صرف کتاب و سنت پر عمل کرنے میں پوشیدہ ہے"۔---اور ۱۵ فروری ۱۹۹۵ء کے جنگ میں لکھا کہ (مفہوم) "ائمہ کرام، فقہائے عظام، مجتہدین اور محدثین کرام ہمارے نزدیک واجب الاحترام والاکرام ہیں لیکن واجب الطاعت نہیں، ان کی وہ بات جو احادیث صحیحہ کے مطابق ہو اس کو ہم قبول کرتے ہیں لیکن ان کی وہی دینی کاوشیں ہمارے لئے قابل قبول ہیں جو فرامین نبوی کے موافق ہوں گی کیونکہ آپ

ﷺ کی ہر بات واجب التسلیم ہے اور امتیوں کی بات مانی بھی جا سکتی ہے اور رد بھی کی جا سکتی ہے کیونکہ اسلام کا ماخذ صرف کتاب وسنت ہیں"۔---پھر ۱۸ فروری ۱۹۹۵ء کے جنگ میں لکھا کہ (مفہوم) "اہل حدیث کی دعوت صرف کتاب وسنت پر عمل ہے، اس لئے یہ کتاب و سنت کے مقابلے میں کسی قول وفعل کو حجت نہیں سمجھتے، سیدھے سادے مسلمان محبت رسول کے سبب غلط رسومات اور غلط عقائد کو دین سمجھتے ہیں حالانکہ کتاب وسنت میں ان کا کوئی بھی ثبوت نہیں ملتا"۔----- لہذا خود ہی انصاف کریں کہ ایک طرف تو آپ حضرات نہایت ہی تواتر سے یہ کہتے رہتے ہیں کہ قرآن وسنت کے مقابلے میں ہم کسی بڑے سے بڑے امتی (صحابہ، محدثین، فقہا، متکلمین اور علمائے اصولیین) کی بھی کوئی بھی بات نہیں مانیں گے، جبکہ مصلحت اور ہماری گرفت سے جان بچانے کے لئے صرف تھوڑی دیر کے لئے حدیث پاک کل بدعۃ ضلالہ وکل ضلالۃ فی النار کے صدفی صد خلاف کچھ کچھ بدعات کو نہ صرف مندوبہ، مستحبہ اور حسنہ مان رہے ہیں بلکہ ان کو راہ ہدایت بھی تسلیم کر رہے ہیں حالانکہ ایسے مصلحت انگیز لوگوں کے بارے میں علامہ اقبال نے کہا ہے کہ ۔

حق سے بہ عذر مصلحت وقت پہ جو کرے گریز اس کو نہ پیشوا سمجھ اس پر نہ اعتبار کر

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت انگیز ہو عقل عشق ہو مصلحت انگیز تو ہے خام ابھی

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہوجا سرا سر موم ہو یا سنگ ہوجا

پھر ۲۲ اگست ۱۹۹۴ء کے جنگ لندن میں آپ کے ایک ہم عقیدہ بھائی جناب ضیاء المحسن صاحب طیب نے پہلے تو حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر ث کے حوالے سے یہ واقعہ لکھا کہ (مفہوم) "آپ نے ایک موء ذن کو اقامت کے وقت صرف الصلوۃ جامعہ کہتے سنا تو بولے کہ مجھے اس بدعتی کے پاس سے نکالو کہ یہ شخص بدعت کر رہا ہے اور جس مسجد میں بدعتی ہو اس میں نماز پڑھنا تو درکنار میں ایک لمحے کے لئے رکنے کو بھی تیار نہیں "۔---پھر لکھا کہ (مفہوم) "بدعتی چونکہ اپنے گناہ کو گناہ نہیں بلکہ ثواب سمجھتا ہے اس لئے اسے توبہ کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوتی، وہ سمجھتا ہے کہ جو کام میں کر رہا ہوں اس میں خرابی کون سی ہے؟ اس میں حرج کیا ہے؟ ہم کوئی بری بات تھوڑی ہی کر رہے ہیں، اللہ اور رسول کا نام ہی تو لے رہے ہیں، یہ کس طرح برا اور بدعت ہو سکتا ہے؟"۔---بلکہ اس سے بھی دو قدم اور آگے بڑھ کر یہاں تک لکھ بیٹھے ہیں کہ (مفہوم) "نئی چیزوں کے ایجاد کرنے والے یہ بدعتی مسلمان دراصل "الوہیت" کے مدعی ہوتے ہیں کہ اپنے آپ کو دین کا موجد سمجھتے ہیں حالانکہ دین کا موجد صرف اور صرف رب تبارک وتعالیٰ ہے"۔

اس لئے اپنے ان مزعومات اور اپنے ان ادعات کی روشنی میں میرے بھائی! خود سوچئے کہ شرک کی طرح بدعات کے خصوص میں بھی آپ حضرات رطبیات ویابسات کی کیسی کیسی دلدلوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور ایسے پھنسے ہوئے ہیں کہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کی منزلوں سے گذر رہے ہیں۔ کیا ضیاء المحسن صاحب طیب نے ان سے چھٹکارے کا کوئی دروازہ، کوئی کھڑکی یا کوئی سوراخ ہی آپ حضرات کے لئے

باقی رکھ چھوڑا ہے؟ کہ ان کے نظریئے کے مطابق جب اللہ و رسول دو ﷺ کا نام تک لینا بدعت ہو سکتا ہے تو بدعات حسنہ، بدعات مستحبہ اور بدعات مندوبہ کے مخترعین اور موجدین کیوں اور کیسے "مقام الوہیت" کے مدعی نہ ٹھہرائے جا سکیں گے؟ سچ ہے کہ ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

شرک وبدعت کے عنوان سے میرے بھائی! آپ حضرات مسلسل سیدھے سادے مسلمانوں پر کیسے کیسے ظلم و ستم ڈھاتے رہتے ہیں۔ ان کی ایک تازہ جھلک ۶ مارچ ۱۹۹۵ء کے جنگ میں محمد شعیب صاحب بریڈفورڈ کے قلم سے بھی ملاحظہ فرمالیں۔ شرک وتوحید کے زیر عنوان وہ رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "اپنے ملک میں ایک باباکی گائیاں ملک بھر کی فصلیں تباہ کرتی ہیں مگر کوئی بھی انہیں کچھ نہیں کہتا، وہ بازاروں اور گھروں میں گھومتی ہیں تو لوگ ان کے گلے میں ہار اور پیسے ڈالتے ہیں، انہیں اچھی اچھی چیزیں کھلاتے ہیں تو یہ گائے پرستی نہیں تو اور کیا ہے؟ ہندو گائے کو اپنا دیوتا کہتا ہے اور یہ قرب قیامت کا نشان ہے کہ مسلمان بھی ہنود ویہود کے دیوتا کا پجاری بنا پھرتا ہے بلکہ اپنے ملک کے کچھ بدتر لوگوں نے تو اب جانوروں کے ساتھ ساتھ جوتوں پر بھی اعتقاد قائم کرنا شروع کر دیا ہے چنانچہ بسوں اور وینوں پر آپ دیکھیں گے کہ سامنے کوئی جوتا لٹکا رہتا ہے، پوچھو تو بتاتے ہیں کہ بس اور وین کو نظر بد اور ایکسیڈنٹ سے بچانے کے لئے لٹکا رکھا ہے جس کا مطلب یہی ہوا ناں! کہ ان کی مشکلیں حل کرنے والا یہ جوتا ہے تو جن لوگوں کا معبود جوتا ہو جائے ان پر جوتے نہ پڑیں تو اور کیا ہو"۔

تو اس اقتباس میں دیکھئے کتنی صراحت کے ساتھ ایک باباکی گائیوں کو صرف فصلیں کھانے سے نہ روکنے، ان کے گلے میں ہار اور پیسے ڈالنے، اچھی چیزیں کھلانے اور حضور آقائے کائنات دونوں عالم کے دولھا سیدنا محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ کے نعلین پاک کی نقل کو بطور تبرک وتعویذ نظر بد اور ایکسیڈنٹ سے بچنے کی نیت سے اپنی بسوں اور وینوں میں لٹکا لینے والے مخلص مسلمانوں کو گائیوں اور جوتوں کا عابد وپجاری کہدیا گیا ہے حالانکہ متن قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آل موسیٰ اور آل ہارون ں کے باقیات کو مومنین کے رب کی طرف سے "سکینہء قلب" (۲:۲۴۸) اور اللہ کی ایک نیک بندی حضرت ہاجرہ ص کے مقدس قدموں سے لگنے والے پہاڑوں صفا اور مروہ کو نہ صرف شعائر اللہ (۱۵۸ :۲) بلکہ ان شعائر اللہ کی تعظیم کو "دل کا تقویٰ" (۲۲:۳۲) اور دل کے تقوے کے حاملین کو جنتی (۶۸:۳۴) تک کہہ دیا ہے۔ لہذا ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ کائنات کی سب سے اعلیٰ واولیٰ مخلوق ﷺ کے پائے مقدس ومطہر سے شرف انتساب رکھنے والے نعلین پاک کی نقل کی تعظیم وتوقیر کیوں اور کیسے موجودہ دور کے مخلص مسلمانوں کو متقی اور جنتی بنانے کی بجائے کافر ومشرک اور جہنمی و بدعتی بنا دے گی؟ تو اس سے بڑھ کر بھی کیا ان کی کوئی اور توہین وتنقیص ہو سکتی ہے؟ ؎

ایسی توحید تو شیطان بنا دیتی ہے دیکھ سرکار کا انکار نہ ہونے پائے

یا اگر مجھ سے ہی کوئی غلطی سرزد ہو رہی ہو تو اسی کی نشان دہی فرمادیں، کرم ہوگا۔ آگے چل کر آپ نے بدعات مکفرہ، محرمہ، مکروہہ اور ضلالت و

سیئہ کے تحت حضور انور ﷺ سے متعلق وسیلے، طفیل، سفارش، شفاعت، استمداد، پکار، دعا، عید میلاد اور اذان کے اختتام پر محمد رسول اللہ کے اضافے تک کو بدعت وجہنمی کام قرار دے دیا ہے، اس لئے جل بھن کر میں آپ سے سائل ہوں خدا کے لئے مجیب بن کر جواب مرحمت فرمائیں کہ اللہ کی بارگاہ میں قبولیت کی یقینی سند نہ رکھنے والی مخلوقات نماز، روزے، حج، زکوۃ، شریعت کی پابندی (قرآن ۹۶:۳۷) وسیلہ، طفیل، سفارش، شفاعت، استمداد، پکار اور دعا قرآن وحدیث بلکہ آپ کے بھی عقیدے کے مطابق اگر قابل قبول ہے، غیر بدعت اور غیر کفر وشرک ہے تو یقیناً یقیناً مقبول بارگاہ الٰہ مخلوق سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ (۶۴:۴) کا وسیلہ، طفیل، سفارش، شفاعت، استمداد، پکار اور دعا کیوں نا جائز، کیوں بدعت، کیوں جہنمی کام اور کیوں کفر وشرک ہے؟ آخر دنیا کا وہ کون سا ترازو، کون سا قاضی اور کون سی کورٹ ہے جو قبولیت کی یقینی سند نہ رکھنے والی مخلوق کی سفارش، شفاعت، طفیل، پکار، دعا، وسیلے اور استمداد کو تو قبول کرتی رہے لیکن از سرتاپا یقیناً یقیناً سند قبول رکھنے والی مخلوق اللہ کے بعد کائنات کی سب سے اعلیٰ واولیٰ ذات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی سفارش، شفاعت، پکار، وسیلے، دعا، استمداد اور طفیل کو نہ صرف رد کر دے بلکہ ناجائز، بدعت، جہنمی کام اور کفر وشرک بھی قرار دے دے۔ تو کیا دنیا میں اس سے بڑھ کر بھی کوئی اندھیر، کوئی ناانصافی اور کوئی ظلم وستم ہو سکتا ہے؟ یا پھر واضح فرمائیں کہ میں اس خصوص میں کہاں ٹھوکر کھا رہا ہوں؟

میرے بھائی! قرآن پاک کی آیت (۱۴۵:۴) کے مطابق اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ سخت عذاب وعتاب کے سبب جہنم کے سب سے نچلے درجے میں جگہ پانے والے منافقین کی قرآن پاک میں جو نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ لوگ قرآن پاک اور اس میں بیان فرمائی گئی مخلوق نماز، روزے، حج، زکوۃ اور شریعت کی پابندی (۹۶:۳۷) کے فضائل وکمالات پر تو بے چون وچرا یا تھوڑے سے چون وچرا کے بعد ایمان لے آئیں گے لیکن کائنات کی سب سے افضل واعلیٰ اور برتر وبالا مخلوق سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے فضائل وکمالات پر بھی ایمان لانے کی جب ان کو دعوت دی جائے تو اپنے آباء واجداد کے ان پر ایمان نہ لانے کے باغیانہ اور کافرانہ خیالات کو کافی ووافی قرار دے کر مغرورانہ اور متکبرانہ انداز سے اپنی گردنوں کو "لقا کبوتر" کی طرح سخت کر کے نہایت ہی واضح طور پر اس سے انکار کر دیں گے، ثبوت کے لئے ملاحظہ فرمائیں قرآن پاک کی آیات نمبر۴:۶۱+ ۵:۱۰۴+ ۶۳:۵۔ اور میرا خیال ہے کہ بالکل یہی حالت آپ حضرات کی بھی ہے کہ نماز روزے کے وسیلے کے تو قائل ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے وسیلے کو ناجائز بلکہ شرک سمجھتے ہیں۔ یا اگر سمجھتے ہوں کہ مجھ سے ہی اس موقع پر کوئی غلطی سرزد ہو رہی ہے تو اسی کی نشان دہی فرما دیں، کرم ہوگا۔

طبیب ہو تو کوئی نسخہ ء شفا دینا مسیح ہو تو مسیحا! ہمیں جلا دینا

موحدین سے کہتے ہیں درد کے مارے تمہیں نے درد دیا ہے تمہیں دوا دینا

پھر اپنے مسلک کا خون کر کے بدعات حسنہ، مندوبہ اور مستحبہ کو تسلیم کرتے ہوئے آپ نے اسلام کا ایک دائرہ بنایا ہے اور اس کی سرحدوں کو

اساطیرالاولین، احداث، کفر و شرک، ظلم و بدعات اور رسوم و رواج میں محصور کر کے لکھا ہے کہ (مفہوم) "یہ بدعات اگر ان حصار کے اندر اندر ہوں تو گمراہی کا کوئی خطرہ نہیں لیکن اگر سرحدوں کے قریب پہنچ جائیں تو گمراہی کا خطرہ ہے، جہنم و دوزخ کا اندیشہ ہے"۔

اس لئے میں آپ سے نہایت ہی موء دبانہ سوال کرتا ہوں، جواب دیں کہ برطانیہ کے مسلمان "عید میلاد" کے نام سے مساجد میں جمع ہو کر تمام انسانیت کی ہدایت اور عالمی امن و امان کے لئے جو دعائیں مانگتے، جو نمازیں پڑھتے، جو تلاوت قرآن پاک کرتے، برائیوں کو مٹانے کے لئے جو جہاد فی سبیل اللہ کرتے، مسلمانوں کو طیب و طاہر کھانے کھلا کر قرآن و احادیث پر عمل پیرا ہونے کی جو دعوت دیتے اور دین پھیلانے کے لئے جو انفاق فی سبیل اللہ کرتے، اللہ کے حکم اور امر کے مطابق --اللہ-- اللہ کے ایام--اور اللہ کی نعمتوں-- کا جو ذکر کرتے انکی یافت پر فرحت و خوشی کا جو اظہار کرتے اور سب سے بڑے "شعائر اللہ" سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی اللہ کے حکم کے مطابق "تعظیم و توقیر" کے لئے ان کا اسم مقدس سن کر جو انگوٹھے چومتے اور آنکھوں سے لگاتے اور کھڑے ہو کر ان پر جو صلوٰۃ و سلام پڑھتے اور جلوس نکال کر گوروں اور غیر مسلموں کو ان سے جو متعارف اور آشنا کراتے ہیں، یہ سب کے سب کارہائے خیر و سلامتی آپ کے بیان فرمودہ حصار سے نکل کر یا انکی سرحدوں کے قریب پہنچ کر کیوں اور کیسے بدعت و گمراہی، کفر و شرک اور جہنمی و دوزخی کام بن جاتے ہیں؟ کیوں حرام ہو جاتے ہیں؟ جواب دیتے وقت اس بات کا خاص طور سے خیال رکھیں کہ جس سبب سے آپ ان اعمال صلاح کو شرک و بدعت قرار دے رہے ہوں اسی سبب سے آپ کا بھی کوئی عمل اور کام جہنمی اور دوزخی عمل اور کام نہ ثابت ہو رہا ہو۔ ورنہ پھر کوئی بھی مسلمان یا کم ازکم ہم ان امور کو صرف آپ کے کہنے پر شرک یا بدعت یا گمراہی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہونگے، کہ انصاف کا یہی تقاضہ ہے۔ مثلاً اگر آپ یہ جواب دیں کہ قرون اولیٰ میں چونکہ ایسا نہیں ہوتا تھا اس لئے یہ اعمال صلاح بدعت ہوئے تو ہم بھی جواب الجواب میں یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ کے بھی فلاں فلاں "رسم و رواج" قرون اولیٰ میں عنقا تھے، لہذا آپ حضرات بھی بدعتی اور جہنمی اور دوزخی ہو گئے، تو امید ہے کہ آپ اس بات کا اپنے جواب میں خاص طور سے خیال رکھیں گے۔

اب جگر تھام کے بیٹھیں مری باری آئی کہ آپ نے قدرت کی فیاضی سے مسلمانوں کے سب سے بڑے اہم مرکز مکے اور مدینے کے حکمراں اور بے انتہا دولت و ثروت کے حامل ہونے کے باوجود اپنے امریکی، مغربی اور یہودی آقاء وں کو خوش کرنے کے لئے سہواً نہیں بلکہ قصداً اور عمداً اسلام اور مسلمانوں کو عسکری اور دفاعی حیثیت سے بالکل ہی تہی دست اور کمزور بنا رکھنے والے سعودی اور کویتی بادشاہوں کی ہمالیہ سے بھی زیادہ بڑی اور وزنی اس غلطی اور غداری پر تو صرف ہلکی سی مذمت، معمولی سی گوش مالی اور مختصر سی سرزنش ہی کی ہے جبکہ ان کے مقابلے میں اسلام اور مسلمانوں سے کافی حد تک درجوں بہتر سلوک کرنے والے شریف مکہ، فیصل و عبد اللہ عراقی اور شاہ حسین وغیرہ کو انتہائی سخت الفاظ میں کفار کے کتے، Lackeys، انگریزوں کے پٹھو، سخت کرپٹ اور ملت اسلامیہ کے غدار وغیرہ تک لکھ ڈالا ہے۔ حالانکہ موجودہ سعودی اور کویتی حکمراں وہ ہیں جنہوں نے ۱۹۱۷ء سے اپنے اقتدار کے استحکام و استقرار کے لئے انگریزوں سے خفیہ طور پر یہ عہد وپیمان کر رکھا ہے کہ تم ہماری حکمرانی کو مضبوط و مستحکم بنائے رکھو تو ہم تمہارے اشارہ ء ابرو پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو کہو وہ کرنے کے لئے تیار ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ

سعودی اور کویتی حکمراں امریکیوں اور مغربیوں اور یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے شرک و بدعت، شیعیت و سنیت اور اب رمضان و عیدین کے تعین کے پردے میں جہاں مذہبی اور دینی اعتبار سے کچھ مسلمانوں کو اربوں ہزار ڈالر دے کر مسلمانوں سے ہی لڑوا رہے ہیں وہیں عسکری اور دفاعی اعتبار سے بھی مسلمانوں کے جن ممالک کو مضبوط اور مستحکم ہوتا ہوا دیکھتے ہیں، عراق و ایران کی طرح، ایک کو کھربوں لاکھ ریال دے کر دوسرے سے لڑا رہے ہیں تاکہ مسلمان ہر طرح سے کمزور رہیں اور دنیا میں کہیں بھی منہ نہ دکھا سکیں۔ یہ حقیقت اتنی واضح اور روشن ہے کہ دنیا کے ایک ارب مسلمانوں میں صرف وہی لوگ اس کے منکر ہیں جنہیں سعودی اور کویتی حکمراں پاء ونڈ اور ڈالر دے دے کر کروڑوں پتی بنا چکے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ۱۹۹۰ء کی خلیجی جنگ کے موقع پر سعودی اور کویتی حکمرانوں کے خلاف پاکستان کے مسلمانوں کے غم و غصے کا یہ عالم تھا کہ اپنی پوری زندگی میں شاید ہی لاہور نے کسی اور دشمن اسلام کے خلاف اتنے زبردست اور اتنے پرجوش مظاہرے دیکھے ہوں، ایسے میں حکومت وقت کو زعم تھا کہ امام کعبہ اگر پاکستان تشریف لے آئیں تو سعودی حکومت کے خلاف غم و غصے کے اس طوفان کے رخ کو موڑا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ان کی آمد کی تاریخ کا تعین کر کے اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اس کا خوب ڈھنڈورا پیٹا گیا، لیکن اس کے بعد ہوا یہ کہ ہوا کے رخ کو اور بھی زیادہ بپھرتا دیکھ کر امام کعبہ کی آمد سے بالآخر ایک دن پہلے ان کے دورے کو منسوخ کر دیا گیا۔ سعودیوں اور کویتیوں کے خلاف مسلمانوں کے اس غم و غصے کا سبب میرے بھائی! یہ بھی تھا کہ سعودی عرب نے مسلمانوں کے تمام ہی مسائل میں ناانصافیوں کے مرتکب ہونے والے ان کے دشمن نمبر ایک امریکہ اور مغرب کے خلاف حج کے عالمگیر موقع پر صرف صدائے احتجاج بلند کرنے والے حاجیوں کو خاموش رکھنے کے لئے تین چار سو کو جان سے ہی ختم کر ڈالا۔ بلکہ ان شرفاء نے مسلمانوں پر یہاں تک ظلم کیا ہے کہ امریکہ اور مغرب کے خلاف اپنے یہاں بلکہ مکے اور مدینے میں بھی "آہ" کرنے پر بھی پابندی لگا دی ہے۔ پھر خلیجی جنگ کے موقع پر صدام حسین نے اقوام متحدہ کے مبینہ ظلم کے آگے ہتھیار ڈالتے ہوئے جب یہ مطالبہ کیا کہ مجھ سے پہلے میری ہی طرح اسرائیل نے بھی طاقت کے بل بوتے پر "بیت المقدس" کو ہم سے چھینا ہے، لہذا اقوام متحدہ اسرائیل سے بھی بیت المقدس کو خالی کروا دے تو میں کویت سے نکل جاوں گا، لیکن اس معقول اور جائز مطالبے پر کسی بش، کسی تھیچر یا کسی بیگن نے نہیں بلکہ پاسبان حرم؟ جلالتہ الملک؟ خادم الحرمین الشریفین؟ شاہ فہد خلد اللہ تعالیٰ ملکہ وسلطنتہ؟ نے ارشاد فرمایا تھا کہ (مفہوم) "بیت المقدس آزاد ہو یا نہ ہو، اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں، یہودی بیت المقدس خالی کریں یا نہ کریں، صدام حسین کویت کو ضرور خالی کر دے کیونکہ اس نے ہم سے یہ جبراً چھینا ہے، ورنہ نتیجہ معلوم! کہ ہم عراق کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے"۔

پھر اس حقیقت سے بھی آپ شاید ہی انکار کر سکیں گے کہ خلیجی جنگ کے بعد خلیجی ممالک کی تعاون کاونسل میں سلطان قابوس نے امریکہ اور برطانیہ کی اس لوٹ مار کو دیکھتے ہوئے جب یہ تجویز رکھی کہ اب تو مسلم ممالک کو اپنی حفاظت کے لئے اپنی مشترکہ فوج بنا ہی لینی چاہئے، تو اس تجویز کو سب سے پہلے جس ملک نے مسترد کیا وہ سعودی عرب تھا اور کویت بھی۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کے ملوک کو اپنے سیاہ کرتوتوں کے سبب یہ ڈر اور خدشہ ہے کہ مسلمان ہم سے ناراض ہو کر کہیں ہماری چھٹی نہ کرا دیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث کے صدفی صد خلاف ان

لوگوں نے اپنے یہاں تمام حساس اور بڑے بڑے اہم محکموں میں یہود و نصاریٰ اور غیر مسلموں کو متعین کر رکھا ہے، جبکہ دنیا بھر کے مسلمان وہاں صرف محنت مزدوری ہی کر رہے ہیں، الا ماشاء اللہ۔ بلکہ حد ہو گئی کہ ۹۴ء کی کانسابلانکا کی اسلامی سربراہ کانفرنس میں ان لوگوں نے یہ اندھیر بھی کر ڈالا کہ کھلم کھلا اعلان کیا ہے کہ ہم اسلامی عسکریت پسندی کے نہ صرف مخالف ہیں بلکہ دنیا کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے پر بھی آمادہ ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں ۹ اپریل ۹۵ء کے جنگ لندن میں محترم جناب الطاف حسن صاحب قریشی نے اس پر بڑا موء ثر کالم تحریر فرمایا ہے، پھر دنیا میں شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو گا جو مسلمانوں کے مرکز علم و فن بغداد شریف کے غارت گروں "چنگیز و ہلاکو خاں" کے نام سن کر درد و کرب کی کیفیت سے نہ گذرتا ہو، لیکن موجودہ دور کے ان مسلم حکمرانوں کو کیا کہا جائے کہ انہوں نے صرف اور صرف اپنے اقتدار کے لئے اپنے دشمن یہود و نصاریٰ کی مدد سے اپنے ہی پیسوں سے نہ صرف بغداد شریف کو تہ و بالا کر ڈالا بلکہ اس کے صلے میں دو سال پہلے اولمپک گیم کے لئے ان کے کھلاڑی جب میدان میں اترے تو اللہ و رسول دو ﷺ کا نام لینے کی بجائے "تھینک یو امریکہ" کے بورڈ کے ساتھ امریکہ کا کلمہ پڑھتے ہوئے اترے۔ بلکہ موجودہ دور کے ہلاکو و چنگیز جیسے "بش" کو اپنے یہاں بلوا کر نہ صرف ہیرے جواہرات اور سونے چاندی سے اسے تولا بلکہ اس کی ساری زندگی کے اندوختے سے کئی گونا بڑھا چڑھا کر تحفے تحائف سے بھی اسے نوازا۔

پھر اس حقیقت سے بھی شاید ہی آپ انکار کر سکیں گے کہ ہندوستان میں مسلمانوں پر ہندوؤں کے بے پناہ ظلم و ستم خصوصاً بابری مسجد کے انہدام کے بعد ہند و پاک کے تقریباً تمام ہی مسلم اخبارات اور قائدین نے سعودی عرب اور کویت سے نہایت ہی عاجزانہ اور موء دبانہ گذارشات کی ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر ہندوؤں کے مبینہ ظلم و ستم کے انسداد کے لئے آپ لوگ صرف اتنا اعلان ہی کر دیں کہ ہم اپنے ممالک سے مثلاً ۱۵ اگست یا ۲۶ جنوری ۹۵ء کو ہندوؤں کو نکال کر ان کی جگہ پاکستانی مسلمانوں کو بھرتی کر رہے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ بھارت میں مسلمانوں پر ہندوؤں کے ظلم و ستم کا دروازہ بند ہو سکتا ہے۔ لیکن افسوس اور صد افسوس کہ کویت اور سعودی عرب کے حکمراں اپنے آقاء وں کی ناراضگی کے خوف اور ڈر سے اتنا آسان اور اتنا سہل قدم بھی مسلمانوں کے حفظ و امان کے لئے نہیں اٹھا رہے ہیں۔

الصارم المسلول نامی کتاب میں میرے علم کے مطابق علامہ ابن تیمیہ نے بھی گستاخ رسالت کے لئے سزائے موت کا تعین کیا ہے لیکن کیا بتائیں کہ پاسبان حرم، جلالۃ الملک اور خادم الحرمین الشریفین جیسے بھاری بھرکم القابات کے حامل مکے مدینے اور کویت کے بادشاہ موجودہ دور کے سب سے بڑے گستاخ رسالت رشدی کے خلاف نہ صرف یہ کہ بالکل چپ اور خاموش بیٹھے ہیں بلکہ گستاخیء رسالت پر اصرار کرنے والے اس شیطان کی کروڑوں روپئے خرچ کر کے حفاظت کرنے والے برطانیہ کو اپنا سب سے اچھا، سب سے بہتر، آزمودہ اور با اعتماد دوست بھی قرار دے رہے ہیں، جبکہ اس کے برخلاف برطانیہ کی شہ پر گستاخیء رسالت کے مقابلے میں ہیروئن کی صرف سمگلنگ کرنے والے صدہا مسلمانوں کے سر دھڑا دھڑ ہر جمعے کو اپنے یہاں نہایت سفاکی سے قلم کر رہے ہیں۔ پھر کسے نہیں معلوم کہ شیعہ سنی اختلافات پہلی صدی ہجری سے ہی معرض وجود میں آ گئے تھے لیکن رفتہ رفتہ یہ اس حد تک سرد پڑ گئے تھے کہ دونوں ہی فریق ایک دوسرے سے ٹکرانے سے گریز کرنے

لگے تھے، یہی وجہ تھی کہ شاہ اسمٰعیل دہلوی، ڈپٹی نذیر حسین، مولانا اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی اورثناء اللہ امرتسری کے یہاں بھی شیعوں کے خلاف وہ گھا گھمی نہیں نظر آتی جو دوسرے اختلافی مسائل میں نظر آتی ہے لیکن کیا بتائیں کہ ایران کی دوتین ہزار سالہ صفوی بادشاہت کے شیعہ رہنما آیت اللہ خمینی کے ہاتھوں انتقال پر ملال کی رویت کے آئینے میں سعودی اور کویتی بادشاہت کو اپنی موت بھی قریب نظر آنے لگی تو انہوں نے اس کی حفاظت واستحکام کے لئے شیعہ سنی اختلافات کے "گڑے مردے" کو دوبارہ زندہ کرکے ریال کے بل بوتے پر اس شدت سے اچھالا کہ جو دوست کل تک یہ کلمہ پڑھتے تھے کہ "کافر کو بھی کافر نہ کہو، کیا معلوم کہ وہ کل مسلمان ہو جائے" ۔ اب علی الاعلان نہ صرف یہ کہ" کافر کافر شیعہ کافر" کے پرجوش نعرے بلند کر رہے ہیں بلکہ جو شخص شیعوں کو کافر نہ مانے اسے بھی کافر قرار دینے لگے ہیں، بلکہ کراچی میں تو ایسی آگ لگائی ہے کہ بجھائے نہ بجھے ۔ گویا سعودی عرب اور کویت کے بادشاہوں، حکمرانوں اور امریکہ کے دریوزہ گروں نے گستاخیء صحابہ کے خلاف سپاہ صحابہ بناکر عراق، ایران، ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور اب تو برطانیہ، امریکہ اور یوروپی ممالک کے مسلمانوں کے درمیان بھی نفرت وکدورت کی آگ لگانے کو تو گوارا کر لیا لیکن اس سے اربوں درجے بڑے گناہ گستاخیء رسالت کے مرتکبین امریکہ، برطانیہ اور مغربی ممالک کو سینے سے لگائے رکھا ہے، بلکہ حد ہوگئی، غضب ہوگیا، قیامت گذر گئی کہ سٹانک ورسز کے ناشر ادارے میں سعودی عرب اور کویت کے آدھے سے زیادہ شیئر اور حصے موجود ہیں، پھر بھی وہ خاموش ہیں ۔ تو کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی جرم اور گناہ ایک موحد کر سکتا ہے؟

۹ اپریل ۹۵ء کے جنگ لندن میں میرے بھائی! خود آپ نے حکمرانوں کی دو قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ (مفہوم) "اللہ کی نیابت میں حکمرانی کرنے والے نیک حکمراں قومی خزانے اور اپنے اختیارات کو ذاتی، قرابتی اور محلاتی محافظین ودربانوں پر خرچ کرنے کے بجائے عوامی مفاد اور قومی فوز وفلاح کے کاموں پر صرف کرتے ہیں جبکہ ان کے برخلاف دوسری قسم کے حکمراں اپنی ذات اور اپنی صفات میں تقریبا ڈاکوؤں کی ہی طرح ہوتے ہیں، جیسے ڈاکو قوم کو لوٹتے ہیں، ایسے ہی یہ بھی لوٹتے ہیں، یعنی دونوں ہی قذاق، دونوں ہی لٹیرے اور دونوں ہی چور ہوتے ہیں، یہاں تک کہ عمرہ بھی قومی خزانے سے سرکاری ہوائی جہازوں پر کرتے ہیں ۔ یوں اسلام کو یہ قذاق حکمراں بدنام کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ" ۔----- لہذا اپنے اس حقیقت افروز بیان کی روشنی میں آیئے اور اپنے سعودی اور کویتی حکمرانوں کا کچا چٹھا اور سیاہ نامہ بھی ملاحظہ فرمایئے کہ ان دونوں بادشاہوں اور حکمرانوں نے قومی خزانوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اس طرح لوٹا اور اس طرح خرد برد کیا ہے کہ الف لیلوی داستانیں بھی ان کے سامنے ماند پڑ جاتی ہیں ۔

شاہ فہد کے بارے میں مشہور ہے کہ اپنے منظور نظر شہزادے کو فی ہفتہ صرف جیب خرچ کے لئے ایک لاکھ پاء ونڈ دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج سے دس بارہ برس پہلے جب یہ شہزادے تقریباً بیس برس کے تھے، قصر بکنگھم میں برطانوی ملکہ سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تو انھیں محل پسند آگیا اور انھوں نے بلا تکلف ملکہ سے پوچھ ہی لیا کہ کیا آپ اسے بیچنا پسند کریں گی؟ جنگ کی اطلاع کے مطابق شہزادے کا یہ سوال سن کر ملکہ دنگ رہ گئی تھیں ۔ پھر خود بادشاہ فہد کے بارے میں اخباری اطلاعات ہیں کہ دنیا کے بیسیوں ممالک میں ان کے ملینوں ملین

پاء وِنڈ کے ایسے ایسے محلات ہیں جن میں خوبصورت خوبصورت سویمنگ پول بنوائے گئے ہیں اور سویمنگ پولوں کا کرسٹن کیلروں سے کیا تعلق ہے، اسے آج کون نہیں جانتا؟ پھر اس حقیقت سے بھی شاید ہی آپ انکار کر سکیں گے کہ ان ممالک کی سیر و تفریح کے لئے سعودی بادشاہوں نے جو ہوائی جہاز بنوائے ہیں وہ اتنے مہنگے ہیں گویا سونے کے بنے ہوئے ہیں۔ ہوائی جہاز کی بات آئی تو اس واقعے کو بھی دہرا لینے دیجئے کہ ابھی ابھی ماضی قریب میں ایک سعودی شہزادے نے صرف ڈیڑھ گھنٹہ پہلے پہنچنے کے لئے لندن سے نیویارک کے لئے ایک خصوصی طیارہ ڈیڑھ لاکھ پاء وِنڈ میں بک کروایا تھا، حالانکہ معمول کی پرواز سے اس کا کرایہ صرف پانچ سو پاء وِنڈ تھا۔

پھر عدنان خشوگی جو شاہ فہد کے خصوصی دوست اور اسلحوں کے بہت بڑے تاجر ہیں، اپنے دوستوں کی راتوں کو رنگین بنانے کے لئے پریوں کی جو محفل یہ سجاتے ہیں اس کی اڑم دھڑم کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جاسکتا ہے کہ مس انڈیا کا اعزاز پا لینے کے بعد لندن آجانے والی ایک بھارتی لڑکی "پامیلا" عدنان خشوگی سے رابطے کے بعد دو تین برس میں ہی سات ملین پاء وِنڈ کے مکان کی مالکہ بن گئی تھی، حالانکہ لندن جیسے مہنگے شہر میں اس کی آمدنی فی ہفتہ صرف ساڑھے تین سو پاء وِنڈ ہی تھی۔ واضح ہو کہ شاہ فہد کے بھائی شہزادے محمد کا نام بھی پامیلا سے ربط رکھنے والوں میں شامل ہے۔ سعودی اور کویتی حکمراں اسلام اور مسلمانوں کو دینی، سیاسی، سماجی، معاشی اور اقتصادی حیثیات سے جان بوجھ کر قصداً اور عمداً جو نقصان پہنچا رہے ہیں اس کے ثبوت میں یہ حقیقت بھی چاند اور سورج کی طرح عیاں ہے کہ قدرت نے اپنے فیاضی سے سیال سونے کی جو گنگائیں، جمنائیں، من و سلویٰ اور زمزم ان کو عطا فرما رکھی ہیں، ان کے ذریعے دنیا بھر کے مسلمانوں کو تسبیح کے دانوں کی طرح ایک مالا میں تو انہوں نے نہیں پرویا جبکہ اس کے برخلاف جہاں دنیا بھر کے مسلمانوں کو پاء وِنڈ، ریال، روپے، ٹکے اور ڈالر دے دے کر شرک و بدعت، شیعیت و سنیت اور عیدین کے تعین کے عنوان سے لڑایا اور آئندہ بھی لڑاتے رہنے کا پروگرام ہے۔ وہیں اپنی اربوں اور کھربوں ریال پر مشتمل ساری کی ساری دولت مغربی ممالک اور امریکہ جیسے موذی یہودیوں کو دے رکھی ہے جن کے بل بوتے پر یہ غیر مسلم ممالک، مسلم ممالک سے خام مال کوڑیوں کے مول خرید کر اپنی فاونڈریوں اور اپنی فیکٹریوں کے ذریعے مختلف مشینوں اور مختلف اسلحوں کی شکل میں ڈھال کر مسلم ممالک کو ہی یا تو سونے کے بھاو فروخت کر کے بے انتہا منافع کما رہے ہیں یا قرض کے طور پر دے کر ان سے کئی گونا زیادہ رقم سود کے طور پر وصول کر کے ان کا خون چوس رہے ہیں۔ خود پاکستان اپنی دفاعی رقم سے زیادہ روپئے مغربی ممالک کو سود کے طور پر ادا کر رہا ہے۔ اور اس کے موجودہ دین بے زار حکمراں اپنی کرسیوں کے تحفظ کی نیت سے بغیر کسی حزن و ملال کے فخر و انبساط کے ساتھ اس کو ادا بھی کر رہے ہیں لیکن افسوس کہ سعودی اور کویتی چمگادڑوں کو یا تو یہ چاند اور سورج نظر نہیں آرہے یا نظر تو آرہے ہیں لیکن اس طرح مغربی ممالک اور امریکہ کو خوش رکھ وہ قصداً اور عمداً اپنی بادشاہتوں کے تحفظ کا سامان جمع کر رہے ہیں اور اسی لئے اس کے انسداد سے چشم پوشی کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۲۲ اپریل ۱۹۹۱ء کے جنگ لندن میں امریکی یہودی جنرل شوارزکوف کو سعودی عرب کا سب سے بڑا اعزاز "شاہ عبدالعزیز ایوارڈ" دیتے ہوئے سعودی جنرل شہزادہ خالد سلطان نے کہا تھا کہ "خدا کا شکر ہے کہ آج دنیا میں امریکہ جیسی سوپر پاور موجود ہے"۔---- تو سعودی اور کویتی حکمرانوں کے خلاف میں نے یہ جو بکواسیں کی ہیں اگر خلاف

واقعہ ہیں تو حقائق و شواہد کی روشنی میں ان کی تغلیط پیش کیجئے، انشاء اللہ تعالیٰ قبول حق سے اعراض نہ کروں گا۔ لیکن اگر صحیح ہوں اور میرا یقین ہے کہ یقیناً یقیناً صحیح ہی ہیں کہ میں نے انہیں روزنامہ جنگ لندن سے اخذ کیا ہے جس کے کارندے غیر جانبدار ہونے سے زیادہ اکثر و بیشتر سعودی عرب اور کویت کی حمایت میں پیش پیش ہوتے ہیں اور جس کی خبروں سے متعلق برطانوی ایم پی میکس میڈن نے ۱۷ اپریل ۱۹۹۵ء کے جنگ میں کہا کہ یہ اکثر و بیشتر حقائق پر مبنی ہوتی ہیں لہذا ان کی روشنی میں خود فیصلہ صادر فرمایئے کہ صحیح معنوں میں انگریزوں کے پٹھو، کفار کے کتے، Lackeys ، سخت کرپٹ اور ملت اسلامیہ کے غدار سعودی اور کویتی حکمراں ہیں یا شریف مکہ، شاہ حسین، فیصل اور عبد اللہ عراقی؟

آگے چل کر مجھے مخاطب کرتے ہوئے آپ رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "آپ نے سعودی بادشاہوں اور نجدی علمائے حق کے درمیان فرق و امتیاز Distinguish نہیں کیا، نجدی علماء نے سلطان عبدالعزیز بن سعود کی حمایت صرف اس وجہ سے کی تھی کہ وہ قرآن و سنت کے نظام کو نافذ کرنے کے لئے شریفی حکومت سے لڑ رہا تھا جس کے دور میں حجاج کو لوٹ لیا جاتا تھا، روضوں اور قبروں پر ہر قسم کی خرافات ہوتی تھیں جو آج کل بری امام، پاک پٹن، اجمیر (شریف) وغیرہ میں ہوتی ہیں" ۔----- اس لئے اس خصوص میں بھی سعودی علماء اور حکومت کے چند حمایتی اور مخالف اور غیر جانب دار علماء اور صحفاء کے آرا دیکھتے چلیے ۔ ۶ فروری ۱۹۹۱ء کے جنگ لندن میں جناب الطاف گوہر لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "سعودی حکومت کے مفتیء اعظم عبدالعزیز بن باز مسلمانوں کی موجودہ "خلیجی جنگی" تباہی کے ذمے دار ہیں ۔ ان کے مفادات ہمیشہ بادشاہوں اور درباروں سے وابستہ رہے ہیں، اگر یہ قرآن و حدیث کے پابند اور خدا کی حکمرانی کے قائل ہوتے تو ان کا فتویٰ شاہ سعود کے خلاف ہوتا، نجدی حکومت میں خدا کا نام محض عوام کو دھوکہ دینے کے لئے لیا جاتا ہے ۔ اس حکومت کا اسلام اور احکامات خداوندی سے دور کا بھی تعلق نہیں، قوموں کی تاریخ میں اتنی بد نصیب قوم شاید ہی کوئی اور ہوئی ہو جتنی مسلمان ہے" ۔

پھر پاکستان کے معروف سیاسی رہنما اور دیوبندی عالم دین مولانا مفتی محمود صاحب کی دوسری یا تیسری برسی پر ان کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمن صاحب دیوبندی نے جنگ لندن میں ان کا یہ کارنامہ بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے کہ (مفہوم) "سعودی عرب کے مشہور اسلامی سکالر، محقق اور سعودی بادشاہوں کے مشیر خصوصی شیخ معروف الدوالیبی کو اگر مفتی محمود صاحب قائل نہ کر لیتے تو ذوالفقار علی بھٹو کی اسلامی نظریاتی کاونسل کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کوڑے کی طرح رجم و سنگ ساری کی سزا کو بھی یہ ظلم تسلیم کر لینے پر آمادہ ہو چکے تھے" ۔

اور شورش کاشمیری اپنی کتاب شب جائے کہ من بودم میں لکھتے ہیں (مفاہیم) (۱) سعودی حکومت کے نزدیک عہد رسالت مآب ﷺ کے آثار، صحابہء کرام ؓکے مظاہر اور اہل بیت کے شواہد کی حفاظت تو بدعت ہے ، عقیدہء توحید کے منافی ہے، سنت رسول کے خلاف ہے لیکن شاہ فیصل کی تصویر اکثر و بیشتر ہوٹلوں اور ریسٹورنٹوں میں حکومت نے مہیا کر رکھی ہے ۔ ان کو کوئی بدعت نہیں سمجھتا، بدعت تو اسلاف کی یادیں باقی رکھنے اور منانے اور بنانے میں ہے (ص ۲۲) (۲) امرائے حجاز، شیوخ عرب اور خاندان شاہی سونے چاندی کے تار سے کھنچے ہوئے ریشم میں تلتا اور قاقم کے گدوں پر سوتا ہے (ص ۲۲) (۳) ان کی زمینیں دولت اگلتی اور نفس عیش مانگتے ہیں، ان کے حرم حسن و جوانی کے مذبح

ہیں ۔ یہ زندگی گذارنے کے لئے نہیں زندگی نچوڑنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، میں نے بحرین سے جدہ تک کسی عرب کے چہرے کو شگفتہ نہیں پایا۔ عرب دنیا میں امیروں اور غریبوں کے درمیان واضح طور پر حد فاصل کھنچی ہوئی ہے ۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ عرب کا نیا خون کب تک اسلام کا ساتھ دے گا؟ اور اسلام کب تک انہیں ساتھ لے کر چلے گا؟ وہ قیامت ضرور آنی چاہئے اور آکر رہے گی جس کی خبر قرآن نے دی ہے، یہ تمام اس کی نشانیاں ہی تو ہیں (ص ۲۷)

(۴) جدہ ائیرپورٹ پر سب سے زیادہ خطرناک چیز کتابیں، اخبار اور رسالے ہیں ۔ کتاب اللہ کا اردو ترجمہ بھی روک لیا جاتا ہے لیکن لبنان کے عربی جرائد و رسائل بالخصوص جن میں حوا کی بیٹیوں اور زلیخا کی ہم نشینوں کا نخرہ نمایاں ہوتا ہے ۔ ہر قدغن سے آزاد ہے ،وہ روزانہ آتے اور روزانہ بکتے ہیں ۔ حرمین شریفین کے آس پاس کی دوکانوں میں بکتے ہیں اور ان کی خریداری عورتوں میں بکثرت ہوتی ہے ۔ ان برہنہ اور نیم برہنہ رسالوں پر کوئی پابندی نہیں، پابندی اس لیٹریچر پر ہے جس کے متعلق یقین کیا شبہ بھی ہو کہ اس میں مزاج شاہی پر چوٹ کی گئی ہے ۔ میرے ساتھ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات و کلمات کا مجموعہ "فیضان اقبال" تھا، اسے بھی روک لیا۔ میں نے کسٹم کے مہتمم سے بہتیرا کہا کہ یہ تو اس شخص کے کلمات کا مجموعہ ہے جو حجاز کے عشق میں گندھا ہوا تھا، لیکن اس نے پٹھے پر ہاتھ ہی نہ دھرنے دیا۔ قرآن پاک کے تراجم بھی کوڑے کرکٹ کی طرح پڑی ہوئی کتابوں میں موجود ہوتے ہیں، ان کی کوئی تخصیص یا کوئی احترام نہیں کیا جاتا (ص ۲۸) (۵) سعودی حکومت کے نزدیک مولد نبوی کے باقی رکھنے کا جواز نہ قرآن سے ملتا ہے نہ سنت سے ۔ ان کا اسلام اس کی اجازت اس لئے نہیں دیتا کہ لوگ ان آثار کو اپنے لئے عبادت گاہ بنا لیتے ہیں، چنانچہ ماضی میں یہی ہوتا رہا کہ شرک وبا کی طرح پھیل گیا اور نتیجتاً وہ لوگ جو توحید کے لئے پیدا کئے گئے تھے شرک کے ہو گئے ۔ سعودی عرب کی حکومت کے اس طرز عمل پر میں مولد نبوی کے پاس کھڑا سوچتا رہا کہ انسان کیا ہے، پھر حضور ﷺ کی مکی زندگی یاد آگئی کہ مکے والوں نے ان کے ساتھ کون سا اچھا سلوک کیا تھا جو ان کے مکان سے اب کرتے (ص ۶۳) (۶) سعودی حکومت میں زمزم اور کھجور کے علاوہ ننانوے فی صد یورپ کا مال ہے، تو اگر مولد نبوی اور جبل نور قسم کی دو چار چیزیں بھی محفوظ کر لی جائیں تو کیا عیب تھا؟ اس سے قرآن و سنت کی خلاف ورزی اور منشائے ایزدی کی نفی کہاں ہوتی ہے؟ اپنی حکومت کی حفاظت کرنے والے جبل نور کو کیوں یتیم بنائے بیٹھے ہیں؟ (ص ۶۵)

(۷) جن جگہوں کو قرآن، حدیث، سیرت اور تاریخ نے محفوظ کر لیا ہے کیا وہی بے اعتنائی کی مستحق ہیں؟ اگر یہ چیزیں مکے سے نکال دی جائیں تو مکے کے پاس رہ ہی کیا جاتا ہے؟ (ص ۶۸) (۸) عربوں کو احساس ہی نہیں کہ ان کے شرف و امتیاز کو انہی چیزوں نے زندہ رکھا ہے، یہ سب آقا کے دم قدم سے ہے، وہ نہ ہوتے تو عربوں کے پاس کیا ہوتا؟ سعودی حکومت تاریخ و عشق دونوں سے زیادتی کر رہی ہے، یہ قرن اول کی حکومت نہیں، آج کی بادشاہت ہے اور بادشاہت منشائے نبوی نہیں، قیصر و کسریٰ کی یادگار ہے (ص ۶۹) (۹) اسلام کی اس سرزمین پر آل سعود کی حکمرانی ضرور ہے لیکن یہ علاقہ آل سعود کی میراث ہرگز نہیں، پورا عرب دنیائے اسلام کا مامن ہے، تمام مسلمان حکومتوں کو مذہباً اس کی تولیت حاصل ہے ۔ آل سعود تو اس کی مسئول ہے (ص ۷۱)

(۱۰) جنت المعلیٰ مکہ معظمہ کا قدیم ترین اور جنت البقیع کے بعد سب سے افضل قبرستان ہے--- لیکن پوری دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی قبرستان بے بسی کی حالت میں نہ ہوگا۔ ام المومنین حضرت خدیجتہ الکبریٰؓ کے مزار پاک کو دیکھ کر میں کانپ اٹھا، میرا دل دھک دھک کرنے لگا، مسلمانوں نے اپنی بیویوں کے تاج محل بنا ڈالے لیکن پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی پہلی شریک حیات، حضرت فاطمتہ الزہرا ؓ کی ماں ایک ویران قبر میں پڑی ہیں۔ میں نے کہا، سہیل! عربوں کا مزاج ہی ان کے لئے سزا ہے، کیا خدیجتہ الکبریٰ مکی زندگی نہیں گذار رہی ہیں۔ حضور ﷺ کو بعثت کے پہلے گیارہ سال ستایا گیا۔ ام المومنین کو اب بھی ستایا جارہا ہے۔ جو لوگ اس کا نام قرآن و سنت رکھتے ہیں وہ خود کس منہ سے تاج شہی پہنتے، اونچے اونچے محل بناتے، محمد عربی ﷺ کی دولت سمیٹتے اور اس کا نام خزانہ ء شاہی رکھتے ہیں؟ (ص ۲۷) (۱۱) غار حراء اور اس قسم کی دو چار چیزیں محفوظ کرلی جائیں تو عیب کیا ہے؟ آخر حکومت خود کو بھی تو محفوظ کر رہی ہے۔ اگر شریعت کا اتنا ہی خیال ہے تو شریعت یہ نہیں کہ جبل نور یتیم پڑا رہے اور اس کی نگہ داری سے قطع نظر کیا جائے۔ جہاں اجتہاد لازم ہے وہاں اجتہاد کا نام بدعت بلکہ بغاوت رکھ دیا ہے۔ خلفائے راشدین کیا اپنے ساتھ حفاظتی دستے رکھتے تھے؟ وہ طیاروں پر اڑتے پھرتے تھے؟ کیا انہوں نے گرما اور سرما کے دار الحکومت بنائے تھے؟ کیا ان کے محل اور قصر تھے؟ کیا ان کے لئے سیارے تھے؟ وہ شاہانہ کر وفر سے حرم میں داخل ہوتے تھے؟ انہیں جلالتہ الملک کہا جاتا تھا؟ وہ فلک بوس عمارتیں کھڑی کرتے تھے؟ وہ سونے کے زیوروں اور ریشم کے کپڑوں میں تلتے تھے؟ وہ ٹیلیفون لگاتے تھے؟ وہ ریڈیو کی خوش آواز پر مرتے تھے؟ کہ انہیں فردوس گوش کی ضرورت تھی؟ (ص ۶۵) (۱۲) غار ثور پر بھی سعودی حکومت معمولاً تلوار لئے کھڑی ہے امتناع اور تغافل کی تلوار، حالانکہ غار ثور ہجرت پیغمبر کا سرنامہ اور مسافرت نبوی کا دیباچہ ہے (ص ۷۷)۔

(۱۳) عشق مکے کی پہاڑیوں میں ہے، اس مکے میں نہیں جو اب بن گیا یا بن رہا ہے، یورپ اور جاپان کے سامان عیش کی اس سے بڑی مارکٹ کسی خطے میں نہیں، سکرٹ اور منی سکرٹ تک بکتی ہیں اور ان کی بڑی خریدار عرب عورتیں ہیں۔ آئس کریم تک امریکہ اور انگلستان سے آتی ہیں۔ مکے کے لوگ اب تک تسبیح نہیں تیار کر پائے، جائے نماز نہیں بنا سکے، سوئی اور بٹن تک عربوں کے نہیں، ہر بازار یورپ کی منڈی ہے۔ کعبتہ اللہ کے چاروں طرف جتنی دکانیں ہیں ان لوگوں کی مصنوعات سے بھری پڑی ہیں جن کا داخلہ حرم میں ممنوع ہے، وہ حدود حرم میں داخل نہیں ہوسکتے، داخل ہوں تو قتل کئے جاسکتے ہیں۔ ان کے قتل پر قصاص نہیں، بیروت ولبنان کے رسالے جو امریکہ وفرانس اور برطانیہ و جاپان کے عریاں رسالوں کے کان کترتے ہیں۔ کعبتہ اللہ کے اڑوس پڑوس کی دکانوں اور سٹالوں پر کھلم کھلا بکتے ہیں، ان کی خریدار امرائے عرب کی عورتیں ہیں (ص ۸۲) (۱۴) عربوں میں وہ پہلی سی قوت نہیں رہی، ان کے پرانے چشمے خشک ہو چکے ہیں، دولت کی بہتات نے انہیں حال کے عیش پر لٹو اور ماضی کے خطرات سے غافل بنا دیا ہے، افسوس کہ ان میں احساس زیاں تک نہیں رہا۔ یہ بابر بہ عیش کوش کی زندگی بسر کر رہے ہیں، ان میں منافق پیدا ہو گئے ہیں (ص ۱۱۳) (۱۵) اشتراکیت اور بادشاہت دونوں عربوں کی دشمن ہیں، بادشاہت انہیں اسلام سے باغی کر رہی ہے اور اشتراکیت الحاد لا رہی ہے۔ امرائے عرب نے ان سے رزق چھین رکھا ہے، نئی قیادت رازق چھین رہی ہے۔ بہت سی

تحریکیں انہیں اسلام سے انکار کی طرف لے گئی ہیں، عربوں کی نئی نسل اسلام سے ہاتھ اٹھا چکی ہے، جو اسلام کے ساتھ ہیں وہ سہل انگار ہیں، جن کی عمریں جوانی کی حدود پھاند چکی ہیں وہ راضی برضا ہو کے بیٹھے ہیں، قیامت کے منتظر ہیں، وہ حرکت و عمل سے محروم ہیں۔ کہتے ہیں کوئی حدیث ہے کہ یہود ایک دفعہ مدینے تک آجائیں گے، دجال پیدا ہوگا، اس کے بعد اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوگی، ان کا خیال ہے کہ وہ ان نشانیوں کو کیسے ٹال سکتے ہیں۔ عربوں کی صحافت کا اسلامی عنصر کمزور ہے، ادب اور تعلیم ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو اشتراکی عیسائی ہیں۔ عنان سیاست بھی انہیں کے ہاتھ میں ہے، ان لوگوں نے عرب قومیت کا جادو جگا کر عربوں کو اسلام پر نہیں رہنے دیا ہے، زمانہ ہوگیا ان کے ہاں کوئی بڑا مسلمان نہیں پیدا ہوا، زعماء اور حکماء ایک طرف رہے، انہیں کوئی بادشاہ یا حکمراں بھی ایسا نہیں ملا جس پر ساری ملت اسلامیہ کو فخر ہو، نفس کو دھوکہ دینا دوسری بات ہے، عصبیت یا عقیدہ بڑی بات سہی لیکن اسرائیل نے عالمی طاقتوں کی ملی بھگت سے جو صورت حال بنا دی ہے اس کے پیش نظر کوئی خبر بد کسی وقت بھی آسکتی ہے۔ استعماری اور اشتراکی طبعاً اسلام دشمن ہیں، جن لوگوں نے اسلام کی تلواریں اٹھا کر تاج خسروی پہن رکھا ہے وہ اپنی ذات سے ضرور مخلص ہیں لیکن اسلام سے ان کا اخلاص محل نظر ہے، چند لاکھ یہودیوں نے کئی کروڑ عربوں کو انگلیوں پر نچا رکھا ہے، عرب کے بادشاہ جو اپنی ذات کو اسلام سمجھتے ہیں اور اپنی حکومت کو ریاست، اسلام و ریاست دونوں کھو بیٹھیں گے (ص ۱۱۴)۔

(۱۶) جو لوگ حقائق کے اس جائزے پر رواداری کا سبق دیتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ اصولوں اور عقیدوں کی قربانی دینے کا نام رواداری نہیں، یہ رواداری بالکل ایسی ہے جیسی کہ چور مکان میں نقب لگا رہا ہو اور صاحب مکان سے کہا جا رہا ہو کہ آنکھیں میچ لو، چور کو پکڑا تو یہ اس کی آزادی میں مداخلت ہوگی یا اس کو للکارا تو اس کی دل آزاری کا باعث ہوگا (ص ۱۱۹) (۱۷) شہدائے بدر کی قبروں کا بھی وہی عالم اور وہی حالت ہے جو حجاز میں عام قبروں کی ہے، نشان نہ کتبہ، قبریں بھی کیا ہیں، مٹی کی ڈھیریاں ہیں--- وہ شہداء جنہیں حضور ﷺ نے خود دفنایا تھا ان کی قبریں آج وارثان سنت کے ہاتھوں پامال ہو چکی ہیں، تاریخ کے وہ عظیم الشان آثار محو ہوتے جا رہے ہیں جنہیں عتبہ و بوجہل نہ مٹا سکے، میں ضعیف الاعتقاد نہیں نہ ان لوگوں میں ہوں جو اللہ والوں کی قبروں کو معابد بنا لیتے ہیں اور ان کی پوجا شروع کر دیتے ہیں لیکن میرے سامنے شہدائے بدر کے معابد نہیں، خود شہدائے بدر تھے، کیا سارا اسلام ان قبروں سے بے اعتنائی میں رہ گیا ہے؟ میں جھنجھلا اٹھا یہ قرآن و سنت نہیں، سنگینی اور سنگ دلی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی یادگار تو مٹائی جائیں اور اپنی یادگاریں کھڑی کی جائیں۔ کیا عرب اس اہانت اور اس بغاوت کی سزا نہیں پا رہے؟ عربوں کو شرف انسانی کن سے حاصل ہوا؟ ان کی بدولت، آج یہی منبعے مٹائے جا رہے ہیں۔ سورہ ء انفال کے مہبط سے یہ سلوک عشق و ایثار کی توہین ہے، کیا قرآن و سنت کے داعی جو احادیث پر زندگی بسر کر رہے ہیں بھول گئے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل امین ل سے کہا تھا کہ اہل بدر سب مسلمانوں میں افضل ہیں، اس پر انہوں نے جواباً کہا تھا کہ جو فرشتے بدر میں شریک ہوئے تھے ان کا بھی ملائکہ میں یہی درجہ ہے (ص ۱۲۵) (۱۸) حضرت زبیر ص نے برچھی سے ابوکرش کا صفایا کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے وہ برچھی لے لی، چاروں خلفاء کے پاس منتقل ہوتی رہی، پھر عبد اللہ ابن زبیر ص کے پاس آئی، آخر اس برچھی میں کیا خصوصیت تھی؟ کیا اس کے لئے قرآن میں حکم آیا تھا؟ لیکن یادگار تھی منتقل ہوتی گئی (ص ۱۲۷)

(۱۹) غلاف روضہ ء اطہر کی حالت بے حد پتلی ہے، صاف نظر آتا ہے کہ بوسیدہ ہو چکا ہے۔ سعودی حکومت غلاف بدلنے کو بدعت سمجھتی ہے لیکن غلاف اتارنے سے ڈرتی ہے، ابھی پچھلے دنوں ایک رات عقیدے سے چوری چھپے پرانا غلاف اتار ڈالا اور نیا غلاف چڑھا دیا ہے، اس سے پہلے اسے راضی کرنا مشکل تھا اور کسی بھی مسلمان حکومت کی خواہش پر آل سعود کی حکومت تیار نہ ہوتی تھی گویا جو شریعت لے کر آیا ساری پابندی اسی کے لئے ہے اور جن کے لئے شریعت آئی وہ اس سے آزاد ہیں، ان کے نزدیک حکم رسالت گنبد خضریٰ کے لئے ہے۔ ان قبوں کے لئے نہیں جو محلوں کی شکل میں تعمیر کئے جا رہے ہیں (ص ۱۴۷) (۲۰) وقتاً فوقتاً کئی حکمرانوں نے ریاض الجنت کے ستونوں پر سونے اور چاندی کے محلول سے اسمائے باری تعالیٰ اور منتخب آیات واحادیث لکھوائیں، قصیدۂ بردہ شریف رقم کرایا لیکن سعودی حکومت نے اسمائے حسنیٰ اور قرآن پاک کی آیات کے سوا ہر چیز مٹا دی، بعض ستونوں پر سیاہی پھیر دی اور بعض کے حروف کھود کر ان میں پلستر بھر دیا۔ حکومت نے کسی جگہ کوئی نشان یا علامت ایسی نہیں چھوڑی جس سے معلوم ہو کہ یہ حصہ کس زمانے میں اور کب بنا تھا؟ ایسی ہر چیز بدعت ہو گئی ہے حتیٰ کہ روضہ ء اقدس پر غلاف چڑھانا بھی بدعت ہے لیکن مسجد کے فرش پر قالین بچھانا بدعت نہیں، ادب یا آرائش ہے (ص ۱۴۸) (۲۱) جنت البقیع جو خاندان رسالت کے دو تہائی افراد کا مدفن، شروع اسلام کے درخشندہ چہروں کی آخری آرامگاہ اور ان گنت شہدائے اسلام، صلحائے امت اور اکابر دین کے سفر آخرت کی منزل ہے۔ ایک ایسی اہانت کا شکار ہے کہ دیکھتے ہی خون کھول اٹھتا ہے۔ سعودی حکمرانوں کو ذرہ برابر احساس نہیں کہ اس مٹی میں کون سو رہے ہیں؟ رسول مقبول ﷺ کے لخت پارے ہیں، ان کی نور نظر اور اس نور نظر کے چشم و چراغ ہیں، چچا ہیں، چچا کے بیٹے ہیں، امت کی مائیں ہیں، جنت کی شہزادیاں ہیں، امام ہیں، ذوالنورین ہیں، شہداء ہیں، اولیاء ہیں، فقہا ہیں، علماء ہیں، حکماء ہیں، حلیمہ سعدیہ ہیں لیکن عرب ہیں کہ قبریں ڈھائے اور محل بنائے جا رہے ہیں۔ مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی، بید لرزاں کی طرح کانپنے لگا، دل یوں ہو گیا جس طرح کنوئیں میں خالی ڈول تھر تھراتا ہے (ص ۱۶۲)۔

(۲۲) بنت رسول ﷺ کی لحد کے سامنے میں کوئی گھنٹہ بھر ساکت و صامت کھڑا رہا جیسے کوئی چیز گڑ گئی ہو اور اس میں زندگی کے آثار مطلق نہ رہے ہوں۔ ملک عباس دیر تک دعائیں مانگتے رہے لیکن میں تھا کہ بے دست و پا کھڑا تھا۔ جب محویت یہاں تک پہنچ گئی کہ ہوش رہے نہ حواس، جیسے کوئی آہ نارسا منجمد ہو چکی ہے۔ یا آنسوؤں کی طغیانی رک گئی ہے۔ تو عباس ملک نے مجھے گم سم پا کر کہا آغا صاحب! فاتحہ پڑھئے، میں پوری طرح ہل چکا تھا۔ عباس نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا آغا صاحب! اور میں النقش کالحجر کی طرح تھا، انہوں نے جھنجھوڑا، فاتحہ پڑھئے! میں نے کہا ملک صاحب! فاتحہ؟ کس کے لئے؟ کیا انہیں ہمارے ہاتھوں کی احتیاج ہے؟ ہم کیا اور ہماری دعائے مغفرت کیا؟ ہم تو خود ان کے محتاج ہیں۔ ہماری مغفرتیں ان کی بدولت ہونگی۔ ملک صاحب حیران رہ گئے۔ میں نے قبر پر ٹکٹکی باندھ رکھی تھی، میں کہہ رہا تھا فاطمہ! سلام اللہ علیہا، تو اب بھی کربلا ہی میں ہے، تیرے باپ کا کلمہ پڑھنے والوں نے تجھے اب تک ستایا ہے، تیری کہانی زخموں کی کہانی ہے، تو نے کعبۃ اللہ میں باپ کے زخم دھوئے تھے، کربلا میں تیری اولاد نے زخم کھائے، کوفہ میں تیرا شوہر امت کے زخم کھا کے واصل بحق ہو گیا، تیرے ابا کی امت

نے تیری اولاد کو ہمیشہ ستایا ہے، آج چودہ صدیاں ہونے کو آئی ہیں، تیری اولاد قبروں میں بھی ستائی جارہی ہے۔ پورا عرب تیری اولاد کی قتل گاہ ہے۔ تیرے ابا نے کہا تھا فاطمہ! میری رحلت کے بعد جو مجھے سب سے پہلے ملے گا وہ تو ہوگی، توان کے پاس چلی گئی محمد ﷺ کا گھرانہ اب بھی کربلا میں پڑا ہے، جو لشکر و سپاہ اور تاج و کلاہ کی تلواروں سے بچ رہے تھے ان کی قبریں قتل کر دی گئیں۔ اپنی قبر کے قتل پر مجھے رونے دے۔ تو اس قبر میں ہے اور میں تیرے سامنے زندہ ہوں، مجھے اپنی زندگی ایک فعل عبث محسوس ہو رہی ہے۔ تیرے مرقد کے ذرے تمام کائنات کے مروارید سے افضل ہیں۔ ان میں مہر و ماہ سے بڑھ کر درخشانی ہے لیکن زمانے نے آنکھیں پھیرلی ہیں اور اس کا شیشہ ء دل حمیت و غیرت سے خالی ہوگیا ہے--- عربوں کے پاس زبان کی نخوت کے سوا کچھ اور نہیں رہا۔ ماضی کا گھمنڈ رہ گیا ہے لیکن وہ شرف قطعاً نہیں رہا جو ان کے ماضی کی سب سے بڑی میراث ہے (ص ۱۶۴)۔

(۲۳) میں سیدھا فاطمۃ الزہریٰ سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں پہنچا، قبریں جاگ رہی تھیں، مسافر سورہے تھے، میں اس وقت تنہا تھا، پندرہ منٹ تک ان کی مظلومی کی سوچ میں مستغرق رہا، آخر ہچکی بندھ گئی، آنسوؤں کی بوندا باندی موسلا دھار ہوگئی۔ میں ڈھاریں مار مار کر رونے لگا، وہ سپاہی جو باہر کھڑا تھا اندر آگیا، اس نے کہا، شیعہ! کسی نے جواب دیا، موحد! سپاہی نے کہا، طیب! رح رح، اور چلا گیا۔ میری حالت کو دیکھ کر جواب دینے والا خود بھی آبدیدہ تھا، میں نے اس سے کہا، ان عربوں کو کیا ہوگیا ہے؟ مزارات کی بے حرمتی کا نام ان کے نزدیک قرآن و سنت ہے، کیا انہیں روحوں کے اس سفینے کی عظمت کا اندازہ نہیں؟ اس نے کہا، جذبات ہر مسلمان کے یہی ہیں اور جو بھی مسلمان عقیدتوں کے آبگینے لے کر باہر سے آتا ہے اس کو ایسی ہی ٹھیس لگتی ہے لیکن آل سعود کی فرماں روائی سے پہلے بدعت، گمراہی اور شرک انتہا کو پہنچ چکے تھے۔ میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا، منطق کے ڈھیر الگ کیجئے، سوال اتنا ہے کہ اُس بدعت اور اِس شدت میں کیا رشتہ ہے؟ گمراہی کو روکنے کی آڑ میں بے حرمتی کیا جائز ہے؟ کیا عشق کا نام عربوں کی لغت میں شرک ہے؟ یا انکے ہاں سرے سے یہ لفظ ہی نہیں موجود، ان کے دل ابھی تک بنو امیہ ہیں (ص ۱۷۲) (۲۴) میں عربی زبان سے واقف ہوتا تو کوہ صفا اور جبل احد پر کھڑے ہو کر پکارتا، اے محمد ﷺ کے ہم وطنو! تم نے جنت البقیع میں ہل پھروا کر ہمارے دلوں کے شیشے توڑ دیئے ہیں اور اب ان میں کوئی صدا باقی نہیں رہ گئی ہے (۱۷۲) (۲۵) جب ان لوگوں نے جو قرآن کے نزدیک مضل و مغضوب ہیں اپنے تاریخی سرمائے کو عبادت گاہ نہیں بنایا تو مسلمان جن کی تربیت توحید و رسالت کی آب و ہوا میں ہوئی ہے ان آثار قدماء کو کیسے عبادت گاہ بنالیں گے؟ جہاں بیت اللہ اور گنبد خضریٰ ہوں وہاں اور کون سی جگہ جبین نیاز کی سجدہ گاہ ہو سکتی ہے؟ لوگوں کی کج روی اور گمرہی کا علاج یہ نہیں کہ وہ چیزیں ہی اس لئے مٹا دی جائیں کہ عوام الناس بالفاظ شریعت شرک کرتے ہیں۔ کسی نے انگور اور کھجور کو مٹایا ہے؟ کہ لوگ ان سے شراب کشید کرتے ہیں۔ جدہ کو جدید اور ریاض کو جنت بنانے والے مکے میں آکر آستینیں چڑھا لیتے اور مدینے میں جا کر پائنچے اونچے کر لیتے ہیں، انہیں اپنے نفس میں نواہی محسوس نہیں ہوتی (ص ۱۷۷)۔

(۲۶) عشق رسول کوئی پہاڑی واعظ نہیں اور نہ بپتسمہ لینے کا نام ہے۔ عشق رسول کی اساس ادب پر ہے، کوئی بے ادب بارگاہ

رسالت سے فیض نہیں پاسکتا۔ جو جتنا باادب ہوگا اتنا ہی بارگاہ رسالت سے فیض پائے گا (ص ۱۸۳) (۲۷) شیخ عبد العزیز بن باز نے مجھ سے کہا کہ عربوں میں ایمان اور اسلام کی خرابی حکام کی وجہ سے آئی ہے اور یہ اس حدتک پہنچ گئی ہے کہ نئی نسل توحید و رسالت سے ہاتھ اٹھا چکی ہے، اس تباہی کا باعث خود عرب ہیں، اسلامی اقدار ان کے وجود سے نکل چکی ہیں۔ عرب خدا اور رسول دو ﷺ کی تعلیمات سے آزاد ہوکر برطانیہ کی سیاست، فرانس کی ثقافت، امریکہ کی دولت اور روس کی رفاقت کے باعث تباہ ہوئے ہیں (ص ۱۹۰) (۲۸) غیر ملکی طاقتوں نے عربوں کو جس طرح خوار وزبوں کیا ہر کسی کو معلوم ہے۔ اب عربوں کی شکلیں مسلمان ہیں، عقلیں گمراہ ہوچکی ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ مسلمان ملکوں کے نظامہائے حکومت میں عموماً ان اقلیتوں کے افراد کلیدی عہدوں پر فائز ہیں جنہیں مسلمانوں کے سواد اعظم سے کوئی تعلق یا رابطہ نہیں۔ وہ اپنے مخصوص عقائد رکھتے اور عملاً اسلام سے کنارہ کش ہیں اور جو مسلمان ہیں وہ مغرب کے زیر اثر تجدد پسند ہیں--- تعجب ہوتا ہے کہ اس قوم سے وہ لوگ کیسے اٹھے جو پوری انسانیت کا ماضی ہیں اور اب اس قوم کی مٹی اتنی بانجھ کیوں ہوگئی ہے کہ صدیوں سے اس ویرانے میں کوئی رونق نہیں۔ کوئی ایسا چہرہ نہیں ابھرتا جو انہیں اور اس کائنات کو دگرگوں کردے۔ کتنا شاندار زمانہ چھوڑ کر یہ قوم کس زمانے میں آگئی ہے کہ اس کی شجاعت کا درخت سوکھ کر ٹھنٹھ ہوگیا ہے (ص ۱۹۹)۔

(۲۹) کسی عرب میں مسجد اقصیٰ یا بیت المقدس کے لئے وہ اضطراب نہیں جو ہمارے ہاں اس قسم کے حادثوں میں ایک تحریک یا احتجاج کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ خطیبوں کی یہ قوم اور لسان وبیان کے یہ انسان درد کے اجتماعی اظہار، سیاست کے منظم ولولے اور عوامی مظاہروں کے مزاج سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ ان میں جلسے جلوس اور احتجاج کے ادارے ہی نہیں۔ سب کچھ اللہ پر چھوڑ رکھا ہے۔ پہلے وہ اللہ کے لئے تھے اب اللہ ان کے لئے ہے اور وہ نہیں جانتے کہ ؎

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے اور کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

میں خدا سے دعا کرتا رہا کہ اے اللہ! عربوں کے ماضی کو رسوا نہ کر۔ یہ رسوا ہوگئے تو ان کا وہ شرف مٹ جائے گا جو کل انسانیت کا نصف بہتر ہے۔ ان کی عقلیں کوتاہ ہوگئی ہیں، انہیں جلا دے۔ ان کے نفس گمراہ ہوگئے ہیں، انہیں سچا کر۔ ان کی ہمتیں تھک گئی ہیں، انہیں توانا کر۔ ان کے جام خالی ہوگئے ہیں، انہیں بھر دے۔ ان کی تلواریں زنگ کھا گئی ہیں، انہیں صیقل کر دے۔ ان کے پاؤں ٹوٹ گئے ہیں، انہیں رفتار دے۔ یہ مٹ گئے تو مغضوب و مضل ہنسیں گے کہ سورہ ء فاتحہ کے آخری بول ان کا ہاتھ نہیں ہٹا سکے ہیں

(ص ۲۰۰) (۳۰) میں سیدھا جنت البقیع پہنچا، خاتون جنت کی چوکھٹ پہ کھڑا ہو کے روتا رہا۔ میں سوچ رہا تھا عربو! ان کے ابا کو حشر کے دن کیا جواب دو گے؟ انہیں کب نہیں ستایا گیا؟ باپ پر پتھراو کیا، شوہر کو خنجر بھونکا، بیٹوں میں سے ایک کو زہر دیا دوسرے کو کنبے سمیت شہید کر ڈالا، بیٹی کو کوفہ و موصل کے بازاروں میں بے کجاوا اونٹوں پر پھرایا اور اب رحلت کے بعد بھی باپ بیٹی کی قبروں میں فاصلہ رکھ دیا ہے۔ فاطمہ کی قبر خود اپنی

تعزیت کر رہی ہے--- عثمان غنی ؓکی لحد پر مسلمانوں کی خنجرگذاری کا بے تحریر کتبہ بول رہا ہے--- امام مالک ؒکی قبر کے نزدیک آکر آنسو رخساروں پر اس طرح گرنے لگے جس طرح سفید کاغذ پر الفاظ گرتے ہیں (ص ۲۰۶)۔

(۳۱) وہ عرب جن کی تصویر ہمارے ذہنوں میں نقش ہے اور جنہیں ہم قرن اول کے وارث سمجھتے ہیں یا ہمیں ان میں رسول اللہ ﷺ کے قبیلے کی جستجو ہوتی ہے اب کہیں نہیں، انکا زمانہ لد گیا، ان کے دن چھٹ گئے، اب عربوں میں خلفائے راشدین، عشرہ ء مبشرہ، اصحاب صفہ اور اہل بیت عظام جیسے ہم پایہ انسانوں کا پیدا ہونا ممکن ہی نہیں۔ آج کے عرب ان کی نقل بھی نہیں، قیامت کی نشانیاں ان کے گرد و پیش اڑی پھر رہی ہیں۔ جس قرآن نے سب سے پہلے انہیں کی زبان میں ان کو پکارا تھا وہ عجم کے پاس مسافرت کی زندگی گذار رہا ہے۔ لیکن اپنی تحریک کے لحاظ سے گھر میں ہی اجنبی ہے۔ سنا ہے کہ پارسال مکے اور مدینے میں کوئی عرب حافظ ہی نہیں تھا جو تراویح میں قرآن سنا سکے۔ تعجب ہوا کہ اس قوم نے اپنے حافظے کو کہاں کھو دیا جس کا حافظہ ہی اس کا سب سے بڑا حسن تھا۔ حافظے کی محرومی کا باعث عربوں کا لہو ولعب ہے۔ پہلے عرب اعتقادات، عبادات اور معاملات کا مجسمہ تھے اب عرب حادثات، سانحات اور اتفاقات کا مجموعہ ہیں، اذان ہوتی ہے لیکن رسم اذاں ہے روح بلالی نہیں۔ ان کی خواب گاہوں میں ٹیلی ویژن اور ریڈیو آ گئے ہیں، ان کی گھٹی میں عرب ملکوں کی شہرہ ء آفاق گانے والیوں کے سر اور دھنیں ہیں۔ ان کے خون میں کبھی طیش تھا اب عیش ہے۔ جس قوم کا آغاز ہاجرہ ؑسے ہوا تھا اس کا خاتمہ ام کلثوم (مصری مغنیہ) پر ہوگیا (ص ۲۱۰) ---- تو یہ ہیں پاکستان کے تین مشاہیر کے وہ بیانات جن سے سعودی حکومت کی اسلام بے زاری اور اسلام آزاری اظہر ہے۔ میں قصداً اور عمداً دوسرے مشاہیر مثلاً زیڈ اے سلیری، احمد ندیم قاسمی، جمیل الدین عالی، ارشاد احمد حقانی، عبد القادر حسن، منو بھائی، نصر اللہ خان، عمران خان اور بشریٰ رحمن وغیرہ کے بیانات سے صرف نظر کر رہا ہوں صرف اس لئے کہ طوالت بڑھتی چلی جائے گی، مجھے یقین ہے کہ آپ نے جنگ میں یقیناً ان کو پڑھا ہوگا۔ یہاں یہ حقیقت بھی ملحوظ خاطر رہے کہ میں نے جن حضرات کے بیانات درج کئے ہیں ان میں ہر ایک ہی اعتقادی طور پر سعودی عرب سے کوئی مخاصمت نہیں رکھتا، یعنی آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حضرات تو سعودی عرب کے جنم جنم کے دشمن ہیں، یہ بھلا کب اس کی تحسین کر سکتے ہیں۔ اس لئے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ سعودی عرب نے اپنے افعال و اعمال سے اسلام اور مسلمانوں کو کتنا صدمہ، کتنا نقصان اور کتنا دکھ پہنچایا ہے، درآں حال کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اتنی دولت، اتنے وسائل اور اتنی حیثیت عطا فرما رکھی ہے کہ یہ اگر صدق دل سے چاہے تو آج بھی ساری دنیا کے مسلمانوں کی بہترین قیادت کر سکتا ہے لیکن افسوس کہ اس کے تو اکثر عمل اور اکثر فعل اسلام اور مسلمانوں کو زک، اور یہود و نصاریٰ اور غیر مسلموں کو فائدہ پہنچانے والے ہی ہوتے ہیں، خواہ دینی ہوں یا دنیوی۔

آپ نے شریفی دور میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں چند حجاج کرام کے مالی طور پر لٹنے اور سعودی دور میں نہ لٹنے کا موازنہ کر کے بھی میرے بھائی! شریفیوں کی خوب خوب مذمت و مرمت اور سعودیوں کی زبردست تحسین کی ہے جبکہ تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھا جائے تو معاملہ بالکل بر عکس نظر آتا ہے اور جسے مثال کے طور پر یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے محل کی چھت کی ٹپکن کو درست کرانے کے لئے اپنے

ملک کے اچھے اچھے مستریوں کو نظر انداز کر کے بیرون ملک کے ان مستریوں کو مدعو کیا جو بادشاہ کی رعیت کے اس لئے دشمن تھے کہ رعیت نے مستریوں کی غلامی سے انکار کر کے اپنی آزاد حکومت قائم کرلی تھی، لہذا اب موقع ملنے پر مستریوں نے اس بغاوت کا بدلہ لینے کے لئے خفیہ طور پر یہ سازشی اقدام کیا کہ ملک کے مختلف حصوں میں ایسے آتش گیر ریموٹ کنٹرول، ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم نصب کر گئے جو معین مدت پر پھٹ کر سارے ملک کو ہیروشیما اور ناگاساکی بنا سکتے تھے پھر محل کی چھت درست کر کے بادشاہ کو ان دنوں اپنے یہاں آنے کی دعوت دے دی جن دنوں میں بم پھٹنے والے تھے کیونکہ بادشاہ نے مستریوں کو ان کی امید سے زیادہ انعام واکرام سے نوازا تھا اور آئندہ بھی نوازتے رہنے کا وعدہ کیا تھا۔ بادشاہ کے مستریوں کا مہمان بنے ابھی زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ وقت مقررہ پر تمام بم پھٹ پڑے جن کے نتیجے میں سارے ملک کی اینٹ سے اینٹ بج گئی، کوئی گھر، کوئی کنبہ اور کوئی مکان ایسا نہ تھا جو مکمل طور پر محفوظ رہا ہو۔ گھر گھر ماتم اور ہر طرف تباہی ہی تباہی تھی لیکن اتنا کچھ ہونے کے باوجود یہ بے وقوف بادشاہ پھر بھی خوش تھا کہ مستریوں نے اس کے محل کے چھت کی ٹپکن کو درست کر دیا تھا اور اس کی بادشاہت بھی محفوظ تھی۔
مطلب میری اس تحریر وتمثیل کا یہ ہے کہ آپ کو صرف اور صرف سعودی بادشاہوں کے زمانے میں چند حاجیوں کے ڈاکوؤں کے ہاتھوں مالی طور پر لٹنے سے بچ جانے سے تو میرے بھائی! بڑی خوشی ہو رہی ہے لیکن انہیں سعودیوں کے زمانے میں بوسنیا، فلسطین، چیچنیا، انڈیا اور برما وغیرہ میں اپنی ہزاروں ہزار ماء وں بہنوں اور بہو بیٹیوں کی عزتوں کے لٹ جانے، بابری مسجد اور چرار شریف کی اینٹ سے اینٹ بج جانے اور لاکھوں مسلمانوں کے قتل وقتال اور ان کی کروڑوں کی املاک کے اتلاف وضیاع کا کوئی غم، کوئی صدمہ اور کوئی بھی دکھ نہیں۔ تو کیا یہی انصاف، یہی دین و ایمان اور یہی قرآن وسنت کی تعلیم ہے؟ کیا سعودی عرب میں ستائیس ہزار مسلح یہودیوں کی آمد آپ کو گوارہ ہے؟

کسی مریض کو درد شکم کی بیماری ہو لیکن اس کا طبیب جان بوجھ کر اسے درد سر کی دوا دیتا رہے تو کیا یہ طبیب اپنے مریض سے مخلص ہوگا؟ اور صحیح معنوں میں کیا اسے مریض کا ہمدرد کہا جائے گا؟ یہ سوال میں نے اس لئے اٹھایا ہے کہ بوسنیا، چیچنیا، فلسطین، انڈیا اور برما وغیرہ کے مسلمانوں کو تو اپنے مرکز مکے مدینے کے مالدار بادشاہوں سے روپے پیسے، اسلحے اور فوجی امداد کی ضرورت ہے لیکن مکے مدینے کے یہ بادشاہ ان اقسام کی مدد کی بجائے قرآن شریف کے تحفوں اور ہر سال چار پانچ ہزار بوسنیوں، چیچنیوں اور فلسطینیوں کو حج کروانے کی مدد کر رہے ہیں، تو کیا یہی صحیح معنوں میں ان مظلومین کے درد کا مداوا ہے، درماں ہے، صحیح علاج ہے؟ یا اگر میں غلط بک رہا ہوں تو میری اصلاح فرمائیں۔

آخر میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے کہ (مفہوم) "باقی کیا آپ نے محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید کا مطالعہ کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو وہ کون سے امور ہیں جو قرآن وحدیث سے ہٹ کر اس میں تحریر کئے گئے ہیں تاکہ ہم بھی اپنی اصلاح کر سکیں"۔----- اس لئے اس کے جواب میں عرض ہے کہ کتاب التوحید کے ساتھ میں نے اپنی کتاب میں تقویت الایمان اور تذکیر الاخوان کا بھی ذکر کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ میں معروف معنوں میں عالم دین نہیں ہوں پھر بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ نے ایک عربی نہ جاننے والے اردو داں سے اردو کتابوں کے بارے میں یہ سوال کرنے کی بجائے عربی زبان کی کتاب کے بارے میں کیوں کیا ہے؟ کیا یہ نامناسب سوال نہیں؟ لیکن بہر

حال میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے اپنے خط کی ابتداء میں ہی مجھے واقعی طور پر لفاظی کا ماہر، طعن و تشنیع کے نشتر چلانے والا، مناظرہ باز، ذہن کش اور لکڑیاہی وغیرہ قرار دے کر میرے موٹے نفس کو آئینہ دکھا دیا ہے ورنہ تو میں بڑی خوش فہمیوں کا شکار تھا، اللہ پاک مجھے، آپ کو اور تمام انسانوں کو اپنے پیارے محبوب ﷺ کے تمام ہی فضائل وکمالات کا صحیح معنوں میں مومن بننے کی توفیق نصیب فرمادے تو مجھے یہ سارے تیر و نشتر گوارہ ہیں ۔

ہر جفا ہر ستم گوارہ ہے بس وہ یہ کہہ دیں تو ہمارا ہے ﷺ

فقط محمد میاں مالیگ 29-04-95

مکتوب 4 از شفیق الرحمن صاحب شاہین

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

08-06-95

محترمی ومکرمی گرامی قدر محمد میاں مالیگ صاحب زادک اللہ علما وصحۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر، آپ کا گرامی نامہ مجھے ۳۱ مئی کو موصول ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ دو ماہ قبل بندہ راچڈیل سے مستقل طور پر اولڈھم منتقل ہوگیا تھا اور راچڈیل میں موجود احباب کی میں نے یہ ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ میری ہمہ قسم کی ڈاک مجھے پہنچا دیا کریں مگر ان کی طرف سے یہ سستی ہوئی جس پر اتنی تاخیر کا سامنا مجھے اور آپ دونوں کو کرنا پڑا، پندرہ یوم قبل بریڈفورڈ سے حافظ عبد الاعلیٰ صاحب درانی کا فون آیا کہ وہ خود ہی آئندہ آپ کو جواب لکھا کریں گے، شاید انہوں نے بھی آپ کو لکھا ہو، مگر آپ کا خط ملنے کے بعد میں نے سوچا کہ میں بھی آپ کی گذارشات کا کچھ جواب لکھوں ۔ آپ کا طویل خط پڑھنے کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ ہم اہل علم کو مجادلانہ، مناظرانہ بلکہ جارحانہ قسم کے انداز سے اجتناب کرنا چاہیئے ۔ اہل دین کو وقار اور متانت، قول کریم اور قول معروف کا ہر حال میں خیال رکھنا چاہیئے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آپ کی بعض غیر ضروری باتوں، غیر متعلقہ اشعار اور عسیر الفہم طرز استدلال سے صرف نظر کرتے ہوئے مجھے صرف اشارات میں ہی کچھ عرض کرنا پڑے گا ۔

نماز میں جو آپ اور ہم ایاک نعبد وایاک نستعین کا عہد کرتے ہیں تو یہ عقیدہ ء توحید کی پختگی پر ناطق ہے ۔ ڈاکٹر یا فائر بریگیڈ سے استمداد دینی معنوں میں نہیں کی جاتی بلکہ وہ تو ہمارے پبلک کے ملازم ہیں اور Help کرنا ان کی ڈیوٹی ہے ۔ تعجب ہے کہ جو لوگ مردوں سے مدد مانگتے ہیں

آپ ان کی اس شرکیہ حرکت کو بھی جائز قرار دیتے ہیں ۔ قرآن میں ذوالقرنین نے اپنی رعایا سے اعانت طلب کی تو کیا اس نے شرک کا ارتکاب کیا؟ براہ کرم تدبر سے کام لیں ۔ فاعینونی بقوۃ، اگر انسان کے قلب میں زیغ Deviation یا غل Ill Will نہ ہو تو وہ شرک جلی یا خفی کی پہچان فورا کر لے گا۔ آثار نبوی میں تحت شجر بیعت رضوان کا واقعہ آپ نے ضرور پڑھا ہو گا، اس واقعے سے بھی آں محترم واقف ہونگے کہ حضرت عمر ص نے جب دیکھا کہ یہ درخت تقدیس کا درجہ اختیار کر رہا ہے اور ذواعتقاد لوگوں کے شرک میں مبتلا ہونے کا احتمال ہے تو آپ نے اس کو معدوم کروا دیا، یہ توحید اور شرک کے تضمنات سمجھنے والے شخص کا مقام ہے، جس کو یہ بشارت نبوی حاصل ہے کہ شیطان بھی اس سے بھاگتا تھا، قبروں پر سے قبے گرانے کا حکم تو خود رسول اکرم ﷺ نے دیا تھا۔ خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتے تھے، میں تمہیں اس حرکت سے منع کرتا ہوں (مسلم) مزید فرمایا لعن اللہ یہود اتخذوا قبور انبیاءھم مساجدا (احمد، بخاری، مسلم ،نسائی) ۔ ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ اگر ان میں کوئی مرد صالح ہوتا تو اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیتے اور اس کی تصویریں تیار کرتے، یہ لوگ قیامت کے دن بدترین مخلوقات میں سے ہوں گے ۔ شرار الخلق یوم القیامہ (احمد، بخاری، مسلم) ۔ علاوہ ازیں حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی ص کو حکم دیا کہ Hammer لو اور جہاں اونچی پختہ قبر دیکھو اس کو مٹا دو۔ ان ہی شرعی احکام کے پیش نظر محمد بن عبدالوہاب اور ان کے ساتھیوں نے حسب طاقت اس سنت پر عمل کیا، اس پر اگر شورش کاشمیری یا دوسرے لوگ جز بز ہوئے ہیں تو آپ خود سوچیں کہ حکم نبوی کے سامنے ان بیچاروں کی کیا حیثیت و وقعت ہے؟

مجھے حیرت ہے کہ شرک کی باریکی کو سمجھنے میں عہد نبوی کی ایک یہودن موجودہ دور کے مسلمانوں سے بازی لے گئی، اس نے ایک صحابی کو کہا کہ تم مسلمان عموماً اچھے ہو مگر عموماً شرک کر گذرتے ہو۔ صحابی نے نبی ء اکرم ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا حضور نے پوچھا اس الزام کی وجہ کیا ہے؟ صحابی نے جواب دیا کہ وہ کہتی ہے کہ تم لوگ کہتے ہو ماشاء اللہ وما شاء محمد، آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں نے تو یہ تعلیم نہیں دی ماشاء اللہ کہا کرو نہ کہ ماشاء محمد، کیونکہ قرآن میں ہے، وما تشاء ون الا ان یشاء اللہ، میں نے پوری کوشش کی تھی کہ بدعت اور سنت کا فرق واضح کر دوں اور بدعت و اجتہاد کا فرق بھی بیان کروں، مگر آپ نے فرمان خداوندی کو اپنی کج بحثی سے Confuse کر دیا، اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو حکم دیتے ہیں کہ، قل ماکنت بدعا من الرسل، ان سے کہو میں کوئی نرالا رسول نہیں ہوں، یہ کفار مکہ کے جواب میں تھا کہ یہ کیسا رسول ہے؟ جو کھاتا پیتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اور انسانی و بشری حاجات رکھتا ہے، ان کو بتایا جارہا ہے کہ یہ کوئی نیا نرالا رسول نہیں ، بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ انسان کی رہنمائی کے لئے انسانوں میں سے ہی اپنا رسول Selectکرتے ہیں، جب یہ آیت مکمل ہونے لگی تو فرمایا، وما ادری --- میں نہیں جانتا تمہارے ساتھ کل کیا ہوگا اور میرے ساتھ کیا؟ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے اور میں ایک صاف صاف خبردار کر دینے والے کے سوا کچھ نہیں ۔ کیا آپ اتفاق فرمائیں گے کہ یہ آیت خوش عقیدہ، ذواعتقاد اور دین میں غلو کرنے والوں کو صاف صاف ہدایت دے رہی ہے کہ نبی، نبی ہے خدا نہیں ہے ۔ مسلمان اگر قرآن کو آنکھیں کھول کر پڑھیں تو وہ بزرگان دین کی عقیدت میں بیجا مبالغے سے بچ جائیں، جس میں مبتلا

ہوکر یہودی اور عیسائی گمراہ ہوئے اور ہاویہ میں جائیں گے، اللہ ہمیں اور آپ کو اس بد عقیدگی سے بچائے، آمین۔

اس ضمن میں آپ نے نعلین مبارک، مقدس جوتے وغیرہ کا دفاعی ذکر کیا ہے، قبوری شریعت کے بعض حاملین اور کئی مولوی سگ دربار مدینہ اور مدنی سرکار کے کتے اور نعلین مبارک کے صدقے وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں حالانکہ حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو عزت اور وقار واکرام کی تعلیم دی ہے۔ قرآن میں ہے کہ اللہ کریم نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا کیا مگر ایمان اور عمل صالح سے محروم ہوکر وہ اسفل سافلین میں گر جاتا ہے۔ آپ اگر اس عقیدے کی تصحیح فرمائیں گے تو مجھے بڑی خوشی ومسرت ہوگی، اس میں آپ کی عزت بھی ہے۔ قرآن مجید میں عیسائیوں کی ضلالت وذلالت کا ذکر رہبانیت کی بدعت اختیار کرنے کا جب میں نے پہلے خط میں تذکرہ کیا تھا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس میں بھی ذہول اور تسامح ہوا ہے۔ قرآن ان کے اس زعم کی کہ وہ اس طریقے سے قرب خداوندی حاصل کرلیں گے، اس کو صاف الفاظ میں Condemn کر رہا ہے۔ احادیث میں حضور ﷺ کے فرامین اور اعمال کا ماڈل موجود ہے جس سے آپ ضرور واقف ہوں گے۔ بعض صحابہ جو اس طرح کی درویشی یا خانقاہیت اور تجرد وترہب پر مائل نظر آتے تھے، حضور عالی مقام ﷺ نے ان کی حوصلہ شکنی فرمائی اور یہ اعلان فرمایا کہ میری شریعت میں رہبانیت کا بدل Alternative جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ یاد رہے کہ آج کل کا تصوف اسی رہبانیت کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ آپ اپنے خطوط میں صحاح ستہ کو بڑے عامیانہ اور سوقیانہ انداز میں چند ہزار صفحات کی کتب قرار دیتے ہیں اور محب رسول ہونے کا دعوی بھی ہے، ان کتب میں رسول اکرم ﷺ کے فرامین، اعمال اور شرعی احکام کے سوا کیا ہے؟ محدثین نے اپنی عمریں کھپائیں اور صداقت حدیث، ضرورت حدیث، جمع حدیث اور نقد ونظر حدیث ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، یہ عظیم سرمایہ مسلمانوں کے لئے باعث فخر ہونا چاہئے اور آپ ہیں کہ اس کی تضحیک اور تخفیف Belittle کر رہے ہیں، اپنی حیثیت پر غور فرمائیں۔

آپ نے سعودی عرب کے حکمرانوں کی اور شہزادوں کی عیاشیوں، بدمعاشیوں اور امریکہ وبرطانیہ کی ذہنی ومالی غلامی کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے جو بالکل درست ہے، میں ان کا وکیل نہیں کہ صفائی کی ضرورت ہو۔ یہاں انگریزی اخبارات میں ان کے بارے میں بہت کچھ پڑھنے کو ملتا ہے، یہ عربوں اور مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ ہمارے حکمراں، بادشاہ، فلسفی، شیوخ اور اکثر مولوی صاحبان ہماری گردن پر سوار ہوکر اپنی ذلت اور تباہی کا سامان کر رہے ہیں اور ساری دنیا ان کی Foolishness پر ہنستی ہے۔ اس بارے میں پاکستان، عراق، کویت، مصر واردن وغیرہ کے حکمران بھی ان سے کم پیچھے نہیں بلکہ برطانیہ کا شاہی خاندان بھی ایں ہمہ آفتاب است کا مصداق ہے لیکن آپ اپنے دورنے پن پر بھی نظر ڈالیں۔ آپ گروہی، مسلکی، فروعی عقیدے کے اختلاف پر موجودہ سعودی حکمرانوں کی مذمت کرتے ہیں، ہم ان کے عقیدے کی صحت پر اتفاق کرتے ہیں اور ان کی بداعمالیوں پر سخت تنقید کرتے ہیں اور ان میں بعض کو عیاش مکار بھی سمجھتے ہیں، مگر آپ صدام جیسے ملحد وزندیق، بدمعاش، آمر مطلق، ظالم وجابر اور امریکی ایجنٹ کی اس وجہ سے حمایت کرتے ہیں کہ وہ گیارہویں شریف دیتا ہے، ان الملوك--- کذالك یفعلون۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری گذارشات پر ٹھنڈے دل ودماغ سے ذرا چند لمحوں کے لئے مخالفت کی بو نکال کر غور کریں گے تو بہت کچھ آپ کو سمجھ

آجائے گا، اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ۔ دعاوں میں یاد رکھیں، والسلام مع الاکرام، دعا گو،

11 Ross St, Oldham, OL8 1UA, U.K. شفیق الرحمن شاہین 95-06-08

جوابِ مکتوب 4 از محمد میاں مالیگ صاحب

خ

۷۸٦

12-06-95

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین!

سلام مسنون، خیریت کا طالب خود بخیر و عافیت ہے، کل ۱۰ جون ۹۵ء کو آپ کا مرقوم نوازش نامہ مجھے ملا ہے، یاد آوری کا شکریہ ۔ آپ نے بہت اچھی باتیں تحریر فرمائی ہیں کہ ہمیں مجادلانہ، مناظرانہ بلکہ جارحانہ انداز تحریر و تخاطب سے اجتناب کرتے ہوئے وقار، متانت، قول کریم اور قول معروف کا بہر حال خیال رکھنا چاہیئے ۔ آپ کی تحریر کے مطابق واقعی عالی جناب مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی نے مجھے لکھا ہے کہ اب شاہین صاحب کی بجائے میں ہی آپ سے بات چیت کروں گا، ساتھ ہی "توحید" سے متعلق آئندہ ہفتے اپنے خیالات لکھ بھیجنے کا وعدہ فرماتے ہوئے انہوں نے "بدعت" سے متعلق اپنے خیالات بھی لکھ بھیجے ہیں بلکہ آٹھ آٹھ دنوں کے وقفے سے دو مرتبہ ماہنامہ الدعوہ لاہور کے بہت سارے صفحات کی فوٹو کاپیاں بھی اس وعدے کے ساتھ مجھے بھیج چکے ہیں کہ "انشاء اللہ تعالیٰ اب میں تمہیں ان سے مالا مال کئے رکھوں گا" ۔ بہر حال اب میں بدعت سے متعلق ان کے خیالات پر اپنے اشکالات سپرد قلم کر رہا ہوں، اس کے بعد اگر توحید سے متعلق ان کا بیان مل گیا تو پہلے ان پر تبصرہ کروں گا پھر آپ کے قیمتی خیالات کی طرف انشاء اللہ تعالیٰ متوجہ ہوں گا۔ تاخیر ہوجائے تب بھی، خداوند کریم بدعت و شرک سے متعلق ہمیں صراط حق و صواب اختیار کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، فقط محمد میاں مالیگ 95-06-12

مکتوب 5 از شفیق الرحمن صاحب شاہین

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

13-07-95

گرامی قدر محمد میاں مالیگ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر۔ عرض گذارش کچھ یوں ہے کہ محترم حافظ عبد الاعلیٰ صاحب درانی ضروری امور کی بنا پر سعودی عرب اور پاکستان کے دو ماہ کے دورے پر روانہ ہوگئے، بوقت روانگی انہوں نے آگاہ کیا کہ آپ کو اس کی اطلاع دے دی جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بوقت واپسی آپ سے منقطع خط وکتابت دوبارہ شروع کریں گے۔ دعاوں میں یاد رکھیں،

والسلام، اخوک فی الدین، شفیق الرحمن شاہین، اولڈہم 13-07-95

جوابِ مکتوب 5 از محمد میاں مالیگ صاحب

خ

۸۶،

16-07-95

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین!

سلام مسنون، مزاج ہمایوں، مجھے چونکہ آج تک عالی جناب مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی کا توحید سے متعلق کوئی نوازش نامہ دستیاب نہیں ہوا ہے اس لئے حسب وعدہ ۱۰جون ۹۵ءء کے آپ کے وصول شدہ کرم نامے پر اپنے خیالات کا اظہار پیش خدمت کر رہا ہوں، خداوند کریم قبول حق و صداقت سے مجھے اور تمام انسانوں کو مشرف فرمائے۔ اپنے اس خط میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (ا) (مفہوم) ''نماز میں جو آپ اور ہم ایاک نعبد و ایاک نستعین کا عہد کرتے ہیں تو یہ عقیدہ ء توحید کی پختگی پر ناطق ہے"۔----- تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ بلا شبہ قولی اور زبانی طور پر تو ہم عقیدہ ء توحید کی پختگی کا ثبوت درج بالا آیت پڑھ کر پیش کر دیتے ہیں لیکن جہاں تک عمل کا تعلق ہے اس میں اس لحاظ سے بڑی کمزوری اور بزدلی کا مظاہرہ کر ڈالتے ہیں کہ ایک طرف زبان سے تو یہ کہتے رہتے ہیں کہ "غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے" ۔ لیکن دوسری طرف غیراللہ امریکہ اور غیراللہ برطانیہ سے مدد بھی مانگتے نہیں تھکتے، لہذا آپ خود فیصلہ دیجئے کہ ان حالات میں عقیدہ ء توحید پر پختگی کہاں قائم رہ گئی؟ یہ تو کھلم کھلا الٹی گنگا بہائی جارہی ہے، یا اگر میرا یہ استدلال غلط ہے تو اس کی ہی نشان دہی فرما دیجئے۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ (۲) (مفہوم) "ڈاکٹر یا فائر بریگیڈ سے استمداد دینی معنوں میں نہیں کی جاتی بلکہ وہ تو ہمارے پبلک کے ملازم ہیں اور Help کرنا ان کی ڈیوٹی ہے" ۔----- تو آپ کے اس ارشاد گرامی پر میرا تبصرہ یہ ہے کہ غیراللہ سے مدد مانگنے کو شرک کہنے کے باوجود اگر ہم غیر دینی معنوں میں غیراللہ ڈاکٹر اور غیراللہ فائر بریگیڈ سے مدد مانگ کر بھی مشرک نہیں بنیں گے، موحد ہی رہیں گے تو ایسے ہی غیراللہ امریکہ اور غیراللہ برطانیہ کی عبادت وبندگی بھی غیر دینی معنوں میں کر کے کیوں

موحد نہیں بنے رہیں گے؟ کیوں مشرک بن جائیں گے؟ جواب با صواب ضرور عنایت فرمائیں۔ آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (۳) (مفہوم) " تعجب ہے کہ جو لوگ مردوں سے مدد مانگتے ہیں آپ ان کی اس شرکیہ حرکت کو بھی جائز قرار دے رہے ہیں" ۔

تو آپ کے اس ارشاد گرامی پر میرا سوال یہ ہے کہ مردوں سے مدد مانگنا اگر شرکیہ حرکت ہے تو زندوں سے مدد مانگنا کیوں شرکیہ حرکت نہیں؟ وجہ بیان فرما کر ممنون فرمائیں۔ کیا زندہ تو اللہ کی الوہیت میں شریک ہیں لیکن مردہ نہیں شریک؟ یا بات کیا ہے؟ کہ زندہ بھی اللہ کی مخلوق اور مردہ بھی اللہ کی مخلوق۔ زندہ بھی غیر اللہ اور مردہ بھی غیر اللہ۔ پھر ایک مخلوق اور ایک غیر اللہ کے لئے جو صفت مخلص موحدین کے نزدیک شرک ہے وہی صفت دوسری مخلوق اور دوسرے غیر اللہ کے لئے کیوں شرک نہیں؟ آخر اس کی کوئی تو وجہ بیان فرمائی جائے۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ (۴) (مفہوم) " قرآن میں ذوالقرنین نے اپنی رعایا سے امداد طلب کی تو کیا اس نے شرک کا ارتکاب کیا؟ براہ کرم تدبر سے کام لیں" ۔---- تو یہاں میں یہ عرض کروں گا کہ یہ سوال مجھ سے کر کے آپ کتنا بڑا اندھیر اور ظلم کر رہے ہیں، اس لئے کہ میں نے کب کہا ہے؟ کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ شرک اسے آپ کہتے ہیں اور اس کے مرتکب ذوالقرنین صکے مشرک نہ ہونے کا ثبوت اس سے مانگ رہے ہیں جو غیر اللہ سے مدد مانگنے کو جائز اور روا مانتا ہے، گویا ۔

جو ان کی زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی وہ تیرگی جو مرے نامہ ء سیاہ میں ہے

کیا یہی انصاف ہے؟ کیا یہی عدل ہے؟ پھر آپ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ (۵) (مفہوم) "اگر انسان کے قلب میں زیغ Deviation یا غل Ill Will نہ ہو تو وہ شرک جلی یا خفی کی پہچان فوراً کر لے گا" ۔--

تو اس پر میرا تبصرہ یہ ہے کہ میرے بھائی! یہی بات تو میں بھی کتنے دنوں سے آپ حضرات سے موء دبانہ اور عاجزانہ طور پر کہتا چلا آرہا ہوں کہ غیر اللہ سے مدد مانگنے کو شرک کہنا چھوڑ دیں، چھوڑ دیں، چھوڑ دیں، کہ یہ نہ شرک جلی ہے نہ خفی، اس لئے کہ مسلمان سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو مستقل بالذات اپنا مددگار نہیں سمجھتے بلکہ اللہ کی عطا مان کر ان سے مدد مانگتے ہیں لیکن کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ آپ حضرات کسی طرح بھی اس اصول اور قاعدے کو ماننے کے لئے آمادہ ہی نہیں ہو رہے ہیں۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ (۶) (مفہوم) "آثار نبوی میں شجر بیعت رضوان کو حضرت عمر ص نے معدوم کروا دیا تھا، کیوں؟ اس لئے کہ یہ درخت تقدیس کا درجہ اختیار کر رہا تھا اور ذو اعتقاد لوگوں کے شرک میں مبتلا ہونے کا احتمال تھا۔ یہ شرک اور توحید کے تضمنات سمجھنے والے شخص کا مقام ہے، جس کو یہ بشارت نبوی حاصل ہے کہ شیطان بھی اس سے بھاگتا ہے" ۔

تو اس پر میرا تبصرہ یہ ہے کہ بلا شبہ حضرت عمر صنے یہ کام اپنی صواب دید سے بہت ہی بہتر کیا ہوگا، لیکن کیا اس سے تمام آثار نبوی کا استیصال ہو گیا؟ اسلامی تاریخ کے فقید المثال اور عدیم النظیر سپہ سالار حضرت خالد بن ولید صنے کیا موئے مبارک کو جلا ڈالا تھا؟ ام المومنین حضرت

عائشہ صدیقہ ص یا ام سلمہ ص نے کیا حضور اشرف ﷺ کے قمیص مبارک کو دریا برد کر دیا تھا؟ حضرت عمر ص نے کیا حضور پاک ﷺ کی جائے ولادت، جائے عبادت اور جائے سفارت و جنگ و عدالت، غار حرا، غار ثور، جبل نور، جبل احد، میدان بدر اور مصلائے مبارک کو خرد برد کر ڈالا تھا؟ پھر آثار بزرگان دین کے خصوص میں قرآن پاک کا بھی تو مطالعہ فرمایئے آنکھیں کھول کر کہ اس نے ان کو کیا مقام عطا فرمایا ہے؟ قرآن پاک نے حضرت سیدہ ہاجرہ ص کے پائے مقدس سے مس ہونے والے پہاڑ صفا اور مروہ کو نہ صرف شعائر اللہ قرار دے دیا ہے (۱۵۸:۲) بلکہ شعائر اللہ کی تعظیم و توقیر کو دل کا تقویٰ (۳۲:۲۲) اور دل کے تقوے کے حاملین کو جنتی تک قرار دے دیا ہے (۳۴:۶۸)۔ ایسے ہی حضرت یوسف ل کے قمیص مبارک کے بارے میں بتایا کہ جیسے ہی ان کے پدر بزرگوار ل نے اسے اپنی آنکھوں سے لگایا انکی گم شدہ بینائی واپس لوٹ آئی (۹۶:۱۲) اور حضرات انبیائے بنی اسرائیل کے بقیات وآثار کے بارے میں صراحت کی کہ فرشتے ان کی حفاظت و حمالی فرما رہے ہیں (۲۴۸:۲)۔ پھر مقام ابراہیم کو تو مصلیٰ تک بنانے کا حکم، امر اور آرڈر دے دیا ہے (۱۲۵:۲)۔ لہذا میری ہدایت فرمائیں کہ ہم قرآن پاک کی باتوں کو مضبوط و مستحکم مانیں یا صحاح ستہ کی باتوں کو؟ جبکہ دونوں میں تضاد موجود ہو۔ آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ (۷) (مفہوم) "قبروں کے قبے گرانے کا حکم خود رسول اکرم ﷺ نے دیتے ہوئے حضرت علی ص سے فرمایا تھا کہ Hammer لو اور جہاں اونچی پختہ قبر دیکھو اس کو مٹا دو کیونکہ پہلے کے لوگ اپنے انبیاء ل کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتے تھے"۔---- تو آپ کی تحریر شدہ ان سطور سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے پختہ اور اونچی قبور کو اس خدشے کے تحت ہتھوڑوں سے تڑوا ڈالا کہ لوگ ان کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے۔ اس لئے میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا؟ حضور ﷺ نے ان آیات کو بھی منسوخ یا خارج از قرآن و ایمان کر دینے کا حکم دے دیا تھا جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وہابی سے حضور ﷺ کو شفیع (۸۷:۱۹ + ۱۰۹:۲۰ + ۸۶:۴۳)، مدد گار (۱۲۸:۹)، رحمۃ للعالمین (۱۰۷:۲۱)، رء وف رحیم (۱۲۸:۹)، طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام قرار دینے والا (۱۵۷:۷)، غیب کا علم رکھنے والا (۱۷۹:۳، ۲۶:۷۲، ۲۴:۸۱) اور شاہد (۴۵:۴۳، ۸:۴۸، ۱۵:۷۳) کہا ہے۔ جواب آپ کا اگر نفی میں ہو اور یقیناً یقیناً نفی میں ہی ہونا بھی چاہئے تو پھر میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ان حضرات کو ان فضائل رسالت کا "مومن" بننے کی دعوت بھی دیجئے جو علی الاعلان درج بالا تمام فضائل رسالت کے مومنین کو "کافر و مشرک اور بدعتی و جہنمی" قرار دیتے ہیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر ایسا ہوگیا تو میں پختہ اور اونچی قبور کے عدم جواز کا قائل بن جاوں گا، خواہ کوئی مجھ سے راضی رہے یا ناراض۔ آگے چل کر آپ نے لکھا ہے کہ (۸) (مفہوم) "مجھے حیرت ہے کہ شرک کی باریکی کو سمجھنے میں عہد نبوی کی ایک یہودن موجودہ دور کے مسلمانوں سے بازی لے گئی۔ اس نے ایک صحابی کو کہا کہ تم مسلمان عموماً اچھے ہو مگر عموماً شرک کر گذرتے ہو کہ ماشاء اللہ وما شاء محمد کہتے ہو"۔

تو یہ واقعہ نقل کر کے میرا خیال ہے کہ آپ نے "موجودہ دور کے مسلمانوں کے پردے میں" حضرات صحابہ ء کرام ث پر بھی بہت زبردست غلط الزام عائد کر ڈالا ہے، کیا نہیں؟ تو ایک یہودن کی تائید و تصویب کر کے حضرات صحابہ ء کرام ث کو شرک کا مرتکب قرار دے دینے والے میرے جیالے بھائی! سوچیں تو سہی کہ یہ بات اگر واقعی صحیح ہوتی تو کیا اللہ کا پیارا رسول ﷺ یہ فرما سکتا تھا کہ (مفہوم) "میں اگر چاہوں تو احد

کا پہاڑ نہ صرف سونا بن جائے بلکہ سونے کا بن کر میرے ساتھ چلا بھی کرے"۔ پھر یہ الزام میرے خیال سے بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ (مفہوم) "کسی مخلوق کو کسی چیز کے حلال یا حرام قرار دینے کا حق دے دینا اس مخلوق کو الہٰ قرار دے دینے کے مترادف ہے" ۔ حالانکہ اس کے خلاف متن قرآن ہے کہ (مفہوم) "حضور اکرم ﷺ اور حضرت عیسیٰ ؑ طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام قرار دیتے تھے" (۷:۱۵۷ + ۳:۵۰)۔ لہذا غور فرمائیں کہ متن قرآن کی بات زیادہ قوی ہو سکتی ہے یا صحاح ستہ کی؟ جبکہ دونوں میں تضاد موجود ہو۔ پھر میرے بھائی! اس پر تو آپ کو حیرت ہے کہ شرک کی باریکی کو سمجھنے میں عہد نبوی کی ایک یہودن موجودہ دور کے مسلمانوں بلکہ حقیقت میں حضرات صحابہ ء کرام ؓسے بازی لے گئی لیکن محمد میاں کے اس سوال کے جواب سے موحد خالص ہونے کے مدعی ہونے کے باوجود عاجز رہنے پر کوئی تعجب اور کوئی حیرت نہیں محسوس کرتے کہ آپ کے نزدیک جب غیراللہ سے مدد مانگنا شرک ہے، تو ایک مخلوق سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے جو مدد مانگنی شرک ہے وہی مدد دوسری مخلوق امریکہ اور برطانیہ سے مانگنی کیوں شرک نہیں؟ تو کیا عہد نبوی کی اس یہودن سے زیادہ موجودہ دور کا محمد میاں مالیگ آپ حضرات کو شرک کی باریکی نہیں سمجھا رہا ہے؟ لیکن افسوس کہ یہ باریکی نہ جانے کیوں آپ حضرات کی سمجھ شریف میں آ ہی نہیں رہی ہے؟ گویا وہی بات کہ ؎

جو ان کی زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی وہ تیرگی جو مرے نامہ ء سیاہ میں ہے

آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ (۹) (مفہوم) "میں نے پوری کوشش کی تھی کہ بدعت اور سنت کا فرق واضح کروں اور بدعت و اجتہاد کا فرق بھی واضح کروں مگر آپ نے فرمان خداوندی کو اپنی کج بحثی سے Confuse کر دیا" ۔----- تو اس کے جواب میں میں اپنے اس دکھ کا رونا کہاں جا کر رووں؟ کہ بدعت و شرک سے متعلق آپ نے مجھے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ تو اس قسم کا ہے کہ اس سے آپ کے دوست مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی بھی خوش نہیں، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ (مفہوم) "میں نے شاہین صاحب سے کہا تھا کہ وہ محمد میاں کو شرک و بدعت کے تعلق سے جو جواب لکھیں وہ مجھے ضرور بتا دیں لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا" (خط 6-5-95)۔

اور شاید یہی وجہ ہے کہ آپ کے جواب الجواب میں میں نے جو کچھ لکھا ہے اس کی فوٹو کاپی درانی صاحب کو بھیجی تو اس کے مطالعے کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا کہ محمد میاں سے خط و کتابت شاہین صاحب کے بجائے مجھے خود ہی کرنی چاہئے۔ میرے اس قیاس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ بدعت و اجتہاد کے تعلق سے آپ کے اور درانی صاحب کے خیالات میں بعد المشرقین اور زمین و آسمان کا سا فرق ہے، یعنی آپ تو بدعات مستحبہ، بدعات حسنہ اور بدعات مندوبہ کے قائل ہیں جبکہ درانی صاحب صحاح ستہ سے "ناثابت" ہر عبادت، ہر ذکر اللہ، ہر تلاوت قرآن، ہر دعا اور ہر خیر و بھلائی کے "معروف" کام کو بدعت اور جہنمی اور دوزخی اور ناری کام قرار دے رہے ہیں اور اجتہاد کی کسی سبیل اور کسی راستے کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں۔ پھر آپ نے دور انحطاط میں اجرت پر دینی تعلیم دینے کو بدعات مستحبہ، بدعات مندوبہ اور بدعات حسنہ میں شمار کیا ہے (خط 24-1-95) جبکہ اس کے خلاف بریڈفورڈ کے راوی نمبر۴۶، میں آپ کے منور صاحب بٹ نے لکھا ہے کہ (مفہوم) "علامہ

احسان الہی ظہیر کہا کرتے تھے کہ اسلام میں تنخواہ دار مولوی کا کوئی تصور نہیں اور نہ ہی دین کی تعلیم و تبلیغ کے عوض معاوضہ وصول کرنا جائز ہے"(95-4-29)۔ لہذا اب بتائیں کہ بدعت کے خصوص میں فرمان خداوندی کو اپنی کج بحثی سے میں Confuse کر رہا ہوں یا آپ ؟ پھر آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ (۱۰) (مفہوم) "اللہ تعالیٰ کفار مکہ کو بتا رہا ہے کہ یہ کوئی نرالا رسول نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی رہنمائی کے لئے انسانوں میں سے ہی اپنا رسول Selectکرتے ہیں ۔ پھر جب یہ آیت مکمل ہونے لگی تو فرمایا کہ، میں نہیں جانتا تمہارے ساتھ کل کیا ہوگا اور میرے ساتھ کیا؟۔ توکیا آپ اتفاق کریں گے کہ یہ آیت خوش عقیدہ، ذی اعتقاد اور دین میں غلو کرنے والوں کو صاف صاف ہدایت دے رہی ہے کہ نبی نبی ہے خدا نہیں ہے"۔-----توآپ کے ان خیالات کے جواب میں میں عرض کروں گا کہ میرے بھائی! کتنے افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ آپ آج بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور انور ﷺ کو علم نہیں کہ خداوند کریم کفار مکہ کے ساتھ یا مسلمانوں کے ساتھ یا خود ان کے اپنے ساتھ کیا کرے گا؟ بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر یہاں تک لکھ بیٹھے ہیں کہ یہ آیت خوش عقیدہ، ذی اعتقاد اور دین میں غلو کرنے والوں کو بتا رہی ہے کہ نبی نبی ہے خدا نہیں ہے، یعنی چونکہ انہیں علم نہیں کہ خداوند کریم قیامت کے دن ان کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا اور بوجہل وبولہب کے ساتھ کیا؟ لہذا جو خوش عقیدہ اور ذی اعتقاد مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ کو علم ہے کہ خداوند کریم کل ان کے اپنے ساتھ اور بوجہل وبولہب کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا تو وہ دین میں غلو کرکے حضور نبی ء مکرم ﷺ کو "خدا" بنا رہے ہیں توآپ کی ان عبارات پر میرا یہ تجزیہ اگر درست ہے تو ذرا آپ ہی بتائیں کہ صحاح ستہ بلکہ دنیا بھر کی تمام کتابوں سے زیادہ سچی کتاب قرآن کریم نے کیا قدم قدم پر یہ نہیں بتایا ہے کہ نیکیوں پر عمل پیرا رہنے والے مومنین اور گناہوں سے بچنے والے مومنین یقیناً جنت میں جائیں گے جبکہ کفر وشرک اور گمراہی وضلالت کے حاملین جہنم کے مہان بنائے جائیں گے۔ میرے بھائی! کیا یہ اس کتاب کی بات نہیں جس میں شک وشبہ کی ذرہ برابر بھی ایک مومن صالح کے لئے کوئی گنجائش نہیں ؟ ذٰلک الکتاب لاریب فیہ (۲:۲)۔

توکیا آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو اس مقدس کتاب کی صداقت پر یقین نہیں ؟ شک وشبہ ہے ؟ اور کیا یہ حقیقت اظہر نہیں ؟ کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ نے دس صحابہ ؓ کو جنتی اور حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہریٰ ص ء اور حضرات حسنین کریمین ؓکو جنتی عورتوں اور جنتی مردوں کا "سردار" بتایا ہے۔ اگر بتایا ہے تو پھر آپ کیسے فرما رہے ہیں کہ انہیں کل کی باتوں کا جاننے والا ماننے والے خوش عقیدہ اور ذی اعتقاد مسلمان دین میں غلو کرکے انہیں "خدا" بنا رہے ہیں۔ کیا آپ کو یقین نہیں ؟ کہ بوجہل وبولہب کافر ومشرک اور رسول محترم ﷺ صاحب ایمان مومن ہیں۔ اگر ہے تو پھر بوجہل وبولہب کو کامل یقین کے ساتھ جہنمی و دوزخی اور مالک جنت، ساقیء کوثر ﷺ کو بغیر کسی شک وشبہ کے جنتی ماننے میں کیا اشکال ہے ؟ آخر آپ کا اس موقع پر یہ آیت پیش کرنے کا مقصد سوائے اس کے اور کیا ہے ؟ کہ آپ نے صحیح معنوں میں اپنے منکر فضائل رسالت ہونے کی خود تصدیق کردی ہے، یا میں غلط بیانی کر رہا ہوں ؟ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ (۱۱) (مفہوم) "مسلمان اگر قرآن کو آنکھیں کھول کر پڑھیں تو وہ بزرگان دین کی عقیدت میں بیجا مبالغے سے بچ جائیں جس میں مبتلا ہوکر یہودی اور عیسائی گمراہ ہوئے اور ہاویہ میں جائیں گے۔

اللہ ہمیں اور آپ کو اس بدعقیدگی سے بچائے"۔----تو آپ کے اس خیال شریف کے جواب میں عرض ہے کہ خوش عقیدہ اور ذی اعتقاد مسلمان رسول اللہ ﷺ کو اگر شفیع، غیب کا عالم، شاہد، محمد، اکبر، طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام کرنے والے، مددگار، خاتم النبیین، کافروں اور مومنوں کے کل سے آگاہ، رء وف رحیم، رحمۃ للعالمین اور ہر عالم کے لئے بشیر ونذیر مانیں تو کیا دین میں غلو کر کے ان کو "خدا" بنا دینے والے بن جائیں گے؟ جواب مرحمت فرمائیں۔ آگے چل کر آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ (۱۲) (مفہوم) "قبوری شریعت کے بعض عاملین اور کئی مولوی اپنے آپ کو سگ دربار مدینہ، مدنی سرکار کے کتے اور نعلین مبارک کے صدقے وغیرہ الفاظ لکھتے ہیں حالانکہ حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو عزت ووقار اور اکرام کی تعلیم دی ہے اور اللہ پاک نے انسانوں کو احسن تقویم پر پیدا کیا ہے، مگر ایمان اور عمل صالح سے محروم ہو کر وہ اسفل سافلین میں جاگرتا ہے۔ اگر آپ اس عقیدے کی تصحیح فرمائیں تو مجھے بڑی خوشی ہوگی، اس میں آپ کی عزت بھی ہے"۔---- تو آپ کے ان خیالات وارشادات کے جواب میں پہلے تو حضرت اجمل سلطان پوری کی ایک مسدس کا سوال وجواب عرض ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ؎

مثال کے طور پر سمجھ لو اگر کسی نے مثال دی ہے کہ اس کا چہرہ ہے چاند جیسا تو کیا وہ دراصل چاند ہی ہے؟

بہادر انساں کو شیر کہنا بھی اک مثال بہادری ہے چراغ خورشید کو دکھانا مثال کی یہ بھی اک کڑی ہے

مثال دینے سے اصل شے کی کبھی حقیقت نہیں بدلتی

لباس بدلو ہزار لیکن جو ہے وہ صورت نہیں بدلتی

پھر حضور محدث اعظم ہند ابوالمحامد سید محمد اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مقولہ پیش ہے کہ، اے محتسب! آں کہ ننگ تست او فخر من است۔ یعنی آپ میرے بھائی! اگر اپنے آپ کو حضور ﷺ کے دربار پاک کا کتا اور سگ کہلوانے یا بننے میں اپنی بے عزتی اور توہین محسوس کرتے ہیں تو ہم آپ کو مجبور نہیں کرتے کہ خوامخواہ ہی آپ اپنے آپ کو ان کے دربار کا سگ لکھیں یا کتا کہیں، لیکن آپ پر یہ ضرور واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ امام مالک جیسے ہمارے بزرگان دین اگر حضور پاک ﷺ کے غلام حضرت امیر معاویہ ؓ کے گھوڑے کے پاوں سے لگی مٹی سے بھی اپنے آپ کو کمتر سمجھتے تھے تو ہم اگر اپنے آپ کو حضور پاک ﷺ کے در کا کتا سمجھیں یا سگ کہیں تو اس میں ہماری بے عزتی نہیں، عزت ہی عزت ہے، جہنم ہاویہ اور اسفل سافلین تو ان کے دشمنوں بوجہلوں اور بولہبوں کا مقدر ہے۔ پھر آپ پر یہ حقیقت بھی آشکار ہوگی کہ کتا ایک ایسا جانور ہے جو کسی در کا بن جائے تو پھر بنا ہی رہتا ہے، بھوکا پیاسا رہ کر بھی وہ مالک سے بے وفائی ہرگز نہیں کرتا، بلکہ اگر کسی سبب مالک اسے مارپیٹ کر گھر سے نکال بھی دے تو یہ برا نہیں مناتا اور کسی بھی لمحے مالک کی ایک آواز پر دم ہلاتا چلا آتا ہے۔ تو اس کی ان خوبیوں کے سبب سرکار دوعالم ﷺ کے در سے تعلق غلامی کا اظہار کرنے کے لئے خوش عقیدہ اور ذی اعتقاد مسلمان گھوڑے جیسے خوبصورت اور شیر جیسے بہادر جانوروں کے بجائے اپنے آپ کو ان کے در کے کتے کے مشابہ سمجھیں تو کیا برا کرتے ہیں؟ سنئے تو! بریلی شریف کے مظلوم محب رسول کتنے پتے کی

بات کہہ گئے ہیں اپنے ان اشعار میں، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ؂

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

آپ نے رہبانیت کو پھر ضلالت و ذلالت اور بدعت و جہنمی کام قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ (۱۳) (مفہوم) "قرآن پاک عیسائیوں کے اس زعم کو صاف الفاظ میں Condemn کر رہا ہے کہ اس طریقے سے وہ قرب خداوندی حاصل کر لیں گے"۔----- حالانکہ میرے بھائی! متن قرآن کریم تو صاف لفظوں میں یہ ظاہر کر رہا ہے کہ جن عیسائیوں نے رہبانیت کی رعایتوں کو نباہ لیا اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر عطا فرمائے گا، اس لئے سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر آپ کیوں قرآن پاک کے منشا کے خلاف رہبانیت کو بدعت و جہنمی کام قرار دینے پر ہی بضد ہیں۔ لیجئے، قرآن پاک کے متن کا ترجمہ حاضر ہے (مفہوم) "اور رکھ دی ہم نے عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ چلنے والوں کے دلوں میں نرمی اور مہربانی اور ترک کرنا دنیا کا جو انہوں نے نئی بات نکالی تھی ہم نے نہیں لکھا تھا یہ ان پر، مگر کیا چاہنے کو اللہ کی رضا مندی، پھر نہ نباہا اس کو جیسا چاہئے تھا نباہنا، پھر دیا ہم نے ان لوگوں کو جو ان میں ایمان دار تھے ان کا بدلہ، اور بہت ان میں نافرمان ہیں" (۵۷:۲۷)۔

اس ترجمے کو میں بار بار پڑھتا ہوں لیکن کہیں ہلکا سا اشارہ بھی نہیں محسوس کر پاتا کہ خداوند کریم نے اس میں رہبانیت کو جہنمی بدعت قرار دیا ہو۔ ہاں! رہبانیت کی رعایتوں کے نباہ نہ سکنے کا شکوہ یا نشان دہی ضرور موجود ہے لیکن اس کے ساتھ ہی رعایتوں کے نباہ لینے والے ایمان داروں کو اجر دیئے جانے کا اعلان بھی تو موجود ہے جو مبینہ طور پر آپ کے نظریئے کی تغلیط اور میرے نظریئے کی تصویب کر رہا ہے، لیکن اگر آپ اب بھی اپنے ہی نظریئے کو صحیح اور انسب سمجھ رہے ہیں تو یوں کیجئے کہ اس آیت میں رہبانیت کی جگہ کوئی اور مذموم صفت مثلاً چوری یا زنا یا شراب نوشی یا متعہ کو رکھ کر فرمان خداوندی پر غور فرماتے ہوئے فیصلہ کیجئے کہ کیا رب العالمین متعہ یا شراب نوشی یا چوری یا زنا یا سود خوری کی رعایتوں کے نباہ لینے والوں کو اجر دینے کا اعلان فرما رہا ہے؟ اس بات کو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے درج بالا مذموم حرکات کے کرنے میں کچھ رعایتیں بھی دے رکھی ہیں؟ کہ اِس طرح اور اُس طرح آپ چوری بھی کر سکتے ہیں اور زنا بھی، شراب بھی پی سکتے ہیں اور زہر بھی، یا پھر مجھ سے کوئی نکتہ چھپ رہا ہے تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے، آپ کی بات مستحکم ہوئی تو میں مان لوں گا۔ آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ (۱۴) (مفہوم) "بعض صحابہ ث درویشی یا خانقاہیت یا تجرد و ترہب پر مائل نظر آئے تو حضور عالی مقام ﷺ نے ان کی حوصلہ شکنی کی اور اعلان فرمایا کہ میری شریعت میں رہبانیت کا بدل Alternative جہاد فی سبیل اللہ ہے"۔----- تو میرے خیال سے ان سطور سے آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ رہبانیت صحیح معنوں میں بدعت جہنمیہ ہی ہے حالانکہ حضور اشرف ﷺ تو از روئے شفقت اُن حضرات سے فرما رہے ہیں کہ اس طرح آپ مشقتوں میں پڑ کر اپنی زندگی کو اجیرن کر بیٹھیں گے۔ آپ کا یہ فرمان بالکل ایسے ہی ہے جیسے صوم وصال یا تراویح یا تہجد کے

سلسلے میں آپ نے صحابہ ءکرام ؓسے فرمایا تھا۔ توکیا آپ صوم وصال اور تہجد اور تراویح کو بھی بدعت اور جہنمی کام سمجھ لیں گے؟ یا پھر میری غلط فہمی کو واضح فرمائیے۔ کاش کہ رہبانیت کی مذمت میں لکھی گئی ان سطور کے ساتھ ہی آپ رہبانیت کے Alternative جہاد فی سبیل اللہ سے چند روزہ دنیوی عیش وعشرت کی خاطر رخ پھیر لینے والے اسلامی مراکز مکے مدینے کے بادشاہوں کی مذمت میں بھی دو لفظ لکھ دیتے، جو مکے مدینے کی حفاظت کی ذمے داری مکے مدینے کے ازلی دشمن یہودیوں اور بتوں کے سپرد کرکے میر جعفر اور میر صادق کا کردار ادا کر رہے ہیں ۔ ننگ ملت ننگ دیں ننگ وطن ۔

آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ (۱۵) (مفہوم) "آپ اپنے خطوط میں صحاح ستہ کو بڑے عامیانہ اور سوقیانہ انداز میں چند ہزار صفحات کی کتب قرار دے رہے ہیں اور محب رسول ہونے کے مدعی ہونے کے باوجود ان کی تضحیک و تخفیف Belittle کر رہے ہیں، اپنی حیثیت پر غور فرمائیں"۔-----تو اس کے جواب میں پہلے تو میں اس بے پر کے الزام پر بے چون وچرا غیر مشروط طور پر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں کہ اگر دانستہ یا نادانستہ طور پر میں نے واقعی حدیث پاک کی تضحیک یا تخفیف کی ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔ پھر عرض ہے کہ قرآن وحدیث نے ہم مسلمانوں کو اصول کے طور پر چونکہ بہت سارے "معروفات" کی بجا آوری کا امر فرمایا ہے مثلاً ماں باپ کا ادب کرو، اللہ ورسول دو ﷺ کا ذکر کرو، درود شریف پڑھو، نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو، جہاد کرو، تبلیغ کرو، امر بالمعروف کرو، نہی عن المنکر کرو، حلال وطیب کھاؤ پیو، تلاوت قرآن پاک کرو، دعائیں مانگو، خیر خیرات کرو وغیرہ وغیرہ ۔ اور شریعت کی پابندی کے علاوہ قرآن کریم نے میرے خیال سے ان کی ادائیگی پر کوئی پابندی اور قدغن نہیں لگائی ہے، پھر بھی اپنی بادشاہتوں کے ثبات واستحکام کے لئے یہود ونصاریٰ کی شہ پر مکے مدینے کے بادشاہوں نے اب ان کی ادائیگی صحاح ستہ کے مطابق نہ کرنے والوں کو بدعتی، ناری اور جہنمی قرار دے کر مسلمانوں میں زبردست جھگڑا اور اختلاف کھڑا کر دیا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے چونکہ بے پناہ روپئے پیسے اور سونے چاندی تقسیم کرکے انہوں نے آپ جیسے اپنے بہت سارے حامیق بھی پیدا کر لئے ہیں، اس لئے ان کی تردید میں بطور استدلال مجھے مجبوراً لکھنا پڑا ہے کہ تبلیغ وجہاد کی نت نئی سائنسی اختراعات وایجادات مثلاً ریڈیو، ٹی وی، ٹیلیفون، پرنٹنگ پریس، کمپیوٹر، انٹرنیٹ، ای میل، فیکس، ٹینک، میزائیل، نیوکلیئر ٹیکنالوجی، ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کا بیان ملنا چونکہ صحاح ستہ کے چند ہزار صفحات میں ممکن نہیں، اس لئے اس نئے مسئلے کو منسوخ کیا جائے کہ جو چیز صحاح ستہ کے چند ہزار صفحات میں موجود نہ ہو وہ بدعت اور جہنمی کام ہوگی ورنہ تو پھر چراغ لے کر بھی کسی جنتی کا ڈھونڈنا ناممکن ہوگا۔ اندریں حالات اب آپ ہی بتائیں کہ میرا یہ قول معقول ہے یا نا معقول؟ اگر نا معقول ہے تو اپنی ذات کی شمولیت کے ساتھ پورے سعودی عرب بلکہ پورے انڈیا پاکستان بلکہ پوری دنیا سے مجھے صرف اور صرف ایک ہی ایسا انسان دکھا دیں جس کے خلاف میں یہ ثبوت نہ پیش کر سکوں کہ اس نے نماز پڑھنے، یا روزے رکھنے، یا زکوٰۃ دینے، یا حج کرنے یا شریعت کی پابندی کرنے میں صدفی صد صحاح ستہ کی اتباع اور پیروی نہیں کی ہے بلکہ نماز پڑھنے میں بھی، روزے رکھنے میں بھی، زکوٰۃ دینے میں بھی، حج کرنے میں بھی بیشتر ان بدعات وسائنسی اختراعات وایجادات سے استفادے کا ارتکاب کیا ہے۔ جن کا صحاح ستہ کے چند ہزار صفحات

میں کوئی بھی ذکر کہیں بھی نہیں موجود، ہاتھ کنگن تو آرسی کیا؟ آپ صرف ایک انسان ایسا پیش کر دیں، میں اپنی ہار مان لوں گا اور اس بات کا قائل ہو جاوں گا کہ " معروفات" کی ادائیگی اگر صحاح ستہ میں مندرج، ہیئت وصورت اور شباہت کے مطابق نہ ہو تو بدعت وجہنمی کام ہوگی تو کیا آپ میرے اس مطالبے کو پورا کرنے کی قابلیت وصلاحیت رکھتے ہیں؟ ۔

یہ ہے جیب اور یہ ہے دامن آؤ کوئی کام کریں موسم کا منہ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا

ایک ظالم آپ کی زمینیں آپ سے چھین لے، آپ کے ذریعہ ء معاش کے مقابل ایک مضبوط ومستحکم حریف کھڑا کر دے، چوروں اور ڈاکوؤں کو لگا کر آپ کی ساری زندگی کا اندوختہ ہڑپ کر جائے ۔ پھر ان سب کے باوجود آپ کی "آہ" کو فتنہ پردازی، فرقہ پرستی اور غدر ومستی بھی قرار دے تو کیا یہ صحیح اور درست ہوگا؟ اگر نہیں تو پھر آپ حضرات ہم مومنوں کو درود شریف پڑھنے، دعائیں مانگنے اور تلاوت قرآن پاک کرنے کی پاداش میں بدعتی، جہنمی اور دوزخی قرار دے کر ہم پر جو ظلم وستم کر رہے ہیں ان کی بنا پر ہماری "آہ" کو کیوں ناجائز اور کیوں نامعقول سمجھتے ہیں؟ کیا اس سے بڑا بھی کوئی اندھیر اور ظلم دنیا میں ہو سکتا ہے؟ پھر سعودی عرب سے میرے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے آپ رقمطراز ہیں کہ (۱۶) (مفہوم) "آپ اپنے دورخے پن پر بھی تو نظر ڈالیں ۔ کہ گروہی، مسلکی اور فروعی عقیدے کے اختلاف پر موجودہ سعودی حکمرانوں کی مذمت کرتے ہیں جبکہ ہم ان کے عقیدے کی صحت پر اتفاق کرتے ہیں"۔----- تو اس سلسلے میں پہلی عرض تو یہ ہے کہ آپ اب بھی تعجب ہے کہ سعودی عرب کے عقیدے کی صحت پر ہی اصرار کر رہے ہیں حالانکہ میں مدت مدید سے آپ حضرات سے کتنی کتنی منت وسماجت کے ساتھ مطالبہ کر رہا ہوں کہ سعودی عرب کی طرح غیراللہ سے مدد مانگنے کو شرک، اور صحاح ستہ سے ناثابت معروفاتی امور اور احکامات قرآن وحدیث کو بدعت وجہنمی کام قرار دینے والو! خدا کے واسطے از آدم تا ایں دم ہمیں کائنات سے ایک انسان یا ایک حیوان ہی ایسا بتا دو جس نے اپنی دنیوی زندگی میں نہ غیراللہ سے مدد مانگی ہو نہ صحاح ستہ سے ہٹ کر کوئی سانس لی ہو، ہم تمہارے ممنون ہوں گے ۔ لیکن آپ حضرات اس مطالبے پر کان دھرتے ہی نہیں پھر بھی دعویٰ یہی ہے کہ سعودی عرب کے عقائد سو فیصد درست ہیں حالانکہ ان کے عقیدے کے مطابق تو کائنات میں کوئی بھی انسان مومن اور جنتی نہیں رہ جاتا، کافر ومشرک بن جاتا ہے ۔ پھر آپ لمبی مدت کے بعد وطن مالوف تشریف لے جاتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ تمام ہی دوست واحباب اور اعزا واقربا سے ملاقات کریں لیکن سعودی عربیہ کا سلوک واعتقاد حجاج کرام کے ساتھ دیکھئے کہ یہ بیچارے بڑی مشکل سے زندگی میں ایک بار مکے مدینے پہنچتے ہیں اس لئے ان کی خواہش، آرزو اور تمنا ہوتی ہے کہ ہر ہر تاریخی مقام پر حاضری دے کر ان کی زیارت سے اپنے آپ کو مشرف کریں ۔ لیکن ان کے خلاف سعودی عرب نے یہ طرز عمل اپنا رکھا ہے کہ ہر مقام پر یا تو تالے لگا رکھے ہیں یا ایسے افراد متعین کر رکھے ہیں جو ان کی زیارت کے لئے آنے والوں کو حرم شریف یا مسجد نبوی شریف میں جا کر نمازیں پڑھنے یا تلاوت قرآن پاک کرنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں، بلکہ بعض اوقات تو یہ لوگ مقامات مقدسہ کی زیارت کو ھذا شرک صریح واللہ یا حاجی ھذا شرک صریح بھی کہتے سنے گئے ہیں ۔ تو کیا سعودی عرب اخلاقی، اعتقادی اور دینی اعتبار سے یہ سب کچھ صحیح اور درست کر رہا ہے؟

۶ مارچ ۱۹۹۵ء کے جنگ نے ۵ مارچ ۱۹۹۵ء کے سنڈے ابزرور کے حوالے سے یہ خبر شائع کی ہے کہ (مفہوم) "سعودی عرب کے موجودہ بادشاہ فہد اتنے توہم پرست ہیں کہ ایک نجومی کے کہنے پر انہوں نے اپنے ایک بیٹے عبدالعزیز کی تنخواہ میں چالیس لاکھ پاء ونڈ کا اضافہ کر دیا ہے اور یہ اضافہ اس لئے کیا گیا ہے کہ ایک نجومی نے شاہ فہد سے کہا ہے کہ اگر وہ ہفتے میں ایک بار کم از کم اپنے اس شہزادے کا دیدار کر لیا کریں تو انہیں موت نہیں آئے گی۔ اسی لئے اس مقصد کے تحت شاہ فہد زیادہ سے زیادہ اپنا وقت ریاض میں گذارتے ہیں تاکہ تہتر برس کی عمر ہو جانے کے باوجود شہزادے کی زیارت کر کر کے موت سے بچے رہیں۔ شہزادے پر بادشاہ کی اس فیاضی اور نظر کرم سے شاہی خاندان کے دوسرے افراد حسد کا شکار ہیں"۔----اب خدا کی شان دیکھئے کہ ۶ مارچ ۱۹۹۵ء کے اسی جنگ میں بریڈفورڈ کے محمد شعیب نام کے آپ کی طرح ایک موحد خالص نے "شرک و توحید" کے زیر عنوان جہاں اور بہت سی باتوں کو شرک شرک اور شرک قرار دیا ہے، وہیں علم نجوم کو بھی شرکیہ علم کہا ہے، لہذا اب بتائیں کہ کیا اب بھی آپ موجودہ سعودی حکمرانوں کو سچا پکا موحد ہی سمجھتے رہیں گے؟ میرے بھائی! کیا یہ بھی کوئی بتانے کی بات ہے کہ شاہ فہد اور قرآن پاک دونوں کی زبان عربی ہے اور قرآن پاک نے بار بار یہ بات دہرائی ہے کہ (مفہوم) "جب موت کا متعین وقت آجائے گا تو پھر اس میں ایک ساعت کی بھی تقدیم و تاخیر نہ ہو سکے گی" (۱۰:۴۹ + ۱۶:۶۱ + ۷:۳۴)۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دینی مرکز مکے مدینے کے بادشاہ عملی اور اعتقادی طور پر علی الاعلان ان کی تغلیط و تکذیب کر رہے ہیں، پھر بھی آپ ان کی تصویب و تائید میں پیش پیش ہیں۔ تو کیا یہی توحید و سنت ہے؟ درآں حال کہ آپ کو اس بات کا بھی تحریری طور پر اقرار ہے کہ (۱۷) (مفہوم) "میں یہاں برطانیہ کے انگلش اخبارات میں سعودی عرب کے حکمرانوں اور شہزادوں کی عیاشیوں، بد معاشیوں اور امریکہ و برطانیہ کی ذہنی و مالی غلامیوں کے ایسے ایسے واقعات پڑھتا رہتا ہوں جن کے سبب ساری دنیا ان کی Foolishness پر ہنستی ہے"۔

پھر آگے چل کر مجھے مخاطب کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ (۱۸) (مفہوم) " مگر آپ صدام حسین جیسے ملحد و زندیق، بدمعاش، آمر مطلق، ظالم و جابر اور امریکی ایجنٹ کی اس وجہ سے حمایت کرتے ہیں کہ وہ گیارہویں شریف دیتا ہے"۔----تو اس سلسلے میں پہلی عرض تو یہ ہے کہ مجھے بذات خود علم نہ تھا کہ میں صدام حسین کی اس لئے حمایت کرتا ہوں کہ وہ گیارہویں شریف دیتا ہے، اس لئے آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھ سے بھی چھپی ہوئی میرے دل کی اس حقیقت سے مجھے آگاہ فرما دیا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، کاش مجھے بھی دلوں کی کیفیات جاننے کی قابلیت و صلاحیت حاصل ہو جاتی۔ پھر عرض ہے کہ مجھے چونکہ صدام حسین کے روز و شب، دلی کیفیات اور عقائد و اعمال کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں حاصل، اس لئے اس کے زندیق و ملحد اور امریکی ایجنٹ وغیرہ ہونے نہ ہونے کے بارے میں بھی چپ رہوں گا، البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ جنگ لندن کے ذریعے جو کچھ اس کے بارے میں علم حاصل ہوا ہے ان سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا بھر کے ایک ارب سے زیادہ مسلمان صدق دل سے صدام حسین کے ساتھ ہیں جبکہ صرف اور صرف مسلمانوں کو بدعتی، جہنمی اور مشرک کہنے والے وہی تھوڑے سے لوگ اس کے مخالف ہیں جو سعودی اور کویتی بادشاہوں کی چائے پیتے یا پان کھاتے یا ان کے پیسوں پر پلتے ہیں۔ بلکہ ان میں سے بھی بہت سے حق

پسند بھائی بہنیں صدام حسین کی حمایت کر رہے ہیں۔ یا اگر میں غلط لکھ رہا ہوں تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے۔ صدام حسین کو ملحد وزندیق اور امریکہ کا ایجنٹ، اور سعودی شاہ فہد کو" مومن صالح" قرار دینے والے میرے بھائی! دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا حسین احمد صاحب مدنی بر صغیر پاک وہند کی ایک قد آور دینی شخصیت ہیں۔ مدینے شریف میں دس برس تک درس حدیث دینے کا شرف بھی آپ کو حاصل رہا ہے، وہ سعودیوں کے بارے میں اپنے چشم دید واقعات اعتقادی طور پر ان سے صدفی صد متفق ہونے کے باوجود لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "یہ لوگ رسول پاک ﷺ کی بہت تھوڑی سی فضیلت صرف زمانہ ء اعلان نبوت کے بعد کی مانتے ہیں بلکہ شان رسالت میں انتہائی گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں بلکہ نقل کفر، کفر نہ باشد، یہاں تک کہہ ڈالتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات ﷺ سے زیادہ ہمارے لئے مفید ہے کہ اس سے ہم سانپ کو مار سکتے ہیں جبکہ رسول عربی ﷺ کی ذات پاک اب ہمیں اتنا فائدہ بھی نہیں پہنچا سکتی" (شہاب ثاقب)۔ لہذا غور فرمائیے کہ صدام حسین اگر زندیق، ملحد اور امریکہ کا ایجنٹ ہے تو سعودی حضرات کہاں اس سے ایک انچ بھی کم ہیں۔ یہ تو شان رسالت میں رشدی ملعون کی طرح نہایت ہی گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم نے اپنے جون/ جولائی ۱۹۹۱ء کے شمارے میں ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ، ۳ نومبر ۱۹۴۶ء کو منیٰ کے مقام پر دیئے گئے شاہ عبدالعزیز آل سعود کے ایک خطبے کا ترجمہ شائع کیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ (مفہوم) "لوگ ہمیں وہابی کہتے ہیں لیکن حقیقت میں ہم وہ سلفی ہیں جو دین کے محافظ ہیں، ہم اور ہمارے بیٹے اللہ کی راہ میں جہاد پر ہیں۔ ہم فلسطین سے بھی غافل نہیں، اللہ نے چاہا تو اسے آزاد کرا کے رہیں گے۔ عرب لیگ بھی عالم وجود میں آگئی ہے، اس لئے مجھے امید ہے کہ اب سارے عرب یک جان ہوکر میدان میں اتریں گے۔ مسلمانوں کی صفوں میں مغربی عناصر گھس گئے ہیں جو مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا رہے ہیں"۔

تو یہ تو ہوا ۱۹۴۶ء کا نقشہ، لیکن اب اس کے صدفی صد خلاف دیکھئے کہ یہی غیر وہابی اور سلفی مسلمان جہاد فی سبیل اللہ سے اعراض کرتے اور جان چھڑاتے ہوئے کس مزے سے کفار کے ہاتھوں بیت المقدس، فلسطین، بوسنیا، چیچنیا، بابری مسجد اور خانقاہ چرار شریف کے انہدام و اختتام پر تو بالکل چپ بیٹھے ہوئے ہیں لیکن کویت پر ایک مسلمان ملک کے قابض ہوتے ہی کس بے دردی سے اسلام کے ازلی وابدی دشمن یہودیوں کو اپنا گھر بار، مال و دولت اور عزت وآبرو سب کچھ دے کر اپنا دوست، اپنا مونس، اپنا ہم درد اور اپنا آقا قرار دے کر عراق شریف کی اینٹ سے اینٹ بجا رہے ہیں۔ بلکہ ۱۰ مارچ ۱۹۹۵ء کے جنگ کی مختصر خبروں کے مطابق (مفہوم) "کویت کے وزیر اعظم شیخ سعد العبداللہ الصباح نے مذہبی انتہا پسندوں سے کہا ہے کہ وہ وزیر تعلیم کے خلاف چلائی گئی مہم کو بند کر دیں ورنہ اس قسم کے نازک مسائل کو کھلے بندوں زیر بحث لانے کے سبب ہمیں بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ واضح رہے کہ کویت کے وزیر تعلیم پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے درسی کتابوں سے قرآن حکیم کی وہ آیات نکلوا دیں ہیں جن میں یہودیوں پر تنقید کی گئی ہے"۔---- بلکہ ۲۰ اپریل ۱۹۹۵ء کے جنگ کی مختصر خبروں کے مطابق (مفہوم) "خلیج کی چھ اسلامی ریاستوں کے وزرائے خارجہ نے مشترکہ اعلان شائع کیا ہے کہ ہمیں مذہبی انتہا پسندوں سے تخریب کاری کا خطرہ ہے"۔---- لہذا ان تاریخی بیانات وشواہد کی روشنی میں میرے بھائی! خود فیصلہ کیجئے کہ صدام حسین اگر امریکہ کا ایجنٹ زندیق اور ملحد ہے تو خلیجی ریاستوں خصوصاً کویت اور

سعودی عرب کے بادشاہ بھی کس امریکی ایجنٹ یا ملحد یا زندیق یا رشدی سے کم ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ آج ۱۶ جولائی ۹۵ء کے جنگ نے اپنے اداریئے میں "یواین او کے منہ پر سربوں کے طمانچے" کے زیر عنوان بوسنیا کے مسلمانوں کی مظلوم زندگی کے بارے میں لکھا ہے کہ (مفہوم) "سچی بات تو یہ ہے کہ امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور جرمنی پر مشتمل اس کنٹیکٹ گروپ اور یواین او سے بڑھ کر شرم ناک کردار دنیا کی پچاس سے زیادہ مسلمان حکومتوں اور ان کی نام نہاد تنظیم او آئی سی کا ہے۔ جو اگر چاہے تو ایک ہفتے کے اندر اندر بوسنیا کی صورت حال کا نقشہ ہی بدل جائے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ساری دنیا کی مسلمان حکومتیں اور ان کی تنظیم او آئی سی محض کٹھ پتلیاں ہیں جو دوسروں کے اشارے پر ناچنے کا کام کرتی ہیں۔ مسلمان حکمرانوں کی بے عملی کا عالم تو یہ ہے کہ وہ ان سارے مظالم کے باوجود بوسنیا پر سے ہتھیاروں کی پابندی اٹھوانے کے لئے بھی کچھ نہیں کر سکے، لے دے کے ایران کا دم ہے کہ وہ اس صورت حال کے خلاف تھوڑا بہت احتجاج کرتا رہتا ہے۔ باقی مسلمان حکومتیں جن میں ہماری حکومت بھی شامل ہے بوسنیا کے مسلمانوں کے قتل عام کو ایک تماشہ سمجھ کر اس کے انجام کے انتظار میں دم سادھے بیٹھی نظر آتی ہیں، تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو--"۔

پھر آخر میں آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ (۱۹) (مفہوم) "مجھے امید ہے کہ آپ میری گذارشات پر ٹھنڈے دل و دماغ سے ذرا چند لمحوں کے لئے مخالفت کی بو نکال کر غور کریں گے تو بہت کچھ آپ کے سمجھ آجائے گا"۔----- اس لئے آپ سے گذارش ہے کہ میں نے آپ کے خط کے مندرجات کی تقریباً ایک ایک شق پر اپنی سمجھ اور صواب دید کے مطابق بحث کر کے اپنے مافی الضمیر کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے، اب آپ میری اصلاح فرمائیں تو کرم ہوگا۔ اپنے خط کی ابتدائی سطور میں پہلے صفحے پر آپ نے میرے خط سے متعلق لکھا ہے کہ (۲۰) (مفہوم) "آپ کے طویل خط کی بعض غیر ضروری باتوں، غیر متعلقہ اشعار اور عسیر الفہم طرز استدلال سے صرف نظر کرتے ہوئے مجھے صرف اشارات میں ہی کچھ عرض کرنا پڑے گا"۔----- اس لئے اس کے جواب میں عرض ہے کہ ہماری تحریری گفتگو کتابی شکل میں جب شرک وبدعت کے عنوان سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے سامنے آئے گی تو وہ خود فیصلہ کر لیں گے کہ میں نے غیر ضروری باتیں، غیر متعلقہ اشعار اور عسیر الفہم طرز استدلال اختیار کیا ہے یا آپ حضرات میرے آسان آسان سے سوالات کے جواب سے بھی اعراض کرتے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ سے اور مولانا درانی صاحب سے بھی میری اپیل ہے کہ راوی کے اداریئے پر مولانا درانی صاحب کے درد دل پر مشتمل پہلی تحریر اور اس کے بعد کی میری اور ان کی اور آپ کی تمام تحاریر کی ایک ایک فوٹو کاپیاں ہم تینوں حضرات ایک دوسرے کو بھیج دیں تو انسب ہوگا کہ پھر کسی کو کتاب کے مشمولات میں قطع و برید یا تغیر و تبدل کا شکوہ نہ رہے گا۔ میری تحاریر میں کوئی بات، کوئی جملہ یا کوئی لفظ بھی ناجائز طور پر آپ کے دل کو ٹھیس پہنچا جائے تو میں اس کی پیشگی ہی معافی مانگے لیتا ہوں، اس لئے کہ میرا مقصد گفت و شنید آپ حضرات کا دل دکھانا نہیں بلکہ حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا داد فضل و کمالات کا اثبات اور ان کو شرک و بدعت اور جہنمی کام قرار دینے کا انسداد و استیصال ہے اور بس۔

ہر درد مند دل کو رونا مرا رلا دے بے ہوش جو پڑے ہیں شاید انہیں جگا دے

فقط محمد میاں مالیگ 16-07-95

مکتوب 6 از شفیق الرحمن صاحب شاہین

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

27-07-95

مکرمی و محترمی جناب بزرگوارم محمد میاں مالیگ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید واثق ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے،

دینی مباحث و مذاکرات سنجیدگی اور متانت کا تقاضہ کرتے ہیں، اس لئے ان کو شعر و شاعری اور لاطائل غیر متعلق باتوں سے ملوث نہیں کرنا چاہئے اور شاید آپ اس سے بھی اتفاق فرمائیں کہ طویل تکرار سے عبارت میں حسن پیدا نہیں ہوتا بلکہ طلاقت و بلاغت میں کمی آجاتی ہے۔ بہر حال آپ اپنے طریق بحث میں آزاد ہیں۔ قرآن مجید اصولی اور بنیادی عقیدے کی کتاب ہے، اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی کے لئے ایک نقشہ Plan ہی نہیں بھیجا بلکہ اس کی تشریح اور عملی تفسیر و تفصیل کے لئے اپنا چنا ہوا رسول مبعوث فرمایا، آنحضرت ﷺ کے قلب مطہر پر وحی کا جو نور نازل کیا گیا اس سے مخلوق خدا کی راہنمائی، تزکیہ اور حکمت کی تعلیم پر مشتمل تعلیم احادیث کی شکل میں ہماری ہدایت کے لئے قیامت تک موجود ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کے انداز تحریر سے ان کا استخفاف محسوس ہوتا ہے۔ جب آپ انہیں چند ہزار صفحات کی صحاح ستہ قرار دیتے ہیں، ایک صاحب ایمان کا شعار یہ نہیں ہونا چاہیئے، ہاں! منکرین حدیث و سنت کی کورچشمی نے ان سے ایمان کی حرارت چھین لی ہے۔

استمداد و استعانت و دعا کے بارے میں جو کچھ میں نے اپنے سابقہ مکاتیب میں لکھا تھا وہ ایک اوسط سطح کے مسلمان کے لئے کافی تھا اور میں اس پر مزید کسی اضافے کی ضرورت نہیں سمجھتا، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ توحید خالص کے ذکر پر انقباض اور الرجی محسوس کرتے ہیں۔ میرا دل نہیں چاہتا کہ آپ کا شمار ان لوگوں میں کروں جن کا ذکر قرآن میں اس طرح آیا ہے کہ "جب تم اپنے ایک ہی رب کا ذکر اس قرآن میں کرتے ہو تو یہ نفرت سے منہ موڑ لیتے ہیں"۔ (بنی اسرائیل:۴۶) یعنی انہیں یہ بات ناگوار ہوتی ہے کہ تم بس صرف ایک اللہ ہی کو رب مانتے ہو، ان کو یہ وہابیت ایک آن پسند نہیں آتی کہ بس اللہ ہی اللہ کی رٹ لگاتے رہو، نہ بزرگوں کے تصرفات نہ آستانوں کی فیض رسانی کا اعتراف، ان کے خیال میں یہ عجیب نبی ہے جو صرف ایک اللہ کو عالم الغیب والشھادہ، قادر کریم، صاحب تصرفات اور کلی اختیارات والا مانتا ہے، آخر ہمارے

آستانوں والے بھی تو کوئی ہستی ہیں، جن کے ہاں سے ہمیں اولاد ملتی ہے، بیماروں کو شفا نصیب ہوتی ہے اور منہ کی مرادیں ملتی ہیں، دوسری جگہ قرآن میں یوں ارشاد ہے "جب صرف اللہ واحد کا ذکر ہوتا ہے تو آخرت پر ایمان کی کمزوری والے اپنے دل میں شمازت Bitterness محوس کرتے ہیں لیکن جب ماسوا کا ذکر ہو تو بشاش ہوجاتے ہیں" ۔(الزمر۴۵:۳۹) یہ مشرکانہ ذوق رکھنے والے لوگوں کی حقیقی صورت حال اللہ پاک نے بیان کردی ہے، بدقسمتی سے کئی مسلمانوں کو یہ بیماری لگ گئی ہے، زبان سے تو اقرار توحید ہے لیکن خدائے واحد ویکتا کا ذکر ہوتے ہی ان کے چہرے بگڑنے لگ جاتے ہیں۔ ان کے طرز عمل سے صاف پتہ چل جاتا ہے کہ ان کو اصل دل چسپی اور محبت کس سے ہے۔ مذکورہ آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسی نے لکھا ہے اور یہ ان کا اپنا ذاتی تجربہ و مشاہدہ ہے، ایک روز میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی کسی مصیبت میں کسی وفات یافتہ بزرگ کو مدد کے لئے پکار رہا ہے، میں نے کہا، اللہ کے بندے اللہ کو پکارو، وہ خود فرماتا ہے، واذا سالک عبادی عنی فانی قریب، اسے میری یہ بات سن کر سخت غصہ آیا اور بعد میں مجھے لوگوں نے بتایا کہ وہ یہ کہتا تھا کہ یہ شخص اولیاء اللہ کا منکر ہے۔ بعض لوگوں نے اس کو یہ کہتے بھی سنا کہ اللہ کی نسبت ولی جلدی سن لیتے ہیں (روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی) تیسری جگہ قرآن میں ہے کہ "جب اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم ماننے سے انکار کردیتے تھے اور جب اس کے ساتھ دوسروں کو ملایا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے اور اب فیصلہ خدائے بزرگ و برتر کے ہاتھ میں ہے" ۔(المومن ۱۲:۴۰) یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جن کو توحید خالص سے آج بھی چڑ ہے اور مشرکانہ ذوق کے بغیر انہیں چین نہیں آتا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں ان لوگوں کے زمرے میں ہونے سے بچائے، آمین۔

رہبانیت کو میں نے نہیں قرآن نے بدعت (مذموم) قرار دیا ہے، معاف فرمائیں آپ میرے سامنے (سورۃ الحدید۲۷:۵۷) کا غلط ترجمہ نہیں کرسکتے۔ درست ترجمہ یہ ہے، "اور رہبانیت انہوں نے خود ایجاد کرلی، ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر اللہ کی خوش نودی کی طلب میں اپنے زعم میں انہوں نے آپ ہی یہ بدعت نکال لی اور پھر رضائے خداوندی کی پابندی کرنے کا جو حق تھا وہ بھی ادا نہ کرسکے۔ ان میں سے جو لوگ اہل ایمان تھے ان کا اجر ہم نے ان کو عطا کیا مگر اکثر لوگ ان میں فاسق وفاجر ہیں"۔ اسی رہبانیت کے انڈے بچے آگے چل کر مروجہ تصوف میں مزید بدعات مذمومہ کا باعث بنے اور فلسطین، یونان، ایران، انڈیا اور پاکستان تک پھیل گئے، مزید معلومات کے لئے تذکرۃ الاولیاء اور Books of Saints کا مطالعہ آپ کی آنکھیں کھول دے گا۔ آنحضرت ﷺ خلق عظیم کے مالک تھے مگر ہمیشہ انکسار اور تواضع اختیار فرماتے تھے کہ رء وف رحیم بالمومنین تھے۔ کبھی غرور وتکبر کا مظاہرہ نہیں فرمایا، کبھی اپنے آپ کو فوق البشر

Super human نہیں سمجھا اور خوشامد، غلو، مبالغہ آرائی کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔ ایک مرتبہ ایک بدو نے آپ سے مخاطب ہو کر مطلب برآوری کرتے ہوئے کہا، کہ تو بڑا کریم ہے اور تیرا باپ بھی کریم تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، فضول باتیں نہ کر، بلکہ اپنا کام بتا اور اس کا کام کر دیا۔ خوشامد اور چاپلوسی سے نفرت سکھائی۔ ایک دفعہ فرمایا، محض نیک اعمال سے نجات نہ ہوگی جب تک اللہ کریم کا فضل و رحم شامل حال نہ ہو، صحابہ نے تعجب سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا، ہاں! میرے ساتھ بھی خداوند تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہوگی تو بیڑا پار ہے وگرنہ

نہیں۔

ایک مرتبہ مانچسٹر کا ایک یہودی یہاں مسجد میں آویزاں طغروں پر معترض ہوا جس پر کلمہ ء طیبہ اور اس کا انگریزی ترجمہ درج تھا۔ اس نے کہا تم لوگ اللہ داور محمد ﷺ کو مساوی Equalise قرار دیتے ہو جو توحید خالص کے خلاف ہے۔ اسے بتایا گیا پہلا جملہ خدائے واحد کا اعلان ہے اور دوسرے جملے میں یہ اقرار ہے کہ یہ شفاف عقیدہ ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ نے بتایا اور سمجھایا ہے۔ پھر اس یہودی کو بتایا گیا کہ آنحضرت ﷺ کا قاعدہ ء مبارک تھا کہ جب خطوط لکھتے یا لکھواتے تو اس کے آخر میں جو

مہر لگاتے اس کے اوپر اللہ کا نام، درمیان میں رسول اور نیچے اپنا نام ہوتا، اس طرح:

چنانچہ مصر کے حاکم مقوقس کو جو نامہ ء نبوی ٦ھ ء م ٦٢٩ء ء میں لکھا گیا وہ مصری عیسائیوں کی

ایک خانقاہ Convent سے ایک فرانسیسی سیاح کو ملا، جو اب قسطنطنیہ کے میوزیم میں موجود

ہے۔ یہ خط ۱۸۵۸ء ء میں دستیاب ہوا اور خود بڑے بڑے عیسائی محققین اور ماہرین علوم مصریات Egyptology نے اس کی صحت کی تصدیق کی ہے، جن میں ڈاکٹر بلے جر بھی شامل ہیں۔ یہ پرانے اور قدیم رسم الخط میں غیر منقوط ہے۔ آپ کا اور ہمارا ایمان تازہ ہونا چاہیئے کہ یہ اللہ پاک کا ہمارے حضور پاک ﷺ کے ہاتھوں کا معجزہ ہے کہ ہمارے محدثین کرام نے صدیوں پہلے اپنی صحاح اور مسانید و سنن میں زبانی یادداشتی روایات کی بنا پر اس کو اپنی اپنی کتب حدیث میں درج کر دیا تھا مع مہر کی شکل و صورت میں۔ حالانکہ امام بخاری رحمۃاللہ وغیرہم نے اس خط کو دیکھا نہ تھا، اللہ تعالیٰ ان حفاظ حدیث کی قبروں کو نور سے بھر دے کہ ان کی یادداشت اتنی Razor Sharp Memory تھی کہ آپ حدیث کی عبارت اور خط کے مندرجات میں کوئی فرق نہ پائیں گے، صرف ایک جگہ کاتب نبوی نے لفظ داعیہ لکھا ہے اور کتب حدیث میں دعایہ لکھا ہے، دونوں کا مفہوم واحد ہے۔ بہر حال مجھے آپ کی جسارت پر حیرت ہوتی ہے کہ آپ ان کتب مقدسہ کو کمتر خیال کر کے چند ہزار صفحات کی کتب کہتے ہیں، حالانکہ ان میں ہمارے نبی ء کریم ﷺ کے فرامین، احکام، احوال، افعال، سیرت پاک اور ان کے عہد کی تاریخ ہی امت کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے درج ہے، اور اس کے باوجود آپ کا دعویٰ عاشق رسول ہونے کا ہے اور ہمیں وہابی کا لقب دیا جاتا ہے۔ یہ بات نوٹ فرمالیں کہ تمام دنیا کے مسلمان بادشاہوں، فوجی آمروں، مرد یا عورت وزیر اعظموں کا اسلام کے ساتھ برائے نام تعلق ہے، قرآن و سنت کی پاکیزہ تعلیمات پر ان کا عمل نہیں۔ کثیرا منہم فاسقون الا ماشاء اللہ۔

والسلام شفیق الرحمن شاہین 95-07-27

جوابِ مکتوب 6 از محمد میاں مالیگ صاحب

خ

۸۶،

01-09-95

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین!

سلام مسنون، خیریت مطلوب، ۲۷جولائی ۹۵ءء کا مرقوم آپ کا نوازش نامہ مجھے مل چکا ہے، کرم فرمائی کا بہت بہت شکریہ۔ حسب سابق دل کو کھٹکتی آپ کے اس خط کی ہر ہر شق پر مختصر تبصرہ پیش خدمت ہے، مولیٰ تعالیٰ راہ حق و صواب قبول کرنے کی مجھے اور تمام انسانوں کو توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔ آپ نے مجھے شعر و شاعری، غیر متعلق باتوں اور طویل تکرار سے گریز کرتے ہوئے سنجیدگی اور متانت سے بات چیت کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ

(ا) (مفہوم) "طویل تکرار سے عبارت میں حسن پیدا نہیں ہوتا بلکہ طلاقت و بلاغت میں کمی آجاتی ہے"۔----تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ میرے بھائی! میں جو آپ حضرات کے ساتھ بحث و مباحثے اور گفت و شنید میں اپنا اور آپ حضرات کا بھی وقت لگا رہا ہوں اس کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ میری تحریر اور میرے قلم میں حسن و خوبصورتی آجائے اور میں بڑا ادیب بن جاوں۔ بلکہ خدا جانتا ہے کہ میرا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ یا تو آپ حضرات "غیراللہ سے مدد مانگنے اور صحاح ستہ سے ناثابت" عبادت و بندگی، تلاوت و دعا، درود و اذکار، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، کھانے پینے، خرید و فروخت، سفر و حضر، شادی بیاہ، موت میت، نشست و برخاست، تبلیغ و جہاد، تعظیم شعائراللہ اور ماں باپ کے ادب و احترام کو شرک و بدعت اور جہنمی و دوزخی کام قرار دینا چھوڑ کر مسلمانوں کو انتشار و اختلاف سے خدا کے لئے بچالیں کہ موجودہ زمانے میں مسلمانوں کا اتفاق و اتحاد بے حد ضروری ہے، یا کائنات میں سے ایک اور صرف ایک انسان ہی ایسا مہیا فرما دیں جس نے نہ کبھی اللہ کے سوا کسی مخلوق سے مدد مانگی ہو نہ صحاح ستہ کے اندر نامذکور طور و طریقے کی کوئی سانس لی ہو، انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کا ہم نوا بن جاوں گا۔ دیکھئے کہ ایک برائے نام مشرک و بدعتی اور جہنمی و دوزخی اپنے اس معمولی سے مطالبے میں کتنی آسان قیمت پر اپنی شکست اور موحدین و اہل حدیث حضرات کی فتح مبین کی پیش کش کر رہا ہے، لہذا خزانہ ء موحدین و موئیدین اہل حدیث کے کروڑہا کروڑ افراد میں سے ایک ہی ایسا فرد پیش کر کے ممنون فرما دیجئے، ورنہ دنیا کیا کہے گی؟ پھر میں نے آپ کے اس الزام بیجا پر کہ میں نے صحاح ستہ کو چند ہزار صفحات کی کتب قرار دے کر ان کی سخت تضحیک و تخفیف کی ہے اپنے ۱۶جولائی ۹۵ءء کے خط میں بے چون وچرا غیر مشروط طور پر خدا وند کریم کی بارگاہ بے کس پناہ میں اس جراءت و بد عقیدگی سے توبہ و براءت کا اظہار کیا ہے لیکن نہ معلوم کیوں آپ نے حدیث پاک، التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ، کے برخلاف پھر تحریر

فرمایا ہے کہ

(۲) (مفہوم) " مجھے افسوس ہے کہ آپ کے انداز تحریر سے احادیث پاک کا استخفاف ہو رہا ہے، جب آپ انہیں چند ہزار صفحات کی صحاح ستہ قرار دیتے ہیں ۔ ایک صاحب ایمان کا شعار یہ نہیں ہونا چاہیئے"۔-----اس لئے آپ کے اس الزام بیجا پر پھر جواباً عرض ہے کہ میرے اچھے اورپیارے بھائی! میں نے صحاح ستہ کو ان کے استخفاف کی نیت سے نہیں بلکہ آپ حضرات کے ان نہایت ہی غلط اور فرضی عقائد کے جواب میں کہ "غیراللہ سے مدد مانگنا شرک اور صحاح ستہ میں نا مذکور جو بھی معروف و مامور من اللہ کام کیا جائے بدعت اور جہنمی کام ہوگا"۔ نہ چاہتے ہوئے بھی مجبوراً یہ لکھا ہے کہ معروفات و مامورات خداوندی کے ہزارہا ہزار طرزہائے ادائیگی کا اندراج صحاح ستہ کے چند ہزار صفحات میں بھلا کیسے اورکیوں کر ہو سکتا ہے؟ لیکن افسوس کہ میرے اس جائز اور معقول طرز استدلال کو آپ حضرات غلط رنگ اور عجب ڈھنگ سے پیش کر کے بات کا بتنگڑ بنا رہے ہیں اور نہیں سوچتے کہ بالکل یہی گناہ تو صحاح ستہ بلکہ قرآن پاک کے تمام ناشرین حتیٰ کہ مدینہ منورہ کا قرآن کمپلکس بھی کر رہا ہے، کہ آج تک انہوں نے ایک بھی کتاب یا ایک بھی قرآن ایسا نہیں شائع کیا ہے جن میں صفحات نمبر درج نہ ہوں ۔ تو بتایئے کہ قرآن و احادیث کے صفحات کو نمبروں میں محصور کر کے ان حضرات نے بھی میری ہی طرح قرآن واحادیث کی تخفیف کر ڈالی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

(۳) (مفہوم) "استمداد و استعانت و دعا کے بارے میں جو کچھ بھی میں نے اپنے سابقہ مکاتیب میں لکھا تھا وہ ایک اوسط سطح کے مسلمان کے لئے کافی تھا اور میں اس پر مزید کسی اضافے کی ضرورت نہیں سمجھتا"۔----- اس لئے میں آپ کی اس تحریر سے مطمئن نہ ہوتے ہوئے ادنیٰ درجے کا مسلمان بن کر سائل ہوں، مجیب بن کر جواب مرحمت فرمائیں کہ کچھ مسلمان زبان سے تو یہ کہتے رہیں کہ غیراللہ کی عبادت اور غیراللہ سے استعانت شرک ہے لیکن عمل ان کا یہ ہو کہ دھڑلے سے غیراللہ امریکہ، غیراللہ برطانیہ، غیراللہ ڈاکٹر اور غیراللہ فائر بریگیڈ سے مدد مانگتے بلکہ ان کی عبادت بھی کرتے رہیں، تب بھی یہ مشرک کیوں نہ ہوں گے؟ یا ایک مسلمان زندہ مخلوق سے مدد مانگے تب تو مشرک نہ ہوگا لیکن اگر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگ لے تو کیوں اور کیسے مشرک ہو جائے گا؟ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تو اللہ کے شریک نہیں لیکن ساری زندہ مخلوق اللہ کی شریک ہے؟ بینوا وتوجروا۔ پھر اللہ کی وحدانیت سے متعلق قرآن پاک کی تین چار آیات کے مفاہیم بیان فرما کر مجھے مخاطب کرتے ہوئے آپ رقمطراز ہیں کہ

(۴) (مفہوم) "ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ توحید خالص کے ذکر پر انقباض اور الرجی محسوس کرتے ہیں، میرا دل نہیں چاہتا کہ آپ کا شمار ان لوگوں میں کروں جن کو یہ وہابیت ایک آن پسند نہیں آتی کہ بس اللہ ہی اللہ کی رٹ لگاتے رہو، ایسا مشرکانہ ذوق رکھنے کی بد قسمتی سے کئی مسلمانوں کو بیماری لگ گئی ہے، زبان سے تو اقرار توحید ہے لیکن خدائے واحد و یکتا کا ذکر ہوتے ہی ان کے چہرے بگڑنے لگ جاتے ہیں ۔ ان کے طرز عمل سے صاف پتہ چل جاتا ہے کہ ان کو اصل دل چسپی اور محبت کس سے ہے"۔-----سبحان اللہ! سبحان اللہ! آپ کا یہ بیان پر انوار پڑھ کر

میں ملتجی ہوں، جواب عنایت فرماکر ماجور ہوں کہ توحید خالص کیا اسی کو کہتے ہیں کہ انسان زبان سے تو یہ اقرار کرتا رہے کہ "غیراللہ کی عبادت کرنا اور غیراللہ سے مدد مانگنا شرک خالص ہے"۔ لیکن عملی طور پر ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ اور آسٹریلیا جس سے بھی چاہے مدد مانگتا رہے اور جس کی بھی چاہے عبادت کرتا رہے، توحید خالص میں اس سے نہ کوئی خلل آئے گا نہ ایمان خالص میں بگاڑ۔ میرے بھائی! اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے (مفہوم) "مومنو! ظن کثیر سے اجتناب کرو، بیشک بعض گمان گناہ ہیں اور نہ ایک دوسرے کی جاسوسی کرو نہ غیبت" (۴۹:۱۲)۔ لیکن اس کے برخلاف کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ آپ حضرات بلا خوف وخطر ہم مسلمانوں پر شرک وبدعت اور جہنمی کاموں کے ارتکاب کے ایسے ایسے الزامات عائد کرتے چلے جارہے ہیں جن کا نہ کوئی سر ہوتا ہے نہ پیر۔

اب یہی دیکھئے تعجب بلکہ افسوس کی بات ہے یا نہیں؟ کہ ایک طرف توآپ حضرات یہ کہتے رہتے ہیں کہ ہم (سنی) اللہ کے ذکر سے انقباض والرجی محسوس کرتے ہیں، اس کا ذکر سنتے ہی ہمارے منہ کالے ہوجاتے ہیں اور اس سے ہمیں سخت کوفت پہنچتی ہے جبکہ دوسری طرف حقیقت یہ ہے کہ جب ہم (سنی) ختم خواجگان شریف میں یااللہ یارحمن یارحیم، یاارحم الراحمین، یا غیاث المستغیثین، یا خیرالناصرین، یا قاضی الحاجات، یا دافع البلیات، یا شافی الامراض، یا کافی المہمات، یا رافع الدرجات پڑھ کر، یا فجر کی نماز کے بعد سورہ ء یاسین شریف یا عشاء کی نماز کے بعد سورہ ء ملک شریف یاجمعہ کی نماز کے وقت سورہ ء کہف شریف پڑھ کر، یا جنازہ و پنج وقتہ نمازوں کے بعد دعائیں مانگ مانگ کر، یا کلمہ ء طیب پڑھ پڑھ کر یا ماہ محرم شریف میں ذکر شہادت سید الشباب اہل الجنۃ کرکے، یا ہر ماہ گیارہویں شریف کرکے، یا ہر ہفتے محفل میلا دپاک سجاکر اللہ کا نام جپتے، اس کا ذکر بلند کرتے، قرآن پاک کی تلاوت کرتے، درود شریف پڑھتے، دعائیں مانگتے اور اپنے دینی بھائیوں کو کھانا کھلاکر دین کی باتیں بتاتے ہیں تو آپ حضرات ہی نہ صرف جل بھن کر کالے ہوجاتے ہیں بلکہ ہمیں بدعتی، جہنمی، دوزخی اور مشرک تک کہہ ڈالتے ہیں، لہذا خود فیصلہ فرمائیے کہ آپ ہم سنیوں کو اللہ کا ذکر کریں تب بھی یا اس کے پیارے محبوب ﷺ کا ذکر کریں تب بھی جینے کہاں دیتے ہیں؟ آپ تو بہرحال، بہرصورت، بہرنوع اور بہرکیف ہمیں مشرک، بدعتی، جہنمی اور دوزخی ہونے کی گالی دینے پر ہی بضد ہیں تاکہ مسلمانوں میں سر پھٹول جاری رہے، امریکہ ومغرب خوش رہیں اور اس کے سبب آپ کی مکے مدینے کی بادشاہت برقرار رہے اور بس۔

بلکہ حد ہوگئی کہ جس طرح آج کل سعودی عرب میں منشیات کے سمگلروں کے سر قلم کرنے کو اسلامی سزا قرار دیا جارہا ہے بالکل اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرنے کے سبب مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی ہمارے لئے مجھے مخاطب کرتے ہوئے یہ سزا تجویز کرتے ہیں کہ (مفہوم) "کہئے جناب! آج کل کی مجالس ذکر میں جن مضحکہ خیزانداز میں ذکر کئے جاتے ہیں، ھوھو کی ضربیں بتیاں گل کرکے لگائی جاتی ہیں، چھولوں کھجوروں کی گٹھلیوں پر آیت کریمہ کا سومرتبہ نہیں سوالاکھ مرتبہ ذکر کیا جاتا ہے، صحابیِ رسول حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ کیا ایسے لوگوں کو کوڑے نہ مارتے؟ سنگسار نہ کرتے؟" (خط ۹ رمضان ۱۴۱۵ ہجری)۔ لہذا اپنے ایمان سے کہئے کہ ؎

خدائے پاک کے ہم سادہ دل بندے کہاں جائیں؟ جو درویشی بھی عیاری ہو سلطانی بھی عیاری

دراصل آپ حضرات کو ہم مسلمانوں کے ساتھ ایسی ضد ہو گئی ہے کہ گویا ہم دولت مند ہونے کے باوجود حضور پاک ﷺ کی اتباع اور پیروی میں میانہ روی اختیار کر کے سادہ زندگی بسر کرتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ ہم بڑے بخیل اور کنجوس ہیں اور اللہ کی نعمت کے اظہار کے لئے اچھا کھاتے پیتے اور اچھا پہنتے اوڑھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ لوگ اسراف وتبذیر کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، لہذا آپ ہی بتائیں کہ ہم لوگ آپ حضرات کا منہ بند کریں تو کیسے؟ اور آپ حضرات کو مطمئن کریں تو کیوں کر؟ آگے چل کر ہمیں کوستے ہوئے آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ

(۵) (مفہوم) "آپ حضرات بزرگوں اور آستانے والوں کو صاحب تصرف، فیض رساں، اولاد، شفا اور منہ مانگی مرادیں دینے والا سمجھتے ہیں حالانکہ یہ سراسر شرک ہے"۔---- اس لئے جواباً عرض ہے کہ میرے بھائی! ہماری طرح آپ حضرات بھی کیا یہی گناہ نہیں کرتے؟ یعنی آپ حضرات بھی شفا لینے کے لئے کیا غیراللہ طبیب، غیراللہ حکیم اور غیراللہ ڈاکٹر کے پاس نہیں جاتے؟ آپ حضرات بھی منہ مانگی مرادیں حاصل کرنے کے لئے کیا غیراللہ عبدالعزیز بن باز اور غیراللہ سعودی عرب کے بادشاہ کو نہیں پکارتے؟ بلکہ اولاد حاصل کرنے کے لئے کیا آپ حضرات بھی کسی غیراللہ کے پاس نہیں جاتے؟ اگر جاتے ہیں تو کیا یہ ڈاکٹر اور یہ بادشاہ اور یہ غیراللہ "اللہ" ہیں؟ اگر نہیں تو پھر جواب عنایت فرمائیں کہ اولاد، شفا اور منہ مانگی مرادیں حاصل کرنے کے لئے آپ حضرات بھی ان اغیار اللہ کے پاس کیوں جاتے ہیں؟ اور صرف ایک اکیلے اللہ سے ہی یہ سب کچھ کیوں نہیں طلب کرتے؟ پھر حضرت سیدنا جبریل ں، حضرت مریم ص، قرآن پاک بلکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟ کہ متن قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت جبریل ں نے حضرت مریم سے فرمایا تھا کہ مریم! (مفہوم) "میں تمہیں صاف ستھرا بیٹا دوں گا" (۱۹:۱۹)۔ تو کیا جبریل ں خدائی کے دعوے دار اور مریم صان کی خدائی کا اقرار کرنے والیں اور قرآن کریم ان دونوں کا تصویب وتصدیق کنندہ ہے؟ یعنی کیا اللہ تعالیٰ شرک کی تعلیم دے رہا ہے؟ کیا وہ مخلوق کو گمراہ کر رہا ہے؟ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ

(۶) (مفہوم) "حضور نبی ء کریم ﷺ صرف اور صرف ایک اللہ ہی کو عالم الغیب والشھادہ، قادر کریم، صاحب تصرفات اور کلی اختیارات والا مانتے تھے"۔---- اس لئے آپ سے سوال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہی صرف اور صرف عالم الغیب والشھادہ ہے، تو حضرات صحابہ ء کرام تھر موقع پر ہر سوال کے جواب میں "واللہ اعلم ورسولہ" کیوں کہا کرتے تھے؟ کیا انہیں علم نہ تھا کہ غیراللہ کو عالم الغیب والشھادہ سمجھنا شرک ہے؟ پھر اور تو اور آپ حضرات بھی ابن تیمیہ، محمد بن عبدالوہاب نجدی، ثناء اللہ امرتسری اور احسان الہی ظہیر کو "عالِم عالَمِ شہادت" کیوں سمجھتے ہیں؟ کیا یہ شرک صریح نہیں؟ کیا یہ برہنہ کفر نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ وجہ بیان فرما کر ممنون فرمائیں۔ کتنے تعجب، کتنے دکھ اور کتنے افسوس کی ہے یہ بات کہ ایک ایک چھٹانک کے ان حضرات نے چند مخلوقات سے کچھ کچھ علم حاصل کر لیا تو آپ حضرات انہیں تو عالم بلکہ بہت بڑا عالم قرار دے رہے ہیں اور پھر بھی صحیح سلامت موحد کے موحد ہی بنے رہے ہیں۔

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آیا نہ اسلام بگڑا نہ ایمان جایا

لیکن جیسے ہی کوئی خوش عقیدہ مسلمان قرآن پاک کی آیات کی روشنی میں یہ مان لے کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے اور سوہنے رسول ﷺ کو عالِم عالِم شہادت کے ساتھ ساتھ عالِم عالِم غیب بھی بنایا ہے تو فوراً ہی چاروں طرف سے شرک شرک اور شرک کے فتووں کی بوچھاڑ جاری ہو جاتی ہے ۔ تو یہ کیسی توحید اور کیسا اسلام ہے ؟ کہ اپنے والوں کے لئے تو سب کچھ روا، سب کچھ درست اور سب کچھ بجا سمجھا جاتا ہے لیکن جیسے ہی آمنہ ص کے در یتیم ﷺ کے لئے کسی فضیلت کا اقرار کیا جاتا ہے فوراً ہی شرک و بدعت اور جہنم کے فتوے صادر ہونا شروع ہوجاتے ہیں، حالانکہ یہی فتوے صادر کرنے والے دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کو صرف خدا نہیں سمجھتے پھر اس کے بعد سب کچھ سمجھتے ہیں، تو یہ قول و عمل کا اتنا بڑا تضاد وہ بھی محبوب رب العالمین ﷺ کے خصوص میں سوچئے کہ ایک مومن کے لئے کتنی بڑی حرماں نصیبی اور کتنا بڑا وبال ہوگا؟ قادیانیوں کی مثال موجود ہونے کے باوجود بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ انکار فضائل رسالت کا اتنا آسان سا معمہ بھی آپ حضرات کی سمجھ شریف میں کیوں نہیں آتا؟ آخر اس کی کوئی تو وجہ بیان فرمائیں ۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ

(۷) (مفہوم) "علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ ایک روز میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی کسی مصیبت میں کسی وفات یافتہ بزرگ کو مدد کے لئے پکار رہا ہے، میں نے کہا، اللہ کے بندے! اللہ کو پکارو، وہ خود فرماتا ہے کہ، واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اسے میری یہ بات سن کر سخت غصہ آیا اور بعد میں مجھے لوگوں نے بتایا کہ وہ یہ کہتا تھا کہ یہ شخص اولیاء اللہ کا منکر ہے" ۔----- اس لئے آپ سے موء دبانہ سوال ہے جواب مرحمت فرمائیں کہ مدد کے لئے اگر مردہ بزرگ کو پکارنا شرک ہے تو زندہ بزرگ یا امریکہ یا مغرب یا برطانیہ وغیرہ کو پکارنا کیوں شرک نہیں ؟ گستاخی معاف ! کیا آپ حضرات اللہ کو زندہ نہیں سمجھتے ؟ اس لئے زندہ بزرگ سے مدد مانگنے میں وجہ اشتراک کے فقدان کے سبب اسے تو "نا شرک" سمجھتے ہیں لیکن مردہ سمجھ کر مردہ بزرگوں سے مدد مانگنے میں وجہ اشتراک کے وجود کے سبب اسے شرک قرار دیتے ہیں، یا پھر وجہ کیا ہے ؟ بیان فرما کر ممنون فرمائیں ۔ آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ

(۸) (مفہوم) "یہ ہے ان لوگوں کا ذکر جن کو توحید خالص سے آج بھی چڑ ہے اور مشرکانہ ذوق کے بغیر انہیں چین نہیں آتا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں ان لوگوں کے زمرے میں ہونے سے بچائے، آمین" ۔-----تو آپ کی اس دعا پر صدق دل سے آمین کہتے ہوئے آپ سے سائل ہوں جواب دیجئے کہ بدعتیوں، مشرکوں، جہنمیوں اور دوزخیوں کی طرح آپ حضرات کو بھی غیراللہ امریکہ اور غیراللہ برطانیہ سے مدد مانگنے میں مزہ کیوں آتا ہے ؟ آخر آپ حضرات کو بھی ان اغیار اللہ سے مدد مانگنے سے چڑ کیوں نہیں ؟ اور ان سے بھی مدد مانگے بغیر آپ لوگوں کو چین کیوں نہیں آتا؟ کہ جب بھی صدام حسین یا ایران کا خطرہ محسوس کرتے ہیں فوراً ہی ایک اکیلے اللہ کو چھوڑ کر غیراللہ امریکہ اور غیراللہ اقوام متحدہ سے مدد کی التجائیں کرنے لگتے ہیں، جواب ضرور عنایت ہو۔ آگے چل کر آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ

(۹) (مفہوم) " میرا دل نہیں چاہتا کہ آپ کا شمار ان لوگوں میں کروں جن کا ذکر قرآن میں اس طرح آیا ہے کہ، جب تم اپنے ایک ہی

رب کا ذکر اس قرآن میں کرتے ہو تو یہ نفرت سے منہ موڑ لیتے ہیں (بنی اسرائیل:۴۶)یعنی انہیں یہ بات ناگوار ہوتی ہے کہ تم بس صرف ایک اللہ ہی کو رب مانتے ہو"۔---- اس لئے اس کے جواب میں بغیر کسی تاویل کے مسلمانوں کو مشرک، بدعتی اور جہنمی قرار دینے والے میرے بھائی! میں آپ کو قرآن پاک میں ہی ذکر شدہ حضرت سیدنا یوسف ؑ کے مکالمے کے مطالعے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ اور قرآن پاک کو صدق دل سے حکم و فیصل مانتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یوسف ؑ کو بھی "موحد خالص" ماننے کی صورت میں ہمیں بھی موحد خالص تسلیم کر لینے میں آپ کو کوئی اشکال محسوس نہ ہوگا۔ دیکھئے کہ یوسف ؑ کتنے واضح اور دوٹوک لفظوں میں اپنے جیل خانے کے دوستوں سے فرما رہے ہیں کہ (مفہوم) "اے میرے قید خانے کے رفیقو! تم دونوں میں سے ایک جو ہے وہ اپنے رب کو شراب پلائے گا" (۱۲:۴۱)۔ پھر یہ بھی نہیں ہے کہ یوسف ؑ نے یوں ہی روا روی میں نادانستہ طور پر ایک مخلوق کو دوسری مخلوق کا "رب" قرار دے دیا تھا۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن پاک میں ہی یوسف ؑ کے اس عقیدے کی تصویب و تصدیق اس طرح فرمائی کہ (مفہوم) "ان دونوں میں سے جس کے بچ رہنے کا گمان تھا اس کو یوسف نے کہا، کہ اپنے رب کے پاس میرا ذکر کرنا، لیکن شیطان نے اس کو بھلا دیا اپنے رب سے یوسف کے ذکر کو، اس لئے یوسف کئی برس جیل میں رہے" (۱۲:۴۲)۔ لہذا غور فرمایئے کہ اگر یوسف ؑ ایک مخلوق کو دوسری مخلوق کا "رب" کہیں تب بھی آپ حضرات کے نزدیک ان کا دین و ایمان سلامت اور وہ حسب سابق "موحد خالص" ہی رہیں بلکہ قرآن پاک میں اللہ رب تبارک وتعالیٰ بھی ان کی تائید و تصویب ہی فرمائے تو ہم مومنین فضائل رسالت اگر خدا کے بعد سب سے معزز، محترم اور مبارک ہستی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ کی عطا سے اکبر، محمد، شاہد، غیب کا عالم، حاضر ناظر، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، روف رحیم اور عالمین کے نذیر وغیرہ مان لیں تو کیوں اور کیسے مشرک، بدعتی اور جہنمی بن جائیں گے؟ کاش آپ حضرات اس نکتے پر ٹھنڈی اور سنجیدہ نظر سے غور و فکر فرماتے۔ آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

(۱۰) (مفہوم) "رہبانیت کو میں نے نہیں قرآن نے بدعت مذموم قرار دیا ہے، معاف فرمائیں آپ میرے سامنے سورۃ الحدید (۵۷:۲۷) کا غلط ترجمہ نہیں کر سکتے"۔----تو اس بارے میں پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ جیسے آپ حضرت سیدنا غوث اعظم یا حضرت سیدنا معین الدین اجمیری یا حضرت سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کوئی قول یا شعر اپنے عقیدے کی حمایت میں بغیر حوالے کے درج فرمائیں اور میں لاعلمی کے سبب اس کی تکذیب یا تغلیط کروں تو آپ کے وجدان پر اس کے باعث جو تاثر قائم ہوگا بالکل وہی تاثر فی الحال میرے دیئے ہوئے ترجمے کی تغلیط و تکذیب پر مجھ پر مرتب ہوا ہے، اس لئے کہ میں نے جو ترجمہ نقل کیا ہے وہ میرا نہیں بلکہ مدینہ منورہ کے شاہ فہد قرآن کمپلکس کے مطبوعہ اس قرآن پاک کا ہے جو حاجیوں کو مفت پیش کیا جاتا ہے اور جس کے مترجم مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی اور محمود الحسن صاحب دیوبندی ہیں۔ پھر آپ نے میرے بھائی! رہبانیت کی بدعت کی رعایتوں کو نباہ لینے والوں کو اجر دیئے جانے کی نسبت کی تکذیب و تردید کر کے ایمان والوں کو اجر دیئے جانے کی جو بات کی ہے وہ وہی ایمان والے تو ہیں جو بدعت رہبانیت کے مرتکب ہوئے تھے، جیسا کہ اسی محولہ قرآن پاک کے حاشئے پر ہے کہ (مفہوم) "یعنی آگے چل کر حضرت مسیح ؑ کے متبعین نے بے دین بادشاہوں سے تنگ ہو کر اور دنیا کے مخمصوں سے

گھبرا کر ایک بدعت رہبانیت کی نکالی جس کا حکم اللہ کی طرف سے نہیں دیا گیا تھا مگر نیت ان کی یہی تھی کہ اللہ کی خوش نودی حاصل کریں، پھر اس کو پوری طرح نباہ نہ سکے" (۵۷:۲۷)---۔ لیکن اگر اپنے ہی قرآن پاک کے اس حقیقت افروز انکشاف کے باوجود آپ اب بھی پہلے والی رائے پر ہی جمے رہیں تو پھر میرا پہلا سوال یہ ہے کہ آپ نے بدعت مندوبہ، بدعت حسنہ اور بدعت مستحبہ کو پہلے کیسے اور کیوں قبول کرلیا تھا؟ پھر یہ کہ قرآن وحدیث نے عیسیٰ ں کی پوری قوم کے اللہ کی رضا کے واسطے بدعت رہبانیت اختیار کر لینے کو واضح لفظوں میں جہنمی بدعت قرار دینے کی بجائے یہ کیوں کہا؟ کہ اللہ کی رضا کی پابندی کا جو حق تھا وہ بھی انہوں نے ادا نہ کیا لیکن ان میں جو اہل ایمان تھے ہم نے ان کو اِن کا اجر عطا کیا۔ تو کیا یہ تعجب خیز بات نہیں ؟ کہ جہنمی بدعت کے عامل و حامل کو اللہ تعالیٰ جنتی اجر عطا فرمانے کا اعلان فرمائے یا پھر آپ ثابت فرمائیں کہ جن اہل ایمان کو آیت مذکور میں اللہ تعالیٰ اجر دینے کا اعلان فرما رہا ہے وہ رہبانیت کی جہنمی بدعت کے عامل و حامل نہ تھے، مہربانی ہوگی۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ

(۱۱) (مفہوم) "اسی رہبانیت کے انڈے بچے آگے چل کر مروجہ تصوف میں مزید بدعات مذمومہ کا باعث بنے اور فلسطین، یونان، ایران، انڈیا اور پاکستان تک پھیل گئے، مزید معلومات کے لئے تذکرۃ الاولیاء اور Books of Saints کا مطالعہ آپ کی آنکھیں کھول دے گا"۔---- تو اس لن ترانی کے جواب میں میرے بھائی! میں یہ کہوں گا کہ آپ جیسے منکرین فضائل رسالت کے کہنے پر میں کیوں بدعات کے خصوص میں اپنی آنکھیں کھولنے کے لئے تذکرۃ الاولیاء اور Books of Saints کا مطالعہ کروں ؟ کیا مجھے علم نہیں کہ آپ حضرات تو فجر کے بعد سورہ ء یاسین شریف، عشاء کے بعد سورہ ء ملک شریف اور جمعہ کی نماز کے وقت سورہ ء کہف شریف پڑھنے کے احادیث میں بے شمار فضائل وارد ہونے کے باوجود ان کے پڑھنے، پھر جنازے اور پنج وقتہ نمازوں کے بعد اپنے اور مومنین و مومنات کے لئے دنیا وآخرت کی خیر کی دعائیں مانگنے، کلمہ ء طیب پڑھنے، درود ابراہیمی کے علاوہ کوئی اور درود شریف پڑھنے، قبور پر مرحومین کی ناموں کی تختیاں لگانے، بلکہ عیدین کے دن سیویں کھانے، مصافحہ کرنے اور بغل گیر ہونے تک کو جہنمی بدعات قرار دیتے رہتے ہیں۔ بلکہ رمضان شریف کی تیسوں تیس تراویحیاں پڑھنا بھی آپ حضرات کے اصول بدعت کے تحت بدعت مذمومہ ٹھہرتی ہیں۔ اندریں حالات آپ کے کہنے پر میں کیوں تذکرۃ الاولیاء اور

Books of Saints پڑھ کر اپنا وقت برباد کروں؟ پھر آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ

(۱۲) (مفہوم) " آنحضرت ﷺ خلق عظیم کے مالک تھے مگر ہمیشہ انکسار اور تواضع اختیار فرماتے تھے کہ رء وف رحیم بالمومنین تھے۔ کبھی غرور وتکبر کا مظاہرہ نہیں فرمایا، کبھی اپنے آپ کو فوق البشر Super human نہیں سمجھا اور خوشامد، غلو، مبالغہ آرائی کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی"۔---- تو آپ کے ان ارشادات گرامی پر میرا تبصرہ یہ ہے کہ میرے بھائی! منکرین فضائل رسالت سے ہمیں شکوہ ہی یہی ہے کہ خدا کے بعد سب سے بڑے مرتبے اور عزت و شان والے رسول ارواحنا فداہ ﷺ کی عاجزی وانکساری کو ہی یہ لوگ حقیقت سمجھ بیٹھے ہیں اور سننے کے لئے تیار نہیں کہ ان کا وہاب رب انہیں کیا کیا عطا فرمانے کا قرآن پاک میں اعلان فرما رہا ہے۔ اللہ کے پیارے رسول ﷺ سے یہ بات

منسوب کرنے والے میرے بھائی! کہ آپ نے کبھی اپنے آپ کو فوق البشر Super human نہیں سمجھا، کبھی خوشامد، غلو اور مبالغہ آرائی کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی ۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں خدا کے لئے جواب تو عنایت فرمائیں کہ خاتم النبیین اللہ دنے رسول اللہ ﷺ کو بھی خاتم النبیین بنایا، توکیا حضور ﷺ نے اس منصب کے قبول سے انکار فرما دیا تھا؟ رب العالمین دنے حضور پاک ﷺ کو رحمۃ للعالمین اور ہر عالم کے لئے نذیر بنایا، توکیا سرکار مدینہ ﷺ نے اسے بھی رد فرما دیا تھا؟ ہماری رگ جاں سے بھی اقرب دنے راحت جان مومن ﷺ کو شاہد کہا، توکیا آپ نے اس کی تکذیب کردی تھی؟ عالم الغیب والشہادہ دنے قرآن پاک میں کہاکہ میں نے غیظ قلب ضلالت ﷺ کو غیب وشہادت کا علم عطا فرمایا ہے، توکیا آپ نے اس کی تغلیط کردی تھی؟ میرے ان تمام سوالوں کے جواب اگر آپ اثبات میں دیتے ہیں تب تو مجھے آپ سے کوئی شکوہ ہی نہیں رہ جاتاکہ آپ کی روح ایمان بالکل ہی اناللہ وانا الیہ راجعون ہوچکی ہے لیکن اگر نفی میں ہے اور یقیناً یقیناً نفی ہی میں ہے تو پھر آپ کیوں اور کیسے یہ لکھ رہے ہیں؟ کہ والی ء دوجہاں ﷺ نے کبھی بھی اپنے آپ کو فوق البشر Super human نہیں سمجھا اور کبھی بھی خوشامد، غلو اور مبالغہ آرائی کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی ۔ میرے بھائی! اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنایا ہے جوایک صفت ہے، پھر سورہ ء یوسف میں حضرت یوسف ں اور خود اللہ رب العزت دنے "رب" ہونے کی نسبت عزیز مصر کی طرف کی ہے، یعنی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رب ہونے کی نسبت وصفت بھی بندوں کے لئے ثابت کی جاسکتی ہے، اس حقیقت سے اگر آپ بھی متفق ہیں تو ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے کہ جیسے رب العزت دنے اپنی عطا سے حضور ﷺ کو "رحمۃ للعالمین" بنایا ہے ایسے ہی "رب العالمین" ہونے کی صفت سے بھی متصف فرما دے توکیا یہ ناقابل تسلیم، غلو، مبالغہ، شرک، بدعت اور جہنمی کام ہوگا؟ میں قسمیہ طور پر یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ آپ حضرات کی بیجا ہٹ دھرمی اور ضد کے سبب میں یہ سوال کرنے کی جسارت کر بیٹھا ہوں ورنہ میرا دل تھر تھر کانپ رہا ہے کہ میں یہ کیسا سوال کر رہا ہوں؟ لہذا خدا کے لئے اب توانکار فضائل رسالت سے باز آجائیے یا اگر مجھ سے ہی کوئی سہویا غلطی یا گمراہی کا صدور ہو رہا ہے تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے، میں توبہ کرنے کے لئے بالکل تیار بیٹھا ہوں ۔ لیکن اگر میری اتنی اتنی منت وسماجت کے باوجود بھی آپ چپ رہے تو پھر خدا ہی آپ سے سمجھے ۔ آپ نے اپنے اس خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ

(۱۳) (مفہوم) " ایک مرتبہ ایک بدونے حضور ﷺ سے مخاطب ہوکر مطلب برآری کرتے ہوئے کہا، کہ توبڑا کریم ہے اور تیرا باپ بھی کریم تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، فضول باتیں نہ کر، بلکہ اپنا کام بتا اور اس کا کام کر دیا۔ خوشامد اور چاپلوسی سے نفرت سکھائی "۔---- تو اس خصوص میں میری عرض یہ ہے کہ دیکھئے! آپ حضرات بات بات میں ہم خوش عقیدہ مسلمانوں کو مشرک مشرک اور مشرک قرار دیتے نہیں تھکتے اور ہر ہر سانس میں دلیل یہ پیش فرماتے ہیں کہ اللہ ہی عالم غیب وشہادت ہے، اللہ ہی شاہد ہے، اللہ ہی محمد ہے، اللہ ہی اکبر ہے، اللہ ہی مددگار ہے، اللہ ہی حاضر ہے، اللہ ہی ناظر ہے وغیرہ وغیرہ، لہذا ان صفات سے حضور اکرم ﷺ کو متصف کرنا شرک ہے، شرک ہے، شرک ہے ۔ جبکہ آپ کی پیش فرمودہ بالائی روایت میں ہی دیکھئے کہ حضور ﷺ آپ کے اس خود ساختہ اور من گھڑت اصول کے اس طرح لقمے چبا

رہے ہیں کہ بدو نے جب آپ کو "کریم" کہا تو آپ نے اس سے یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ اے بدو! کریم تو اللہ کی ذات ہے، لہذا مجھے کریم کہہ کر تو مشرک ہوگیا اس لئے پھر سے کلمہ پڑھ اور مسلمان بن۔ بلکہ اس کے صدفی صد برخلاف میرے علم کے مطابق فتح مکہ کے موقع پر پابہ زنجیر بولہبوں اور بوجہلوں نے جب آپ کی خوشامد اور چاپلوسی میں غلو اور مبالغہ کرتے ہوئے آپ کو اخ کریم وابن اخ کریم کہا تو آپ نے "فضول باتیں نہ کرو اور اپنے کام بتاؤ" تک نہ فرمایا اور سب کو ہی معاف فرمادیا، جس کے نتیجے میں وہ سب کے سب مسلمان ہوگئے بلکہ صحابی بن گئے۔ لہذا اس اجتماع ضدین کو اب آپ ہی باطل کریں کہ اللہ کی ایک صفت "کریمی" کو حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنے والوں کو حضور ﷺ تو صحابی سمجھ رہے، مومن قرار دے رہے ہیں لیکن پندرھویں صدی کے "وہ ہ اب ی" ان منکرین فضائل رسالت کو موحد خالص اور جنتی قرار دیتے ہیں جو اللہ کی صفت "کریمی" کو حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنے کو "شرک" سمجھے، حالانکہ انہیں علم ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ کے ساتھ ہزاروں ہزار موحد خالص وہ جنتی حضرات بھی موجود تھے جن کو صحابی کہا جاتا ہے لیکن ان میں سے کسی ایک صحابی نے بھی بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کے مطابق نبیء اکرم ﷺ کے لئے اللہ کی صفت کریمی کے انتساب کو شرک نہیں سمجھا تھا۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ

(۱۴) (مفہوم) " ایک دفعہ حضور ﷺ نے فرمایا، محض نیک اعمال سے نجات نہ ہوگی جب تک اللہ کریم کا فضل و رحم شامل حال نہ ہو، صحابہ نے تعجب سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا، ہاں! میرے ساتھ بھی خداوند تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہوگی تو بیڑا پار ہے وگرنہ نہیں"۔----تو حضور ﷺ کے اپنے اور بولہب وبوجہل کے انجام سے بے خبر ہونے کی دلیل میں یہ روایت پیش کرنے والے میرے بھائی! کیا آپ کو علم و خبر نہیں کہ اللہ رب العزت د تو قرآن پاک میں اپنے پیارے محبوب ﷺ کے درجات کے بارے میں یوں فرما رہا ہے کہ (مفاہیم) "میرا محبوب رء وف رحیم ہے" (۱۲۸:۹)، رحمۃ للعالمین ہے (۱۰۷:۲۱)، ہر عالم کے لئے نذیر ہے (۱:۲۵)، میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا (۲:۴۸) حالانکہ ان کے دامن پہ گناہ کا کوئی داغ دھبہ ہے ہی نہیں۔ پھر یہ کہ، ان کی ہر آنے والی ساعت پچھلی ساعت سے بہتر ہوگی (۴:۹۳)، عنقریب میں (اللہ وہاب) ان کو اتنا دوں گا کہ یہ راضی ہو جائیں گے (۵:۹۳)، میرے محبوب کی اطمینان پانے والی اے روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، تو میرے بندوں میں شامل ہوجا اور میری بہشت میں داخل ہوجا (۲۷:۸۹)۔ لیکن کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ آپ کلمہ گو امتی اور سچے موحد و مومن ہونے کے مدعی ہونے کے باوجود، متن قرآن میں "جنتی" قرار دیئے گئے اس عظیم انسان ﷺ کے خلاف ایک انسانی روایت کا سہارا لے کر کس جگر گردے سے یہاں تک لکھنے کی جراء ت کر بیٹھے ہیں کہ ان پر اگر اللہ کی رحمت نہ ہوئی تو ان کو بھی جہنمی اور دوزخی بننا پڑ جائے گا، صرف یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ان کو اپنے اور بولہب وبوجہل کے انجام کے بارے میں کچھ بھی علم نہ تھا۔ اور اتنا بھی نہ سوچا کہ ایک لمحے کے لئے بھی رحمت خداوندی اگر ان سے جدا ہوگئی تو ان کا "رحمۃ للعالمین" ہونا لغو، فضول اور غلط ہو جائے گا کہ عالمین کے اندر ازل سے ابد تک کا ایک ایک لمحہ اور ہر ہر ساعت شامل ہے۔

پھر اس موضوع پر اس طرح بھی سوچئے کہ قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کی "محبوبیت" کا تو یہ عالم ہوگا کہ انتہائی قہر و

غضب کے عالم میں مولیٰ تبارک وتعالیٰ ان کی مقدس زبان سے جب اپنی حمد وثناء سنے گا تو سارا غصہ اور غیظ وغضب رحمت میں تبدیل ہوجائے گا اور سبقت رحمتی علی غضبی کا یوں ظہور ہوگا کہ ارشاد فرمائے گا (مفہوم) "یا محمد ﷺ! ارفع راسک وسل تطع واشفع تشفع" ۔ پھر اس دن حضرات انبیائے کرام ں بھی نفسی نفسی کے عالم میں ہوں گے، خلق خدا فریاد رسی کے لئے ان کی خدمات میں حاضر ہوگی تو وہ جواب عنایت فرمائیں گے، اذھبوا الیٰ غیری، اذھبوا الیٰ غیری، آج تم کسی اور کے پاس جاو، آج تم کسی اور کے پاس جاو۔ جبکہ ہمارا پیارا آقا فرما رہا ہوگا، انا لہا، انا لہا، لوگو آو میں تمہارے واسطے ہوں، لوگو آو میں تمہارے واسطے ہوں۔ وہ اس دن مقام محمود پر فائز ہوں گے، حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہوگا، کبھی حوض کوثر پر آکر ہم بھوکے پیاسوں کو جام کوثر عطا فرما رہے ہوں گے، کبھی میزان پر پہنچ کر ہم گنہگاروں کے نیکیوں کے پلڑوں کو اپنی رحمت سے ہمارے حق میں وزنی بنا رہے ہوں گے اور کبھی پل صراط پر پہنچ کر رب سلم امتی، رب سلم امتی کی دعائیں کرکر کے ہم کو قعر جہنم سے پار فرما رہے ہوں گے ﷺ۔ لہذا اپنے اس عقیدے پر غور فرمایئے کہ کیا واقعی حضور اشرف ﷺ کو اپنے اور بوجہل وبولہب کے انجام کا علم نہ تھا؟ کیا آپ کے اس غلط عقیدے سے قرآن پاک کی آیات، واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان (۵۵:۹) ولمن خاف مقام ربہ جنتان (۵۵:۴۶) ان المتقین فی جنات ونہر (۵۴:۵۴) وغیرہ کی تغلیط وتکذیب نہیں ہورہی؟ یا کیا حضور اشرف ﷺ اتنے گنہگار اور اتنے خاطی ہیں کہ ان کے جرم ان کے حسنات سے بڑھ بھی سکتے ہیں؟ معاذاللہ! معاذاللہ! کاش آپ اتنی جسارت وجراءت تو نہ کرتے۔ آگے چل کر آپ نے پھر تحریر فرمایا ہے کہ

(۱۵) (مفہوم) "بہر حال مجھے آپ کی جسارت پر حیرت ہوتی ہے کہ آپ ان کتب مقدسہ کو کمتر خیال کرکے چند ہزار صفحات کی کتب کہتے ہیں حالانکہ ان میں ہمارے نبیء کریم ﷺ کے فرامین، احکام، احوال، افعال، سیرت پاک اور ان کے عہد کی تاریخ ہی امت کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے درج ہے، اور اس کے باوجود آپ کا دعویٰ عاشق رسول ہونے کا ہے اور ہمیں وہابی کا لقب دیا جاتا ہے"۔----- تو آپ کی ان گل افشانیوں کے جواب میں عرض ہے کہ دیکھئے! میں بار بار وضاحت کرتا چلا جارہا ہوں کہ میں احادیث صحاح ستہ کو چند ہزار صفحات کی کتب ان کے استخفاف کے لئے نہیں بلکہ آپ حضرات کے نہایت ہی غلط، من گھڑت اور خود ساختہ ایک ایسے عقیدے کے بطلان وتغلیط میں کہہ رہا ہوں جس کے سبب ساری کائنات حتیٰ کہ آپ تمام کے تمام حضرات بھی جنتی نہیں رہ جاتے، جہنمی بن جاتے ہیں، دوزخی بن جاتے ہیں، ناری بن جاتے ہیں۔ اگر شک ہے تو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟ ایک انسان یا موحد یا سلفی ایسا پیش فرما دیجئے جس کا کوئی بھی عمل بدعت نہ بنتا ہو، یعنی صحاح ستہ کے مندرجات کے عین مطابق ہو، ذرہ برابر بھی باہر نہ ہو۔ میرا دعویٰ ہے کہ ایسا انسان آپ تو کیا بڑے سے بڑے موحد بھی نہیں پیش کرسکتے، ہرگز نہیں پیش کرسکتے، کبھی نہیں پیش کرسکتے۔ میرے بھائی! کتنے افسوس، کتنے تعجب اور کتنے دکھ کی ہے یہ بات کہ آپ حضرات صحاح ستہ کے استخفاف کے غم میں تو ایسے گھلے جارہے ہیں جیسے میں نے کوئی اتنا بڑا جرم کرلیا ہے کہ جس کا کوئی مداوا ہی نہیں، کوئی درماں نہیں، کوئی علاج نہیں، لیکن ان سیدتنا آمنہ ص کے لال "جان ایمان" ﷺ کے درجنوں درجن خود کردہ استخفاف کا کوئی ملال، کوئی غم اور کوئی حزن نہیں محسوس کرتے آپ حضرات، جن کا صرف ایک استخفاف انکار ختم نبوت کرنے والے قادیانیوں کو دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرف سے مشترکہ، متفقہ اور متحدہ

طور پر تکفیر تکفیر اور تکفیر کا تمغہ وصول کرتے دیکھ بھی رہے ہیں لیکن نہیں سوچتے کہ قبر میں جب فطری طور پر تخلیق کئے گئے اندھے، بہرے اور گونگے فرشتے آکر ہم سے پوچھیں گے کہ (مفہوم) "اب بول! تو ان کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟"۔ تو ہمارا کیا حشر ہوگا؟ اور قیامت کے دن بھی خدائے قہار و جبار کی بارگاہ میں اگر یہ ہماری سفارش نہ فرمائیں گے تو ہم کس طرح اور کب تک تانبے کی زمین پر سوا نیزے پر آئے ہوئے سورج کی گرمی و تپش کو برداشت کر سکیں گے؟

پھر یہ دیکھئے! ماہنامہ الرسالہ دہلی کے موجود اور روزنامہ الجمیعتہ دہلی کے سابق مدیر مولانا وحید الدین خان صاحب اپنے غیر ملکی اسفار کی جلد اول ص ۵۷ پر لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "حج کے مسائل جو قرآن و حدیث میں ہیں وہ اتنے کم ہیں کہ چند صفحات میں لکھے جاسکتے ہیں---"۔ تو کیا میں یہ کہہ دوں کہ انہوں نے حج کی یا قرآن و حدیث کی تخفیف و تصغیر و تحقیر کر ڈالی؟ بلکہ اس کے بعد وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "مگر فقہا نے دوسری عبادات کی طرح حج کے بھی بے شمار مسائل وضع کر رکھے ہیں جن کا احاطہ عام آدمی کے لئے ممکن نہیں، اس اضافے کے حق میں دلیل یہ دی جاتی ہے کہ یہ حجاج کی سہولت کے لئے کیا گیا ہے، مگر اس استدلال میں کوئی وزن نہیں، حقیقت یہ ہے کہ محض فقہی مسائل پڑھ کر کوئی شخص نہ نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ حج کر سکتا ہے، یہ ایسا کام ہے جو دیکھ کر ہی کیا جاسکتا ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے نماز کے مفصل احکام بتانے کے بجائے یہ فرمایا (مفہوم) "جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو اسی طرح تم بھی نماز پڑھو" ---۔ تو دیکھئے کہ اس عبارت میں میری ہی طرح مولانا بھی دوسرے لفظوں میں کتنی وضاحت سے یہ بات سمجھا رہے ہیں کہ کتابوں کے مطابق پوری زندگی بسر کرنا تو بہت بڑی بات ہے، صرف نماز اور حج بھی کوئی آدمی نہیں ادا کر سکتا، لیکن اگر آپ اب بھی یہی سمجھ رہے ہوں کہ صرف اور صرف صحاح ستہ کے مطابق بھی زندگی بسر کی جاسکتی ہے تو میرے بار بار کے مطالبے کے باوجود اس کا کوئی عملی ثبوت کیوں نہیں پیش کرتے؟ ہم بھی تو دیکھیں کہ کون مائی کا لال ایسا ہے جس نے سوفی صد صحاح ستہ کے مطابق ہی زندگی بسر کی ہے اور اس سے سر مو بھی انحراف نہیں کیا ہے، چشم ما روشن دل ماشاد۔

رہ گیا آپ کا یہ دعویٰ کہ میں اپنے آپ کو عاشق رسول سمجھتا ہوں، تو یہ شاید ایسا دعویٰ ہے جس کا ثبوت آپ کبھی نہ پیش کر سکیں گے، اس لئے کہ تحریری اور زبانی طور پر تو بے شک میں لکھتا اور بولتا رہتا ہوں کہ "ارواحنا فداہ ﷺ"، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ عملی طور پر میں نے کب اور کہاں اپنی عزت، اپنی آبرو، اپنی دولت، اپنی زندگی، اپنی اولاد اور اپنے ماں باپ "ان" ﷺ پر نثار کئے ہیں کہ یہ دعویٰ کر سکوں؟ ہاں! بارگاہ رسالت میں عرض گذار ضرور رہتا ہوں کہ ؎

آپ ہی چاہیں تو رکھ لیں آبرو ورنہ حضور! اپنے منہ سے آپ کی نسبت کا دعویٰ اور میں؟

یا یہ کہ اپنیبریلی شریف کے سچے، ستھرے اور مظلوم امام احمد رضا ص کے مطابق یہ عقیدہ ضرور رکھتا ہوں کہ ؎

میں خانہ زاد کہنہ ہوں صورت لکھی ہوئی بندوں کنیزوں میں مرے مادر پدر کی ہے

یعنی میرے والد محترم مولانا محمد یونس صاحب مالیگ رحمۃ اللہ علیہ غریب ہونے کے باوجود ساری زندگی "ان" ﷺ کے فضائل وکمالات پر ایمان لانے کی دعوت دیتے اور منکر فضائل رسالت بننے کے مہلکات و نحوسات سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہے تھے، اس لئے میں بھی یہی کچھ کرتا رہتا ہوں۔ ایسے ہی آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ آپ کو وہابی کا لقب دیا جاتا ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ آپ اگر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ آپ کو شیعہ، یا قادیانی، یا آتش پرست یا ہندو یا سکھ کہنے کی بجائے لوگ "وہابی" کیوں کہتے ہیں؟ تو آسانی سے آپ کا یہ شکوہ رفع ہو سکتا ہے، دراصل آپ حضرات کی روایت بھی چونکہ یہ رہی ہے کہ مثلاً اگر ہم آپ سے موء دبانہ درخواست کریں کہ محبوب خدا ﷺ کو یہ نہ کہیں کہ "یارسول اللہ! ﷺ دل کیجئے" ۔ توجواباً آپ حضرات فوراً ہی بخاری و مسلم، ابو داود و ابن ماجہ اور نسائی و ترمذی بلکہ قرآن پاک سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسی احادیث اور ایسی آیات پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ (مفہوم) "بے شک اللہ امر فرماتا ہے عدل واحسان کا" (١٦:٩٠)۔ یا یہ کہ (مفہوم) "لوگو! عدل کرو، یہ تقوے کے قریب ہے (٥:٨) وغیرہ، لیکن یہ سنی اس کو بھی توہین رسالت اور گستاخیء نبوت قرار دیتے ہیں" ---توچونکہ بالکل یہی طور وطریقہ اور یہی طرز عمل محمد بن عبدالوہاب کا بھی تھا اس لئے ان سے اس مماثلت اور مشابہت کے سبب لوگ آپ لوگوں کو بجا طور پر "وہابی" کہہ دیتے ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ ایک طرف تو آپ حضرات محمد بن عبدالوہاب نجدی کی بے انتہا تحسین وتبریک بھی فرماتے ہیں اور دوسری طرف ان سے منسوب ہونے کو وجہ عار بھی سمجھتے ہیں، تو یہ کیا معمہ ہے؟ کیا قصہ ہے؟ آخر میں آپ لکھتے ہیں کہ

(١٦) (مفہوم) "یہ بات نوٹ فرمالیں کہ تمام دنیا کے مسلمان بادشاہوں، فوجی آمروں، مرد یا عورت وزیر اعظموں کا اسلام کے ساتھ برائے نام تعلق ہے، قرآن وسنت کی پاکیزہ تعلیمات پر ان کا عمل نہیں۔ کثیرا منھم فاسقون الا ماشاء اللہ "۔----- تو اپنے ان زریں خیالات میں آپ نے موجودہ دور کے مسلم بادشاہوں اور حکمرانوں سے متعلق ایک سچی حقیقت کا جس فراخ دلی سے اعتراف فرمایا ہے اس پر میں آپ کو ہدیہ ء تبریک وتحسین پیش کرتا ہوں، اس درخواست کے ساتھ کہ " الا ماشاء اللہ " میں جن بادشاہوں اور جن حکمرانوں کا آپ نے استثنیٰ فرما دیا ہے ان میں خاص طور سے مکے مدینے اور کویت کے وہ حکمران اور وہ بادشاہ بھی شامل ہیں یا نہیں؟ جنہوں نے مسلمانوں کا منہ بند کرنے کے لئے حرمین شریفین کی توسیع کرکے یا بقول ارشاد احمد حقانی (وہابیت کی تبلیغ یا مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑانے کے لئے نہ سہی) قرآن وسنت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اٹھاون بلین پاء ونڈ ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ اور آسٹریلیا کے اپنے ہم عقیدہ مسلمانوں کو دے کر پورا کا پورا اسلامی اثاثہ یعنی مکہ مدینہ اور حجاز مقدس اور کویت وفلسطین، امریکی یہودیوں اور نصرانیوں کے سپرد کر دیا ہے یا بالفاظ دیگر مسلمانوں کو برائے نام چند بوٹیاں دے کر پورا کا پورا بکرا بشوں اور کلنٹنوں کے حوالے کر دیا ہے، امید ہے کہ مہربانی فرماتے ہوئے آپ میرے موجودہ اور گذشتہ تمام خطوط کے تمام سوالات کے تسلی بخش جواب ارسال فرماکر ممنون فرمائیں گے۔ میری تحریر میں کسی جگہ ناگواری محسوس فرمائیں تو اس کے لئے میں پہلے ہی معافی مانگے لیتا ہوں کہ میرا مقصد آپ کا یا کسی کا بھی دل دکھانا نہیں بلکہ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کے فضائل وکمالات کے انکار سے لوگوں کو روکنا ہے اور بس،

فقط، محمد میاں مالیگ 95-09-01

مکتوب 7 از شفیق الرحمن صاحب شاہین

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

14-09-95

محترم ومکرم محمد میاں مالیگ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر، گرامی نامہ ملا، شکریہ ۔ طول طویل کلامی آپ کو مبارک ہو، میں اس معاملے میں آپ کا ثانی اور مثیل نہیں بننا چاہتا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کوئی کتاب لکھنے جارہے ہیں تو پھر آپ کے لئے دیانت کا تقاضہ یہ ہوگا کہ میرے مختصر دلائل کو من وعن نقل فرمائیں اور پھر اس پر تبصرہ فرمائیں تاکہ قارئین دونوں آراء معلوم کرکے کوئی فیصلہ کر سکیں ۔ میں نے اپنے خطوط میں بنیادی مسائل پر بحث کی ہے اور دلائل پر تکیہ صرف قرآن وسنت سے کیا ہے، لیکن آپ نے ان میں سے مستثنیات کو نکالا ہے اور رسوم ورواج اور بدعات کو حق بجانب ٹھہرایا ہے ۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ مندرجہ ذیل تین ضروری سوالوں کا جواب دیں، (۱) شرک کیا ہے؟ جلی وخفی کی وضاحت فرمائیں، عصر حاضر سے مثال دیں؟ کیا مسلمانوں میں بھی شرک فی الذات والصفات والاسماء گھس آیا ہے؟ (۲) بدعت کیا ہے؟ قرآن، حدیث اور لغت سے تشریح کریں، موجودہ زمانے میں ان کی موجودگی کی مثالیں دیں (۳) استمداد اور استعانت کیا ہے؟ ناجائز کی تین مثالیں دیں ۔

آپ کے خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ مذکور کبائر وصغائر کی عام مسلمانوں میں موجودگی ہے ہی نہیں، حالانکہ قرآن وحدیث کی بینات اور عقل عام اور زمینی حقائق کی روشنی میں یہ بیماریاں مسلمانوں میں عموماً پائی جاتی ہیں ۔ آپ براہ کرم قرآن وسنت کے صاف اور صریح احکام میں اور مروجہ رسوم ورواج میں کھلم کھلا فرق کو سمجھئے، پہلے بارہ وفات مانتے تھے، جب اعتراض ہوا کہ یوم موت پر خوشیاں مناتے ہو؟ تو اس کا نام عید میلاد رکھ دیا، جب اس پر بھی اعتراض ہوا کہ سنت کے برعکس یہ تیسری اختراعی عید کہاں سے آگئی؟ تو یہ بچکانہ حوالہ دیا گیا کہ حضرت عیسیٰ ں نے آسمانی نعمت کو عید اول وآخر قرار دیا ہے اور قرآن میں تحدیث نعمت کا ذکر ہے ۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

ایک چالاک یہودی نے حضرت عمر ص کو کہا کہ ہمیں تو حضرت موسیٰ ں کی تاریخ پیدائش معلوم نہیں، کیونکہ وہ مصر میں پیدا ہوئے تھے عہد فرعون، لیکن آپ کو تو یوم مولود معلوم ہے، اگر ہمیں معلوم ہوتا تو ہم جشن مناتے ۔ حضرت عمر صنے جواب دیا کہ، او مکار! ہم نے ہجرت کے دن کو اہمیت دی ہے اور ہجری کیلنڈر اس یوم سے شروع کیا ہے جب رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیرا کا نزول ہوا

اور اسلام کی حاکمیت اور سلطانی کا دور شروع ہوگیا تھا (مراد یہ ہے کہ ہم شخصیت پرست نہیں) حضرت عمرؓ کی دانائی اور دانش مندی دیکھئے! اس وجہ سے توزبان رسالت سے ارشاد ہواکہ اگر بفرض محال میرے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ آپ کو قرآن فہمی کے لئے کافی مطالعے اور تحقیق کی جد وجہد کرنی چاہیئے اور عامی واعظوں اور نیم خواندہ مولویوں کی باتوں میںآ کر تلاعب بالقرآن سے بازآنا چاہیئے، مثلاً آپ کو حضرت مریم ؑ کو بغیر شوہر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹا عطا کئے جانے کا فعل (ہبہ) جبرئیل سے منسوب کرتے ہوئے بالکل خوف خدا نہیں آیا۔ جبریل امین تو خدا کے عطیہ کاپیغام پہنچا رہا ہے اور آپ اس کو الٹے معنیٰ پہنا رہے ہیں، جبریل کے خواب وخیال میں بھی نہ آیا ہوگا کہ کچھ لوگ یہ مفہوم نکالیں گے۔ اسی طرح حضرت یوسف ؑ نے جو تقریر جیل میں کی تھی وہ قرآن میں توحیدی مضامین پر مشتمل چند بہترین آیات میں ایک ہے، لیکن آپ نے اس کا حلیہ بگاڑنے کی ناروا جسارت کی ہے۔ پوری سورہ ء یوسف میں آں محترم ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کو اپنا رب پکارتے ہیں اور اہل مصر اور حاکم مصر اور قیدیوں وغیرہ کے لئے طنزاً کہتے ہیں کہ تم ان کو رب کہتے ہو! میں نے تو اپنے باپ دادا اور پر دادا کا دین اختیار کیا ہے جو اس بنیاد پر ہے کہ ان الحکم الا اللہ، یہ توحید خالص ہے ۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آزری

جب عزیز مصر کی بیوی آں محترم کو دعوت گناہ دیتی ہے تو آپ کا جواب یہ ہے، قال معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای، کیا یہ مناسب نہیں کہ نبی کا جو پوزیشن اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے، اس میں ہم کمی بیشی نہ کریں اور نبی کی شخصیت کو اپنی عجائب پسندی اور غلو، علو اور مبالغہ آرائی سے الوہیت اور نیم خدائی کا رنگ نہ دیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان نفوس قدسیہ کو نوع انسان کی اصلاح کی خاطر مبعوث فرمایا تھا اور صاف کہا تھا کہ یہ مثل کم ہیں، منہم ہیں اور کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ خدا وند تعالیٰ اس کو کتاب و حکمت اور نبوت دے اور وہ لوگوں کو کہے کہ میرے بندے بن جاو۔ نہیں بلکہ وہ تو کہے گا بندہ ء خدا بنو۔ اگر آپ قرآن مجید کو آنکھیں کھول کر اور تعصب کی عینک اتار کر پڑھیں گے تو کبھی جاہلانہ عقیدے اور گمراہی کے پھندے میں گرفتار نہ ہوں گے، سب سے زیادہ نقصان اسلام کو رہبانیت جاہلانہ اور تصوف سے پہنچا، بد قسمتی سے بہت سے لوگ ابھی تک اس کے دام تزویر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ محدثین کرام نے ان تمام افسانوں اور قصہ جات پر جرح وتعدیل کر کے صاف ستھری توحید وسنت کی دعوت پیش کی، تو جاہل ملا اور مکار صوفی خوش عقیدہ قبر پرست اور بدعت پسند لوگ ان کے مخالف ہوگئے۔ اٹھارھویں صدی میں ان سب جاہلیت قدیم کا غلبہ بلاد عرب اور ارض مقدس تک میں پہنچ گیا تھا، تو اس وقت جو حالت حرمین کی تھی اس کے بارے میں New World of Islam کے مصنف نے لکھا ہے کہ اگر محمد ﷺ بھی دوبارہ دنیا میں آجائیں تو مکے مدینے میں جو کچھ ہورہا ہے اس پر اپنی بے زاری کا اظہار کریں۔ تو اس وقت محمد بن عبد الوہاب نے خالص قرآن وسنت کی دعوت پیش کی اور شرک وبدعت کی غلاظت سے پاک کیا۔ آپ صرف اس کی کتاب التوحید پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کی تحریر متکلمانہ موشگافیوں سے پاک ہے۔ یونانی علوم سے متاثر متاخرین فقہاء کی دور از کار خرافات اس میں نہیں ملیں گی۔ اس نے ٹھیٹھ محدثانہ طور پر لکھا ہے، جو بات بھی لکھی ہے دو ٹوک سیدھے سادے الفاظ میں الکتاب والسنۃ کے نصوص سے آراستہ وپیراستہ

کر کے لکھی ہے، کذلک نسلکہ فی قلوب المجرمین ولوکرہ المشرکون۔ سچائی اور صدق وصفا کے پیکر کو ظاہری جمال وآرائش کی کیا ضرورت ہے؟ سچائی اپنے اندر خود ایک نا معلوم کشش رکھتی ہے، حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را۔

ڈاکٹر مصطفی سباعی، دمشق شام میں کلیۃ الشرعیہ میں پروفیسر تھے جب انہوں نے حدیث لٹریچر میں پی ایچ ڈی کیا تو ان کا مقالہ السنۃ تھا، اس نہایت ہی فاضلانہ اور محققانہ مقالے کو کتابی شکل میں جب شائع کیا گیا تو اس میں بہت اضافے کئے گئے تاکہ طلباء اس سے استفادہ کر سکیں۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے احادیث کی اقسام مثلاً مرفوع، موقوف، غریب، حسن، مقبول، متصل السند، علیل، شاذ، ضعیف، مقطوع وغیرہ کی تشریح کی ہے اور آخر میں موضوعات کا تذکرہ کرتے ہیں، تو وہاں انہوں نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے جن لوگوں نے موضوع حدیث بنا کر رسول مقبول ﷺ کے نام منسوب کی وہ شیعہ اور صوفی تھے، حالانکہ ان کو خوب معلوم تھا کہ آنحضرت ﷺ نے ایسے کذابوں کو جہنم کی وعید سنائی تھی۔ آپ دیکھ لیں کہ شیعہ اور صوفی لٹریچر میں جھوٹی حدیثوں کی بھرمار ہے اور اس بات کو بھی ذہن نشین کر لیں کہ دیوبندی، بریلوی اور تبلیغی سکول آف تھاٹ میں زیادہ تر ایسی ہی احادیث پر انحصار ہے۔ آخر میں عرض ہے کہ اس وقت امت مسلمہ کو اختلاف کی نہیں اتحاد کی ضرورت ہے، اس لئے ہم کو چاہئے کہ قرآن وسنت کے عروۃ الوثقیٰ کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور بنیادوں پر اتحاد قائم رکھتے ہوئے معمولی اور جزوی اختلاف کو برداشت کریں اور حل اختلاف کے لئے ردوہ الی اللہ والی الرسول کی طرف رجوع کریں، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم کو صراط مستقیم دکھائے، آمین، دعاء وں میں یاد رکھیں،

والسلام، شفیق الرحمن شاہین، اولڈہم 14-09-95

جوابِ مکتوب 7 از محمد میاں مالیگ صاحب

خ

۸۶،

10-10-95

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین!

سلام مسنون، مزاج گرامی، ۱۴ ستمبر ۹۵ءء کا مرقوم ومرسلہ آپ کا نوازش نامہ مجھے مل چکا ہے، کرم فرمائی کا شکریہ۔ میرے خط کے جواب میں آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے ان پر مختصر سا تبصرہ پیش خدمت ہے، ان کے بھی جواب ارسال فرما کر ضرور ممنون فرمائیے گا۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ (ا) (مفہوم) "طول طویل کلامی آپ کو مبارک ہو، اس معاملے میں میں آپ کا ثانی اور مثیل نہیں بننا چاہتا۔-----" تو اس کے جواب میں

عرض ہے کہ میرے بھائی ! آپ کے کرم فرما دوست مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی نے آپ کے سر میرے سوالات کے جواب کی جو ذمے داری لگائی ہے اور جسے قبول فرماکر آپ نے مجھے خط بھی لکھا ہے، آپ کو کم ازکم اس سے تو پہلو تہی نہیں فرمانی چاہیئے ۔ میرے ہلکے پھلکے سوالات کے جواب میں آپ کی خاموشی آخر کس وجہ سے ہے ؟ وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں ۔ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ

(۲) (مفہوم) "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کوئی کتاب لکھنے جا رہے ہیں"۔----- تو آپ کی اس بالکل صحیح قیاس آرائی کی میں داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ کی دور بینی کس قدر تیز ہے، لیکن میرے بھائی! ایسا بھی لگتا ہے کہ شاید آپ میرے خطوط کو غور سے ملاحظہ بھی نہیں فرما رہے ہیں، ورنہ میرے پہلے ہی خط میں، پہلے ہی صفحے پر میرا یہ جملہ ضرور پڑھا ہوتا کہ (مفہوم) "میرے ہلکے پھلکے سوالات کے جواب میں آپ کی مکمل خاموشی جب کتابی شکل میں منظر عام پر آئے گی تو سوچئے کہ لوگ آپ کے بارے میں کیا تصور قائم کریں گے؟"۔ اس کے بعد آپ نے لکھا ہے کہ

(۳) (مفہوم) "تو پھر آپ کے لئے دیانت کا تقاضہ یہ ہوگا کہ میرے مختصر دلائل کو من وعن نقل فرمائیں اور پھر اس پر تبصرہ فرمائیں تاکہ قارئین دونوں آراء معلوم کر کے کوئی فیصلہ کر سکیں"۔----- تو اس خصوص میں میں یہ کہوں گا کہ میں نے اپنی مقدور بھر ایمان داری سے آپ کی عبارات کے مفہوم لکھ لکھ کر ان پر تبصرے کئے ہیں، لیکن اگر آپ یہ سمجھ رہے ہوں کہ میں نے غلط مفاہیم اخذ کر کے دھوکے، فریب اور بغض و عناد کی راہ اختیار کی ہے تو میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ میری ان دھاندلیوں کی ہی نشان دہی فرمادیں تاکہ قارئین کو میری سفاکی اور غلطی کا علم ہوجائے ۔ پھر مجھے مخاطب کرتے ہوئے آپ رقمطراز ہیں کہ

(۴) (مفہوم) "میں نے تو اپنے خطوط میں بنیادی مسائل پر قرآن وسنت کی روشنی میں بحث کی ہے، لیکن آپ ہیں کہ رسوم ورواج اور بدعات کو حق بجانب ٹھہرا رہے ہیں، اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ مندرجہ ذیل تین ضروری سوالات کے جواب دیں"۔----- لہذا میری عقل وفہم اور سمجھ کے مطابق آپ کے تینوں سوالات کے جواب حاضر ہیں، مطالعے کے بعد ان پر ضرور اظہار خیال فرمایئے گا۔ آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ "شرک کیا ہے؟ جلی وخفی کی وضاحت فرمائیں، عصر حاضر سے مثالیں دیں؟ کیا مسلمانوں میں شرک فی الذات والصفات والاسماء گھس آیا ہے؟"۔----- تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ میرے نزدیک رسول محترم ارواحنا فداہ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے جو جو فضل وکمال عطا فرما دیئے ہیں، ان کو ماننا اور ان کو تسلیم کرنا ہرگز ہرگز شرک نہیں ۔ کیونکہ اللہ کی صفات اور اللہ کے فضل وکمال ذاتی، غیر عطائی، لامحدود، قدیم اور ازلی وابدی ہیں، یعنی ان کی نہ ابتداء ہے نہ انتہا۔ جبکہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ کا ہر ہر فضل وکمال اور ہر ہر وصف وخوبی عطائی، محدود، حادث اور غیر ازلی اور غیر ابدی ہے، لہذا ان کے اثبات وتسلیم سے شرک ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو جو جو فضل وکمال عطا فرما دیئے ہیں، ان کو ماننا اور ان کو تسلیم کرنا ہی اصل ایمان ہے، ورنہ تو ہزار دعوائے توحید وسنت کے باوجود کسی ایک وصف رسالت کا منکر بھی نا مومن ہوگا، بالکل ویسے ہی جیسے قادیانی ایک وصف رسالت کے منکر بن کر ساری دنیا کے

مسلمانوں کی نظر میں ہزار ادعائے ایمان کے باوجود غیر مومن اور غیر مسلم ہی ہیں ۔ ہاں ! اگر کوئی شخص کسی مخلوق میں کوئی صفت، کوئی خوبی یا کوئی بھی کمال اللہ کی عطا کے بغیر ازلی یا ابدی یا قدیمی مانے یا تسلیم کرے تو وہ ضرور ضرور شرک کا مرتکب ہوگا اور اس کی کوئی بھی تاویل پھر نہ سنی جائے گی ۔ پہلے سوال کے جواب کے بعد آئیے آپ کے دوسرے سوال کی طرف، آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ "بدعت کیا ہے ؟ قرآن و حدیث اور لغت سے تشریح کریں ۔ موجودہ زمانے میں ان کی موجودگی کی مثالیں دیں"۔

تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ میرے خیال کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ نے ہم مسلمانوں کو جن جن معروفات کے کرنے کا امر وحکم فرمایا ہے، شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ان کی بجاآوری ہر طرح اور ہر نہج سے جائز اور غیر بدعت ہے ۔ ہاں ! اگر کوئی شخص غیر شرعی طور پر ان کو ادا کرے گا تو بدعت سیئہ اور گناہ کا کام ہوگا ۔ مثلاً رزق کے حصول کے لئے جوا کھیلنا، ورزش کرتے وقت ستر پوشی نہ کرنا، ایسا لباس پہننا جس سے جسم کی ساخت آتار چڑھاو خصوصاً نسوانیت عیاں ہوتی ہو، شب برات یا عید کے دن پٹاخے پھوڑنا، پھلجھڑیاں جلانا، ڈھول باجے بجانا، قرآن شریف، اذان یا حمد ونعت پڑھتے وقت مزامیر کا استعمال کرنا، شادی بیاہ کے موقعے پر پیسے لٹانا، یا عورتوں کا گیت گانا، بچے کی پیدائش پر فلمی گانے اور ناچ کا مظاہرہ کرنا، کسی کے فوت ہونے پر سینہ کوبی کرنا، از راہ تکبر وبڑائی اپنے مقتدیوں، مریدوں یا معتقدین سے قیام تعظیم یا سجدہء تعظیم کا مطالبہ کرنا، اسلامی مہینے کی ۲۹ تاریخ سے پہلے چاند دیکھے بغیر ہی عیدین و رمضان کے تعین پر زور دینا، صد سالہ جشن دارالعلوم کی تقریب میں اندرا گاندھی کو صدر بزم بنا کر علمائے کرام کا اس کے اردگرد تشریف فرما ہونا اور آج ۲۶ ستمبر ۱۹۹۵ء کے جنگ لندن میں شائع شدہ فوٹو کے مطابق سعودی عرب کے عید الوطنی یعنی قومی دن لندن کے سعودی سفیر کا مسز تھیچر کو مدعو کرکے سعودی ڈانس دکھانا وغیرہ وغیرہ ۔ دوسرے سوال کے جواب سے فارغ ہوکر آئیے تیسرے سوال کی طرف ۔ آپ کا تیسرا سوال یہ ہے کہ "استمداد اور استعانت کیا ہے ؟ ناجائز کی تین مثالیں دیں"۔----- تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ استمداد و استعانت کسی سے مدد اور نصرت طلب کرنے کو کہتے ہیں، ان کے ناجائز ہونے کی صورت درج بالا ہی ہیں، یعنی اگر ہم رسول اللہ ﷺ سے اللہ کی عطا شدہ طاقت وقوت مان کر مدد ونصرت طلب کریں تو بلا شبہ یہ جائز وروا ہوگی، لیکن اگر اللہ کی عطا کے بغیر مان کر کسی مخلوق سے مدد طلب کریں تو پھر ناجائز بلکہ شرک ہوگی ۔ تو یہ ہوئے آپ کے تینوں سوالات کے جواب ۔ اگر ان میں آپ میری کوئی خطا یا غلطی محسوس کریں تو اصلاح فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں ۔ آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ

(۵) (مفہوم) "آپ کے خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ شرک وبدعات کے صغائر وکبائر کی عام مسلمانوں میں موجودگی ہے ہی نہیں، حالانکہ قرآن وحدیث کی بینات عقل عام اور زمینی حقائق کی روشنی میں یہ بیماریاں مسلمانوں میں عموماً پائی جاتی ہیں"۔----- تو اس کے جواب میں آپ کے نظریئے سے اختلاف کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ آپ حضرات تو حضور ﷺ کو شاہد، غیب کا عالم، آقا، حلت وحرمت کے حکم کرنے کا اختیار رکھنے والا، شفیع اور ناصر ماننے کو بھی شرک اکبر قرار دے دیتے ہیں، جبکہ حضور ﷺ کے لئے یہ تمام صفات لولی لنگڑی احادیث سے

نہیں بلکہ قرآن پاک کی محکم آیات سے ثابت ہیں ۔ لہذا ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ قرآن پاک کے خلاف ہم آپ کو کیسے سچا اور برحق مان لیں ؟ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ

(۶) (مفہوم) " آپ پہلے بارہ وفات مانتے تھے، جب اعتراض ہوا کہ یوم موت پر خوشیاں مناتے ہو؟ تو اس کا نام عید میلاد رکھ دیا، جب اس پر بھی اعتراض ہوا کہ سنت کے برعکس یہ تیسری اختراعی عید کہاں سے آگئی ؟ تو یہ بچکانہ حوالہ دیا گیا کہ حضرت عیسیٰ ں نے آسمانی نعمت کو عید اول وآخر قرار دیا ہے اور قرآن میں تحدیث نعمت کا ذکر ہے " ۔---- تو اس خصوص میں جواباً عرض ہے کہ میرے بھائی ! مسلمانوں کو مشرک، بدعتی، جہنمی اور دوزخی قرار دینے کے لئے جتنے اور جیسے اور جس قدر بھی سچے جھوٹے الزامات آپ ہم پر عائد کرنا چاہیں، عائد کرتے چلے جائیں کہ اللہ کی پولس یہاں آپ کو پکڑنے کے لئے نہیں آئے گی، لیکن کل قیامت کو پتہ چل جائے گا کہ دال آٹے کا بھاو کیا ہے ؟ رحمۃ للعالمین ﷺ کے یافت کے دن عید منانے کے جواز کے ثبوت میں " عید مائدہ " کو بچکانہ حوالہ کہنے والے میرے بھائی ! قیامت کے دن خداوند قدوس نے اگر مطالبہ کر دیا کہ " عید میلاد " سے جلنے بھننے والے شاہین ! سعودیہ عربیہ کی حکومت کے یافت کے دن ۲۱ ستمبر کو "عید الوطنی" منانے کا ثبوت بخاری و مسلم سے پیش کرو؟ تو کیا آپ پیش کر سکیں گے ؟ کچھ تو غور کریں ؟ پھر یہ بھی کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ مجھے تو آپ اپنے ہر ہر خط میں شعر و شاعری سے گریز کرنے کی تلقین فرماتے رہتے ہیں لیکن آیت قرآن (مفہوم) "اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرتے رہا کرو" (۹۳:۱۱) کے اعتراف و اقرار کے باوجود اس کے بالکل متصل ہی یہ شعر لکھ بیٹھے ہیں کہ ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

جس کا سیدھا سادہ مطلب سوائے اس کے اور کیا ہوا؟ کہ قرآن تو یہ کہتا ہے کہ اللہ کی نعمتوں کا ذکر ہرگز ہرگز اے لوگو! نہ کرو، مت کرو۔ لیکن افسوس کہ بے توفیق فقیہان حرم اللہ کی سب سے بڑی نعمت رحمۃ للعالمین ﷺ کا ذکر پر ذکر کر کے قرآن کو تو بدل رہے ہیں لیکن خود کو نہیں بدلتے، ذکر رسول ﷺ کو بالائے طاق نہیں رکھ دیتے، یعنی رحمۃ للعالمین ﷺ کے ذکر سے باز نہیں آتے ۔ یا اگر میں غلط بیانی کر رہا ہوں تو میری ہدایت فرمائیے ۔ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ

(۷) (مفہوم) "ایک چالاک یہودی نے حضرت عمر ص کو کہا کہ ہمیں تو حضرت موسیٰ ں کی تاریخ پیدائش معلوم نہیں، کیونکہ وہ مصر میں پیدا ہوئے تھے عہد فرعون، لیکن آپ کو تو یوم مولود معلوم ہے، اگر ہمیں معلوم ہوتا تو ہم جشن مناتے، حضرت عمر صنے جواب دیا کہ، او مکار! ہم نے ہجرت کے دن کو اہمیت دی ہے اور ہجری کیلنڈر اس یوم سے شروع کیا ہے جب رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا کا نزول ہوا اور اسلام کی حاکمیت اور سلطانی کا دور شروع ہو گیا تھا (مراد یہ ہے کہ ہم شخصیت پرست نہیں) حضرت عمر ص کی دانائی اور دانش مندی دیکھئے ! اس وجہ سے تو زبان رسالت سے ارشاد ہوا کہ اگر بفرض محال میرے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو عمر ص ہوتا" ۔-----

توآپ کے ان خیالات زریں کے خصوص میں میں یہ کہوں گا کہ قرآن وحدیث پڑھ پڑھ کر عید میلاد پاک اور ذکر رسول ﷺ کو شرک وبدعت اور جہنمی ودوزخی کام قرار دینے والے میرے بھائی! کیا قرآن وحدیث میں اللہ ورسول دو ﷺ نے قرآن کی آیت (۱۷:۸۰) کے نزول اور اسلام کی حاکمیت وسلطانی کا دور شروع ہونے کے دن سے اسلامی کیلنڈر کے جاری وساری کرنے کا امر وحکم فرمایا ہے؟ جس کے سبب آپ عید میلاد پاک سے توجل بھن رہے ہیں لیکن اسلامی کیلنڈر کی بدعت کے اختراع پر خوشیوں کے چراغ جلا رہے ہیں۔ آخر ان کی وجوہات کیا ہیں؟ کیا آپ کی پیش کردہ آپ کی یہ صحیح یا ضعیف یا موضوع روایت تعجب خیز نہیں؟ کہ اپنے اخلاق حسنہ سے دنیا کے یہودیوں، نصرانیوں اور غیر مومنوں کو حلقہء اسلام میں شامل کرنے والے حضرت عمرصکروڑوں کروڑ بلکہ اربوں ارب بلکہ کھربوں کھرب برس کی جنت نعیم دلانے والے پیارے آقا ﷺ کے یوم پیدائش کو جشن ومسرت کا دن قرار دینے کا بالکل صحیح مشورہ دینے والے یہودی کو توبلا تردد وتوقف او مکار!کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں لیکن اس کے بالکل برعکس صرف اور صرف تیس برس تک قائم رہنے والی راشد حکمرانی اور سلطنت کا پیش خیمہ بننے والی ہجرت یا ایک آیت قرآن کے نزول کے دن سے اسلامی کیلنڈر کے ابداع واختراع کو قبول ومنظور فرما رہے ہیں، توکیا ہجرت کا مرتبہ ومقام اور درجہ حضور ﷺ سے بلند وبرتر ہے؟کہ حضرت فاروق اعظم ص حضور ﷺ کے یافت کے دن جشن منانے کو توبدعت اور جہنمی کام قرار دے کر رد فرما رہے ہیں لیکن مسلمانوں کے لئے فتوحات کے دروازے کھولنے والی ہجرت کے دن سے اسلامی کیلنڈر جاری کرنے کی نہایت ہی صریح بدعت کو شیر مادر سمجھ کر قبول فرما رہے ہیں اور آپ بھی ان کی تحسین کر رہے ہیں، توکیا بخاری ومسلم، ترمذی ونسائی، ابو داود وابن ماجہ یا کسی ضعیف وموضوع حدیث سے ہی ہجرت کے دن سے اسلامی کیلنڈر کی بدعت سینہ، بدعت دوزخیہ، بدعت جہنمیہ اور بدعت ناریہ کا ثبوت پیش کرنے کی آپ صلاحیت وقابلیت رکھتے ہیں؟ اگر رکھتے ہیں تو قرآن وحدیث کو آنکھیں کھول کر پڑھنے والے میرے بھائی! اس کا ثبوت پیش کیجئے۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ پھر سونے پر سہاگہ اس موقع پر آپ نے یہ چڑھایا ہے کہ حضرت عمر ص کے اس عمل کو دانائی اور دانش مندی قرار دے دیا بلکہ یہاں تک لکھ بیٹھے ہیں کہ اسی وجہ سے فرمان رسالت جاری ہوا کہ بفرض محال میرے بعد اگر کوئی نبی آنے والا ہوتا تو وہ حضرت عمر ص ہوتے۔ بلکہ عید میلاد پاک منانے کو آپ نے شخصیت پرستی تک لکھ ڈالا ہے اور نہیں غور فرمایا کہ قرآن کریم نے تو حضور ﷺ کو "راعنا" کہنے سے بھی نہ صرف صحابیوں کو روک دیا تھا بلکہ اعلان فرمایا تھا کہ اب جو حضور ﷺ کو "راعنا" کہے گا وہ کافر عذاب الیم کا حق دار ہوگا (۲:۱۰۴)۔ بلکہ یہ بھی اعلان فرمایا کہ جو صحابی حضور ﷺ کے حضور اونچی آواز سے بات کرے گا اس کے اعمال حبط کر لئے جائیں گے اور اسے پتہ بھی نہ چلے گا (۴۹:۲)۔

یہی وجہ تھی کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت بوبکر اور حضرت عمرث اتنی پست آواز میں بات کرنے لگے تھے کہ سامعین کو دوبارہ دریافت کرنے کی حاجتیں پیش آنے لگی تھیں، بلکہ حد ہوگئی کہ قرآن نے تونبی کو سجدہ کرنے والے فرشتوں کو جنتی ہی رہنے دیا لیکن سجدہ نہ کرنے والے عزازیل اور اس کے متبعین کو جہنم رسید کرنے کی وعید تک سنا ڈالی ہے (۳۸:۸۲)۔ توکیا آپ اسے بھی شخصیت پرستی قرار دے دیں گے؟ بت پرستی سمجھیں گے؟ پھر حضرات صحابہء کرام ث کا طرز عمل کسے نہیں معلوم؟ کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت بوبکر صدیق، حضرت عمر،

حضرت عثمان، حضرت علی ث اپنی اپنی زندگی کا سارا سارا اثاثہ یا آدھا اثاثہ بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا کرتے تھے اگر ذرا سا بھی اشارہ پاجاتے تو۔ بلکہ حضرت فاروق اعظم ص کی تو شان ہی نرالی ہے کہ اعدل یارسول اللہ کہنے والے ایک مجاہد، ایک غازی، ایک نمازی اور ایک بظاہر صحابی کو تلوار سونت کر قتل کرنے کھڑے ہوگئے، بلکہ دوسرے بظاہر صحابی نے ایک یہودی سے جھگڑے میں فیصلہ ء رسول کے بجائے فیصلہ ء عمر کا مطالبہ کیا تو یہودی کو او مکار! کہنے کی بجائے دوسرے ہی لمحے تلوار کے ایک ہی وار سے خود بظاہر صحابی کا تن سر سے جدا کر دیا تھا۔ پھر ایک موقع پر کفار مکہ نے حضور ﷺ کو عمرہ نہ کرنے دیا، اس لئے حضرت عثمان غنی ص ان سے بات چیت کرنے کے لئے مکہ پہنچے تو کفار نے اصرار کیا کہ جب مکہ آہی گئے ہیں تو آپ تو عمرہ کر ہی لیں، لیکن حضرت عثمان غنی ص نے جواب دیا کہ میں اپنے پیارے رسول ﷺ کے بغیر عمرہ نہیں کر سکتا۔ ہجرت کی رات حضرت علی ص بلا خوف و خطر بستر رسالت پر استراحت فرما رہے اور جان کے جانے کا ذرہ برابر بھی خطرہ محسوس نہ فرمایا۔ پھر ثعلبہ بن ابی حاطب کی زکوٰۃ ان کے ایک طرز عمل سے ناراض ہوکر سرکار رسالت ﷺ نے قبول نہ فرمائی تو اب حضرت بوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی ثنے بھی اپنے اپنے دور خلافت میں ان کی آئی ہوئی زکوٰۃ کو یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ جس صحابی کی زکوٰۃ کو حضور ﷺ نے نامنظور فرما دیا ہو، ہماری کیا مجال کہ ہم اسے قبول کرلیں ۔ پھر عید میلاد پاک کی تفسیق و تضلیل میں درج بالا یہودی اور حضرت عمر ص والی صحیح یا ضعیف یا موضوع روایت پیش کرنے والے بھائی! کیا آپ نے اس موضوع پر کبھی اس طرح بھی غور کیا کہ مکے کے کافروں کے ظلم و ستم سے مجبور ہوکر اللہ کے پیارے رسول ﷺ ہجرت کر کے جب مدینہ طیبہ پہنچے تو ان کو پاکر حضرات صحابہ ء کرام صنے خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا تھا یا چپ بیٹھے رہے تھے؟ میرے علم کے مطابق اس دن حضرات صحابہ ء کرام ص تو اتنے خوش تھے کہ اس دن کے لئے پہلے ہی سے نعتیہ اشعار لکھ لکھ کر اپنی ننھی ننھی بچیوں کو یاد کرا بیٹھے تھے جنہیں وہ دف پر گا رہی تھیں، ضیافت سماعت کے لئے آپ بھی ان کا ایک بند ملاحظہ فرمالیں ۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وجب الشکر علینا ما دعاللہ داع

جس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہے کہ ان صحابیوں کا دین و ایمان یہ تھا کہ حضور ﷺ آج ہمیں مل گئے ہیں اس لئے اب قیامت تک کے لئے ہمیں اس کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے، تو کیا یہ سب کچھ شخصیت پرستی ہے؟ لیکن کیا بتائیں کہ آج کے "وہ ہ ا ب ی وں" کو اتنا آسان اور عام فہم مسئلہ بھی سمجھ میں نہیں آتا، اس لئے یا پھر رسول دشمنی کے سبب بضد و مصر ہیں کہ عید میلاد کے دن خوشی منانا بدعت اور جہنمی اور دوزخی اور ناری کام ہے۔ پھر اس معرکہ آرا عید میلاد کی بحث کو میرے پیارے بھائی! یوں بھی سمجھنے کی کوشش فرمائیں کہ عید میلاد کے نام سے اگر اللہ کا احسان ماننے، اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرنے، اللہ کا قرآن پڑھنے، اللہ کے محبوب ﷺ کا ذکر کرنے، ان پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے، اللہ کی نعمتوں کے حصول پر فرحت و بہجت کا اظہار کرنے اور دین اسلام کی تبلیغ کرنے کے لئے مسلمانوں کا ایک جگہ جمع ہونا شرک و بدعت اور جہنمی و دوزخی کام ہے تو انہیں سارے امور خیر کی انجام دہی کے لئے دعوت کانفرنس، سیرت کانفرنس، توحید و سنت کانفرنس، ختم نبوت کانفرنس، تبلیغی اجتماع

اور تربیتی کیمپوں کے نام پر جمع ہونا کیوں شرک و بدعت نہ ہوگا؟ کیوں دوزخی اور جہنمی کام نہ ہوگا؟ آپ کے خزانہ ء معلومات میں اس کی کوئی وجہ موجود ہو تو بیان فرما کر ممنون فرمائیں۔ آگے چل کر مجھے مخاطب کرتے ہوئے آپ رقمطراز ہیں کہ

(۸) (مفہوم) " آپ کو قرآن فہمی کے لئے کافی مطالعے اور تحقیق کی جد وجہد کرنی چاہیۓ اور عامی واعظوں اور نیم خواندہ مولویوں کی باتوں میں آکر تلاعب بالقرآن سے باز آنا چاہیۓ"۔----تو آپ کے اس ہمدردانہ اور مخلصانہ مشورے پر میں تہ دل سے آپ کا ممنون و متشکر ہوں، خداوند کریم آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ لیکن میرے بھائی! آپ کے سوا اب دنیا میں مجھے تو سارے ہی مسلمان قرآن فہمی کے خصوص میں نیم خواندہ اور عام واعظ ہی نظر آنے لگے ہیں، اس لئے کہ آیت رہبانیت کا جو ترجمہ میں نے پیش کیا تھا اسے بھی آپ نے، معاف کیجئے گا غلط ترجمہ ہی قرار دیا ہے، حالانکہ بڑی تحقیق و تفتیش کے بعد ندوۃ العلماء کے عالی جناب ابوالحسن علی میاں صاحب ندوی نے اسے اردو میں قرآن کا سب سے بہتر، سب سے اعلیٰ اور سب سے صحیح ترجمہ قرار دیا ہے اور اسی لئے سعودی عرب کا قرآن کمپلکس اس ترجمے کو لاکھوں لاکھ کی تعداد میں مفت تقسیم کر رہا ہے، پھر بھی آج تک سوائے آپ کے کسی ایک بھی اللہ کے بندے نے اس آیت کے اس ترجمے کو غلط ترجمہ نہیں قرار دیا ہے۔ اس لئے کہنے دیجئے کہ ایک قطعے میں جناب رئیس صاحب امروہوی شاید آپ جیسوں کے بارے میں ہی لکھ گئے ہیں کہ ؎

تنقید کا اصول ہے جمہوریت کی جان مسلک ہے ناقدان وطن کا مگر غلط

یہ کیا کہ جب بھی حضرت ناقد کے لب کھلے جمہور کو قرار دیا سر بہ سر غلط

یا اگر میں غلط بیانی کر رہا ہوں تو میری ہی اصلاح فرما دیجئے۔ پھر آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ (۹) (مفہوم) "آپ کو حضرت مریم ص کو بغیر شوہر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹا عطا کئے جانے کا فعل (ہبہ) جبرئیل سے منسوب کرتے ہوئے بالکل خوف خدا نہیں آیا۔ جبریل امین تو خدا کے عطیہ کا پیغام پہنچا رہا ہے اور آپ اس کو الٹے معنیٰ پہنا رہے ہیں، جبریل کے خواب وخیال میں بھی نہ آیا ہوگا کہ کچھ لوگ یہ مفہوم نکالیں گے"۔----- تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ میرے بھائی! کیوں بلا وجہ اب بھی آپ ایسی ہی باتیں کئے چلے جارہے ہیں جن سے گلو خلاصی کی کوئی بھی راہ آپ حضرات کو مل نہیں پاتی۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ مدت مدید سے میں آپ حضرات سے مطالبہ کرتا چلا جارہا ہوں کہ غیراللہ سے اگر مدد مانگنا واقعی شرک ہے تو از آدم تا ایں دم ساری کائنات سے ایک اور صرف ایک آدمی ہی ایسا پیش کردیں جس نے کبھی غیراللہ سے مدد نہ مانگی ہو، مگر موحد خالص ہونے کے ہزار دعووں کے باوجود آپ حضرات آج تک میرا یہ معمولی سا مطالبہ بھی پورا نہیں کر سکے ہیں، پھر بھی دعویٰ یہی کئے چلے جارہے ہیں کہ ہم موحد خالص ہی ہیں اور غیراللہ سے مدد مانگنے کا خالص شرکیہ فعل کرکے بھی موحد خالص ہی ہیں۔

سبحان اللہ! سبحان اللہ! یہی حال آپ حضرات کا "توہب" کے معاملے میں بھی ہے، اللہ پاک اصل وہاب ہے، اپنی وہابی سے وہ مخلوق کو دیتا ہے اور اللہ کی عطا سے مخلوق مخلوق کو دیتی ہے، لہذا اس "توہب" کو شرک کہا ہی نہیں جاسکتا، خود اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا

فرمان گرامی ہے کہ (مفہوم) "اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں"۔ لیکن بس ایک ضد ہے، ہٹ دھرمی ہے کہ ہر طرح کا شرک کر کے بھی آپ حضرات اپنے آپ کو تو موحد خالص ہی کہے چلے جا رہے ہیں لیکن دنیا بھر کے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی اور جہنمی و دوزخی، تاکہ امریکہ اور مغرب خوش رہیں اور اس کے نتیجے میں آپ کی مکے مدینے والی بادشاہت بر قرار رہے۔ "جبریل ں نے مریم صکو بیٹا دیا"، میرے اس بیان پر چراغ پا ہونے والے میرے بھائی! قرآن کمپلکس مدینہ منورہ سے جس ترجمہ ء قرآن کو سعودی حکومت مفت تقسیم کرتی ہے، آئیے دیکھئے کہ اس آیت کریمہ کا اس میں کیا ترجمہ کیا گیا ہے؟ متن قرآن کا ترجمہ ہے، "بولا، میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاوں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا" (۱۹:۱۹)۔ اور حاشئے پر اس کی تفسیر ہے کہ، "یعنی گھبراو نہیں، میری نسبت کوئی برا خیال آیا ہو تو دل سے نکال دو، میں آدمی نہیں، تیرے اسی رب کا (جس کی تو پناہ ڈھونڈتی ہے) بھیجا ہوا فرشتہ ہوں، اس لئے آیا ہوں کہ خداوند قدوس کی طرف سے تجھ کو ایک پاکیزہ، صاف ستھرا اور مبارک و مسعود لڑکا عطا کروں"۔--- اب اس ترجمے اور اس تفسیر کو آپ اپنے چھوٹے بچے یا چھوٹی بچی کو ہی سنا کر پوچھیں کہ اس میں "لڑکا دے جاوں اور لڑکا عطا کروں" کہنے والا جبریل ہے یا اللہ تعالیٰ؟ پھر وہ جو بھی جواب دیں اس سے مجھے مطلع فرمائیں، میں اسے مان جاوں گا، خواہ میرے حق میں ہو یا میری مخالفت میں۔ کہئے اب تو آپ خوش ہیں ناں؟ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ

(۱۰) (مفہوم) " حضرت یوسف ں نے جو تقریر جیل میں کی تھی وہ قرآن میں توحیدی مضامین پر مشتمل چند بہترین آیات میں ایک ہے، لیکن آپ نے اس کا حلیہ بگاڑنے کی ناروا جسارت کی ہے۔ پوری سورہ ء یوسف میں آں محترم ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کو اپنا رب پکارتے ہیں اور اہل مصر اور حاکم مصر اور قیدیوں وغیرہ کے لئے طنزاً کہتے ہیں کہ تم ان کو رب کہتے ہو؟"۔----- تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ چلئے، ہم پھر قرآن کمپلکس مدینہ منورہ والے قرآن پاک سے اس سلسلے میں رجوع کرتے ہیں کہ آپ اس کی تردید و تغلیط مشکل سے کر پائیں گے، متن قرآن کا ترجمہ ہے، "اے رفیقو قید خانے کے! ایک جو ہے تم دونوں میں سو پلائے گا اپنے خاوند کو شراب اور دوسرا جو ہے سو سولی دیا جائے گا۔ پھر کھائیں گے جانور اس کے سر میں" (۱۲:۴۱)۔ دوسری آیت کا ترجمہ ہے، "اور کہہ دیا یوسف نے اس کو جس کو گمان کیا تھا بچے گا ان دونوں میں، میرا ذکر کرنا اپنے خاوند کے پاس، سو بھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے، پھر رہا قید میں کئی برس" (۱۲:۴۲)۔--- لہذا اب میری آپ سے استدعا ہے کہ اس ترجمے کو ایک مرتبہ اور پڑھئے پھر انصاف سے کہئے کہ اس میں تین تین مرتبہ رب کا ترجمہ "خاوند" کیوں کیا گیا ہے؟ اس لئے کہ خاوند تو میں اور آپ بلکہ ہر شادی شدہ مرد اپنی بیوی کا ہوتا ہے، لہذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ بقول آپ کے اگر یوسف ں نے واقعی عزیز مصر کو طنزاً رب کہا تو سعودی عرب جیسے موحد خالص نے "رب" کا ترجمہ "خاوند" کیوں تسلیم کیا؟ کیا اس کا نہایت ہی واضح اور روشن مطلب یہ نہیں کہ جیسے ہر کالا بلیک ہوتا ہے اور ہر بلیک کالا۔ یا جیسے ہر سفید وھائٹ ہوتا ہے اور ہر وھائٹ سفید، ایسے ہی ہر خاوند رب ہوتا ہے اور ہر رب خاوند۔ یا اگر میں یہ مطلب اخذ کرنے میں ٹھوکر کھا رہا ہوں تو خدا کے لئے اسی کی نشان دہی فرما دیں، انشاء اللہ تعالیٰ حق واضح ہو جائے تو قبول حق سے ہرگز ہرگز اعراض نہیں کروں گا۔

جیسے ہر سچی بات ہوگی صحیح ایسے ہی بالیقین سمجھ لیجے ہر صحیح بات سچی ہوتی ہے جیسے ہر بیٹی بچی ہوتی ہے

اس موقع پر میں یہ بات بھی آپ کو یاد دلا دوں کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے "رحمۃ للعالمین" کی طرح "رب العالمین" کی صفت کے بارے میں میرے کئے گئے سوال کا خدا کا واسطہ دینے بلکہ نیم خواندہ ملا اور عام واعظ نہ ہونے کے باوجود آنکھیں کھول کر قرآن و حدیث پڑھنے والے میرے بھائی! آپ نے مجھے کوئی جواب کیوں مرحمت نہیں فرمایا ہے؟ آخر یہ کتمان حق کیوں؟ بقول غالب کہیں ایسا تو نہیں کہ ؎

خامشی بے سبب نہیں غالب کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

یا پھر میں غلط فہمی کا شکار ہو رہا ہوں؟ آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ (۱۱) (مفہوم) " ان الحکم الا للہ، یہ توحید خالص ہے ؎

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آزری"

اس لئے آپ سے استفسار ہے کہ قرآن پاک میں ان الحکم الا للہ اور الرحمن الرحیم اور توحید خالص کی تاکید شدید کے باوجود جیسے احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین کی اصطلاحات کو شرک اور منافیء توحید نہیں سمجھا گیا ہے ایسے ہی اگر "رب الارباب" کی اصطلاح کو بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ شرک کیوں ہو جائے گا؟ یا اس سے ایمان میں خلل کیوں واقع ہو جائے گا؟ بیان فرما کر ممنون فرمائیں۔ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (۱۲) (مفہوم) "کیا یہ مناسب نہیں کہ نبی کا جو پوزیشن اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے، اس میں ہم کمی بیشی نہ کریں اور نبی کی شخصیت کو اپنی عجائب پسندی اور غلو، علو اور مبالغہ آرائی سے الوہیت اور نیم خدائی کا رنگ نہ دیں"۔

اس لئے آپ سے میرا سوال ہے کہ حضور ﷺ کو شاہد، غیب کا عالم، شفیع، مددگار، محمد، اکبر، رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین ماننا میرے بھائی! کیا شرک اکبر ہے؟ کیا ان کو الوہیت کا مقام عطا کر دینے کے مترادف ہے؟ کیا ان کو بڑھانا ہے؟ یا یہ تمام صفات قرآن پاک کے مطابق خود اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو عطا فرما رکھی ہیں؟ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ آپ جیسے موحدین خالص حضور ﷺ کو گھٹانے بڑھانے کے سلسلے میں اتنے جری اور بے باک ہوتے چلے جا رہے ہیں کہ اب تو یہاں تک کہنے بلکہ لکھنے بھی لگے ہیں کہ مسلمان حضور ﷺ کو خدا سے بھی آگے بڑھانے لگے ہیں، حالانکہ ایں خیال ست و محال ست جنوں، یعنی ایسا نہ کبھی ہوا ہے نہ ہو سکے گا، کیونکہ خدا کی ذات تو "لا محدود" ہے، اس کا احاطہ نہ کوئی کر سکا ہے نہ کر سکے گا۔ بڑھانے کی بات کرنے والوں میں جنگ لندن، مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی اور ماہنامہ الرسالہ دہلی کے مدیر مولانا وحید الدین خاں صاحب شامل ہیں، ثبوت کے لئے دیکھئے خلیجی جنگ شروع ہونے سے چند ایام پہلے کے جنگ لندن میں بچوں کا صفحہ، بریڈفورڈ کے ہفت روزہ راوی کا شمارہ نمبر۷۰۶ اور مولانا وحید الدین خاں صاحب کے غیر ملکی اسفار کی جلد اول کا صفحہ نمبر ۲۲۸۔ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ

(۱۳) (مفہوم) "اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام ں کو نوع انسانی کی اصلاح کی خاطر مبعوث فرمایا تھا اور صاف کہا تھا کہ یہ مثل کم ہیں، منہم

ہیں اور کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ خدا وند تعالیٰ اس کو کتاب و حکمت اور نبوت دے اور وہ لوگوں کو کہے کہ میرے بندے بن جاو" ۔----- تو آپ کے ان ارشادات عالی کے خصوص میں عرض ہے کہ آپ کا یہ خط جس پر میں یہ تبصرہ کر رہا ہوں اس کی پہلی ہی سطر میں آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ (مفہوم) "طول طویل کلامی آپ کو مبارک ہو، میں اس معاملے میں آپ کا ثانی اور مثیل نہیں بننا چاہتا" ۔----- جس کا صاف ستھرا مطلب یہی ہوا ناں کہ چہرے مہرے شکل و شباہت اور جسمانی ساخت و بناوٹ میں میرے مثل ہونے کے باوجود آپ میری ایک برائی میں اپنی مرضی اور اپنے منشاء کے مطابق نہ میرے مثیل ہیں نہ بننا چاہتے ہیں، یعنی چاہیں تو بن تو سکتے ہیں لیکن نفرت یا ناپسندیدگی کے سبب قصداً اور عمداً نہیں بن رہے ہیں ۔ تو اس نہایت ہی اہم اور خصوصی نکتے کو مد نظر رکھتے ہوئے آیئے ہم اور آپ بارگاہ رسالت و نبوت میں حاضری دیتے ہیں ۔ آپ فرماتے ہیں اور خوب خوب زور دے کر فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ آپ کے مثل معمولی بشر ہیں اور آپ ان کے مثل عظیم انسان، کیا نہیں؟ لہذا خدا وند کریم کو شہید و بصیر بنا کر از رہ انصاف و دیانت جواب دیجئے اور خدا کے لئے جواب دیجئے، چپ نہ رہیئے، کہ آپ رحمۃ للعالمین کی مثل کیسے ہیں؟ شفیع المذنبین کے مثل کیسے ہیں؟ خاتم النبیین کے مثل کیسے ہیں؟ نبی کے مثل کیسے ہیں؟ رسول کے مثل کیسے ہیں؟ چاند کے دو ٹکڑے کرنے والے کے مثل کیسے ہیں؟ ڈوبے ہوئے سورج کو لوٹانے والے کے مثل کیسے ہیں؟ ساری دنیا کو مسلمان بنانے والے کے مثل کیسے ہیں؟ حرماں نصیبوں کو صحابی بنانے والے کے مثل کیسے ہیں؟ پلک جھپکتے جھپکتے ہی میں سب این وآں سے گذر جانے والے کے مثل کیسے ہیں؟ بیت المقدس میں تمام انبیائے کرام ں کی امامت فرمانے والے کے مثل کیسے ہیں؟ ایک ہی لمحے میں بیت المقدس، پھر وہاں سے عالم لاہوت وملکوت وکرہ ء نار کو چیرتے اور ساتوں آسمانوں سے گذرتے ہوئے عرش وکرسی، لوح و قلم، جنت و دوزخ، دنیٰ فتدلیٰ، قاب قوسین اوادنیٰ اور لامکاں وغیرہ کی سیر کر لینے والے کے مثل کیسے ہیں؟ اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کر دینے والے کے مثل کیسے ہیں؟ دودھ کے ایک گلاس سے ستر ستر بھوکے پیاسے اصحاب صفہ کو اور تھوڑے سے آٹے اور بکری کے چھوٹے سے بچے کے گوشت سے سارے لشکر کو شکم سیر کر دینے والے کے مثل کیسے ہیں؟

میدان بدر میں "اے اللہ! تو نے اگر آج مسلمانوں کی مدد نہ فرمائی تو روئے زمین پر قیامت تک تیرا نام لینے والا پھر کوئی نہ ہوگا" کہنے والے کے مثل کیسے ہیں؟ جن پر قرآن نازل ہوا ان کے مثل کیسے ہیں؟ جبریل جن کے خادم ہیں ان کے مثل کیسے ہیں؟ جن کے بدن پر مکھی نہ بیٹھتی ان کے مثل کیسے ہیں؟ جن کا سایہ زمین پر نہ پڑتا ان کے مثل کیسے ہیں؟ جن کے ہاتھ سے لگے ہوئے کپڑے کو آگ جلا نہ سکتی ان کے مثل کیسے ہیں؟ جن کو جانور سجدے کرتے، درخت سلام کرتے، ابوجہل کے ہاتھ میں مقید کنکریاں جن کا کلمہ پڑھتیں، اونٹ، ہرنیاں اور چڑیاں جن کے پاس فریادیں لے کر حاضر ہوتیں، بادل جن کے اشارے پر برستے اور چھٹ جاتے، جن کے بارے مین قبر میں سوال کا صحیح جواب مدار نجات ہوگا، جو قیامت کے دن قبر سے سب سے پہلے اٹھیں گے، جو قیامت کے دن خدا وند کریم کے قہر و جلال کو ٹھنڈا فرمائیں گے، جو باب شفاعت کھلوائیں گے، قیامت کے دن لواء الحمد جن کے ہاتھ میں ہوگا، جن کے زیر لوا آدم و من سوا ہوں گے، جو محمد ہیں ﷺ، قیامت کی سخت

تپش میں جو ساقیء کوثر ہوں گے، جو صوم وصال رکھتے اور کئی کئی دن بھوکے پیاسے رہ کر بھی زندہ رہتے تھے، جن کا کلمہ پڑھ کر کافر و مشرک "مومن" بن جاتے ہیں۔

جن کی تکذیب اور بے ادبی اور گستاخی کرنے والا کافر و رشدی بن جاتا اور عالمی قوتوں کے زیر سایہ رہ کر بھی سسک سسک کر مرتا رہتا ہے، جن کی بیٹی جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی، جن کے نواسے جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے، درآں حال کہ جنت میں بوڑھا کوئی نہ ہوگا، جن پر اللہ، اس کے فرشتے اور تمام مومن و مومنات صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں، جو پیدا ہوتے ہی اور بعد وصال شریف بھی امتی امتی فرما رہے تھے، جن کی پیدائش پر شیطان رویا اور تمام مخلوق خوشیاں منا رہی تھی، جن کی والدہء محترمہ ص کی تسلی و تشفی کے لئے جنت سے پاک بیبیاں تشریف لائی تھیں، جن کی روح عزرائیل ملک الموت ں نے اجازت لینے کے بعد قبض فرمائی تھی، جن سے احد پہاڑ محبت کرتا تھا، جو چاہتے تو احد پہاڑ سونا بن کر ان کے پیچھے پیچھے چلا کرتا، جن کے جسم مقدس سے خوشبو پھوٹتی اور گلیاں مہک مہک جایا کرتی تھیں، جو اس وقت بھی نبی تھے جب آدم آب و گل کی منزلیں طے کر رہے تھے، جن کے قدم ناز کی خداوند کریم قسم یاد فرمائے، جن کے سراپائے مبارک کو خداوند کریم اپنا احسان بتائے، حالانکہ اس کے احسانات کی نہ کوئی ابتداء ہے نہ کوئی انتہا، جن کے ذکر کو اللہ تعالیٰ بلند فرمائے، جن کے اشارہء ابرو پر کعبے کو قبلہ بنا دیا جائے، اللہ تعالی جنہیں رءوف رحیم اور صاحب خلق عظیم قرار دے، جن کی اطاعت کرنے والے سے خدا محبت فرمائے، جن کے گناہ معاف کر دیئے جانے کی بشارت قرآن میں دی جائے درآں حال کہ آپ نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہیں، تو اتنے عظیم، اتنے مہان، اتنے عدیم النظیر اور اتنے فقید المثال بشر کے مثل و ثانی بننے کا دعویٰ آپ کیوں اور کیسے کر رہے ہیں؟ کیا محمد میاں مالیگ کا مثل و ثانی بننے یا نہ بننے کی طاقت و قوت رکھنے والے شاہین! درج بالا خصوصیات کے جامع مدینے کے چاند ﷺ کا مثل و ثانی بننے کی طاقت و قوت اور اختیار واتھارٹی بھی آپ میں بلکہ آپ کے ایک ایک تولے اور آدھی آدھی چھٹانک کے ہر ہر منکر فضائل رسالت میں واقعی موجود ہے؟ اگر ہے تو اس کا اعلان فرما کر اپنا انجام بھی ملاحظہ فرما لیجئے، کہ رشدی سے بھی برا حشر ہوتا ہے یا نہیں؟ لیکن اگر نہیں ہے اور یقیناً ہی نہیں ہے تو پھر آپ اس کا دعویٰ کس منہ اور کس زبان سے کرتے ہیں؟ اللہ اکبر! محمود و محمد ﷺ کے مقابلے میں آپ کی یہ جراءت و ہمت؟ ایاز! قدر خود بشناس۔

مثل کم اور منہم کی بات چل نکلی ہے تو ۲۴ ستمبر ۹۵ء کے تازہ جنگ لندن میں مجیب الرحمن شامی کو بھی پڑھ لیجئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "حکیم محمد سعید دہلوی جنہیں میں ہمدرد ملت لکھتا، کہتا اور سمجھتا ہوں، دیکھنے میں ہمارے جیسے ہیں، ایک ناک، دو آنکھوں، دو کانوں، دو ہاتھوں اور دو ٹانگوں والے انسان، اسی طرح کے انسان جس طرح کے اس کرہء ارض پر پائے جاتے ہیں، لیکن ان سے تعارف حاصل کیا جائے تو جو کچھ انہوں نے کر دکھایا ہے اس کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں، جو کر رہے ہیں اس کی تفصیل جاننے کی کوشش کی جائے تو آنکھیں ہیں کہ حیرت سے کھلی رہ جاتی ہیں، ہر شخص یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ حکیم صاحب ہم میں سے ہیں تو لیکن ہم میں سے نہیں ہیں، ہمارے جیسے ہیں تو لیکن ہمارے جیسے نہیں ہیں۔ ہند و پاکستان میں ان جیسا صرف ایک شخص اور ہے اور وہ ہیں ان کے بڑے بھائی حکیم عبد

الحمید صاحب دہلوی---"۔ لہذا ایک مرتبہ اور غور فرمائیں کہ کیا آپ اور ہم واقعی آمنہ کے لال ﷺ کے مثل وثانی ہیں یا ایں خیال ست و محال ست وجنوں۔ بلکہ ان ﷺ سے ہی کیوں نہ دریافت کر لیجئے جن پر آیات مثل کم اور من ھم نازل ہوئی تھیں، کہ کیا واقعی وہ ہماری ہی مثل ہیں؟ سنئے تو وہ جواب ارشاد فرماتے ہیں "ایکم مثلی؟"، یعنی تم میں کون ہے میری مثل؟ یا یہ کہ "لست مثل کم"، یعنی میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ لہذا سوچئے اور ہزار بار سوچئے کہ کیا آپ ان سے بھی زیادہ قرآن سمجھنے والے، یا ان سے بھی بڑے موحد، یا ان سے بھی زیادہ آنکھیں کھول کر قرآن کے پڑھنے والے ہیں؟ یا اگر میں لولی لنگڑی یا اندھی کانی حدیث پیش کر رہا ہوں تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے، ممنون ہوں گا۔ آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ

(۱۴) (مفہوم) " کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ خداوند تعالیٰ اس کو کتاب و حکمت اور نبوت دے اور وہ لوگوں کو کہے کہ میرے بندے بن جاو، نہیں، بلکہ وہ تو کہے گا بندہ ء خدا بنو"۔---- تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ میرے بھائی! جب یہ حقیقت چاند اور سورج کی طرح عیاں ہے کہ خدا کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، تو اللہ کے سب سے لاڈلے اور سب سے چہیتے بندے انبیائے کرام ں بھلا کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ لوگو! ہمارے بندے بن جاو، لیکن ذرا ٹھہریئے، آپ بھی تو اپنی عنایات پر نظر فرمائیں کہ تقویت الایمان، تذکیر الاخوان اور شاید کتاب التوحید میں بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) "غلام فلاں اور غلام فلاں یا غلام محی الدین اور غلام معین الدین نام رکھنا شرک ہے"۔ تو کیا یہ قرآن و حدیث کی صحیح ترجمانی ہے؟ کیا خود قرآن پاک میں وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم واماءکم (۲۴:۳۲) اور قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم (۵۳:۳۹) نہیں موجود؟ اگر ہے تو پھر آپ حضرات ایسی بات کیوں کہتے ہیں؟ جن سے مسلمان ہی نہیں قرآن و حدیث بھی مجروح ہوتے ہیں۔ پھر آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ

(۱۵) (مفہوم) "اگر آپ قرآن مجید کو آنکھیں کھول کر اور تعصب کی عینک اتار کر پڑھیں گے تو کبھی جاہلانہ عقیدے اور گمراہی کے پھندے میں گرفتار نہ ہوں گے"۔---- تو آپ کے اس بصیرت افروز پر بہار بیان پر میرا تبصرہ یہ ہے کہ میرے بھائی! مثال کے طور پر سمجھئے کہ ایک سکول ہے جس کا معلم عالم الغیب والشھادہ اللہ رب العزت د اور متعلم حضرات انبیائے کرام ں خصوصاً حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، نصاب تعلیم عالمِ غیب کی مکمل تعلیم ہے۔ دوسرا سکول ہے جس کے معلم انسان اور آدمی، اور متعلم بھی انسان اور آدمی ہیں، مثلاً امام بخاری، ابن تیمیہ، محمد بن عبدالوہاب نجدی، ثناء اللہ امرتسری اور احسان الٰہی ظہیر وغیرہ، ان کا نصاب تعلیم عالمِ شہادت کی نامکمل و ناقص تعلیم ہے، اب توحید خالص کے مدعی کچھ منکرین فضائل رسالت ان دونوں سکولوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی سکول میں تعلیم حاصل کرنے والے حضرات انبیائے کرام ں خصوصاً حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو "عالمِ عالمِ غیب" ماننا تو جاہلانہ، گمراہانہ بلکہ مشرکانہ عقیدہ ہے، جبکہ عام انسانوں اور عام آدمیوں کی سکول میں تعلیم حاصل کرنے والے امام بخاری، ابن تیمیہ، محمد بن عبدالوہاب نجدی، ثناء للہ امرتسری اور احسان الٰہی ظہیر کو عالمِ عالمِ شہادت تسلیم کرنا توحید خالص اور عین ایمان۔ لہذا آنکھیں کھول کر تعصب کی عینک اتار کر قرآن کی تلاوت کرنے والے میرے بھائی شاہین! ازرہ

توحید و سنت، فیصلہ عنایت کیجئے کہ توحید خالص کے ان مدعیوں کا یہ جاہلانہ اور گمراہانہ عقیدہ کیا عقل و نقل اور روایت و درایت کی کسوٹی پر صحیح اور درست قرار دیا جاسکتا ہے؟ گورو تو گڑ ہی رہے اور چیلے شکر بن گئے جیسی مثل کیا ان پر صادق نہیں آتی؟ اور کیا اس سے اللہ تبارک وتعالیٰ اور انبیائے کرام ں کی تقلیل و تصغیر ثابت نہیں ہوتی؟ یعنی کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پہلی سکول کے معلم اور متعلم اللہ رب تبارک وتعالیٰ اور حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی قابلیت و صلاحیت تو کمزور، ناقص اور نامکمل ہے جبکہ دوسری سکول کے معلم اور متعلم امام بخاری، ابن تیمیہ، محمد بن عبدالوہاب نجدی، ثناء اللہ امرتسری اور احسان الٰہی ظہیر وغیرہ کی قابلیتیں اور صلاحیتیں نہایت ہی ارفع، بڑی ہی اعلیٰ اور برتر و بالا ہیں۔ اس لئے پہلی سکول کے طلباء کو تو غیب کا عالم ماننا شرک و بدعت اور کفر و ضلالت ہے جبکہ دوسری سکول کے طلباء کو عالم دین ماننا عین ایمان اور توحید خالص۔ تو کیا اس سے بڑھ کر بھی اللہ ورسول دو ﷺ کی کوئی اور توہین و گستاخی ہو سکتی ہے؟ محمد میاں مالیگ کو گمراہانہ، جاہلانہ اور مشرکانہ عقائد سے بچانے کے لئے آنکھیں کھول کر اور تعصب کی عینک اتار کر قرآن پاک کی تلاوت کا مشورہ دینے والے میرے بھائی! محمد میاں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا حضور محمد رسول اللہ ﷺ تو بہت بڑی، بہت عظیم اور بہت بابرکت ہستی ہیں، ہم گنہگاروں کو بھی قرآن پاک کی تلاوت کی برکت سے علم ہے کہ کفار و مشرکین کا انجام یقیناً نار جہنم اور اسفل سافلین ہے اور ہمارے پیارے آقا ﷺ جنت کے مالک ہیں، جبکہ آپ فرماتے ہیں کہ ہم تو کیا چیز ہیں خدا کے بعد سب سے بزرگ اور سب سے اعظم حضور محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی علم نہیں کہ کفار و مشرکین کا انجام کیا ہوگا بلکہ خود حضور ﷺ کا کیا؟ تو کیا آپ اپنے کلیجے پر ہاتھ رکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا یہ عقیدہ قرآن و سنت کے عین مطابق بالکل درست ہے؟ اور محمد میاں کا عقیدہ قرآن و سنت کی رو سے گمراہانہ، جاہلانہ اور مشرکانہ؟ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ

(۱۶) (مفہوم) "محمد بن عبدالوہاب نے شرک و بدعت کی غلاظتوں کو دور کر کے خالص قرآن و سنت کی دعوت پیش کی تو اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے جاہل ملا، مکار صوفی، خوش عقیدہ قبر پرست اور بدعت پسند لوگ ان کے مخالف ہوگئے۔ اس کی کتاب التوحید متکلمانہ، موشگافیوں اور یونانی علوم سے متاءثر متاخرین فقہا کی دوراز کار خرافات سے پاک ہے۔ اس میں الکتاب والسنۃ کی نصوص سے آراستہ اور پیراستہ ہر بات سیدھے سادے دوٹوک الفاظ میں لکھی گئی ہے"۔----- اس لئے محمد بن عبدالوہاب کی اس قصیدہ خوانی پر پہلے تو میں پھر سے اس بات کی وضاحت کر دوں کہ چونکہ میں عربی داں نہیں، اس لئے کتاب التوحید کے بارے میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا، البتہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں جو کچھ کتابوں میں پڑھا یا حضرات اہل علم سے سنا ہے، اس کے بل بوتے پر کہہ سکتا ہوں کہ آپ کی یہ قصیدہ خوانی شاید حقیقت کے صدفی صد خلاف ہے۔ اس لئے کہ ؎

بجا کہے جسے عالم اسے بجا سمجھو زبان خلق کو نقارہء خدا سمجھو

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ میرے ناقص اور محدود علم کے مطابق محمد بن عبدالوہاب وہ محروم القسمت اور بدنصیب بشر ہیں جنھوں نے اسلامی بساط پر قرآن پاک، تبلیغ اور جہاد وغیرہ کے سلسلے میں تو صحاح ستہ میں ناموجود ہر نئی چیز، ہر نئی ایجاد اور ہر نئی بدعت کو یا تو قبول و منظور کئے رکھا، یا پھر

چپ رہے ہیں۔ لیکن جیسے ہی مدینے کے والی، سلطان عالمیاں ﷺ یا ان سے متعلق کسی فضیلت وبزرگی یا تعظیم وتوقیر کی بات آتی ہے تو اس کے ثبوت میں پیش کی جانے والی تمام احادیث کو یا تو غیر صحیح یعنی مرفوع، موقوف، غریب، حسن، مقبول، متصل السند، علیل، شاذ، ضعیف، مقطوع یا موضوع قرار دے کر رد کر دیتے ہیں، یا پھر قرآن سے ثابت ہو تو اس کے خلاف کوئی دوسری آیت پیش کر کے اسے ہی قبول و منظور کرنے پر زور دیتے ہیں، بلکہ غضب ہوگیا کہ ان فضائل وکمالات کے معترفین یا ان تعظیم وتوقیر کے عاملین کو جہنمی و دوزخی بنانے سے کم پر تیار ہی نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے متبعین آج بھی حضور محمد رسول ﷺ کے فضائل وکمالات مثلاً شفیع ہونے کے انکار میں (۴۸:۲)، غیب کے عالم ہونے کے انکار میں (۵۰:۶)، شاہد ہونے کے انکار میں (۴:۵۷)، وسیلہ ہونے کے انکار میں (۱۸۶:۲)، مددگار ہونے کے انکار میں (۴:۱) اور حلت و حرمت کے تعین کا اختیار رکھنے کے انکار میں (۱:۶۶) جیسی قرآنی آیات بڑے زور شور سے تلاوت کرتے رہتے ہیں، حالانکہ ان تمام فضائل رسالت کے اثبات میں بکثرت قرآنی آیات موجود ہیں۔

ایسے ہی قرآن پاک، تبلیغ دین اور جہاد فی سبیل اللہ کے خصوص میں یہ اپنے معروف اصول "صحاح ستہ سے ثابت ہے تو جائز ورنہ بدعت اور جہنمی کام" کو یکسر بھول کر ہر نئی چیز، ہر نئے کام اور ہر نئے اختراع وابداع کو تو بڑی بشاشت سے قبول کر لیتے ہیں، لیکن تعظیم وتوقیر رسالت سے متعلق بیچارے عام مسلمانوں کے معمولات کو بے دھڑک بدعت اور جہنمی کام قرار دے دیتے ہیں۔ مثلاً جمع قرآن، اس کے اعراب وحرکات وسکنات، غلاف، تقبیل، اردو، انگلش، گجراتی، پنجابی، بنگالی زبانوں کے استعمال، روزناموں، ماہناموں کی طباعت واشاعت، پرنٹنگ پریس، کمپیوٹر، لاؤڈ سپیکر، ریڈیو، ٹیلیفون، ٹیلی ویژن، ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، ایف سولہ، ٹینک، میزائیل اور کانفرنس وغیرہ کے لئے تو کبھی صحاح ستہ سے ثبوت کا مطالبہ نہیں کرتے لیکن عید میلاد، دعائے ثانی، صلوۃ وسلام، انگوٹھے چومنے اور قیام تعظیم جیسے دوسرے بہت سارے معمولات خیر کو بے دھڑک شرک وبدعت کہتے رہتے ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ محمد بن عبد الوہاب نے قرآن واحادیث کا اعتراف نہیں بلکہ ان سے انحراف کیا ہے، لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہوں کہ میں اس خصوص میں غلط فہمی کا شکار ہو رہا ہوں تو میری اصلاح فرما کر ممنون فرمائیں۔

آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ (۱۷) (مفہوم) "شیعہ، صوفی، دیوبندی، بریلوی اور تبلیغی سکول آف تھاٹ میں جھوٹی احادیث کی بھرمار ہے، یہ لوگ زیادہ تر موضوع احادیث پر انحصار کرتے ہیں، حالانکہ ان کو خوب معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایسے کذابوں کو جہنم کی وعید سنائی ہے"۔----- تو اس پر میرا تبصرہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خواہ وہ کہیں کا بھی رہنے والا ہو، حضور ﷺ سے متعلق غلط احادیث بیان کرے تو اس کا ٹھکانہ یقیناً جہنم ہے۔ لیکن حضور ﷺ کو شاہد، غیب کا عالم، شفیع، اکبر، رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین ماننا تو موضوع احادیث سے کوئی تعلق نہیں رکھتا، آنکھیں کھول کر مجھے قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنے کا مشورہ دینے والے میرے بھائی! یہ تمام فضائل رسالت تو قرآن سے ثابت ہیں پھر آپ حضرات انہیں بھی شرک وبدعت اور جہنمی کام یا عقیدہ کیوں قرار دیتے ہیں؟ اور پھر کیوں آپ حضرات حضور ﷺ کو ان صفات کا حامل و جامع نہیں تسلیم کرتے؟ تو کیا آپ حضرات کا یہ عمل آپ حضرات کے منکر فضائل رسالت ہونے کا روشن ثبوت نہیں؟ کیا قرآن کی بات بھی

لولی لنگڑی یا ضعیف و موضوع ہوتی ہے؟ جواب باصواب عنایت فرمائیں۔ واللہ خلقکم وما تعملون (۹۶:۳۷) قرآن کریم کی آیت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز روزہ، حج وزکوۃ، شریعت کی پابندیاں اور نیکیاں بھی مخلوق ہیں، بلکہ ایسی مخلوق ہیں جن کے خالق مومن اور مسلمان ہیں، پھر ان کے بارے میں یہ بھی یقینی علم ہے کہ خدا کے یہاں قبول ہوں گی یا نہیں؟ یہ قیامت کے دن ہی پتہ چلے گا، جبکہ محمد رسول اللہ ﷺ بھی مخلوق بلکہ آپ اللہ کی ایسی مخلوق ہیں جن کے بارے میں کامل یقین ہے کہ آپ ہمیشہ اور ہر جگہ اور ہر وقت مقبول الٰہ ہیں۔ آپ کے بارگاہ خداوندی میں نامقبول ہونے کے بارے میں ایک مومن صالح سوچ بھی نہیں سکتا، لیکن کتنے افسوس، کتنے دکھ اور کتنے رنج کی بات ہے یہ کہ محمد بن عبد الوہاب کے معتقدین اور مریدین یہ اندھیر، اور جیتا جاگتا اندھیر کرتے ہیں کہ نماز، روزے، حج وزکوۃ، شریعت کی پابندی اور نیکیوں سے مدد مانگنے اور ان کے وسیلے سے دعائیں کرنے کو تو جائز، روا اور ناشرک کہتے ہیں لیکن سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنے اور ان کے وسیلے سے دعا کرنے کو ناروا، ناجائز، کفر و بدعت اور جہنمی و دوزخی کام اور شرک اکبر قرار دیتے ہیں۔ تو کیا یہ ان کے منکر فضائل رسالت ہونے کا بین ثبوت نہیں؟ فاعتبروا یا اولی الابصار، یعنی وہی بات کہ گورو توگڑ ہی رہے اور چیلے شکر بن گئے۔ صوفیوں، شیعوں، دیوبندیوں، بریلویوں اور تبلیغیوں کو غیر صحیح، موضوع اور جھوٹی حدیثوں کا عامل و حامل گردانےنے والے میرے بھائی! کیا آپ کبھی بھی اپنی ان کج ادائیوں پر غور نہیں فرمائیں گے؟

آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (۱۸) (مفہوم) "آخر میں عرض ہے کہ اس وقت امت مسلمہ کو اختلاف کی نہیں اتحاد کی ضرورت ہے، اس لئے ہم کو چاہیئے کہ قرآن وسنت کے عروۃ الوثقی کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور بنیادوں پر اتحاد قائم رکھتے ہوئے معمولی اور جزوی اختلاف کو برداشت کریں"۔

-----اس لئے عرض ہے کہ میرے بھائی! بقول شما صحاح ستہ سے ناثابت عید میلاد پاک ہم بھی مناتے ہیں اور صحاح ستہ سے ناثابت کانفرنسوں پر کانفرنسیں اور ۲۱ ستمبر کو سعودی حکومت کی یافت کے دن عید الوطنی اور قومی دن آپ حضرات بھی مناتے ہیں۔ لیکن کتنے دکھ، رنج اور افسوس کی بات ہے کہ اس جرم عظیم پر ہم تو آپ کو بدعتی، جہنمی اور دوزخی نہیں کہتے لیکن آپ حضرات مسلسل اور پیہم باقاعدہ اور منتظم طور پر اخبارات، رسائل اور کتابوں کے ذریعے لکھ لکھ کر اور کانفرنسوں پر کانفرنسیں کر کر کے زبانی طور پر ہم کو علی الاعلان کھلم کھلا برسربازار بدعتی، جہنمی اور دوزخی کہتے ہیں۔ بلکہ الٹی گنگا بہاتے ہوئے ہمیں تو فسادی، فتنہ گر اور ظالم و سفاک قرار دیتے ہیں، لیکن اتنے اتنے ظلم و ستم کے باوجود خود کو بگلا بھگت ہی سمجھتے ہیں۔ یعنی چنگیز و ہلاکو کا کردار تو خود ادا کرتے ہیں لیکن ظالم و قاہر ہم مظلومین اور مقہورین کو سمجھتے ہیں۔ بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

لاہور کے محمود احمد غضنفر نے عید میلاد پاک کو شرک و بدعت اور جہنمی و دوزخی کام قرار دینے کے لئے سعودی عرب کے مفتی عبد العزیز بن باز کے ایک فتوے کو اردو کا جامہ پہنا کر ہزاروں ہزار کی تعداد میں مفت تقسیم کیا۔ ایسے ہی مانچسٹر کے فضل الرحمن صاحب صدیقی نے اسی مقصد کے لئے اکتوبر ۱۹۹۴ء تا مئی ۱۹۹۵ء یعنی صرف سات مہینوں میں ساٹھ ستر صفحات کی ایک کتاب پندرہ ہزار کی تعداد میں شائع کروائیں۔ تو کیا

آپ کے ان احباب کا یہ کار خیر اتحاد بین المومنین کا کارنامہ انجام دے رہا ہے؟ مسلمانوں کو ایک اور نیک بنا رہا ہے؟ اور اب آخر میں آخری بات ۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (۱۹) (مفہوم) " ہم مسلمانوں کو حل اختلاف کے لئے ردوہ الی اللہ والی الرسول کی طرف رجوع کرنا چاہئے"۔----- سبحان اللہ! آپ نے یہ کتنی قیمتی بات ارشاد فرمائی۔ کاش کہ زبان کے ساتھ ساتھ یہی بات ہم دل سے بھی کہتے۔ دیکھئے ناں! حضور ﷺ کے نور، غیب کے عالم، شاہد، وسیلہ، حلت و حرمت کے تعین کا اختیار رکھنے اور مددگار ہونے کے خصوص میں ہمارے مابین کتنا زبردست اختلاف ہے، تو اگر میں قرآن پاک سے یہ ثبوت پیش کردوں کہ مولیٰ تعالیٰ نے یقیناً یقیناً حضور پر نور ﷺ کو یہ تمام کی تمام صفات عطا فرما رکھی ہیں تو کیا آپ انہیں تسلیم کرکے شرک کہنا چھوڑ دیں گے؟ پھر برطانیہ کے مسلمانوں کے ایک بہت بڑے سلگتے ہوئے مسئلے رمضان شریف اور عیدین کے تعین کے سلسلے میں بھی کیا آپ رجوع الی اللہ والی الرسول پر آمادہ اور تیار ہوں گے؟ اس حقیقت سے تو شاید ہی کوئی چمگادڑ انکار کرے گی کہ مسلمان چودہ سو برس سے متفقہ طور پر رمضان اور عیدین کا تعین رویت ہلال کی بنیاد پر کرتے چلے آرہے ہیں، کیونکہ اللہ و رسول دو ﷺ کا حکم و امر ہی یہی ہے۔ لیکن اب چند برسوں سے سعودی عرب نے جان بوجھ کر شعبان و رمضان اور ذی العقد کی ۲۹ تاریخ سے پہلے ہی رمضان و عید و بقر عید کا تعین کرنا شروع کردیا ہے، تاکہ مسلمانوں میں سر پھٹول ہو، جس کے سبب امریکہ اور مغرب خوش ہوں اور سعودی عرب کی حکومت مضبوط و مستحکم بنی رہے۔ اس حقیقت کے ثبوت میں ۲ ستمبر ۱۹۸۸ء کے جنگ لندن میں محترم احمد ندیم صاحب قاسمی اور ماہنامہ اقراء کراچی میں شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب سہارنپوری کی تحاریر مع مولانا یوسف صاحب بنوری اور ان کے ہمراہ مسجد نبوی شریف میں معتکف ہزاروں ہزار افراد کی شہادت عالیہ پیش کی جاسکتی ہیں، لیکن کیا بتائیں کہ سعودی عرب کی ان دھاندلیوں کے خلاف اتنی اتنی عظیم اور اتنی اتنی مستحکم شہادتوں کے باوجود مولانا زکریا اور مولانا بنوری صاحب کے مریدین و معتقدین یعنی جمیعت علمائے برطانیہ اور تبلیغی جماعت کے افراد ہی آج سب سے آگے بڑھ چڑھ کر سعودی عربیہ کے رمضان و عیدین کو صحیح رمضان اور صحیح عید و بقر عید قرار دے رہے ہیں، حتیٰ کہ ایک مرتبہ تو سعودی عربیہ کے سرگرم حامی مولانا محمود احمد صاحب میرپوری اور مولانا صہیب حسن صاحب وغیرہ کو بھی شاید لکھنا پڑا تھا کہ چاند کی پیدائش سے پہلے ہی چاند کی رویت کی توقع رکھنے والو! تم کون سا چاند تلاش کرنے کے لئے آج ریجنٹ پارک لندن کی مسجد میں جمع ہو رہے ہو؟ بلکہ اس سلسلے میں اس سے بھی زیادہ تلخ حقیقت یہ ہے کہ ایک زمانے کے جمیعت علمائے برطانیہ اور تبلیغی جماعت کے صدر مفتی عبدالباقی صاحب نے ۲۶ اگست ۱۹۷۷ء کو اپنے ایک فتوے میں جب یہ لکھا کہ "سعودی حکومت نے رابطہ ء عالم اسلامی میں دنیا بھر میں ایک عید کا مسئلہ پیش کیا تو اس کے جنرل سیکرٹری شیخ صالح قزاز نے اس سے اتفاق نہ کرتے ہوئے رابطے سے استعفیٰ دے دیا" اور یہ کہ " سعودی حکومت اس شخص کو بیش بہا انعام پیش کرتی ہے جو چاند دیکھنے کی شہادت دے دے، پھر چاہے یہ سفید جھوٹ ہی ہو"۔

تو ان کے جواب میں سعودی عرب کے ادارہ ء تحقیقات علمی و فتاویٰ و تبلیغ و ارشاد کے سربراہ مفتی عبدالعزیز بن باز نے لکھا کہ "مفتی عبدالباقی کے دونوں الزامات بالکل غلط، لغو اور بے بنیاد ہیں۔ شیخ محمد صالح قزاز نے استعفیٰ کبر سنی اور ضعف کے سبب دیا ہے، چاند کے مسئلے

سے اس کا کوئی تعلق نہیں، ایسے ہی یہ بات بھی بالکل غلط ہے کہ چاند کی رویت کی شہادت دینے والے کو حکومت انعام دیتی ہے، صداقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ سعودی عرب میں مہینوں کی ابتدا رویت ہلال کے مطابق کی جاتی ہے، پہلے سے تیار شدہ تقویم کے مطابق نہیں، اس لئے کہ حساب کی بنیاد پر نئے چاند کا اثبات بالکل غلط ہے بلکہ صحیح احادیث اور اسلاف امت اور اہل علم حضرات کے اجماع کے خلاف بھی۔ اللہ تعالیٰ دنیا بھر کے مسلمانوں کو دین تک پہنچنے کی اور دین کو سمجھنے کی توفیق بخشے اور بہتر افراد کو حاکم بنائے "(ثبوت کے لئے دیکھئے ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم، فروری ۱۹۸۷ء) پھر ان سطور کے نیچے شیخ صہیب حسن صاحب نے لکھا کہ "مفتی عبدالعزیز بن باز کا یہ فتویٰ ہمارے پاس موجود ہے، طلب کرنے پر مہیا کیا جاسکتا ہے"۔--- بلکہ اس سے بھی پہلے شیخ صہیب حسن اور مولانا محمود احمد صاحب میرپوری سعودی عرب کے اخبارات کی فوٹو کاپیاں شائع کر کر کے ثابت کیا کرتے تھے کہ سعودی عرب میں حساب کتاب سے نہیں بلکہ رویت ہلال کی شہادت کے بعد عیدین و رمضان کا تعین کیا جاتا ہے، لیکن افسوس کہ اب ۱۹۹۴ء سے انہیں حضرات کے دوستوں نے ببانگ یہ لکھنا اور کہنا شروع کر دیا ہے کہ "حساب کتاب والی عیدیں اور رمضان قرآن وحدیث کے عین مطابق ہیں بلکہ خود سعودی عرب کے مذہبی رہنماء وں نے فتوے جاری کئے ہیں کہ ٹیلی سکوپ سے چاند نظر آجائے تو عیدین و رمضان کا تعین جائز ہوگا" (جنگ لندن، ۹ ستمبر ۱۹۸۸ء)۔ بلکہ موجودہ مدیر صراط مستقیم مولانا عبدالہادی صاحب العمری نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ (مفہوم) "اگر چاند اور سورج گرہن کے بارے میں حساب کتاب کی بنیاد پر غلطی کے احتمال کے بغیر قطعیت سے ایک سال پہلے یہ بتایا جاسکتا ہے کہ فلاں دن اتنے بج کر اتنے منٹ پر ہوگا اور پھر ایسا ہی ہوتا بھی ہے، تو پھر رمضان و عیدین کے تعین کے بارے میں حساب کتاب کو تسلیم کر لینے میں کیا مضائقہ ہے؟ (اسلامی مہینوں کا تعین کیا فلکیاتی حساب سے ہوسکتا ہے؟)"۔ حالانکہ آج ۹ اکتوبر ۹۵ء کے جنگ لندن میں ہی خبر آئی ہے کہ "ماہرین نے چاند گرہن کے بارے میں متضاد آرا کا اظہار کیا ہے۔ ایک ماہر کا کہنا ہے کہ چودھویں شب سے پہلے یا بعد ممکن ہی نہیں جبکہ دوسرے ماہر کے مطابق بعض حالات میں ایک دن پہلے یا بعد ممکن ہے"۔ بلکہ مولانا العمری تو یہ گل افشانی بھی فرما رہے ہیں کہ اگر ہم ہولی، دیوالی اور کرسمس کی طرح پہلے سے رمضان اور عیدین کا تعین کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو ہماری نئی نسل اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے گی، جس کا صاف ستھرا اور واضح مطلب کیا یہ نہیں ہوتا؟ کہ اللہ ورسول دو ﷺ نے ان کے تعین کا جو قانون عنایت فرمایا ہے وہ انتہائی غلط اور نامعقول ہے اور مولانا العمری کے پاس اس کا حل موجود ہے، لہذا غور فرمائیں کہ مولانا کی بات کہاں تک صحیح اور درست ہوسکتی ہے؟ اور یہ بھی کہ ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

کی زد میں آپ حضرات بھی آجاتے ہیں یا نہیں؟ کاش! فضائل رسالت کے تسلیم کے خصوص میں ہم اور آپ صدق دل سے ردوہ الی اللہ والی الرسولکی عملی صورت پیش کرتے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ فقط محمد میاں مالیگ 95-10-10

مکتوب 8 از شفیق الرحمن صاحب شاہین

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

28-11-95

مکرمی ومحترمی جناب محمد میاں مالیگ صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مزاج گرامی بخیر، گرامی نامہ مجھے 11-10-95 کو ملا تھا مگر آپ کو اس کی اطلاع دے دی تھی۔ مورخہ 13-10-95میں عمرہ کی ادائیگی اور مجاہد تنظیم لشکر طیبہ کے اجتماع میں شرکت کے لئے چلا گیا اور 16-11-95کو واپس پہنچا۔ کافی ڈاک جمع ہوگئی،جواب میں تاخیر کی معذرت، مگر میں طویل خطوط نویسی کے لئے وقت نہیں نکال سکتا، خطابت، امامت اور مدرسی پر زیادہ وقت صرف کرتا ہوں۔ قرآن وحدیث کے دروس اور خود مطالعہ اور فیملی کی معاملات میں توجہ دینی پڑتی ہے۔ آپ تو بڑے قیمتی نوٹ پیپرز پر دس پندرہ صفحات پر تکراری واعظانہ، مناظرانہ ومجادلانہ تحریری بیان بازی کا شوق فرماتے ہیں، مگر میں تو اس ارشاد نبوی پر کاربند ہوں کہ وقت اور مال کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے، حدیث کے الفاظ ہیں، نھی رسول اللہ ﷺ عن اضاعۃ المال، آپ کے ساتھ خط وکتابت اب اس سٹیج پر آئی معلوم ہوتی ہے جیسے آپ رسہ کشی میں زور لگا رہے ہوں اور معاملہ Deadlock ہوگیا ہو۔ مگر میں مختصراً احقاق حق کی خاطر آپ کی توجہ کے لئے اپنی قرآن فہمی سے جو کچھ نبیء کریم ﷺ کی پوزیشن کو سمجھ سکا ہوں وہ بیان کروں گا۔

قریش مکہ نے اغلباً اہل کتاب کے ایما پر امتحان لینے کی خاطر آنحضرت ﷺ سے اصحاب کہف اور ذوالقرنین اور روح کے بارے میں سوال کئے۔ ان کا گمان تھا کہ یہ خود تو ان پڑھ ہیں، کسی ذی علم سے پوچھیں گے تو ان کا بھید کھل جائے گا۔ حضور ﷺ نے جواب دیا کل بتا دوں گا، خیال تھا کہ روز جبریل ں وحی خداوندی لے کر آتا ہے، وہ جواب لے آئے گا۔ وہ نہ آیا اور ۱۸ روز تک وحی کا سلسلہ ٹیمپریری طور پر اللہ تعالی نے روک لیا۔ اس دوران حضور ﷺ سخت پریشان اور کفار ومشرکین مذاق اڑاتے رہے۔ بعض نئے مسلمان بھی تذبذب میں پڑ گئے، آخر وحی کے ذریعے سے ان سوالوں کا مفصل جواب دیا گیا، بلکہ سوال میں مذکور واقعات کو قریش مکہ پر چسپاں کیا گیا، لیکن ساتھ ہی انشاء اللہ نہ کہنے کی فروگذاشت پر نکیر بھی کی گئی۔ خدائے عزوجل مذکورہ جواب کے معاً بعد یوں مخاطب ہوئے ہیں، "کسی معاملے میں یہ نہ کہا کرو کہ میں کل یہ کام کروں گا، اللہ کے چاہنے کے بغیر تم کیسے کر سکتے ہو؟ الا ان یشاء اللہ۔ ہاں! اگر نسیان سے ایسی بات زبان سے نکل جائے تو فوراً اپنے خدا کو یاد کر لیا کرو" (الکھف)۔ اب قرآن کی مذکورہ آیات سے جو عقیدہ اور حکم اخذ ہوتا ہے اس پر آپ خود غور وخوض اور تدبر کریں، اور جن لوگوں کے ترجمے سعودی عرب چھاپتا ہے ان سے صرف نظر کرکے اپنی عقل وفہم اور قرآن کی مجموعی تعلیمات کے تناظر میں سوچیں کہ قرآن کیا تقاضہ کرتا ہے۔ مجھ پر محمود الحسن، شبیر عثمانی، احمد رضا، اشرف علی تھانوی کے ترجموں کا رعب نہ جمائیں، یہ لوگ دیہاتی اور قصباتی تھے، ان کی اردو متروک اور بامحاورہ نہیں

ہے اور محض لفظی ترجمے کو پڑھ کر ذہن کو خلجان میں نہ ڈالنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے متن قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، ترجمے کا نہیں۔ اس مذکورہ واقعے کے ضمن میں آپ نے مدینے کی استقبالی بچیوں کا یہ نغمہ تو درج کیا ہے کہ طلع البدر علینا--- جو بالکل درست ہے مگر آپ روایت کا اگلا حصہ چھوڑ گئے ہیں۔ آگے شعر تھا کہ ہمارے ہاں وہ نبی موجود ہے جو کل کی خبریں بتاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ حقیقت پسند تھے، خوشامد پسند نہ تھے، انہوں نے بچیوں کو کہا کہ صرف وہ اشعار پڑھو جو پہلے پڑھ رہی ہو، یہ نہ پڑھو۔ میرے نزدیک تو اس واقعے سے آنحضرت ﷺ کی عزت و عظمت اور بڑھ گئی ہے، ورفعنا لک ذکرک۔

آپ کے طویل ترین خط میں تقریباً ہر صفحے پر ایسی گمراہ کن باتیں ہیں جن سے تعارض کیا جاسکتا ہے، مجھے افسوس ہے کہ آپ قرآن کی آیات کو بعض خرافاتی ملاوں کی طرح Twist کر جاتے ہیں اور ایسی حدیث پیش کرتے ہیں جو خود آپ کے الفاظ میں لولی لنگڑی، اندھی کانی، گنجی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر آپ نے ایک خود ساختہ اور موضوع روایت کا ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا نور خدا نے اس وقت بنایا اور مجھے نبی بنایا جب آدم کیچڑ میں تھے۔ ایسی فضول بات کو آپ کتنی جسارت سے حضور ﷺ کے طرف منسوب کرتے ہیں۔ قرآن میں سورۃ الضحیٰ (۹۳) نکالئے، اس کا تاریخی پس منظر ذہن میں لائیے کہ آنحضور ﷺ وحی کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں، یہ نبوت کا بالکل ابتدائی زمانہ ہے، چند روز وحی کے نزول کے بعد اللہ تعالیٰ نے جان بوجھ کر اپنی سکیم کے مطابق یہ سلسلہ روک دیا کہ وحی کی تیز روشنی اور کلام الٰہی کے ثقیل وزن سے اس کے بندے بشر میں پہلے تحمل پیدا کرلیا جائے۔ اب ارشاد ہوتا ہے کہ، "دن کی تیز روشنی اور رات کا سکون گواہ ہے کہ تمہارا رب نہ تم سے ناراض ہے اور نہ تم کو چھوڑا ہے، یقین رکھو کہ آج سے تمہارا بعد کا دور پہلے کے دور سے بدرجہا بہتر ہے، بڑی جلدی ہم تم کو اس قدر زیادہ دیں گے کہ تم خوش ہو جاوگے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم یتیم تھے تو ہم نے تمہاری پرورش کی اور تم صحرا میں اکیلے درخت کی مانند سرگرداں اور ناواقف راہ اور ضال تھے، تو ہم نے تم کو صراط مستقیم دکھایا اور اس پر قائم رکھا اور تم غریب اور نادار تھے، لیکن ہم نے تم کو مالدار اور غنی بنایا اور اب ان تین باتوں کا خصوصی خیال رکھا کرو، یتیم کی پرورش کیا کرو، اس پر سختی نہ ہو، جو سوال پوچھے اس کو اچھے انداز سے جواب دو نہ کہ جھڑک دو، اور جو نعمتیں ہم نے تم کو دیں ہیں، ان کا اظہار کرو"۔

یہاں دو نکات کی تشریح مناسب ہے، یہاں ضال اور ہدایت والی آیت کے سیاق و سباق اور ارتباط اور موقع محل کی مناسبت سے سائل اور تنھر کے الفاظ جس کے معنی اور مفہوم میں یہ بات شامل ہے کہ ہم نے تمہیں سرگردانی سے نجات دے کر ہدایت دی ہے۔ اس لئے جب دین کے بارے میں تم سے کوئی ہدایت کا سوال کرے تو اطمینان اور تسلی سے جواب دیا کرو، چنانچہ آپ نے ہمیشہ تحمل سے سائل کی تسلی کی۔ معلوم نہیں کئی مولویوں نے یہاں فقیر کو نہ جھڑکنے کا مسئلہ نکال دیا حالانکہ یہ جداگانہ ہدایت ہے۔ اسی طرح تحدیث نعمت کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ پاک نے غربت سے نکال کر مالدار اور غنی کیا ہے، تو سونے کی ڈلیاں خیرات کیا کرو، یمن کی چادریں استعمال کرو، خوشبو لگاو، کدو کا حلوہ کھاو اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ تحدیث نعمت والی آیت کی Twisting بر منگھم کے نیم خواندہ مولوی بوستان قادری نے اخبار جنگ میں یوں کی کہ

ہم عید میلاد اس وجہ سے مناتے ہیں کہ یہاں ہمارے بچے کرسمس کے موقع پر سوال کرتے ہیں کہ عیسائی لوگوں کا پرافٹ Jesus ہے اور وہ اس کا برتھ ڈے مناتے ہیں، تو ہمارا پرافٹ کون ہے اور ہم اس کا برتھ ڈے کب اور کیسے منائیں؟ تو ہم اس لئے بچوں کی تسلی بھی کرتے ہیں کہ پرافٹ کی برتھ ڈے پر خوشیاں مناؤ، واما بنعمۃ ربک فحدث، لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۔ اس کم عقل کو معلوم نہیں کہ قرآن و سنت، سیرت و تفسیر میں پرافٹ کی برتھ ڈے کا قطعاً کوئی ذکر نہیں، بلکہ آنحضور ﷺ نے تشبہ بالکفار والمشرکین سے منع فرمایا ہے، اور یہ کرسمس کی خرافات کو بناوٹی عید میلاد کو بطور مثال اخذ کر رہا ہے ۔

سعودی خاندان کے بارے میں آپ ہر خط میں مجھ پر طعنہ زنی فرماتے ہیں جیسے میں ان کا ٹھیکے دار ہوں، حالانکہ تمام بادشاہ ملوکیت کی ناپاکیوں میں ملوث ہوتے ہیں اور ملکہ سبا نے جب کہا تھا کہ وہ عزت والوں کو ذلیل کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے ریمارکس پر یہ جملہ معترضہ فرمایا تھا، کذلک یفعلون ۔ یہی ہوتے ہیں ان کے کرتوت، اور میں کہتا ہوں اولئک ھم الفاسقون ۔ امپیریلزم پر اس سے بڑھ کر اور کیا تبصرہ کیا جاسکتا ہے؟ والسلام

دعاگو، شفیق الرحمن شاہین، اولڈہم 28-11-95

جوابِ مکتوب 8 از مالیگ صاحب

خ

۸۶،

25-12-95

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین!

سلام مسنون، مزاج ہمایوں، ۲۸ نومبر کا مرقوم آپ کا نوازش نامہ مجھے بروقت مل گیا تھا، یاد فرمائی کا بہت بہت شکریہ، لیکن میرے بھائی! مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی کی تحریک پر مجھے جب آپ کا یہ پہلا عنایت نامہ ملا تھا کہ شرک وبدعت کے عنوان پر آپ کے سوالات کے جواب اب میں دوں گا، تو یقین مانیں کہ درانی صاحب کے جاہ وجلال کے باوجود میرے مسلسل مطالبات کے جواب میں ان کی مکمل خاموشی کے سبب مجھ میں جو احساس برتری پیدا ہوگیا تھا، وہ دھڑام سے زمیں بوس ہوگیا تھا اور میں سمجھا تھا کہ اب مجھے ہتھیار ڈالنے ہی پڑیں گے ۔ لیکن کیا بتاءوں کہ "کھودا پہاڑ نکلی چوہیا" کے مطابق آپ نے تو مجھے درانی صاحب سے بھی زیادہ مایوس بلکہ مایوس تر کیا ہے کہ میرے کسی بھی سوال کو قابل نظر التفات ہی نہیں سمجھ رہے ہیں ۔ میں آپ سے بار بار قسم قسم کے سوالات پر سوالات کرتا چلا جارہا ہوں، لیکن شاید ان کے آگے ہتھیار ڈالتے

ہوئے ۲۷ جولائی ۱۹۹۵ء کے اپنے خط کے پہلے صفحے پر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "استمداد و استعانت و دعا کے بارے میں جو کچھ میں نے اپنے سابقہ مکاتیب میں لکھا تھا وہ ایک اوسط سطح کے مسلمان کے لئے کافی تھا اور میں اس پر مزید کسی اضافے کی ضرورت نہیں سمجھتا"۔----- اس لئے میں حیران ہوں کہ غیراللہ سے مدد مانگنے کو شرک اور عید میلاد پاک کو بدعت ثابت کرنے کے خصوص میں آپ حضرات نے ان پھسپھسی اور پانی کے بلبلوں کی سی کمزور دلیلوں کے باوجود ہمارا جینا اور زندہ رہنا کیوں اور کیسے دوبھر کئے رکھا تھا؟ بلکہ حد ہوگئی کہ جنرل اسلم بیگ کی اہلیہ اسماء جبین کے ساتھ ساتھ مولانا صہیب حسن صاحب کی اہلیہ شکیلہ خاتون تک ہمیں مشرک اور بدعتی کہنے میں کیوں کوئی باک محسوس نہ کرتی تھیں؟ ثبوت کے لئے ۱۸ جولائی ۱۹۹۵ء کے جنگ میں ڈڈلی کے جامعہ اسلامیہ کے خواتین کے ماہانہ اجلاس کی رپورٹ پڑھ لیجئے۔ اتنی تمہید کے بعد آیئے آپ کے ۲۸ نومبر ۱۹۹۵ء کے نوازش نامے کے مندرجات پر بحث کریں۔

آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "آپ تو بڑے قیمتی نوٹ پیپرز پر دس پندرہ صفحات پر تکراری واعظانہ، مناظرانہ و مجادلانہ تحریری بیان بازی کا شوق فرماتے ہیں، مگر میں تو اس ارشاد نبوی پر کاربند ہوں کہ وقت اور مال کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے"۔----- تو آپ کے ان ارشادات عالی سے متعلق میرا بیان یہ ہے کہ آپ کی طرح پہلے میں بھی سادے کاغذ پر ہی خطوط لکھا کرتا تھا لیکن ابھی ابھی چونکہ جنگ والوں نے مراسلات کی اشاعت کے لئے لیٹرپیڈ کو ضروری قرار دے دیا ہے، اس لئے مجبوراً مجھے بھی لیٹرپیڈ بنوانا پڑا ہے۔ میں نے پیسے ضائع کرنے کے لئے انہیں ہرگز نہیں بنوایا ہے، نہ ہی پریس والوں کو کہا تھا کہ قیمتی کاغذ ہونا چاہیئے، پھر مال اور وقت ضائع کرنے کی بات چل ہی پڑی ہے تو آپ میرے خطوط ایک مرتبہ اور غور سے پڑھ کر ملاحظہ فرمالیں کہ میں نے قصداً اور عمداً تو کیا، سہواً بھی اپنے خطوط ایک لائن کے بعد ایک لائن چھوڑ کر کبھی نہیں لکھے ہیں، کہ اسے اضاعت مال سمجھتا ہوں، جبکہ آپ کے تمام ہی خطوط ایک لائن کے بعد ایک لائن چھوڑ کر سہواً نہیں بلکہ قصداً اور عمداً لکھے گئے ہیں۔ اس لئے اضاعت مال کی تہمت تو صحیح معنوں میں آپ پر عائد ہوتی ہے میرے بھائی! پھر معمولی سے کاغذ اور عید میلاد پاک اور گیارہویں شریف کے سادے سادے چاولوں کو مال کا ضیاع قرار دینے والے میرے بھائی! اونٹ کی سواری کی سنت کو چھوڑ کر سونے چاندی کی کاروں اور ہزار ارب روپیوں کے ہوائی جہازوں پر سفر کرنے والوں اور حج کے مواقع بلکہ ساری زندگی ہی مسلم و غیر مسلم ممالک کے صحافیوں اور میڈیا والوں کی بلا مبالغہ سیکڑوں اقسام کے کھانوں اور قیمتی قیمتی تحائف سے تواضع کرنے والے سعودی عرب کے بادشاہوں کو بھی آپ کبھی مال کا ضائع کرنے والے قرار دیں گے یا نہیں؟ یہ سعودی عرب کے بادشاہ صحافیوں اور میڈیا والوں کی ضیافتیں اتنے اعلیٰ پیمانے پر سوچیئے تو سہی کیوں کرتے ہیں؟ بلکہ سعودی بادشاہوں نے ابھی بلا وجہ اور بلا جواز دو تین برس پہلے کروڑوں ہزار روپئے خرچ کرکے لندن میں جو ایک نمائشی سعودی عرب کا ڈھونگ رچایا تھا اور جس کے لئے بڑے بڑے دیوہیکل ہوائی جہازوں میں ہزاروں ٹن ریت سعودی عرب سے منگوائی تھی، میرے علم میں نہیں کہ آپ نے یا کسی اور اہل سنت؟ نے اس کی مذمت کی ہو۔ پھر وقت کے ضیاع کے خصوص میں عرض ہے کہ رسول پاک ارواحنا فداہ ﷺ کے خدا داد فضائل و کمالات کے کسی منکر کو مومن فضائل رسالت بنانے کی غرض سے میں جو وقت صرف کر رہا ہوں، اسے تو میں اپنی "اصل زندگی"

سمجھتا ہوں، خدا گواہ ہے کہ خواب میں بھی میں اسے "وقت کا ضیاع" نہیں سمجھ سکتا۔

ان کا ذکر ان کی تمنا ان کا شوق ﷺ زندگی کتنی حسیں ہے آج کل

ہاں! اگر آپ سمجھ رہے ہیں تو یہ اپنا اپنا نصیب اور اپنا اپنا مقدر ہی تو ہے، دراصل منکرین فضائل رسالت اور مومنین فضائل رسالت کے درمیان جوہری فرق ہی یہی ہے۔ اس کے بعد آپ اپنی فہم کے مطابق قرآن پاک کی روشنی میں حضور پاک ﷺ کی پوزیشن سمجھانے کے لئے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے بارے میں کفار مکہ کے سوال اور حضور ﷺ کا ان کے جواب میں "انشاء اللہ تعالیٰ" نہ کہنے کا حال احوال لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "اب قرآن کی مذکورہ آیات سے جو عقیدہ اور حکم اخذ ہوتا ہے اس پر آپ خود غور و خوض اور تدبر کریں، اور جن لوگوں کے ترجمے سعودی عرب چھاپتا ہے ان سے صرف نظر کر کے اپنی عقل و فہم اور قرآن کی مجموعی تعلیمات کے تناظر میں سوچیں کہ قرآن کیا تقاضہ کرتا ہے"۔

تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ ایک مسلمان حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی مستقبل میں کوئی کام کرنے کا خیال ہو تو اس کا اظہار انشاء اللہ تعالیٰ کہہ کر کرنا چاہئے تاکہ اللہ کی رحمت اور معیت حاصل رہے۔ لہذا واضح فرمائیں کہ اب آگے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ پھر آپ نے لکھا ہے کہ (مفہوم) " آپ مجھ پر محمود الحسن، شبیر عثمانی، احمد رضا، اشرف علی تھانوی کے ترجموں کا رعب نہ جمائیں، یہ لوگ دیہاتی اور قصباتی تھے، ان کی اردو متروک اور بامحاورہ نہیں ہے اور محض لفظی ترجمے کو پڑھ کر ذہن کو خلجان میں نہ ڈالنا چاہئے" ۔----تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ میرے محترم! برصغیر کے درج بالا چار اساتین کو دیہاتی اور قصباتی قرار دے کر ان کی اردوئے معلیٰ کو متروک اور بامحاورہ نہیں ہے کہہ کر آخر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ میں تو لاکھ کوشش کے باوجود سمجھ نہیں سکا ہوں، کیا ان کے تراجم غلط ہیں؟ یا پھر بیان فرمائیں کہ ان کی اردو اگر متروک نہیں ہے تو اس میں قباحت کیا ہے؟ پھر اس حقیقت کو بھی آپ کیسے رد کر سکیں گے کہ امام احمد رضا کے سوا دوسرے تین تراجم کنندگان کو سند اعتماد عطا کرنے والوں میں دہلی، لکھنو اور پٹنہ کے سید سلیمان ندوی، ابوالحسن علی ندوی اور عبد الماجد دریابادی جیسے عربی اور اردو داں شامل ہیں، لہذا ٹھنڈے دل سے سوچیں، کہ آپ کے نزدیک دہلی، لکھنو، پٹنہ اور سید سلیمان ندوی، عبد الماجد دریابادی اور علی میاں صاحب بھی کیا دیہاتی قصباتی اور متروک و بے محاورے اردو داں ہیں؟ ایاز! قدر خود بشناس، رہ گئی بات سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی، تو میں کہوں گا کہ اللہ اللہ! چہ نسبت آپ کو با عالم پاک۔ لیکن میں اس سلسلے میں اسی وقت آپ سے رد و کد کروں گا جب شرک و بدعت کے تعلق سے ہماری گفتگو مکمل ہو جائے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "آپ نے مدینے کی استقبالی بچیوں کا یہ نغمہ تو درج کیا ہے کہ طلع البدر علینا--- جو بالکل درست ہے مگر آپ روایت کا اگلا حصہ چھوڑ گئے ہیں جو یہ ہے"۔----- تو اس پر میرا تبصرہ یہ ہے کہ میرے بھائی! ایک معقول طرز

استدلال کے قبول کے بجائے اس پر آپ کا یہ انداز اعتراض بالکل ایسا ہے جیسے میرے مطالبے پر اللہ کے ایک ہونے کے ثبوت میں آپ قل ھواللہ احد پڑھیں اور میں کٹ حجتی کرتے ہوئے یہ کہوں کہ " لیکن آپ نے اس کا اگلا حصہ چھوڑ دیا ہے جو یہ ہے، اللہ الصمد"۔ اس لئے کہ آپ خود سوچیں کہ میں مدعی تھا کہ حضور ﷺ کی یافت کے دن خوشی و مسرت کا اظہار سنت صحابہ ہے ث، جس کے ثبوت میں صحابہ ء کرام کا نعت شریف پڑھوانے کا یہ عمل ناقابل تردید ثبوت ہے، جو اپنے سیاق وسباق کے اعتبار سے بالکل مکمل ہے اور جس کا اگلے شعر سے کوئی تعلق نہیں ۔ اس میں تو اس سے الگ صحابہ ء کرام ث کا اپنے پیارے آقا ﷺ کے بارے میں ایک دوسرے عقیدے کا ذکر ہے، لیکن افسوس کہ اتنی واضح بات بھی آپ سمجھ نہیں پائے، چنانچہ اگلے حصے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (مفہوم) " آگے شعر تھا کہ ہمارے ہاں وہ نبی موجود ہے جو کل کی خبریں بتاتا ہے ۔ آنحضرت ﷺ حقیقت پسند تھے، خوشامد پسند نہ تھے، انہوں نے بچیوں کو کہا کہ صرف وہ اشعار پڑھو جو پہلے پڑھ رہی ہو، یہ نہ پڑھو۔ میرے نزدیک تو اس واقعے سے آنحضرت ﷺ کی عزت و عظمت اور بڑھ گئی ہے، ورفعنا لک ذکرک"۔

تو آپ کے ان خیالات کے بارے میں میرا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو چونکہ "غیب کا عالم اور اکلال کی خبریں دینے والا" ماننے والے مومنین کو آپ مشرک سمجھتے ہیں، لہذا جواب عنایت فرمائیں کہ آپ کی ہی طرح کیا حضور ﷺ نے بھی "کل کی خبر" دینے کے عقیدے کو شرک قرار دے دیا تھا؟ یا بطور عجز وانکسار صرف پڑھنے سے روکا تھا؟ میرے بھائی! ٹھنڈے ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ یہ ننھی ننھی مدنی بچیاں جو اشعار پڑھ رہی تھیں، یہ کفار و مشرکین مکہ کے بنائے ہوئے تھے یا انصار اللہ د وانصار رسول اللہ ﷺ کے بنائے ہوئے تھے؟ مومنین کے بنائے ہوئے تھے یا منکرین کے؟ اور یہ بھی واضح فرمائیں کہ انصار اللہ وانصار رسول اللہ د و ﷺ نے حضور ﷺ کے اس فرمان گرامی کے بعد کیا اپنا یہ عقیدہ تبدیل کر لیا تھا؟ اس عقیدے سے توبہ کرلی تھی؟ کیا اسے شرک سمجھ لیا تھا؟ یا صحیح احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس واقعے کے بعد بھی ہر ہر سوال کے جواب میں وہ تو اللہ اعلم ورسولہ ہی کہا کرتے تھے اور حضور اکرم ﷺ نے خود بہت سے اکلال کی نہایت ہی سچی سچی اور درست درست خبریں اس واقعے کے بعد بھی دی ہیں ۔ جنگ بدر کے موقع پر فرمایا (مفہوم) "کل بوجہل یہاں مارا جائے گا، شیبہ یہاں ڈھیر ہوگا اور عتبہ کے لاش یہاں گرے گی"۔ جنگ خیبر کے موقع پر فرمایا (مفہوم) " کل جھنڈا میں اس فاتح کو دوں گا جو خیبر کو یقیناً فتح کر لے گا" ۔ اور غالبا جنگ تبوک کے موقع پر مختلف علمبرداران اسلام کے شہید ہونے اور نئے علمبرداروں کے تعین کی خبریں مدینے میں بیٹھ کر آپ دیتے رہے تھے ۔ پھر آپ کے عم محترم کے جنگ بدر کے موقع پر قید ہونے کے بعد ام عبداللہ ابن عباس ثکے ساتھ مکہ ء معظمہ میں ان کی ہونے والی خفیہ بات چیت کا انکشاف بھی حضور ﷺ نے کیا نہیں فرمایا تھا؟ اس کا جواب اگر نفی میں ہے تو اس کا اظہار فرمائیے، اور اثبات میں ہے تو غور فرمائیے کہ پھر حضور ﷺ کو "غیب یا کل کے حالات کا عالم" سمجھنے کو شرک قرار دینے کی صورت میں تو خود جان ایمان ﷺ کا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے، کیا نہیں؟ پھر اس بحث کو اس طرح بھی سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ قرآن پاک کی آیات ۳۸:۶ + ۵۹:۶ + ۶:۱۱ + ۸۹:۱۶ + ۵:۲۷ میں خالق کائنات اللہ جل مجدہ نے بیان فرمایا ہے کہ (مفہوم) "زمین وآسمان کا کوئی غیب، کوئی خشک وتر اور کوئی ایسا بیان نہیں جسے ہم نے روشن کتاب میں بیان نہ

فرما دیا ہو"۔ اور قرآن پاک کی ہی آیات ۴:۱۳ + ۵۳:۵ + ۵۵:۱ میں ہے کہ (مفہوم) "سخت قوتوں والے طاقتور، مہربان رحمن نے اپنے بندے محمد رسول اللہ ﷺ پر علم و حکمت والی کتاب نازل فرما کر جو کچھ یہ نہ جانتے تھے، ان سب کا علم دے دیا۔ بیشک محمد ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے"۔

لہذا خدا کے لئے جواب عنایت فرمائیں کہ جیسے برطانیہ کے کچھ لوگوں نے مل کر آپ کو جمیعت اہل حدیث کا نائب سیکریٹری منتخب کیا تو آپ اپنے آپ کو اب جنرل سیکریٹری کا نائب سمجھنے لگ گئے یا جیسے ۱۹۲۰ء میں یہود و نصاریٰ کی سازش و تعاون سے آل سعود کو حجاز مقدس اور مکے مدینے کی حکمرانی کا شرف حاصل ہوا تو آپ آل سعود کو اب سعودی عرب کا بادشاہ سمجھنے لگ گئے یا جیسے ایک برس پہلے فی ہفتہ اڑھائی یا تین سو پاء ونڈ کی مزدوری کرنے والے بلیک برن کے مختار محی الدین کو کمیلاٹ کی نیشنل لاٹری کا ایک سو اسی لاکھ پاء ونڈ کا جیک پاٹ جیتنے کے بعد اب آپ اسے لکھ پتی اور ملینیر ماننے لگ گئے ہیں، بالکل ایسے ہی قرآن پاک کی تعلیمات کے مطابق آمنہ کے لال سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی بارگاہ الٰہی سے غیب کا علم حاصل کر لینے کے ان مبرہن اثبات کے باوجود اب آپ انہیں غیب کا عالم ماننے کے لئے کیوں تیار نہیں؟ کیوں اس کے مومن نہیں بن رہے؟ اس کے منکر ہی بنے رہنے پر کیوں بضد ہیں؟ بلکہ حد ہوگئی کہ اس کے مومنین کو دنیا کا سب سے بڑا اور عظیم گنہگار" مشرک" کیوں سمجھتے اور قرار دیتے ہیں؟ آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور دنیا بھر کو بھی تو بہت کچھ عطا فرما رکھا ہے، پھر آپ انہیں شرک کیوں نہیں سمجھتے؟ بنا بریں جواب دیں کہ سب کے لئے تو آپ سب کچھ ماننے کے لئے آمادہ اور تیار، لیکن صرف اور صرف سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے ہی انکار کیوں کئے چلے جا رہے ہیں؟ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ یا بے اعتباری صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہی کیوں؟ آخر آپ کو ان ذوات گرامی سے اتنی چڑ، اتنا کد اور اتنی ضد کیوں ہے؟ درآں حال کہ آپ غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین اور یزید کربلائی، سجاح حجازی، اسود عنسی، مسیلمہ کذاب، ثعلبہ بن ابی حاطب، بلعم باعور اور معلم الملکوت عزازیل کے انکار فضائل رسالت کے سبب "زمرہ ء مومناں بلکہ جنت نعیم" سے خارج کئے جانے کا حال بخوبی جانتے بھی ہیں۔ تو کیا میرے ان سوالات کے جواب میں بھی آپ صرف چپ ہی رہیں گے؟ صم بکم عمی بن کر؟ یا کچھ جواب دیں گے؟

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "آپ کے طویل ترین خط میں تقریباً ہر صفحے پر ایسی گمراہ کن باتیں ہیں جن سے تعارض کیا جا سکتا ہے، مجھے افسوس ہے کہ آپ قرآن کی آیات کو بعض خرافاتی ملاؤں کی طرح Twist کر جاتے ہیں اور ایسی حدیث پیش کرتے ہیں جو خود آپ کے الفاظ میں لولی لنگڑی، اندھی کانی، گنجی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر آپ نے ایک خود ساختہ اور موضوع روایت کا ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا نور خدا نے اس وقت بنایا اور مجھے نبی بنایا جب آدم کیچڑ میں تھے۔ ایسی فضول بات کو آپ کتنی جسارت سے حضور ﷺ کے طرف منسوب کرتے ہیں"۔----- تو آپ کے ان ارشادات عالی پر میرا تبصرہ یہ ہے کہ اگر میرے خطوط کے ہر ہر صفحے پر گمراہ کن باتیں واقعی موجود ہیں تو پھر آپ ان کی نشان دہی کیوں نہیں فرماتے؟ مجھے راہ ہدایت کیوں نہیں دکھاتے؟ مولانا درانی صاحب کی طرف سے لگائی گئی اور

قبول کی گئی اپنی ذمہ داری کو پوری کیوں نہیں کرتے؟ آخر آپ کس مرض کی دوا ہیں؟ کس زہر کا تریاق ہیں؟ کس درد کا مداوا ہیں؟ تعجب ہے کہ دعویٰ تو آپ کا ڈاکٹری کا ہے، مریض آپ کے پاس موجود ہے، مرض کی تشخیص بھی ہو چکی ہے، دوا بھی موجود ہے، پھر بھی آپ مریض کو ہمدردی کے ہزار دعووں کے باوجود مرنے بلکہ جہنم میں جانے دے رہے ہیں، لیکن علاج نہیں کر رہے۔ تو کیا یہی توحید و سنت کا تقاضہ ہے؟ یہی ایک سچے مسلمان کی شان ہے؟ کیا "کتمان حق" آپ کے نزدیک کوئی جرم نہیں؟ کتنے تعجب کی بات ہے کہ مولانا درانی صاحب نے تو آپ کو اس کام پر متعین کیا تھا کہ محمد میاں کی گمراہیوں کو طشت از بام کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیں، لیکن آپ ہیں کہ میرے بار بار کے مطالبے کے باوجود اس سے اعراض اور پہلو تہی ہی کئے چلے جا رہے ہیں۔ پھر یہ الزام بھی کتنا بودا اور کھوکھلا ہے آپ کا کہ قرآنی آیات کو بعض خرافاتی ملاوں کی طرح Twist کرنے کا الزام آپ مجھ پر عائد کر رہے ہیں، جبکہ میں ثابت یہ کر رہا ہوں کہ مفتی عبدالعزیز بن باز اور شاہ فہد کے سب سے معتبر اور بہتر تسلیم کئے ہوئے اردو ترجمے تک کو آپ غلط، گمراہ کن اور نامعتبر گردان رہے ہیں۔ گویا دنیا بھر کے تمام اردو تراجم آپ کے نزدیک غلط، نامعتبر اور گمراہ کن ہیں، اور آپ تنہا ہی اردو میں قرآن پاک کو صحیح طور پر سمجھ رہے ہیں، یا اگر میں غلط سمجھ رہا ہوں تو میری غلطی کو واضح فرمائیے۔ میرے سامنے ماہنامہ افکار معلم لاہور کا ستمبر ۹۵ء کا شمارہ ہے، اس میں مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے سورہ انعام میں تین تین مرتبہ آئے ہوئے حضرت ابراہیم ں کے مقولے ھذا ربی کو کھینچ تان کر استفہامیہ اور سوالیہ جملہ ثابت کرنے کی برملا تغلیط کی ہے۔ اس حوالے کی ضرورت یوں پیش آئی ہے کہ قرآن پاک کو سب سے بڑھ کر صحیح طور پر سمجھنے کا زعم رکھنے والے میرے بھائی! آپ نے بھی اسی طرح سورہ یوسف میں بزبان خدا و رسول د و ﷺ تین تین مرتبہ عزیز مصر کو "رب" کہے جانے کو کھینچ تان کر طنزیہ جملہ قرار دے دیا ہے، حالانکہ وہاں اس کی کوئی تک نہیں بنتی، یا اگر میں غلط سمجھ رہا ہوں تو میری ہدایت فرمائیے۔

رہ گئی بات حدیث پاک، کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین کے میری خود ساختہ اور میری وضع کردہ ہونے کی، تو کیا آپ یہ مجھ پر ایک نہایت ہی صریح اور بے سروپا الزام نہیں عائد کر رہے؟ کیا اس حدیث پاک کو میرے سوا واقعی کسی اور محدث نے روایت نہیں کیا؟ میرے بھائی! حضور رسول پاک ﷺ کے فضائل و کمالات کے قبول و اقرار سے آخر آپ حضرات اتنے خوف زدہ، اتنے بے زار اور اتنے متنفر کیوں ہیں؟ ان کے لئے خدا کے عطا فرمودہ کوئی محدود و محصور فضل و کمال کے مان لینے سے آخر کون سی قیامت ٹوٹ پڑتی ہے؟ کہ آپ حضرات نص قرآن سے ثابت صفات کو بھی تسلیم کرنے کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ انہیں شرک صریح اور شرک عظیم سے کم ماننے کے لئے تیار ہی نہیں۔ تو کیا قرآن پاک کی آیات بھی ہماری خود ساختہ اور موضوع ہیں؟ اگر نہیں تو پھر میرے بھائی! ان کو تو مان لیجئے۔ ۱۴ ستمبر ۹۵ء کے اپنے خط میں آپ نے بہت زور دے کر حضور رسول پاک ﷺ کو اپنے "مثل" لکھا، تو اس کے جواب میں میں نے پیارے محمد مصطفی ﷺ کے خصائص و کمالات شمار کراتے ہوئے ۱۰ اکتوبر ۹۵ء کے خط میں ایک جملہ یہ بھی لکھ دیا تھا کہ "جو اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم ں آب و گل کی منزلیں طے کر رہے تھے"۔ تو ظاہر ہے کہ یہ اس حدیث پاک کا مفہوم ہے جسے میں ابھی ابھی دس سطور پہلے لکھ آیا ہوں، لیکن خدا کی قدرت کہ یہ بے

عیب و بے قصور جملہ آپ کو اتنا شاق گذر گیا کہ میری گوش مالی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (مفہوم) " مجھے افسوس ہے کہ آپ قرآن کی آیات کو بعض خرافاتی ملاوں کی طرح Twist کر جاتے ہیں اور ایسی حدیث پیش کرتے ہیں جو خود آپ کے الفاظ میں لولی لنگڑی، اندھی کانی، گنجی ہوتی ہے ۔ مثال کے طور پر آپ نے ایک خود ساختہ اور موضوع روایت کا ذکر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا نور خدا نے اس وقت بنایا اور مجھے نبی بنایا جب آدم کیچڑ میں تھے ۔ ایسی فضول بات کو آپ کتنی جسارت سے حضور ﷺ کے طرف منسوب کرتے ہیں"۔---- لہذا آپ کے اس الزام کے جواب میں پہلی بات تو میں یہ کہوں گا کہ اگر واقعی میں نے حضرت آدم ں کی شان میں فضول بات منسوب کرنے کی جسارت کی ہے تو اس سے غیر مشروط طور پر توبہ کرتا ہوں، مولیٰ تعالیٰ میرے اس گناہ اور میری اس غلطی کو معاف فرمائے ۔ پھر عرض ہے کہ میں نے تو میرے بھائی! حضرت آدم ں کے آب و گل کی منزلیں طے کرنے کی بات کی ہے جس میں ادب و احترام کا پورا پورا لحاظ نظر آتا ہے، جبکہ بے ادبی و گستاخی کا تعفن تو آپ کی عبارت میں محسوس کیا جاسکتا ہے، کہ آپ نے انہیں کیچڑ میں ملوث کرنے کی جسارت کی ہے ۔ لیکن آپ کو اپنی یہ گستاخی نظر نہیں آتی ۔ اس کے بعد عرض ہے کہ اس سلسلے میں میں "مردے پر جہاں سو من مٹی نو من مٹی اور سہی" کے طور پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے ۲ مئی ۱۹۸۶ء کے بریڈفورڈ کے ہفت روزہ راوی نمبر ۲۷۷ سے ایک مضمون اور دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس سے کچھ اقتباسات پیش کروں گا تاکہ واضح ہوسکے کہ نہ تو میں نے حضرت آدم ں سے کوئی ایسی فضول بات منسوب کرنے کی جسارت کی ہے جس سے ان کی توہین ہوتی ہے نہ کوئی خود ساختہ اور موضوع حدیث پیش کی ہے، بلکہ جو کچھ لکھا ہے وہ بڑے تسلسل کے ساتھ ابتدائے ایام اسلام سے لے کر آج تک کے اکثر محدثین، مفسرین اور اساتین امت کی کتابوں میں بطور حدیث درج ہوتا چلا آیا ہے ۔

ہفت روزہ راوی بریڈفورڈ میں محترم ہمایوں صاحب مرزا "گوشہ ء ہمایونی" کے عنوان سے مستقل کالم لکھا کرتے تھے ۔ ۱۹۸۶ء میں یوپی کی مقدس سرزمین کچھوچھہ شریف کے سید خانوادے سے حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے لخت جگر شیخ الاسلام حضرت قبلہ سید محمد مدنی میاں صاحب مدظلہ برطانیہ کے چوتھے یا پانچویں دورے پر تشریف لائے تو حسب سابق ان کے دینی اجلاس کی وہی گہما گہمی رہی جو پہلے رہا کرتی تھی ۔ اس لئے ان سے متاءثر ہوکر جلتے کڑھتے ہوئے ہمایوں صاحب مرزا نے دو مسلمان بھائیوں کا ایک فرضی مکالمہ کچھ اس طرح لکھا---- مولانا مدنی---- اتوار جلسہ ہے، مولانا مدنی کی تقریر ہے، آپ ضرور آیئے گا---- مولانا مدینے سے تشریف لائے ہیں؟---- نہیں، یہ چھانگا مانگا کے رہنے والے ہیں، مدینہ تو انہوں نے دیکھا بھی نہیں---پھر مدنی کیوں کہلاتے ہیں؟---- عقیدت کی بنا پر کہلاتے ہوں گے---عقیدت تو ہر مسلمان کو ہے مگر وہ مدنی نہیں کہلاتا----میں پوچھ کر بتاء وں گا---دوسرے دن----میں نے پوچھا تھا، مولانا کہتے تھے سوال کرنے والا کوئی وہابی ہوگا---- وہابی کیا ہوتا ہے؟---اگلے شمارے میں دیکھئے ۔

اب اس مکالمے کے جواب میں راوی میں جو دوسرا مکالمہ شائع ہوا، اسے بھی ملاحظہ فرمالیجئے ۔ اس لئے کہ اس کا تعلق بھی بھارت کے ہی ایک دوسرے معروف ترین مولانا مدنی اور ہماری زیر بحث حدیث اول ما خلق اللہ نوری سے ہے یا کنت نبیاً وآدم بین الماء والطینہ ۔

دوسرا منظر---سناو بھائی گفتار علی! لیتوار مولانا مدنی کا جلسہ کیسا رہا؟----کیا بتاء وں مولانا صاحب! جلسے میں بڑے بڑے وزراء، علماء اور عقلاء تشریف لائے تھے، جن میں سے چند محققین نے مولانا مدنی کا تعارف بھی کرایا۔ سچ پوچھئے حضرت! میں تو ان کی تحقیقات سن کر حیران ہوں----بھئی، کچھ ہمیں بھی سناوگے؟----کیوں نہیں مولانا! کسی نے ان کو پیکر عصمت قرار دیا تو کسی نے انہیں مشکل کشا کہہ دیا، کسی نے ان کو سراپا نور ثابت کیا تو کسی نے ان کو رحمۃ للعالمین بنا دیا، کسی نے ان کو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ کہا تو کسی نے ان کو مرنے کے بعد زندہ گردانا۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ ان کے مخالف کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے تو کوئی یہ نغمہ سنجی کر رہا تھا کہ وہ امت مرحومہ کا ایک ہی سہارا تھے، کوئی یہ انکشاف فرما رہا تھا کہ ان کے فضائل علمیہ اور کمالات باطنیہ کی صحیح اطلاع یا تو خداوند قدوس کو ہو سکتی ہے یا علمائے ربانیین اور اولیائے کاملین کو۔ کوئی یہ ارشاد فرما رہا تھا کہ سخت بارش میں بھی ان کا بدن یا ان کے کپڑے یا ان کے گھوڑے نہیں بھیگتے تھے تو کوئی یہ گہرافشانی کر رہا تھا کہ دھوپ میں بادل ان پر سایہ کرتے تھے، کوئی ان کی یہ کرامت بیان فرما رہا تھا کہ میں نے ان کے وسیلے سے جو بھی دعا مانگی، وہ فرش سے چل کر عرش تک پہنچی اور خلعت قبولیت کا اکتساب کر کے رہی۔ تو کوئی یہ اعلان فرما رہا تھا کہ ان کی ادنیٰ سی توجہ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری نجات کے لئے کافی ہو کر رہے گی، کوئی دعویٰ کر رہا تھا کہ عہد صحابہ کے بعد ان کی نظیر نہیں ملتی تو کوئی انہیں خدا کا جلوہ قرار دے رہا تھا، کوئی کہہ رہا تھا کہ وہ مجازی رب العالمین تھا جو اپنی کبریائی پر پردہ ڈال کر ہمارے گھروں میں رہتا، ہم سے ہمکلام ہوتا، ہماری خدمتیں کرتا اور ہماری گلیوں کوچوں میں چلتے پھرتے ہم فانی انسانوں سے فروتنی کرتا تھا۔

کوئی ثابت کر رہا تھا کہ وہ موت، بارش اور حمل کا علم بھی رکھتے تھے تو کوئی یہ بتا رہا تھا کہ ان کے لعاب دہن کی برکت سے کھارے کنویں میٹھے ہو جایا کرتے تھے، ناقابل تردید تاریخی حوالوں سے کوئی یہ ثابت کر رہا تھا کہ وہ پاکستان کے بانی قائداعظم کے سچے دوست اور گاندھی و نہرو کے دشمن نمبر ایک تھے تو کوئی یہ باور کرا رہا تھا کہ چمپا کے وہ پھول جو چار چار ماہ تک نہیں مرجھاتے مولانا مدنی کی صحبت پاکر ان کی بقیہ ظاہری حیات یعنی تین سال تین ماہ تک تر و تازہ رہے لیکن پھر جیسے ہی مولانا کی زندگی کا دیا بجھا یہ پھول بھی مرجھا گئے، کسی نے کہا کہ واللہ العظیم، مولانا کے پیر دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے تو کسی نے ثابت کیا کہ آپ آدمی کو دیکھ کر بتا سکتے تھے کے یہ جنتی ہے یا دوزخی۔ کوئی یہ انکشاف کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا کو وہ علم دیا تھا کہ جب کوئی حاضر ہونے والا السلام علیکم کہتا تھا تو آپ اس کے ارادے سے واقف ہو جاتے تھے تو کوئی یہ ظاہر کر رہا تھا کہ نور بصیرت سے مولانا خلق کو عین حق اور حق کو عین خلق دیکھتے تھے، کسی نے بتایا کہ مولانا تصفیہ ء قلب کی وجہ سے انوار و تجلیات اور عالم مثال کا بے حجاب مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر لیا کرتے تھے تو کسی نے بتایا کہ اپنی قلبی توجہ سے آپ زمین و آسمان، ملائکہ، ارواح، اہل قبور، عرش و کرسی، لوح محفوظ، غرض دونوں جہان کا حال معلوم کر لیتے تھے۔ یقین جانئے مولانا! کہ اسی قسم کی اور بہت ساری باتیں سن کر میں سوچ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مدینۃ الرسول مدینہ شریف میں کیسے کیسے سیم وزر اور کیسے کیسے جواہرات پیدا فرمائے ہیں---- دیکھو بھائی گفتار علی! جہاں تک مولانا مدنی کے مذکورہ بالا فضائل و کمالات کا تعلق ہے یہ تو صدفی صد درست اور ٹھیک ہیں لیکن تمہیں ایک غلط فہمی جو ان کی جائے پیدائش

کے بارے میں ہوگئی ہے، اس کا ازالہ ضروری ہے، تو واضح ہو کہ مولانا مدنی مدینہ شریف میں نہیں بلکہ اجودھیا میں پیدا ہوئے تھے---- تو پھر انہیں مدنی کیوں کہتے ہیں؟--- مدنی یوں کہتے ہیں کہ مولانا مدنی نے اپنی زندگی کا ساتواں حصہ مدینہ شریف میں گذارا ہے--- (چونک کر) دیکھئے مولانا! آپ نے پھر اپنے اصول کو اپنی ہی کند چھری سے ذبح کر دیا ناں---بھئی، میں بھی تو سنوں، وہ کیسے؟--- وہ ایسے کہ گوجرانوالے کے ابو داود مولانا محمد صادق صاحب رضائے مصطفائی کی پیش فرمودہ حدیث پاک کے مطابق اللہ کے پیارے رسول ارواحنا فداہ ﷺ کو تو پانچ ارب اور چار کروڑ برس جتنی طویل مدت تک "عالم نور" میں رہ لینے کے باوجود آپ حضرات نور تسلیم کر لینے پر کسی طرح آمادہ نہیں، بشر بشر بلکہ معمولی بشر ہی کہے چلے جا رہے ہیں، حالانکہ دنیا میں آپ صرف تریسٹھ برس ہی رہے ہیں، جبکہ اپنے مولانا مدنی کو ستر سال کی چھوٹی سی عمر میں صرف دس برس مدینہ شریف میں رہ لینے کے باعث "مدنی" تسلیم کر بیٹھے ہیں۔ لہذا سوچئے! اور ٹھنڈے دل سے سوچئے!! کہ پانچ ارب اور چار کروڑ برس کے سامنے صرف تریسٹھ برس کی کیا حیثیت ہے؟ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ؟ جبکہ دس برس کے مقابلے میں ستر برس کو صرف سات گونا ہی فضیلت حاصل ہے، تو آپ حضرات کی سوچ وفکر، بلکہ رسول دشمنی کی یہی کجی ہے جو ہم سے یہ کہلوانے پر ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ؎

مولانا کے خود ساختہ قانون کا نیرنگ جو بات یہاں فخر وہی بات وہاں ننگ

-----دیکھئے بھائی گفتار علی! عقیدے کے مسئلے میں شاعری کام نہیں آتی۔ میں تمہیں کتنی بار سمجھا چکا ہوں کہ سچے اور پکے اور صحیح مسلمان صرف صحیح حدیث کو ہی تسلیم کرتے ہیں، غیر صحیح حدیث ہرگز ہرگز ہمارے لئے لائق اعتبار نہیں---- گویا آپ کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث یا تو جھوٹی ہے یا غلط---- ہم اسے جھوٹی یا غلط تو نہیں کہتے بس صرف اتنا کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں----اچھا تو مولانا! یہ بتائیے کہ صحیح کا اپوزٹ غلط اور جھوٹ ہے یا نہیں؟---میں نے ایک مرتبہ جو جواب دے دیا، اب اس پر مزید اور کچھ نہیں کہہ سکتا، جواب جاہلاں باشد خموشی---اچھا تو حدیث پاک--- یا جابر! ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ--- یا--- اول ماخلق اللہ نوری---کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟---یہ دونوں بھی صحیح نہیں----اور سورہء مائدہ کی پندرھویں آیت---قد جاء کم من اللہ نور وکتاب مبین--- کے بارے میں کیا کہیں گے آپ؟--- اس میں رسول اللہ ﷺ کو نہیں بلکہ قرآن کو نور کہا گیا ہے----یعنی یہ کہا گیا ہے؟ کہ، اے لوگو! تمہارے پاس اللہ کی طرف سے قرآن پاک اور قرآن پاک آیا ہے؟---اے توبہ! میں بھول گیا قرآن پاک کی اس آیت میں نور سے مراد اسلام ہے---اور سورہء احزاب کی چھیالیسویں آیت---یا ایھا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا---میں سراجا منیرا یعنی منور کرنے والا کسے کہا گیا ہے؟--- رسول اللہ ﷺ کو----تو کیا اب بھی رسول اللہ ﷺ کے نور ہونے میں کوئی شک وشبہ اور اشکال باقی رہ جاتا ہے؟--- بھائی گفتار علی! تم سے تو بس خدا ہی سمجھے، جلتے ہوئے سورج کو تم ہی نور سمجھتے رہو----یعنی آپ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺ کو آگ کہا گیا ہے؟----لا حول ولا قوۃ الا باللہ، بھائی گفتار علی، اب میں آپ سے کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا، آپ جب اپنے نظریئے کے خلاف کسی بات کو ماننے کے لئے تیار ہی نہیں تو پھر آپ سے بات کرنے سے کیا فائدہ؟

---لیکن مجھے پانچ منٹ اور دیجئے اور سنتے جائیے مولانا! کہ درج بالا احادیث پاک کو(۱) سادا تنا امام مالک کے شاگرد، امام احمد ابن حنبل کے استاد اور امام بخاری وامام مسلم کے استاذ کے استاذ، حافظ الحدیث امام عبد الرزاق ابوبکر ابن ہمام نے اپنی مصنف میں (۲) امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں (۳) امام قسطلانی شارح بخاری نے مواہب اللدنیہ میں (۴) امام ابن حجر مکی نے افضل القریٰ اور فتاویٰ حدیثیہ میں (۵) علامہ فاسی نے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں (۶) علامہ زرقانی شارح موء طا نے شرح مواہب میں (۷) علامہ دیاربکری نے خمیس میں (۸) علامہ عبدالغنی نابلسی نے حدیقہ ء ندیہ میں (۹) علامہ احمد نے تفسیر صاوی میں (۱۰) شیخ محمد مغربی نے قصۃالمولد میں (۱۱) علامہ یوسف نبہانی نے جواہرالبحار میں (۱۲) علامہ عبدالکریم جیلی نے انسان کامل میں (۱۳) محقق کامل شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ شریف جلد دوم میں (۱۴) مجدد الف ثانی نے مکتوبات شریف میں (۱۵) ملا علی قاری نے موضوعات میں (۱۶) محدث ابن جوزی نے المیلادالنبوی میں (۱۷) علامہ اسمعیل حقی نے تفسیر روح البیان میں (۱۸) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فیوض الحرمین میں (۱۹) امام احمد رضا فاضل بریلوی نے صلوٰۃ الصفافی نور المصطفیٰ میں (۲۰) شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی کے والد مولانا ذوالفقار علی نے عطر الوردہ میں (۲۱) مولانا اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب اور الوضع والرفع صفحہ ۱۳ میں (۲۲) مولانا رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں (۲۳) نواب وحیدالدین خان نے ہدیۃالمہدی صفحہ ۵۶ میں (۲۴) مولانا اسمعیل دہلوی نے رسالہ یک روزی میں اور خود(۲۵) مولانا حسین احمد مدنی نے شہاب ثاقب میں بغیر کسی تنکیر وتردید کے رسول پاک ﷺ کے فضائل وکمالات کے اثبات میں نقل فرمایا ہے۔ تو کیا درج بالا سارے کے سارے علماء، صلحاء اور اتقیاء بھی گمراہ، بدمذہب اور بے دین تھے؟---مولانا!----(راوی نمبر۷۷۲۔ ۲ مئی ۱۹۸۶ء)۔

تو مولانا کے جواب کے بغیر راوی میں شائع شدہ یہ فرضی مکالمہ یہاں ختم ہوا۔ میرے علم کے مطابق پھر کسی بھائی نے اس پر اظہار خیال نہیں فرمایا، بلکہ راوی کی فائل گواہ ہے کہ اس کے بعد جناب ہمایوں صاحب مرزا نے نامعلوم کیوں اپنا مستقل کالم گوشہ ء ہمایونی لکھنا ہی بند کر دیا۔ آپ چونکہ اس عنوان سے دلچپی رکھتے ہیں، اس لئے اظہار خیال فرما سکتے ہیں۔ میں نے تو یہ ثابت کرنے کے لئے پورا مکالمہ درج کیا ہے کہ یہ حدیث یا روایت میری اپنی خود ساختہ اور موضوع نہیں، بلکہ پہلے سے نقل ہوتی چلی آئی ہے اور اس لئے بھی کہ دنیا کے لوگوں کو دکھاء وں کہ رسول پاک ﷺ کے لئے جو لوگ خدا کے عطا فرمودہ فضائل وکمالات کے اقرار کو بھی شرک وبدعت قرار دیتے ہیں، وہ خود اپنے بزرگوں کے لئے کیسی کیسی صفات کا اثبات کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ اس مکالمے میں جو جو صفات مولانا مدنی یا کسی اور مخلوق کے لئے منکرین فضائل رسالت سے ثابت کی گئی ہیں، ان کے ثبوت خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی الہ آبادی کی کتاب "خون کے آنسو" اور مولانا ارشد القادری صاحب کی کتاب "زلزلہ اور زیر وزبر" سے لئے گئے ہیں، بلکہ اکثر وبیشتر مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے انتقال کے بعد ان کو خراج عقیدت و محبت پیش کرنے کے لئے دہلی سے شائع ہونے والے روزنامہ الجمیعتہ کے شیخ الاسلام نمبر سے۔

اتنی وضاحت کے بعد آئیے، مولانا قاسم صاحب نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کے اقتباسات وعبارات کی طرف۔ یہ عبارات و

اقتباسات میں اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ آپ نے تخلیق آدم ؑ سے پہلے تخلیق نور محمدی کے اثبات و عقیدے کو فضول بات بلکہ بہت بڑی جسارت قرار دے دیا ہے۔ جبکہ مولانا نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں گورے یا کالے، لمبے یا پست قد اور پہلے یا بعد پیدا ہونے کو نہیں، بلکہ فضل و کمالات اور صفات حمیدہ کو وجہ فضیلت قرار دیا ہے۔ اور پھر اسی ایک نکتے پر پوری ایک ایسی کتاب لکھ ڈالی ہے جس نے برصغیر کے مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کا بہت بڑا پارٹ ادا کیا، بلکہ نئے مدعیان نبوت کے لئے ایوان نبوت میں داخل ہونے کا نہایت ہی آسان راستہ مہیا کر دیا ہے۔

بہر صورت وہ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "قرآن کریم کی آیت پاک میں حضور ﷺ کو خاتم النبیین جو کہا گیا ہے وہ آپ کی مدح میں کہا گیا ہے اور اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں ہے۔ ہاں! اگر آیت پاک کو آیت مدح نہ قرار دیا جائے تو البتہ بہ اعتبار زمانہ آپ کا آخری نبی ہونا درست ہوگا، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی اس لئے کہ اس میں ایک تو نعوذ باللہ خدا کی جانب یاوہ گوئی کا وہم پیدا ہو جائے گا، دوسرے رسول اللہ ﷺ کی جانب نقصان قدر کا احتمال" (ص ۳)۔---- تو اس کا مطلب یہی ہوا ناں! کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو بہ اعتبار زمانہ خاتم النبیین مانتے رہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے آیت مدح کو آیت ذم تسلیم کر لیا ہے، بلکہ خداوند کریم کی جانب یاوہ گوئی اور حضور رسول اللہ ﷺ کی جانب نقصان قدر کو بھی۔ اس بات کو مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ آپ نے مجھ سے پچاس پاء ونڈ میں ایک گھڑی کا سودا کیا، پھر پانچ پانچ پاء ونڈ کی دس نوٹین مجھے دیں، جو پچاس پاء ونڈ ہوگئیں، لیکن میں آپ کو گھڑی نہیں دے رہا ہوں اور آپ کے مطالبے پر جواب یہ دے رہا ہوں کہ آپ نے مجھے پچاس پاء ونڈ دیئے ہی کب ہیں؟ کہ میں آپ کو گھڑی دوں، تو آپ یہی جواب دیں گے ناں! کہ محمد میاں! میں نے آپ کو پانچ پانچ پاء ونڈ کی دس نوٹیں جو دی ہیں یہی تو ہیں پچاس پاء ونڈ۔ لیکن اگر آپ کے ہزار سمجھانے پر بھی میں آپ کی بات نہ مانوں تو بتایئے کہ آپ مجھے کیا کہیں گے؟

بالکل یہی مثال مولانا نانوتوی صاحب کی بھی ہے، جیسے میں پچاس پاء ونڈ میں گھڑی دینے کے لئے تو تیار ہوں لیکن پانچ پانچ پاء ونڈ کی دس نوٹوں کو پچاس پاء ونڈ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ایسے ہی نانوتوی صاحب بھی حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین ماننے کے لئے تو تیار ہیں لیکن زمانے کے اعتبار سے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اس مثال سے شاید آپ کے ذہن میں بات کچھ کچھ آگئی ہوگی، لیکن اتمام ابھی باقی ہے۔ میری گھڑی آپ کو پسند آگئی ہے اور آپ اسے لینا ہی چاہتے ہیں، ادھر میں بھی پچاس پاء ونڈ میں اسے بیچنے کے لئے تو تیار ہوں لیکن پانچ پانچ پاء ونڈ کی دس نوٹوں کو پچاس پاء ونڈ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ لہذا آپ پھر مجھ سے مخاطب ہوئے کہ محمد میاں! آپ پچاس پاء ونڈ مجھ سے کس شکل میں لینا چاہیں گے؟ میں نے جواب دیا کہ آپ مجھے دس دس پاء ونڈ کی پانچ نوٹیں دے دیں میں آپ کو گھڑی دے دوں گا۔ چنانچہ آپ نے مجھے دس دس پاء ونڈ کی پانچ نوٹیں دیں اور میں نے آپ کو گھڑی دے دی۔ تو میری اس قسم کی ذہنیت کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد آیئے مولانا نانوتوی کی طرف۔ وہ بھی میری طرح حضور ﷺ کو خاتم النبیین مانتے تو ہیں لیکن جیسے پانچ پانچ پاء ونڈ کی دس نوٹوں کو میں

پچاس پاء ونڈ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں، ایسے ہی نانوتوی صاحب بھی زمانے کے اعتبار سے حضور ﷺ کو آخری نبی ماننے کے لئے تیار نہیں ۔ بلکہ دیگر انبیاء ں کو نبی بالعرض اور حضور ﷺ کو نبی بالذات کی صورت میں آخری نبی مان رہے ہیں ۔ ان کی اصل عبارت یہ ہے "آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ۔ اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے، پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں ۔ آپ پر سلسلہ ء نبوت مختتم ہوجاتا ہے، غرض آپ جیسے نبی الامت ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں" (ص۴) ۔-----
بلکہ ان اجمال کی تشریح کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "جس طرح دیواروں کو روشنی ملتی ہے شیشوں سے، شیشوں کو روشنی ملتی ہے ستاروں سے، ستاروں کو روشنی ملتی ہی چاند سے، چاند کو روشنی ملتی ہے سورج سے، اور سورج کی روشنی اپنی ذاتی ہے، اسے کسی سے نہیں ملتی، بالکل اسی طرح یوسف کو نبوت ملی یعقوب سے، یعقوب کو نبوت ملی اسحاق سے، اسحاق کو نبوت ملی اسمٰعیل سے، اسمٰعیل کو نبوت ملی ابراہیم سے، ابراہیم کو نبوت ملی محمد رسول اللہ ﷺ سے اور محمد ﷺ کی نبوت ذاتی ہے، یعنی انہیں کہیں سے نہیں ملی، تو جس طرح روشنی حاصل کرنے کا سلسلہ سورج پر آکر ختم ہوگیا، اسی طرح نبوت حاصل کرنے کا سلسلہ محمد رسول اللہ ﷺ پر آکر ختم ہوگیا۔ ان معنوں میں میں محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی مانتا ہوں" (ص۴) ۔

پھر نانوتوی صاحب نے اپنے اس دریافت کردہ نئے معنیء خاتم النبیین کے فوائد بھی بیان فرمائے ہیں ۔ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "اختتام اگر بہ ایں معنیٰ تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ کی نسبت ہی خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو، جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے" (ص۱۳) ۔----- بلکہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچ مداں نے عرض کیا تو سوائے رسول اللہ ﷺ کے اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء ں کے افراد خارجہ پر ہی آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہوجائے گی، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ ء نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا" (ص۲۵) ۔-----اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں بڑے بڑے مفسر و محدث اور عالمان دین گذرے لیکن چونکہ کسی ایک نے بھی آج تک خاتم النبیین کے یہ معنے نہیں بیان فرمائے جو قاسم نانوتوی نے بیان کئے ہیں، اس لئے اس اشکال کا استیصال کرتے ہوئے وہ لکھتے بلکہ بقراطی فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "نقصان شان اور چیز ہے خطاء و نسیان اور چیز، اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا؟ اور کسی نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا؟ ؎

گاہ باشد کہ کودک ناداں بہ غلط بر ہدف زند تیرے

ہاں! بعد وضوح حق اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اگلے کہہ گئے تھے، میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات ہی گائے جائیں تو قطع نظر اس کے کہ قانون محبت نبوی ﷺ سے یہ بات بہت بعید ہے، ویسے بھی اپنی عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہے" (ص۲۶) ۔----- تحذیر

الناس کے اقتباسات وعبارات یہاں ختم ہوگئیں۔ آپ دیکھیں کہ ان میں مولانا نانوتوی صاحب حضور ﷺ کو زمانے کے اعتبار سے آخری نبی تسلیم کرنے کو کیسے کیسے دلائل سے عوام کا خیال اور صفات فضل وکمال کے اعتبار سے آخری نبی سمجھنے کو کیسے کیسے عجیب وغریب دلائل سے اہل فہم (علماء، وکلاء اور عقلاء) کا خیال ظاہر کر رہے ہیں، بلکہ نہایت واضح لفظوں میں یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ (مفہوم) "حق وصداقت کی وضاحت کرتی میری اس صحیح اور سچی تحریر کے بعد بھی اگر کوئی مسلمان میری بات نہ مانے، رد کر دے، بالائے طاق رکھ دے، ردی کی ٹوکری میں ڈال دے اور وہی پرانی گائے جائے کہ حضور ﷺ تو بہر صورت اور بہر نوع زمانے کے اعتبار سے آخری نبی ہیں، اس لئے اب کوئی شخص (غلام احمد قادیانی) نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا، اگر کرے گا تو کافر ہوگا، نامسلم ہوگا، بلکہ جو مسلمان اس کو نبی یا مسلمان مانے وہ بھی کافر ہوگا، تو یہ غلط اور باطل نظریہ اور عقیدہ قانون محبت نبوی کے خلاف اور اپوزٹ ہے، بد عقلی ہے، نافہمی ہے، غلط ہے، رونگ ہے، اس لئے کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوجاتا ہے کہ بڑے بڑے نشانہ بازوں کے نشانے خطا کر جاتے ہیں، شکار کو نہیں لگتے اور ایک طفل ناداں کودک نافہم کا تیر نشانے پر لگ جاتا ہے، شکار کو شکار کر لیتا ہے وغیرہ وغیرہ"۔

اور یہ سارا پاپڑ انہوں نے کس نکتے اور کس بنیاد پر بیلا ہے؟ صرف اور صرف اس بنیاد اور اس نکتے پر کہ کوئی مخلوق کسی مخلوق سے گوری یا کالی، لمبی یا پست قد اور پہلے یا بعد پیدا ہونے کے سبب کوئی بزرگی یا کوئی فضیلت نہیں رکھتی۔ اس لئے کہ گورے سے کالے، لمبے سے پست قد اور پہلے پیدا ہونے والے سے بعد میں پیدا ہونے والے کو، یا اس کے برعکس کو، ہم اکثر وبیشتر ہر لحاظ اور ہر نہج سے فوقیت رکھتا ہوا دیکھتے رہتے ہیں۔ لیکن اس اصول اور اس نکتے کے خلاف آپ یہ خیال ظاہر فرما رہے ہیں کہ (مفہوم) "محمد میاں! رسول اللہ ﷺ کے آدم ں سے پہلے نبی بنائے جانے اور تخلیق کئے جانے کی "فضول بات" کتنی جسارت کے ساتھ آپ حضور ﷺ کی طرف ایک خود ساختہ اور موضوع حدیث گھڑ کر منسوب کر رہے ہیں"۔----- اور نہیں غور فرمایا کہ میرا یہ طرز استدلال تو عقل ونقل اور روایت ودرایت ہر اعتبار سے نہایت ہی پھس پھسا اور ناقابل اعتبار ہے۔ آج ۱۹ دسمبر ۹۵ء کے جنگ میں معراج شریف کے عنوان سے جمیعت علمائے اسلام پاکستان کے سرپرست مولانا محمد اجمل خان صاحب دیوبندی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے، اس میں وہ یہ حدیث پاک بھی درج فرما رہے ہیں کہ (مفہوم) "اے محبوب ﷺ! اگر ہمیں آپ کو دنیا میں لانا نہ ہوتا تو تخلیق کائنات کبھی نہ ہوتی، تو معلوم ہوا کہ دنیا کا وجود ہی سید البشر ﷺ کی وجہ سے ہوا"۔----- لیکن افسوس کہ اسے بھی ہمارے بہت سے بھائی بہن خصوصاً انہیں مولانا کے مکتب فکر دیوبند کے اکثر افراد موضوع، ضعیف، غیر صحیح اور نہ جانے کیا کیا قرار دیتے رہتے ہیں۔ بہر صورت ان مسائل کے خصوص میں آپ مجھ سے مزید گفت وشنید کرنا چاہتے ہوں تو میں عرض کروں گا کہ شرک وبدعت والی بحث کی تکمیل کے بعد میں بچشم وسر حاضر رہوں گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ آگے چل کر آپ سورۃ الضحیٰ کے سائل اور تنہر پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) " معلوم نہیں کئی مولویوں نے یہاں فقیر کو نہ جھڑکنے کا مسئلہ نکال لیا ہے حالانکہ یہ جداگانہ ہدایت ہے"۔----- تو آپ کے ان خیالات پر میرا تبصرہ یہ ہے کہ میں طویل طویل خطوط میں شرک وبدعت کے تعلق سے آپ سے جو قسم قسم کے نئے نئے سیدھے سادے سوالات کرتا چلا

جارہا ہوں، ان کے جوابات سے چشم پوشی کرتے ہوئے آخر آپ یہ نت نئے دور از کار مسائل کیوں چھیڑتے چلے جارہے ہیں؟ کیا اس لئے کہ (قرآنی مفہوم) "اور انہیں کیا برا لگا؟ یہی ناں کہ اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے مومنین کو اپنے فضل سے غنی کر دیا" (۹:۲۴) کے باوجود مدنی آقا ﷺ سے مدد مانگنے کو آپ شرک سمجھتے ہیں؟ یا اس لئے کہ "مظلومین کی مدد کرو" کے اسلامی حکم سے کئی مولویوں کا اس سے بوسنیا کے مسلمانوں کی مدد کرنے کا مسئلہ نکال لینے کو ناجائز یا بدعت سمجھتے ہیں۔ جو بھی وجہ ہو تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔ پھر تحدیث نعمت کا مطلب بتاتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) " جب اللہ پاک نے غربت سے نکال کر مالدار اور غنی کیا ہے، تو سونے کی ڈلیاں خیرات کیا کرو، یمن کی چادریں استعمال کرو، خوشبو لگاؤ، کدو کا حلوہ کھاؤ اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرو"۔

لہٰذا اس موقع پر میں آپ سے سوال کروں گا کہ آپ کے نزدیک غریبوں کا مالدار اور غنی ہوجانا جب اس بات کا متقاضی ہے کہ پھر انسان کو سونے کی ڈلیاں خیرات کرنی چاہئیں، یمن کی چادریں استعمال کرنی چاہئیں، خوشبو لگانی چاہئے، کدو کا حلوہ کھانا چاہئے اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہئے، تو پھر مسلمانوں کا اور مومنین کا رسول پاک ﷺ کی یافت کے دن چاول پکا کر مسلمان غرباء اور امراء کو کھلانا، نئے نئے کپڑے پہن کر اس عظیم نعمت کی یافت کا شکر ادا کرنا، قرآن خوانی کرنا، احادیث پاک بیان کر کر کے مومنین کو ان سے آگاہ کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا، جلوس نکال کر اظہار فرحت و بہجت و انبساط کرنا اور فقراء کی امداد کرنا کیوں شرک، کیوں بدعت، اور کیوں جہنمی و دوزخی کام بن جاتے ہیں؟ خدا کے لئے، اللہ کے لئے، رسول اللہ ﷺ کے لئے کچھ تو ایسا جواب دیں جس سے آپ کا دامن متعفن اور آلودہ نہ ہو، یعنی آپ بھی بدعتی اور مشرک نہ بن جاتے ہوں۔ کیا مال اور غنا کی قدر و وقعت اور قیمت آپ حضرات کے نزدیک رء وف رحیم، رحمۃ للعالمین، نبی و رسول اور آمنہ کے لال ﷺ سے بڑھ کر ہے؟ اور کیا وہ آپ حضرات کے نزدیک مال و غنا سے کمتر ہیں؟ آخر کچھ تو جواب دیں؟ کہ آپ کے نزدیک مال و غنا کے حصول پر جو امور جائز، مستحب، مستحسن اور وجہ وصال جنت ہیں، وہی امور دنیا کی خدا کی قسم سب سے بڑی دولت، سب سے عظیم نعمت اور سب سے بڑے غنا ﷺ کے یافت کے دن بدعت، شرک، ناجائز، حرام اور وجہ وصال جہنم و دوزخ کیوں بن جاتے ہیں؟ جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔ بلکہ لگے ہاتھوں آپ کی ہی زبان میں یہ بھی پوچھ ہی لوں کہ مال اور غنا کے ملنے پر آپ حضرات کے نزدیک اگر سونے کی ڈلیاں خیرات کرنا، یمن کی چادریں استعمال کرنا، خوشبو لگانا، کدو کا حلوہ کھانا اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا جائز، مستحب، مستحسن، جنتی اور فردوسی افعال ہیں، تو لوہے کا سیونگ مشین خیرات کرنا، فیصل آباد، کانپور، احمد آباد شریف اور ڈھاکے کی چادریں استعمال کرنا، قنوج کی خوشبو لگانا، دودھ کا حلوہ کھانا، اردو، گجراتی، پنجابی، بنگالی، مراٹھی یا انگلش میں کتابیں لکھنا، رسالے شائع کرنا اور توحید و سنت، ختم نبوت، دعوت و سیرت کانفرنسیں منعقد کر کے تبلیغ دین کرنا، ٹینک، لڑاکے جہازوں، سب مرینوں، میزائلوں سے جہاد کرنا، لاوڈ سپیکر، ٹیلی فون، ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ سے قرآن کی تلاوت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا کیوں شرک و بدعت اور کیوں جہنمی و دوزخی اعمال بن جاتے ہیں؟ کیا صحاح ستہ میں ہر ہر ادا کا، ہر ہر نہج کا اور ہر ہر طور و طریقے کا نام و نشان موجود ہونا ضروری ہے؟ لابدی ہے؟ ناگزیر ہے؟ ورنہ تو کتنا ہی نیک اور بہتر اور مفید اور کارآمد کام ہو، بدعت ہوگا؟ شرک ہوگا؟ ناجائز

ہوگا؟ حرام ہوگا؟ جہنمی اور دوزخی کام ہوگا؟ ان سوالات کے جواب ضرور مرحمت فرمائیں، خاموش نہ رہئے گا میرے بھائی!۔

اس کے بعد پھر میرے سوالات کے جواب ارقام فرمانے کے بجائے آپ برمنگھم کے ایک معروف و مشہور اور محترم و مکرم خادم اسلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (مفہوم) " تحدیث نعمت والی آیت کی Twisting برمنگھم کے نیم خواندہ مولوی بوستان قادری نے اخبار جنگ میں یوں کی کہ ہم عید میلاد اس وجہ سے مناتے ہیں کہ یہاں ہمارے بچے کرسمس کے موقع پر سوال کرتے ہیں کہ عیسائی لوگوں کا پرافٹ Jesus ہے اور وہ اس کا برتھ ڈے مناتے ہیں، تو ہمارا پرافٹ کون ہے اور ہم اس کا برتھ ڈے کب اور کیسے منائیں؟ تو ہم اس لئے بچوں کی تسلی بھی کرتے ہیں کہ پرافٹ کی برتھ ڈے پر خوشیاں مناو، واما بنعمۃ ربک فحدث، لا حول ولا قوۃ الا باللہ"۔----تو حضور پرنور ارواحنا فداہ ﷺ کے یوم ولادت اور یافت کے دن عید اور خوشیاں منانے کی لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ کر توہین و تنقیص، تقلیل و تصغیر، تضحیک و تذلیل اور تغلیط و تحقیر کرنے والے میرے بھائی! اگر بات واقعی یہی صحیح ہے کہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت اور سب سے عظیم فضل و رحمت کے یافت و ولادت کے دن عید اور خوشیاں منانا شرک وبدعت اور جہنمی و دوزخی کام ہیں تو پھر چند سطر پہلے آپ یہ کیوں اور کیسے لکھ آئے ہیں کہ (مفہوم) " جب اللہ پاک نے غربت سے نکال کر مالدار اور غنی کیا ہے، تو سونے کی ڈلیاں خیرات کیا کرو، یمن کی چادریں استعمال کرو، خوشبو لگاو، کدو کا حلوہ کھاو اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرو" ۔---- توکیا حضور ﷺ اللہ کی نعمت، رحمت اور فضل نہیں ہیں؟ کیا مال و غنا سے ان کا درجہ کم ہے؟ اور مال و غنا کا درجہ کیا ان سے برتر ہے؟ آخر کوئی تو وجہ بیان فرمائیں کہ "عید میلاد پاک" کے ساتھ ساتھ آپ نے ان کی یافت اور پیدائش کے دن "خوشی منانے" کو بھی کیوں شرک وبدعت اور کیوں جہنمی و دوزخی کام قرار دے دیا ہے؟ آخر آپ کو صرف انہی سے اتنا کینہ، اتنی دشمنی، اتنی ضد، اتنا کد، اتنی جلس، اتنی سڑن، اتنا بغض، اتنا عناد اور اتنا حسد کیوں ہے؟ کہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ (۶۴:۱۵) کے قرآنی فرمان کے باوجود ان مذموم فتنوں اور فسادوں کے یافت پر تو خوب خوب خوشیاں منانے، لڈو کھانے، پیڑے تقسیم کرنے اور خوشبو لگانے کے فرمان صادر فرما رہے ہیں، لیکن آمنہ کے لال، محبوب کردگار، دونوں عالم کے دولہا، ہر عالم کی رحمت، فرحت جان مومن اور غیظ قلب ضلالت ﷺ کے یافت پر عید منانے کو بھی شرک وبدعت اور جہنمی و دوزخی کام قرار دے رہے ہیں اور خوشی منانے کو بھی۔

حالانکہ اللہ پاک نے آپ کو رءوف رحیم (۹:۱۲۸) اور رحمۃ للعالمین (۲۱:۱۰۷) بنا کر بھیجا ہے اور صاف صاف قرآن میں حکم و امر فرمایا ہے کہ (مفہوم) "اے محبوب ﷺ! کہہ دو کہ مومنو! اللہ کی رحمت اور اللہ کے فضل کے یافت پر فرحت وانبساط و بہجت و خوشی کا اظہار کرو" (۱۰:۵۸)۔ پھر یہ بھی تعجب در تعجب کی بات ہے یا نہیں کہ واما بنعمۃ ربک فحدث سے آپ خود تو ہر مال اور ہر غنا کے ملنے پر خوشی منانے کا جواز مستنبط کر رہے ہیں لیکن بیچارے خادم اسلام بوستان صاحب قادری کے اسی آیت سے اللہ کی سب سے بڑی نعمت اور سب سے عظیم رحمت کی یافت پر خوشی اور عید منانے کا جواز مستنبط کرنے پر لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ رہے ہیں، بالکل ویسے ہی جیسے ہر برائی کے موقع پر شیطان لعین سے پناہ حاصل کرنے کے لئے مومن پڑھتے رہتے ہیں۔ گویا عید میلاد کی خوشی منانے والے مومنین، جہنمی، دوزخی، بدعتی اور مشرک ہونے کے

ساتھ ساتھ شیطان بھی ہیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ، بہ ایں عقل دانش بباید گریز۔ بلکہ آگے چل کر آپ مزید نغمہ سنجی فرماتے ہیں کہ (مفہوم) " اس کم عقل کو معلوم نہیں کہ قرآن و سنت، سیرت و تفسیر میں پرافٹ کی برتھ ڈے کا قطعاً کوئی ذکر نہیں، بلکہ آنحضور ﷺ نے تشبہ بالکفار والمشرکین سے منع فرمایا ہے، اور یہ کرسمس کی خرافات کو بناوٹی عید میلاد کو بطور مثال اخذ کر رہا ہے"۔---- تو آپ کے اس دعوے پر میرا تبصرہ یہ ہے کہ ؎

گر نہ بیند بروز سپرہ چشم چشمہ ء آفتاب را چہ گناہ

اس لئے کہ قرآن پاک کو سب سے زیادہ سمجھنے کا زعم رکھنے والے میرے بھائی! میرے قلیل علم کے مطابق تو قرآن پاک کی آیات پاک ۱۹:۱۵+ ۱۹:۳۳ میں نہایت واضح لفظوں میں اللہ کے دو پیغمبران حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ ں کے "یوم پیدائش" پر سلامتی کے نزول کا ذکر موجود ہے، بلکہ ۳:۳۹+ ۳:۴۵+ ۱۹:۷+ ۱۹:۱۹میں ان دونوں پیغمبران عظام ں کی ولادت پاک کی بشارت و خوش خبریاں فرشتے بلکہ خود رب العالمین کی طرف سے حضرت زکریا اور حضرت مریم ں کے لئے موجود ہیں، بلکہ حد ہوگئی کہ آیت نمبر ۱۹:۲۳ میں تو حضرت عیسیٰ ں کے حمل میں تشریف لانے اور پیدائش کے وقت حضرت مریم ں کو ہونے والے دردزہ تک کا بلکہ ۳:۳۶ میں حضرت مریم ں کے وضع حمل کا بھی ذکر موجود ہے۔ لیکن ان کے برعکس قرآن کے سب سے زیادہ سمجھ دار ہونے کے مدعی میرے بھائی! آپ فرماتے ہیں کہ قرآن تو کیا، کتب سنت و سیرت و تفسیر تک میں پرافٹ کی برتھ ڈے کا قطعاً کوئی ذکر نہیں موجود۔

پھر عید میلاد پاک کو بدعت اور جہنمی و دوزخی کام ثابت کرنے کے لئے آپ نے میرے بھائی! تشبہ بالکفار والمشرکین کا ذکر خیر بھی فرمایا ہے، اس لئے اس سلسلے میں میری عرض ہے کہ تشبہ بالکفار والمشرکین کا ذکر آپ نے صرف اور صرف "عید میلاد پاک" کے سلسلے میں ہی کیوں فرمایا؟ کیا آپ کو دوسرے امور خیر میں تشبہ بالکفار والمشرکین نظر نہیں آتا؟ میں کہتا ہوں عید بھی عربی لفظ ہے اور میلاد بھی عربی لفظ ہے، اس لئے قرآن و حدیث کے عربی ہونے کے سبب ان کا وجود قرآن و حدیث میں یقیناً ممکن ہے بلکہ موجود بھی ہے (۵:۱۱۴) لیکن قرآن و حدیث کو آنکھیں کھول کر پڑھنے والے منکرین فضائل رسالت کو یہ نظر نہیں آتا، اسی لئے تو آپ نے بے دھڑک لکھ ڈالا ہے کہ قرآن و سنت و سیرت و تفسیر میں برتھ ڈے (میلاد پاک) کا قطعاً کوئی ذکر نہیں موجود۔ جبکہ اس کے برعکس گذشتہ آٹھ دس یا پندرہ بیس برس سے آپ حضرات نے بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش کے ہزاروں مسلمانوں کی دو دو آنکھوں کے سامنے انگلش لفظ "کانفرنس" کا جو کاروبار اور بزنس شروع کیا ہے، انگلش ہونے کے سبب یقیناً یقیناً قرآن وسنت میں اس کے وجود و ثبوت کا کوئی امکان نہیں۔ پھر بھی آپ حضرات کو اس جیتی جاگتی حی وزندہ "بدعت" میں کوئی قباحت، کوئی حرج اور کوئی تشبہ بالکفار والمشرکین والنصاریٰ والیہود والہنود نظر نہیں آتا تو کیا یہی انصاف ہے؟ بلکہ میرے بھائی! صرف "کانفرنس" پر ہی بات کیوں منحصر رہے؟ کیا قرآن پاک یا حدیث پاک میں تبلیغ دین یا جہاد شریف یا تلاوت قرآن پاک یا امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کے لئے انگلش ریڈیو، ویڈیو، ٹیلی فون، ٹیلی ویژن، لاوڈ سپیکر، ایروپلین، بس، کوچ، ٹرین، کار، گن، ٹینک، بم، سب مرین، ریڈار، میزائیل، کالکولیٹر، کمپیوٹر، پریس، پاورلوم اور دوسری تمام سائنسی ایجادات کا ذکر وثبوت موجود ہے؟ اگر ہے تب بھی، نہیں ہے تب بھی، سوال یہ ہے کہ صرف اور

صرف رسول پاک ارواحنا فداہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر سے تعلق رکھنے والے امورِ خیر میں ہی تشبہ بالکفار والمشرکین کا نظارہ کرنے والو! ان امور میں بھی آپ حضرات کو تشبہ بالکفار والمشرکین والنصاریٰ والیہود والہنود کیوں نظر نہیں آتا؟ عید میلادِ پاک کو "بناوٹی عید" کہنے والے میرے بھائی! آخر کوئی تو وجہ بیان کریں کہ "کانفرنس" کے نام پر مسلمانوں کا ایک جگہ جمع ہوکر دین کی باتیں سننا سنانا، کھانا کھلانا اور ملنا ملانا کیوں جنتی کام؟ اور "عید میلاد" کے نام سے یہی باتیں کیوں بدعت اور کیوں جہنمی کام بن جاتی ہیں؟ آخر رسول اللہ ﷺ سے نسبت اور تعلق قائم کر لینے میں برائی یا گناہ کیا ہے؟ کوئی تو وجہ بیان کریں۔----- پھر آپ نے خادم اسلام بوستان صاحب قادری کو محولہ بالا دو بیانات میں نیم خواندہ اور کم عقل بھی کہہ ڈالا ہے، لہٰذا جواب عنایت ہو کہ اس موقع پر اگر کوئی شخص آپ سے یہ سوال کرے کہ کیا آپ نیم خواندہ اور کم عقل نہیں؟ یا محمد بن عبدالوہاب سے بھی پختہ موحد بن کر آپ پر یہ الزام عائد کرے کہ ان مواقع پر آپ نے اپنے آپ کو" عقل کل جل جلالہ اور کل خواندہ جل جلالہ" قرار دے دیا ہے، تو آپ اسے کیا جواب عنایت فرمائیں گے؟ کیا اس کے عائد کردہ اس شرک عظیم کے ارتکاب کے الزام سے گلو خلاصی کا آپ کے پاس کوئی علاج یا راستہ موجود ہے؟

درج بالا سطور میں آپ نے حضرت مولانا بوستان صاحب قادری کو چونکہ نیم خواندہ اور کم عقل قرار دے دیا ہے۔ لہٰذا یہاں یہ سوال بھی منہ کھولے کھڑا ہے کہ اگر قادری صاحب نیم خواندہ اور کم عقل ہیں تو کیا آپ تمام حضرات اہل حدیث عالم کل اور عقل کل ہیں؟ نیم خواندہ اور کم عقل نہیں ہیں؟ لیکن دکھ تو یہ ہے کہ آپ ہمارے ان سوالات کے جواب دیتے ہی کب ہیں؟ کتنے افسوس اور کتنے تعجب کی ہے یہ بات کہ جو لوگ حضور اعلم تلمیذ رحمٰن ﷺ کو غیب کا عالم ماننے والے مومنین کو کھلا مشرک اور کھلا کافر قرار دیتے ہیں حالانکہ ان کے غیب کے عالم ہونے کے ثبوت قرآن پاک کے متون (۱۱۳:۴ + ۱۷۹:۳ + ۵۵:۲+ ۲۷:۷۲+ ۲۴:۸۱) سے واضح اور ثابت ہیں، وہی لوگ دوسروں کو نیم خواندہ اور کم عقل قرار دینے میں کوئی عار نہیں محسوس کرتے درآں حال کہ اپنے آپ کو عالم کل اور عقل کل ہی سمجھتے ہیں، فیاللعجب۔

آخر میں آپ سعودی خاندان کی بادشاہت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "تمام بادشاہ ملوکیت کی ناپاکیوں میں ملوث ہوتے ہیں اور عزت والوں کو ذلیل کرتے ہیں۔ یہی ہوتے ہیں ان کے کرتوت، اور میں کہتا ہوں اولئک ھم الفاسقون۔ امپریلزم پر اس سے بڑھ کر اور کیا تبصرہ کیا جاسکتا ہے؟"۔----- سبحان اللہ! دنیا کے امیر ترین خاندان آل سعود کی بات آئی تو ان سے نیاز مندانہ عقیدت و محبت اور حصول چشم کرم کے تحت عالم اسلام کے مفاد سے ان کی سراسر چشم پوشی اور دشمنان اسلام یہود و نصاریٰ سے ان کی مبینہ محبت و مودت اور پیار کی مذمت میں نہ صرف یہ کہ آپ اولئک ھم الفاسقون ہی پڑھ کر چپ ہوگئے ہیں بلکہ لکھتے ہیں کہ" امپریلزم پر اس سے بڑھ کر اور کیا تبصرہ کیا جاسکتا ہے؟"۔ -----جبکہ ان سے پہلے کے امپریلوں اور بادشاہوں کی مذمت کے لئے آپ کے قلم کی جولانی اور جوانی کا یہ عالم تھا کہ ۲۴ جنوری ۱۹۹۵ء کے خط میں حسین شریف مکہ، فیصل عراقی، عبداللہ حجازی اور حسین اردونی کو (۱) انگریزوں کے پٹھو (۲) ملت اسلامیہ کے غدار (۳) سخت کرپٹ (۴) کفار کے کتے (۵) Lackeys، اور ۸ جون ۱۹۹۵ء کے خط میں موجودہ دنیا کے ایک ارب مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن صدام حسین کو (۶) ملحد (۷)

زندیق (۸) بدمعاش (۹) آمر مطلق (۱۰) ظالم (۱۱) جابر اور (۱۲) امریکی ایجنٹ تک لکھ گئے ہیں، حالانکہ دنیا بھر کے مسلم اور غیر مسلم ٹیلی ویژنوں پر رات دن اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ملت اسلامیہ کے صحیح معنوں میں غدار کون ہیں؟ اور یہود و نصاریٰ کے وفادار کون؟ اس سلسلے میں کاش آپ جنگ کو بھی آنکھیں کھول کر پڑھتے۔

خط کو مکمل کرتے ہوئے نہایت ہی عاجزی، منت اور سماجت سے عرض ہے کہ ابھی ابھی چند برس پہلے ہی منکر فضائل رسالت بننے کے مدعی میرے بھائی! قبر میں اندھے، گونگے اور بہرے منکر نکیر کے گرزوں سے بچانے اور قبر کو جنت بنانے کے لئے سعودی بادشاہ نہیں، آمنہ کے لال تشریف لائیں گے ﷺ۔ پھر قیامت کے دن جب ہم اور آپ اور سعودی بادشاہ بھی تانبے کی زمین اور سوا نیزے پر آئے جلاد سورج کی تپش سے مسلسل العطش العطش اور الامان الامان پکار رہے ہوں گے، تو مدینے کے سرکار ہماری شفاعت فرمائیں گے، ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا آب کوثر پلائیں گے، پل صراط سے پار اتاریں گے، میزان پر تشریف لاکر مشکل کشائی فرمائیں گے، کھربوں کھرب برس کی ہمیشہ کی جنت دلوائیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ لہذا اپنی عقیدت و محبت اور نیاز مندی کے رخ کو سعودی بادشاہوں سے موڑ کر رء وف رحیم اور رحمۃ للعالمین آقا ﷺ کی طرف پھیر لیں، کہ اسی میں دین و دنیا کا دائمی، ابدی اور لافانی فائدہ ہے، خدا سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

فقط محمد میاں مالیگ 25-12-95

مکتوب ۹ از شفیق الرحمن صاحب

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

10-01-96

محترم و مکرم محمد میاں مالیگ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ آپ کا مفصل مکتوب گرامی ۲۵ دسمبر ۹۵ء موصول ہوا، بہت بہت شکریہ۔ اب تک جو کچھ میں نے قرآن و حدیث کے بین دلائل سے اپنی معروضات پیش کی ہیں، وہ ایک ایسے شخص کے لئے کافی ہونی چاہئے جو حق کا متلاشی ہو اور راہ حق پر پورے اطمینان اور سکون سے چلنا چاہتا ہو۔ اسی وجہ سے میں نے سورہء فاتحہ میں سے "صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں" کا ترجمہ پیش کیا تھا کہ اس سے ہم خدا کی مہربانی سے صراط مستقیم کی طرف آسکتے ہیں اور یہ وہ راستہ ہے جو خدا کی بزرگ ترین ہستیوں نے ہمارے لئے رہنمائی کی خاطر دکھایا ہے۔ مگر وہ لوگ جو دل کے مریض ہوتے ہیں اور جن کے قلوب میں ٹیڑھ ہوتا ہے، الذین فی

قلوبھم زیغ۔ وہ اسی میں سے شرکیہ اور مبتدعانہ گمراہ کن حجت بازی نکال لیتے ہیں اور شیطان ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے، حالانکہ ان دین فروشوں اور مکاروں کو سمجھایا جاتا ہے کہ ما فوق الاسباب کیا ہوتا ہے؟ اور تحت الاسباب میں کیا فرق ہے؟ آپ سے خط وکتابت میں میں نے نوٹ کیا ہے کہ آپ قرآن و سنت میں بیان شدہ قول فیصل اور محکمات کی پیروی کرنے کی بجائے متشابہات میں سر کھپاتے ہوئے اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرتے ہیں اور اسے دین کی خدمت خیال کرتے ہیں۔ توحید خالص کا مسئلہ اس قدر سادہ اور عام فہم ہے کہ جو شخص بھی ایک مرتبہ قرآن کو کھلے دل سے پڑھ لے، اس کو کبھی بھی کنفیوژن نہیں ہوتا۔ ایام جاہلیت میں جب توحید کی دعوت دی گئی، تو شرک پسندوں کو یہ ناگوار گذرتا تھا کہ صرف خدائے واحد کا ذکر کیا جائے، وہ خدائی میں خود ساختہ شرکاء کو لازم پکڑتے تھے، حتیٰ کہ توحید کی دعوت دینے والے بزرگوں تک کے خود ان کی تعلیمات کے خلاف مقبرے اور مزار بلکہ بت تراش لئے، جس پر آپ جیسے صاحب علم بھی ایسے لوگوں کی تائید فرما رہے ہیں۔ بلکہ جن کو موقع ملا اور انہوں نے ان قبوں اور مزاروں کو منہدم کیا، ان کو آپ بھی لتاڑ رہے ہیں، حالانکہ یہ کام خود رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے اور حضرت بلال و حضرت علی ؓ کے ذریعے بھی کروایا ہے۔

دراصل انسان کی گمراہی وہاں سے شروع ہوتی ہے جب ایک رجل، بشر یہ دعوت دیتا ہے کہ میں خدا کا نبی رسول ہوں اور خداوند تعالی مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور یہ اور یہ احکام دیتا ہے جس میں تم لوگوں کی اپنی بھلائی ہے۔ یہ لوگ عموماً اپنے آپ سے ایسے بدگمان ہوتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس شخص میں چونکہ قدسی اور ملکوتی صفات ہیں اور اس پر وحی بھی اترتی ہے، تو یہ ہمارے جیسا انسان، رجل، بشر کیسے ہوسکتا ہے؟ قرآن ان لوگوں کی گمراہی دور کرتے ہوئے صاف لفظوں میں کہتا ہے کہ یہ ہمارا بندہ بشر ہے لیکن ہم اس کے قلب طاہر پر وحی کا نزول کرتے ہیں، اس کی حفاظت کرتے ہیں اور ہمارے کلام میں کوئی رد و بدل نہیں ہوسکتا۔ اب اسی دعوت کو Twist کیسے کیا گیا؟ مولوی احمد رضا خاں نے اپنے ترجمہ تفسیر نعیم آبادی میں یہ لکھا ہے کیونکہ کافر آنحضرت ﷺ کو بشر کہتے تھے، اس لئے آپ کو بشر کہنا کفر ہے، جب بعض حکومتوں نے اس پر پابندی لگائی تو مذکورہ مولوی صاحب کے متوسلین نے ایک محضر نامہ کنگ خالد کے نام لکھا اور تسلیم کیا کہ ہم رسول خدا کو بشر تسلیم کرتے ہیں مگر ان کو ہمیشہ افضل البشرااور مافوق البشر لکھا جانا چاہیئے، حالانکہ یہ دونوں الفاظ قرآن میں نہیں ہیں۔ یہ تو پرانے مولوی صاحب کی بات ہے جن کو صدی کا مجدد کہا جاتا ہے۔

اب رواں صدی کے منہاج القرآن کے لیڈر ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری کو دیکھیں، آپ برطانیہ دورے پر تشریف لائے اور نگینہ مسجد اولڈھم تقریر کرنے بیٹھے، ابھی حمد وثناء بھی نہ کہا تھا کہ ایک چٹ آئی کہ قل انما انا بشر مثلکم کی تشریح فرمایئے، انہوں نے کہا آج پہلے سے اعلان شدہ موضوع پر بولوں گا، ہاں! اگلے اتوار کو مانچسٹر کی وکٹوریہ پارک مسجد میں عظیم الشان جلسہ ہورہا ہے جس میں علماء و مشائخ شامل ہوں گے، وہاں اس کو مفصل بیان کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ نے وہاں دو گھنٹے دس منٹ تک تقریر فرمائی اور یہ ثابت کیا کہ آنحضور ﷺ بشر نہ تھے، ایسے ایسے دلائل دیئے کہ خدا وجبریل و مصطفی کو بھی ان باتوں کا علم نہ ہوگا۔ ایسی ایسی احمقانہ اور بوگس حکایتیں اور افسانے اور Legends اور Fables پیش

کیں جن کو قرآن نے اساطیر الاولین کہا ہے۔ مذکورہ مضمون کے بطلان پر یوں تو پورا قرآن گواہ ہے مگر میں آپ کے علم کے اضافے کی خاطر ایک حدیث مبارکہ پیش کرنے پر اکتفا کروں گا۔ مدینے میں کچھ لوگ کھجور کا گابھ لگا رہے تھے، آنحضرت ﷺ کا وہاں سے گذر ہوا، آپ نے مشورہ دیا کہ ایسا پیوند نہ لگاؤ۔ انہوں نے مشورے کو حکم سمجھا اور زرعی پیوند نہ لگائے۔ اگلے سال فصل کم ہوئی، شکایت پر آپ جناب نے فرمایا میں نے عام اندازے سے ایک بات کی تھی، تم ان دنیوی زرعی معاملات میں مجھ سے بہتر جانتے ہو، الفاظ ہیں انتم اعلم بہ امور دنیاکم، better than me You know مجھے افسوس ہے کہ آپ نے بزرگوں سے سنی سنائی باتوں کو حدیث لکھ دیا اور راوی اور جنگ سے واہیات قسم کی روایات کو درج کر دیا۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم قرآن و سنت کی سند کے سامنے کسی حسین احمد، اشرف علی یا دیگر ہیچوں قسم کے لوگوں کے اقوال کو دیوار پر دے مارتے ہیں اور راوی یا جنگ میں چھپنے والی بناوٹی اور جعلی کہانیوں اور قصوں کا مقام ڈسٹ بین ہوتا ہے۔ ہمارے لئے اصل Chief Sources تو صرف قرآن اور سنت رسول کے واضح احکام ہیں۔ جن میں کسی کو چون وچرا کی گنجائش نہ ہونی چاہیئے۔ میں پہلے بھی آں محترم کو توجہ دلا چکا ہوں کہ اکثر نادان یہ خیال کرتے ہیں کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا، نبی رسول تو مافوق الفطرت ہستی کو ہونا چاہیئے۔ قدیم زمانے کے ہٹ دھرم لوگ کہتے تھے کہ ہم اپنے جیسے انسان کو اپنا ہادی، رہنما کیسے تسلیم کرلیں؟ جو ہماری طرح کھاتا پیتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ قرآن نے اس باطل عقیدے کا بطلان کرتے ہوئے اعلان کیا کہ انسانوں کی ہدایت کے لئے تو انسان ہی کو بطور نمونہ نبی بنایا جائے، ہاں! اگر اس زمین پر فرشتے چلتے پھرتے آباد ہوتے تو ہم ملک الرسول بنا دیتے۔ بدقسمتی سے اس دور میں بدعت وگمراہی میں کئی نیم ملاء وں از قسم مولوی احمد رضا و مولوی عمر اچھروی وغیرہ نے جب رسول کریم ﷺ کے فضائل و مناقب بیان کئے تو تجاوز عن حد الاعتدال کرتے ہوئے مبالغہ آرائی اور غلو کا ارتکاب کیا، کہ توحید باری تعالیٰ کا پہلو نظروں سے اوجھل ہونا شروع ہوگیا، یہی وجہ تھی کہ رسول اکرم ﷺ نے پہلے ہی امت کو خبردار کرتے ہوئے ہدایت فرمائی تھی کہ، پہلی امتوں کی گمراہی سے بچتے ہوئے آنحضرت ﷺ کو جو مرتبہ اللہ پاک نے دیا ہے اس سے زیادہ یا کم نہ کیا جائے۔ اس سلسلے میں ایک واقعے کا ذکر موقع محل کی مناسبت سے آپ کی اطلاع کے لئے لکھتا ہوں، کیونکہ آپ کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علم حدیث میں بہت کمزور ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ عمرہ کی ادائیگی کے لئے جانے سے قبل آنحضرت ﷺ کے پاس ملاقات کی غرض سے آئے تو آپ نے فرمایا، لاتنسی فی دعائک یا اخی، اے بھائی! اپنی دعاء وں میں مجھے یاد رکھنا۔ سبحان اللہ! پیغمبر اسلام اپنے امتی سے دعا کی درخواست کر رہے ہیں۔

آپ اپنے ہر خط میں شریفی حکومت کی تعریف کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنے موجودہ پڑپوتے شاہ حسین اردنی کی طرح انگریزوں کا پٹھو تھا اور ملت اسلامیہ کا غدار اعظم تھا۔ ذلیل و خوار ہوکر مدینے سے نکالا گیا اور اپنی بیویوں، لونڈیوں اور اشرفیوں کے بھرے ہوئے صندوقوں کے ساتھ قبرص میں جلا وطن کیا گیا اور اس کے انگریز محافظوں نے بحری قذاقوں Pirates کے ساتھ مل کر وہ صندوق بھی لوٹ لیا، کیونکہ سمندری طوفان کا بہانہ کر کے جہاز کو ڈانواں ڈول کر دیا۔ خس کم جہاں پاک۔ سلطان ابن سعود نے حکومت سنبھالنے پر دو وعدے کئے تھے، ایک اسلامی حکومت مبنی بر

کتاب و سنت کا قانون اور دوسرا خلافت اسلامی کا احیاء۔ چنانچہ اسلامی اقدامات میں اس نے قبے گرائے اور شرک وبدعات کے اڈوں کا قلع قمع کیا، لیکن بد قسمتی سے خود بادشاہ بن بیٹھا اور اس کو موروثی مملکت میں تبدیل کردیا۔ ہم سعودی مملکت کے اچھے کاموں کی تعریف کرتے ہیں اور برے کاموں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور اصلاح کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں۔ آپ شریفی بدمعاش حکمرانوں کی طرح فسادی ڈکٹیٹروں کی حمایت کرتے ہیں جوکہ اگر چہ ملحد، زندیق اور امریکی پٹھو اور غاصب ہے۔ لیکن چونکہ وہ زوداعتقادوں کو فریب دینے کے لئے گیارہویں شریف کا ختم دلاتا ہے، اس لئے آپ اس کی تعریف کے گن گاتے ہیں، حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے، "اس آسمان کے نیچے بدترین مخلوق وہ علماء ہیں جو بادشاہوں (حکمرانوں) کے درباروں سے وابستہ ہوتے ہیں" او کما قال۔ صدام حسین نے پہلے ایران کے اوپر حملہ کیا اور آٹھ سال تک اپنا بیڑہ غرق کیا اور کردوں اور ایرانی مسلم بھائیوں کے خلاف زہریلی گیس تک استعمال کی، پھر کویت کو ہڑپ کرنے کی کوشش کی، اس طرح امت مسلمہ کو عذاب میں مبتلا کیا، وہاں ظلم وجبر اور خون خرابہ اس حد تک ہے کہ خود اس کی اولاد محفوظ نہیں۔ امریکہ نے اس کے متعلق کیا خوب کہا ہے کہ وہ ہمارا بچہ جمورا ہے ******۔ اس طرح کا ایک پٹھو یاسر عرفات ہے۔ ۲۵ دسمبر کرسمس کے موقع پر وہ ایک چرچ میں بیت اللحم گیا اور میلاد عیسیٰ منائی اور موم بتیاں جلائیں اور دیگر مشرکانہ و مبتدعانہ رسومات ادا کیں، تو وہاں کے یونانی آرتھوڈکس (بریلوی مسلک) پادری نے خوشامداً یاسر عرفات کی توقیر کرتے ہوئے اس کو حضرت عمرؓ کے مثل قرار دیا، جنہوں نے ۶۳۸ء میں یروشلم کی فتح کے موقع پر یہودی و عیسائی لوگوں کو اپنی مذہبی رسومات کی آزادی دی تھی کہ لا اکراہ فی الدین کا تقاضہ تھا۔ یاسر عرفات اس موقع پر پھولا نہ سمایا اور حکم دیا کہ القدس اخبار کے پہلے صفحے پر یہ خبر اور تصویر ضرور شائع ہو مگر ایڈیٹر نے آٹھویں صفحے پر یہ خبر دی، ناراض ہوکر عرفات نے اس کو جیل میں ڈال دیا اور بعد میں آٹھ یوم کے بعد رہا کیا۔ مجھے خوشی ہوئی کہ جو لوگ اپنے آپ کو سگ دربار مدینہ کہتے ہیں ان کی تائید سے آپ باز آگئے ہیں، اس سلسلے میں ایک سوال کا جواب جوکہ قرآن و حدیث کے بینات سے مزین ہے، وہ آپ کی خدمت میں برائے مطالعہ و ازدیاد ایمان ارسال کررہا ہوں، فقط، والسلام مع الاکرام، خیر اندیش،

شفیق الرحمن شاہین 10-01-96

جوابِ مکتوب 9 از مالیگ صاحب

خ

۸۶؍

23-03-96

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین!

سلام مسنون، مزاج ہمایوں، آپ کا ۱۰جنوری ۱۹۹۶ء کا مرقوم عنایت نامہ مجھے بروقت مل گیا تھا، یاد فرمائی کا بہت بہت شکریہ ۔ رمضان شریف اور اپنی رہائش کی تبدیلی کے سبب جواب میں بہت تاخیر ہوگئی، بلا شبہ آپ پریشان رہے ہوں گے ۔ لیکن بہر حال توفیق خداوندی سے میرے احساسات حاضر خدمت ہیں ۔ اپنے اس خط میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "اب تک جو کچھ میں نے قرآن و حدیث کے بین دلائل سے اپنی معروضات پیش کی ہیں، وہ ایک ایسے شخص کے لئے کافی ہونی چاہیئے جو حق کا متلاشی ہو اور راہ حق پر پورے اطمینان اور سکون سے چلنا چاہتا ہو۔ اسی وجہ سے میں نے سورہء فاتحہ میں سے "صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں" کا ترجمہ پیش کیا تھا کہ اس سے ہم خدا کی مہربانی سے صراط مستقیم کی طرف آسکتے ہیں"۔----- تو آپ کے ان اجمال کے جواب میں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ نے میرے سوالات کے جواب میں بزعم خویش قرآن وحدیث کے بین دلائل سے جو کچھ مجھے لکھ بھیجا ہے وہ سب کا سب میرے سر آنکھوں پر۔ لیکن میرے بھائی! ان پر پھر میں نے جو جو اشکالات و سوالات لکھ بھیجے ہیں، اصولی طور پر چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ ان کے جوابات ارقام فرما کر مجھے لاجواب کر دیتے، لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ میرے یہ سارے کے سارے اشکالات اور تمام کے تمام سوالات ہضم کرتے چلے جارہے ہیں اور کسی ایک سوال یا کسی ایک اشکال کا بھی مسکت اور مدلل جواب عنایت نہیں فرما رہے ہیں ۔ مثلاً میں نے قرآنی آیت ایاک نعبد وایاک نستعین پڑھ پڑھ کر محمد رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنے کو شرک قرار دینے پر آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ جب غیراللہ کی عبادت بھی ویسے ہی شرک ہے جیسے غیراللہ سے مدد مانگنا، تو اس کے نتیجے میں ہونا تو یہ چاہیئے کہ جیسے دنیا میں کوئی ایک مسلمان بھی غیراللہ کی عبادت کرنے والا نہیں ملتا ویسے ہی کوئی مسلمان غیراللہ سے مدد مانگنے والا بھی نہ ملے ۔ لیکن کتنے تعجب کی بات ہے کہ عملی طور پر پوری دنیا میں غیراللہ کی عبادت کرنے والا تو چراغ لے کر ڈھونڈنے پر بھی کوئی ایک مسلمان نہیں ملتا جبکہ غیراللہ سے مدد مانگنے والے ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں، بلکہ میں تو اب یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہوں کہ پوری کائنات سے اگر آپ ایک مسلمان بھی ایسا پیش فرما دیں جس نے یقینی طور پر غیراللہ سے کبھی بھی مدد نہ مانگی ہو تو میں بلاچون وچرا غیر مشروط طور پر غیراللہ سے مدد مانگنے کو شرک اکبر تسلیم کرلوں گا ۔ خواہ میرا ضمیر مطمئن ہو یا نہ ہو۔

لیکن افسوس کہ آپ نے آج تک نہ میرا یہ مطالبہ پورا فرمایا ہے نہ اس سوال کا کوئی جواب عنایت فرمایا ہے ۔ لہذا آپ ہی بتائیں کہ ان حالات میں میں کیسے پورے اطمینان و سکون کے ساتھ آپ کے اس دعوے کو صحیح تسلیم کرلوں؟ اس لئے کہ آپ کے دعوے کے مطابق اگر واقعی طور پر غیراللہ کی عبادت کی طرح غیراللہ سے مدد مانگنا بھی شرک ہوتا تو قرآن و حدیث میں غریبوں، یتیموں، بیواء وں حتیٰ کہ ظالموں تک کی مدد کرنے کا حکم وامر موجود نہ ہوتا، بالکل ویسے ہی جیسے غیراللہ کی عبادت کا کسی ایک جگہ بھی پورے قرآن و حدیث میں حکم وامر نہیں موجود، یا اگر ہے تو قرآن و حدیث کو آنکھیں کھول کر پڑھنے والے میرے بھائی! ثبوت پیش کیجئے، میں اس کے قبول میں پس وپیش نہیں کروں گا ۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ ثبوت آپ کبھی نہیں پیش کر سکیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ ۔

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "یہ وہ راستہ ہے جو خدا کی بزرگ ترین ہستیوں نے ہمارے لئے رہنمائی کی خاطر دکھایا ہے ۔ مگر وہ

لوگ جو دل کے مریض ہوتے ہیں اور جن کے قلوب میں ٹیڑھ ہوتا ہے، الذین فی قلوبھم زیغ۔ وہ اسی میں سے شرکیہ اور مبتدعانہ گمراہ کن حجت بازی نکال لیتے ہیں اور شیطان ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے، حالانکہ ان دین فروشوں اور مکاروں کو سمجھایا جاتا ہے کہ ما فوق الاسباب کیا ہوتا ہے؟ اور تحت الاسباب میں کیا فرق ہے"۔---- توآپ کی اس تحریر کے جواب میں عرض کروں گا کہ میں نے ۳۱ مئی ۱۹۹۵ء والے اپنے پہلے خط میں بھی آپ کی اسی دلیل کے جواب میں لکھا ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنے کو شرک صریح اور شرک اکبر قرار دینے کے باوجود بھی اگر میرے بھائی! اسی مدد کو فوق الاسباب اور تحت الاسباب کے خانوں میں تقسیم کرکے آپ غیر اللہ سے مدد مانگ کر بھی "مومن صالح" ہی بنے رہیں گے اور آپ کی توحید میں اس سے کوئی خلل نہ آئے گا تو خدا کے واسطے جواب تو دیں کہ غیر اللہ کی عبادت کو بھی اگر کوئی شخص کالی اور پیلی یا مرئی اور غیر مرئی یا اصلی اور نقلی یا عطائی اور ذاتی عبادت کے دو دو خانوں میں تقسیم کرکے غیر مرئی مخلوق ہوا اور جنات اور فرشتوں کی عبادت کو جائز قرار دیتا رہے اور آپ کے اعتراض پر آپ ہی کے لفظوں میں آپ کو یوں للکارے اور چیلنج کرے کہ یہ تو وہ راستہ ہے جو خدا کی بزرگ ترین ہستیوں نے ہمارے لئے رہنمائی کی خاطر دکھایا ہے مگر وہ لوگ جو دل کے مریض ہوتے ہیں اور جن کے قلوب میں ٹیڑھ ہوتا ہے وہ اسی میں شرکیہ اور مبتدعانہ گمراہ کن حجت بازی نکال لیتے ہیں اور شیطان ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے، حالانکہ ان دین فروشوں مکاروں اور غداروں کو سمجھایا جاتا ہے کہ مرئی اور غیر مرئی میں کیا فرق ہے، تو بتائیے کہ تب آپ اسے کیا جواب دیں گے؟ لیکن مجھے افسوس ہے کہ آپ یا آپ کے ہمنوا و ہمصفیر حضرات میرے اس سوال کا کوئی بھی مسکت اور قابل قبول جواب نہیں عنایت فرما رہے ہیں۔ یا اگر میں غلط بیانی کر رہا ہوں تو چلئے "جاگے تبھی سویرا" کے مطابق ایک مرتبہ پھر مجھے آپ میرے اس اعتراض اور اشکال اور سوال کا جواب عنایت فرما کر میری مدد فرما دیجئے، اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے گا۔

اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) " آپ سے خط وکتابت میں میں نے نوٹ کیا ہے کہ آپ قرآن وسنت میں بیان شدہ قول فیصل اور محکمات کی پیروی کرنے کی بجائے متشابہات میں سر کھپاتے ہوئے اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرتے ہیں اور اسے دین کی خدمت خیال کرتے ہیں"۔---- توآپ کے اس خیال شریف کے جواب میں عرض ہے کہ میرے بھائی! قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالی نے اپنے پیارے بندے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو جو شاہد، غیب کی خبریں دینے والا، حلال و حرام کا حکم فرمانے والا، خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین کہا ہے، تو کیا یہ سارے کے سارے اوصاف آیات محکم میں نہیں بلکہ آیات متشابہات میں وارد ہوئے ہیں؟ اور کیا ان تمام کے تمام اوصاف کو حضور رسول اللہ ﷺ کے لئے تسلیم کرنا واقعی شرک صریح اور شرک اکبر ہے؟ کاش! آپ میرے اس سوال کا بھی جواب عنایت فرماتے۔

رہ گئی بات یہ کہ اگر آپ بھی اس مفید اور معرکہ آرا تحریری گفتگو کو وقت کا ضیاع سمجھنے لگ گئے ہیں تو مجھے لکھ دیجئے کہ اس سلسلے میں میں نے آج تک مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی اور آپ سے جو کچھ بھی تحریری گفتگو کی ہے، اسے کتابی شکل میں شائع کر دوں تاکہ آپ کا قیمتی

وقت ضائع ہونے سے محفوظ ہوجائے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ تو قرآن پاک میں یہ حکم فرمائے کہ (مفہوم) "مومنو! رسول پاک ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو" (۶۳:۲۴)۔ لیکن آپ حضرات ہیں کہ ان کو اِس طرح پکارنے کو بھی شرک قرار دیتے ہیں اور اُس طرح بھی، یوں بھی اور توں بھی۔ تو کیا یہی تمسک بالکتاب والسنۃ ہے؟ اور کیا یہی آیات متشابہات سے اعراض اور آیات محکم کی پیروی ہے؟ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "ایام جاہلیت میں جب توحید کی دعوت دی گئی، تو شرک پسندوں کو یہ ناگوار گذرتا تھا کہ صرف خدائے واحد کا ذکر کیا جائے، وہ خدائی میں خود ساختہ شرکاء کو لازم پکڑتے تھے، حتیٰ کہ توحید کی دعوت دینے والے بزرگوں تک کے خود ان کی تعلیمات کے خلاف مقبرے اور مزار بلکہ بت تراش لئے، جس پر آپ جیسے صاحب علم بھی ایسے لوگوں کی تائید فرما رہے ہیں۔ بلکہ جن کو موقع ملا اور انہوں نے ان قبوں اور مزاروں کو منہدم کیا، ان کو آپ بھی لتاڑ رہے ہیں"۔---- تو آپ کے ان خیالات کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ جب توحید خالص یہ ہے کہ غیراللہ کی عبادت اور غیراللہ کی مدد قطعاً، یقیناً، بلا شبہ اور بلا ریب شرک اکبر اور شرک خالص ہے، تو آپ حضرات صرف غیراللہ کی عبادت کو ہی کیوں ہر نہج، ہر ڈھنگ، ہر رنگ اور ہر طرح شرک اور شرک، لیکن غیراللہ کی مدد کو دو خانوں میں تقسیم کر کے ایک کو جائز اور دوسرے کو شرک سمجھنے لگے ہیں، اس طرح تو عبادت کو بھی دو خانوں میں تقسیم کر کے ایک کو جائز اور دوسرے کو شرک سمجھنے کا جواز پیدا ہو سکتا ہے، کیا نہیں؟ یا اگر اس موقع پر مجھ سے ہی کوئی غلطی سرزد ہو رہی ہے تو اسی کا اظہار آپ حضرات کیوں نہیں کر دیتے؟ تاکہ میرے منہ پر تالا تولگ جائے۔ پھر آپ نے اپنے اس تحریری بیان میں مقبرے اور مزار کو بھی ویسے ہی اسلامی تعلیمات کے خلاف شرک یا ناجائز قرار دے دیا ہے جیسے بت تراشنے کو۔ حالانکہ میرے علم کے مطابق "مقبرہ" قبر سے اور "مزار" زیارت سے مشتق معلوم ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ شریعت میں قبریں بنانے اور ان کی زیارت کا حکم موجود ہے، یا پھر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ شریعت میں مردوں کو جلانے کا حکم دیا گیا ہے؟ بالکل ویسے ہی جیسے بھارت کے ہندو جلاتے ہیں۔

اس موقع پر آپ نے مجھ پر یہ الزام بھی عائد کیا ہے کہ سعودی خاندان کو میں اس لئے لتاڑ رہا ہوں کہ انہوں نے حکم رسالت کے مطابق قبروں اور مزاروں کو منہدم کیا ہے۔ تو اس کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ مجھ پر آپ کا یہ الزام بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص آپ سے یہ کہے کہ آپ رشدی کے مخالف اس لئے ہیں کہ اپنے ناولوں میں رشدی نے نہرو، ذوالفقار علی بھٹو اور نرسمہا راو کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے، پھر یہ کہ میرے بھائی! کتنے تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ ایک طرف تو آپ جہاد جہاد اور جہاد کے بہت بڑے داعی بھی بن رہے ہیں جبکہ دوسری طرف خدا کی مہربانیوں سے دنیا کے امیر ترین بادشاہ ہونے اور قرآنی احکام کے باوجود اسلام کی عسکری طاقت وقوت کے اضافے کے لئے سوئی تک نہ بنانے والے بلکہ قرآنی احکام کے خلاف یہود ونصاریٰ کو اپنا سب سے بہترین، قابل اعتماد اور آزمودہ دوست قرار دینے والے سعودی عرب اور کویت کے بادشاہوں کی مدح سرائی میں رطب اللسان بھی ہیں، تو کیا یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بنانے اور اسلام کی عسکری طاقت وقوت کو اتنا مضبوط اور اتنا مستحکم بنانے کا حکم کہ دشمن میلی نگاہ سے مسلمانوں کی طرف دیکھ بھی نہ سکے کمزور ناتواں اور موضوع احادیث یا قرآن کی

محکم آیات کی بجائے متشابہ آیات میں دیا گیا ہے؟ یا پھر آپ کے سعودی بادشاہ عربی زبان سے ناواقف ہیں؟ آخر آپ اپنے تخت وتاج کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے اسرائیل اور امریکہ کی مرضی کے مطابق عسکری اعتبار سے اسلام کے دو مضبوط و مستحکم ممالک، عراق اور ایران، کو گیارہ گیارہ برس تک اپنے پیسوں سے لڑوا لڑوا کر بالکل کھوکھلا کر دینے والے، پھر اپنے ہی پیسوں اور اسلام کی بدترین قاتلہ اقوام متحدہ کی مدد سے عراق کی فوجی طاقت اور ایٹمی پلانٹ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے والے سعودی عرب اور کویت کے میر جعفروں اور میر صادقوں کو بنظر استحسان کیوں اور کیسے دیکھ رہے ہیں؟ یا ان کی ان قبیح حرکات کے سبب ان کو لتاڑنے والے محمد میاں مالیگ کو کیوں لتاڑ رہے ہیں؟ کیا آپ کو علم نہیں کہ حضرات صحابہ ء کرام ؓکے مقبروں اور مزاروں کو منہدم کرنے والے بلکہ گنبد خضریٰ تک کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنے کا ناپاک ارادہ رکھنے والے ان ظالموں نے اپنے یہاں ایک جلوس کی شکل میں بابری مسجد کی شہادت پر آہ وبکا کا اظہار کرنے والے برصغیر کے پانچ ہزار مسلمانوں کو بھی اپنے ملک سے بیک بینی دوگوش گیٹ آوٹ کر دیا تھا، جبکہ لاکھوں غیر مسلم بالکل محفوظ رہے تھے اور اب بھی ہیں بلکہ نہایت ہی حساس اور اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں۔ تو کیا جہاد کے داعی میرے بھائی! ان بزدلوں کے یہ کرتوت اسی قابل ہیں کہ تھوڑے سے درہم ودینار (ثمناً قلیلاً) اور ریال کے عوض ان کی تحسین وتبریک کی جائے؟ یا ان غداروں اور مکاروں کی ان قبیح حرکات کے سبب ان کو لتاڑا جائے، آخر کچھ تو بولئے میرے بھائی!

۳۱ مئی ۱۹۹۵ء کو آپ کے نام لکھے گئے میرے پہلے ہی خط میں برصغیر کے فولادی ذہنیت کے حامل شورش کاشمیری کے قلم سے دیئے گئے سعودی بادشاہوں کے سیاہ اور کالے کارناموں کی طویل داستان کی تکذیب وتضحیک کرنے والے میرے بھائی! آخر آپ سعودی بادشاہوں کی سیاہ بختیوں اور شقاوتوں کی شہادت دینے والے کتنے صادقین اور کتنے راشدین کی تکذیب وتضحیک کر سکیں گے؟ کہ وہاں تو اب رمضان شریف میں بھی حج کی طرح بے شمار غیر ملکی مومنین پہنچنے لگے ہیں، سنئے تو! ماہنامہ الرسالہ دہلی کے مدیر مولانا وحید الدین خاں صاحب اپنے سفرنامے "غیر ملکی اسفار" کی جلد اول میں سعودی بادشاہوں کے بارے میں کیا لکھتے ہیں (مفہوم) "مکہ اور مدینہ دونوں اسلامی تاریخ کے اہم ترین مقامات ہیں، سو سال پہلے یہاں کثرت سے تاریخی آثار موجود تھے، مگر اصلاحی مجاہدین نے ان تمام آثار کو بدعت کے مقامات قرار دے کر مٹا دیا۔ ہمارے مصلحین کو واقعہ کا صرف ایک پہلو معلوم تھا، یہ کہ یہاں بعض جاہل قسم کے لوگ بدعتی افعال کرتے ہیں، انہیں اس کی خبر نہ ہوسکی کہ یہ اسلامی تاریخ کے زندہ نشانات ہیں اور ان کو مٹا کر وہ اسلامی تاریخ کو اس کے ایک وقیع جزء سے محروم کر رہے ہیں جس کی تلافی کبھی ممکن نہ ہوگی۔ موجودہ زمانے کے مسلمانوں میں علمی ذوق کی کمی نے اسلام کو کیسے کیسے نقصانات پہنچائے ہیں" (ص۶۴)۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "مسلم ممالک اور خاص طور سے سعودی عرب ساری دنیا میں اسلام کی خدمت کرنے والوں کی بڑے پیمانے پر مدد کر رہا ہے، لیکن یہ مسلم حکمراں سیاسی اسلام کا نعرہ لگانے والوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں" (ص۴۲)۔ وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یورپ اور امریکہ کی حکومتوں کو اسلام سے اتنا اندیشہ نہیں جتنا ان مسلم حکومتوں کو ہے جنہوں نے اپنے دعوے کے مطابق اپنے یہاں مکمل اسلام قائم کر رکھا ہے" (ص۱۰۷)۔

پھر ہمدرد والے حکیم محمد سعید صاحب ۳۰ جنوری ۱۹۹۶ء کے جنگ لندن میں لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "مغربی طاغوتی طاقتوں نے اسلامی ممالک خصوصاً عالم عرب میں اسلامیین کے لئے نہایت شدید حالات پیدا کر دیئے ہیں، وہاں سچے مسلمانوں کو قابل گردن زدنی قرار دے دیا گیا ہے۔ دینی مدارس کو دہشت گرد قرار دے کر ان پر طرح طرح کی پابندیاں لگائی جارہی ہیں تاکہ علماء حضرات جہاد کا آوازہء حق بلند کر کے اسلامی شرعی تعلیمات سے مسلمانوں کو متنفع نہ کر سکیں، سارے عالم عرب کو اسرائیل کے قدموں میں ڈال دیا گیا ہے، اسلامی ممالک کے سارے حکمراں قطعی بے بس ہیں"۔----- ایسے ہی ۲۸ فروری ۱۹۹۶ء کے جنگ لندن میں قاضی غیاث الدین جانباز نے لکھا کہ (مفہوم) "عالم اسلام کی اس وقت جو کیفیت ہے اور جس طرح مسلم دنیا کے ممالک ایک سوپر پاور کے آگے سجدہ ریز ہیں، اس صورت حال کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے دوسری قوموں کے بھوکے بھیڑیوں کی طرح امت پر ٹوٹ پڑنے کی جو پیش گوئی فرمائی تھی وہ آج پوری ہورہی ہے۔ عالم اسلام کے تمام کے تمام ملکوں میں مسلمان مسلمان کا اور ایک ملک دوسرے ملک کا دشمن بنا ہوا ہے، سبھی ممالک امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کو قبول کر کے قرآنی طرز سیاست و معیشت کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ مسلم دنیا کے افلاس کا یہ عالم ہے کہ علم و ہنر میں ہی نہیں سیاست و معیشت میں بھی خود کفیل نہیں، ان کی عقول و افکار پر پردے پڑے ہوئے ہیں"۔

تو ہمدرد کے حکیم محمد سعید، پاکستان کے غیاث الدین جانباز اور دہلی کے وحید الدین خاں صاحبان کے ان بیانات کی روشنی میں غور فرمایئے! کہ یہ سارے کے سارے حالات اور اغلاط و اجرام سعودی عرب میں بعینہ اسی طرح موجود ہیں یا نہیں؟ کیا سعودی عرب میں امریکہ اور اسرائیل کے خلاف آہ کرنے پر بھی پابندی نہیں عائد؟ کیا سعودی عرب نے کھل کر کبھی مسلمانوں کی حمایت کی ہے؟ حج کے زمانے میں غیر مسلم ممالک کے مسلمان کیا سعودی بادشاہ سے اپنا دکھ بیان کر سکتے ہیں؟ ارے! غیر تو پھر غیر ہیں، کیا خود سعودی عوام اپنے دکھ درد کا اظہار پاکستان کے اخبارات کی طرح سعودی اخبارات میں کر سکتے ہیں؟ یا سعودی عرب کے ائمہ حضرات کیا پاکستان کے ائمہ حضرات کی طرح اپنی مرضی سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے آلام و مصائب بیان کر سکتے ہیں؟ ۳۰ جون ۱۹۹۵ء کے جنگ کے مطابق سعودی اخبار المدینہ نیوز کے مدیر شعیب عبدالفتح اور عرب نیوز کے مدیر عبدالوہاب بشیر نے پاکستانی صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے قبول کیا ہے کہ سعودی عرب مسلمانوں کے مسئلے میں بھارت پر بھرپور دباو نہیں ڈال رہا ہے۔ بلکہ ۲۸ نومبر ۱۹۹۵ء کے جنگ میں پروفیسر حافظ محمد سعید کا بیان ہے کہ "روس کی شکست کے بعد امریکہ سمجھ رہا ہے کہ اب اس کے حریف اسلامی ممالک ہیں، لیکن وہ پاکستان کے سوا کسی بھی اسلامی فوج کو شمار میں نہیں لاتا، وجہ یہ ہے کہ پاکستانی فوج کا ماٹو "جہاد" ہے جسے امریکہ اور اسلام دشمن یہود و منافقین تباہ کرنا چاہتے ہیں"۔

پھر ۳۰ اپریل ۱۹۹۵ء کے جنگ کے مطابق چھ خلیجی اسلامی عربی ریاستوں کے وزرائے خارجہ نے منامہ میں جمع ہوکر اعلان کیا ہے کہ "ہمیں مذہبی انتہا پسندوں سے بہت بڑا خطرہ ہے"۔ چنانچہ یکم نومبر ۱۹۹۵ء کے جنگ کے مطابق اس خطرے سے بچنے کے لئے بشمول اسرائیل ان ممالک یعنی سعودی عرب، شام، اردن، لبنان اور مصر نے اپنے قابل اعتماد، آزمودہ اور بہترین دوست برطانیہ کے وزیر خارجہ مالکم ریفکنڈ کو اپنے

یہاں مدعو کیا، جہاں سے انہوں نے گرم گرم جھلسا دینے والا بیان جاری کیا کہ "ہم ان انتہا پسند مسلمانوں کے خلاف سخت قدم اٹھائیں گے جو برطانیہ میں بیٹھ کر دہشت گردی کی ترویج کر رہے ہیں"۔ چنانچہ سعودی عرب میں حکومت کے مخالفین کو کس طرح تختۂ مشق ستم بنایا جارہا ہے، اس کی روداد بھی ملاحظہ فرماتے چلیئے۔ برطانوی ممبر پارلیمینٹ جارج گیلوے کے مطابق سعودی حکومت نے اپنے ایک مخالف عبد اللہ الحضائب کو اپنے دعوے کے مطابق ایک جرم کی سزا میں سر قلم کرکے ہلاک کر ڈالا ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سعودی اینٹے لیجنس کے مطابق الحضائب پر دو ہفتے تک سخت تشدد کیا جاتا رہا تاکہ وہ اس جرم کا اقبال کریں کہ ان کے قبضے میں اسلحہ تھا جنہیں وہ دہشت گردی کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے، لیکن جب انہوں نے انکار کیا تو انہیں الٹا لٹکا دیا گیا اور ان کے سر کو ان کی ٹانگوں کے درمیان سے گذارا گیا جس کے بعد بھی تشدد ہوتا رہا، تاآں کہ بالآخر ان کی موت واقع ہوگئی، اس کے بعد ان کے سر کو تن سے جدا کر دیا گیا تاکہ کہا جا سکے کہ ان کو ان کے جرم کی سزا دی گئی ہے۔ پھر خاندان کو بتائے بغیر ریاض کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا (جنگ لندن، ۱۸ اگست ۱۹۹۵ء)۔

پھر ۲۴ فروری ۱۹۹۶ء کے جنگ لندن میں ہے کہ ڈاکٹر المساری نے برطانوی کورٹ میں بیان دیا ہے کہ "۱۹۹۳ء میں سعودی حکومت نے انہیں گرفتار کر کے سخت تشدد کا نشانہ بنایا، تنہائی میں ایک سیل میں رکھ کر انہیں سونے نہیں دیا جاتا، چوبیس گھنٹے بجلی جلتی رکھی جاتی۔ جیل کے افسران انہیں بانس اور گھونسے سے مارتے۔ ڈاکٹر المساری نے ایک فہرست بھی ان لوگوں کی پیش کی جنہیں سعودی حکومت نے مبینہ طور پر مختلف ممالک میں قتل یا اغوا کروا دیا ہے۔ شمس الدین الفاسی، محمد المنیری، ناصر السعید اور دوسرے درجنوں افراد ان میں شامل ہیں" ۔-----اس خبر پر میرا تبصرہ یہ ہے کہ دوسرے افراد کا تعارف تو مجھے نہیں، لیکن شمس الدین الفاسی کو برطانیہ کا کون سا دین پسند مسلمان ہے جو جانتا نہ ہوگا؟ آج سے آٹھ دس برس پہلے برطانیہ کے اسلامی مطلع پر یہ چاند سورج کی طرح چمکے تھے۔ دینی اداروں خصوصاً مساجد کی مدد میں پیش پیش اور صوفی کاونسل قائم کر کے مسلمانوں کو دین سے قریب لانے میں منہمک رہے۔ رسول پاک ﷺ کے فضائل وکمالات کے بہت بڑے منکر بلکہ گستاخ اور غدار سلمان رشدی کی کتاب سٹانک ورسز کا جواب بھی اپنی استعداد اور قابلیت وصلاحیت کے مطابق لکھا۔ دو تین سال اپنے خرچ پر برطانیہ بھر کے خوش عقیدہ مومنین فضائل رسالت کو اللہ کی سب سے بڑی نعمت، سب سے اہم رحمت اور سب سے عظیم شاہکار سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے یافت کے دن عید میلاد کی خوشی میں لندن مدعو کر کے فرحت وانبساط اور بہجت وسرور کا اظہار کر سکے تھے کہ پھر یکایک ایسے مفقود الخبر ہوئے کہ اکثر وبیشتر اور خصوصاً عید میلاد کے موقع پر بارہ ربیع الاول شریف کے دن سنی مسلمان ایک دوسرے سے دریافت ضرور کرتے کہ وہ آخر کہاں چلے گئے؟

لیکن کتنے افسوس، کتنے دکھ اور کتنے تعجب کی ہے یہ بات کہ آج کی موجودہ مسلم دنیا کا سب سے بڑا، سب سے اہم اور سب سے قوی سمجھا جانے والا ایک فرد جو پاسبان حرم، جلالۃ الملک اور خادم الحرمین الشریفین بھی کہلاتا ہے، اسلام کے ایسے سچے اور کھرے مومنین کو تو اپنے تخت وتاج کے لئے خطرہ سمجھ کر اغوا اور قتل کرا رہا ہے، لیکن چرار شریف یا بابری مسجد شریف کے انہدام یا فلسطین اور بوسنیا وچیچنیا وغیرہ میں

اپنے ہزاروں مومن بھائی بہنوں کے قتل یا لاکھوں ماں بہنوں اور بہو بیٹیوں کی عصمت دریوں پر مکمل خاموشی کا پتلا بنا بیٹھا ہے۔ حتیٰ کہ ایک طرف تو یہ پاسبان حرم، یہ جلالۃ الملک اور یہ خادم الحرمین الشریفین رشدی ء مردود کے محافظین امریکہ، برطانیہ اور مغربی ممالک کو اپنا بہترین، آزمودہ اور قابل اعتماد دوست قرار دے رہا ہے، جبکہ دوسری طرف ان ہی ممالک کو اپنی بے عزتی پر مبنی ٹیلی ویژن پر صرف ایک رات ایک فلم "شہزادی کی موت" بتانے پر یا ڈاکٹر المساری جیسے اپنے مخلص مخالفین کو پناہ دینے پر ایسی ایسی دھمکیاں دے رہا ہے جن کے سبب یہی ممالک یا تو اس سے معافی مانگنے لگے ہیں یا اس کے مطالبات پورے کرنے۔ لہذا اندریں حالات انصاف سے کہیں کہ موجودہ مسلم دنیا کا یہ سب سے قوی، سب سے اہم اور سب سے زیادہ طاقتور سمجھا جانے والا مسلمان بادشاہ رشدی ء ملعون کو بھی اغوا یا قتل کرانے کی بجائے معافی منگوانے، چرار شریف اور بابری مسجد شریف کی دوبارہ تعمیر کرانے، فلسطین، بوسنیا اور چیچنیا کو آزاد کرانے اور اپنی لاکھوں ماں بہنوں اور بہو بیٹیوں کی عصمت دریوں کو رکوانے کے لئے بھی ایسے ہی اقدامات اٹھالے تو یہ اچھا ہوگا یا برا؟ مناسب ہوگا یا نا مناسب؟ روا ہوگا یا نا روا؟ جواب دیتے وقت اللہ کی عدالت کی پیشی کو بھی مد نظر رکھئے گا۔

اس کے بعد میرے سوالات کے جواب کے بجائے اپنے موضوع سے ہٹ کر آپ کسی رجل یا بشر کے دعوت توحید ورسالت دینے کی بحث چھیڑتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "اب اس دعوت کو Twist کیسے کیا گیا؟ مولوی احمد رضا خاں نے اپنے ترجمہ تفسیر نعیم آبادی میں لکھا ہے کہ کافر آنحضرت ﷺ کو بشر کہتے تھے، اس لئے آپ کو بشر کہنا کفر ہے"۔----- تو آپ کے اس ارشاد گرامی پر میرا تبصرہ یہ ہے کہ اس کے مطالعے کے بعد میں نے سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قرآنی ترجمے کنزالایمان شریف اور اس کی تفسیر خزائن العرفان شریف کے ان تمام مقامات کا باریکی سے مطالعہ کیا جہاں جہاں میرے علم کے مطابق انبیائے کرام ں کی بشریت سے متعلق بحث وگفتگو کی گئی ہے۔ مثلاً ۱۸:۱۱۰+ ۲۳:۲۴+ ۲۳:۳۳+ ۲۳:۴۷+ ۲۶:۱۵۴+ ۲۶:۱۸۶+ ۴۱:۶+ ۶۴:۶ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ان میں تو آپ کے لکھے ہوئے مفہوم کا دور دور تک کوئی نشان نہیں موجود، بلکہ میری سمجھ کے مطابق ان میں جو کہا یا لکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ (مفہوم) "انبیائے کرام ں کے فضائل و مناقب کو چھوڑ کر عام اوصاف بیان کرتے پھرنا، یا تو کفار کا طریقہ یا ناجائز یا کمال حماقت یا کور باطنی یا گمراہی یا ناروا یا کمال بے عقلی یا نافہمی ہے، یا یہ کہ کفار و مشرکین نے انبیائے کرام ں کے کھانے پینے یا ظاہر میں کوئی اہم مغائرت نہ رکھنے یا بشری صورت میں جلوہ نما ہونے کو دیکھ کر نبی و رسول ہونے سے تو انکار کر دیا لیکن پتھروں کا خدا ہونا تسلیم کر لیا۔ بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ میں بشری صورت میں جلوہ نما ہوا تو تمہیں مجھ سے مانوس ہونا چاہئے اور یہ کہ انبیائے کرام ں کی بشریت سب سے اعلیٰ ہے۔ ہماری بشریت کو اس سے کوئی بھی نسبت نہیں"۔----- اس لئے تعجب ہے کہ آپ بہ ایں دعویء فضل وکمال میرے سیدھے سادے سوالات کے جواب دینے کے بجائے اپنے موضوع سے ہٹ کر جو یہ گفتگو چھیڑ بیٹھے ہیں ایک غلط اور بے بنیاد الزام پر مبنی ہے، یا اگر میں غلط بیانی کر رہا ہوں تو میری اصلاح فرمائیے، ممنون ہوں گا۔

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "جب بعض حکومتوں نے کنزالایمان اور خزائن العرفان پر پابندی لگائی تو مذکورہ مولوی صاحب کے

متوسلین نے ایک محضر نامہ کنگ خالد کے نام لکھا اور تسلیم کیا کہ ہم رسول خدا کو بشر تسلیم کرتے ہیں مگر ان کو ہمیشہ افضل البشر اور مافوق البشر لکھا جانا چاہیئے، حالانکہ یہ دونوں الفاظ قرآن میں نہیں ہیں" ۔---- تو بزعم خویش اپنے ان اجمال و سطور میں آپ نے علم و معرفت اور توحید و سنت کے جو گل بوٹے کھلائے ہیں، ان کی مبارک بادی قبول کرتے ہوئے میرا تبصرہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ پہلی بات تو اس سلسلے میں یہ ہے کہ میرے علم کے مطابق کنزالایمان شریف میں آپ کی درج شدہ عبارت شاید کہیں بھی موجود نہیں ہے، یا اگر ہے تو آپ حوالہ پیش فرمائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ رسوائے زمانہ سلمان رشدی کی ملعون کتاب سٹانک ورسز کے پبلشر پین گوئن کمپنی کے بارے میں اخباری اطلاعات ہیں کہ سعودی عرب اور سعودی کویت اس کمپنی کے ۶۵ فیصد شیئرز کے خریدار ہیں، پھر بھی کنزالایمان شریف پر پابندی لگانے والے ان کنگوں پر خدا کا یہ کتنا جیتا جاگتا قہر و غضب اور عذاب و عتاب ہے کہ ان لوگوں نے آج تک اتنی طاقت و قوت رکھنے کے باوجود پین گوئن کمپنی پر نہ کوئی پابندی لگائی ہے نہ اس سے اظہار براء ت کیا ہے۔ تو کیا کنزالایمان شریف سٹانک ورسز سے بھی گئی گذری کتاب ہے؟ یا پھر کنگ فہد کی توحید و سنت کے مطابق سٹانک ورسز پابندی لگائی جانے سے پاک و مبرا کتاب ہے؟ کنزالایمان شریف پر کنگ فہد اور کنگ کویت کے پابندی لگانے پر گھی کے چراغ جلانے والے میرے بھائی! ہمارے اور آپ کے پیارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے آج سے تقریباً چودہ سو برس پہلے جزیرہ ٔ عرب میں یہود و نصاریٰ کے داخلے پر پابندی عائد کر دی تھی لیکن یہ آپ کے کنگ فہد اور کنگ کویت ہیں جنہوں نے تاریخ میں پہلی اور شاید آخری مرتبہ بھی اس پابندی کو توڑا اور اپنے چند روزہ عارضی اقتدار کے لئے انہیں یہود و نصاریٰ کو شراب نوشی، خنزیر خوری اور فاحشہ عورتوں کی صحبتوں سے لطف اندوز ہونے کی غلط سلط سہولتیں دے دے کر جزیرہ ٔ عرب میں مدعو کر لیا ہے۔

لہذا خدا لگتی کہئے! کہ کنگ فہد اور کنگ کویت کے اتنے بڑے بڑے اجرام و اظلام پر بھی آپ ان کی قصیدہ خوانی میں ہی رطب اللسان کیوں ہیں؟ آخر ان کی تھوڑی سی مذمت و مرمت بھی آپ کیوں نہیں کر دیتے؟ کیا یہ بات اس مومن کو قابل تبریک و تحسین بنا سکتی ہے جو سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا داد فضائل و کمالات کا مومن بنانے والی نعتیہ کتاب کنزالایمان شریف کے داخلے پر تو اپنے ملک سعودی عرب میں پابندی لگا دے لیکن اپنے چند روزہ اقتدار کے استحکام کے لئے ان کی گستاخی و توہین کرنے والی ملعون و مردود کتاب سٹانک ورسز کو اپنی دولت سے شائع کروائے بلکہ جزیرہ ٔ عرب میں یہود و نصاریٰ کے داخلے پر لگی ہوئی پابندی کو توڑ کر انہیں نہایت ہی اعزاز و اکرام کے ساتھ سعودی عرب و کویت میں مدعو بھی کر لے؟

رہ گئی بات افضل البشر اور مافوق البشر کی۔ تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ آپ بھی اہل حدیث اور مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی بھی اہل حدیث۔ لہذا آپ دونوں حضرات ہی اس عقدے کو وا فرمائیں کہ آپ تو اپنا عقیدہ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ جب قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو افضل البشر اور مافوق البشر نہیں فرمایا تو پھر کنگ فہد کیوں اور کیسے ان کو ان صفات کا حامل قرار دے دیں؟ جبکہ اس کے خلاف بریڈفورڈ کے راوی نمبر ۷۰ میں مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "اہل توحید کا قبیلہ تو رسول رحمت ﷺ کو خدا کے بعد سب

سے بزرگ ہستی مانتا ہے اور یہ اس کے ایمان کی جان ہے۔ خدا کے بعد حضور ﷺ کو ہی سب کچھ مانتا ہے لیکن خدا نہیں مانتا"۔----- لہذا خدا لگتی کہیں کہ آپ دونوں میں سچا اور برحق کون؟ کس کا ایمان زندہ اور کس کا مردہ؟ کون موحد اور کون مشرک؟ اس لئے کہ درانی صاحب تو حضور ﷺ کو مطلقاً خدا کے بعد سب کچھ ماننے کو نہ صرف تیار ہیں بلکہ اسے موحدین کے عقیدے کے جان بتاتے ہیں، جبکہ آپ ان کو افضل البشر تک ماننے کو تیار نہیں۔ تو کیا اس سے بڑھ کر بھی ان کی کوئی اور توہین و تنقیص ہوسکتی ہے؟ قرآن پاک میں افضل البشر ہونے کا ثبوت نہ ہونے کے سبب حضور ﷺ کے افضل البشر ہونے کے منکر میرے بھائی! قرآن پاک میں حضور ﷺ کے شاہد، غیب داں، شفیع، سفارشی، وسیلہ، رء وف رحیم، خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین ہونے کے ثبوت تو موجود ہیں پھر آپ ان کے بھی منکر کیوں ہیں؟ بلکہ ان کے اثبات کو شرک تک کیوں کہتے ہیں؟

کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ چند مولویوں سے قرآن و حدیث کا علم حاصل کر لینے والوں کو تو آپ قرآن و حدیث کا "عالم" تسلیم کر لیتے ہیں لیکن اللہ رب تبارک وتعالیٰ سے "غیب کا علم" حاصل کر لینے اور قرآن پاک میں کثرت سے اس کے ثبوت موجود ہونے کے باوجود آپ حضور اکرم ﷺ کے غیب کا عالم ہونے کے منکر ہیں۔ پھر ۴ فروری ۱۹۹۶ء کے جنگ لندن میں مولانا محمد عیسیٰ صاحب منصوری نے لکھا ہے کہ (مفہوم) "واقعہ یہ ہے کہ علامہ اقبال کی شخصیت بنانے میں ان تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں کا اتنا ہاتھ نہیں جن میں داخل ہوکر علوم عصریہ اور مغربی تعلیم حاصل کی، جتنا ان اداروں کا جہاں مافوق البشر اور عبقری شخصیتیں بنتی ہیں"۔----- لہذا باور فرمائیں کہ اگر حضور اکرم ﷺ کو خدا کی عطا سے واقعی مافوق البشر سمجھنا شرک ہوتا تو ایک عالم دین ہرگز ہرگز یہ نہ لکھتا کہ دنیا میں بہت سے ایسے ادارے ہیں جہاں مافوق البشر شخصیات بنتی ہیں۔ لیکن اگر آپ سمجھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو افضل البشر اور مافوق البشر سمجھنا یقیناً شرک ہی ہے تو جنگ اور مولانا محمد عیسیٰ صاحب منصوری کے بارے میں پھر کیا کہیں گے؟ یہاں اس بات کی وضاحت کر دوں تو مناسب ہوگا کہ مولانا عیسیٰ صاحب منصوری آپ کی ہی طرح رسول پاک ﷺ کے غیب کے عالم، شاہد، شفیع، سفارشی، مددگار اور حلت و حرمت کے تعین کا اختیار رکھنے کے منکر ہیں، یعنی وہ آپ کے عقیدے کے مطابق بدعتی اور مشرک قبیلے سے تعلق نہیں رکھتے۔

اس کے بعد آپ پھر ایک غیر متعلق شخصیت طاہر القادری صاحب کی گفتگو چھیڑ بیٹھے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "چنانچہ آپ نے وہاں دو گھنٹے دس منٹ تک تقریر فرمائی اور یہ ثابت کیا کہ آنحضور ﷺ بشر نہ تھے، ایسے ایسے دلائل دیئے کہ خدا وجبریل و مصطفی کو بھی ان باتوں کا علم نہ ہوگا۔ ایسی ایسی احمقانہ اور بوگس حکایتیں اور افسانے اور Legends اور Fables پیش کیں جن کو قرآن نے اساطیر الاولین کہا ہے"۔----- تو میرے بھائی! آپ کے ان افکار و خیالات خصوصاً خدا وند ذوالجلال والاکرام کی ذات پاک کے بارے میں آپ حضرات کے اس عقیدے پر استقامت واستقلال اور استحکام کے بعد میں یقین کی اس منزل پر پہنچ چکا ہوں کہ افضل البشر ﷺ کے خدا داد فضائل وکمالات کے انکار کے وبال میں آپ حضرات کی عقول اور اذہان اس حد تک زنگ آلود اور از کار رفتہ ہوگئے ہیں کہ ایک پاگل دیوانے کی طرح خدا وند ذوالجلال والاکرام کے بارے میں بھی جو چاہتے ہیں لکھتے بلکہ بکتے چلے جاتے ہیں اور مطلق نہیں سوچتے کہ اس طرح تو ہم خدا کو بھی "گھٹانے" لگ پڑے ہیں۔ میں

نے آپ کے پہلے خط کے مطالبے پر ۱۶جنوری ۹۵ء کو مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی سے ہونے والی اپنی تحریری گفتگو کی جو نقول ارسال کی تھیں ان میں نہایت ہی شرح وبسط کے ساتھ لکھا تھا کہ مولیٰ تعالیٰ کی ذات پاک اور صفات وکمالات لا محدود اور ناقابل احاطہ ہیں ۔ پھر ۱۰ اکتوبر ۹۵ء کو بھی یہی لکھا کہ لاکھوں لاکھ بریلی بلکہ امریکہ و برطانیہ بلکہ کھربوں ارب سعودی عرب بلکہ ساری کائنات اور کائنات کے تمام ذرات مل کر بھی پوری طاقت وقوت صرف کر دیں، تب بھی کائنات کی کسی شے کو خداوند ذوالجلال والاکرام سے نہیں بڑھا سکتے، ہرگز نہیں بڑھا سکتے، کبھی نہیں بڑھا سکتے ۔ لیکن کیا بتاءوں! کہ آپ تو میری کسی ایک بات کا بھی نوٹس لینے کے لئے تیار نہیں اور پوری بشاشت قلبی سے لکھ رہے ہیں کہ "طاہر القادری نے ایسے ایسے دلائل دیئے کہ خدا وجبریل و مصطفی کو بھی ان باتوں کا علم نہ ہوگا"۔---- لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔

میرے بھائی! ہم سنی لاکھ گنہگار، خطا کار، عصیاں شعار اور مجرم ناکارہ سہی لیکن اپنے الہ اور اپنے معبود کو اتنا محدود، اتنا معدود، اتنا موقوف، اتنا محسوب، اتنا مقیود، اتنا مختوم، اتنا مخلوق، اتنا مشروق، اتنا مغروب، اتنا مغلوب، اتنا مدبور، اتنا مفتوح، اتنا منسوخ، اتنا منتوہ، اتنا محطوط، اتنا مودور، اتنا مقطوع، اتنا مبدوع، اتنا مسبوق، اتنا مسدود، اتنا معدوم، اتنا مولود، اتنا مربوع، اتنا مبدوء، اتنا منبوع اور اتنا مقدور نہیں سمجھتے، ہرگز نہیں سمجھتے، کبھی نہیں سمجھتے کہ کوئی ایرا غیرا نتھو خیرا تو کیا، ساری کائنات مل کر بھی کسی اور کو اس کی ذات یا اس کی صفات مثلاً علم سے بڑھا سکے ۔ جبکہ صد حیف اور ہزار افسوس کہ ایک آپ حضرات بھی ہیں جو دنیا کے سب سے مضبوط و مستحکم "موحد" ہونے کے ادعا کے باوجود بڑے تسلسل سے اس عقیدے کا اظہار پر اظہار کرتے چلے جا رہے ہیں کہ طاہر القادری نے ایسے ایسے دلائل دیئے کہ خدا وجبریل و مصطفی کو بھی ان باتوں کا علم نہ ہوگا، یا یہ کہ بریلی شریف نے خدا سے مصطفی کو بڑھا دیا ہے ﷺ، معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ، استغفر اللہ، ثم استغفر اللہ ۔ اے ہمارے پیارے اللہ! ہم ہزاروں ہزار بار جماعت اہل حدیث کے اس فضول، لغو اور لایعنی عقیدے سے تیری پناہ مانگتے ہیں، سبحانک ھذا بہتان عظیم ۔ ما قدروا اللہ حق قدرہ ۔ واقعی بلا ریب وبلا شک اے اللہ! انہوں نے تیری ویسی قدر نہ کی جیسی کی جانی چاہیئے تھی ۔

غیر محدود کو محدود سے کم تر سمجھیں ان کی عقلیں ہوئیں ماءوف کہاں ہیں پیارے

میرے اللہ سے بڑھ جائے کوئی یہ ہے محال خواہ کتنا ہی بل وزور لگالیں سارے

واضح ہو کہ آج سے تقریباً پچاس برس پیشتر بمبئی سے شائع ہونے والی فسادی ملا نامی کتاب میں مولانا یونس بگھیروی نے، پھر خلیجی جنگ شروع ہونے سے چند شمارے پیشتر ہر جمعہ شائع ہونے والے بچوں کے صفحے میں روزنامہ جنگ لندن نے، پھر اپنے سفرنامے غیر ملکی اسفار کے جلد اول کے صفحہ نمبر ۲۲۸ پر مدیر ماہنامہ الرسالہ دہلی مولانا وحید الدین خان نے اور بریڈفورڈ سے شائع ہونے والے ہفت روزہ راوی نمبر ۷۰۶ میں مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی نے پورے وثوق ویقین کے ساتھ لکھا ہے کہ کچھ مسلمان ایسے بھی ہیں جو رسول خدا ﷺ کو خدا سے بھی آگے بڑھا دیتے ہیں، لیکن اگر آپ اب بھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ اس موقع پر میں ہی کسی غلط فہمی یا بغض وعناد کا شکار ہو رہا ہوں تو خدا کے لئے میری رہنمائی

کیجئے، ممنون ہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی غلطی کی نشان دہی کو سمجھ لینے کے بعد اس کے قبول سے پس وپیش نہ کروں گا کہ میری اس ساری خط و کتابت کا مقصد ہی صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم حضور رسول پاک ﷺ کے صحیح مقام و مرتبے کو سمجھ سکیں اور بس۔ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) " آپ کو اچھی طرح معلوم ہونا چاہئے کہ ہم قرآن و سنت کی سند کے سامنے کسی حسین احمد، اشرف علی یا دیگر ہیچوں قسم کے لوگوں کے اقوال کو دیوار پر دے مارتے ہیں اور راوی یا جنگ میں چھپنے والی بناوٹی اور جعلی کہانیوں اور قصوں کا مقام ڈسٹ بین ہوتا ہے۔ ہمارے لئے اصل Chief Sources تو صرف قرآن اور سنت رسول کے واضح احکام ہیں۔ جن میں کسی کو چون وچرا کی گنجائش نہ ہونی چاہئے "۔----تو آپ کے ان زریں اور ریشمی خیالات کی تصویب و تائید کرتے ہوئے میں پھر عرض گذار ہوں کہ میرے بھائی! وہاب و تواب خدا نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو جب خود قرآن پاک کے متن میں محمد، اکبر، ناظر، علیم، شاہد، بشیر، نذیر اور رء وف رحیم جیسی صفات عالیہ سے متصف فرمانے کا اعلان فرما دیا ہے، تو پھر آپ حضرات ان کے لئے ان صفات کو بے چون وچرا تسلیم کیوں نہیں کر لیتے؟ بلکہ تسلیم کرنے والوں کو بدعتی اور مشرک تک کیوں شدت سے سمجھتے ہیں؟ کیا آنحضرت ﷺ کے لئے قرآن پاک میں ان صفات کا جن مقامات پر اثبات ہے، وہ راوی یا جنگ یا اشرف علی یا حسین احمد یا دیگر ہیچوں اقسام کی مخلوقات کے بیان فرمودہ یا وضع کردہ بناوٹی قصے اور جعلی کہانیاں ہیں؟ کیا یہ اللہ پاک کے کلام کا حصہ نہیں؟ بلکہ رسول اللہ ﷺ کے محبین و متوسلین از قسم احمد رضا بریلوی یا محمد عمر اچھروی کے توریت وزبور اور انجیل کی طرح تحریف شدہ موضوعات ہیں؟ کہ آپ نے ان کا مقام بھی ڈسٹ بین سمجھ رکھا ہے؟ خدا کے لئے کچھ تو جواب دیں۔

اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "بد قسمتی سے اس دور میں بدعت و گمراہی میں کئی نیم ملاء وں از قسم مولوی احمد رضا و مولوی عمر اچھروی وغیرہ نے جب رسول کریم ﷺ کے فضائل و مناقب بیان کئے تو تجاوز عن حد الاعتدال کرتے ہوئے مبالغہ آرائی اور غلو کا ارتکاب کیا، کہ توحید باری تعالیٰ کا پہلو نظروں سے اوجھل ہونا شروع ہوگیا"۔---- تو آپ کے ان فرمودات کے جواب میں عرض ہے کہ میرے بھائی! میرے سیدھے سادے سوالات کے جواب کے بجائے آپ کی صرف اسی ایک بات کی بار بار کی تکرار سے اب تو شاید ہمارے کراماً کاتبین بھی تنگ آچکے ہوں گے، اس لئے کہ آپ کی اس گہرافشانی کے جواب میں میں لگاتار لکھتا چلا آرہا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول ﷺ کو محمد، اکبر، شاہد، نذیر، بشیر، رء وف اور رحیم بنا کر بھیجا ہے تو پھر آپ حضرات بے چون وچرا انہیں تسلیم کیوں نہیں کر لیتے؟ یا یہ کہ ان کے مومنین کو بدعتی اور مشرک قرار دے کر مسلمانوں کو لڑاتے جھگڑاتے کیوں ہیں؟ لیکن آپ ہیں کہ میرے اس سوال کا کوئی بھی جواب نہیں مرحمت فرماتے اور اسی ایک بات کو بار بار دہرائے چلے جارہے ہیں۔ آپ کی اس جبلت اور خصلت کو دیکھ کر میں حیران ہوں کہ آپ نے اپنے بالکل پہلے خط میں اپنا تعارف کراتے ہوئے مجھے یہ کیوں اور کیسے لکھ بھیجا تھا کہ میں اکیس برس کا ہوں اور ابھی ابھی ہی جمیعت اہل حدیث میں شامل ہوا ہوں، اس لئے کہ کسی سچی جماعت سے نکل کر غلط جماعت میں شامل ہونے والا اپنے نئے نظریات میں اتنا غالی، اتنا متشدد اور اتنا سخت تو نہیں ہوتا۔

بریلی شریف کے احمد رضا اور اچھرے کے محمد عمر رحمۃ اللہ علیہما کو فضائل رسالت پر ایمان رکھنے کے سبب غالی اور حد اعتدال سے تجاوز کرنے والا قرار دینے والے میرے بھائی! انسان کو اپنی آنکھ کا شہتیر تو بے شک نظر نہیں آتا لیکن اس کے بدن پر پڑے ہوئے تعفن کی نشان دہی اس کی آنکھ ورنہ ناک تو ضرور کرا دیتی ہے۔ لیکن کیا بتاءوں کہ فضائل رسالت کے اقراریا انکار کے خصوص میں شاید آپ کی آنکھ اور ناک نے بصارت وشامت سے بھی چھٹی لے لی ہے، ثبوت درکار ہو تو ملاحظہ فرمائیں کہ ۲۴جنوری ۹۵ءء کے اپنے خط میں آپ حضور اقدس ﷺ کو ایک مرتبہ کریم اور ایک مرتبہ اکرم، ۱۰جون ۹۵ءء کے خط میں ایک مرتبہ کریم، پانچ مرتبہ اکرم، ۲۷جولائی ۹۵ءء کے خط میں ایک مرتبہ کریم، ایک مرتبہ کرام، ۱۴ستمبر۹۵ءء کے خط میں ایک مرتبہ کرام، ۲۸نومبر۹۵ءء کے خط میں ایک مرتبہ کریم اور زیر بحث ۱۰جنوری ۹۶ءء کے خط میں دو مرتبہ اکرم، ایک مرتبہ کریم خود تحریر فرما رہے ہیں۔ جبکہ اس کے صدفی صد خلاف ۲۷جولائی ۹۵ءء کے خط میں توحید خالص کا بیان یوں فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "ایک مرتبہ ایک بدو نے حضور ﷺ سے مخاطب ہو کر مطلب برآوری کرتے ہوئے کہا، کہ تو بڑا کریم ہے اور تیرا باپ بھی کریم تھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، فضول باتیں نہ کر، بلکہ اپنا کام بتا اور اس کا کام کر دیا"۔---- دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "کفار مکہ کو یہ بات سخت ناگوار گذرتی کہ کوئی بس صرف ایک اللہ کو رب مانے، ان کو یہ وہابیت ایک آن نہ بھاتی کہ بس اللہ ہی اللہ کی رٹ ہو، نہ بزرگوں کے تصرفات نہ آستانوں کی فیض رسانی کا اعتراف، ان کے خیال میں حضور ﷺ عجیب نبی تھے جو صرف ایک اللہ کو عالم الغیب والشھادہ، قادر کریم، صاحب تصرفات اور کلی اختیارات والا مانتے تھے"۔---- لہذا میری درخواست ہے کہ اپنے ہی دست مبارک سے تحریر فرمودہ توحید خالص کے یہ نمونے اور اپنے ہی دست مبارک سے بڑے تسلسل کے ساتھ کئی کئی مرتبہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ کو کریم ہی نہیں بلکہ اکرم قرار دینے کے یہ شرکیہ فعل بار بار ملاحظہ فرمائیں اور انصاف سے کہیں کہ توحید خالص کے خونی اور قاتل صرف بریلی شریف کے امام احمد رضا اور اچھرے کے محمد عمر ہی ہیں یا پاکستان کے شفیق الرحمن شاہین بھی؟۔

ہاتھوں پہ کوئی داغ نہ دامن پہ کوئی چھینٹ

تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "یہی وجہ تھی کہ رسول اکرم ﷺ نے پہلے ہی امت کو خبردار کرتے ہوئے ہدایت فرمائی تھی کہ، پہلی امتوں کی گمراہی سے بچتے ہوئے آنحضرت ﷺ کو جو مرتبہ اللہ پاک نے دیا ہے اس سے زیادہ یا کم نہ کیا جائے"۔----تو آپ کے اس ارشاد گرامی پر میرا تبصرہ یہ ہے کہ بریلی شریف کے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور اکرم ﷺ کو میرے بھائی! نہ کم کرتے ہیں نہ زیادہ، بلکہ یہ لوگ ان کو اتنا ہی مانتے ہیں جتنا قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے، جبکہ اہل حدیث حضرات حضور ﷺ کو ان کے مرتبے سے گھٹاتے بھی ہیں اور بڑھاتے بھی۔ ثبوت درکار ہو تو ملاحظہ فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو محمد، اکبر، شاہد، نذیر، بشیر، وسیلہ، شفیع اور سفارشی بنا کر مبعوث فرمایا ہے، جن کو بریلی شریف کے لوگ تو بے چون وچرا تسلیم کر لیتے ہیں، لیکن کورے اہل حدیث حضرات ان کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ ان کے تسلیم کو

شرک و بدعت بھی قرار دیتے ہیں۔ ایسے ہی میرے بھائی! یہ حقیقت بھی اظہر ہے کہ خدا کے کرم سے بریلی شریف کے لوگ خداوند کریم کی ذات اور صفات کو غیر محدود اور غیر محظوط سمجھتے ہیں، لیکن اہل حدیث ہیں کہ بڑے تسلسل سے دن کے اجالے اور رات کی تاریکی میں اس ناممکن اور محال عقیدے کو تسلیم کر کے بیان کرتے پھر رہے ہیں کہ بریلی شریف کے لوگوں نے حضور ﷺ کو خدا سے بھی آگے بڑھا دیا ہے، جس کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا کہ ان کا خدا محدود بھی ہے اور محظوط بھی۔ تبھی تو یہ حضور ﷺ سے گھٹ گیا ہے، ورنہ اسے گھٹا ہوا یہ تسلیم ہی نہ کرتے، یا اگر میں غلط فہمی کی بنیاد پر یہ باتیں کر رہا ہوں تو میری اصلاح فرمائیے، ممنون ہوں گا۔

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "آپ کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علم حدیث میں بہت کمزور ہیں"۔----- تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ آپ کی یہ قیاس آرائی صدفی صد درست اور صحیح ہے، میں واقعی طور پر علم حدیث سے بالکل کورا اور مبرا ہوں۔ میں نے حدیثیں لاکھوں نہیں تو ہزاروں ضرور پڑھی ہیں، لیکن صرف اپنے طور پر، وہ بھی اردو میں۔ یعنی کسی محدث یا مدرس سے ان کا سبق نہیں لیا ہے، پھر بھی خدا کا شکر ہے کہ خداوند کریم نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو قرآن پاک میں شفیع یا سفارشی یا وسیلہ یا غیب داں یا ناظر یا شاہد ہونے کا جو جو مرتبہ اور فضل و کمال عطا فرما دیا ہے، ان کا منکر اور ان کا کافر (جھٹلانے والا) نہیں ہوں۔ جبکہ آپ افسوس اور صدہزار افسوس کہ علم حدیث میں بزعم خود کامل و اکمل ہونے کے باوجود قادیانیوں کی طرح فضائل رسالت کے ایسے منکر ہیں کہ قرآن سے ثبوت پیش کئے جانے کے باوجود بھی ان پر ایمان لانے کے لئے آمادہ اور تیار نہیں، بلکہ غضب خدا کا کہ ان کے تسلیم کو شرک و بدعت قرار دینے پر بضد اور مصر بھی ہیں۔ یا اگر سمجھتے ہیں کہ میں آپ پر یہ جھوٹے الزام لگا رہا ہوں تو اسی کا اظہار فرما دیجئے، میں اپنے اس دعوے سے توبہ و براءت کر کے رجوع کر لوں گا۔ لیکن اس موقع پر اس بات کا بھی خاص طور سے خیال رہے کہ میرے اس الزام کی صرف تردید ہی نہ فرمائیں بلکہ قرآن پاک کے متن سے ثابت فضائل رسالت کو صدق دل سے قبول بھی فرمالیں، ورنہ تو صرف تردید آپ کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گی۔ اس کے بعد آپ حضرت عمرؓ کے عمرے پر تشریف لے جانے اور حضور ﷺ کے ان سے دعا کی درخواست کرنے کا واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "سبحان اللہ! پیغمبر اسلام اپنے امتی سے دعا کی درخواست کر رہے ہیں"۔----- تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ دیکھئے! میں کتنے تسلسل سے آپ سے درخواستیں کرتا چلا آرہا ہوں کہ اِدھر اُدھر کی بات کرنے کے بجائے میرے سیدھے سادے سوالات کے جواب ارقام فرمائیے۔ لیکن آپ ہیں کہ میری اس عرض کا کوئی خیال نہیں فرما رہے اور اپنی ہی ڈگر پر چلے جا رہے ہیں۔ آپ کو عمرے کے وقت حضرت عمرؓسے حضور ﷺ کے دعا کی درخواست کا واقعہ تو یاد ہے لیکن ایک دشمن رسول کے ننگی تلوار لے کر حضور ﷺ کے قتل کے لئے دار ارقم جانے اور حضور ﷺ کا اسے "فاروق اعظم" بنا دینے کا واقعہ نہیں یاد۔ شب معراج حضرت جبریل ؑ کے مقام سدرہ پر رک جانے اور حضور ﷺ کا ان سے غالباً ھل لک حاجۃ فرمانا نہیں یاد۔ میدان محشر میں ساری مخلوق کا نفسی نفسی میں مبتلا ہونا اور حضور ﷺ کا انا لھا انا لھا فرمانا نہیں یاد۔ حوض کوثر پر ہم مقہوروں کو ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا آب کوثر پلانا، پل صراط پر تشریف فرما ہو کر جہنم میں گرنے سے ہم گنہگاروں کو بچانا اور میزان پر موجود رہ کر ہم مفلسوں کے پلہ ء حسنات کو بارآور فرمانا

نہیں یاد۔ دراصل میرے بھائی! ایک مومن فضائل رسالت اور منکر فضائل رسالت میں وجہ امتیاز یہی نقطہ ہے کہ منکر توراتوں کو جاگ جاگ کر ایسے نکات ڈھونڈنے میں سرگرداں رہتا ہے جن سے ان کی شان رفیع کا اضمحلال وانکار ثابت ہو، جبکہ مومن رات دن ان کے فضائل وکمالات کے اثبات کی تلاش میں مگن رہتا ہے، اور جب بھی اسے ایسی کسی روایت کا علم ہوتا ہے، بے ساختہ سبحان اللہ پکار اٹھتا ہے جبکہ منکر کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ اب یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے کہ کوئی فضائل رسالت کے اثبات پر سبحان اللہ پکارتا ہے کوئی اضمحلال پر۔

اس کے بعد آپ سعودی حکمرانوں سے پہلے کے حکمرانوں کا کچا چٹھا بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "آپ اپنے ہر خط میں شریفی حکومت کی تعریف کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنے موجودہ پڑپوتے شاہ حسین اردنی کی طرح انگریزوں کا پٹھو اور ملت اسلامیہ کا غدار اعظم تھا۔ ذلیل و خوار ہو کر مدینے سے نکالا گیا اور اپنی بیویوں، لونڈیوں اور اشرفیوں کے بھرے ہوئے صندوقوں کے ساتھ قبرص میں جلا وطن کیا گیا اور اس کے انگریز محافظوں نے بحری قذاقوں Pirates کے ساتھ مل کر وہ صندوق بھی لوٹ لیا، کیونکہ سمندری طوفان کا بہانہ کر کے جہاز کو ڈانواں ڈول کر دیا۔ خس کم جہاں پاک"۔-----تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ سعودی حکمرانوں سے پہلے حجاز مقدس پر کیسے ہی لوگ کیوں نہ حاکم رہے ہوں، وہ انگریزوں کے کیسے ہی پٹھو، ملت کے کیسے ہی غدار، اپنی لونڈیوں، بیویوں اور اشرفیوں سے بھرے صندوقوں سمیت انگریز نجدی قذاقوں کے ہاتھ ذلیل و خوار ہو کر کیسے ہی کیوں نہ لٹے ہوں، لیکن ان نالائقوں نے سعودی حکمرانوں کی طرح آثار نبوت، جنت البقیع شریف، جنت المعلیٰ شریف، بیت مولد سرکار نبوت اور قبہ ء خضریٰ شریف کو ہرگز ہرگز کوئی گزند نہیں پہنچائی تھی جبکہ موجودہ سعودی حکمرانوں نے تو اسلام کا بیڑہ ہی غرق کر رکھا ہے کہ اپنے ریالوں اور اشرفیوں کی بے پناہ دولت اور اپنی کرسٹن کیلروں اور پامیلاوں کو بچا کر دنیا کی سب سے قیمتی اور سب سے ممتاز ترین سرزمین مکے اور مدینے ہی کو اسلام کے سب سے بڑے دشمن یہودیوں کے ہاتھوں رہن رکھ دیا ہے۔ بلکہ بیشمار دولت کے مالک ہونے کے باوجود قرآنی حکم کے مطابق اسلامی سرحدوں کو اپنے ہتھیاروں اور گھوڑوں سے محفوظ بنائے رکھنے کے بجائے بشوں اور کلنٹنوں کو اپنا آقا، اپنا مالک، اپنا نافع، اپنا شافع، اپنا دافع اور اپنا رافع بنا رکھا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر ہم مومنین فضائل رسالت کے نزدیک وہ شریفی ہی اچھے بلکہ لاکھ درجے اچھے تھے کہ اسلامی تاریخی اور جغرافیائی آثار کو تو محفوظ رکھا تھا جبکہ آپ کے سعودی حکمرانوں نے تو دونوں ہی دولتوں کا ملیا میٹ کر رکھا ہے۔ تفو بر تو اے لیلیٰ ء نجد تفو۔

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) " سلطان ابن سعود نے حکومت سنبھالنے پر دو وعدے کئے تھے، ایک اسلامی حکومت مبنی بر کتاب و سنت کا قانون اور دوسرا خلافت اسلامی کا احیاء۔ چنانچہ اسلامی اقدامات میں اس نے قبے گرائے اور شرک و بدعات کے اڈوں کا قلع قمع کیا، لیکن بد قسمتی سے خود بادشاہ بن بیٹھا اور اس کو موروثی مملکت میں تبدیل کر دیا"۔-----تو اس کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ بقول شورش کاشمیری کیا آپ کے نزدیک بھی سعودی حکومت کی طرح قرآن و سنت صرف قبے گرانے اور مزارات کے انہدام کا ہی نام ہے؟ ورنہ تو اس کے بعد سب کچھ روا، سعودی حکمراں جو چاہیں کریں؟ سب کچھ جائز، سب کچھ ہضم اور سب کچھ بجا ہے؟ پہلے کے سچے مسلم حکمراں تو میرے بھائی!

ایسے ہمدرد اور باحمیت تھے کہ اپنی ایک ہی بہن کی پکار سن کر بے چین ہوجاتے اور ہزاروں میل دور پہنچ کر ان کی گلو خلاصی کراتے تھے، حالانکہ اس زمانے میں ٹیلی ویژن اور جہاز بھی نہ تھے، جبکہ آج کے آپ کے یہ کتاب و سنت کے حامل سعودی حکمراں ہیں کہ رات دن صبح و شام ٹیلی ویژن پر فلسطین میں، احمدآباد میں،.بوسنیا میں، بمبئی اور سورت میں، اجودھیا اورچرار شریف میں اپنی ہزاروں ماں بہنوں اور بہو بیٹیوں کی عصمت دریوں، اجتماعی آبروریزیوں اور مساجد کا انہدام اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں لیکن ظالموں کے خلاف اف تک نہیں کرتے۔ یا کسی کے شرم وعار دلانے پر کچھ کیا بھی تو یہ کہ چند ہزار چیچنیوں یا چند ہزار بوسنیوں کو یا تو حج شریف کرا دیا یا قرآن شریف کا تحفہ بھیج دیا، باقی اللہ اللہ خیر صلیٰ۔

بلکہ ماتھاپیٹ لینے کو جی چاہتا ہے کہ سعودی عرب کے حاملان کتاب وسنت ان بادشاہوں نے تو میرے بھائی! جہاد شریف سے یکسر آنکھیں بند کر کے سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کے سے مکے مدینے ہی کو یہودیوں کے حوالے کر دیا ہے، بلکہ مزید برآں لندن، پیرس، آسٹریلیا، شکاگو، نیویارک، ٹوکیو، پیکنگ، لاہور، دہلی، بمبئی، ڈھاکہ، کراچی وغیرہ میں اینٹ اور سیمنٹ کی مضبوط و مستحکم اور خوبصورت بلڈنگیں یا مساجد و مدارس اور بے پناہ ریال ان لوگوں کو مہیا کر رہے ہیں جو توحید و سنت کے نام پر مسلمانوں کی اکثریت کو مشرک، بدعتی اور جہنمی قرار دے دے کر ان کے درمیان نفرت و اختلاف کی خلیج کو گہری اتنی گہری اور گہری کرتے رہیں کہ بیت المقدس میں نماز پڑھنے کا مسلمانوں کا خواب کبھی پورا نہ ہو سکے۔ اور یہ سب کچھ وہ صرف اور صرف اس لئے کر رہے ہیں تاکہ سعودی حکومت کے خلاف کوئی مسلمان کھڑا ہو تو امریکہ اور مغرب اور اقوام متحدہ سعودی حکومت کی مدد کر کے اس مسلمان کو ختم کر دیا کریں، اور سعودی حکومت کے پیسے کھانے والے یہ ایجنٹ پھر بھی سعودی عرب کو تبریک و تحسین پیش کرتے رہیں۔ یا اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں یہ سب کچھ بغض و عناد کے سبب لکھ رہا ہوں تو اس قضیئے کو قیامت تک کے لئے موء خر کر دیجئے کہ وہاں خود ہی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ بلکہ یقیناً یقیناً۔

آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "ہم سعودی عرب کے اچھے کاموں کی تعریف اور برے کاموں سے برملا بیزاری کا اظہار کرتے ہیں"۔----- تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہماری اور آپ کی مادری زبان اردو ہے اور جنگ دنیا میں اردوزبان کا سب سے بڑا اخبار ہے، اس حقیقت کے پیش نظر سعودی حکومت کے قیام سے لے کر آج تک کے جنگوں سے اگر آپ دس بلکہ پانچ حوالے ہی ایسے پیش فرما دیں جن میں اہل حدیث علماء نے سعودی حکومت کا نام لے کر اس کی غلطیوں کی برملا مذمت کی ہو یا دنیا بھر میں جتنے اہل حدیث محرر اور مقرر ہیں، دکھا دیں کہ انہوں نے جتنے من بلکہ جتنے ٹن صفحات اور جملے مومنین فضائل رسالت کو مشرک، بدعتی، جہنمی اور دوزخی قرار دینے کے سلسلے میں لکھے اور بولے ہیں، اتنی رتی، اتنے ماشے، اتنے تولے یا اتنے گرام صفحات یا جملے سعودی حکومت کی غلطیوں کی مذمت میں بھی اس کا نام لے کر لکھے اور بولے ہیں تو میں صدق دل سے آپ کے اس دعوے کو صحیح تسلیم کر لوں گا۔ ورنہ گر یہ نہیں تو بابا پھر سب کہانیاں ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ آج کل چند مہینوں سے آپ حضرات سعودی عرب کا نام لئے بغیر تمام مسلم حکمرانوں کی مذمت میں ضرور بولنے لگے ہیں لیکن نام لے کر شاید ہی سعودی عرب کی مذمت میں کچھ بولے ہوں گے۔

اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) " آپ شریفی بدمعاش حکمرانوں کی طرح فسادی ڈکٹیٹروں کی حمایت کرتے ہیں جو کہ اگر چہ ملحد، زندیق اور امریکی پٹھو اور غاصب ہے۔ لیکن چونکہ وہ زود اعتقادوں کو فریب دینے کے لئے گیارہویں شریف کا ختم دلاتا ہے، اس لئے آپ اس کی تعریف کے گن گاتے ہیں"۔----- تو آپ کے اس خیال شریف کے جواب میں پہلی عرض تو یہ ہے کہ خواہ آپ یقین کریں یا نہ کریں، مجھے مطلق علم نہیں کہ صدام حسین گیارہویں شریف کراتا ہے یا نہیں؟ لیکن چونکہ ۱۰جون ۹۵ءء کو بھی آپ نے مجھے یہی بات لکھی تھی اس لئے اس کے جواب میں ۱۶جولائی ۹۵ءء کو میں نے آپ کو لکھا تھا کہ "میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھ سے بھی چھپی ہوئی میرے دل کی اس حقیقت سے مجھے آگاہ فرما دیا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، کاش مجھے بھی دلوں کی کیفیات جاننے کی قابلیت وصلاحیت حاصل ہو جاتی" ۔ تو دراصل یہ آپ کے عقیدے پر میرا ایک خوبصورت طنز تھا جسے آپ شاید سمجھ نہ سکے یا اگر سمجھے ہوں تو پھر دوبارہ یہی بات لکھ کر گویا یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہاں ہاں! واقعی مجھے دل کی کیفیت معلوم کر لینے کی یہ "الوہی صفت" حاصل ہے۔ یا اگر آپ کی عبارت پر میری یہ گرفت بغض وعناد پر مبنی ہے تو ثابت فرمائیں کہ آپ کو کیسے پتہ چل گیا کہ میں صدام حسین کی حمایت اس لئے کرتا ہوں کہ وہ گیارہویں شریف کرتا ہے؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مجھے آپ کے علاوہ اس بات کا آج تک کسی اور ذریعے سے مطلق کوئی علم نہیں حاصل ہو سکا ہے۔ اس کے بعد عرض ہے کہ میرے بھائی! صدام حسین کو آپ غاصب، مرتد، ملحد، زندیق، امریکی پٹھو یا جو چاہیں کہیں اور لکھیں لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ اظہر ہے کہ امریکہ اور اس کی لونڈی اقوام متحدہ کے ہاتھوں ناقابل برداشت ہزیمت اٹھا لینے کے باوجود بھی یہ آج تک امریکی رشدی کے سامنے خم ٹھونک کر کھڑا ہے اور مطلق نہیں گھبرا رہا، اس لئے ؂

سنئے! کہ اب جہاں میں ہے اس کا فسانہ کیا کہتی ہے اس کو خلق خدا غائبانہ کیا

تواریخ روزنامہ جنگ لندن کی ہیں۔ برطانیہ کی لوہے کی عورت مارگریٹ تھیچر نے پاکستان میں جاکر کہا "ایران، عراق اور لیبیا بدقماش ممالک ہیں کہ مہلک ہتھیار تیار کر رہے ہیں" (26-3-96)۔ سرونسٹن چرچل کی مشہور زمانہ تقریر کے سلسلے میں لندن میں منعقدہ تقریب میں دوسری بار تھیچر بیرونیس بولیں "سویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد مغربی ممالک کو ایٹمی اسلحے میں تیزی سے اضافے کے باعث عصر حاضر کا سب سے بڑا خطرہ لاحق ہے دہشت گردوں کے ہاتھ آئے ہوئے ان ہتھیاروں کو اگر امریکہ چھین نہیں سکتا تو یہ اور اس کے اتحادی ممالک کم ازکم اتنا تو کریں کہ صداموں اور قذافیوں کے لئے (خمینیوں کو بھول گئیں) ان ہتھیاروں کے حصول کا راستہ تو بند کرا دیں" (12-3-96)۔ امریکی صدر کلنٹن نے کہا "ہم ہر اچھے اور برے موقع پر اسرائیل کی مدد کرتے رہیں گے، لہذا ایران اور لیبیا (عراق کو بھول گیا) کمینی حرکات سے باز آجائیں" (8-3-96)۔ اقوام متحدہ کے ہتھیاروں کے معائنہ کار رولف ایکوئس نے کہا "بے انتہا پابندیوں کے عذاب کے باوجود عراق اربوں ڈالر کے تیل کے فروخت سے محروم رہنے کے لئے تو تیار ہے لیکن ان سولہ میزائلوں کے معائنے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہیں جو کیمیاوی اور حیاتیاتی مواد سے لیس ہیں" (22-3-96)۔ جبکہ اس کے برعکس کنگ فہد کی تصویر بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔ مسلمانوں کے ساتھ ہر مسئلے میں اقوام متحدہ کی سراسر ناانصافیوں

کے باوجود مشورہ دیتے ہیں کہ "صدام حسین عراقی عوام کی مشکلات کے خاتمے کے لئے اقوام متحدہ کی منظور شدہ تمام تجاویر کو عمل میں لے آئیں، ہٹ دھرمی اچھی نہیں" (6-3-96)۔

"شرم الشیخ کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ دہشت گردوں (مسلمانوں؟) کو ہر قسم کی امداد سے محروم کر دیا جائے" (15-3-96)۔ شرم الشیخ کانفرنس میں کویت نے اعلان کیا کہ "ہم فلسطینیوں کی امداد جاری تو رکھیں گے لیکن اب سیاسی رہنماء وں کے ہاتھ میں دینے کی بجائے بینکوں کو دیں گے تاکہ یہ صرف سماجی کاموں، سکولوں اور ہسپتالوں میں صرف کی جا سکے" (14-3-96)۔ صہیب مرغوب نے لکھا کہ "سعودی عرب کویت اور متحدہ عرب امارات سے دینی جماعتوں کو کروڑوں ڈالر کی جو امداد ملتی تھی انور سادات کی فہائش پر ان ممالک نے اب بند کر دی ہے" (27-11-95)۔ امام مسجد الحرام عبد الرحمن السدیس نے کہا کہ "سعودی عرب کی حکومت مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے عمل کی زبردست حامی ہے، اس لئے وہ اس سلسلے میں اقتصادی تعاون کر رہی ہے" (25-3-96)۔ الجزائر کے سابق صدر بن بیلا نے انٹرنیشنل ڈے آف ایکشن کے موقع پر لندن میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "سعودی عرب اور کویت نے عراق پر پابندیاں لگوا رکھی ہیں تاکہ عراق کے حصے کا تیل خود فروخت کر سکیں۔ ان دونوں ممالک کو خوف ہے کہ عراق سے پابندیاں ہٹالی گئیں تو ہم تباہ ہو جائیں گے"۔ پھر اسی کانفرنس میں برطانوی ممبر پارلیمنٹ ٹونی بین نے کہا کہ "عراق میں پابندیوں کے سبب اس قدر لوگ مر رہے ہیں جتنے ہیروشیما میں ایٹم بم سے بھی نہیں مرے تھے" (19-1-96)۔ شاہ فہد نے بیان دیا کہ "عراق نے سارا پیسہ ہتھیار خریدنے میں خرچ کر ڈالا ہے" (2-3-91)۔

تو نمونے کے طور پر یہ چند حوالجات ملاحظہ فرما لینے کے بعد میرے بھائی! خلوص دل سے خود فیصلہ فرمائیں کہ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد و تقویت کے لئے اور یہود و نصاریٰ کے شر و فساد سے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے قرآنی حکم لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء---اور---واعدوالھم مااستطعتم من قوۃ---وغیرہ وغیرہ پر زندیق، ملحد، مرتد، غاصب اور انگریزوں کا پٹھو صدام حسین غدار مکار عمل پیرا ہے یا پاسبان حرم، خادم الحرمین الشریفین اور جلالۃ الملک کنگ فہد؟ بلکہ ساتھ ہی یہ بھی غور فرمائیں کہ ۱۹۴۷ء کے بعد آزادی کی نعمت حاصل کرنے والے آج کے بیشتر ایشیائی ممالک چین، کوریا، انڈونیشیا، ملائیشیا، سنگاپور، جاپان، تائیوان اور پاکستان وغیرہ تو سخت غربت کے باوجود مختصر سے عرصے میں ہی اپنے پاوں پر کھڑے ہوکر مغرب اور امریکہ کو بھی مات دے رہے ہیں، جبکہ غالباً ۱۹۲۰ء سے حجاز مقدس کے سیاہ و سفید کے مالک بننے اور قدرت کی فیاضی سے سیال سونے کی بے پناہ دولت سے مالا مال ہونے کے باوجود بھی سعودی بادشاہ اور کویتی صباح مغرب اور امریکہ کے دریوزہ گر اور فقیر ہی کیوں ہیں؟ تو کیا قرآن وسنت کی تعلیم یہی ہے کہ کفار و مشرکین، مومنین و مومنات پر ظلم و ستم کے خواہ کیسے ہی پہاڑ کیوں نہ توڑیں اور یہود و نصاری اسلامی ماں بہنوں اور بہو بیٹیوں کی خواہ کیسی ہی عصمت دریاں اور آبروریزیاں کیوں نہ کریں، بادشاہ فہد اور کویتی صباح ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں؟ یا صرف اور صرف قبوں اور قبرستانوں کو بل ڈوز کرتے رہیں؟ یا یہ کہ پاکستان کے ایک مخصوص پرندے "تلیر" کی قیمت پانچ روپۓ سے تین چار سو روپۓ تک پہنچا کر ساٹھ برس کی عمر کے ہوجانے کے باوجود چودہ چودہ برس کی کم عمر لڑکیوں سے شادیاں رچاتے پھریں؟ تو میرے بھائی! آپ کے

قلم سے قرآن وسنت کے حامل قرار دیئے گئے سعودی اور کویتی حکومتوں سے متعلق یہ سارے کے سارے حقائق کیا اپنے اور غیر سبھی اپنے ماتھے کی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے ؟ یا پھر میں سعودی عرب سے بغض وعناد اور کدورت کے سبب یہ سب کچھ لکھ رہا ہوں ؟

اس کے بعد ایک حدیث پاک بیان کرتے ہوئے آپ رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "اس آسمان کے نیچے بدترین مخلوق وہ علماء ہیں جو بادشاہوں (حکمرانوں) کے درباروں سے وابستہ ہوتے ہیں"۔----- تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ آپ کی اس تحریر کے مطابق کیا واقعی طور پر دنیا کا یہی قاعدہ اور اصول ہے ؟ کہ کوئی حکمراں یا بادشاہ اگر گیارہویں شریف یا کوئی اور کام کرے تو گیارہویں شریف یا وہی کام کرنے والا اس بادشاہ اور اس حکمراں سے وابستہ ہوکر حدیث پاک کے مطابق اس آسمان کے نیچے بدترین مخلوق بن جاتا ہے خواہ اس کے ساتھ اس کا کسی قسم کا بھی کوئی میل ملاپ اور رشتہ ناطہ نہ ہو۔ اگر ہاں تو پھر میرے بھائی! وجہ بیان فرمائیے کہ صدام حسین بھی کوئی نہ کوئی کانفرنس ضرور کرتا ہے اور آپ بھی کانفرنسیں کرتے رہتے ہیں، پھر اس اشتراک کے سبب آپ بدترین مخلوق کیوں نہیں بن جاتے ؟ وجہ بیان فرمائیے۔ یا کنگ فہد بھی "یا رسول اللہ" کا نعرہ لگانے، ان کو شفیع، وسیلہ، غیب کا عالم اور شاہد سمجھنے کو شرک سمجھتے اور جالی شریف کو ہاتھ لگا کر چومنے والوں کو شرک صریح واللہ یا حاجی ھذا شرک صریح سناتے ہیں اور آپ بھی یہی کچھ کرتے ہیں، لہذا واضح کیجئے کہ شاہ فہد سے اس اشتراک اور درج بالا اصول اور قاعدے کے باوجود آپ خوش ترین مخلوق ہی کیوں بنے رہتے ہیں ؟ وجہ بیان فرمائیے کہ آپ بھی میری طرح بدترین مخلوق کیوں نہیں بن جاتے ؟ گیارہویں شریف کرنے کے سبب صدام حسین سے وابستہ کرکے مجھے روئے زمین کی بدترین مخلوق ہونے کا تمغہ عطا فرمانے والے اے میرے بھائی ! آپ کا ہزاروں ہزار شکریہ کہ میرا حدود اربعہ بیان کرکے آپ نے مجھے اپنی اوقات یاد کرادی ہے، مولیٰ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر اور مجھے ہر قسم کے عجب و فخر و غرور اور تکبر و گھمنڈ کے خول سے باہر نکلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

لیکن بار خاطر نہ ہو تو مختصراً میری سرگذشت حیات بھی سنتے چلیے۔ بچپن مالیگاوں میں گذرا، بارہ تیرہ برس کی عمر میں والدین کے ہمراہ گجرات کے ضلع بھروچ منتقل ہوگیا، مسلمانوں کے مشہور گاوں تھام، ولن، کولونہ اور پیپلیا میں دس بارہ سال مساجد کی خدمات میں گذارنے کے بعد بڑودہ ضلع کے مشہور و معروف سنی قصبے پادرہ کی مسجد سے منسلک ہوا۔ پھر احمد آباد شریف میں چار پانچ سال گذار کر یکم جنوری ۱۹۷۲ء کو برطانیہ آگیا۔ نو برس ڈڈلی مسجد سے متعلق رہا اور اب پندرہ برس سے اولڈبری مسجد میں متعین ہوں، الحمد للہ کہ آج تک کسی بادشاہ یا کسی حکمراں سے اپنی کم مائیگی کے سبب کوئی رابطہ کسی قسم کا بھی قائم نہیں کر سکا ہوں، خصوصاً اپنی معلومات کے مطابق تنخواہ یا کسی اور قسم کا معاوضہ یا صلہ تو ان سے یقینا یقینا نہیں لیا ہے۔ ۱۹۷۷ء میں البتہ جب ڈڈلی مسجد کے لئے وہ مکان خریدا گیا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کے وائسرائے لارڈ کلایو یہاں پیدا ہوئے تھے، تو رقم کی فراہمی کے سلسلے میں مدرسے کے وقت دو پاکستانی علماء تشریف لائے تھے جنھوں نے کمیٹی کے ساتھ گفتگو کرکے کہا تھا کہ ہم پہلی قسط میں اٹھارہ ہزار پاء ونڈ اس شرط پر آپ کو دے سکتے ہیں کہ مسجد کا امام یا ٹرسٹی یا خطیب سعودی حکومت کی پسند کا ہوگا۔ تو کمیٹی کے افراد جو شرک و بدعت کی ابحاث سے ناواقف تھے، اس شرط کے قبول پر رضا مند تھے، لیکن میرے سمجھانے پر کہ یہ سودا ہمارے لئے مفید

نہ ہوگا، بات آگے چلنے سے رک گئی۔ یعنی اس موقع پر بھی مولیٰ تعالیٰ نے بادشاہ سے تعلق قائم کرنے سے مجھے محفوظ رکھا، الحمد للہ۔

تو میرے حالات زندگی معلوم کر لینے کے بعد اب ذرا اپنا اور اپنی جماعت کا اعمال نامہ بھی دیکھتے چلئے۔ واقعہ یہ ہے کہ خلیجی جنگ سے پہلے خصوصاً بر صغیر کے مسلمانوں کا مسلکی اعتبار سے حال یہ تھا کہ عام مسلمانوں کو "مشرک اور بدعتی" قرار دینے والے تمام کے تمام علماء اور ان کے مصدقین نہایت ہی شدت سے بے دریغ ٹکا، روپیہ، پیسہ، ریال اور پاء ونڈ تبلیغی اجتماعات، مدارس و مساجد کے قیام، بستی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والی تبلیغی جماعت اور اخبار و صحائف و کتب پر خرچ کر رہے تھے۔ چلت پھرت اور گشت و تعلیم کی وہ گہما گہمی تھی کہ کان پڑی آواز بھی سنائی نہ دیتی تھی۔ خصوصاً ساٹھ اور ستر کی دہائی میں تو یہ بات ہر کہہ ومہ کے منہ پر تھی کیونکہ یہ نظر بھی آرہی تھی کہ دین کی خدمت اور دین کا صحیح درد رکھنے والی یہ ایک ہی جماعت اور اس کے مصدقین ہیں، جو اپنا کھاتے، اپنا پیتے اور دین کی خدمت اور تبلیغ و اشاعت کے لئے نگر نگر اور ڈگر ڈگر دھوپ چھاوں اور نرمی گرمی کا احساس کئے بغیر اپنے خرچ پر پہنچ رہے ہیں، ورنہ تو سارے مشائخ، سارے علماء اور سارے پیر صرف اور صرف پیٹ بھرو اور جیب بھرو ہی ہیں۔ واضح ہو کہ علمائے کرام اور مشائخ عظام کو پیٹ بھرو اور جیب بھرو قرار دینے کی اس تحریک میں کاٹھیاواڑ کے ایک شریف کے لڑکے محمد پالن صاحب حقانی کا بہت بڑا حصہ ہے۔ یہ کم پڑھے لکھے ہونے کے باوجود بے پناہ قوت یادداشت کے مالک اور سریلی آواز کے بہت اچھے قوال اور نقال بھی ہیں۔ تبلیغی جماعت کے لوگوں نے تھوڑی سی محنت کے بعد ان کو اپنا بنا لیا، پھر کیا تھا؟ وہ شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ ان کو اپنے خرچ پر لے کر پہنچنے لگے، جہاں لاکھوں کے مجمعوں میں وہ لہک لہک اور چہک چہک کر نعت پاک خصوصاً۔

جنت قسم خدا کی لٹی جا رہی ہے آج پڑھ لو درود مومنو پھر کیا کمی ہے آج

کے علاوہ قرآن پاک اور احادیث پاک کے متون کی پارہ نمبر، سورت نمبر، صفحہ نمبر، سطر نمبر اور دیگر تفصیلات کے ساتھ ایسی تلاوت کرتے کہ مجمع دنگ رہ جاتا۔ مردوں سے زیادہ عورتیں ان کو سننے کے لئے آنے لگیں۔ بڑے بڑے شیوخ القرآن والاحادیث ان کے پیچھے دست بستہ چلنے کو اپنے لئے وجہ افتخار سمجھتے۔ محمد پالن صاحب حقانی اپنی تقاریر بلکہ موٹی تازی تحریر "شریعت یا جہالت" میں بھی جہاں عام مسلمانوں کو مشرک، بدعتی، جہنمی اور دوزخی قرار دیتے، وہیں حضرات علمائے کرام اور مشائخ عظام کو "پیٹ بھرو اور جیب بھرو" بھی ضرور کہتے، جس پر سٹیج پر موجود درجنوں بلکہ سیکڑوں علماء تحسین و تبریک کی زبردست صدائیں بلند کرتے۔ تو ساٹھ ستر اور اسی کی دہائیاں وہ دہائیاں ہیں جن میں میرے خیال سے عام مسلمان اتنی تیزی اور اتنی کثرت سے "منکر فضائل رسالت" اور آپ کے خیال کے مطابق "موحد خالص" بنائے گئے جتنے شاہ اسمٰعیل دہلوی اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کے زمانے میں بھی شاید ہی بنائے جا سکے ہوں گے، اور یہ سب کچھ اس مفروضے اور پروپیگنڈے کے زور پر ہو سکا تھا کہ عام علمائے کرام اور مشائخ عظام صرف اور صرف جیب بھرو اور پیٹ بھرو ہیں، جبکہ اسلام کے سچے اور مخلص خادم تبلیغی جماعت کے افراد اور وہ لوگ ہیں جو شرک و بدعات سے روک کر مسلمانوں کو توحید خالص کی دعوت دیتے ہوئے در بہ در پہنچ رہے ہیں اور اپنا تن من دھن سب کچھ اسلام کی تبلیغ کے لئے خرچ کر رہے ہیں۔ تو مسلمانوں کے دن اور رات اسی طرح گذر رہے تھے کہ عراق اور کویت کا جھگڑا عالم وجود میں آگیا، جس کے نتیجے

میں سعودی عرب نے اپنی حکومت اور اپنے تخت وتاج کے تحفظ کے لئے کسی مسلمان کو یا اپنے عقیدے کے مطابق "اللہ" کو مدد کے لئے "پکارنے" کی بجائے مسلمانوں کے سخت ترین اور دیرینہ دشمنوں یہودیوں اور نصرانیوں کو پکارنا شروع کر دیا کہ ۔

دوڑو دوڑو! بھیڑیئے نے آلیا جالیا میری ساری بکریوں کو پالیا کھالیا

اب سعودی عرب کی پکار پر یہودیوں اور نصرانیوں کے حجاز مقدس پہنچنے کی دیر تھی کہ ساری دنیا کے مسلمانوں میں اس کے خلاف غم وغصے کی آگ بھڑک اٹھی ۔ ہر جگہ مسلمانوں نے زبردست مظاہرے کئے اور سعودی عرب سے اتنی سخت نفرت کا اظہار کیا کہ ان دنوں پیدا ہونے والے بچوں کے نام انہوں نے "صدام حسین" رکھنے شروع کر دیئے ۔ لہذا سعودی عرب کا دماغ ٹھکانے آنے لگا، اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس نے اپنے خفیہ وابستگان کو آواز دی کہ میری حمایت میں اب تو کچھ بولو! چنانچہ ہر ملک اور ہر شہر کی ہر اس مسجد، ہر اس بلڈنگ اور ہر اس مرکز سے آواز بلند ہوئی جن کو سعودی عرب خفیہ طور پر لکھے پڑھے بغیر کھربوں ارب ڈالر، ریال اور روپے اس لئے دیتا تھا کہ مسلمانوں کو "بدعتی اور مشرک" قرار دے کر لڑاؤ تاکہ امریکہ اور مغرب کی مراد پوری ہو، اور وہ میرے تخت وتاج کے محافظ بنے رہیں ۔ چنانچہ ان لوگوں نے پوری طاقت اور پوری قوت سے زندگی میں پہلی مرتبہ" اس سچ اور اس صدق" کا اقرار کیا کہ سعودی عرب اسلام کی تبلیغ کے لئے کروڑوں کروڑ روپے، ریال اور ڈالر ہمیں دیتا ہے، لہذا مسلمان اس کی مخالفت نہ کریں ۔ یا اگر میرا یہ بیان سعودی عرب سے کسی بغض وعداوت کے سبب جھوٹا اور غلط الزام ہے تو آپ ہی بتائیں کہ عام مسلمان اکثریت کو کوئی مسجد یا درسگاہ یا تبلیغی مرکز بنانا ہو تو کیوں؟ انہیں تو در بہ در گھوم کر بڑی مشکلوں کے بعد کامیابی نصیب ہوتی ہے جبکہ سعودی عرب کا کلمہ پڑھنے والے منکرین فضائل رسالت یعنی مسلمانوں کی اکثریت کو مشرک وبدعتی قرار دینے والوں کے یہاں آناً فاناً سب کچھ ہوجاتا ہے "الہ دین کے جادوئی چراغ" کی طرح، حالانکہ ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہوتی ۔ پھر انہیں چندے کی صعوبتیں برداشت کرتے بھی کم ہی دیکھا جاتا ہے، لیکن مساجد، مدارس اور تبلیغی ادارے جگہ جگہ ان کے پاس موجود ہیں بلکہ مسلمانوں کی اکثریت والے اداروں سے بہت بہتر، بہت مضبوط اور خوبصورت شکل وصورت میں موجود ہیں، جس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہے کہ حضرات علمائے کرام اور مشائخ عظام کو "پیٹ بھرو اور جیب بھرو" اور اپنے آپ کو "بگلا بھگت" یا اپنا کھانے، اپنا پینے اور اپنا خرچ کرنے والے بتانے والے یہ "بھروپئے" خفیہ طور پر سعودی بادشاہ کے دربار سے بے پناہ دولت حاصل کر کے مسلمانوں کو منکر فضائل رسالت بناتے رہے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے تقدس اور ان کی "بگلا بھگتی" کا وہ جادو اب عام لوگوں کے اذہان سے اتر چکا ہے جو خلیجی جنگ سے پہلے موجود تھا اور اسی لئے ان لوگوں نے بھی اب اپنے آپ کو اپنا کھانے، اپنا پینے اور اپنا خرچ کرنے والے بتانا اور حضرات علمائے کرام ومشائخ عظام کو "جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی" کہنا بھی کم کر دیا ہے ۔

تو محمد میاں کو صرف گیارہویں شریف کرنے کے سبب صدام حسین سے نسبت رکھنے والا قرار دے کر آسمان کے نیچے کی بدترین مخلوق قرار دینے والے میرے بھائی! سعودی بادشاہ کنگ فہد سے کروڑوں کروڑ ٹکے، پاء ونڈ اور روپئے پیسے آپ یا آپ کی جماعت کا کوئی چھوٹا بڑا یا پتلا

دبلا کیا آپ یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ نہیں لیتا؟ یا ان کا سعودی بادشاہ کنگ فہد سے گیارہویں شریف کی قسم کا بھی کوئی تعلق اور کوئی نسبت نہیں ہے۔ ۱۹۹۳ء میں ارشاد احمد صاحب حقانی نے حج کی ادائیگی کے بعد جو روداد لکھی تھی اس میں بیان کیا تھا کہ (مفہوم) "گذشتہ پچیس برس میں سعودی عرب نے ۸۷ بلین پاء ونڈ تبلیغی اور رفاہی کاموں کے نام پر مسلم دنیا کو دیئے ہیں اور آج بھی یہ اپنی کل آمدنی کا پانچ فی صد ہر سال انہیں ناموں سے مسلمانوں کو دے رہا ہے، لیکن اس کا اصل مقصد عالم اسلام میں غیر نمائندہ حکومتوں کا دوام واستقرار ہے" (جنگ لندن 21-6-93)۔ لہذا انصاف سے کہیں کہ اس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہوا؟ کہ سعودی عرب پوری کوشش کر رہا ہے کہ دنیا میں صحیح اسلامی حکومت کہیں بھی قائم نہ ہونے پائے، جس کے لئے وہ کروڑوں لاکھ روپئے، پاء ونڈ اور ریال اپنے ہم عقیدہ لوگوں کو دے رہا ہے تاکہ وہ ہر جائز اور ناجائز موقع پر اس کی حمایت کرنے پر مجبور رہیں۔ تو ان حقائق کی روشنی میں ایمان سے کہئے کہ آپ حضرات بھی یقینا شاہ فہد سے نسبت رکھنے کے سبب آسمان کے نیچے کی سب سے بدترین مخلوق بن گئے یا نہیں؟ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "صدام حسین نے پہلے ایران کے اوپر حملہ کیا اور آٹھ سال تک اپنا بیڑہ غرق کیا اور کردوں اور ایرانی مسلم بھائیوں کے خلاف زہریلی گیس تک استعمال کی، پھر کویت کو ہڑپ کرنے کی کوشش کی، اس طرح امت مسلمہ کو عذاب میں مبتلا کیا، وہاں ظلم وجبر اور خون خرابہ اس حد تک ہے کہ خود اس کی اولاد محفوظ نہیں۔ امریکہ نے اس کے متعلق کیا خوب کہا ہے کہ وہ ہمارا بچہ جمورا ہے ...."۔

تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ میرے بھائی! قیامت کا دن بہت قریب ہے، اس دن چمکتے سورج کی طرح ہم اور آپ دیکھیں گے کہ صدام نے ایران پر خود حملہ کیا تھا یا سعودی عرب کی مدد اور اکساہٹ کے بعد وہ حملہ آور ہوا تھا؟ ویسے اس حقیقت سے تو آپ بھی انکار نہ کریں گے کہ سعودی بادشاہوں کو اپنی بادشاہت کا تحفظ بہر حال اور بہر صورت عزیز ہے، خواہ یہود ونصاریٰ کو جزیرہ ء عرب میں بلا کر ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس حقیقت کو بھی آپ مانیں گے کہ خمینی نے دو یا تین ہزار سالہ مضبوط و مستحکم صفوی بادشاہت کو دیکھتے ہی دیکھتے تہ و بالا کر ڈالا تھا۔ اس لئے عام خیال ہے کہ تخت وتاج کے خواہاں سعودی بادشاہوں نے اپنی بادشاہت کے تحفظ کے لئے صدام حسین کو ورغلایا اور قدرت کی بخشی ہوئی بے پناہ دولت کو صدام کے چرنوں میں رکھ کر اسے خمینی سے لڑایا تاکہ سعودی حکومت پر آنچ نہ آنے پائے۔ آپ میرے اس الزام کی صداقت کے ثبوت مہیا کرنے کا مجھ سے مطالبہ کریں تو میں 17-1-91 اور 25-6-91 کے جنگ لندن کے حوالے پیش کروں گا، جن میں صاف صاف لفظوں میں شاہ فہد نے کہا ہے کہ (مفہوم)" خلیجی جنگ سے پہلے ہم نے عراق کی پچیس ارب ڈالر کی امداد کی تھی، جس کا بدلہ وہ کویت چھین کر ہمیں دے رہا ہے۔---" لہذا عراق ایران جنگ کے عذاب کو مسلم دنیا پر مسلط کرنے کے جرم میں صدام حسین کی بجائے آپ بھی عام لوگوں کی طرح سعودی عربیہ کے کنگ فہد کو کوسیں تو صحیح انصاف ہوگا، ورنہ قیامت کے دن سخت مواخذے سے دوچار ہونا پڑ جائے گا۔

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) " اس طرح کا ایک پٹھو یاسر عرفات ہے۔ ۲۵ دسمبر کرسمس کے موقع پر وہ ایک چرچ میں بیت اللحم گیا اور میلاد عیسیٰ منائی اور موم بتیاں جلائیں اور دیگر مشرکانہ ومبتدعانہ رسومات ادا کیں، تو وہاں کے یونانی آرتھوڈکس (بریلوی مسلک) پادری

نے خوشامداً یاسر عرفات کی توقیر کرتے ہوئے اس کو حضرت عمر ص کے مثل قرار دے دیا"۔----تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ آپ کو عید میلاد عیسیٰ ں اور عید میلاد النبی ﷺ منانے پر چونکہ سخت اعتراض ہے بلکہ اسے آپ جہنمی، دوزخی، مشرکانہ اور مبتدعانہ کام بھی قرار دیتے ہیں، اس لئے آپ سے استصواب ہے خدا کے لئے اپنے ضمیر کا فیصلہ صادر فرمائیں کہ حضور انور ﷺ اور حضرت عیسیٰ ں بھی غیراللہ اور اللہ کی مخلوق ہیں، اور مملکت سعودی عربیہ بھی غیراللہ اور اللہ کی مخلوق ہے، لیکن اس کے باوجود میلاد نبوی اور میلاد عیسوی کی عیدیں کیوں بدعت، کیوں شرک، کیوں جہنمی اور کیوں دوزخی کام؟ اور میلاد مملکت سعودی عربیہ کی عید کیوں جائز، کیوں روا، کیوں جنتی، کیوں اسلامی اور کیوں فردوسی کام؟ کیا آپ اپنے ضمیر کا فیصلہ اس لئے نہیں ہی دیں گے کہ ۔

جہاں قدم بہ قدم سائلوں کی کثرت ہو وہاں فقیر کی آواز کون سنتا ہے

میاں ضمیر علی کا یہ تجزیہ ہے کہ اب میاں ضمیر کی آواز کون سنتا ہے

یا پھر انکار ہی کر دیجئے کہ ہم عید میلاد مملکت عربیہ نہیں مناتے، ہرگز نہیں مناتے، کبھی نہیں مناتے۔ کیونکہ ہم تو اسے بھی شرک وبدعت اور جہنمی و دوزخی کام سمجھتے ہیں، میں اپنا یہ سوال واپس لے لوں گا۔ آپ نے اپنے درج بالا بیان میں اس بات پر بھی افسوس اور دکھ کا اظہار کیا ہے کہ بیت اللحم کے "بریلویوں" نے یاسر عرفات کو حضرت عمر ص کی مثل قرار دے دیا ہے۔ تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ بریلویوں کی یہ بات تو واقعی بہت بڑا ظلم، بہت بڑا اندھیر اور بہت بڑا غضب ہے، اس لئے کہ مسلمانوں کی نظر میں حضور انور ﷺ کا مرتبہ اتنا عظیم، اتنا رفیع اور اتنا مہتم بالشان ہے کہ دنیا کا بڑے سے بڑا متقی اور پرہیزگار غیر صحابی مسلمان بھی حضور انور ﷺ کے چہرہء جاں بخش کو صرف چند لمحے دیکھ کر بغیر کوئی نماز پڑھے، بغیر کوئی روزہ رکھے، بغیر کوئی حج کئے اور بغیر کوئی زکوٰۃ دیئے شہید ہو جانے والے مومن فضائل رسالت حضرت اصیرم ص کے مثل بھی نہیں بن سکتا، چہ جائے کہ بیت اللحم کے بریلوی یاسر عرفات کو دوسرے نمبر کے صحابی حضرت عمر ص کے مثل قرار دے دیں۔ لیکن میرے بھائی! اس کے ساتھ ہی آپ نے ان غیر بریلوی نجدیوں سے کیوں آنکھ موند رکھی ہے یا ان غیر بریلویوں کو بھی آپ کیوں نہیں کوس رہے جو بھارت کے وزیر اعظم جواہر لال نہرو کو سعودی عربیہ کے دورے پر غالباً ۱۹۵۶ء میں "مرحبا مرحبا یا رسول السلام یا مرحبا نہرو رسول السلام" کے نعرے بلند کر کے خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ یعنی حضرت عمر ص کے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا مثل ایک ہندو اور ایک بدعتی کو قرار دے رہے بلکہ اسے رسول تک کہہ رہے تھے۔ بلکہ اگر بار خاطر نہ ہو تو ۔

آپ خود اپنی عنایت پہ نظر فرمائیں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

کہ میرے نام لکھے گئے ۱۴ ستمبر ۱۹۹۵ء کے اپنے خط میں سیدنا فاروق اعظم ص کے بھی آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے برابر اور مثل "آپ بھی خود اپنے آپ کو" بہت زور دے کر قرار دے رہے ہیں یہ لکھ کر کہ "اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں کہا ہے کہ یہ مثل کم ہیں، من ھم

ہیں"۔----- لہذا انصاف سے کہیں کہ اگر یاسر عرفات کو فاروق اعظم ص کے مثل قرار دینے والے بیت اللحم کے "بریلوی" بہت بڑے مجرم، بہت بڑے غدار اور بہت بڑے مکار ہیں، تو فاروق اعظم ص کے بھی آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے "مثل" خود اپنے آپ کو قرار دینے والے شفیق الرحمن صاحب شاہین اور ان کے ہم عقیدہ نجدی کیوں ان بریلویوں سے بھی بڑے غدار، مکار اور مجرم نہیں؟ آخر اس کی کچھ تو وجہ بیان فرمائیں اور کوئی تو توجیہ پیش کریں۔ ایسی توجیہ کہ ۔

یوں پیروی ء شیوہ ء اسلاف نظر آئے کردار نہ گفتار میں اتلاف نظر آئے

باطل ہے کدھر حق ہے کدھر صاف نظر آئے انصاف ہو اس طرح کہ انصاف نظر آئے

یعنی واضح فرمائیں کہ یاسر عرفات یا کسی اور کو سیدنا فاروق اعظم ص کے مثل قرار دینے والے بریلوی اگر برے اور نالائق ہیں تو سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے مثل ہونے کا دعویٰ کرنے والے نجدی کیوں برے اور کیوں نالائق نہیں؟ یاسر عرفات اور صدام حسین کو غدار، مکار، ملحد، زندیق اور مرتد قرار دینے والے میرے بھائی! کیا آپ اپنے ممدوحین سعودی بادشاہوں کے کارنامے بھی ملاحظہ فرمانا گوارہ کریں گے؟ سنئے تو! جنگ لندن ان کے بارے میں کیسے کیسے انکشاف کر رہا ہے؟ "سعودی یونائٹڈ بینک کے سربراہ ارب پتی شہزادے الولیدبن طلال پاپ سنگر مائیکل جیکسن کے ساتھ پیرس میں تفریحی میلے کا افتتاح کریں گے۔ میلے میں سینما، فلمیں، گانے، کارٹون اور مائیکل جیکسن کی تصاویر کی نمائش ہوگی۔ یہ دونوں کوئی تعجب خیز اعلان بھی کرنے والے ہیں جسے خفیہ رکھا جا رہا ہے۔" (21-3-96)۔ "سعودی شہزادی سلویٰ قونتی پیرس سے بوسٹن تک کے ہوائی سفر میں سارا راستہ شراب پیتی رہی پھر مزید شراب مہیا نہ کئے جانے پر مبینہ طور پر ایر ہوسٹس کا گلا پکڑ کر گھوٹنے کی کوشش کی لہذا شہزادی کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ سفارتی کوششیں ناکام ہوئیں تو ضمانت پر رہائی ملی ہے۔" (24-1-96)۔ "ریاض کے اکثر مساجد میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھی جا رہی ہیں، اس لئے کہ ایک ہفتے سے بارش جاری ہے، سڑکوں پر پانی کھڑا ہوگیا ہے۔ نشیبی علاقے زیر آب آگئے ہیں، دھند اور کہر نے گھیر رکھا ہے۔" (20-12-95)۔

"سعودی عرب کے مفتی ء اعظم عبد العزیز بن بازنے اونچی ایڑی کے جوتے پہننے والی خواتین کو متنبہ کیا ہے کہ اسلام ایسے جوتوں کے استعمال کی انہیں اجازت نہیں دیتا جنہیں پہن کر یہ اپنے اصل قد سے اونچی نظر آئیں، ایسے جوتوں سے پھسلنے کا بھی خطرہ ہوتا ہے اور صحت کا بھی۔" (18-3-96)۔ "ڈنبلین کے ایک سفاک کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے بچوں کے جائے حادثہ پر چڑھائے جانے والے پھولوں میں سب سے بڑا گلدستہ سعودی بادشاہ کی طرف سے آیا تھا"۔ (16-3-96)۔ "سعودی عرب میں پچاس ہزار، کویت میں پچیس ہزار اور متحدہ عرب امارات میں تیس ہزار فلپائنی لڑکیاں گھریلو کام کرتی ہیں جنہیں غیر قانونی طور پر محبوس رکھ کر جنسی ہوس کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس لئے فلپائنی حکومت نے سعودی عرب سے چار ہزار تین سو ستر اور کویت اور عرب امارات سے ایک ہزار لڑکیاں واپس بلوالی ہیں"۔ (26-5-95)۔ "انٹرنیشنل لیبر

آرگنائزیشن نے یہ معلوم کرنے کے لئے ورکنگ گروپ قائم کر دیئے ہیں کہ کیا واقعی طور پر دولت مند بننے کا جھانسہ دے کر سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات میں فلپائن، سری لنکا، بھارت اور دوسرے ایشیائی ممالک سے لائی جانے والی لڑکیوں سے جنسی تعلقات قائم کئے جاتے اور غلاموں کا سا برتاو کیا جاتا ہے ؟ ۔" (9-7-95) ۔ "دنیا بھر میں پندرہ لاکھ خواتین بیرونی ممالک میں کام کرتی ہیں ۔ کویت میں ان کی تعداد ۶۵ ہزار ہے، اکثریت بیس سے تیس برس کی عمر کی ہے، ان سے غلاموں کا سا سلوک کیا جاتا ہے" (انٹر نیشنل لیبر آرگنائزیشن کی رپورٹ، 30-1-96+7-2-96) ۔

"۱۹۴۷ء میں امریکہ نے سعودی بادشاہت کے تحفظ کا انتہائی خفیہ معاہدہ شاہ ابن سعود سے کیا تھا ۔" (رائٹر واشنگٹن پوسٹ، 10-2-92) ۔ "کویت نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ ہم اسرائیل کو تسلیم کر لیں گے، سعودی عرب بھی اس کے ساتھ ہے ۔"(ارشاد احمد حقانی، 22-3-91) ۔ "امریکہ اور سعودی عرب اسرائیل کو تحفظ دینے اور تسلیم کرانے کے لئے پاکستان کی مدد چاہتے ہیں ۔" (ارشاد احمد حقانی، 11-2-92) ۔ "اسرائیل مقبوضہ علاقے میں صرف تعمیر بند کر دے تو ہم اس کے بدلے اسے کئی بلین ڈالر روسی یہودیوں کو اسرائیل میں آباد کرنے، اس سے اقتصادی بائیکاٹ ختم کرنے، انتفاضہ کو ختم کرنے اور اسرائیل کو اس کی سرحدوں میں رہنے کا حق دینے کو تیار ہیں ۔ امریکہ میں سعودی عرب کے سفیر شہزادہ بندر بن سلطان نے خود یہودی زعماء کو نیویارک کے ہوٹل والڈروف سٹوریا میں مدعو کر کے سعودی کاونسل اور شاہ فہد کے اس فیصلے سے آگاہ کیا ۔"(22-11-91) ۔ "سعودی عرب نے فوج اس لئے نہیں بنائی کہ یہ وہابی ہے اور بدوں کو بھی اس نے وہابی بنا لیا ہے ۔ سعودی حکومت سمجھتی ہے کہ اگر ہم نے فوج بنائی تو یہ ہمارا تختہ الٹ دے گی ۔" (واشنگٹن پوسٹ میں ریاض کے بیرسٹر عبدالعزیز فہد کا بیان، 18-2-91) ۔ "سعودی عرب میں انتہائی سخت سنسر شپ عائد ہے ۔ یونیورسٹی کے اساتذہ، طلباء سیاسی بات چیت نہیں کر سکتے ۔ مدیران جرائد اپنے خیالات نہیں لکھ سکتے ۔ شاہ فہد ایڈیٹروں کا تعین خود کرتے ہیں بلکہ بیرون ملک بھی حکومتوں یا مدیران جرائد کو خرید کر ان کے ذریعے سنسر شپ عائد کرتے ہیں ۔ سیاسی، دینی، علمی اور سماجی نظریات کے اظہار پر مکمل پابندی ہے، مخالفین کو گرفتار کر کے سخت سزائیں دی جاتی ہیں" ۔ (انڈی پینڈنٹ بحوالہ بین الاقوامی سنسر شپ مخالف سنٹر لندن، 25-10-91) ۔ "سعودی عرب نے اکانومسٹ میگزین پر پابندی لگا دی اس لئے کہ اس نے لکھا تھا کہ بعض مسلمان سعودی بادشاہت کو غیر اسلامی تصور کرتے ہیں" ۔ (1-2-92) ۔ "علماء کی مخالفت سے بچنے کے لئے سعودی عرب نے بیس علماء کو گرفتار کر لیا ۔ یہ علماء اسرائیل سے دوستی کے مخالف ہیں، جبکہ شاہ فہد دوستی کے حامی ہیں" ۔ (4-2-92) ۔ "عرب، اسرائیل کو مشرق وسطیٰ میں ایک اہم فریق کے طور پر قبول کرنے اور اس کے ساتھ باعزت اور پر امن طور پر رہنے کے لئے تیار ہیں، لیکن اسے غالب ماننے کے لئے تیار نہیں" ۔ (پرنس خالد بن سلطان سعودی وزیر، 15-6-95) ۔ "ایک طرف خلیجی اسلامی ممالک اور ان کی دولت پر ان چند لوگوں کا قبضہ ہے جو مغربی طاقتوں کے دریوزہ گر ہیں، حالانکہ مغربی ممالک اسلام کی جڑوں کو کاٹ رہے ہیں ۔ دوسری طرف امریکی داشتہ اقوام متحدہ نے ایران اور لیبیا کا ناطقہ بند کر رکھا ہے ۔ عراق کی تو یہ اتنی بڑی دشمن ہے کہ اشیائے خورد و نوش حتیٰ کہ ادویات تک پر پابندی لگا رکھی ہے اور وہ سارے غیر

عرب اور عرب شیوخ جو ماضی میں ایران کے اسلامی انقلاب کے اثرات سے لرزہ بر اندام ہوکر عراق پر اپنا تن من دھن سب کچھ نثار کر رہے تھے، آج عراق کو یکہ وتنہا چھوڑ کر اس چڑیل کے تلوے چاٹ رہے ہیں"۔ (عید کے دن قیصر امام کا المیہ مرثیہ، 20-2-96)۔

"فلسطین میں صرف ساٹھ یہودی مارے گئے تو امریکہ نے پلک جھپکتے جھپکتے ہی میں شرم الشیخ میں سربراہوں کی کانفرنس بلا کر ان کی حفاظت کے لئے ایک سو ملین ڈالر کی امداد کا اور فلسطینیوں کے لئے دہشت گردی کا الزام عائد کرکے ہر قسم کی امداد پر پابندی کا اعلان کر دیا، جس کی تمام شیوخ نے تائید کر دی، جبکہ فلسطین، گجرات، بوسنیا، چیچنیا اور بھارت وغیرہ میں روزانہ سیکڑوں مسلمان قتل کئے جارہے ہیں اور ہزاروں ماء وں، بہنوں، بیٹیوں اور بہوؤں کی عصمت دریاں کی جارہی ہیں، لیکن کوئی آہ بھی نہیں کرتا"۔ (ظفر رضوی، 19-3-96)۔ "سعودی عرب، کویت اور دوسرے اسلامی خلیجی ممالک دنیا بھر کی دینی جماعتوں کو کروڑوں ڈالر کی سالانہ امداد کیا کرتے تھے لیکن اب انور سادات کی فمائش پر بند کر بیٹھے ہیں" (صہیب مرغوب، 27-11-95)۔ "ایرانی انقلاب پر ۱۹۷۹ء میں یاسر عرفات سب سے پہلے خمینی کو مبارک باد دینے کے لئے طہران پہنچے تھے اور کہا تھا کہ انقلاب صرف خمینی کی ملکیت نہیں، یاسر عرفات بھی فلسطین کو آزاد کرا کے اس انقلاب میں ان کا ہاتھ بٹائے گا، لیکن اب (خلیجی شیوخ کی دیوثی کے سبب) تھک ہار کر ایران کو شرم الشیخ کانفرنس میں سب سے بڑا دہشت گرد قرار دے رہے ہیں اور ایران کے خلاف امریکہ و اسرائیل کی معرکہ آرائیوں کو حق بجانب"۔ (شرم الشیخ کانفرنس کے موقع پر "شرم اے شیخ" کے زیر عنوان آصف جیلانی کا چبھتا ہوا مقالہ، 20-3-96)۔

"اے عالم اسلام کے حکمرانو! اے علماء اور اے مبلغین! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ مسلمانوں کا کل کا دشمن آج کا دوست ہرگز نہیں بن سکتا۔ جو لوگ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن کل تھے، وہ آج بھی ہیں۔ ان سے خیر کی توقع ہرگز نہ رکھو، دشمنان اسلام مسلمانوں کو ایک ہی کان سے ہلاک کر دینا چاہتے ہیں، لہذا ان سے مقابلے کے لئے اپنی تیاریاں مکمل رکھو کہ ارشاد باری تعالیٰ یہی ہے" ۔(خطبہء امام حرم الشیخ عبدالرحمن السدیس، ترجمہ مزمل حسین کپاڈیا، 30-6-95)۔ "سعودی عرب میں ہونے والا حالیہ دھماکہ ہو یا مصری سفارت خانے کا المیہ، یہ سب مسلم ممالک کے کوتاہ اندیش حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور ناپسندیدہ حکمت عملیوں کا ناپسندیدہ لیکن قابل فہم رد عمل ہے"۔ (ارشاد احمد حقانی، 22-11-95 + الطاف حسن قریشی، 25-11-95)۔ "سعودی عرب مصری سفارت خانے کو اسلام پسندوں کی سراغ رسانی کے لئے استعمال کر رہا تھا، اس لئے ہم نے اس پر بم کا دھماکہ کیا ہے"۔ (مصر کی عسکریت پسند تنظیم اسلامی جہاد کا اعلان، 22-11-95)۔ "دنیا بھر کے عیسائی، یہودی اور غیر مسلم، مسلمانوں کے دل ودماغ سے جہاد کا تصور مٹانے کے لئے کھربوں روپئے خرچ کر رہے ہیں، جبکہ جہاد ہی مسلمانوں کو دنیا اور آخرت میں سرخ رو کرا سکتا ہے"۔ (لشکر طیبہ کے پروفیسر محمد سعید کا اولڈھم اور گلاسگو کی مساجد میں بیان، 20-8-95 + 26-8-95)۔

"اقوام متحدہ مسلم حکمرانوں سے فنڈ لے کر سالہا سال سے مسلمانوں کو ہی ذلیل ورسوا کر رہی ہے، مسلمانوں کا تحفظ کرنے والا یہ ادارہ خود بھیڑیا بن گیا ہے، لیکن ہم اسے کیا کہہ سکتے ہیں؟ افسوس تو ان لوگوں پر ہے جو بھیڑ بن بیٹھے ہیں اور اپنے باڑے بھیڑیوں کے حوالے کر دیئے

ہیں"۔ (حافظ محمد سعید، لشکر طیبہ، 25-8-95)۔ "بعض عرب ریاستوں نے اسرائیل کو قبول کر لیا ہے لیکن پاکستان نے قبول نہیں کیا، اس لئے پاکستان، اسرائیل کو کھٹکتا ہے"۔ (ہمدرد والے حکیم محمد سعید کے بیان پر اداریہ، 13-8-95) "سعودی عرب نے جان میجر کو سعودی عرب کے دورے پر ملک کا اعلیٰ ترین اعزاز آرڈر آف کنگ عبد العزیز دیا اور طے کیا کہ ایران اور عراق کے خلاف سخت سے سخت موقف اختیار کیا جانا چاہئے"۔ (20-9-94)۔ "قیام اسرائیل ۱۹۴۸ء سے عرب ممالک اسرائیل کے ساتھ تجارت نہیں کرتے تھے، لیکن اب وہ یہ پابندیاں ختم کر رہے ہیں"۔ (عمان رائٹر، 1-11-95)۔ "برطانوی حکومت، سعودی عرب کو اپنا قریب ترین اتحادی اور دوست سمجھتی ہے، لہذا یہ سعودی حکومت کے ناقدین کو پناہ نہ دینے پر سوچ رہی ہے"۔ (1-11-95)۔ "سعودی وزیر خارجہ سعود الفیصل اور مصری وزیر خارجہ کی حسنی مبارک سے قاہرہ میں مشرق وسطیٰ کے قیام امن سے متعلق گفتگو"۔ (24-12-95)۔ "تل ابیب کے انفارمیشن ڈیسک کے مطابق سعودی عرب، بحرین، کویت، متحدہ عرب امارات، اردن، مصر اور مراکش کے تجار اسرائیل کے ساتھ تجارتی بائیکاٹ کے باوجود کاروبار کرنے میں گہری دلچسپی کا اب اظہار کرنے لگے ہیں"۔ (28-1-96)۔ "خلیجی ریاستیں اسرائیل کو تسلیم کرنے جا رہی ہیں" (سٹاف رپورٹر، 8-11-95)۔ "جب اکثر اسلامی ممالک کو اسرائیل کے ساتھ سفارتی و تجارتی تعلقات قائم کرتے دیکھا تب میں نے اسرائیل سے مذاکرات شروع کئے ہیں" ۔(یاسر عرفات، 27-10-95)۔ "یاسر عرفات نے فلسطینی عوام کے مسائل کے حل میں شاہ فہد اور ولی عہد عبداللہ کے کردار پر ان کا شکریہ ادا کیا"۔ (ریاض ریڈیو رپورٹ، 23-7-95) ۔"پی ایل او کی دستاویز سے اسرائیل کو تباہ کرنے کی شق ختم کی جا رہی ہے، بلکہ اور بھی کئی اہم تبدیلیاں کی جا رہی ہیں"۔ (یاسر عرفات، 1-2-96)۔ "اسلامی ممالک میں مسلمان بیدار ہو رہے ہیں لیکن احیائے اسلام میں اصل رکاوٹ اسلامی ممالک کے حکمراں ہیں جو مغرب کے ایجنٹ ہیں"۔ (جماعت اسلامی کے سالانہ اجتماع لاہور میں اعلان، +10-11-95یوکے اسلامک مشن کی خواتین کانفرنس، برمنگھم، 8-4-96)۔ "برطانیہ کے لئے سعودی عرب کی فوجی اور اقتصادی اہمیت مسلم ہے، اس لئے برطانیہ، سعودی عرب کی روایات اور اعتقادات کی پاسداری کرتا ہے تاکہ برطانیہ میں روزگار فراہم ہو اور خوشحالی کو فروغ ملے"۔ یکم اپریل کو پانوراما بی بی سی پر سعودی عربیہ میں انسانی حقوق کی مٹی پلید کئے جانے کے ثبوت میں خفیہ طور پر بنائی گئی فلم کی نشر و اشاعت کے بعد معذرت کے طور پر برطانوی وزیر خارجہ کا سعودی سفارت خانے کو لکھا گیا خط۔ (9-4-96) ۔"بادشاہ فہد کے کزن اور بہنوئی پرنس خالد بن عبداللہ السعود اور بی بی سی نے مشترکہ طور پر اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ بی بی سی پر سعودی عرب میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور ایک شخص کے سر قلم کئے جانے کی خفیہ طور پر بنائی گئی فلم کی نمائش کے سبب اب سعودی عرب مڈل ایسٹ کے لئے عربی سروس بند کرنے کے معاملات طے کر رہا ہے"۔ (10-4-96)۔ "سعودی عرب نے بی بی سی پر یکم اپریل کو سعودی عرب سے متعلق فلم کی نمائش سے ناراض ہو کر عربی نشریات کا معاہدہ ختم کر ڈالا ہے"۔ (11-4-96)۔ تو سعودی عرب کے بادشاہ کی اسلام اور مسلمانوں پر مہربانیوں اور یہود و نصاریٰ پر قہر و غضب کے مبینہ برسانے والی دیگوں سے ان چند چاولوں کے ذائقے کے بعد آئیے اس بحث کو ایک دوسری جہت سے بھی دیکھتے چلیں۔ جنگ لندن میں مولانا عیسیٰ صاحب منصوری لکھتے ہیں کہ (مفہوم) " پہلے زمانے میں جب کوئی مسلمان کسی

باطل مذہب کے اثرات قبول کرتا تھا تو ضروری تھا کہ وہ کسی گرجا یا مندر میں جاکر شدھی یا بپتسمہ کی کاروائی سے گذرے، گلے میں صلیب ڈالے یا ماتھے پر قشقہ لگائے اس کے بعد وہ مسلمانوں کی جماعت سے علاحدہ ہوجاتا اور اسلام سے اس کی دشمنی آشکارہ ہوجاتی، اور دوسرے مسلمان اس کی طرف سے ہوشیار اور چوکنا ہوجاتے"۔ (96-4-9)۔ اسی حقیقت کو میر نے یوں بیان کیا ہے ۔

میر کے دین و مذہب کا کیا پوچھے ہو ان نے تو قشقہ باندھا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

لہٰذا ان حقائق کی روشنی میں اب ذرا اپنے بادشاہ فہد کی یہ دو تصویریں غور سے ملاحظہ فرماکر انصاف سے کہئے کہ پرنس فرگوسن، پرنس این، پرنس ڈیانا، کوئین الزبیتھ اور مسز تھیچر وغیرہ وغیرہ سے مصافحے، وہ بھی جھک جھک کر کرنے والے اور بش و کلنٹن وغیرہ وغیرہ یہود نصاریٰ کی خوش نودی حاصل کرنے کے لئے یہ اپنے گلے میں صلیب کا نشان لٹکانے والے بادشاہ فہد ان بادشاہوں سے وابستہ ہوکر روئے زمین کی بدترین مخلوق، یا کافر و مرتد اور ملحد و زندیق ہوگئے یا نہیں؟ بلکہ کیا آپ نے خود فیصلہ نہیں صادر فرمایا ہے؟ کہ (مفہوم) "من تشبہ بقوم فھو منھم"۔ (خط ۱۱ نومبر ۹۵ء)۔ یا یہ کہ "اس آسمان کی نیچے بدترین مخلوق وہ علماء ہیں جو بادشاہوں، حکمرانوں کے درباروں سے وابستہ ہوتے ہیں"۔(خط 10-1-96) اس لئے کیا کوئی اب بھی کہہ سکتا ہے کہ بادشاہ فہد روئے زمین کی بدترین مخلوق نہیں ہیں؟ یا اگر یہ تصویریں جعلی ہوں تو اسی کا اظہار فرما دیجئے، میں اپنے دعوے اور مطالبات واپس لے لوں گا۔ اس کے بعد آخر میں آپ پھر وہی غیر متعلق بلکہ مجوب (جواب دی جاچکی) سگ مدینہ والی بحث کو چھیڑ بیٹھے ہیں، گویا ۔

سنتے ہیں بزم ناز میں ہے پرشش جنوں ممنوع سارے اہل خرد کر دیئے گئے

اب اور اپنے بخت سے ہم کیا گلہ کریں جتنے مطالبات تھے رد کر دیئے گئے

یعنی میں کتنی کتنی منت و عاجزی اور تواضع و انکساری کے ساتھ آپ سے ہر ہر مسئلے پر عقل و خرد کی روشنی میں پیدا ہونے والے سوالات کے جواب کی آپ سے استدعائیں کرتا چلا جارہا ہوں، لیکن آپ کسی ایک کا بھی جواب دینے کی بجائے نئی نئی بحثیں چھیڑنے میں ہی عافیت سمجھ رہے ہیں ۔ لیکن یہ بھی کہاں نصیب؟ اب یہی دیکھئے! لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "مجھے خوشی ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو سگ دربار مدینہ کہتے ہیں ان کی تائید سے آپ باز آگئے ہیں"۔---- حالانکہ میں نے تو اس سلسلے میں یہ لکھا تھا کہ ۔

مثال دینے سے اصل شے کی کبھی حقیقت نہیں بدلتی لباس بدلو ہزار لیکن جو ہے وہ صورت نہیں بدلتی

یا یہ کہ "اے محتسب! آں کہ ننگ تست او فخر من است، یعنی خوش عقیدہ مسلمان کتے کی وفاداری کے سبب اپنے آپ کو شیر جیسے بہادر یا گھوڑے جیسے خوبصورت جانور سے تشبیہ دینے کی بجائے سگ مدینہ قرار دینے میں زیادہ لذت اور زیادہ خوشی محسوس کرتے ہیں"۔ (خط 16-7-

95)۔ لیکن آپ نے پتہ نہیں کہاں سے درج بالا مطلب اخذ کر کے مجھے اپنے مسلک سے تائب ہوجانے کی مبارک باد پیش فرما دی، بلکہ سگ مدینہ کی بحث کے سلسلے میں از دیاد ایمان کی نیت سے ماہنامہ الدعوہ لاہور کا ایک ورق بھی بھیج دیا ہے جس میں اس کے محرر نے لکھا ہے کہ "مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ کتے کی مثال ان لوگوں کی ہے جو اللہ کی آیات کو جھٹلانے والے مکذبین کی ہے۔ اس کی آیات کی تصدیق کرنے والے صحیح مسلمانوں کی یہ مثال نہیں ہوسکتی"۔---- لہذا میں آپ کو یہ جملے بار بار پڑھنے کی دعوت دیتے ہوئے پھر سوالی ہوں کہ اس کا واضح مطلب کیا یہ نہیں ہوتا کہ اپنے آپ کو کتا کہنے والے اللہ کی آیات کی تصدیق کرنے والے ہو ہی نہیں سکتے؟ یہ تو سو فی صد اللہ کی آیات جھٹلانے والے مکذبین ہوتے ہیں یعنی کافر۔ تو اس فیصلے کے بعد اب ذرا اپنے اہل حدیث مولانا ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کی کتاب سراجاً منیراً کے صفحات ۱۹+ ۲۵+ ۱۰۲ نکالئے اور پڑھئے کہ ان میں انہوں نے ولنعم ماقال العارف الجامی قدس سرہ ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھ لکھ کر کتنی عقیدت و محبت سے پہلے تو ان کا یہ شعر لکھا ہے کہ ؎

تاب وصلت کار پاکاں من ازیشاں نیستم چوں سگانم جائے دہ در سایہء دیوار خویش

پھر لکھا کہ "میں اس نسبت سے بھی کمتر نسبت والا ہوں---"۔ جس کا الدعوہ کے دعوے کے مطابق نہایت ہی واضح اور روشن مطلب یہ ہوا کہ مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے اہل حدیث مولانا ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی اللہ کی آیات کے مصدق نہیں بلکہ مکذب اور کافر ہیں۔ یا اگر میں یہ فیصلہ ان سے بغض وعداوت یا دشمنی کے سبب کر رہا ہوں تو چلئے میں اپنا فیصلہ واپس لئے لیتا ہوں۔ آپ ہی فیصلہ دیجئے کہ الدعوہ کے دعوے کے مطابق یہ حضرات کیا ٹھہرتے ہیں؟ چشم ما روشن دل ما شاد۔ واضح ہو کہ مذکورہ بالا مضمون کے محرر نے آگے چل کر یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) "حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتے کی مثال بہت بری مثال ہے اور آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ کسی مسلمان کی مثال نہیں ہوسکتی---"۔ تو یہ بھی پہلے دعوے کی تائید مزید ہی ہے، یعنی مبشر احمد ربانی کے بقول مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے اہل حدیث مولانا ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی قرآن وحدیث دونوں کے مطابق اللہ کی آیات کی تکذیب کرنے والے کافر ہوگئے، سچے مسلمان ہرگز نہ رہے۔ یا میں غلط نتیجہ اخذ کر رہا ہوں تو اسی کی نشان دہی کر دیجئے۔ مبشر احمد ربانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) "مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو سگ یعنی کتا کہے، کیونکہ کتا اتنا نجس اور پلید ہے کہ جس برتن میں منہ ڈال دے اسے سات مرتبہ دھونا پڑتا ہے----"۔

اس لئے سوال ہے کہ کتے کے نجس ہونے کے سبب اگر کسی مسلمان کا اپنے آپ کو سگ مدینہ کہنا ناجائز یا ناشکرا پن یا اللہ کی آیات کی تکذیب یا کفر وشرک وبدعت کے مترادف ہے تو شیر اور شاہین کے ماں بیٹی اور بہو بہن کی تمیز کے بغیر جنسی عمل کے سبب مولانا ثناء اللہ امرتسری کا شیر پنجاب اور شفیق الرحمن کا شاہین کہلانا کیوں ناجائز، کیوں ناشکرا پن، کیوں اللہ کی آیات کی تکذیب اور کیوں کفر وشرک وبدعت کے مترادف نہیں؟ وجہ بیان فرما کر ممنون فرمائیں، مہربانی ہوگی۔ یا اگر آپ کو اعتراض ہو کہ شیر اور شاہین پر میں نے یہ غلط اور جھوٹے الزامات عائد کئے ہیں، تو چلئے اس سوال کو واپس لے کر میں دوسرا سوال پیش کرتا ہوں، جواب مرحمت فرمائیں کہ الدعوہ کا یہ دوسرا استدلال اگر واقعی صحیح ہے کہ کتا

قے کر کے خود ہی اسے چاٹتا ہے، اس لئے کسی انسان یا مسلمان کا اپنے آپ کو سگ مدینہ سمجھنا ناجائز، ناشکرا پن، اللہ کی آیات کی تکذیب اور کفر و شرک و بدعت کے مترادف ہے تو شیر اور شاہین کے اللہ کے حرام فرمودہ خون چوسنے اور پینے بلکہ مجبور و کمزور جانوروں کی جان لینے کے سبب مولانا ثناء اللہ امرتسری کا شیر پنجاب اور شفیق الرحمن صاحب شاہین کا شاہین کہلانا کیوں ناجائز، کیوں ناشکرا پن، کیوں اللہ کی آیات کی تکذیب اور کیوں کفر و شرک و بدعت کے مترادف نہیں؟ دیکھئے! اللہ کی پیارے رسول ﷺ کے در کے کتوں سے الجھنے کے سبب پنجاب و پاکستان کے شیر و شاہین بھی کیسی کیسی الجھنوں کا شکار ہو رہے ہیں اور بریلی کے محب صادق کی یہ بات کتنی سچی ثابت ہو رہی ہے کہ ؎

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

بلکہ میرے بھائی! یہ استدلال بھی ملاحظہ ہی فرمالیجئے کہ گیارہویں شریف کرنے کے سبب صدام حسین سے وابستہ ہو کر اگر میں آپ کی نظر میں روئے زمین پر اس نیلگوں آسمان کے نیچے کی بدترین مخلوق بن جاتا ہوں تو بے نظیر بھٹو، اندرا گاندھی، قائد اعظم، جواہر لال نہرو، شری گاندھی، بادشاہ عبد العزیز، بادشاہ سعود، بادشاہ فیصل، بادشاہ خالد اور بادشاہ فہد سے ملنے، ان سے مصافحہ کرنے، ان کے ساتھ کھانا کھانے، ان سے تنخواہیں وصول کرنے اور ان سے کروڑوں کروڑ روپئے، ریال اور پاء ونڈلے کر مسلمانوں کو بدعتی، مشرک، جہنمی اور دوزخی قرار دے کر لڑنے لڑانے والے شاہ اسمٰعیل دہلوی، عبد العزیز بن باز، عبد اللہ السبیل، عبد الرحمن السدیس، عبد الغفور جہلمی، احسان الٰہی ظہیر اور انڈیا پاکستان کے ہزاروں علماء اور صحافی اور انگلینڈ کے درجنوں درجن فاضلان مدینہ یونیورسٹی کیوں اس آسمان کے نیچے کی سب سے بدترین مخلوق نہیں بن جاتے؟

یہاں میں اس بات کی وضاحت بھی کر دوں کہ میں صدام حسین سے نہ تو کبھی ملا ہوں نہ اس سے میرا کوئی رابطہ ہوا ہے، نہ میری تنخواہ وہ دیتا ہے، نہ ہی تبلیغ کے نام پر ایک پائی مجھے اس سے ملی ہے، جبکہ اوپر میں نے جتنے نام لکھے ہیں، بادشاہوں سے ان کے اخلاف و اذناب تک کے تعلق اور رابطے اور لین دین کی ایک دنیا گواہ ہے، اسی لئے تو یہ لوگ اور ان کے اخلاف و اذناب اپنی دکانوں، اپنے مکانوں، اپنے بیانوں اور اپنے اخبارات میں دھڑلے سے ان کے خطبے لکھتے رہتے، لیکن ان کی غلطیوں سے چشم پوشی کر جاتے ہیں، خواہ وہ غلطی کوہ ہمالیہ سے بھی بڑی کیوں نہ ہو۔ تو اگر ان حضرات کے خلاف میرے یہ خیالات غلط ہیں تو ثبوت پیش کیجئے، میں اپنے الزامات واپس لے لوں گا، اور درست ہوں تو اندازہ لگائیے کہ اللہ کے پیارے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے در کے کتے کہلانے سے اعراض کرنے والے بلکہ ان کے در کے کتے کہلانے والوں کو مشرک، بدعتی، جہنمی اور دوزخی قرار دینے والے مشیت ایزدی سے خود اپنی ہی پیش فرمودہ دلیل و حدیث کے مطابق کس طرح کتے سے بھی بدترین مخلوق ثابت ہو رہے ہیں۔ تو کیا یہ کوئی معمولی وبال ہے؟ علامہ اقبال نے تو کہا تھا کہ ؎

ترا ناداں امید غم گساریہا ز افرنگ است دل شاہیں چرا نالد بر آں مرغے کہ در چنگ است

لیکن مجھے افسوس ہے کہ آپ شاہین ہو کر بھی اپنے ہاتھ آئے ہوئے ایک مرغ بسمل محمد میاں کے کسی بھی نکتے، کسی بھی اشکال اور کسی بھی

اعتراض و سوال کا جواب دینے تک کی تکلیف گوارا نہیں فرما رہے ہیں۔ تو یہ کیسی شاہین صفتی اور کیسی اہل حدیثیت ہے؟ بلکہ انہوں نے تو یہ بھی کہا تھا کہ ؎

نوا پیرا ہو اے بلبل کہ ہو تیرے ترنم سے کبوتر کے تن نازک میں شاہیں کا جگر پیدا

لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بلبل بن کر بھی میرے معمولی معمولی سوالات کے جواب میں کوئی نغمہ سنجی نہیں فرما رہے ہیں تاکہ کبوتر کے تن نازک میں شاہیں کا جگر پیدا ہو۔ حالانکہ مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی نے آپ کو یہ منصب سپرد فرمایا تھا کہ محمد میاں کے جواب مرحمت فرما کر اسے مطمئن فرمائیں۔ گویا آپ اقبال کے اس شعر کی عملی تصدیق فرمانے سے بھی قاصر رہے ہیں کہ ؎

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں شاہیں کا جہاں اور ہے کرگس کا جہاں اور

اور اب آخری بات۔ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی پاکستان گئے ہیں، واپس تشریف لائیں گے تو مجھے جواب مرحمت فرمائیں گے۔ تو وہ کب تک تشریف لا رہے ہیں؟

فقط محمد میاں مالیگ 23-03-96

مکتوب 10 از شفیق الرحمن صاحب

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

10-04-96

مکرمی و محترمی جناب محمد میاں مالیگ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید واثق ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

گرامی نامہ مورخہ 23-3-96 موصول ہوا، بہت بہت شکریہ۔ آپ سے طویل خط و کتابت ہو چکی ہے، اور ہم ایک دوسرے کے خیالات سے اچھی طرح آگاہ ہو چکے ہیں۔ میں نے سابقہ خطوط میں جو گذارشات کی ہیں، ان میں کوئی ضروری اضافہ خیال نہیں کرتا۔ ہاں! میری خواہش ہے کہ آپ کی تحریروں کا جو نفسیاتی تجزیہ میں نے کیا ہے، اس کے بارے میں آپ کو صاف صاف بتا دوں کہ براہ راست قرآن و سنت سے راہنمائی حاصل کرنے کی بجائے جو لوگ رجال کو معیار حق و باطل مانتے ہیں، ان کے عقیدے میں کج روی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس بارے میں جب میں

نے آں محترم کی کج عقیدگی کا منبع اور سرچشمہ Main source تلاش کرنے کی کوشش کی تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ سب اس تقلید اعمیٰ کا اثر ہے جو آپ کو ایک ایسے شخص سے ہے جو محبت رسول کے بھیس میں غلو، عقیدت اور مبالغہ آرائی میں تمام حدود پھلانگ گیا۔ قبل تقسیم ہند و پاک یہ شخص بنیادی طور پر نعت خواں تھا، آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارے نبی ء کریم ﷺ کو شاعر بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا، کیونکہ شعراء عموماً فی کل واد یہیمون ہوتے ہیں اور ان کے قول و فعل میں تضاد ہوتا ہے، اور یہ قرآنی تعلیم کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں، قرآن میں شاعروں کی مذمت Condemnation کے علاوہ خود رسول اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں صاف طور پر فرمایا ہے، ان اللہ یبغض البلیغ من الرجال الذی یتخلل بلسانہ کما یتخلل الباقرت بلسانہا (ابو داود)۔ یہ بیہودہ شرکیہ، بدعیہ، فضول شعر خوانی سے منع فرمایا گیا ہے۔ آپ حدیث کی کسی لغت میں دیکھیں، یہ لکھا ہوگا کہ اس سے مراد غنیٰ، قوالی، گانا بجانا، Song, Anthem اور Poetry وغیرہ۔ میں پسند نہیں کرتا کہ اپنے قرطاس کو ان اشعار سے ملوث کر دوں جو مذکورہ نعت خواں نے مدح و منقبت میں گائے ہیں اور جو آج کل میلاد، عرس اور دیگر شرکیہ اور بدعیہ مذہبی تقریبات میں فلمی طرز پر لہک لہک کر موسیقانہ انداز میں پڑھے جاتے ہیں۔ ہاں! میں دل پر جبر کر کے اس شخص کے ملفوظات جلد۳ صفحہ ۲۸ میں سے ایک حوالہ درج کرنے پر اکتفا کروں گا۔ "حضرت سیدی عبد الوہاب اکابر اولیاء میں سے ہیں۔ حضرت سیدی احمد کبیر بدوی کے مزار پر بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا۔ اس مجمع میں چلے آئے تھے، ایک تاجر کی لونڈی پر نگاہ پڑی، پسند آئی۔ اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہئے، ارشاد فرمایا، اچھا وہ کنیز ہم نے تم کو ہبہ کی۔ تاجر کی لونڈی، وہ خود حاضر ہوا اور لونڈی کو مزار اقدس کی نذر کر دیا، فرمایا، عبد الوہاب! اب دیر کا ہے کی ہے؟ فلاں حجرے میں لے جاو اور اپنی حاجت پوری کرو"۔ ان خرافات کے بعد اس ظالم نے حد کر دی لیکن پڑھنے سے پہلے استغفراللہ، معاذ اللہ اور سینے پر پتھر رکھ لیں۔ "انبیائے کرام ں کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں"۔ کیا اس شخص پر اس اینٹی فحاشی ایکٹ کے تحت مقدمہ نہ چلایا جائے؟ جو قرآن کے اس قانون کے تحت چلنا چاہئے جو سورہ ء نور میں اس طرح بیان ہوا ہے، ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشہ --- الخ۔ آج جو بدمعاشی اور عیاشی مزاروں پر ہو رہی ہے اور اس شخص کے متبع پیر اور پیرزادے اس ملک میں بھی جو بدکاریاں کر رہے ہیں، اس کے ڈانڈے اسی تعلیم کا ثمرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان خرافات سے بچائے، آمین۔

یہود نا مسعود نے توحید کو یوں بگاڑا کہ عزیر کو خدا کا بیٹا بنا لیا، اپنے علماء اور رہبان، احبار کو ارباباً من دون اللہ قرار دے دیا اور عیسائیوں نے مسیح کو خدا کا بیٹا بنا لیا۔ ان کی ان جسارتوں کی وجہ سے یہ ضربت علیھم الذلۃ والمسکنہ کے مستحق ہوئے اور داود، عیسیٰ ابن مریم ں کی زبان سے ان پر لعنت وارد کی گئی، لیکن مذکورہ شخص نے مسلمانوں کے دین و ایمان اور عقیدہ ء توحید پر دراڑیں ڈالیں۔ بے شمار خرافات اور بیہودگیاں ہیں مگر صرف ایک پر اکتفا کرنا کافی سمجھا جائے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو غوث اعظم کا لقب دے کر ان کی زبان سے کہلوایا گیا کہ "آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک مجھ پر سلام نہ کرلے۔ نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، اسی طرح نیا مہینہ، نیا دن مجھ پر سلام کرتے ہیں اور مجھے ہر ہونے والی بات کی خبر دیتے ہیں" (الامن والعلیٰ ص۱۲۴)۔ یہ وہی کفریہ اور گمراہانہ عقیدہ ہے جو

خدا کے علاوہ علم غیب ماکان مایکون دوسروں کے بارے میں رکھتے ہیں، جس کی شدید نفی سے قرآن بھرا پڑا ہے، یہ ہے ذہنی و اعتقادی ارتداد، جس کا یہ شخص مرتکب ہوا ہے۔ خود ضلالت اور گمراہی میں مبتلا ہوا اور کثیر خلق خدا کو گمراہ کر لیا، جس کے اثرات آپ کے خطوط میں عیاں ہیں۔ آپ بار بار رسول اکرم ﷺ کو عالم الغیب کہہ دیتے ہیں، قرآن کو آنکھیں کھول کر پڑھیں، ان میں دو باتوں پر زور دیا گیا ہے، صاف نظر آئے گا۔ یہ ایک مسلمان کے عقیدے کا جزو اور ستون ہیں، پہلا یہ کہ تمام انبیاء ل بندے، بشر، انسان تھے۔ جب کفار نے ان کو کہا کہ تم بشر ہو، رسول کیسے ہو سکتے ہو، تو کہا گیا اور دھڑلے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کہلوایا قل انما انا بشر مثلکم + قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ تم کہو کہ اللہ پاک ہے کہ الوہیت میں اس کا کوئی شریک ہو اور میں بجز اس کے کیا ہوں کہ بشر ہوں اور رسول ہوں، بس فرق یہ ہے کہ مجھ پر وحی ہے، خدا کی مار ہو مشرکین پر، ان کی مشرکانہ منطق یہ رہی ہے کہ بزرگ اور مقدس ہستی ان کے باطل خیال میں بہر حال فوق البشر ہوگی۔ وہ محض عبد کیسے ہو سکتی ہے، لامحالہ اس میں خدائی صفات ہوں گی، اس وجہ سے قرآن نے اس مغالطے کی تردید قدم قدم پر کی ہے اور انبیاء ل کی عبدیت اور بشریت کا اثبات شد و مد سے کیا ہے۔

دوسرا عنوان جس پر قرآن میں زور دیا گیا ہے وہ عقیدہء توحید کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ہے، اس میں اس کا کوئی شریک یا سہیم نہیں ہے۔ آپ کو متعدد جگہ یہ ملے گا کہ ذٰلک من انباء الغیب نوحیہ الیک + وماکنت تدری ماالکتاب + وماآدرک، تو نہیں جانتا تھا، تجھے معلوم نہ تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے، ہم نے تجھ کو ضال پایا اور ہدایت دی اور وماکنت لدیھم، اور تو وہاں حاضر نہ تھا وغیرہ وغیرہ۔ اب بے شمار آیات میں سے ایک ناطق اور صریح آیت ہی ایک مسلمان کے قلبی اطمینان کو کافی ہونی چاہئے۔ میدان حشر کا ایک منظر سامنے رکھئے۔ یوم یجمع---- (المائدہ)۔ "وہ دن بھی یاد کرو جب اللہ تمام رسولوں کو جمع کرے گا اور پوچھے گا کہ تمہاری دعوت کے جواب میں لوگوں کا کیا طرز عمل تھا؟ تو وہ جواب دیں گے، ہمیں کوئی علم نہیں، بس تو ہی خوب جاننے والا علام الغیوب ہے"۔ میری عادت بڑھا نکنے کی نہیں ہے، وگرنہ میں قرآن وسنت سے سیکڑوں آیات اور سیرت پاک سے درجنوں واقعات سے استدلال کر سکتا ہوں، مگر آں محترم جیسے دانشمند کے لئے صرف ایک فرمان نبوی کافی اور مسکت ہونا چاہئے، کیونکہ قرآنی حکم کے مطابق جب خدا واضح طور پر یہ حکم دے کہ کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کا یہ کام نہیں اور نہ اس کے لئے مناسب ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی حکم دیں تو وہ چون وچرا کرے اور اپنا اختیار جتائے، اور جو کوئی من یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبینا۔

ایک حدیث تابیر نخل کے نام سے مشہور ہے اور مستند ترین ہے۔ حیات طیبہ کا واقعہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے ایک باغ کے قریب سے گذرے، دیکھا کہ کچھ زراعتی ورکر کھجور کو پیوند لگا رہے تھے۔ آپ نے مشورہ دیا کہ یوں نہ کیا کرو (خیال مبارک ہوگا کہ شاید کوئی جاہلیت کی رسم ہے) مومنوں نے مشورے کو حکم سمجھا اور پیوند نہ لگایا۔ اس سال کھجور کی فصل کم ہوئی۔ حضور ﷺ کو بتایا گیا تو آپ نے اپنی بشریت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تو خود ایک انسان ہوں اور میں نے اندازے سے ایک بات کہی تھی، انتم اعلم بہ امور دنیاکم، تم زراعتی علوم کو

مجھ سے بہتر جانتے ہو، ہاں! وحی کی بنیاد پر میری کوئی بات قیامت تک غلط نہ ہوگی۔ میرے خیال میں خط کچھ طویل ہورہا ہے، مگر مجھے یقین ہے کہ آپ کے ازدیادِ ایمان میں ضرور اضافہ ہوگا اور اپنی کتاب میں اس کو نقل کرکے اس پر تبصرہ فرمانے میں بخل نہ کریں گے۔

اب آپ کے پاس خاصہ سوال نامہ Material اور مواد جمع ہوگیا ہوگا۔ آپ اپنے خط میں اور زیر جواب مکتوب گرامی میں سعودی اور کویتی حکمرانوں اور شیخوں کی اسلام دشمنی اور ان کی بدمعاشیوں اور عیاشیوں پر بڑی طویل نگاری فرماتے ہیں۔ مجھے آپ کی ان تمام باتوں سے کلی اتفاق ہے، لیکن دو پوائنٹ آپ ذہن میں رکھیں۔ ہم نے کبھی کسی مسلمان بادشاہ، شیخ، حکمراں اور ڈکٹیٹر کی کسی غیر اسلامی حرکت کی کبھی تعریف نہیں کی ہے، ہمیشہ ان حرکات شنیعہ پر نفرین بھیجی ہے اور ان سے براءت کا اظہار کیا ہے۔ ہماری تائید کے مستحق یہ شاہ اور شہزادے اور شیوخ نہیں، بلکہ علمائے حق ہیں جو کتاب وسنت کی پیروی خود کرتے ہیں اور اسی کی اشاعت کرتے ہیں۔ آپ کی ناراضگی کے اسباب دوسرے ہیں جن کی طرف میں اپنے سابقہ خطوط میں اشارے کرچکا ہوں۔ یہ علمائے کرام بھی اپنی حد استطاعت تک کلمہء خیر و نصیحت کرتے ہیں۔ احقاق حق اور ابطال باطل و منکر کا فریضہ ادا کرتے ہیں اور اصلاح احوال کی خاطر کئی دفعہ مصیبت اور تکلیف اور قید و بند تک بھی صبر و ثبات کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ ان کا نصب العین اصلاح ہوتا ہے، جبکہ آپ دوسری وجوہ سے اپنی بھڑاس نکالنا چاہتے ہیں۔ دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ آپ صدام اور شاہ حسن مراکش اور شاہ اردن جیسے کھلے اسلام دشمنوں کی مدح و توصیف کرتے ہیں اور کبھی ان پر کھلم کھلا تنقید کرنے کی توفیق آپ کو نہیں ہوئی۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو ہم کو خالص کتاب وسنت کی تعلیمات پر ایمان لانے اور نیک اعمال کی توفیق دے، واللہ اعلم بالصواب، ان اصبت فمن اللہ، وان اخطئت فمن نفسی، واللہ غفور رحیم۔ والسلام مع الاکرام۔

شفیق الرحمن شاہین، اولڈہم 10-04-96

مکتوب 11 از شفیق الرحمن شاہین صاحب

خ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

03-05-96

مکرمی و محترمی جناب محمد میاں مالیگ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر، طویل گرامی نامے کا شکریہ۔ میں اس سے قبل آپ کو جواب لکھ چکا تھا، اب مزید اٹھارہ بیس صفحات کا خط ملا جس میں لاطائل تکرار کی بھرمار ہے، میں اصولی جواب تو عرض کرچکا ہوں، اب آپ کے طریق کار اور رویئے کے بارے میں کچھ گذارشات

کروں گا۔ طویل نویسی اور تکراری بحث اور کج مناظرہ بازی کی جس ذہنیت میں آپ مبتلا ہیں، اس پر نفسیاتی ماہرین نے جو تجزیہ کیا ہے، اس کے مطابق اس طرح کا شخص شدید احساس کمتری میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس خبط کو دماغ کی وہ نوع قرار دیتے ہیں جسے Obsession اور Fixation کہتے ہیں۔ اس علت کا علاج قرآن میں یہ بتایا گیا ہے کہ فصل خطاب اور قول فیصل کی پریکٹس کی جائے۔ حدیث میں بھی اس علالت کا علاج موجود ہے، آیئے میں آپ کو فقیہ امت حضرت عبداللہ بن مسعود ص کی مجلس میں لے چلوں۔ ان کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ ہفتے میں ایک دن دل پذیر وعظ فرمایا کرتے تھے جو دلوں کو پگھلا دیتا تھا اور بہت ہی اثر انگیز ہوتا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہفتے میں دو تین دن لیکچر دیا کریں، فرمایا نہیں، آپ لوگ اکتا جائیں گے، بور ہوں گے اور Fedup ہونے کا خطرہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے وقفے وقفے سے وعظ و نصیحت اور تذکیر ہونی چاہیے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے، لاتنفروا، دین سے رغبت اور میلان پیدا کرو، نہ کہ بیزار اور متنفر کرو (بخاری)۔

جنگ لندن میں ایک مضمون شائع ہوا، علاوہ ازیں مجلہ الدعوہ جو ہمارے مجاہدین کا رسالہ ہے، اس کے دو شمارے اور ایک مضمون آپ کے مطالعے کی خاطر ارسال کر رہا ہوں۔ کیونکہ ان کی بنیاد قرآنی تعلیمات پر ہے۔ اس پر میرا مختصر اور جامع تبصرہ یہ ہے کہ No more, no less یہی فرمان رسالت کے مطابق ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں، "خبردار! میرا وہ حال نہ کرنا جو اہل کتاب نے حضرت عیسیٰ ں کو خدا کا بیٹا بنا کر کیا۔ میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، بس"۔ آپ نے میرے نام کے جزیا تخلص پر جو بچکانہ اعتراض کیا ہے، اس کی بابت عرض ہے کہ شاہین کی جو بیجابی اور صوابی خصوصیات ہیں، یعنی لپکنا، جھپٹنا، لہو گرم رکھنے کا بہانہ، وہ اپنے میں پیدا کرنے کی خواہش ہے۔ اقبال کے بے شمار اشعار میں اسی شان کی طرف تلمیح ہے مثلاً، کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ، تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر۔ طول کلامی سے بچتے ہوئے مزید امثلہ درج نہیں کرتا، وقت ملے تو سورہ ء کہف کے آخری رکوع کا مطالعہ ترجمے کے ساتھ ضرور کریں،

والسلام، دعا گو، شفیق الرحمن شاہین، اولڈھم 96-05-03

جوابِ مکتوب 11 از محمد میاں مالیگ صاحب

خ

۸۶<

30-06-96

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین!

سلام مسنون، خیریت مطلوب و مدعو، ۱۰ اپریل ۹۶ءء کا مرقوم آپ کا عنایت نامہ مجھے بروقت مل گیا تھا۔ غالباً اسی دن یا اس سے ایک دو دن

آگے پیچھے میرا بھی دوسرا خط آپ کو مل چکا ہے جس کی وصولی کی اطلاع آپ نے مجھے ۳ مئی کے اپنے خط میں دی ہے۔ اس لئے توفیق خداوندی سے آپ کے ان دونوں خطوط کے مندرجات سے متعلق اپنے تاثرات ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ کاش! آپ مجھے میرے پیش کردہ سوالات و اشکالات کے حسب وعدہ جواب عنایت فرماتے۔ آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "میں نے سابقہ خطوط میں جو گذارشات کی ہیں، ان میں کوئی ضروری اضافہ خیال نہیں کرتا"۔----- تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ میرے بھائی! میں نے آپ کے ارشادات کے جواب میں شرک و بدعت وغیرہ کے تعلق سے جو سوالات و اشکالات پیش خدمت کئے ہیں، ان کے جوابات آپ نہ دیں گے تو پھر کون دے گا؟ دیکھئے ناں! مولانا عبد الاعلی صاحب درانی نے آپ کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی تھی کہ شرک و بدعت کے تعلق سے میرے خدشات و اعتراضات کے شافی و کافی جواب مرحمت فرما کر مجھے مطمئن فرمائیں۔ لیکن آپ ہیں کہ مجھے مطمئن کرنے کے بجائے خود سوالات کے ایسے دلدل میں پھنس گئے ہیں کہ گلو خلاصی کی کوئی سبیل نہ پاکر مزید گفت وشنید سے ہی پہلو تہی کرنے لگے ہیں۔ تو آپ کا یہ اقدام کیا احقاق حق و ابطال باطل سے گریز کے مترادف نہیں؟ درآں حال کہ آپ علم حدیث میں بہت پکے اور قرآن پاک کو آنکھیں کھول کر پڑھنے کے مدعی بھی ہیں۔ اس لئے ایسا لگتا ہے کہ جیسے کسی نے آپ کو ہی مخاطب کر کے کہا ہے کہ ؎

عرض مطلب سے جھجک جانا نہیں زیبا تجھے نیک ہے نیت اگر تیری تو کیا پروا تجھے

بندہ ء مومن کا دل بیم وریا سے پاک ہے قوت ہرما سوا کے سامنے بے باک ہے

اس کے بعد آپ میری تحریروں کا نفسیاتی تجزیہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "میں آپ کو صاف صاف بتا دوں کہ براہ راست قرآن و سنت سے راہنمائی حاصل کرنے کی بجائے جو لوگ رجال کو معیار حق و باطل مانتے ہیں، ان کے عقیدے میں کج روی پیدا ہو جاتی ہے"۔----- تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ قرآن و سنت سے براہ راست رہنمائی حاصل کرتے ہوئے میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو شاہد، اکبر، محمد، غیب کا عالم، وسیلہ، شفیع، سفارشی، رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین سمجھتا ہوں جبکہ آپ قرآن و سنت کے بجائے رجال و عباد اور ابشار وابناد، ابن تیمیہ، محمد بن عبد الوہاب نجدی اور شاہ اسمٰعیل دہلوی وغیرہ وغیرہ کو معیار حق و باطل مانتے ہوئے محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے ان تمام صفات کے تسلیم کو "شرک وبدعت" قرار دیتے ہیں۔ لہذا انصاف سے کہئے کہ عقیدے کے خصوص میں کج رو، بد عقیدہ اور گمراہ وضال میں ہوا یا آپ؟ قرآن پاک اور احادیث کریمہ کا مفہوم ہے کہ، کائنات کے سارے درختوں کے قلم اور سارے سمندروں کی سیاہی اور روشنائی بنا لی جائے، تب بھی خداوند کریم کی عظمت و جبروت اور کبریائی کا بیان مکمل نہیں لکھا جاسکتا، ہرگز نہیں لکھا جاسکتا، کبھی نہیں لکھا جاسکتا، بلکہ ان کی امثال اور بھی پیدا کر لی جائیں تب بھی نہیں لکھا جاسکتا (۱۸:۱۰۹)۔ لیکن آپ حضرات ہیں جو علی الاعلان یہ لکھتے ہیں کہ بریلویوں نے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو خدا سے بھی بڑھا دیا ہے۔ بالکل تازہ ثبوت درکار ہو تو، جولائی ۹۶ء کے جنگ لندن میں "حق بات کی گواہی" کے تحت زاہد صاحب سعید کے مراسلے میں ملاحظہ کیجئے۔ تو کیا آپ حضرات کا یہ لغو، فضول اور بیہودہ عقیدہ قرآن و سنت کے عین مطابق ہے؟ صحیح اور درست ہے؟ قرآن و حدیث پاک سے

براہ راست رہنمائی حاصل کرنے اور رجال کو معیار حق وباطل نہ سمجھنے کے مدعی میرے بھائی !

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) " میں نے جب آل محترم کی کج عقیدگی کا منبع اور سرچشمہ Main source تلاش کرنے کی کوشش کی تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ سب اس تقلید اعمیٰ کا اثر ہے جو آپ کو ایک ایسے شخص سے ہے جو محبت رسول کے بھیس میں غلو عقیدت اور مبالغہ آرائی میں تمام حدود پھلانگ گیا"۔----- تو اس کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ بریڈفورڈ کے ہفت روزہ راوی نے ۱۹۹۴ء میں اپنے اداریے میں مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ عید کے موقع پر اپنے بچوں کو مٹھائی تقسیم کیا کریں، تاکہ بچپن سے ہی ہمارے بچوں کا مساجد سے رابطہ استوار رہے اور انہیں احساس رہے کہ مساجد سے بھی سکولوں کی طرح ہمیں تحائف ملتے ہیں۔ لیکن اہل حدیث مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی کو یہ مفید مشورہ پسند نہ آیا، لہذا اپنا "درد دل" سناتے ہوئے انہوں نے تحریر فرمایا کہ برطانیہ کی مساجد تو عام طور پر "شرک وبدعات" کے اڈے بنی ہوئی ہیں، لہذا مدیر راوی کو چاہئے کہ مساجد سے مٹھائی تقسیم کرنے کا لغو مشورہ دینے کی بجائے شرک وبدعات کو مٹانے کا مشورہ دیں۔ اس کے بعد میں نے لب کشائی اور قلم جنبانی کی، کہ مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی کے عقیدے کے مطابق تو ساری کائنات سے ایک انسان اور ایک بشر ورجل بھی ایسا نہیں مل سکتا، ہرگز نہیں مل سکتا، کبھی نہیں مل سکتا جس نے شرک وبدعات کا صریحاً ارتکاب نہ کیا ہو۔ لہذا مولانا درانی صاحب کا اپنی مساجد کو شرک وبدعات سے مبرا اور پاک قرار دینا کیوں اور کیسے صحیح اور درست ہو سکتا ہے؟ اس گفتگو کے بعد مجھے کوئی جواب نہ دیتے ہوئے درانی صاحب نے آپ کے حوالے اور سپرد کر دیا۔ آپ کے پاس میری تحاریر موجود ہیں، آپ ان کو پھر سے پڑھیں۔ میرے بہترین علم کے مطابق ان میں تو میں نے یقینا از خود ایک مرتبہ بھی کسی ایسے شخص سے اپنی عقیدت ومحبت کا کوئی اظہار نہیں کیا ہے جو محبت رسول کے بھیس میں غلو، عقیدت اور مبالغہ آرائی کی تمام حدود پھلانگ گیا ہو۔ اس لئے تعجب اور دکھ اور افسوس ہے کہ قرآن واحادیث سے براہ راست رہنمائی حاصل کرنے کے مدعی میرے بھائی ! آپ کیوں اور کیسے؟ مجھ پر یہ جھوٹا، لغو، بے سروپا اور غلط الزام عائد کر رہے ہیں کہ میں کسی نعت خواں کا مقلد اعمیٰ ہوں، تو کیا توحید خالص یہی سبق دیتی ہے کہ مومنین فضائل رسالت پر الٹے سیدھے جیسے بھی الزامات چاہو عائد کرتے چلے جاؤ، تمہارے لئے سب کچھ جائز اور روا ہے؟ کیا حضور افضل ﷺ کو افضل البشر سمجھنا میرے پیارے امام احمد رضا کی اندھی تقلید ہے؟ ہمارے پیارے آقا ﷺ کو شاہد، نذیر، بشیر، وسیلہ، شفیع، سفارشی، غیب کا عالم، خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین ماننا شرک اور بدعت ہے؟ مدینے کے چاند ﷺ کی یافت کے سبب وجب الشکر علینا مادعیٰ للہ داع کا اظہار بریلویت ہے؟ آخر آپ ان سوالات کے جواب کیوں نہیں مرحمت فرماتے میرے پیارے بھائی ! کہ شکوہ بیجا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور۔

سیدنا امام احمد رضا کے دامن پر شرک وبدعت کا کوڑھ دکھانے والے میرے موحد بھائی ! آپ کے بدن کا یہ کوڑھ آپ کی موٹی موٹی آنکھوں کو کیوں نظر نہیں آتا؟ کہ ۲۷ جولائی ۱۹۹۵ء کے اپنے ہی خط میں غیر اللہ کو قادر کریم ماننے کو شرک بھی لکھ رہے ہیں اور اپنے ہی خطوط میں دھڑلے سے حضور اعظم ﷺ کو کریم بلکہ اکرم بھی قرار دے رہے ہیں۔ پھر بھی مجرم صرف بیچارہ امام احمد رضا، آخر ایسا کیوں؟ یعنی صرف احمد رضا

ہی گنہگار کیوں؟ آپ کیوں بگلا بھگت کے بگلا بھگت ہی رہے؟ کوئی موحد خالص اگر یہ دعویٰ کرے کہ خداوندکریم حضور اکرم ﷺ کو قرآن پاک میں رحمۃ للعالمین قرار دے کر تمام حدود کو غلو، عقیدت اور مبالغہ آرائی میں پھلانگ گیا ہے، اس لئے کہ قرآن پاک میں ہی خود اپنا تعارف "رب العالمین" کہہ کر کرا رہا ہے اور حضور ﷺ کا "رحمۃ للعالمین" کہہ کر۔ اس لئے ثابت ہوا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو اس نے اپنا "منصب الوہیت" عطا فرما دیا ہے۔ تو آپ اس شخص کی تصدیق کریں گے یا تکذیب؟ تردید کریں گے یا تصویب؟ واضح ہو کہ یکم ستمبر ۱۹۹۵ء کے اپنے خط میں میں پہلے بھی آپ سے یہ سوال کر چکا ہوں، لرزتے لرزتے، ڈرتے ڈرتے، کانپتے کانپتے، لیکن آپ نے آج تک مجھے اس کا کوئی بھی جواب عنایت نہیں فرمایا ہے۔ تو کیا توحید و سنت کا یہی تقاضہ ہے؟ کیا یہی کردار ایک موحد خالص کے شایان شان ہے؟ آخر آپ اس سوال کا جواب کیوں نہیں دے رہے ہیں؟

اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "قبل تقسیم ہند و پاک یہ شخص (سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) بنیادی طور پر نعت خواں تھا"۔----- اس لئے آپ سے پھر میرا سوال ہے کہ نعت خوانی کفر ہے؟ شرک ہے؟ بدعت ہے؟ حرام ہے؟ ناجائز ہے؟ یا کیا ہے؟ آخر آپ کو نبی کا کلمہ پڑھنے، قرآن و سنت کے حامل ہونے اور شرک و بدعت سے لاتعلق ہونے کے مدعی ہونے کے باوجود نعت شریف سے چڑ کیوں ہے؟ آپ اس سے جلتے کیوں ہیں؟ کیا دنیا کی سب سے اچھی، سب سے سچی اور سب سے زیادہ مبارک کتاب قرآن پاک میں خود خداوندکریم کی نعت خوانی نظر نہیں آتی آپ کو؟ پھر صرف بیچارہ امام احمد رضا ہی قابل گردن زدنی کیوں؟ کیا انبیائے کرام ں بھی حضور اکرم ﷺ کی نعت خوانی کرتے ہوئے نہیں چلے آئے تھے؟ تو کیا آپ انبیائے کرام ں سے بھی بڑے موحد ہیں؟ اور آپ کی توحید کیا ان تمام سے بھی زیادہ پختہ ہے؟

آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "ہمارے نبیء کریم ﷺ کو شاعر بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا، کیونکہ شعراء عموماً فی کل واد یہیمون ہوتے ہیں اور ان کے قول و فعل میں تضاد ہوتا ہے، اور یہ قرآنی تعلیم کے خلاف ہے"۔----- اس لئے آپ سے پھر سوال ہے کہ کیا ڈاکٹر، وکیل، انجنیر، بیرسٹر، مولوی، حافظ، قاری، پروفیسر، پی ایچ ڈی، مدیر، بادشاہ، خطیب، سفیر، کسان، تاجر اور فاضلان مدینہ یونیورسٹی وغیرہ قول و فعل میں تضاد کا شکار نہیں ہوتے؟ جو کچھ بولتے ہیں سوفی صد اس پر عمل بھی ضرور کرتے ہیں؟ پھر حدیث و سیرت میں بہت پکے میرے بھائی! نبیوں اور رسولوں کے بعد کائنات کے افضل ترین رجال و ابشار اور ابناد و عباد، حضرات صحابہء کرام ث اگر شاعری فرماتے یا اشعار سنتے اور سناتے ہوں یا بعد از خدا کائنات کے افضل ترین بشر و رجل، عبد اور بندے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اگر اشعار سننے یا سنانے کی فرمائشیں کرتے ہوں تو کیا اشعار سننا اور سنانا جائز یا مباح یا سنت نہیں بن جاتا؟ بدعت ہوتا ہے؟ جہنمی کام ہوتا ہے؟ دوزخی فعل ہوتا ہے؟ یا کیا ہوتا ہے؟ واضح فرمائیں۔ حضرت حمزہ صکی حقیقی بہن، حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ ص، کفار مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر مکے سے مدینہ ہجرت کرنے والے سب سے بڑے خاندان گھرانہء عبداللہ بن جحش ص کے ایک نابینا فرد حضرت ابواحمد ص اور حضرت حسان بن ثابت ص کیا مسلمان ہو جانے کے بعد بھی شاعری نہ

فرماتے تھے؟ بلکہ حضرت حسان بن ثابت ص کے لئے مسجد نبوی شریف میں حضور اقدس ﷺ منبر شریف کیا نہ بچھواتے تھے؟ بلکہ اللّٰھم ایدہ بروح القدس کے دعائیہ الفاظ ان کی نعات پاک سن سن کر کیا نہ فرمایا کرتے تھے؟ کیا کتب سیر میں نہیں موجود؟ کہ ایک مرتبہ جناب رحمۃ للعالمین ﷺ نے بذات خود حضرت بوطالب کے نعتیہ اشعار سننے کی خواہش کا اظہار کیا تو خلیفہ ء راشد حضرت علی ص نے آگے بڑھ کر اس فرمائش کو پورا کیا تھا۔ ان کے ایک دو شعر آپ بھی سن ہی لیجئے ۔

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامیٰ وعصمۃ للارامل یلوذ بہ الھلاک من آل ہاشم فھم عندہ فی نعمۃ وفواضل

بلکہ میرے بھائی! اپنے ۲۸ نومبر ۹۵ءء کے خط میں خود آپنے بھی اس حقیقت کی تائید کی ہے یا نہیں؟ کہ مدینے شریف کے ثنیات الوداع سے جب آفتاب رسالت اور ماہتاب نبوت ﷺ طلوع ہونے لگا تو عالم گیتی کے اس سنہرے، زرین، والہانہ، عدیم النظیر اور فقید المثال استقبال کے موقع پر حضرات صحابہ ء کرام ث مع دف کے اپنی چھوٹی چھوٹی مدنی بچیوں سے خود وہ اشعار پڑھوا رہے تھے جنہیں انہوں نے یقینا پہلے سے لکھ رکھا تھا، اور حضور انور ﷺ جنہیں خود سن رہے تھے ۔ بلکہ قرآن کو آنکھیں کھول کر پڑھنے والے اور حدیث میں بہت پکے میرے بھائی! کیا آپ کو علم نہیں؟ کہ مسجد نبوی شریف کی تعمیر کے وقت خود حضور افضل ﷺ ۔

اللّٰھم لا عیش الا عیش الآخرۃ فاغفر الانصار والمہاجرۃ

اور جنگ احد میں اپنے شہید کر دیئے جانے کی جھوٹی افواہ کے جواب میں ۔

انا النبی لاکذب انا ابن عبد مطلب

پڑھ رہے تھے ۔ اس لئے تعجب اور افسوس اور دکھ ہے کہ موجودہ دور کے نمرودوں، شدادوں، فرعونوں، یزیدوں اور منکرین فضائل رسالت سعودیوں سے بے سرو سامانی کے عالم میں بھی ساری زندگی برسرپیکار رہنے والے صرف بریلی شریف کے مومن فضائل رسالت میرے پیارے امام احمد رضا کو ہی آپ نعتیہ اشعار لکھنے پر کیوں کوس رہے ہیں؟ دوسرے حضرات آپ کی نظر کرم سے کیوں محروم رہ گئے ہیں؟ ۔

شاہین کسی وضع پہ قائم بھی تو رہیئے یہ کیسی روش ہے کہ یہاں اور وہاں اور

بلکہ لگے ہاتھوں میرے اس سوال کا سامنا بھی کرتے چلئے کہ بلا شبہ حضور ﷺ کو مولیٰ تعالیٰ نے شاعر بنا کر نہیں بھیجا تھا، لیکن کیا "نثار یا ناثر" بنا کر بھیجا تھا؟ اگر بھیجا تھا تو ثبوت پیش کیجئے کہ آپ نے کتنے مراسلات، کتنے

مضامین اور کتنی کتابیں لکھی ہیں؟ کتنے روزنامے، کتنے ماہنامے اور کتنے ہفت روزے آپ کی ادارت میں شائع ہوتے تھے؟ یا اگر ثبوت میسر نہیں تو ثابت کیجئے کہ جنگ لندن یا الدعوہ لاہور میں مراسلات و مضامین و اخبارات شائع کروانا، کتابیں لکھنا، روزنامے، ماہنامے اور ہفت روزے

نکالنا کیوں بدعت، کیوں

شرک، کیوں جہنمی اور کیوں دوزخی کام نہیں؟ میرا خیال ہے کہ میرے اس سوال کا جواب حسب عادت

آپ ہرگز ہرگز نہیں دیں گے۔ بقول رئیس امروہوی ؎

توجہ وہ کریں مبذول ہم پر ہماری یہ دعا مقبول کیا ہو

کہ ان حضرت کی ہم اہل وفا پر توجہ ہی نہیں مبذول کیا ہو

تو کہئے کہ اس موقع پر میں نے آپ کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ رئیس امروہوی ؎ کو اگر آپ واقعی مانتے ہوں تو سنئے، وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ؎

شکنجے میں غیروں کے جو آگیا بہادر سہی پھر بھی کمزور ہے

جو پکڑا نہ جائے وہ ہے بادشاہ جو پکڑا گیا بس وہی چور ہے

لیکن ٹھہریئے! کیا میں توقع کروں کہ آپ سے متعلق میرا یہ سوء ظن ہرگز ہرگز درست نہیں اور آپ میرے ہر ہر سوال کا نقد جواب ضرور عنایت فرما ئیں گے؟ آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں۔ بقول شیخ سعدی ؎

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است شاید پلنگ خفتہ باشد

آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "علاوہ ازیں، قرآن میں شاعروں کی مذمت Condemnation کے علاوہ خود رسول اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں بیہودہ شرکیہ، بدعیہ، فضول شعر خوانی سے منع فرمایا ہے"۔----- اس لئے یہاں بھی آپ سے میرا سوال ہے کہ نعت خوانی کو بدعت اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو جہنمی اور دوزخی ثابت کرنے والے آپ کے اس طرز استدلال کی روشنی میں اگر رشدیء ملعون و مردود بھی قرآن پاک کی آدھی آیت پیش کرتے ہوئے یہ کہے کہ خدا کی قسم سید احمد رائے بریلوی، شاہ اسمٰعیل دہلوی، ڈپٹی نذیر احمد، ثناء اللہ امرتسری، احسان الٰہی ظہیر، محمود احمد میرپوری، محمد بن عبدالوہاب نجدی، ابن تیمیہ بلکہ چھوٹے بڑے تمام اہل حدیث بلکہ کائنات کے تمام کے تمام ہی انسان خواہ موحد ہوں خواہ مشرک، خواہ بریلوی ہوں خواہ نجدی، گھاٹے اور خسارے میں ہیں۔ اس لئے کہ قرآن میں صاف صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ (مفہوم) "قسم ہے زمانے کی تمام ہی انسان خسارے میں ہیں" (۱۰۳:۲) صدق اللہ العظیم، تو بتائیے کہ آپ اسے کیوں قبول و منظور نہ کریں گے؟

کیوں رد کر دیں گے؟ اس لئے کہ یہ بھی تو اس بات کے ثبوت میں آپ کی ہی طرح قرآن پاک کی آیت کا آدھا متن پیش کر رہا ہے۔ تو کیا ہم اور آپ اس کی تکذیب کر سکتے ہیں؟ اس کو جھٹلا سکتے ہیں؟ دراصل میرے بھائی! عیار و مکار یہودیوں نے مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے اور مسلمانوں کو مسلمانوں سے ہی لڑانے کے لئے بہت سے مسلمانوں کو خریدا، جنھوں نے اپنی وفا داری کا ثبوت دیتے ہوئے بڑے بڑے علماء کے ذریعے مسلمانوں کے سب سے بڑے اور سب سے اہم "مرجع عقیدت والفت و محبت" حضور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک کو ہی "موضوع اختلاف" بنا کر ان سے عقیدت والفت و محبت کے ایک ایک عقیدے اور ایک ایک عمل کو "شرک و بدعت" قرار دینا شروع کر دیا۔ جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کی عمارت میں زبردست شگاف اور دراڑیں پڑیں اور جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی قرار دینے والے علماء اور حکمرانوں کو یہودیوں کی دولت مشترکہ سے بے حساب وکتاب و عذاب و عتاب بے انتہا دولتیں اور حکومتیں ملنے لگیں۔ حضرت علامہ اقبال ؒ نے یہودیوں کے اس منصوبے کو یوں بیان فرمایا ہے ؎

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج ملا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو

لیکن اگر آپ میرے ان خیالات سے متفق نہیں تو جواب عنایت فرمائیے کہ آج ساری دنیا میں وہ علماء اور وہ مسلمان ہی کیوں انتہائی مظلومی اور غربت و نکبت کی زندگی بسر کر رہے ہیں؟ جو "پرانے عقیدہ و عمل" کے حامل ہیں اور وہ علماء اور وہ لوگ کیوں ایشیاء، یورپ، امریکہ، افریقہ اور آسٹریلیا میں بے انتہا دولت وثروت کے مالک ہیں؟ جو نئے نئے عقائد اور نئے نئے اعمال کے حامل ہیں یا بالفظ دیگر پرانے عقائد اور پرانے اعمال کے حامل مسلمانوں کو مشرک، بدعتی، جہنمی اور دوزخی ہونے کی بے انتہا اور بے شمار اور لگاتار گالیاں دے دے کر ساری دنیا میں گاوں گاوں اور قریئے قریئے اور شہر بہ شہر مسلمانوں کو مسلمانوں سے ہی لڑانے کے ثواب کما رہے ہیں اور اس سے کسی صورت بھی باز نہیں آرہے ہیں۔ تو کیا یہ لوگ لکم دینکم ولی دین پر عمل کر کے زندہ نہیں رہ سکتے؟ میرے بھائی! ان اجمال و سطور کو لکھتے ہوئے میں محسوس کر رہا ہوں کہ میری یہ باتیں آپ کو سخت ناگوار گذر رہی ہوں گی۔ اس لئے ان کے مداوے کے لئے چند مثالیں پیش کر کے اپنا مقدمہ آپ کی عدالت میں پیش کر رہا ہوں، اس امید کے ساتھ کہ آپ ابھی ابھی ہی چونکہ تازے تازے جماعت اہل حدیث سے منسلک ہوئے ہیں، اس لئے ضرور غور فرمائیں گے کہ میری ان باتوں میں کوئی وزن و صداقت ہے یا نہیں؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ مولیٰ تعالیٰ خالق کائنات نے انسان بلکہ تمام حیوانات کو بھی ایسا اور اتنا مجبور بنایا ہے کہ غیر اللہ کی مدد کے بغیر ان کا زندہ رہنا اگر محال نہیں تو ناممکن ضرور ہے۔ انسان پیدا ہوتا ہے تو بذات خود نہ چل سکتا نہ کھا پی سکتا ہے نہ کوئی اور کام کر سکتا ہے۔ یہ قدم قدم پر

غیروں کی امداد کا محتاج ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اپنے اور غیر ہر ایک قدرتی طور پر چھوٹے بچوں سے بلکہ تمام مجبوروں سے محبت کرتے اور حسب مقدور ان کی مدد کرتے ہیں۔ لیکن منکرین فضائل رسالت نے رءوف رحیم، رحمۃ للعالمین ﷺ سے امداد طلبی کو "شرک" قرار دینے کے لئے اپنی طرف سے یہ غلط بلکہ ناممکن العمل "عقیدہ اور اصول" گھڑا کہ غیراللہ سے مدد طلب کرنا شرک ہے۔ حالانکہ اچھی طرح دیکھتے اور سمجھتے ہیں کہ کائنات میں ایک انسان بھی ایسا نہ ہوا نہ موجود ہے نہ ہو گا جس نے غیراللہ سے مدد نہ طلب کی ہو، حتیٰ کہ خود بھی برطانیہ، امریکہ اور اقوام متحدہ سے ساری دنیا کے سامنے یعنی ٹیلی ویژن میں مدد طلب کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ پھر بھی ضد اور ہٹ دھرمی کی حد ہو گئی کہ خود کو موحد خالص ہی سمجھتے ہیں۔ تو کیا ان کے اس عمل اور عقیدے کا نہایت ہی واضح اور صاف ستھرا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ حضور ﷺ کو تو "مدد کرنے کا الوہی منصب" نہیں حاصل، لیکن امریکہ، برطانیہ اور اقوام متحدہ کو ضرور ضرور حاصل ہے؟ معاذ اللہ، استغفراللہ۔ یا اگر میرا یہ استدلال غلط ہے تو آپ میری مدد فرمائیں، لیکن ایسی کہ پھر غیراللہ کی عبادت بھی جائز نہ بن جائے دو خانوں میں تقسیم ہو کر۔

دوسری بات یہ کہ منکرین فضائل رسالت نے "عید میلاد پاک" کو بدعت، جہنمی اور دوزخی کام ثابت کرنے کے لئے یہ غلط اور ناممکن العمل "عقیدہ اور اصول" وضع کیا کہ جو عمل صحاح ستہ سے ناثابت ہو وہ بدعت ہے۔ حالانکہ پوری کائنات سے ایک انسان بھی ایسا نہیں مل سکتا، ہرگز نہیں مل سکتا، کبھی نہیں مل سکتا جس کی سوفی صد زندگی صحاح ستہ کے مطابق ہی گذری ہو، یا اگر میں غلط سمجھ رہا ہوں تو میری ہدایت فرمایئے، ممنون ہوں گا۔ تیسری بات یہ کہ راوی نمبر ۷۰ میں مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی نے برطانیہ کی مساجد میں ہونے والے شرک و بدعات کی فہرست میں "غیراللہ کے ذکر" کا بھی اندراج کیا ہے، حالانکہ قرآن پاک کی اکثر و بیشتر آیات میں نہ صرف غیراللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر موجود ہے بلکہ آیات نمبر ۱۹:۲ + ۱۹:۱۶ + ۱۹:۴۱ + ۱۹:۵۱ + ۱۹:۴۵ + ۱۹:۵۶ + ۳۸:۱۷ + ۳۸:۴۱ + ۳۸:۴۵ + ۳۸:۴۸ + ۲۱:۴۶ میں حضرات زکریا، مریم، ابراہیم، موسیٰ، اسمٰعیل، ادریس، داود، ایوب، یعقوب، اسحٰق، الیسع، ذوالکفل اور اخائے عاد جیسے محترم و معظم غیراللہ کا ذکر کرتے رہنے کی تلقین و ترغیب اور تعلیم موجود ہے۔ لہذا آپ ہی فیصلہ صادر فرمائیں کہ اگر واقعی غیراللہ کا ذکر کرنا شرک و بدعت ہوتا، تو کیا اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اس کا حکم دیتا؟ امر فرماتا؟ اور یہ بھی غور فرمایئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنا چاہیئے یا مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی کے خیال شریف پر؟

چوتھی بات یہ ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے انسان کی جبلت میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ یہ بہت سی چیزوں سے ڈرتا ہے اور بہت سی چیزوں سے نہیں ڈرتا۔ کوئی انسان کتنا ہی بہادر بلکہ کتنا ہی بڑا موحد کیوں نہ ہو، خالی ہاتھوں شیر کے پنجرے میں جانے، چنکبرے زہریلے سانپ کو پکڑنے، آگ میں کودنے، بجلی کو چھونے اور زہر ہلاہل کو پینے کی جراءت و ہمت نہیں کر سکتا۔ لیکن ۴ جنوری ۱۹۹۶ء کے جنگ لندن میں ڈڈلی کی اہل حدیث مسجد کے ایک جلسے کی روداد شائع ہوئی ہے جس میں ایک اہل حدیث مقرر نے برطانیہ کے تمام معروف اہل حدیث علماء کی موجودگی میں کہا ہے کہ "غیراللہ سے ڈرنا شرک ہے"۔ تو کیا دنیا میں کوئی ایسا انسان مل سکتا ہے جو آگ، بچھو، سانپ، صدام حسین، بجلی اور زہر جیسے غیراللہ سے نہ ڈرتا ہو؟ میرے خیال سے تو یہ بیان ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ بیمار پڑنا یا سوجانا یا زندہ رہنا شرک ہے، یا اگر مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو رہی ہو تو

اسی کی نشان دہی فرما دیں۔ پانچویں بات یہ ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیا ہے کہ میری بارگاہ تک رسائی کے لئے وسیلہ تلاش کرو (مفہوم ۵:۳۵)، لیکن منکرین فضائل رسالت ہیں جو اللہ کی سب سے زیادہ محبوب مخلوق، افضل البشر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے بارگاہ صمدیت میں رسائی حاصل کرنے کی کوشش کو تو شرک قرار دیتے ہیں، لیکن دوسری مخلوقات نماز، روزے، حج وزکوٰۃ اور شریعت کی پابندی کے وسیلے سے جائز و مستحسن۔ تو کیا ان کی یہ حرکت خداوند کریم کو واقعی وحدہ لاشریک ماننے کے مترادف ہے؟ کیا ان کی ان حرکات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو تو الوہی منصب نہیں حاصل، لیکن نماز، روزے حج وزکوٰۃ اور شریعت کی پابندی کو ضرور حاصل ہے؟ خداوند کریم آپ کو جواب عنایت فرمانے کی توفیق بخشے۔

اور چھٹی بات یہ کہ منکرین فضائل رسالت کسی مخلوق سے قرآن و حدیث کا علم حاصل کرکے اپنے آپ کو تو بہت بڑا اور بہت کامل "عالم قرآن و حدیث" سمجھنے لگتے ہیں، اس عقیدے سے ان کے عقیدہء توحید میں نہ کوئی خلل واقع ہوتا ہے نہ کوئی بگاڑ، وہ موحد خالص ہی بنے رہتے ہیں۔ لیکن جیسے ہی کوئی "مومن صادق" اس عقیدے کا اظہار کرتا ہے کہ اللہ کے پیارے رسول ارواحنا فداہ ﷺ بھی عالم الغیب اللہ د سے "غیب کی خبریں" دینے والی کتاب قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرکے "غیب کے عالم" بن گئے ہیں، تو بلاچون وچرا فوراً ہی اسے "شرک کی ڈگری" عنایت فرما دیتے ہیں۔ تو منکرین فضائل رسالت کے یہ سارے ہی اعمال و عقائد واقعی طور پر کیا مومنین صادق کے بدن سے "روح محمد ﷺ" نکالنے کی کوشش کے مترادف نہیں؟

آج ۲۳ جون ۱۹۹۶ء کے جنگ لندن میں محترم تبسم عظیمی اور محمد افضل صاحبان پر آپ جس بری طرح برسے ہیں، اس کے پیش نظر کیا میں امید کروں کہ مجھے بھی منکرین فضائل رسالت کے خلاف لکھنے پر سخت سے سخت ترین سزا دیں گے؟ ایسی سزا کہ میں اسے مرتے دم تک نہ بھول سکوں۔ تو دیکھئے کہ میں آپ کو میرے اعتراضات و سوالات کے جواب لکھنے پر آمادہ کرنے کے لئے کیسے کیسے چمکار اور للکار رہا ہوں، لہذا

ع

اے شیخ! اپنی ذات کا کچھ تو ثبوت دے کیا ہے تری بساط؟ خدا را بساط کھول

کیوں آج تیرے دل کے دریچے ہوئے ہیں بند آنکھوں کی کھڑکیوں کو بصد احتیاط کھول

اور میرے سوالات کے جواب دیں۔ اس کے بعد آگے چلتے ہوئے آپ رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) " میں پسند نہیں کرتا کہ اپنے قرطاس کو ان اشعار سے ملوث کردوں جو مذکورہ نعت خواں نے مدح و منقبت میں گائے ہیں اور جو آج کل میلاد، عرس اور دیگر شرکیہ اور بدعیہ مذہبی تقریبات میں فلمی طرز پر لہک لہک کر موسیقانہ انداز میں پڑھے جاتے ہیں"۔-----تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ سیدی و مرشدی امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نعتیہ اشعار میں نے میلاد و اعراس اور گیارہویں شریف کی محافل میں ہزاروں مرتبہ نہیں تو سیکڑوں مرتبہ ضرور سنے

ہیں ۔ خدا گواہ ہے کہ ان کو سن کر جو لذت و سرور اور جو کیف و نشاط مجھے حاصل ہوتا ہے، ان کے بیان سے میں تو اپنے آپ کو قاصر پاتا ہوں ۔ جی چاہتا ہے کہ پڑھنے والا پڑھتا رہے اور میں ساری دنیا سے کٹ کر انہیں سنتا رہوں ۔ خصوصی طور پر لاکھوں سلام اور کروڑوں درود اور معراج شریف سے متعلق اور دربار اطہر کی حاضری کی تیاری سے پیشتر انہوں نے جو اشعار لکھے ہیں، میرے علم کے مطابق کم از کم "اردوئے معلی" میں تو ان کی نظیر ملنا مشکل ہے، کوئی مثل ہو تو مثال دیں ۔ لیکن ان کے بارے میں آپ کا یہ انکشاف کہ ان کو فلمی طرز پر لہک لہک کر موسیقی کے انداز میں پڑھا بلکہ گایا جاتا ہے، درآں حال کہ آپ ان مبارک محافل میں شریک ہونے کو ہی شرک و بدعت اور جہنمی و دوزخی کام سمجھتے ہیں، ایک ایسا افتراء اور ایسا الزام و بہتان ہے جس کا ثبوت آپ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک نہیں پیش کر سکیں گے ۔

رہ گئی بات ان اشعار کے شرکیہ و بدعیہ ہونے کی، تو میرے بھائی! جو بد نصیب اور محروم القسمت امتی حضور اکرم ﷺ کو کلمہ پڑھنے کے باوجود "افضل البشر" تک تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہو، غلام رسول اور غلام نبی بننے کو بھی شرک سمجھتا یا شرک سمجھنے والے شاہ اسمٰعیل دہلوی کو اپنا روحانی پیشوا سمجھتا ہو، اس سے بھلا ہم کیوں اور کیسے یہ امید رکھیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ کو "خدا کی عطا" سے عالمین کا رء وف رحیم تک تسلیم کر لے گا؟ یا اپنا مالک و مولیٰ؟ اس لئے ہمیں اس بات پر کوئی تعجب نہیں کہ آپ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نعتیہ کتاب حدائق بخشش شریف کو شرکیہ اور بدعیہ کتاب کیوں قرار دے رہے ہیں؟ درآں حال کہ آپ کی حالت تو یہ ہے کہ ؎

قطرہء شبنم میں بحر بیکراں تسلیم کر اور بحر بیکراں میں قطرہء شبنم نہ مان

یہ ترے ایمان کی تردید ہے تضحیک ہے رحمۃ للعالمیں کو مونس و ہمدم نہ مان

سرور عالم میں اک مخلوق سا دم خم نہ مان

میلاد پاک، اعراس و گیارہویں شریف کی مبارک محافل کو صرف صحاح ستہ میں ان کے ثبوت نہ ہونے کے سبب شرکیہ اور بدعیہ محافل قرار دینے والے میرے ضدی بھائی! بے نظیر بھٹو صرف اپنے خاندان کے چھوٹوں بڑوں کو ہی پورے پاکستان کی تمام دولتوں، تمام ملکیتوں، تمام عیشوں اور تمام عشرتوں بلکہ حکمرانی تک کا حقدار سمجھے بلکہ پاکستان کے تمام غرباء و عوام کو اپنا غلام و چاکر قرار دے تو آپ کو بڑا برا لگتا ہے، لہذا اسے خوب خوب جلی کٹی سناتے ہیں، لیکن کیا کبھی اپنے طرز عمل پر بھی غور فرمایا ہے آپ نے؟ کہ خود میں اور میری جماعت کتنی بڑی ڈکٹیٹر، کتنی بڑی ہلاکو اور کتنی بڑی چنگیز ہے ۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خدا توفیق بخشے تو آج رات کی تنہائی میں سارے عالم سے کٹ کر اپنے ضمیر سے دریافت کیجئے کہ، حضور انور ﷺ یا خلفائے راشدین ؓ کے زمانے میں منعقد ہونے والیں تیسری توحید و سنت کانفرنس، پانچویں سیرت کانفرنس، نویں ختم نبوت کانفرنس، سترہویں دعوت کانفرنس اور آج ۲۶ جون ۱۹۹۶ء سے صرف دس دن پیشتر ۱۶ جون کو برطانیہ کے اہل حدیث اور دیوبندی علماء کی مشترکہ ایجاد کردہ ایک بالکل نئی نئی بدعت قرآنک کمپٹیشن اور مسابقۃ القرآن کانفرنس کا صدر، خزانچی اور سٹیج سیکرٹری کون تھا؟ کون کون سے صحابہ اور کون کون

سے خلفائے راشدین ان کے مقربین اور منصفین تھے ث؟ پھر اس کے جواب میں صحاح ستہ میں اگر سناٹا محوس فرمائیں، خاموشی دیکھیں، تو قرآن کوآنکھیں کھول کر پڑھنے والے، احادیث میں بہت کامل میرے بھائی! دیانت داری سے جیسے میلا دپاک، اعراس وگیارہویں شریف کی محافل کو احادیث میں ان کے ثبوت نہ ہونے کے سبب بدعت اور دوزخی اور جہنمی کام قرار دے دیتے ہیں، ایسے ہی چودھویں صدی کی اختراع اور ابداع ان تمام کی تمام مبینہ بدعات کانفرنسوں کو بھی بدعت اور جہنمی اور دوزخی کام قرار دے دیں، تو اس آوازہ ء حق کے بلند کرنے پر میں سمجھوں گا کہ واقعی آپ اقبال کے شاہین کی صفات اپنے اندرپیدا کرنے کی نیت سے اپنے آپ کو مدینے کا کتا تو نہیں لیکن جنگل کا شاہین لکھتے ہیں، ورنہ گریہ نہیں تو بابا پھر سب کہانیاں ہیں، یا بالفاظ دیگر یہ کہ ۔

ہم نام نبی نام خدالیں بھی تو بدعت تم قتل خلافت بھی کرو تب بھی روا ہے

تم رشدی ء ملعون سے راضی رہو بلکہ تم بادشہی کرتے رہو تب بھی بجا ہے

یہ فیصلہ پیارے ہمیں منظور نہیں ہے اندھیر ہے اندھیر یہ دستور نہیں ہے

اس صورت میں تو بے نظیر بھٹو اور آپ حضرات کے طرز عمل میں ہمیں کوئی بھی فرق نظر نہیں آتا۔ جیسی وہ ہے بالکل ویسے ہی آپ حضرات بھی تو ہیں ۔ یا اگر میرے اس تجزیے میں کوئی بغض یا عداوت کارفرما نظر آتی ہو تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے تاکہ میں اپنی ہی اصلاح کرلوں ۔ آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "ہاں! میں دل پر جبر کرکے اس شخص کے ملفوظات جلد۳ صفحہ ۲۸ میں سے ایک حوالہ درج کرنے پر اکتفا کروں گا"۔----- پھر آگے ہبہ شدہ ایک لونڈی سے اپنے شیخ کے حکم پر ایک ولی اللہ کے جنسی حاجت پوری کرنے کا واقعہ نقل کرکے لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "ان خرافات کے بعد اس ظالم نے حد کردی لیکن پڑھنے سے پہلے استغفراللہ، معاذاللہ اور سینے پر پتھر رکھ لیں ۔ "انبیائے کرام ں کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں"۔ توکیا اس شخص پر اس اینٹی فحاشی ایکٹ کے تحت مقدمہ نہ چلایا جائے؟ جو قرآن کے اس قانون کے تحت چلنا چاہئے جو سورہ ء نور میں اس طرح بیان ہوا ہے، ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشہ --- الخ"۔-----تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ میں کتنی کتنی منت وسماجت اور عاجزی کے ساتھ آپ سے درخواستیں کرتا چلا جارہا ہوں کہ ہمارا موضوع سخن شرک وبدعت ہے، لہذا پہلے اس سلسلہ ء کلام کو مکمل فرمالیجئے۔ اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ تائید خداوندی سے میں سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تعلق سے بھی آپ سے ضرور گفتگو کروں گا، لیکن افسوس کہ آپ اصل موضوع کو بالائے طاق رکھ کر دوراز کار مباحث میں الجھ کر معلوم نہیں کیوں یہ سمجھ رہے ہیں کہ اس سے محمد میاں یا قارئین کرام مطمئن ہو جائیں گے۔ تو اس کو ضرب الامثال کی زبان میں بطور طنز وطعن کیا "ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ" نہیں کہتے؟

لیکن بہر حال جو کچھ آپ نے لکھا ہے اس کے بارے میں عرض ہے کہ آپ کی تحقیق وتفتیش اور تشخیص کے مطابق میں چونکہ قرآن

پاک آنکھیں کھول کر نہیں پڑھتا اور احادیث پاک میں بھی بہت کچا ہوں، اس لئے ڈرتے ڈرتے لکھ رہا ہوں کہ شاہ فیصل ایوارڈیافتہ مولانا ابوالحسن علی میاں صاحب ندوی کے اردو زبان کے سب سے زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ بہتر قرار دیئے گئے، جس ترجمہ وتفسیر قرآن کو شاہ فہد قرآن کمپلکس مدینہ منورہ شائع کر کے مفت تقسیم کر رہا ہے، اس میں " باغ فردوس کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاء وں والی ہمیشہ کی میراث فلاح پانے والے خوش نصیبوں کی فہرست میں نماز میں جھکنے والوں، نکمی باتوں پر دھیان نہ دینے والوں، زکوۃ دینے والوں، امانتوں اور اپنے قرار سے باخبر رہنے والوں اور نماز کی اہمیت کے پیش نظر نماز کی خبر رکھنے والوں کے تذکرے کے ساتھ ساتھ اپنی شہوت کی جگہ تھامنے والوں، لیکن اپنی عورتوں اور اپنے ہاتھ کے مال باندیوں پر اپنی شہوت کی جگہ نہ تھامنے والوں کا بھی تذکرہ ہے" (مفہوم، ۱۱تا۱:۲۳)۔ پھر اس کے حاشئے میں ہے کہ (مفہوم) "اپنی منکوحہ عورت یا باندی کے سوا کوئی اور راستہ قضائے شہوت کا ڈھونڈے وہ حلال کی حد سے آگے نکل جانے والا ہے" (ص ۴۵۵)---۔ بلکہ بالکل اسی سے ملتا جلتا بیان اللہ تبارک وتعالیٰ کے قرآن پاک (۳۵تا۲۲:۷۰) میں بھی ہے، اور اس کے درج بالا قرآنی ترجمہ وتفسیر میں بھی (ص ۷۵۵)۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جن عورتوں سے نکاح کے حرام ہونے کی فہرست (۲۳:۴) میں بیان فرمائی ہے، اس میں واضح لفظوں میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ (مفہوم) "اور خاوند والی عورتیں، مگر جن کے مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ، حکم ہوا اللہ کا تم پر" (۲۴:۴)۔ پھر اس کے حاشئے میں ہے کہ (مفہوم) "اگر کوئی عورت خاوند والی تمہاری ملک میں آجائے تو وہ اس حکم حرمت سے مستثنیٰ ہے اور وہ تم پر حلال ہے، گو اس کا خاوند زندہ ہے اور اس نے طلاق بھی اس کو نہیں دی ہے" (ص ۱۰۵)---۔ پھر آپ نے مجھے سگ مدینہ کے عدم جواز کے ثبوت میں دسمبر ۹۵ء کے ماہنامہ الدعوہ لاہور کے جو صفحے اکیس بائیس پھاڑ کر بھیجے ہیں، ان میں ایک حدیث درج ہے کہ (مفہوم) "ہمارے لئے بری مثال نہیں ہے وہ آدمی جو اپنے ہبہ میں رجوع کرتا ہے (یعنی کوئی چیز کسی کو ہمیشہ کے لئے دے دیتا ہے لیکن پھر اسے واپس لے لیتا ہے) اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کی طرف رجوع کرتا ہے (یعنی قے کرنے کے بعد اس کو چاٹتا اور کھاتا ہے)" (بخاری ۲۶۲۳،۱۴۴:۳، احمد۱:۲۱۷، ترمذی ۵۹۲:۳، نسائی مع حاشیہ سندھی ۱۱۷:۲)۔--- لہذا ان قرآنی حوالہ جات کے دوبارہ مطالعے کے بعد جواب عنایت فرمائیے کہ اس خصوصی بحث میں آپ سچے ہیں یا اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرآن؟ یہ سوال اس لئے ہے کہ آپ تو ایک ہبہ شدہ لونڈی سے اپنی شہوت کو پوری کرنے کے واقعے کا ذکر کرنے والے مظلوم امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خرافات کا پلندہ اور ظالم قرار دے رہے ہیں جبکہ قرآن پاک اپنی منکوحہ عورت اور اپنی باندی سے جنسی شہوت پوری کرنے والوں کو فلاح یافتہ اور جنت الفردوس کی میراث کے حقدار قرار دے رہا ہے۔ یا اگر میں کسی غلط فہمی کا شکار ہو رہا ہوں تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے، ممنون ہوں گا۔ بلکہ ساتھ ساتھ یہ بھی بیان ہی فرما دیجئے کہ کوئی اہل حدیث عالم اگر ہدیۃ المہدی کے صفحہ نمبر ۱۱۸ پر نہ صرف متعہ کو جائز قرار دے دے بلکہ یہ بھی لکھے کہ (مفہوم) "اپنی عورتوں اور لونڈیوں سے لواطت کرنے والوں کو منع نہیں کرنا چاہئے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے---"۔ تو یہ عالم بھی کیوں ظالم نہیں؟ اور اس ظالم عالم پر بھی کیوں سورہ ء نور کی آیت کے مطابق اینٹی فحاشی ایکٹ کے سبب مقدمہ نہیں چلانا چاہئے؟ کاش! آپ میرے سوالات کے جواب کی خود قبول کردہ ذمے داری کو پوری کرنے کی زحمت گوارہ فرماتے۔

میرے بھائی! اسلام کو دین فطرت، دین حنیف اور دین قیم کہتے ہماری زبانیں نہیں سوکھتیں کہ بلا شبہ یہ دین ہے ہی دین حنیف، دین فطرت اور دین قیم، لیکن بعض اوقات کسی سے دشمنی اور عداوت کے سبب ہم اتنے حقیقت ناپسند اور غیر معقول بن جاتے ہیں کہ فطرت سے بھی بغاوت کر بیٹھتے ہیں۔ کھاناپینا، سونا جاگنا اور جنسی بھوک، یہ انسانی فطرت میں داخل ہیں، اسی لئے اسلام اپنے متبعین کو ان سے کلی طور پر نہیں روکتا، بلکہ جائز طریقوں کو اپنانے اور ناجائز طریقوں سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام نے ماں باپ، بھائی بہن اور میاں بیوی کے مراتب کا خصوصی طور سے لحاظ رکھا ہے، لیکن اس کو کیا کہا جائے کہ آپ اور آپ کی جماعت احمد رضا دشمنی کے اندھیروں میں اس حدتک غرق اور حقیقت ناپسند بن چکی ہے کہ اہل حدیث کہلانے اور احادیث پاک سے قبور کے نیکوں کے واسطے جنت اور بدوں کے واسطے جہنم بن جانے کے ثبوت کے باوجود کسی سوال کے جواب میں امام احمد رضا کے یہ لکھ دینے پر آتش پا اور کباب سیخ ہے کہ "انبیائے کرام ں کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں"۔ اس لئے خدا کے واسطے اس سوال کا جواب عنایت فرمایئے کہ امام احمد رضا کا انبیائے کرام ں کو اپنے عقیدے کے مطابق حی وزندہ اور ان کی قبور کو جنت مان کر یہ کہنا اگر جرم، ظلم، جہل اور کفر وشرک وبدعت اور ناجائز وحرام ہے، تو حضرت بوبکر صدیق اور حضرت فاروق اعظم ث کا اپنی دختران پاک باز کو رسول پاک ﷺ کے نکاح شریف میں دینے کے بعد کاشانہ ء رسالت پر بھیج دینا اور رسول پاک ﷺ کا اپنی دختران پاک باز کو حضرت عثمان غنی اور حضرت علی ث کے نکاح شریف میں دے دینے کے بعد ان حضرات کے دولت کدوں پر بھیج دینا کیوں جرم، کیوں ظلم، کیوں جہل، کیوں کفر وشرک وبدعت اور کیوں ناجائز وحرام نہیں؟

میرے بھائی! امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس عبارت کو جس انداز اور جس نکتہ ء نظر سے دیکھتے ہوئے آپ حضرات گستاخیء رسالت قرار دینے پر مصر ہیں، اسی انداز اور اسی نکتہ ء نظر سے شاہ اسمٰعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم اور تقویت الایمان کی گستاخیء رسالت پر مشتمل نہایت ہی مصرح اور نہایت ہی واضح عبارات کو بھی اگر گستاخیء رسالت مان لیتے، تب تو ہمیں آپ سے کوئی شکوہ اور کوئی شکایت نہ ہوتی، کہ آپ عدل وانصاف کے حامل ہوتے، لیکن کتنے دکھ اور کتنے افسوس کی بات ہے کہ امام احمد رضا نے بلا وجہ نہیں بلکہ کسی کے پوچھنے پر ایک حقیقت یا آپ کے عقیدے کے مطابق غلط بات کہہ دی، جو میرے خیال سے نہ کفر وشرک وبدعت ہے نہ معصیت وحرام کاری۔ پھر بھی آپ حضرات ان پر تو انتہائی قہر وغضب کا اظہار فرمارہے ہیں، حالانکہ نہ سوال کرنے والا سوال کرتا نہ امام احمد رضا یہ بیان دیتے، جبکہ دوسری طرف شاہ اسمٰعیل دہلوی کے نہایت ہی اصرار اور نہایت ہی جسارت کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کو ناکارہ، بڑا بھائی، معمولی بشر، گاؤں کا چوہدری، پوسٹ مین، ذرہ ء ناچیز سے کمتر اور اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل تک قرار دے دینے کو شیر مادر سمجھ رہے ہیں۔ سنی مسلمان کہہ رہے ہیں کہ دوستو! بلا شبہ حضور اکرم ﷺ بشر، رجل، عبد اور بندے ہیں، لیکن خدا کے واسطے ان کے خدا داد فضائل وکمالات کو چھوڑ کر صرف بشر بشر ہی کی رٹ نہ لگائے رکھو، تو آپ حضرات اصراراً کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ کو عبد، بشر، رجل اور بندہ کہا ہے تو ہم کیوں نہ کہیں؟ تو کیا اسی انداز اور اسی نکتہ ء نظر سے امام احمد رضا کو معاف نہیں کیا جاسکتا؟ میرے بھائی! امام احمد رضا کی زیر بحث عبارت

میرے خیال سے نہ کفر و شرک و بدعت ہے نہ فضائل رسالت کا انکار، جبکہ شاہ اسمٰعیل دہلوی کی عبارات میں سخت ترین گستاخیء رسالت کا عنصر موجود ہے، کہ ان میں اللہ کی شان کے آگے ذرہء ناچیز بلکہ چمار کو کم ذلیل اور حضور اکرم ﷺ کو ان سے زیادہ ذلیل قرار دیا گیا ہے۔ جس کا نہایت ہی واضح اور صاف صاف مطلب یہ بھی نکلتا ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں چمار اور ذرہء ناچیز کی عزت و وجاہت حضور اکرم ﷺ سے زیادہ ہے، اور حضور ﷺ کی ان سے کم۔ بلکہ ماتھا پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے کہ آپ نے بھی خود اپنے ۱۰ جنوری ۹۶ءء کے خط میں حضور اشرف ﷺ کو "افضل البشر" تسلیم کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے نزدیک بھی کائنات میں کوئی ایسا بشر ضرور موجود ہے جو رسول پاک ﷺ سے زیادہ افضل اور رسول اللہ ﷺ اس سے کمتر ہیں۔ یا اگر مجھ سے کوئی غلط فہمی سرزد ہو رہی ہے تو اسی کا اظہار فرما دیجئے۔

میرے بھائی! نکاح ایک ایسا مبارک عمل ہے جس کے بعد میاں بیوی کا عمل زوجیت اگر اللہ رب تبارک وتعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کی نیت سے ہو تو باعث ثواب بن جاتا ہے۔ قرآن و احادیث میں بکثرت ایسے بیان ملتے ہیں کہ اہل جنت کو بھی پاک صاف اور ستھری حوریں عطا کی جائیں گی، جن کو پاکر جنتی بے انتہا خوش ہوں گے۔ خادم الحرمین الشریفین کی جانب سے مسجد شاہ فہد بن عبد العزیز آل سعود ایڈنبرا کے افتتاح کے موقع پر "اہم دینی اسباق" کے نام سے جو کتابی تحفہ مفت تقسیم کیا گیا ہے، اس کے صفحہ ۲۸ پر نماز جنازہ کی جس دعا کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ (مفہوم) "اے اللہ! اس میت کو اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما"۔ جس کا صاف ستھرا مطلب یہی ہوا ناں کہ تمام مسلمان دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمارے مرحوم بھائی کو اس کی قبر میں دنیوی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما، یا نہیں؟ اس لئے دہلی و لکھنو سے بھی زیادہ صاف ستھری، پاکیزہ اور باادب زبان میں دیئے گئے امام احمد رضا کے بیان کو زبردستی توہین وگستاخی قرار دینے سے اجتناب بہتر ہے، ورنہ اگر کوئی یہ سوال کر بیٹھے کہ عمل زوجیت ادا کرنے والے افراد کیا اپنے مفعولین کی گستاخیاں اور توہینیں کرتے ہیں؟ تو ہمارے لئے جواب دینا دو بھر اور مشکل ہو جائے گا، کیا نہیں؟ واضح ہو کہ برطانیہ اور برصغیر کے احمد رضا دشمن علماء نے حضور اکرم ﷺ کے اپنی منکوحہ ازواج مطہرات کے ساتھ شب باشی کے بیان کو امہات المومنین ؓ کی گستاخی و توہین قرار دے دیا ہے "دھاکہ" نامی کتاب میں۔ دراصل میرے بھائی! احمد رضا دشمنی میں احمد رضا کے دشمن اتنے بے مروت ہو گئے ہیں کہ ان کے بعض بزرگ برطانیہ کے نوجوان مسلم بچوں اور بچیوں کے بغیر نکاح کے عمل زوجیت کو تو قبول کرنے کو تیار ہیں لیکن نکاح کر لینے پر صرف اس لئے خوش نہیں کہ نکاح پڑھانے والے افراد امام احمد رضا کے معتقد اور متبع ہیں یعنی بریلوی۔ ثبوت کے لئے عنایت اللہ صاحب سلفی کا مراسلہ ۳۰ مارچ ۹۶ءء کے جنگ لندن میں ملاحظہ فرمائیے، جس میں انہوں نے "سکون کیوں نہیں ملتا" کے زیر عنوان پہلے تو برطانوی نوجوان نسل کے متعلق ماں باپ کی عزت وآبرو، پسند وناپسند بلکہ ثواب وعذاب، نیکی وبدی اور جنت ودوزخ سے بے پرواہ ہو کر انگریزوں کی طرح آزادانہ گھومنے پھرنے پر بڑی تفصیل سے ایک دردناک مرثیہ لکھا لیکن پھر قرآن و احادیث میں نہایت ہی مذموم قرار دیئے گئے ایک عمل "زنا" کے دروازے کو بند کرنے والے بلکہ حرام اولاد کی پیدائش کا سدباب کرنے والے ان علمائے

کرام کو "لالچی اور جیب گرم کرنے والے مولوی" قرار دے دیا ہے .جو درج بالا بھگوڑے مسلم نوجوان بچوں اور بچیوں کا ان کی یا ان کے چند آوارہ دوستوں کی درخواست پر نکاح پڑھا دیتے ہیں حالانکہ کسی جاہل سے جاہل مسلمان کو بھی یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ نکاح ہی وہ مبارک عمل ہے جو زنا جیسی مذموم حرکت کو ثواب میں بدل دیتا بلکہ حرام قرار دی جاسکنے والی اولاد کو حلال بنا دیتا ہے ۔ اپنے اس مضمون میں سلفی صاحب نے یہ غضب بھی ڈھایا ہے کہ جہاں پی ایچ ڈی کر لینے والے اپنی جماعت کے دو یا تین علماء کی زبردست تحسین کی ہے، وہیں برطانیہ کی مساجد کمیٹیوں پر اس لئے برسے بھی خوب ہیں کہ یہ ناقابل قدر اور محدود علم رکھنے والے نا اہل مولویوں کو مساجد و مدارس کی امامت و خطابت اور درس و تدریس کی ایک نہایت ہی اہم ذمے داری تفویض کر دیتے ہیں ۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ دین اسلام میں شاید یہ حکم کہیں نہیں موجود کہ ان کا معلم یا امام ضرور ہی نامحدود علم رکھنے والا ہو۔ پھر یہ حقیقت بھی کتنی تعجب خیز اور حیرت ناک بلکہ منکرین فضائل رسالت پر خدا کا عذاب و عتاب ہے کہ ایک طرف تو یہ لوگ رسول پاک ﷺ کے لئے "نا محدود علم" کا عقیدہ رکھنے کو شرک صریح، شرک مبین اور شرک عظیم قرار دیتے ہیں جبکہ دوسری طرف اپنے مولویوں سے ان کی خوش عقیدگی کا عالم یہ ہے کہ اپنے ایک ایک تولے اور آدھی آدھی چھٹانک کے مولویوں کو نامحدود علم رکھنے والا عالم قرار دینے میں کوئی قباحت نہیں محسوس کرتے، فیاللعجب ۔

آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) " آج جو بدمعاشی اور عیاشی مزاروں پر ہو رہی ہے اور اس شخص کے متبع پیر اور پیرزادے اس ملک میں بھی جو بدکاریاں کر رہے ہیں، اس کے ڈانڈے اسی تعلیم کا ثمرہ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان خرافات سے بچائے، آمین "۔---تو اس خصوص میں پہلے تو میری طرف سے اپنی اس عدیم النظیر اور فقید المثال تحقیق و تجسیس پر آپ مبارک بادیاں قبول فرمائیں، پھر میرے اس سوال کا جواب عنایت ہو کہ جب آفرینش آدم کے ابتدائی ایام سے ہی انسانیت اور آدمیت جنسی غلط روی کے ظہور و صدور سے مبرا نہیں رہی ہے، حتیٰ کہ نجد و حجاز بلکہ مکہ معظمہ بلکہ کعبۃ اللہ شریف کے قرب و جوار میں بھی زنا کاری عام رہی ہے، تو پھر آپ حضرات کیوں اور کیسے مزاروں پر ہونے والی بدمعاشیوں، عیاشیوں اور اس ملک کے پیروں اور پیرزادوں کی بدکاریوں کے ڈانڈے کو امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیمات سے ملا رہے ہیں؟ آخر ان کی تعلیمات اور قرآن پاک کی تعلیمات میں فرق کیا ہے؟ کیا قرآن پاک منکوحہ خواتین اور باندیوں کے ساتھ شب باشی سے روکتا ہے؟ کیا وہ اسے بدمعاشی، عیاشی، بدکاری، گستاخی اور توہین قرار دیتا ہے؟ آخر ان عیاشیوں، بدمعاشیوں، بدکاریوں، گستاخیوں اور توہینوں کا ذمے دار صرف اور صرف احمد رضا ہی کیوں؟ کیا کائنات میں جتنے بھی جنسی عمل ہو رہے ہیں یا ہوں گے، احمد رضا کی تعلیم کے سبب ہو رہے ہیں یا ہوں گے؟ جبکہ آپ حضرات کے سنتانہ، موحدانہ اور مخلصانہ عقیدے کے مطابق احمد رضا تو کیا؟ احمد رضا کے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ تو آخر آپ حضرات کی یہ تحقیق اور یہ تجسیس مشرکانہ اور مبتدعانہ تحقیق اور تجسیس کیوں نہیں قرار دی جاسکتی؟ جواب دیجئے ۔

امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے متقین و مخلصین کے قرآن پاک اور احادیث

پاک سے مسائل کے استنباط اور استخراج کو شرک و بدعت قرار دینے والو! منکوحہ خواتین اور ہبہ شدہ باندیوں سے شب باشی کو بدمعاشی، بدکاری، عیاشی، گستاخی اور توہین سمجھنے والو! رشدی ء ملعون سٹانک ورسز میں اگر یہ لکھ بیٹھے کہ خالص قرآن اور خالص احادیث کے ماننے والے مخلص موحدین کے نزدیک غیر منکوحہ اور غیر مملوکہ خواتین کے ساتھ بھی شب باشی، عیاشی، بدمعاشی، بدکاری، گستاخی اور توہین ہے اور منکوحہ اور مملوکہ کے ساتھ بھی۔ یعنی خس کم جہاں پاک، قصہ تمام ہوا کہ نہ اِن کے ساتھ شب باشی ہو سکتی ہے نہ اُن کے ساتھ، نہ منکوحہ کے ساتھ نہ غیر منکوحہ کے ساتھ، نہ بیوی کے ساتھ نہ غیر بیوی کے ساتھ، تو بتایئے کہ آپ حضرات اسے کیا جواب دیں گے؟ میرے بھائی! عیاشی، بدمعاشی، بدکاری اور زنا عام طور سے ضعفاء اور غرباء میں کم، امرا اور اغنیاء میں زیادہ ہوتا ہے، اور یہ حقیقت سورج کی طرح عیاں، کہ موجودہ دور میں بلکہ ہمیشہ ہی احمد رضا کے متبعین غرباء اور ضعفاء ہی زیادہ رہے ہیں، جبکہ احمد رضا کے دشمنوں سعودی عرب اور کویت کو اللہ تعالیٰ نے بے انتہا دولتیں عطا فرما رکھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ احمد رضا کے متبعین کے یہاں زنا کم اور بہت کم اور سعودی عرب و کویت میں بے انتہا اور بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ بابائے سعودی عرب شاہ عبدالعزیز نے بائیس شادیاں کر رکھی تھیں جن سے ۴۴ بیٹے تھے، ۳۰ اب بھی زندہ ہیں (روزنامہ ہندوستان مالیگاوں، ۴ جنوری ۹۶ء)۔ اخبار نے بچیوں کی تعداد نہیں لکھی۔

پھر بوڑھے کویتی بادشاہ صباح کے بارے میں جنگ میں خبر آئی تھی کہ اب بھی ہر ہفتے نئی شادی کرتے ہیں، بلکہ ۲۶ مئی ۹۵ء کے جنگ لندن کی خبر ہے کہ (مفہوم) "فلپائن کی حکومت سعودی عرب اور مشرق وسطیٰ کے دوسرے ممالک میں کام کرنے والی اپنی شہری لڑکیوں کو جو آجروں کی طرف سے جنسی حملوں اور ایذا کا نشانہ بنی ہیں، سیکڑوں کی تعداد میں واپس لا رہی ہے۔ حکومت نے گذشتہ سال ۴۳۷۰ لڑکیوں کو سعودی عرب سے واپس بلایا، جبکہ کویت اور عرب امارات سے ایک ہزار لڑکیاں واپس بلائیں۔ حکومت فلپائن کی لڑکیوں کی عرب ممالک میں کام کرنے کی حوصلہ شکنی کر رہی ہے کیونکہ ان لڑکیوں کی طرف سے تنخواہ نہ دینے، غیر قانونی طور پر محبوس رکھنے اور جنسی حملوں کی شکایات عام ہیں۔ امارات میں بیس ہزار سے تیس ہزار لڑکیاں لوگوں کے گھروں میں کام کرتی ہیں۔ کویت میں یہ تعداد ۲۵ ہزار ہے، جبکہ سعودی عرب میں ۵۰ ہزار لڑکیاں ہیں اور ان میں اکثر مسلمان ہیں"۔ اور ۹ جولائی ۹۵ء کے جنگ لندن میں ہے کہ (مفہوم) "انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن نے یہ معلوم کرنے کے لئے ورکنگ گروپ قائم کر دیئے ہیں کہ کیا واقعی طور پر دولت مند بننے کا جھانسہ دے کر سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات میں فلپائن، سری لنکا، بھارت اور دوسرے ایشیائی ممالک سے لائی جانے والی لڑکیوں سے جنسی تعلقات قائم کئے جاتے اور غلاموں کا سا برتاو کیا جاتا ہے؟"۔ بلکہ ۳۰ جنوری ۹۶ء اور ۷ فروری ۹۶ء کے جنگ میں ہے کہ (مفہوم) "دنیا بھر میں پندرہ لاکھ خواتین بیرونی ممالک میں کام کرتی ہیں۔ کویت میں ان کی تعداد ۶۵ ہزار ہے، اکثریت بیس سے تیس برس کی عمر کی ہے، ان سے غلاموں کا سا سلوک کیا جاتا ہے"۔ یہ انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کی تحقیقاتی رپورٹ ہے۔ پھر جنگ لندن میں آپ کی نظر سے یہ خبر یقیناً گذری ہوگی کہ عرب ممالک کے شیوخ کے علم میں جب یہ بات آئی کہ پاکستان کے ایک پرندے "تلیر" کا گوشت کھانے سے قوت باہ اور قوت مردمی میں زبردست اضافہ ہوجاتا ہے، تو انہوں نے اس پر ایسا دھاوا بولا کہ عام طور پر

پانچ چھ روپیوں میں بکنے والا یہ پرندہ چار پانچ سو روپیوں میں بکنے لگا، اور ایسی خبریں بھی اخبارات کی زینت بننے لگیں کہ پانسٹھ پانسٹھ برس کے سعودی بوڑھوں اور شیخوں نے پندرہ پندرہ برس کی نوجوان اور نوخیز لڑکیوں سے شادیاں رچالی ہیں۔

بلکہ ان سب کے علاوہ سعودی شیوخ، سعودی شہزادگان، خصوصاً بادشاہ فہد کے دوست عدنان خشوگی اور بھائی شہزادے محمد سے متعلق بھارت کی ملکہ ء حسن "پامیلا کی کہانی" کے زیر عنوان اپریل ۸۹ ۱۹ء کے شماروں میں جنگ لندن نے جب ان کی "الف لیلوی" داستانیں شائع کرنا شروع کیں، تو ان کے کرب سے مجبور ہوکر ۲۹ اپریل ۸۹ ۱۹ء کے جنگ میں گلاسگو کے عبدالحمید صاحب علوی نے خدا کا واسطہ دیتے ہوئے لکھا کہ "جنگ کو چونکہ ہماری مائیں بہنیں اور بہو بیٹیاں بھی پڑھتی ہیں، اس لئے اس سلسلے کو بند کیا جائے"۔ پامیلا اس زمانے میں بھارت سے نئی نئی آئی تھی، اور ڈھائی تین سو پاء ونڈ ہفتے کی تنخواہ پر لندن میں کام کرتی تھی۔ لیکن قسمت نے یاوری کی، عدنان خشوگی کے توسط سے سعودی شہزادگان خصوصاً شہزادے محمد سے تعلقات استوار ہوئے جس کی بدولت دو تین سال میں ہی لندن میں ستر لاکھ پاء ونڈ کے مکان کی مالکہ بن گئی، بلکہ ٹرافالگر سکوائر میں ساڑھے تین سو پاء ونڈ ہفتے پر ایک مکان بھی کرائے پر لے لیا، پامیلا کا بیان ہے کہ عدنان خشوگی اکثر و بیشتر کسی نہ کسی شہزادے کے استقبالیے کے لئے اعلیٰ ترین ہوٹلوں میں پارٹیاں دیتے جن میں سوٹ بوٹ میں ملبوس عربی ممالک کے سیکڑوں شیوخ اور شہزادگان مدعو ہوتے۔ اور ہر ایک کے لئے لڑکیاں متعین ہوتیں۔ شہزادہ محمد مجھے دیکھتے ہی فریفتہ ہوگئے تھے وغیرہ وغیرہ۔

پھر آج سے پانچ برس پہلے خلیجی جنگ کے موقع پر سعودی بادشاہ نے اپنی حفاظت کے لئے فرمان رسالت کے خلاف امریکہ اور برطانیہ وغیرہ سے جو یہودی اور نصرانی فوجی اللہ کو چھوڑکر مدد کے لئے بلوائے تھے، ان کے لذت کام و دہن کے لئے نہ صرف شراب نوشی اور خنزیر خوری کی اجازت دے رکھی تھی بلکہ بین الاقوامی اصول و ضوابط کے خلاف سب کو لڑکیاں بھی مہیا کر رکھی تھیں۔ تو اگر میں ان بیچاروں پر یہ جھوٹے، غلط اور بیجا الزامات عائد کر رہا ہوں تو اسی کا اظہار فرما دیجئے تاکہ میں ان سے توبہ تو کر لوں۔ لیکن اگر سچا ہوں اور یقینا یقینا سچا ہی ہوں تو پھر کہنے دیجئے کہ کتنے دکھ، کتنے افسوس اور کتنے تعجب کی ہے یہ بات کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے از خود اور اصرار سے نہیں بلکہ کسی کے سوال پر ایک ہبہ شدہ لونڈی سے جنسی تلذذ حاصل کرنے کی جائز اور روا حکایت صرف اور صرف نقل فرما دی، یا اپنے عقیدے کے مطابق حضرات انبیائے کرام ں کو حی و زندہ اور ان کی قبور مطہرہ کو جنت مان کر کسی کے پوچھنے پر ان کی ازواج مطہرات سے شب باشی فرمانے کا تذکرہ کر دیا تو قہر و جلال پادشاہی کا اظہار فرماتے ہوئے آپ حضرات نہایت شدت و طاقت اور قوت سے ان کو تو سارے مزارات، سارے ملک بلکہ ساری دنیا میں ہونے والے تمام مظالم، تمام فحاشیوں، تمام عیاشیوں، تمام بدمعاشیوں، تمام بدکاریوں، تمام خرافات، تمام گستاخیوں، تمام توہینوں اور تمام زناء وں کا ذمے دار ٹھہرا رہے ہیں، لیکن قصیدہ ء بردہ شریف، دلائل الخیرات شریف، کنزالایمان شریف اور خزائن العرفان شریف کی اپنے ملک میں درآمد پر بلکہ دور حاضر کے اسلام کے بدترین دشمن امریکہ، اسرائیل اور بھارت وغیرہ کے خلاف بات کرنے پر بھی پابندی عائد کر دینے والے سعودی عرب اور صباحی کویت میں شراب نوشیوں، خنزیر خوریوں اور زنا کاریوں کی ان عام اجازتوں کے باوجود نہ صرف یہ کہ ان کو کچھ نہیں

کہتے، ہونٹوں پر تالے لگائے چپ ہیں بلکہ ہر موقع اور ہر لمحے ان کے ہر جائز اور ہر ناجائز فعل و عمل کے تائید و تحسین میں ہی مگن ہیں ۔

لہذا جواب عنایت فرمائیے کہ امام احمد رضا کی کٹیا کے دستر خوان پر صرف ایک وقت کے لئے قدم رنجہ فرما لینے والے ان دو پاک و حلال اور طیب کبوتروں کی موجودگی پر آپ کیوں سخت نالاں ؟ لیکن سعودی عرب اور کویتی صباحوں کے تاج محلوں میں اتفاقی طور پر نہیں بلکہ قصداً اور عمداً نہایت ہی جبر و اصرار اور اہتمام سے ہڑپ کئے جانے والے اُن ہزاروں ہزار خنازیر مسلم کی رویت پر بھی مہر بہ لب کیوں ہیں ؟ خاموش کیوں ہیں ؟ چپ کیوں ہیں ؟ تو کیا موحدین کے انصاف کی تلوار جمعہ شریف کی نماز کے بعد بھرے بازار میں آپ کے خیال اور غلط عقیدے کے مطابق ایک ہی قسم اور ایک ہی طرز کے گناہ کے مرتکب احمد رضا بریلوی اور شاہ فہد کے سر قلم کرنے میں امتیاز نہیں برت رہی ؟ اور کیا اسی کو "چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد، یا الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" نہیں کہتے ؟

پھر اس بحث کو آئیے ہم ایک اور نقطہ ء نظر سے بھی دیکھتے چلیں تاکہ آپ کی احمد رضا دشمنی کے ساتھ ساتھ بادشاہ پرستی بالکل مبرہن ہو کر سامنے آجائے اور فیصلہ کیا جا سکے کہ بادشاہوں کے ریزہ خوار اور وفا شعار بن کر حدیث پاک کے مطابق آپ بھی روئے زمین کی بدترین مخلوق میں شامل کئے جا سکتے ہیں یا نہیں ؟ میرے بھائی ! آپ نے الزام عائد کیا ہے کہ اس ملک کے پیر اور پیرزادے جو عیاشیاں، جو بدکاریاں اور جو بدمعاشیاں کر رہے ہیں، احمد رضا کی تعلیمات کے سبب کر رہے ہیں، اس لئے عرض ہے کہ میں نے جنگ لندن میں آنکھیں کھول کر پڑھا ہے کہ اس ملک برطانیہ کے ایک پیرزادے نے لندن میں اپنی ماں بہنوں یا بہو بیٹیوں کے ساتھ جو بدمعاشیاں، جو عیاشیاں اور جو خرافات کی تھیں، خدائی کراماً کاتبین، خدائی فلم میکر اور خدائی فوٹو سازوں پر اعتماد اور بھروسہ نہ کرتے ہوئے وہ خود بھی ان کی ویڈیو فلمیں اور تصویریں خود کار آٹومیٹک کیمروں کے ذریعے بناتا رہا تھا، جن پر پولس نے قبضہ کر لیا تھا اور جو خصوصی جیوری کو بند کمرے میں دکھائی بھی گئی تھیں ۔

لہذا خدا کے واسطے خدا لگتی کہئے کہ جب اخباری اطلاعات کے مطابق سعودی عرب اور صباحی کویت میں زنا کاری عام بھی ہو اور جب شاہ فہد اور سعودی علماء، تصویر سازی، فوٹو بازی اور ویڈیو فلموں کے نہ صرف جواز کے قائل ہوں بلکہ ریاض و جدے اور کویت کی شاہراہوں، ٹیلی ویژنوں، اخبارات اور رسائل میں ان کے فیل تن فوٹوز بھی بکثرت شائع ہوتے ہوں، لیکن احمد رضا کا خاندان فوٹو بازی اور فلم سازی کا نہ صرف یہ کہ آج پوری دنیا میں تنہا مخالف رہ گیا ہو بلکہ بریلی شریف میں زنا کاری بھی نجد کی طرح عام نہ ہو، تو پھر اس ملک کے پیرزادگان کی یہ بدکاریاں، یہ عیاشیاں اور یہ بدمعاشیاں صحیح معنوں میں بادشاہ فہد کی تعلیمات کی مرہون منت شمار کی جائیں گی یا سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی کی ؟ اس پیرزادے کے یہ اعمال شاہ فہد کے اعمال سے مطابقت رکھنے والے شمار کئے جائیں گے یا امام احمد رضا کے ؟ اللہ کا خوف دل میں رکھ کر کچھ تو جواب دیجئے، میرے بھائی ! ؎

ہم یہ کہتے ہیں کہ انصاف کے دامن کو پکڑ کون کہتا ہے کہ مت اپنی زباں کھول نہ بول

شک نہیں تیرے تقدس میں مگر اے پیارے عرض اتنی ہے کہ للہ غلط بول نہ بول

اس کے بعد آپ یہود و نصاریٰ کے توحید کو بگاڑنے یعنی اپنے علماء واحبار و رہبان اور عزیر و مسیح ں کو، ارباب من دون اللہ اور خدا کے بیٹے بنا لینے کے سبب، داود و عیسیٰ ابن مریم ں اور خدا کی زبانی لعنت اور ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کے مستحق قرار دیئے جانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "لیکن مذکورہ شخص (مظلوم امام احمد رضا) نے مسلمانوں کے دین و ایمان اور عقیدہ ء توحید پر دراڑیں ڈالیں، بے شمار خرافات و بیہودگیاں ہیں"۔----- اس لئے اس خصوص میں عرض ہے کہ میرے بھائی! آخر آپ اور آپ کی پوری جماعت، آخرت کے دائمی، لافانی اور مستقل ربانی احسانات و انعامات کو چھوڑ کر، سعودی عرب اور کویت سے صرف اور صرف چند روزہ دنیوی انعامات و احسانات کے حصول کے لئے، احمد رضا کے ہی پیچھے کیوں پڑی ہوئی ہے؟ آخر آپ حضرات پیر رومی، اقبال و حالی، مہاجر مکی، نانوتوی و تھانوی اور عبد الاعلیٰ صاحب درانی پر بھی نظر شفقت کیوں نہیں فرماتے؟ ان کو بھی آنکھیں کھول کر کیوں نہیں پڑھتے؟ دیکھئے! راوی نمبر۷۰۶ میں مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی اپنا اور اپنے قبیلہ ء اہل حدیث کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "اہل توحید کا قبیلہ تو رسول رحمت ﷺ کو خدا کے بعد سب سے بزرگ ہستی مانتا ہے اور یہ اس کے ایمان کی جان ہے۔ خدا کے بعد حضور ﷺ کو ہی سب کچھ مانتا ہے لیکن خدا نہیں مانتا"۔----- جبکہ اس کے صدفی صد خلاف آپ اپنے ۱۰جنوری ۱۹۹۶ء کے عنایت نامے میں رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "جب قرآن پاک میں حضور اکرم ﷺ کو مافوق البشر اور افضل البشر نہیں کہا گیا، تو بادشاہ فہد اس کو کیسے تسلیم کر لیں؟"۔----- لہذا انصاف سے کہئے کہ اندریں حالات احمد رضا کی طرح عبد الاعلیٰ صاحب درانی اور ان کا قبیلہ ء توحید بھی عقیدہ ء توحید کا "قاتل" بن گیا یا نہیں؟ عقیدہ ء توحید کو انہوں نے بھی ذبح کر دیا یا نہیں؟ پھر پیر رومی، مہاجر مکی، اقبال و حالی، قاسم نانوتوی اور اشرف علی تھانوی کو بھی پڑھتے چلیے۔ یہ حضرات لکھتے بلکہ شاعری فرماتے ہیں کہ ؎

لہذا دل میں خدا کا خوف رکھتے ہوئے سچ سچ بتائیے کہ آپ حضرات کے شرک وبدعت کی تلواریں اقبال و حالی کی گردنیں بھی کیوں؟ قلم نہیں کرتیں احمد رضا کی گردن کی طرح ان کی ان بدعقیدگیوں کے سبب۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس میں آپ حضرات کا نقصان اور ڈیچ کیا ہے؟ قرآن پاک کو آنکھیں کھول کر پڑھنے والے میرے بھائی! تھوڑی دیر کے لئے اسے آنکھیں بند کرکے بھی پڑھتے چلئے۔ قرآن پاک میں ہے کہ یاایھاالذین آمنوااستعینوا بالصبر والصلوۃ (۲:۱۵۲) واستعینوابالصبر والصلوۃ (۲:۴۵) تعاونوا علی البر والتقویٰ (۵:۲) من انصاری الی اللہ (۳:۵۲ + ۶۱:۱۴) ان تنصرواللہ

ینصرکم (۴۷:۷) فاعینونی بقوۃ (۱۸:۹۵)۔ ان کے معانی آپ اچھی طرح جانتے ہوں گے، لیکن ان نصوص قطعیہ کے باوجود احمد رضا کو عقیدہ ء توحید میں بے شمار خرافات وبیہودگیاں پیدا کرنے والا قرار دینے پر آپ حضرات کا اصرار اگر برقرار رہے تو ہم کہتے ہیں کہ پھر تو عہد رسالت کی ساختہ انصار و مہاجرین کی اصطلاح بھی شرک کے آزار سے محفوظ نہیں رہ سکے گی۔ کیونکہ مدینے کے مومنین کو انصار سمجھنا ہی شرک بن جائے گا غیراللہ سے مدد مانگنے کو شرک سمجھنے کے سبب۔ جس کا نہایت ہی واضح اور روشن مطلب یہ ہوا کہ احمد رضا کو عقیدہ ء توحید میں دراڑیں ڈالنے والا قرار دینے کے باعث اسلام وایمان کی نہایت ہی مضبوط و مستحکم عمارت ہی زمین دوست ہو جائے گی۔ یا اگر میں غلط استدلال کر رہا ہوں، تو شاہین صاحب! آپ ہی مجھے ہدایت ونجات کا راستہ دکھائیں ۔

غلط کہ شربت شہد ونبات مانگتے ہیں بس اپنی تشنہ لبی سے نجات مانگتے ہیں

ہے چونکہ شدت گرما سے قحط آب رئیں جناب خضر سے آب حیات مانگتے ہیں

اس کے بعد احمد رضا کے بے شمار گمراہانہ بلکہ کفریہ عقائد میں سے صرف ایک کے ثبوت پر اکتفا کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو غوث اعظم کا لقب دے کر ان کی زبان سے کہلوایا گیا ہے کہ، "آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک مجھ پر سلام نہ کرلے۔ نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، اسی طرح نیا مہینہ، نیا دن مجھ پر سلام کرتے ہیں اور مجھے ہر ہونے والی بات کی خبر دیتے ہیں"۔---- تو اس سلسلے میں پہلی عرض تو یہ ہے کہ آپ کے نزدیک اگر واقعی طور پر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو "غوث اعظم" سمجھنا شرک ہے تو آپ صرف اور صرف امام احمد رضا پر ہی کیوں برس رہے ہیں؟ بابائے قوم کو "قائد اعظم"، عبد العزیز بن باز کو "مفتی ء اعظم" اور فلاں فلاں علماء کو "اکابر اہل حدیث" قرار دینے والوں کی بھی گوش مالی کیوں نہیں فرماتے؟ کسی کو اعظم قرار دینا اگر شرک ہے تو اکبر قرار دینا کیوں شرک نہیں؟ مومن صالح پنج اذان اور نماز کی ہر ہر رکعت میں "اللہ اعظم" کی گواہی دیتا ہے یا اللہ اکبر کی؟ پھر اعظم سے چڑنا اور اکبر سے خوش رہنا چہ معنی دارد؟ کیا مجھے آپ اس سوال کا بھی نہیں ہی عنایت فرمائیں گے جواب کوئی؟ پھر دوسرا سوال یہ ہے کہ مظلوم امام احمد رضا نے تو صرف اور صرف سورج، نئے سال، نئے مہینے اور نئے دن پر ہی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے

تصرف کے عقیدے کا اظہار کیا ہے، لیکن اگر میں حضرت علامہ اقبال کے ایک نہایت ہی مشہور و معروف اور دن رات پڑھے جانے والے شعر سے یہ ثابت کردوں کہ "یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم ان کے ہیں"، تو کیا آپ کی تلوار حق اقبال کے جسد ایمان وایقان کا بھی سر قلم کر دے گی؟ اور کیا آپ علامہ اقبال کو بھی کافر و مشرک قرار دے دیں گے یا چپ اور خاموش ہو جائیں گے؟ ۔

یہاں ہر سمت ہنگامہ بپا ہے عید قرباں سا کہ ذبح گوسفنداں بلکہ قتل آدمیت ہے

اُدھر بکروں کی قربانی پہ حیراں ہیں بنی آدم اِدھر بکروں کو انسانوں کی قربانی پہ حیرت ہے

یا اگر مجھ سے کوئی غلط فہمی کا صدور ہو رہا ہے تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے، ممنون ہوں گا۔ اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "یہ وہی کفریہ اور گمراہانہ عقیدہ ہے جو خدا کے علاوہ علم غیب ماکان مایکون دوسروں کے بارے میں رکھتے ہیں، جس کی شدید نفی سے قرآن بھرا پڑا ہے، یہ ہے وہ ذہنی واعتقادی ارتداد، جس کا یہ شخص مرتکب ہوا ہے۔ خود ضلالت اور گمراہی میں مبتلا ہوا اور کثیر خلق خدا کو گمراہ کر لیا، جس کے اثرات آپ کے خطوط میں عیاں ہیں"۔

تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ سبحان اللہ! اپنی ان سطور میں علم و عرفان اور اپنے عقیدہ ء توحید کی توضیح جس انداز سے آپ نے فرمائی ہے، پہلے تو اس پر میں ہزاروں ہزار مبارک بادیاں آپ کو پیش کرتا ہوں۔ پھر سائل ہوں، جواب عنایت فرمائیے کہ قرآن پاک کی ۲:۴۵ + ۲:۱۵۲ + ۳:۵۲ + ۵:۲ + ۱۸:۹۵ + ۴۷:۷ + ۶۱:۱۴ وغیرہ آیات میں غیراللہ سے مدد مانگنے کے خدائی اوامر وفرامین موجود ہونے، بلکہ خود بھی امریکہ، برطانیہ اور اقوام متحدہ سے دن کی روشنی اور رات کی تاریکی میں دھڑلے سے مدد مانگتے رہنے کے باوجود آپ حضرات "غیراللہ سے مدد مانگنے کو شرک" قرار دے کر بھی خود کو تو بگلا بھگت لیکن صرف مظلوم امام احمد رضا کو ہی کیوں مشرک، کیوں کافر، کیوں بدعتی، کیوں جہنمی اور کیوں دوزخی قرار دیتے ہیں؟ کیا یہ سراسر ظلم وستم، ناانصافی اور ناعدلی نہیں؟ بغض و عداوت نہیں؟ ایسے ہی قرآن پاک میں پیارے آقا ﷺ کو "علم غیب" دیئے جانے کے بے شمار خدائی اقوال موجود ہونے کے باوجود بھی اگر آپ حضرات امام احمد رضا کو اس کا "مومن" ہونے کے سبب مشرک، کافر، گمراہ اور مرتد قرار دیں تو اس سے ان کے صحت ایمان میں تو کیا فرق پڑے گا، آپ حضرات ہی منکر نکیر اور داروغہ ء جہنم حضرت مالک ں کے، خدا نہ کرے، سپرد کر دیئے جائیں گے یا نہیں؟ اس پر سنجیدگی سے غور فرمالیں۔

قرآن پاک کو آنکھیں کھول کر پڑھنے والے میرے بھائی! ایمان سے کہئے، قرآن پاک کی ۳:۴۴ + ۳:۴۹ + ۳:۱۷۹ + ۶:۵۹ + ۶:۱۵۴ + :۶۱ ۱۰ + ۱۱:۶ + ۱۱:۴۹ + ۱۲:۱۰۲ + ۱۶:۸۹ + ۱۸:۶۵ + ۲۷:۷۵ + ۳۴:۳ + ۵۴:۵۳ + ۵۵:۲ + ۷۲:۲۷ + ۸۱:۲۴ وغیرہ آیات میں حضور رسول پاک ﷺ کو غیب کا علم دیئے جانے کا، یا کائنات کے ہر خشک وتر اور ہر رطب ویابس کا اختصاراً نہیں بلکہ کلی اور تفصیلی بیان دینے والی کتاب کا علم خدائے عزوجل کی بارگاہ سے دیئے جانے کا بیان موجود ہے یا نہیں؟ اور اس کا بھی کہ اللہ پاک پڑھانے والا، اور محمد رسول اللہ ﷺ پڑھنے والے

ہیں؟ اگر نہیں تو اسی کا اظہار فرما دیجئے تاکہ اس غلط شرکیہ احمد رضائی عقیدے سے توبہ کر کے میں اللہ کی رحمت کا حامل تو بن سکوں۔ لیکن اگر ہے اور یقیناً ہی ہے بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد جنت میں بھی موجود رہے گا، اور جنتی ان کی تلاوت بھی فرماتے رہیں گے، تو پھر انصاف سے کہئے کہ آپ حضرات کیوں اور کیسے لکھ رہے ہیں؟ کہ (مفہوم) "احمد رضا دوسرے کے بارے میں علم غیب کا عقیدہ رکھ رہے ہیں، حالانکہ اس کی شدید نفی سے پورا قرآن بھرا پڑا ہے"۔ استغفراللہ، استغفراللہ۔

تو کیا آپ کا یہ استدلال بالکل ایسے ہی نہیں، جیسے کوئی سر پھرا کہے کہ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی شدید نفی سے تو پورا قرآن بھرا پڑا ہے، لیکن بریلی کے احمد رضا نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کے ذہنی اور اعتقادی ارتداد کا شکار ہو کر نہ صرف یہ کہ خود بھی مشرک، کافر، بدعتی، جہنمی اور دوزخی بنے رہے، بلکہ خلق کثیر کو بھی اس آزار میں مبتلا کر رہے ہیں۔ میرے بھائی! کتنے دکھ اور کتنے تعجب کی ہے یہ بات کہ شیخوپورہ کے محمد حسین کے پاس قرآن کریم اور بخاری و مسلم کی تعلیم حاصل کر لینے والے ہر شخص کو تو آپ حضرات قرآن پاک اور بخاری و مسلم کا بہت بڑا، مکمل اور اجل عالم مان لیتے ہیں اور اس میں شرک و ارتداد کا کوئی بھی سوال نہیں کھڑا کرتے۔ لیکن جیسے ہی کسی کے بارے میں یہ سنتے ہیں کہ وہ ہر طاقت اور ہر قوت کے مالک اور خالق اللہ عزوجل سے، ہر بیان کا تفصیلی اور کلی علم دینے والی کتاب کا علم حاصل کر لینے والے، ہر صلاحیت اور ہر قابلیت کے مالک حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھتا ہے تو بلا چون وچرا کوئی بھی رعایت دیئے بغیر اسے مشرک، بدعتی، جہنمی اور دوزخی سب کچھ قرار دے دیتے ہیں اور اس کی کسی تاویل اور کسی توجیہ کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ تو کیا؟ محمد حسین شیخوپوری اور ان کے تلامذہ کی طاقت وقوت اور صلاحیت وقابلیت اللہ عزوجل اور محمد رسول اللہ ﷺ کی طاقت وقوت اور قابلیت وصلاحیت سے زیادہ ارفع واعلیٰ اور برتر وبالا ہے کہ اُن کو تو عالم ماننے میں آپ کوئی حرج نہیں سمجھتے لیکن اِن ﷺ کو عالم ماننے والوں کے لئے بہرحال اور بہر صورت شرک و ارتداد اور جہنم و دوزخ کے فتوے صادر فرما رہے ہیں، کیا نہیں؟ جواب ضرور دیجئے گا میرے بھائی! ؎

کالی مرغی کر رہی ہے گوری مرغی سے سوال سچ بتا کیا مرغی پن میں تجھ سے میں بالا نہیں

دیکھ کالی ہو کے بھی انڈا دیا میں نے سفید تو نے گوری ہو کے جو انڈا دیا کالا نہیں

یعنی موحد خالص ہونے کے مدعی ہو کر بھی آپ حضرات اللہ عزوجل کے شاگردان رشید حضرات انبیائے کرام ں کو تو "عالم" ماننے کو شرک وارتداد قرار دے رہے ہیں، لیکن محمد حسین شیخوپوری اور محمد جوناگڑھی کے شاگردان باتمیز کو "عالم" ماننے میں کوئی قباحت نہیں محسوس فرماتے۔ جبکہ ہم آپ حضرات کے نزدیک ہزار مشرک اور لاکھ بدعتی وجہنمی ودوزخی ہونے کے باوجود محمد حسین شیخوپوری اور محمد جوناگڑھی کے تلامذہ کو بھی عالم مان رہے اور اللہ عزوجل کے شاگردان رشید حضرات انبیائے کرام ں کو بھی۔ لہذا ایمان سے بتائیے کہ موحدین کا عقیدہ وعمل اقرب الی الحق ہوا یا مومنین فضائل رسالت کا؟ یا اگر میں آپ کو کوئی فریب یا دھوکہ دے رہا ہوں تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے، شاکر ہوں گا۔

پھر اپنی اس عبارت میں آپ نے اللہ کے پیارے اور سوہنے رسول ﷺ کے لئے "علم غیب ماکان ومایکون" ماننے والوں پر بھی خوب خوب ناک بھوں چڑھائی بلکہ اسے شرک وکفر، ارتداد وگمراہی اور ضلالت بھی قرار دے دیا ہے، حالانکہ قرآن پاک میں نہایت ہی واضح، صاف ستھرے اور مبین الفاظ میں خود اللہ رب تبارک وتعالیٰ نے دو جگہ --- ما--- کا لفظ استعمال فرما کر رسول پاک ﷺ کو وہ تمام علوم عطا کر دیئے جانے کا اعلان فرما دیا ہے جنہیں آپ نہ جانتے تھے (۵۳:۱۰+ ۴:۱۱۳)، لیکن تعجب بلکہ افسوس کہ آنکھیں کھول کر اللہ کی پیاری کتاب کے پڑھنے والوں کو تو یہ "ما" نظر نہیں آتے اور بند کر کے پڑھنے والوں کو نظر آجاتے ہیں۔ دیکھئے! شاہ فیصل ایوارڈ یافتہ محترم علی میاں صاحب ندوی کے سب سے زیادہ صحیح قرار دیئے گئے اردو کے اس ترجمہ ء قرآن پاک میں، جس کو مدینہ منورہ مطہرہ کے شاہ فہد قرآن کمپلکس کے اراکین شائع کر کے حجاج کرام میں بطور تحفہ مفت تقسیم کرتے ہیں، قرآن پاک کے متن کا ترجمہ ہے کہ (مفہوم) "اور اگر نہ ہوتا تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تو قصد کر ہی چکی تھی ان میں کی ایک جماعت کہ تجھ کو بہکا دیں اور بہکا نہیں سکتے مگر اپنے آپ کو، اور تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ نے اتاری تجھ پر کتاب اور حکمت اور تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے" (۴:۱۱۳)۔ پھر اس کے حاشئے میں ہے کہ (مفہوم) "اس میں خطاب ہے رسول ﷺ کی طرف اور اظہار ہے ان خائنوں کے فریب کا اور بیان ہے آپ کی عظمت، شان اور عصمت کا اور اس کا کہ آپ کمال علمی میں جو کہ تمام کمالات سے افضل اور اول ہے، سب سے فائق ہیں اور اللہ کا فضل آپ پر بے نہایت ہے جو ہمارے بیان اور ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا" (ص۱۲۶)۔ لہذا میں آپ سے نہایت ہی ادب اور عاجزی کے ساتھ التماس کرتا ہوں کہ اپنے ہی سعودی عرب اور اپنے ہی شاہ فہد قرآن کمپلکس مدینہ مطہرہ کے شائع کردہ اپنے ہی اس قرآن پاک کے اپنے ہی اس ترجمے اور اپنی ہی اس تشریح وتفسیر کو پوری توجہ، پورے غور وخوض اور پورے انہماک سے بار بار پڑھ کر اندازہ لگائیے کہ ان میں کتنے واضح اور کتنے صاف ستھرے الفاظ میں کہا گیا ہے کہ حضور رسول محترم ﷺ کو جن جن علوم کا ادراک وافہام نہ تھا، ان ان علوم کی تفہیم وتدریک اور تعلیم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے دی، دے دی اور دے دی یعنی کسی بھی علم کا اس میں استثنیٰ نہیں موجود، یا اگر میں دھوکہ دے رہا ہوں تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے، کرم ہوگا، کہ اس ترجمہ وتفسیر کی روشنی میں سرکار رسالت مآب ﷺ کے لئے علم غیب ماکان ومایکون کیوں اور کیسے ثابت نہیں ہوتا؟ کیا عجز وانکسار کے طور پر کسی کا یہ کہنا کہ ۔

یہ فقط آپ کی عنایت ہے ورنہ میں کیا میری حقیقت کیا

واقعی طور پر اس انسان کو بالکل مفقود، بالکل معدوم اور بالکل بے حقیقت بنا دیتا ہے؟ موجودہ دنیا کے بہت بڑے موء دب، موحد اور مومن سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مشرک ومرتد اور جہنمی ودوزخی، لیکن اپنے آپ کو غیر اللہ امریکہ، غیر اللہ برطانیہ اور غیر اللہ اقوام متحدہ سے "مدد مانگنے"، اور رسول اللہ ﷺ کو "کریم" قرار دینے کے اپنے منہ بولے شرک صریح، اور خدائے پاک کو طاہر القادری کے دلائل سے بے خبر اور رسول اللہ ﷺ سے "گھٹ جانے والا" تسلیم کر لینے کی گمراہی وضلالت کے ارتکاب کے باوجود بگلا بھگت ہی سمجھنے والے میرے بھائی!

امام احمد رضا بریلوی نے چودہویں صدی کے مسلمانوں کو قرآن و احادیث کی روشنی میں یہ بات سمجھائی کہ معلم الملکوت عزازیل، بلعم باعور، عبد اللہ ابن ابی، ثعلبہ ابن ابی حاطب، ذوالخویصرہ، مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح حجازی، یزید کربلائی، مرزا علی محمد باب، مرزا علی حسین بہاء اللہ اور مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ بڑے اور بہت بڑے موحد ہونے کے باوجود، منکر فضائل رسالت بن کر چونکہ اپنی توحید کی "لوٹیا" ڈوبا بیٹھے ہیں، اس لئے مسلمانو! انگریزوں کے دریوزہ گر علمائے سوء کے بہکاوے میں آکر منکر فضائل رسالت بننے سے بچو، بچو اور بچو۔ ورنہ دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوگے عقبیٰ میں بھی رسوائی سے نہ بچ سکوگے۔ تو ان کی اس حق گوئی پر بجائے اس کے کہ آپ ان کے شکر گذار ہوتے، کتنے اندھیر کی بات ہے کہ شرک و بدعت کی لٹھ لے کر رات دن انہی کی سرکوبی میں مگن ہیں۔ تو کیا یہی انصاف ہے؟ آئیے میں آپ کو دکھاءوں کہ میری ان گذارشات میں حق و صداقت کا عنصر موجود بھی ہے یا نہیں؟ آپ نے اپنے خط مورخہ ۱۰ جنوری ۹۶ءء میں واضح لفظوں میں لکھا ہے کہ (مفہوم) "جب قرآن پاک میں حضور رسول پاک ﷺ کو مافوق البشر اور افضل البشر نہیں کہا گیا تو بادشاہ فہد ان کو کیسے مافوق البشر اور افضل البشر تسلیم کر لیں؟"۔----- لہذا اپنے اس نظریئے کو ذہن شریف میں رکھ کر درج ذیل سطور کا غیر جانبدار ہو کر مطالعہ فرمائیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

چل مرے خامہ بسم اللہ

اس حقیقت کو تو آپ بھی تسلیم کریں گے کہ قرآن پاک میں انسان کو ساری مخلوقات سے زیادہ اکرم (۷۰:۱۷ + ۴:۹۵) اور حضرات انبیائے کرام ں کو تمام انسانوں سے زیادہ ارفع و اعلیٰ اور برتر و بالا (۸۶:۶) قرار دیا گیا ہے۔ پھر حضرات رسل عظام ں میں بھی ہمارے اور آپ کے پیارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو سب پر فوقیت حاصل ہے (۹:۱۷ + ۱۰۷:۲۱) بلکہ ان حقائق کے ساتھ ساتھ آپ کو اس بات کا بھی اچھی طرح علم ہوگا کہ حضرت حق تعالیٰ جل مجدہ نے حضرت آدم ں کو "مسجود ملائکہ" جو بنایا تھا، وہ صفت عبادت کی برتری کے سبب نہیں بلکہ صفت علم کی برتری کے سبب بنایا تھا۔ یعنی حضرات ملائکہ کو تو کائنات کی تمام اشیاء کے حقائق و خواص، نفع و نقصان اور اسماء کا علم نہ عطا فرمایا، لیکن حضرت آدم ں کو عطا فرما دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرات ملائکہ، حضرت آدم ں کے علم کو دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے، بلکہ عش عش کر اٹھے تھے، پھر بات یہ بھی تھی کہ عبادت تو صفت مخلوقات ہے، خدا کی صفت نہیں، جبکہ علم خدائے تعالیٰ کی صفت اعلیٰ ہے، اس لئے فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ (مفہوم) "آدم کو سجدہ کرو" (۳۴:۲ + ۱۱:۷ + ۳۰:۱۵ + ۶۱:۱۷ + ۵۰:۱۸ + ۱۱۶:۲۰ + ۷۲:۳۸)۔ لیکن میری ان سچی باتوں کو اگر آپ صرف میرے پیارے امام احمد رضا کی تعلیمات یا ان کی تقلید اعمیٰ کا اثر سمجھ رہے ہوں، تو میں درخواست کروں گا کہ شاہ فہد قرآن کمپلکس مدینہ منورہ کے شائع کردہ اردو ترجمہ و تفسیر والے قرآن پاک کے سورہ ء بقرہ کے تیسرے رکوع کا مطالعہ فرمالیجئے، واضح ہو جائے گا کہ مسجود ملائکہ حضرت آدم ں سے متعلق یہ ساری باتیں میں نے وہیں سے اخذ کر کے لکھی ہیں۔

لہذا میرے بھائی! اب فیصلہ کیجئے کہ جب حضرت آدم ں کی عظمت و بزرگی کا اتنے علم کے سبب یہ مرتبہ اور یہ مقام بارگاہ خداوندی

میں ہے کہ "مسجود ملائکہ" بنا دیئے گئے، تو جن پیارے آقا ﷺ کا علم حضرت آدم ں سے بھی ارفع واعلیٰ اور برتر وبالا ہو، ثبوت کے لئے دیکھئے شاہ فہد قرآن کمپلکس مدینہ منورہ کے شائع کردہ اردو ترجمے اور تفسیر والے قرآن پاک کے صفحہ نمبر۱۲۶ پر آیت نمبر۴:۱۱۳کی تفسیر۔ جن میں صاف صاف لفظوں میں کہا گیا ہے کہ (مفہوم) "اس آیت میں رسول پاک ﷺ کی عظمت شان اور عصمت کا بیان ہے کہ آپ کمال علمی میں جوکہ تمام کمالات سے افضل واول ہے، سب سے فائق ہیں بلکہ اللہ کا فضل آپ پر اتنا بے نہایت ہے کہ جو نہ ہمارے بیان میں آسکتا ہے نہ سمجھ میں---"۔ پھر اسی قرآن پاک میں صفحہ نمبر۳۸۷ پر آیت نمبر۱۷:۸۷ کی تفسیر کے تحت لکھا ہے کہ (مفہوم) "خدائے تعالیٰ کی تربیت سے ایک روح ایسے بلند اور اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتی ہے جہاں دوسری روح کی قطعاً رسائی نہ ہوسکے، جیسے روح محمدی ﷺ پہنچی---"۔ اور صفحہ ۳۸۸ پر ہے کہ (مفہوم) "کیسی ہی کامل روح ہو، اس کے سب کمالات موہوب و مستعار ہیں، ذاتی نہیں"۔---- لہذا خدا لگتی کہئے کہ رحمۃللعالمین، نذیرا للعالمین، خاتم النبیین، قیامت کے دن لواء الحمد لہرانے والے، مقام محمود پر فائزہونے والے، آدم ں سے زیادہ علم رکھنے والے، جن کی ہر آنے والی گھڑی پہلے گھڑی سے افضل واعلیٰ اور برتر وبالا ہوگی، جن کو رب تبارک وتعالیٰ نے اتنا عطا فرمانے کا وعدہ فرما رکھا ہے کہ وہ راضی ہوجائیں، کیوں افضل البشر بھی نہیں؟ کیوں مافوق البشر بھی نہیں؟ کیوں ناکارے؟ کیوں گاوں کے چوہدری کے مثل؟ کیوں ذرہ ء ناچیز سے کمتر؟ اور کیوں چمار سے زیادہ ذلیل؟ معاذ اللہ، استغفراللہ۔ اللہ اللہ! آدم ں مسجود ملائکہ تک بنا دیئے جائیں، آپ کو کوئی اعتراض نہیں سوجھتا، آپ کی توحید میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا، حضرت یعقوب ں حضرت یوسف ں کو سجدہ کریں، تب بھی آپ خاموش اور چپ، لیکن رحمۃللعالمین اور نذیرا للعالمین ﷺ کو مافوق البشر اور افضل البشر مان لیا جائے تو آپ کو کفر و شرک کا آزار ستانے لگتا ہے۔ میرے بھائی! ذرا بتائیے تو سہی، اس کی وجہ کیا ہے؟ کہ آپ کے اپنے عقیدے کے مطابق غیراللہ کو ہر ہر سجدہ کرنا شرک تھا، اسے تو یہاں آپ عین ایمان سمجھ رہے ہیں، رحمۃللعالمین اور نذیرا للعالمین ﷺ کو افضل البشر سمجھنا ہرگز ہرگز شرک نہ تھا، لیکن اسے آپ شرک کہہ رہے ہیں، آخر کیوں؟ کیا اس کا جواب بھی آپ نہیں ہی مرحمت فرمائیں گے مجھے؟ حالانکہ ۔

اپنے کمال علم وہنر پر مصر ہوں میں استاد میری شان حماقت تو دیکھئے

دانشوروں کی قدر نہیں اس کے باوجود دانش کا مدعی ہوں جہالت تو دیکھئے

یعنی خلیفہ ء راشد حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت حسان بن ثابت ث کے اشعار۔

وقیت بنفسی خیر من وطیء الثرای ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر

واجمل منک لم ترقط عینی واکمل منک لم تلد النساء

پیش کروں اس بات کے ثبوت میں کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ واقعی طور پر بلا شک و شبہ افضل البشر ہیں، تو آپ قرآن پاک کی وہ آیتیں جو

مشرکین وکفار کے حالات پر منطبق ہیں پڑھ پڑھ کر مجھے بھی انہیں کے زمرے میں شامل فرما دیں گے ۔ اس لئے اپنے آباء واجداد کے باغی اور آپ کے نظریئے کے مطابق قرآن وسنت کی خالص تعلیمات کے حامل علمائے نجد کی تحریر ملاحظہ فرمایئے، کہ ہمارے پیارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ یقینا یقینا افضل البشر ہی ہیں ۔ حکومت سعودی عربیہ کا محکمہ ء وزارت داخلہ، حج کے دوران امن وامان کے زیر عنوان حضرات حجاج کرام کو،جو کتابچہ مفت تقسیم کرتا ہے، اس میں بسم اللہ کے بعد حمد وصلوٰۃ وسلام کے ترجمے میں لکھا ہے کہ (مفہوم) "سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جو دونوں جہان کا مالک ہے اور درود وسلام ہو نبی ء پاک ﷺ پر، جو تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل ہیں"۔--- لہذا اب تو تسلیم کر لیں میرے بھائی! کہ قرآن سے ثابت نہ ہونے کے باوجود آپ کے عقیدے کے مطابق مکے مدینے کے قرآن وسنت کی خالص تعلیمات کے ماننے والے علمائے کرام بھی حضور ﷺ کو افضل البشر ہی مانتے ہیں، لیکن آپ بلا ثبوت ان سے ایک غلط بات منسوب کر رہے ہیں، یا اگر میں غلط حوالے دے رہا ہوں تو میری رہنمائی فرمائیں، ورنہ کہا جا سکتا ہے کہ ؎

مرے شاہین میزان عمل میں گھریوں علم وفن کے رولتے ہیں

کبھی بلبل کے نغمے چھیڑتے ہیں کبھی ہدہد کی بولی بولتے ہیں

قادیانی بھی اپنے آپ کو بہت بڑا موحد کہتے ہیں لیکن رسول پاک ﷺ کی ایک صفت، فضیلت خاتم النبیین کے منکر بن کر ایسے کافر بنے کہ اب جو مسلمان موحد ان کو کافر نہ مانے وہ بھی کافر بن جائے ۔ ایسے ہی رجیم ابلیس بھی بہت بڑا موحد تھا، اتنا بڑا کہ دنیا میں شاید ہی کوئی شخص اس کے "دامن موحدیت" پر شرک وکفر کا

کوئی داغ دھبہ ثابت کر سکے ۔ لیکن اللہ کے ایک نبی حضرت آدم ں کی ایک صفت "فضیلت مسجودیت" کا منکر بن کر ایسا کافر بنا کہ قرآن پاک اس پر شاہد وناطق ہوگیا(۲:۳۴)۔ ایسے ہی بلعم باعور، عبد اللہ ابن ابی، ثعلبہ ابن ابی حاطب، ذوالخویصرہ، مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح حجازی، یزید کربلائی، مرزا علی محمد باب، مرزا علی حسین بہاء اللہ اور مرزا غلام احمد قادیانی موحدین کی صف میں شامل تھے، لیکن فضائل رسالت کے منکر یا گستاخ بن کر ایسے برے بنے کہ اب ان کے نام "گالی" بن کر رہ گئے ہیں ۔ لہذا صدق دل سے سوچئے میرے بھائی! کہ کائنات میں رسول پاک ﷺ کے بجائے کسی اور کو افضل البشر مان کر، یا رسول پاک ﷺ کی افضل البشریت کے منکر بن کر، کیا آپ بھی انہی منکرین وگستاخان فضائل رسالت کی صف میں شامل و داخل نہیں ہوجاتے؟ یا پھر اس سوال کے جواب میں بھی چپ اور خاموش ہی رہیں گے آپ؟ بقول رئیس الرباعیات ؎
نغموں سے تہی ہے اپنی جھولی ہونی تھی جو گفتگو وہ ہولی

کویل تو بڑے مزے سے بولی طوطے نے مگر چونچ نہ کھولی

اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "قرآن پاک میں دو باتوں پر بڑا زور دیا گیا ہے، پہلی یہ کہ تمام انبیاء ں بندے، بشر، رجل اور انسان

تھے، یہ اللہ کی الوہیت میں ہرگز ہرگز شریک نہ تھے، لیکن خدا کی مار ہو مشرکین پر، ان کی مشرکانہ منطق یہ رہی ہے کہ ہر بزرگ اور مقدس ہستی ان کے خیال باطل میں بہر حال فوق البشر ہوگی، وہ محض عبد کیسے ہوسکتی ہے، اس میں لامحالہ خدائی صفات ہوں گی وغیرہ وغیرہ۔"----- لہذا آپ کی ان عارفانہ اور موحدانہ نگارشات پر آمنا وصدقنا کہتے ہوئے سائل ہوں، جواب سے مشرف فرمائیے کہ اگر مشرکین کا احتساب کرنے کی بجائے ہم موحدین مخلصین کا ہی پوسٹ مارٹم کر لیں، تو کیا مناسب نہ ہوگا؟ بہادر شاہ ظفر نے کتنے پتے کی بات کہی ہے کہ ۔

نہ تھی عیبوں کی جب ہمیں اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر

پڑی اپنی خطاء وں پہ جوں ہی نظر کوئی اور جہاں میں برا نہ رہا

میرے بھائی! آپ اپنے آپ کو توحید خالص میں بہت مضبوط، بہت مستحکم اور بہت پکا سمجھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ۲۷ جولائی ۱۹۹۵ء کے اپنے خط میں بریلویوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "ان کو یہ وہابیت ایک آن پسند نہیںآتی کہ بس اللہ ہی اللہ کی رٹ لگاتے رہو، نہ بزرگوں کے تصرفات نہ آستانوں کی فیض رسانی کا اعتراف، ان کے خیال میں یہ عجیب نبی ہے جو صرف ایک اللہ کو عالم الغیب والشھادہ، قادر کریم، صاحب تصرفات اور کلی اختیارات والا مانتا ہے، آخر ہمارے آستانوں والے بھی تو کوئی ہستی ہیں وغیرہ وغیرہ"۔-----لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اپنی ہی اس عبارت کو پندرہ بیس مرتبہ غور و خوض اور پوری توجہ کے ساتھ پڑھیں اور دیکھیں کہ ان میں آپ نے کتنے واضح اور صاف ستھرے الفاظ میں کہا ہے کہ "عالم الغیب والشھادہ، قادر کریم، صاحب تصرفات اور کلی اختیارات والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے بزرگوں اور آستانے والوں کو بھی ان صفات سے متصف کرنا شرک، شرک اور کھلم کھلا شرک ہے"، لہذا جواب عنایت ہو کہ میرے پیارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو غیب کا عالم ماننا تو شرک، لیکن احسان الٰہی ظہیر کو علامہ ماننا کیوں توحید خالص؟ درآں حال کہ غیب کا عالم بھی اللہ اور شہادت کا عالم بھی اللہ، پھر رسول اللہ ﷺ کا استاد قادر مطلق اللہ تعالیٰ، جبکہ احسان الٰہی ظہیر کا استاد ایک بشر، ایک رجل، ایک عبد اور ایک بندہ۔ بلکہ یہاں یہ اہم نکتہ بھی مد نظر رہے کہ ہم اپنے پیارے آقا ﷺ کو غلو، علو اور مبالغے کے صیغے میں نہیں، بلکہ اول درجے میں اور وہ بھی دونوں مدوں میں نہیں، بلکہ صرف ایک مد میں بظاہر غیب کا عالم مان رہے ہیں۔

جبکہ آپ احسان الٰہی ظہیر کو صرف ایک مد میں نہیں دونوں مدوں میں، بلکہ غلو، علو اور مبالغے کے صیغے میں مطلقاً علامہ مان رہے ہیں، یعنی علامۃ الغیوب والشھود بالغلو والعلو والمبالغہ۔ تو کیا یہی آپ کی توحید خالص ہے؟ یا اگر میں بغض و عناد کے سبب یہ نتیجہ اخذ کر رہا ہوں تو میری گوش مالی فرمائیے، ممنون ہوں گا۔ پھر آپ نے اپنی زیر بحث اس عبارت میں صاف صاف اور واضح لفظوں میں صفت "کریمی" کو بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کیا ہے۔ لیکن پھر خدا کی قدرت کہ اپنے ایک ایک خط میں آنکھ بند کر کے دیکھ لیجئے کہ حضور رسول گرامی وقار ﷺ کو کئی کئی مرتبہ "رسول کریم" ہی نہیں بلکہ "رسول اکرم" بالغلو والعلو والمبالغہ بھی لکھ رہے ہیں، خواہ بالارادہ لکھ رہے ہوں یا بلا ارادہ۔ پھر زیر بحث دونوں

خطوط میں بھی آپ کا یہی حال، بلکہ سب سے آخری خط میں تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ مجھے مخاطب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "محمد میاں! حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں کہ خبردار! میرا وہ حال نہ کرنا جو اہل کتاب نے حضرت عیسیٰ ں کو خدا کا بیٹا بنا کر کیا، میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، بس"۔---- لہذا غور کریں اور سوچیں اور انصاف کی کہیں کہ آپ کی یہ عبارت کیا بالکل ایسے ہی نہیں جیسے آپ کہیں کہ "محمد میاں! خدا کے پیارے عربی اور خدا کے پیارے مکی مدنی ﷺ کے یہ فرامین ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں کہ خبردار! ہمارا وہ حال نہ کرنا جیسا اہل حدیث، موحد خالص شفیق الرحمن صاحب شاہین نے مجھ محمد رسول اللہ ﷺ کو کریم بلکہ اکرم بنا کر کیا ہے، میں تو صرف خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، بس"۔ یا اگر مجھ سے یہاں بھی کوئی غلطی سرزد ہورہی ہو، تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے، ممنون ہوں گا۔

بریلویوں کو بدعتی، مشرک، جہنمی اور دوزخی قرار دے کر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو افضل البشر تک تسلیم نہ کرنے والے میرے موحد بھائی! آپ بار بار اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ انبیائے کرام ں تو صرف اور صرف رجل، بشر، عبد اور بندے ہوتے ہیں، ان میں کوئی بھی الوہی صفت ہرگز ہرگز نہیں موجود، تو یہاں تک تو آپ کی بات صدفی صد سچی، درست اور صحیح ہے، لیکن اس کے بعد آگے چل کر جب ہم آپ کی عملی زندگی پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں قول و فعل کا بڑا تضاد بلکہ بعد المشرقین نظر آتا ہے۔ اب یہی دیکھئے ناں! زبان و قلم سے تو بلا شبہ آپ پوری طاقت و قوت کے ساتھ کہتے اور لکھتے ہیں کہ غیر اللہ کی عبادت کرنا اور غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک صریح ہے، لیکن عملی طور پر حالت یہ ہے کہ دھڑلے سے امریکہ، برطانیہ اور اقوام متحدہ سے مدد مانگتے رہتے ہیں۔ تو کیا آپ کا یہ عمل غیر اللہ کی عبادت کرنے یا غیر اللہ میں الوہی صفت تسلیم کر لینے کے مترادف نہیں؟ یا بالفاظ دیگر انبیائے کرام ں کو تو نہیں لیکن امریکہ، برطانیہ اور اقوام متحدہ کو "الہ" تسلیم کر لینے کے مترادف نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ بیان فرمائیے، ورنہ ہم ببانگ دہل کہہ سکتے ہیں کہ ؂

ناحق ہم بیچاروں پر الزام ہے شرکت داری کا چاہیں سو وہ آپ کریں اور ہم کو عبث بدنام کیا

یعنی اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، دیکھتے سنتے، کھاتے پیتے، بولتے چالتے اور زندہ رہتے ہوئے کیا آپ حضرات غیر اللہ چاند، سورج، آگ، پانی، ہوا، دل، دماغ، ہاتھ، پاوں، آنکھ، کان، ناک، زبان اور دانتوں سے مدد نہیں لیتے؟ بلکہ جوتا کپڑا، روٹی، مکان سے لے کر دوا، علاج اور خورد و نوش تک کی ہر ہر مد کیا خود ہی تیار کرتے ہیں؟ پھر آپ کا یہ "خود" بھی کیا غیر اللہ نہیں ہے؟ اور یہ بھی کیا غیر اللہ سے مدد طلب کرنے کی مد میں شامل نہیں؟ پھر بھی ؂

خون کی چھینٹ کوئی آپ کے دامن پہ نہیں آپ نے میرے تڑپنے کا سلیقہ دیکھا

یعنی آپ حضرات کے اتنے اتنے شرکیات کے ارتکاب کے باوجود ہم تو آپ حضرات کو نہ مشرک و کافر قرار دیتے ہیں نہ بدعتی۔ لیکن کتنے تعجب اور دکھ کی بات ہے کہ آپ حضرات دن رات اور صبح و شام شرک و بدعات کی لٹھ لے کر ہم لوگوں کا جینا حرام کئے بیٹھے ہیں۔ تو کیا یہی

انصاف ہے؟ یا اگر میں غلط بیانی کر رہا ہوں تو اسی کی نشان دہی فرمادیں، کرم ہوگا۔ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) " دوسرا عنوان جس پر قرآن میں زور دیا گیا ہے وہ عقیدہء توحید کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا ہے، اس میں اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں ہے۔ آپ کو متعدد جگہ یہ ملے گا کہ تو نہیں جانتا تھا، تجھے معلوم نہ تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے، ہم نے تجھ کو ضال پایا اور ہدایت دی وغیرہ وغیرہ"۔

اس لئے سوال ہے، خدا کے لئے جواب عنایت ہو کہ آپ کے اس عقیدے اور نظریئے کے مطابق اگر واقعی طور پر اللہ تعالیٰ کی صفت عالم الغیبی میں کوئی بھی مخلوق اس کی شریک و سہیم نہیں، تو پھر قرآن پاک کی آیات ۳:۴۴ + ۳:۴۹ + ۳:۱۷۹ + ۴:۱۱۳ + ۶:۵۹ + ۶:۱۱۵ + ۶:۱۵۴ + ۱۰:۶۱ + ۱۱:۶ + ۱۱:۴۹ + ۱۲:۱۰۲ + ۱۶:۸۹ + ۱۸:۶۵ + ۲:۳۱ + ۲۷:۷۵ + ۳۴:۳ + ۵۴:۵۳ + ۵۵:۲ + ۷۲:۲۷ + ۸۱:۲۴ + ۵۳:۱۰ میں یہ مفاہیم کیوں بیان فرمائے گئے ہیں کہ، اے پیارے محبوب ﷺ! یہ غیب کی خبریں ہیں جنہیں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں--- یا یہ کہ---ہم تم پر یہ ایک ایسی کتاب نازل کر رہے ہیں جس میں زمینوں اور آسمانوں کا ہر خشک وتر اور ہر چھوٹا بڑا کلی بیان سمو دیا ہے---یا یہ کہ---عالم الغیب اللہ د کی یہ شان نہیں کہ ہر کسی کو غیب بلکہ اپنے غیوب کے علوم پر مطلع اور خبردار کرے، لیکن ہاں! اللہ کے کچھ مجتبیٰ اور کچھ مرتضیٰ رسل کرام اور انبیائے عظام ل ہیں جنہیں وہ اپنے علوم غیوب (خمسہ؟) پر مطلع فرما دیتا ہے--- یا یہ کہ--- اے پیارے محبوب ﷺ! ہم نے آپ کو ان تمام علوم (غیوب؟) سے بہرہ ور فرما دیا جن سے آپ لا علم تھے---یا یہ کہ--- لوگو! میرا محبوب ﷺ غیب کی باتیں بتانے میں بخیل نہیں---وغیرہ وغیرہ--- تو کیا ان مفاہیم کا یہ مطلب لینا شرک ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنے کچھ علوم غیوب اپنے پیارے مصطفی ﷺ کو بھی عطا فرما رکھے ہیں؟ اگر ہاں، تو پھر اس کا نہایت ہی واضح اور روشن مطلب کیا یہ نہیں بنتا؟ کہ مولیٰ تعالیٰ اپنی عالم الغیبی اور اپنی الوہیت میں حضور ﷺ کو شریک و سہیم بنا چکا ہے اور اس کا ثبوت قرآن پاک کی درج بالا اور درج ذیل متعدد آیات میں موجود ہے۔ یا اگر اس موقع پر مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو رہی ہے، تو اسی کا بیان فرما دیجئے، کرم ہوگا۔ اس موقع پر اگر میں شاہ فہد قرآن کمپلکس کے شائع کردہ اردو ترجمہء قرآن پاک کے ان صفحات کی نشان دہی بھی کر دوں تو مناسب ہوگا، جن میں واضح لفظوں میں اس بات کا اقرار و اعتراف موجود ہے کہ بلا شبہ بلکہ یقینا مولیٰ تعالیٰ نے اپنے پیارے مصطفی ﷺ کو ماضی، حال اور مستقبل کے لاکھوں کروڑوں مغیبات کا علم عطا فرما رکھا ہے، بلکہ صفحہ نمبر ۲۸۵ پر تو یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) "ما کان وما یکون کا تمام حال کتاب مبین (لوح محفوظ) میں ثبت ہے" اور یہی مفہوم صفحہ نمبر ۵۰۰ + ۷۰۵ + ۱۱۵ + ۱۷۹ + ۱۸۹ + ۲۹۳ وغیرہ سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ صفحہ ۷۰۵ پر تو یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) "قرآن پاک خداوند کریم کے عطایا میں سب سے بڑا عطیہ اور اس کی نعمتوں میں سب سے اونچی نعمت و رحمت ہے۔ انسان کی بساط اور اس کے ظرف پر خیال کرو اور علم قرآن کے اس دریائے ناپیدا کنار کو دیکھو۔ بلا شبہ ایسی ضعیف البنیان ہستی کو آسمانوں اور پہاڑوں سے زیادہ بھاری چیز کا حامل بنا دینا رحمن ہی کا کام ہوسکتا ہے، ورنہ کہاں بشر اور کہاں خدا کا کلام (تنبیہ) سورہء نجم میں فرمایا تھا، علمہ شدید القویٰ، یہاں کھول دیا کہ قرآن کا اصلی معلم اللہ عزوجل ہے گو فرشتے کے توسط سے ہو---"۔ بہر صورت شاہ فہد کے شائع کردہ قرآن پاک کے درج بالا صفحات کے علاوہ درج ذیل صفحات میں بھی آپ دیکھ سکتے ہیں کہ خداوند کریم نے رسول اعظم ﷺ کو غیب

کا علم عطا فرمایا ہے ۔ صفحہ نمبر۱۷ + ۲۷ +۹۵+ ۱۹۸+ ۳۰۰+ ۳۲۸+ ۳۶۶+ ۴۰۲+ ۵۱۰+ ۶۱۷+ ۸۰۷ وغیرہ۔

لیکن تعجب اور افسوس کہ اس کے محرر اور مفسر نے ان حقائق کے اعتراف واقرار کے باوجود آیت نمبر۲:۶۵ کے تحت صفحہ نمبر۵۱۰ پر آپ کی ہی طرح اپنا یہ عقیدہ اور یہ نظریہ بھی ظاہر کیا ہے کہ (مفہوم) "ہاں! مولیٰ تعالیٰ بعض بندوں کو بعض غیوب پر بہ اختیار خود مطلع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص کو حق تعالیٰ نے غیب پر مطلع فرما دیا، یا غیب کی خبر دے دی، لیکن اتنی بات کی وجہ سے قرآن و سنت نے کسی جگہ ایسے شخص پر عالم الغیب یا فلاں یعلم الغیب کا اطلاق نہیں کیا، بلکہ احادیث میں اس پر انکار کیا ہے، کیونکہ بظاہر یہ الفاظ اختصاص علم الغیب بذات الباری کے خلاف موہم ہوتے ہیں ۔ اسی لئے علمائے محققین اجازت نہیں دیتے کہ اس طرح کے الفاظ کسی بندے پر اطلاق کئے جائیں، گو لغتاً صحیح ہوں"۔--- حالانکہ ان ہی مفسر اور ان ہی محرر نے آیت نمبر۳:۴۹ کے تحت صفحہ نمبر۷۲ پر یہ بھی اقرار و اعتراف کیا ہے کہ (مفہوم) "محض شکل و صورت بنانے کو خلق سے تعبیر کرنا حضرت عیسیٰ ں کا صرف ظاہری حیثیت سے ہے ۔ جیسے صحیح حدیث میں معمولی تصویر بنانے کو خلق سے تعبیر فرمایا، احیوا ما خلقتم، یا خدا کو احسن الخالقین فرما کر بتا دیا کہ محض ظاہری صورت کے لحاظ سے غیراللہ پر بھی یہ لفظ بولا جا سکتا ہے، اگرچہ حقیقت تخلیق کے لحاظ سے حق تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں کہلا سکتا"۔--- پھر چند سطروں کے بعد ہے کہ (مفہوم) "خلاصہ یہ کہ حضرت مسیح پر کمالات ملکیہ وروحیہ کا غلبہ تھا، اسی کے مناسب آثار ظاہر ہوتے تھے، لیکن اگر بشر کو ملک پر فضیلت حاصل ہے اور اگر ابوالبشر کو مسجود ملائکہ بنایا گیا ہے، تو کوئی شبہ نہیں کہ جس میں تمام کمالات بشریہ (جو عبارت ہے مجموعہء کمالات روحیہ وجسمانیہ سے) اعلیٰ درجے پر ہوں گے ۔ اس کو حضرت مسیح سے افضل ماننا پڑے گا، اور وہ ذات قدسی صفات محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے"۔---پھر تخلیق کے تعلق سے اسی مفہوم سے ملتا جلتا مضمون آیت نمبر۵:۱۱۰ کے تحت صفحہ نمبر۱۶۷ پر بھی ہے اسی قرآن پاک میں ۔ لہذا انصاف سے کہئے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو خالق الخلق کہنا زیادہ موجب و موہم شرک ہوگا یا غیب کا عالم؟ آدم ں کو مسجود ملائکہ تسلیم کر لینا عقیدہء توحید کو مجروح و زخم خوردہ بنا دے گا یا حضور ﷺ کو افضل البشر سمجھنا؟ پھر اس مسئلے کو اس طرح بھی سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ اگر مولیٰ تعالیٰ قرآن پاک میں سیدنا محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ کو رحمۃ للعالمین تک کہہ سکتا ہے اور اسے کوئی بدعتی یا بریلوی تو کیا، موحد خالص اہل حدیث بھی موجب و موہم شرک نہیں سمجھتا، تو پھر انہی سوہنے محمد ﷺ کو غیب کا عالم مان لینا کیوں شرک خالص ہو جائے گا؟ اندریں حالات کہ قرآن پاک میں شاید ہی کہیں خالق الخلق یا اسی سے ملتے جلتے کسی اور لقب سے آپ کو یاد کیا گیا ہو، جبکہ غیب کے عالم ہونے یا غیب کے علوم دیئے جانے کے متعدد ثبوت موجود ہیں ۔ تو کیا میں امید رکھوں کہ میرے اس خاص اور اہم سوال کا جواب آپ مجھے ضرور ہی مرحمت فرمائیں گے؟ کیونکہ ؎

دعویٰ بہت ہے علم ریاضی میں آپ کو لہذا طول شب فراق ذرا ناپ دیجئے

ورنہ میں کہہ سکوں گا کہ ؎

یہ زلف مسلسل جو ترے رخ پہ پڑی ہے طول شب فرقت سے بھی دو ہاتھ بڑی ہے

اس کے بعد آپ نے حضور افضل البشر ﷺ کے "غیب کے عالم" نہ ہونے کے ثبوت میں بے شمار دوسری آیات کو چھوڑ کر ایک ایسی آیت پیش کی ہے جس کی روشنی میں کسی بشر یا رجل یا عبد یا بندے کو "خدا یا خدا کا بیٹا" نہ بنا لینے کا مجھے مشورہ دینے والے میرے بھائی! میرے خیال سے خود آپ بلکہ دنیا بھر کے تمام عباد، تمام ابشار، تمام ارجال اور تمام ابناد عملی طور پر لا محالہ "الوہیت اور خدائی" کے مدعی بن جاتے ہیں، بلکہ قیامت تک بنتے رہیں گے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آپ نے جو آیت کریمہ پیش فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ (مفہوم) "وہ دن بھی یاد کرو جب اللہ تمام رسولوں کو جمع کرے گا اور پوچھے گا کہ تمہاری دعوت کے جواب میں لوگوں کا کیا طرز عمل تھا؟ تو وہ جواب دیں گے، ہمیں کوئی علم نہیں، بس تو ہی خوب جاننے والا علام الغیوب ہے"۔

لہذا درخواست ہے کہ اس مفہوم کو اچھی طرح غور سے پڑھ کر بتائیں! کہ حضور اشرف البشر ﷺ کے "غیب کے عالم" نہ ہونے کے ثبوت میں آپ کا اس آیت کو پیش کرنے کا صاف اور واضح مطلب کیا یہ نہیں نکلتا؟ کہ جب مولیٰ تعالیٰ قیامت کے دن حضرات انبیائے کرام ل سے دریافت فرمائے گا کہ، میرے بندو! تمہاری قوم نے تمہاری دعوت کے جواب میں کیا طرز عمل اختیار کیا تھا؟ تو وہ اس طرز عمل کے صدفی صد علم کے باوجود جواب دیں گے کہ، مولیٰ تعالیٰ! ہم عالم الغیب تو نہیں، لہذا کیسے عرض کریں اور کیسے بتائیں کہ ہماری قوم نے ہماری دعوت کے جواب میں ہم سے کیا طرز عمل اختیار کیا تھا؟ ہاں! اے اللہ! تو البتہ عالم الغیب ہے، لہذا تجھے ضرور علم ہے کہ ہماری قوم نے ہماری دعوت کے جواب میں ہم سے کیا طرز عمل روا رکھا تھا۔ لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہوں کہ یہاں بھی میں کج بحثی اور خر دماغی کا ارتکاب کر رہا ہوں، تو پھر آپ ہی ارشاد فرمائیے کہ ہمارے اور آپ کے پیارے آقا ﷺ کے "غیب کے عالم" نہ ہونے کے ثبوت میں آپ کا اس آیت شریفہ کو پیش کرنے کا مطلب و مقصد کیا ہے؟

میرے بھائی! کوئی شخص ہم سے اگر سوال کرے کہ پاکستان کب بنا تھا؟ یا علامہ اقبال کہاں پیدا ہوئے تھے؟ یا قائد اعظم گجراتی تھے یا پنجابی؟ تو کیا ان کے جواب میں "۱۴ اگست ۱۹۴۷ء، یا سیالکوٹ، یا گجراتی" کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم "غیب کے عالم" ہونے یا بالفاظ دیگر "الوہیت" کے مدعی ہیں؟ اگر ہاں، تو پھر جواب دیجئے! کہ دنیا میں کون ایسا موحد ہے جو رات دن ماضی کے حالات بیان نہیں کرتا رہتا؟ اور ہمیشہ ہی ایک دوسرے کی خیریت نہیں پوچھتا رہتا؟ تو کیا یہ سب کے سب "عالم غیب" ہونے یا "الہ" ہونے کے مدعی ہیں؟ اگر نہیں، تو پھر ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ کیوں بلا وجہ ہی ہم مسلمانوں کو شرک و بدعت کے آزار میں مبتلا کئے رہتے ہیں؟ اور کیوں یہود و نصاریٰ اور ہنود پر محنتیں کرنے اور ریال صرف کرنے کی بجائے مومنین فضائل رسالت سے مائل بہ جدل اور دست بگریباں رہتے ہیں؟ کیا یہی خدمت اسلام اور یہی کلید کامیابی و کامرانی ہے؟ اور کیا یہی مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے گر ہیں؟ رسول پاک ﷺ کے "غیب کے عالم" نہ ہونے کے ثبوت میں درج بالا قرآنی آیت ۵:۱۰۹ پیش کرنے والے میرے بھائی! شاہ فہد والے اردو ترجمہ ء قرآن میں اس آیت کی تفسیر میں صفحہ نمبر ۱۶۶ پر ہے کہ

(مفہوم) "محشر کے ہولناک دن جب خدائے قہار کی شان جلالی کا انتہائی ظہور ہوگا، اکابر و اعاظم کے بھی ہوش بجا نہ رہیں گے۔ اولوالعزم انبیاء ں کی زبان پر نفسی نفسی ہوگا، اس وقت انتہائی خوف و خشیت سے حق تعالیٰ کے سوال کا جواب لا علم لنا (ہمیں کچھ خبر نہیں) کے سوا نہ دے سکیں گے۔ پھر جب نبی ء کریم ﷺ کے طفیل سب کی طرف خدا کی نظر لطف و رحمت ہوگی، تب کچھ عرض کرنے کی جراء ت کریں گے"۔

لہذا خداوند عظیم توفیق عطا فرمائے تو اپنے اس غلط عقیدے کو درست فرمالیجئے کہ ماضی میں اپنے ساتھ پیش آئے ہوئے واقعات کا بیان کرنا بھی "غیب کے عالم" ہونے یا "الوہیت" کے مدعی ہونے کے مترادف ہے۔ ورنہ خدائے پاک کی نظر رحمت کے دیدار کے بعد حضرات انبیائے کرام ں ان کے بیان کے مرتکب ہرگز ہرگز نہ ہوتے، کیونکہ وہ تو بہر حال اور بہر صورت بریلویوں اور اہل حدیثوں سے بڑھ کر موحد اور مومن ہیں اور ان ذوات عالیہ سے دیدہ و دانستہ قصداً اور عمداً شرک کے ارتکاب کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ یا پھر بتائیں کہ نبی ہوکر وہ حضرات بعد میں اس شرک صریح یعنی الوہیت کے مدعی کیوں اور کیسے ہوجائیں گے؟ پھر شاہ فہد قرآن کمپلکس کے اردو ترجمہ ء قرآن کے صفحہ نمبر ۲۷ + ۱۱۰ + ۳۶۶ + ۴۵۴ پر آیت نمبر ۲:۱۴۳ + ۴:۴۱ + ۱۶:۸۴ + ۱۶:۸۹ + ۲۲:۷۸ کے تحت ہے کہ (مفہوم) "قیامت کے دن حضرات انبیائے عظام ں بارگاہ الٰہی میں جب یہ بیان دیں گے کہ ہم نے دعوت حق کا پیغام تیرے بندوں تک ضرور ضرور پہنچا دیا تھا، تو ان کی امتوں کے کفار و مشرکین ان کی تکذیب پر اتر آئیں گے۔ اس لئے ان کے قضیوں کے تصفیے کے لئے مولیٰ تعالیٰ افضل البشر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کو پہلے تو شہادت کے لئے طلب فرمائے گا، لیکن پھر جب امم سابقہ کے کفار و مشرکین افضل الامت کی شہادت کو بھی جھٹلا دیں گے، تو اپنے امتیوں کے پورے پورے حالات سے واقف سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو شہادت کے لئے بلایا جائے گا۔ چنانچہ آپ شہادت دیں گے کہ میرے امتی سچی شہادت دے رہے ہیں، تو فیصلہ حضرات انبیائے کرام ں کے حق میں دے دیا جائے گا" ۔----- اس لئے ایک مرتبہ اور ٹھنڈے دل سے سوچئے اور غور کیجئے میرے بھائی! کہ کیا واقعی حضور اعلم ﷺ کو "غیب کا عالم" سمجھنا انہیں "الٰہ اور خدا" سمجھ لینے کے مترادف ہے؟ یا یہ عقیدہ اور یہ نظریہ غلط عقیدہ اور غلط نظریہ ہے؟ ورنہ مجھے کہنا پڑے گا کہ ؂

دامن پہ باغباں کے لہو کی بہار ہے یہ سانحہ ہے کوئی مگر دیکھتا نہیں

آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "جب خدا واضح طور پر یہ حکم دے کہ کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کا یہ کام نہیں اور نہ اس کے لئے مناسب ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی حکم دیں تو وہ چون وچرا کرے اور اپنا اختیار جتائے"۔----- اس لئے اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ باتیں اگر آپ نے صدق دل سے لکھی ہیں، تو میں کہوں گا کہ پھر تو ہمارا اور آپ کا سارا جھگڑا ہی ختم، سارے عقدے ہی حل اور سارے اختلافات ہی معدوم۔ اس لئے کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم تو قرآن پاک کی تمام ہی آیات پر ایمان رکھتے ہیں، جبکہ آپ حضرات کچھ کو مانتے ہیں اور کچھ کو نہیں مانتے۔ ثبوت درکار ہو تو سنئے! کہ اس حقیقت سے تو آپ بھی انکار نہ فرمائیں گے کہ آپ کی جماعت کا ہر ہر فرد اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے اور چلتے، پھرتے لوگوں کو یہ وعظ و نصیحت کرتا، بلکہ قرآن پاک کی آیات تلاوت فرما فرما کر لکھتا بھی رہتا ہے کہ----- (۱) الحمد للہ رب العالمین

(۲) وللہ العزۃ جمیعا (۳) قل للہ الشفاعۃ جمیعا (۴) ایاک نعبد وایاک نستعین (۵) وایای فارھبون (۶) وایای فاتقون (۷) فادعوا اللہ مخلصین (۸) ان الحکم الا للہ (۹) اجیب دعوۃ الداع اور (۱۰) عالم الغیب والشھادۃ ---- یعنی چونکہ سب تعریفیں، ساری عزتیں، ہر ایک شفاعت اور عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، ڈر اور خوف صرف اللہ کا رکھنا اور پکارنا صرف اللہ کو چاہیئے، وسیلہ صرف اللہ کا پکڑنا چاہیئے، غیب کا عالم اور حکم اور حاضرات کا عالم صرف اور صرف اللہ ہے، مدد صرف اللہ سے مانگنا چاہیئے اور چونکہ (۱۱) ولم یکن لہ کفوا احد، یعنی اللہ کے برابر یا اللہ کے جیسا کوئی بھی نہیں، لہذا رسول اللہ ﷺ، یا غیر اللہ، یا کسی بھی مخلوق کی تعریف کرنا، یا عزت کرنا، یا ان سے ڈرنا، یا ان کا خوف رکھنا، یا ان سے مدد مانگنا، یا ان کو پکارنا، یا ان کو اپنا شفیع یا وسیلہ سمجھنا، یا ان کو غیب کا عالم، یا حکم، یا عالم شھادت سمجھنا شرک، شرک اور شرک ہے۔

لہذا بتائیے! کہ از آدم تا ایں دم، بلکہ تا قیام قیامت، کوئی کہاں سے ایک بھی مخلوق یا ایک بھی غیر اللہ، یا بڑا بھائی، یا معمولی بشر، یا عبد، یا رجل، یا بندہ ایسا لا سکے گا جس نے ساری زندگی، یا زندگی کا ایک بھی سال، یا سال کا ایک مہینہ، یا مہینے کا ایک بھی دن، یا دن کا ایک گھنٹہ، یا گھنٹے کا ایک بھی منٹ، یا منٹ کا ایک بھی سکنڈ ایسا گذارا ہو جس میں ان شرکیات میں سے کسی ایک شرک کا بھی مرتکب نہ ہوا ہو، اور سوفی صد سچا پکا اور مخلص مومن اور موحد رہ کر دنیا سے گذر گیا ہو؟ لیکن اگر آپ سمجھتے ہوں کہ میرا یہ خیال غلط اور آپ کے خزانہ ء معلومات میں بہت سے ایسے افراد موجود ہیں جنہوں نے واقعی طور پر اپنی ساری زندگی میں ان

شرکیات میں سے کسی ایک شرک کا بھی کبھی بھی کوئی بھی ارتکاب نہیں کیا ہے، تو خدا را مجھے ایسے صرف اور صرف ایک ہی فرد کا نام لکھ بھیجئے، میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر اس شخص کی زندگی سے کوئی ایک ثبوت بھی ان شرکیات میں سے کسی ایک شرک کے صدور کا نہ پیش کر سکوں، تو اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے آپ کے آگے ہتھیار ڈال دوں گا، یعنی آپ کو سچا مومن اور پکا موحد تسلیم کر لوں گا۔ کاش! اتنی سستی قیمت پر آپ مجھے خرید لیتے، یعنی بریلویت سے تائب کرا کے اہل حدیث یا موحد یا نجدی بنا لیتے، لہذا۔

زندہ ہے گر تو بے عملی کا اتار خول اہل جہاں ہیں گوش بر آواز کچھ تو بول

تاریخ کر رہی ہے عقائد کا ناپ تول اے شیخ! اپنے نامہ ء اعمال کو ٹٹول

لیکن اگر آپ ایسا کوئی بشر، کوئی رجل، کوئی بندہ اور کوئی عبد نہ پیش کر سکیں، تو میں کہوں گا کہ پھر میرے بھائی! خدا کے لئے بھولے بھالے مسلمانوں کو ہی قرآن پڑھ پڑھ کر مشرک، بدعتی، جہنمی اور دوزخی قرار دینے سے باز آجائیں، باز آجائیں، باز آجائیں! کہ اسی میں سب کی بھلائی اور یہی قرآن کا فیصلہ ہے۔ یقین نہ آئے تو قرآن پاک کو آنکھیں کھول کر پڑھنے والے میرے بھائی! سنئے! کہ قرآن پاک کی سب سے زیادہ مشہور و معروف آیت الکرسی (۲:۲۵۵) میں صاف صاف موجود ہے کہ (مفہوم) "ایسا کون ہے جو سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کی اجازت سے"۔

اور آیت نمبر ۲:۲۴ میں ہے کہ (مفہوم) "ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں"۔ اور آیت نمبر ۲:۱۵۳ میں ہے کہ (مفہوم) "مومنو! مدد مانگو صبر اور نماز سے"۔ اور آیت نمبر ۳:۱۴۴ میں ہے کہ (مفہوم) "اللہ کے سوہنے رسول ﷺ محمد ہیں"۔ اور آیت نمبر ۴:۱۱۳ میں ہے کہ (مفہوم) "اللہ نے اتاری تم پر کتاب اور حکمت اور وہ علم بھی جو آپ کو نہ تھا"۔ اور آیت نمبر ۵:۳۵ میں ہے کہ (مفہوم) "مومنو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ڈھونڈو اس کی طرف وسیلہ"۔ اور آیت نمبر ۸:۶۳ میں ہے کہ (مفہوم) "عزت اللہ کے لئے اور رسول کے لئے اور مومنین کے لئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے"۔ اور آیت نمبر ۲۴:۶۳ میں ہے کہ (مفہوم) "رسول کو ایسے مت پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو"۔ اور آیت نمبر ۸۱:۲۴ میں ہے کہ (مفہوم) "میرا رسول غیب بتانے میں بخیل نہیں"۔ وغیرہ وغیرہ۔

تو اگر آپ کو بھی اعتراف ہے کہ بلا شبہ قرآن پاک میں ان مفاہیم کی یہ آیات موجود ہیں، تو پھر اس کا مطلب یہی ہوا ناں، کہ بریلوی مومنین تو اِن آیات پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور اُن آیات پر بھی جو آپ حضرات تلاوت فرماتے رہتے ہیں۔ اس طرح کہ جن آیات میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے لئے ان فضائل و کمالات کے توہب کا اعلان موجود ہے، وہاں اللہ کی عطا سے ان صفات و کمالات کو محدود طور پر رسول پاک ﷺ کے لئے بھی تسلیم کرتے ہیں، اور جہاں صرف اور صرف اللہ رب العزت کے لئے ہی ان صفات و کمالات کا اختصاص ہے، وہاں ذاتی، قدیمی، ازلی، ابدی اور غیر محدود صفات و کمالات کا تعین کر کے رسول پاک ﷺ سے اس کی نفی کرتے ہیں۔ جبکہ آپ حضرات کا عقیدہ اس کے برخلاف یہ ہے کہ ضعیف، موضوع اور ناصحیح احادیث سے ہی نہیں بلکہ قرآن پاک کی محکم اور غیر متشابہ آیات سے ثابت درج بالا فضائل و کمالات رسالت کے بھی نہ صرف منکر ہیں بلکہ ان کے مومنین کو مشرک، مشرک اور مشرک قرار دیتے رہتے ہیں اور نہیں غور فرماتے کہ اس طرح تو ہم افتوء منون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کے زمرے میں شامل ہوجاتے ہیں، یعنی قرآن پاک کی بعض آیات کے ماننے والے اور بعض آیات کے منکر بن جاتے ہیں۔ یا اگر میں غلط فہمی کا شکار ہو رہا ہوں، تو مجھے ہدایات ارشاد فرمائیں، ممنون ہوں گا۔ ورنہ ہم کہہ سکیں گے کہ ؎

اِدھر ہم ہیں کہ اپنے قول میں کچے نہیں نکلے اُدھر وہ ہیں کہ اپنی بات میں سچے نہیں نکلے

ابھی تک بحث بدع و شرک کے ہیں فیصلے باقی کہ ہم انڈوں پہ بیٹھے تو مگر بچے نہیں نکلے

اے کاش! ایسا ہوتا کہ آپ کی تحریر کے مطابق اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ تمام فضائل رسالت کو ہم اور آپ ایک سچے مومن کی طرح بے چون وچرا تسلیم کر لیتے، ورنہ ہماری توحید خالص ہمارے کوئی کام نہ آسکے گی۔ بالکل ویسے ہی جیسے عزازیل کی توحید خالص اس کے کوئی کام نہیں آسکی، فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اس کے بعد آپ نے حدیث تابیر نخل کے اندراج کے بعد لکھا ہے کہ (مفہوم) " حضور ﷺ نے اپنی بشریت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تو خود ایک انسان ہوں اور میں نے اندازے سے ایک بات کہی تھی، انتم اعلم بہ امور دنیاکم، تم زراعتی علوم کو مجھ سے بہتر جانتے ہو، ہاں! وحی کی بنیاد پر میری کوئی بات قیامت تک غلط نہ ہوگی"۔----- تو اس کے جواب میں میں کہوں گا کہ میرے بھائی! میرے

قاہر و جابر یا آسان آسان سے سوالات کے جواب ارشاد فرمانے کے بجائے آپ نے اپنے گذشتہ خطوط میں اکثر وبیشتر مجھے تو ایک ہی بات کو بار بار دہرانے والا، بات کو مختصر نہ کرنے والا، وقت کو برباد اور ضائع کرنے والا اور نہ جانے کیا کیا لکھ ڈالا ہے۔ لیکن خود اپنی خطاوں اور اپنی عطاوں پر غور نہیں فرماتے کہ میں نے آپ کے ۱۰ جنوری ۱۹۹۶ء کے خط میں آپ کی لکھی ہوئی ایک حدیث تابیر نخل کے جواب میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کر لی، تو آپ نے اسی حدیث کو پھر دوبارہ نقل کر ڈالا ہے، گویا محمد میاں یہ عمل کرے تو مجرم، اور آپ کریں تو ساہو کار، یعنی ؎

عام اور خاص میں ہے اب تک وہی تفاوت جو فرق مرتبے کا آقا میں چھوکری میں

بعضوں کے نام نامی فہرست خاص میں ہیں بعضے پڑے ہوئے ہیں ردی کی ٹوکری میں

لیکن اگر آپ بہر حال یہی چاہتے ہیں کہ اس بارے میں میں ضرور ہی لب کشائی کروں، تو سنئے! کہ شاہ فہد قرآن کمپلکس والے اردو ترجمہ ء قرآن میں آیت نمبر۵۳:۵ کے تحت ہے کہ (مفہوم) "یعنی کوئی کام تو کیا، ایک حرف بھی آپ ﷺ کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا جو خواہش نفس پر مبنی ہو" (ص ۱۴۹۸)۔ اور آیت نمبر۶:۳۴ کے تحت ہے کہ (مفہوم) "مکذبین کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کی جنگ حقیقتاً محمد ﷺ کی ذات سے نہیں بلکہ رب محمد سے ہے جس نے ان کو اپنا سفیر اعظم اور معتمد بنا کر کھلے نشانات کے ساتھ بھیجا ہے، محمد ﷺ کی تکذیب ان خدائی نشانات کی تکذیب ہے" (ص ۱۷۵)۔ اور آیت نمبر۷:۱۸۸ کی تفسیر میں ہے کہ (مفہوم) "تکوینیات کے علم میں ہمارے حضور ﷺ تمام اولین وآخرین سے فائق ہیں۔ آپ کو اتنے بے شمار علوم و معارف حق تعالیٰ نے مرحمت فرمائے ہیں، جن کا احصیٰ کسی مخلوق کی طاقت ہی نہیں" (ص ۲۳۲)۔ لہذا اندازہ فرمائیں کہ جن ﷺ کو مولیٰ تعالیٰ نے اتنے اتنے فضائل وکمالات اور اتنے اتنے علوم و معارف عطا فرما رکھے ہیں، ان کے بارے میں ان کے خلاف کسی ایسے واقعے کی تصدیق بلکہ دوسروں کو بھی ان کی تصدیق پر بزور طاقت وقوت مجبور کرنا، جن سے ان ﷺ کی تجہیل وتکذیب ہوتی ہو، کہاں کی توحید، کہاں کی مسلمانی اور کہاں کی مومنائی ہے؟ درآں حال کہ ابھی ابھی دو سطر پہلے آپ یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ (مفہوم) "کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کا یہ کام نہیں اور نہ اس کے لئے مناسب ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی حکم دیں تو وہ چون وچرا کرے اور اپنا اختیار جتائے، اور جو کوئی من یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبینا"۔---- لہذا جواب مرحمت فرمائیں کہ اگر بظاہر قرآن پاک اور صحاح ستہ کی مشمولات میں کوئی تخالف یا تضاد نظر آئے تو ہم قرآن پاک کی تعلیمات کو مانیں یا ابو داود وابن ماجہ، نسائی وترمذی اور بخاری و مسلم کی؟ ورنہ کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ ؎

ذہن نسواں میں نہیں نسوانیت دیکھئے یہ بانک پن کب تک رہے

صنف نازک ہے نزاکت سے تہی حسن زن سے حسن ظن کب تک رہے

کیا حضرات صحابہ ء کرام ؓ نے واقعہ ء تابیر نخل کے بعد ہر ہر سوال اور ہر ہر موقع پر اللہ اعلم ورسولہ کہنا ترک کر دیا تھا؟ جو آپ لکھ رہے ہیں کہ You

know better than me۔ کیا آپ جواب دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں گے؟ یا چپ ہی رہیں گے؟ اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "میرے خیال میں خط کچھ طویل ہورہا ہے، مگر مجھے یقین ہے کہ آپ کے از دیاد ایمان میں ضرور اضافہ ہوگا اور اپنی کتاب میں اس کو نقل کرکے اس پر تبصرہ فرمانے میں بخل نہ کریں گے۔ اب آپ کے پاس خاصہ سوال نامہ Material اور مواد جمع ہوگیا ہوگا"۔-----تو آپ کے ان ارشادات کے جواب میں عرض ہے کہ میرے بھائی! در حقیقت آپ سے زیادہ مجھے اس بات کی فکر ہے کہ میرے از دیاد ایمان یا ایمان فضائل رسالت کے خزانے کو خرد و برد کرنے کے لئے آپ جتنے جتنے نکات قلم بند فرما رہے ہیں، ان سب کے جواب ضرور ضرور رقم کروں، تاکہ واضح ہوسکے کہ آپ حضرات ایک طرف تو ہر کہہ و مہ کے لئے ہر فضیلت، ہر بزرگی، ہر کمال اور ہر صفت کو بچشم و سر قبول کر لیا کرتے ہیں، لیکن جیسے ہی آمنہ کے لال سوہنے پیارے محمد ارواحنا فداہ ﷺ کا معاملہ یا ذات پاک یا اسم گرامی آجاتا ہے، فوراً ہی توحید و سنت کا آزار آپ حضرات کو ستانے لگتا ہے، اور پھر شرک و بدعت کی وہ یلغار شروع ہوجاتی ہے کہ الامان الحفیظ۔ لیکن اگر آپ میرے کسی جواب میں کوئی تشنگی یا کمی محسوس فرماتے ہوں، تو مجھے اس سے ضرور آگاہ فرمائیں۔ تاکہ میں اسے بجھانے یا پوری کرنے کی کوشش و سعی کر سکوں، کہ میں اپنی کتاب کو ہر طرح اپنے مقدور کے مطابق کامل و اکمل بنانے کی خواہش و آرزو اور تمنا رکھتا ہوں، واللہ الموفق۔

اس کے بعد آپ سعودی اور کویتی بادشاہوں، حکمرانوں اور شیخوں کی اسلام دشمنیوں اور بد معاشیوں اور عیاشیوں سے متعلق میری طویل نگارشات کی تصحیح و تصدیق فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "مجھے آپ کی ان تمام باتوں سے کلی اتفاق ہے، لیکن دو پوائنٹ آپ ذہن میں رکھیں۔ ہم نے کبھی کسی مسلمان بادشاہ، شیخ، حکمراں اور ڈکٹیٹر کی کسی غیر اسلامی حرکت کی کبھی تعریف نہیں کی ہے، ہمیشہ ان حرکات شنیعہ پر نفرین بھیجی ہے اور ان سے براءت کا اظہار کیا ہے"۔----- تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ میرے بھائی! مجھے آپ کے اس دعوے میں حقیقت کا عنصر کم، اور حجاز و کویت کے بادشاہوں کی ہر جائز و ناجائز موقع پر آپ کی حمایت کا عنصر زیادہ نظر آتا ہے۔ لیکن اگر آپ مجھے میرے پیش کئے گئے درج ذیل واقعات کے تعلق سے ایسے تاریخی حقائق پیش کر دیں کہ واقعی آپ حضرات نے ان مواقع پر سعودی عرب اور کویتی بادشاہوں کی مذمت کی تھی تو آپ کو اس خصوص میں سچا مان لوں گا۔ اس سلسلے میں پہلی عرض یہ ہے کہ آج سے تقریباً چالیس برس پہلے بھارتی وزیر اعظم جواہر لال نہرو کے دورہء سعودی عرب کے موقع پر جب سعودی بادشاہوں نے ان کا

مرحبا مرحبا یا رسول السلام یا مرحبا نہرو رسول السلام

کہہ کر استقبال کیا تھا، تو کیا آپ کی جماعت نے کلی طور پر اس کی مذمت کی تھی؟ دوسری عرض یہ ہے کہ سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے ملحدوں نے اسلام اور رسول اسلام ﷺ کی توہین اور گستاخیاں کیں، تو اس کے صلے میں ان کو تحفظ دینے بلکہ انعامات سے نوازنے والے امریکہ اور برطانیہ کی سرزنش کرنے سے چپ رہنے والے سعودی عرب کے خلاف کیا آپ حضرات نے کوئی تحریک چلائی تھی؟ تیسری عرض یہ ہے کہ بابری مسجد شریف کی شہادت پر اپنے غم و غصے کا اظہار سعودی عرب میں کرنے والے برصغیر کے پانچ ہزار غریب مسلمانوں کو سعودی عرب نے

اپنے ملک سے بیک بینی دوگوش گیٹ آوٹ کر دیا تھا، توکیا آپ حضرات نے اس اقدام کی مذمت میں کچھ کیا تھا؟ اورچوتھی عرض یہ ہے کہ اپنی بادشاہتوں کے تحفظ کے لئے سعودی عرب اور کویت نے قرآن و حدیث کے خلاف اللہ کوچھوڑ کر یہود و نصاریٰ کو اپنا آزمودہ، بہترین اور مخلص دوست قرار دے کر جو پکارا اور مدد کے لئے بلایا تھا، توکیا آپ حضرات نے اس کا برا منایا تھا؟ اور پانچویں اور آخری بات یہ کہ کویت اور سعودی عرب نے اسرائیل کو خفیہ طور پر قبول کرنے کی جو تحریک چلا رکھی ہے، کیا اس کے خلاف آپ کی جماعت نے کبھی کچھ کیا ہے؟ اگر آپ تاریخی حقائق پیش فرماکر مجھے مطمئن کر دیں، تو میں آپ کی درج بالا بات کو سچی تسلیم کر لوں گا ورنہ گریہ نہیں تو بابا پھر سب کہانیاں ہیں۔

اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "ہماری تائید کے مستحق یہ بادشاہ اور شہزادے اور شیوخ نہیں، بلکہ علمائے حق ہیں جو کتاب و سنت کی پیروی خود کرتے ہیں اور اسی کی اشاعت کرتے ہیں۔ یہ علمائے کرام اپنی حد استطاعت تک کلمہء خیر و نصیحت کرتے ہیں۔ احقاق حق اور ابطال باطل و منکر کا فریضہ ادا کرتے ہیں اور اصلاح احوال کی خاطر کئی دفعہ مصیبت اور تکلیف اور قید و بندتک بھی صبر و ثبات کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ ان کا نصب العین اصلاح ہوتا ہے"۔---- تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ میرے نقطہء نظر سے آپ کے یہ خیالات بھی کچھ زیادہ قابل اعتبار نہیں، کہ حقائق تو یہ کہتے ہیں کہ مکے مدینے اور ریاض و نجد کے علماء نے تو علامہ ابن تیمیہ کا غالباً الصارم المسلول میں شاتم رسول کے قتل کا فتویٰ موجود ہونے کے باوجود رشدیء خبیث کے بارے میں نہایت ہی مایوس کن رد عمل کا اظہار کیا تھا۔ پھر شاہ فہد کے شائع کردہ قرآن پاک کی بے شمار آیات میں یہود و نصاریٰ کو اسلام کا دشمن دیرینہ قرار دیئے جانے کے باوجود، اپنا بہترین، آزمودہ اور قابل اعتماد دوست کہنے پر بھی وہاں کے علمائے حق؟ خاموش ہی رہے تھے۔ ایسے ہی جواہرلال نہرو کو

مرحبا مرحبا یا رسول السلام یا مرحبا نہرو رسول السلام

کہہ کر پکارنے، بابری مسجد کی شہادت پر چپ رہنے اور رمضان و عیدین کا تعین صحاح ستہ کی احادیث کے سوفی صد خلاف ۲۹ شعبان، ۲۹ رمضان اور ۲۹ ذی القعد سے پہلے کر لینے پر بھی سعودی علماء ٹس سے مس نہیں ہوئے ہیں، بلکہ ابھی ابھی ۲۶ اپریل ۱۹۹۶ء کے جنگ میں مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی دیوبندی کا فتویٰ شائع ہوا ہے کہ (مفہوم) "سعودی عرب میں موسم حج میں ۹۹ فی صد گوشت نہ صرف مشکوک بلکہ یقینی طور پر غیر شرعی طریقے پر ذبح کیا ہوا فروخت ہوتا ہے۔ ایسا گوشت کسی امام کے نزدیک بھی حلال نہیں۔ سعودی عرب حجاج کرام کو مشکوک گوشت کھلاتا ہے جس سے حج کا نور ختم ہوکر رہ گیا ہے۔ اس لئے حاجی صاحبان کو چاہیئے کہ سعودی عرب میں گوشت کھانے سے پرہیز کریں۔ ٹیپ ریکارڈر کی بسم اللہ سے یا بسم اللہ لکھی چھری سے ذبیحہ جبکہ ذبح کرنے والا تکبیر نہ کہے حلال نہیں ہوتا۔ ایسے ہی نام کے اہل کتاب کا ذبیحہ بھی حلال نہیں"۔---- پھر یہاں اس بات کی وضاحت بھی کر دوں کہ مستفتی نے اپنے استفتاء میں اس بات کی وضاحت بھی کر دی ہے کہ (مفہوم) "بیان کردہ تمام صورت ہائے حال عربوں کے یہاں جائز ہے"۔

ایسے ہی ۱۹ اگست ۱۹۹۶ء کے جنگ میں گلاسگو کے محمد اکرم صاحب راہی نے بھی پہلے تو سعودی عرب کی اقتصادی، معاشی اور معاشرتی ترقیوں کی بیحد تعریف کرتے ہوئے شاید مصلحتاً یہاں تک لکھ ڈالا ہے کہ (مفہوم) "شاہ فہد نے خادم الحرمین الشریفین ہونے کا حق ادا کر دیا ہے"۔----- جس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہوتا ہے کہ اپنے ہیرے جواہرات (پیارا مکہ اور پیارا مدینہ) اور ملکتوں اور مملکتوں کو اپنے دشمنوں، ڈاکوؤں، لٹیروں اور قذاقوں کے حوالے کر دینے والے گویا ان کی خدمت کا حق ادا کر ڈالنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن اتنا سب کچھ لکھ لینے کے باوجود بالآخر وہ یہ لکھنے پر بھی مجبور ہیں کہ (مفہوم) "سعودی عرب کے مقدس شہروں (پیارے مکہ اور پیارے مدینے) میں ایسی ایسی مصنوعات فروخت کی جارہی ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ سور کے بالوں سے بنے ہوئے شیونگ، ٹوتھ برش اور سور کی کھال کے بنے ہوئے بینڈ بیگز اور بریف کیس فروخت کئے جاتے ہیں، جن کو دیکھ کر صدمہ ہوتا ہے کہ ان مقدس شہروں مکے اور مدینے میں ایسی مصنوعات کو لانا اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ حکومت سعودی عرب کو اس جانب خصوصی توجہ دینی چاہیئے، تیل کی دولت کی ریل پیل کے سبب مغربی دنیا میں عربوں کو عیاش اور آرام طلب ہونے کا جو طعنہ دیا جاتا ہے، اس کے بارے میں وہاں کے حکمرانوں کو سوچنا چاہیئے کہ تیل کے چشموں کی دولت کو عیاشی کی نذر نہ کریں۔ کاش! شاہ فہد اس پر خصوصی توجہ دیں کیونکہ اہل نظر اس پر فکر مند ہیں۔ کیا شاہ فہد کی حکومت جائے نماز، رومال اور تسابیح کی دو چار فیکٹریاں بھی اپنے یہاں نہیں کھول سکتی؟"۔----- پھر سعودی عرب اور کویت وغیرہ میں فلپائن، سری لنکا، بنگلہ دیش اور بھارت کی ہزاروں ہزار نوجوان اور نوخیز حسیناء وں کے ساتھ عربوں کی رنگ رلیوں کے جو مبینہ حالات زباں زد خواص و عوام ہیں اور جن کی معمولی معمولی جھلکیاں اپنے گذشتہ خطوط میں میں بحوالہ جات درج کرتا چلا آیا ہوں، آج ۷ استمبر ۱۹۹۶ء کے جنگ میں ہے کہ (مفہوم) "بھارت بھر میں پانچ پانچ روپئے میں جو ننگی ننگی فلمیں دکھائی جارہی ہیں، وہ سب خلیجی عربی ممالک سے آتی ہیں"۔----- تو ان کی روشنی میں غور فرمائیے میرے بھائی! کہ سعودی عرب اور کویت کے علماء کیا واقعی احقاق حق و ابطال باطل و منکر کا فریضہ انجام دے رہے ہیں؟ اور کیا وہ واقعی سلطان جابر کے سامنے کلمہ ء حق کہنے کی جراء ت کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟ یا حقائق ۔

صورت سے عیاں تباہ حالی ہربات وہمی و خیالی

ہم لوگ ہیں وہ جناب عالی لاکھوں کا حساب جیب خالی

کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "سعودی عرب سے آپ کی ناراضگی کے اسباب دوسرے ہیں جن کی طرف میں اپنے سابقہ خطوط میں اشارہ کر چکا ہوں۔ آپ دوسری وجوہ سے اپنی بھڑاس نکالنا چاہتے ہیں"۔

تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ پکے اہل حدیث اور موحدین کا عقیدہ ہے کہ "دلوں کا حال یا غیب کا علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، رسول اللہ ﷺ کے لئے ان کا اثبات شرک ہے"۔ لہذا جواب مرحمت ہو کہ میرے بارے میں آپ کا یہ فرمانا کہ "میں صدام حسین کا اس

لئے حامی ہوں کہ وہ گیارہویں شریف کرتا ہے اور شاہ فہد کا اس لئے دشمن ہوں کہ وہ گروہی اور مسلکی اعتبار سے میرے موءید نہیں" (خط ۱۰ جون ۱۹۹۵ء)۔---- کیوں غیب کے عالم ہونے یا انا ربکم الاعلیٰ کے مدعی ہونے کے مترادف نہیں؟ کیوں خدا کی صفات میں شریک ہونے کا غماز نہیں؟ جبکہ آپ کے بتانے سے پہلے مجھے قطعی علم نہ تھا کہ صدام حسین گیارہویں شریف بھی کرتا ہے۔ پھر کیا مجھے آپ میرے اس سوال کا جواب بھی مرحمت فرما کر مطمئن کر سکیں گے کہ گیارہویں شریف کرنے والا صدام حسین یا اس کا موءید محمد میاں کیوں خاطی؟ کیوں مجرم؟ اور ساری کائنات اور کائنات کے سارے ابشار وارجال اور عباد وابناد کو مشرک اور بدعتی قرار دینے والے عقائد واصول وضع کرنے اور گھڑنے والے شاہ فہد اور ان کے موءید شفیق الرحمن صاحب شاہین کیوں محبوب اور کیوں مرغوب؟ کیا گیارہویں شریف کرنا ساری کائنات کو مشرک اور بدعتی قرار دے دینے سے بھی بڑا گناہ ہے؟ اور کیا سعودی عرب سے زناء وں کی کثرت اور یہود ونصاریٰ سے دوستی رکھنے کے سبب کسی مسلمان کا اظہار اختلاف جرم ہے؟ ناجائز ہے؟ حرام ہے؟ شرک ہے؟ بدعت ہے؟ جواب دیجئے۔

اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) " آپ صدام اور شاہ حسن مراکش اور شاہ اردن جیسے کھلے اسلام دشمنوں کی مدح وتوصیف کرتے ہیں اور کبھی ان پر کھلم کھلا تنقید کرنے کی توفیق آپ کو نہیں ہوئی"۔---- تو آپ کے ان ارشادات کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اتنی بڑی اور اتنی وسیع ہے یہ کائنات کہ ہر ہر مسلمان، ہر ہر دشمن اسلام کی مذمت کر ہی نہیں سکتا۔ اسی لئے میرا خیال ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر یہ ذمے داری عائد ہی نہیں فرمائی ہے، یا اگر میں غلط اظہار خیال کر رہا ہوں تو چلئے، آپ ہی بتایئے کیا آپ نے کائنات کے تمام اسلام دشمن بادشاہوں پر کھلم کھلا تنقید کر ڈالی ہے؟ اگر نہیں تو پھر صرف تنہا مجھے ہی کیوں اس کا مجرم گردان رہے ہیں؟ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کو یہ تو نظر آگیا کہ محمد میاں اسلام کے کھلے دشمن، کلمہ شریف پڑھنے والے صدام حسین، کلمہ گو شاہ حسن اور مسلمان کہلانے والے شاہ حسین کی کھلم کھلا مذمت نہیں کر رہا، لیکن یہ نظر نہ آیا کہ آپ کے محبوبین شاہ فہد، عبدالعزیز بن باز، عبدالرحمن السدیس، معروف الدوالیبی اور حامد الغامدی تو نا کلمہ گو بش، نا کلمہ گو تھیچر، نا کلمہ گو جان میجر اور نا کلمہ گو نتین یاہو جیسے بادشاہوں کی بھی نہ صرف یہ کہ کھلم کھلا کوئی مذمت نہیں کرتے بلکہ قرآن واحادیث کے صدفی صد خلاف اسلام کے ان کھلم کھلا دشمنوں کو اپنا بہترین، آزمودہ اور قابل اعتماد دوست بھی قرار دے رہے ہیں۔

لہذا جواب عنایت ہو ایک ہی قسم کے مجرمین میں سے صرف محمد میاں کا کان آپ کیوں پکڑ رہے ہیں؟ اور علمائے نجد و حجاز کو قرآن و سنت کا محافظ بلکہ خادم الحرمین الشریفین کیوں سمجھ رہے ہیں؟ جبکہ انہوں نے مکہ اور مدینہ یہودیوں کو دے دیا ہے۔ کیا کلمہ گو سے نا کلمہ گو بہتر ہوتا ہے؟ کیا مشرک سے نا مشرک بدتر ہوتا ہے؟ کیا ---من قال لا الہ الا اللہ تفلحوا--- یا---من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنہ--- یا--- من شہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ حرم اللہ علیہ النار--- یا--- لا خرجن منہا من قال لا الہ الا اللہ--- یا---یا ابا ہریرۃ واعطانی نعلیہ فقال اذہب بنعلی ھاتین فمن لقیک من وراء ہذا الحائط یشہد ان لا الہ الا اللہ مستیقناًقلبہ فبشرہ بالجنہ--- جیسی احادیث---یا---ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء (۴۸:۴ + ۱۱۶:۴) ---جیسی آیات کا کوئی مول، کوئی قیمت اور کوئی وقعت نہیں آپ کے نزدیک؟ اگر ہے اور یقینا ہی ہوگی تو جواب دیجئے کہ کلمہ گو

بادشاہوں کی اسلام دشمنی کے سبب ان پر تنقید نہ کرنے والے صرف محمد میاں کی ہی آپ سرزنش کیوں کر رہے ہیں ؟ اور اسلام کے بدترین دشمنوں نا کلمہ گو بش، نا کلمہ گو کلنٹن، نا کلمہ گو تھیچر، نا کلمہ گو جان میجر، نا کلمہ گو نتین یاہو، نا کلمہ گو مشرکوں، نا کلمہ گو کافروں، نا کلمہ گو بدعتیوں، نا کلمہ گو نصرانیوں، نا کلمہ گو یہودیوں اور نا کلمہ گو ہندووں کو اپنا بہترین، آزمودہ اور قابل اعتبار دوست قرار دینے والے بادشاہ فہد اور بادشاہ کویت کو کیوں مرغا نہیں بناتے آپ ؟ بلکہ کیوں ان کو اتنے بڑے بڑے جرموں کے باوجود حرم کے پاسبان اور کعبے کے خادم قرار دیتے ہیں ؟ تو کیا واقعی آپ کے ؎

ذہن میں کوئی خاص تبدیلی لچر و پوچ آگئی ہے ضرور

آپ ٹیڑھا جو سوچتے ہیں رئیس سوچ میں موچ آگئی ہے ضرور

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو ہم کو خالص کتاب و سنت کی تعلیمات پر ایمان لانے اور نیک اعمال کی توفیق بخشے "۔---- تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ کیا خالص کتاب و سنت کی تعلیمات پر ایمان لانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ایک ایسا عقیدہ بھی ضرور ہی رکھیں جس کی رو سے پھر کائنات میں کوئی متنفس "نا مشرک اور نا بدعتی" باقی ہی نہ رہ جائے ؟ اگر نہیں تو پھر جواب دیجئے کہ موحدین خالص اہل حدیث حضرات ایک ایسے نا ممکن العمل عقیدے پر کیوں بضد و مصر ہیں جس کے سبب کائنات میں ایک بھی جاندار اور ایک بھی بے جان "نا مشرک اور نا بدعتی" ثابت نہیں ہو پاتا۔ یا اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو چلئے ہاتھ کنگن تو آر سی کیا، جواب دیجئے کہ جب کائنات میں ایک بھی متنفس ایسا نہیں، ہرگز نہیں، بالکل نہیں، جس نے اپنی زندگی میں غیر اللہ سے کبھی بھی مدد نہیں مانگی، ہرگز نہیں مانگی، بالکل نہیں مانگی، تو پھر کوئی کہاں سے موحد خالص باقی رہ جاتا ہے ؟ کوئی کیسے نا مشرک ثابت ہو سکتا ہے ؟ کسی کو کیوں کر خالص کتاب و سنت پر ایمان لانے والا قرار دیا جا سکتا ہے ؟ مجھے افسوس ہے کہ یہ سوال میں مسلسل اور لگاتار ۱۹۹۱ء سے آپ حضرات سے کرتا چلا آرہا ہوں لیکن کوئی بھی موحد خالص آج تک مجھے اس کا جواب ارقام نہیں کر سکا ہے، یا اگر کچھ بولا بھی ہے تو ایسا بولا ہے کہ اس طرح تو پھر غیر خدا کی عبادت، غیر خدا کی بندگی اور غیر خدا کی پوجا بھی جائز، روا اور خالص توحید اور خالص قرآن و سنت کی تعلیم بن جاتی ہے۔ یا اگر میں اس موقع پر کسی غلط فہمی کا شکار ہو رہا ہوں تو آپ ہی مجھے اس سے رہائی عنایت فرمائیں۔ ورنہ میں پھبتی کس سکوں گا کہ ؎

ناز و نعمت سے مدتوں ہم نے شرک و بدعت کو پوسا پالا تھا

اب یہ محسوس ہو رہا ہے رئیس شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالا تھا

اللہ کی توفیق سے آپ کے پہلے خط پر مفصل یا مختصر گفتگو کر لینے کے بعد اب میں دوسرے عنایت نامے کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اس میں آپ مجھے خبطی، احساس کمتری کا شکار، کج بحث، تکراری طویل نویس، مناظرہ باز اور Obsession، Fixation جیسی بیماریوں کا مریض قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "اس علت کا علاج قرآن میں یہ بتایا گیا ہے کہ فصل خطاب اور قول فیصل کی پریکٹس کی جائے۔ حدیث میں بھی اس

علالت کا علاج موجود ہے"۔----- اس لئے میں آپ کا انتہائی ممنون اور شکرگذار ہوں کہ آپ نے مجھے نہ صرف میری بیماریوں سے بلکہ ان کے قرآنی اور احادیثی علاج سے بھی آگاہ فرما دیا، خداوندکریم آپ کی عمر دراز فرمائے اور ہم سب کو منکر فضائل رسالت بننے کی بجائے مومن فضائل رسالت بننے کی سعادتوں سے نوازے۔ لیکن میرے مسیحا! میں حیران ہوں کہ میری اتنی ساری بیماریوں کے ازالے کے لئے آپ نے جونسخہ ء شفاء تجویز فرمایا ہے، اس سے تو مریض کا کام ہی تمام ہوتا نظر آتا ہے، "مرے کو ماریں شاہ مدار" کی سی کیفیت ہی عیاں ہورہی ہے، بالکل ویسے ہی جیسے قتل عمد کے مجرم ایک ڈاکٹر نے کورٹ میں اپنی صفائی میں بیان دیتے ہوئے کہا تھاکہ دیکھئے مائی لارڈ! میرے مدعیوں نے خود اپنی زبان سے مجھ سے کہا تھاکہ ہم بہت دور سے آپ کی شہرت سن کر علاج کے لئے حاضر ہوئے ہیں، اپنے مریض کا درد و کلفت اور تڑپنا کراہنا اب ہم سے دیکھا نہیں جاتا، علاج کراکرا کر عاجز آچکے ہیں، لہذا اسے کوئی ایسی دوا دیجئے کہ تمام کلفتوں اور تمام اذیتوں سے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے۔ اس لئے میں نے اگر اسے زہر ہلاہل دے کر موت کی آغوش میں پہنچا دیا ہے تو کیا برا کیا کہ اپنے مدعیوں کی خواہشات اور آرزوء وں کی تکمیل ہی تو کی ہے، آپ خود ہی ملاحظہ فرمائیے کہ ان کا مریض تمام اذیتیوں، تمام کلفتوں اور تمام دکھوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات پاگیا ہے یا نہیں؟

میری ان سطور کے مطالعے سے آپ حیران ہو رہے ہوں گے کہ آخر میں کہنا کیا چاہتا ہوں؟ تو سنئے! کہ ہمارا اور آپ کا جھگڑا یہ ہے کہ آپ اور مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی کا نظریہ اور خیال شریف یہ ہے کہ قرآن پاک اور رسول پاک ﷺ نے اپنے مومنین کو جتنے "معروفات یعنی اعمال صالح" پر عمل پیرا رہ کر زندگی بسر کرنے کی ترغیب وتلقین فرمائی ہے، ان پر عمل صرف اور صرف بعینہ اتنی حدتک ہی جائز، روا اور جنتی بننے کا موجب ہوگا جتنا صحاح ستہ یعنی احادیث کی چھ صحیح کتابوں میں مندرج، موجود اور مذکور ہوگا، ورنہ ان معروفات اور اعمال صالح پر عمل کرنا بھی بدعت یعنی جہنمی اور دوزخی کام ہوگا۔ جبکہ میرا اور اکثر مومنین فضائل رسالت کا خیال اور عقیدہ یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ اور قرآن شریف نے جتنے معروفات یعنی اعمال صالح پر عمل پیرا رہ کر زندگی بسر کرنے کی ترغیب وتلقین اپنے مومنین کو فرمائی ہے، ان پر صحاح ستہ کی چھ کتابوں میں مندرج اور مذکور اور موجود طرز، طور اور طریقوں پر عمل کرنا بھی جائز، روا اور جنتی کام ہے اور ناموجود اور نامذکور اور نامندرج طور طریقوں اور طرز پر بھی۔ اگر یہ شریعت کے اصول وقوانین اور قواعد وضوابط کے خلاف نہ ہوں تو ہرگز ہرگز بدعت اور جہنمی اور دوزخی کام نہ ہوں گے۔ مثال کے طور پر تبلیغ دین، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ، معروفات اور اعمال صالح میں اولین درجے کے امور واحکام ہیں۔ اب ان پر عمل آپ کے اور مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی کے نظرئیے اور عقیدے کے مطابق بدعت اور جہنمی اور دوزخی کام بن جائیں گے اگر اردو یا انگلش یا غیر عربی زبان میں تبلیغ ہو، یا ہوائی جہاز، یاٹینک، یا ریڈار، یا میزائیل وغیرہ سے جہاد ہو، یا پاء ونڈ، یا ڈالر، یا ریال، یا روپیوں، یا ٹکوں کی صورت میں انفاق فی سبیل اللہ ہو، کیونکہ صحاح ستہ یعنی احادیث کی چھ صحیح کتابوں میں تبلیغ، یا جہاد، یا انفاق فی سبیل اللہ کے یہ طور طریقے اور یہ طرز عمل مندرج یا موجود یا مذکور نہیں ہیں، جبکہ ہمارے نظرئیے اور ہمارے عقیدے کے مطابق اردو، انگلش اور غیر عربی زبانوں میں تبلیغ دین۔ ہوائی جہاز، ٹینک، سب مرین،

ریڈار اور میزائلوں سے جہاد۔ اور پاونڈ، ریال، ڈالر، روپیوں، ٹکوں سے انفاق فی سبیل اللہ جائز، روا اور جنتی کام ہیں، خواہ صحاح ستہ سے ثابت ہوں یا نہ ثابت ہوں، کیونکہ شریعت میں ان ذرائع اور ان وسائل سے تبلیغ اور جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ کی کوئی ممانعت اور کوئی برائی ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہے۔ تو اتنی تمہید و تفصیل کے بعد اب آئیے آپ کے عنایت نامے میں مندرج میری کئی کئی بیماریوں کے قرآنی و احادیثی علاج کی طرف، آہ!

زور پند ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "آئیے میں آپ کو فقیہ امت حضرت عبد اللہ بن مسعود ص کی مجلس میں لے چلوں۔ ان کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ ہفتے میں ایک دن دل پذیر وعظ فرمایا کرتے تھے جو دلوں کو پگھلا دیتا تھا اور بہت ہی اثر انگیز ہوتا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہفتے میں دو تین دن لیکچر دیا کریں، فرمایا نہیں، آپ لوگ اکتا جائیں گے، بور ہوں گے اور Fedup ہونے کا خطرہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے وقفے وقفے سے وعظ و نصیحت اور تذکیر ہونی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے، لا تنفروا، دین سے رغبت اور میلان پیدا کرو، نہ کہ بیزار اور متنفر کرو (بخاری)"۔

تو دیکھئے کہ اپنی ان سطور میں کتنے واضح اور صاف لفظوں میں آپ نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود ص کو فقیہ امت یعنی عقل مند، سمجھ دار اور علیم و فہیم قرار دے کر یہ بھی اعتراف فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہفتے میں وعظ و نصیحت اور تذکیر کی کتنی مجلسیں قائم فرماتے تھے، یہ فقیہ امت اور حضرات صحابہ ء کرام ث کے نظریات و خیالات کے مطابق متعین نہ تھا، ایسے ہی ان حضرات کا عقیدہ منکرین فضائل رسالت کی طرح یہ نہ تھا کہ ہفتے میں جتنے دن حضور اکرم ﷺ وعظ و نصیحت فرماتے تھے، بعینہ اتنے ہی دن ہمیں بھی کرنی چاہئے ورنہ ہم بدعتی اور جہنمی اور دوزخی اور ناری بن جائیں گے، چنانچہ یہی وجہ تھی کہ حضرات صحابہ ء کرام ث نے حضرت فقیہ امت کی وعظ و تذکیر و نصیحت کی دل پذیری اور اثر انگیزی اور رقت خیزی سے متاء ثر ہوکر یہ درخواست پیش کر دی تھی کہ یہ ہفتے میں دو تین دن ہوا کریں، تاکہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ نفع حاصل ہو۔ لیکن حضرت فقیہ امت نے اس پر آمادگی اور رضا مندی کا اظہار اس لئے نہ فرمایا کہ لوگ اکتا جائیں گے، بور اور Fedup ہوں گے، کیونکہ فرمان رسالت ہے، لا تنفروا، یعنی دین سے رغبت اور میلان پیدا کرو، نہ کہ بیزار اور متنفر کرو۔ تو اگر آپ کے خیالات مبارک سے میرے اخذ کردہ یہ تاثرات اور یہ نتائج عدل و انصاف اور سچائی و صداقت پر مبنی ہیں، تو اس کا نہایت ہی آسان اور سیدھا سا مطلب کیا یہ نہ ہوا؟ کہ فقیہ امت اور حضرات صحابہ ء کرام ث کا دین و ایمان اور عقیدہ یہ تھا کہ "معروفات یعنی اعمال صالح" کی بجا آوری کے لئے "ہو بہ ہو اور بعینہ" وہی تعداد و گنتی، وہی طور و طریقہ اور وہی طرز عمل ضروری نہیں جو حضور سرور کائنات ارواحنا فداہ ﷺ کا تھا، کیونکہ اگر بات یہی ہوتی تو حضرات صحابہ ء کرام ثایک "امر معروف یعنی عمل صالح"، وعظ و تذکیر و نصیحت و پند کی محفل کے کم و بیش کرنے کا سوال ہی نہ اٹھاتے، یا اگر کم علم اور نا فقیہ ہونے کے سبب اٹھا بھی دیتے، تو فقیہ امت دوسرے بکھیڑوں اور دور از کار تاویلات یا اعذار پیش کرنے کے بجائے دو ٹوک الفاظ میں کہہ دیتے کہ لوگو! خبردار! یہ تو بدعت ہے، یہ تو ناجائز ہے، یہ تو ناروا ہے، یہ تو حرام ہے، یہ تو جہنمی کام ہے، یہ تو دوزخی فعل ہے، یہ تو شرک ہے، یہ تو بدعت ہے، وغیرہ وغیرہ۔

لیکن ماتھاپیٹ لینے کو جی چاہتا ہے کہ مومنین فضائل رسالت کو بدعتی، جہنمی اور دوزخی قرار دینے والے برمنگھم کے ضیاء المحسن صاحب طیب، مانچسٹر کے فضل الرحمن صاحب صدیقی اور بریڈفورڈ کے مولانا عبدالاعلیٰ صاحب درانی انہی حضرات صحابہ ءکرام بلکہ انہی حضرت فقیہ امت حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ جب انہوں نے ایک مسجد میں ایک تابعی مرشد کو حلقہ بناکر کنکریوں یا چھولوں یاچنوں پر سومرتبہ اللہ اکبر، سومرتبہ سبحان اللہ اور سومرتبہ لاالہ الااللہ پڑھاتے دیکھاتوکہاکہ (مفہوم) "تم ان کنکریوں پر تسبیح و تہلیل نہیں، اپنی برائیاں شمارکرو، نیکیاں کہیں نہیں جاتیں، ہلاکت ہوتم پر اے امت محمدیہ ہونے کے دعوے دارو! تم کس قدرتیزی سے قعرہلاکت میں گرے جارہے ہو؟ حالانکہ زمانہ ءنبوی دور نہیں ہوا صحابہ ء رسول کثیرتعداد میں موجود ہیں، ابھی توآنحضور ﷺ کے کپڑے بھی بوسیدہ نہیں ہوئے، آپ کے زیر استعمال برتن بھی نہیں ٹوٹے اورتم نے ابھی سے ضلالت وگمراہی کے دروازے کھولنے شروع کر دیئے ہیں"۔-----دوسری روایت کے مطابق ارشاد فرمایاکہ (مفہوم) "جس نے مجھے پہچان لیا سوجان لیامگر جونہیں جانتا اسے جان لینا چاہئے کہ میں عبداللہ بن مسعود ہوں، کیاتمہارا خیال ہے کہ تم محمد ﷺ کے صحابہ سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو؟ پھر فرمایاکہ تم نے ایک بڑی بدعت پیداکرلی ہے، کیاتم علم میں اصحاب رسول سے بھی آگے بڑھ چکے ہو؟" ۔-----اورتیسری روایت نقل کرتے ہیں کہ (مفہوم)" میں ابن مسعود ہوں، قسم ہے اس ذات کی جس کے سواکوئی معبود نہیں ہے، تم نے ایک تاریک اندھی بدعت جاری کی ہے، کیاتم اصحاب محمدپر فوقیت حاصل کر چکے ہو؟۔" -----بلکہ درانی صاحب مجھے مخاطب کرکے اپنے ۹ رمضان والے خط میں للکارتے ہیں کہ (مفہوم) "فرمائیے جناب! ان لوگوں کا کنکریوں پرتکبیرو تہلیل اور تسبیح پڑھنا دائرہ ء شریعت سے باہر تھا؟جوصحابیء رسول اس قدر جلال میں آگئے، توآج کی مجالس ذکر جن میں مضحکہ خیزانداز میں ذکر کئے جاتے ہیں، ہوھوکی ضربیں بتیاں گل کرکے لگائی جاتی ہیں، چھولوں، کھجورکی گٹھلیوں پرآیت کریمہ کا سومرتبہ نہیں سوا لاکھ مرتبہ ذکر کیا جاتا ہے، وہ کس شمار وقطار میں ہونگی اور یہ جوملنگوں کے گلوں میں سنگل، ٹلیاں، بڑے بڑے منکے لٹکتے ہیں اوریہی لوگ آپ کا اثاثہ ہیں، پہنچے ہوئے ہیں، کرنی والی سرکارہیں، کیاصحابہ ایسے لوگوں کوکوڑے نہ مارتے؟ سنگسار نہ کرتے؟ محترم! جس طرح آنحضور ﷺ کا قول وفعل سنت ہے اسی طرح جس فعل کوآپ نے اختیار نہیں فرمایا اس کا ترک کرنا بھی سنت ہے اور اختیارکرنا بدعت ہے کیونکہ اگر فعل میں کوئی خوبی، ثواب یا اجر ہوتا توآنحضور ﷺ اس پر ضرور عمل کرتے، ہرگزہرگزترک نہ کرتے، کیونکہ یہ توممکن ہی نہیں کہ ایک اچھے کام کوآپ اختیار نہ فرمائیں، اورجوامت کے حق میں حریص علیکم بالمومنین رءوف رحیم کے ارشادربانی کے مصداق تھے وہ کس طرح امت کوایک اچھے کام سے محروم رکھتے؟ یہ آپ کا فرض منصبی بھی تھا ارشادربانی ہے، کہ اے رسول! جوکچھ آپ کی طرف نازل کیا جاتا ہے اسے آپ پہنچادیں اوراگرآپ نے نہ پہنچایا توآپ نے اپنی رسالت کو نہیں پہنچایا۔ جبکہ یہ بات روزروشن سے بھی زیادہ واضح ہے کہ اس طرح کی بدگمانی سلب ایمان پر منتج ہوتی ہے ۔

یوم عرفہ کوآپ نے حاضرین سے پوچھاکہ میں نے حق تبلیغ اداکیایانہیں؟ توسب نے یہی کہاکہ آپ نے ہر لحاظ سے حق اداکر دیا ہے مگر بدعت کا شیدائی اس بات کا قائل نہیں، اس کا خیال ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک اچھے کام سے امت کونعوذباللہ محروم رکھا۔ پھر یہ بھی

حقیقت ہے کہ دین کی تکمیل رسول اللہ ﷺ پر ہوچکی ہے کیونکہ آپ پر یہ وحی نازل ہوچکی ہے، الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ جو کام اس دن دین نہ تھا وہ آج بھی دین کے حکم میں نہیں داخل کیا جاسکتا۔ مگر آپ فرمارہے ہیں کہ جن امور کا حکم دیا گیا ہے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کسی بھی شکل وصورت اور ہیئت میں ان کی ادائیگی ہرگز ہرگز بدعت نہ ہوگی۔ بڑا تاکیدی جملہ آپ فرمارہے ہیں اور اس کے لئے قرآن وحدیث سے کوئی دلیل بھی پیش نہیں کررہے، جبکہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ شرعی حدود سے تجاوز گمراہی ہے، ہلاکت ہے اور سنت رسول کی صریحاً خلاف ورزی ہے----- اس کے بعد ساری رات نماز پڑھنے، ہر روز روزے رکھنے اور ساری زندگی غیر منکوح رہنے کو حضرت انس ص کی ایک حدیث کے مطابق بدعت اور جہنمی اور دوزخی کام قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "اس حدیث سے بیسیوں مسائل مستنبط ہوتے ہیں، کبھی میسر ہو تو فتح الباری دیکھ لیجئے یا کسی سے سن لیجئے من جملہ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ--- عبادات اور شرعی امور کی نہ صرف وہی شکل، صورت، ہیئت جائز ہے جس کا تعین شارع ں نے فرمایا، بلکہ وہی مقدار اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ بنے گی جو رسول اللہ ﷺ نے متعین فرما دی ہے۔ اس میں کمی یا بیشی سعی نامراد اور کوشش مردود ہوگی--- اور یہ اصول عبدالاعلیٰ کا نہیں، خود رحمۃ للعلمین ﷺ کا طے کردہ ہے، لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ حدیث پاک میں ایسی کوئی قدغن نہیں ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو احادیث کو ناقابل اعتماد اور ناکافی قرار دیا جاتا ہے اور دوسری طرف اسے حدیث پاک کہا جاتا ہے۔ اگر اس "حدیث پاک" سے مراد من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھورد، ہے، تو اس سے بڑی اور کون سی قدغن اور قید ہوسکتی ہے، ذرا غور تو کیجئے الفاظ نبوی پر کبھی اکیلے بیٹھ کر"۔

بلکہ فضل الرحمن صاحب صدیقی نے تو عید میلاد پاک کے بدعت ہونے سے متعلق اپنی کتاب "غلوفی الدین" میں نہایت ہی بیباکی سے "بدعت، حبیب خدا ﷺ کی زندگی میں، اور بدعت، صحابہ ءکرام ثکے زمانے میں" جیسے عنوانات کے تحت حضرات صحابہ ءکرام ث تک کو بدعتی، جہنمی اور دوزخی قرار دے دیا ہے۔ بلکہ صفحہ ۱۷ پر بڑی جسارت کے ساتھ لکھ ڈالا ہے کہ (مفہوم) "اصحاب رسول ﷺ کے زمانے کی بدعات آج بھی جاری ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ اجتماعی طور پر مرنے والے کے گھر یا مسجد میں رسم قل شریف کے موقع پر کھجور کی گٹھلیوں یا کابلی چنوں پر آیت کریمہ، سورہ ءاخلاص پڑھ کر مرنے والے کی روح کو ثواب پہنچاتے ہیں"۔----- بلکہ ۲۲ اگست ۹۴ءء کے جنگ لندن میں جناب ضیاء المحسن صاحب طیب نے تو میلاد پاک کی محافل میں اللہ ورسول دو ﷺ کے نام لینے والے مسلمانوں پر طنزو طعن کرتے ہوئے یہاں تک لکھ ڈالا ہے کہ (مفہوم) "بدعتی مسلمان سمجھتے ہیں کہ اس میں مضائقہ کیا ہے؟ ہم اللہ ورسول کا نام ہی تو لے رہے ہیں، یہ بدعت کیسے ہوسکتا ہے؟"۔----- لہذا میرے بھائی! اپنے ان ہم مسلک وہم عقیدہ دوستوں اور بھائیوں کی ان تحاریر کو اچھی طرح سمجھ کر غور فرمائیے کہ ان حضرات نے ان کے ذریعے جب اللہ ورسول دو ﷺ کے نام لینے، قرآن کی تلاوت کرنے، نماز پڑھنے، حج کرنے، زکوۃ دینے، خیرات کرنے، تبلیغ کرنے، جہاد کرنے، امر بالمعروف کرنے، نہی عن المنکر کرنے، ذکر خدا ورسول کرنے، ماں باپ کا ادب کرنے، رزق حلال حاصل کرنے، کھانا

کھانے، پانی پینے، سونے جاگنے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، بولنے چالنے، لکھنے پڑھنے، بھائی، بہنوں، غریبوں، یتیموں اور بیواوں کی مدد کرنے غرض کہاں تک لکھوں؟ ہر ہر معروف یعنی ہر ہر نیک کام سے متعلق ایک ایک سانس لینے تک کو اگر صحاح ستہ سے ثابت نہ ہوں تو بدعت اور جہنمی اور دوزخی فعل قرار دے دیا ہے ۔ تو پھر بتائیے کہ اللہ کو خدا، نبی کو پیغمبر، صلوۃ کو نماز، صوم کو روزہ، جہنم کو دوزخ، مسجد کو مسیت، ارض کو زمین، سماء کو آسمان، اسلامی اجتماعات کو کانفرنس اور حجاز مقدس کو سعودی عرب کہنا، پچاس سال کے روزے رکھنا، ستر سال تک پنج وقتہ نمازیں پڑھنا، دس حج کرنا، بخاری و مسلم، ترمذی ونسائی اور ابو داود و ابن ماجہ کی تدوین کرنا، تذکیر الاخوان، تقویت الایمان اور کتاب التوحید نامی کتابیں لکھنا، صراط مستقیم اور الدعوہ نام کے ماہنامے نکالنا، توحید و سنت، ختم نبوت، سیرت و دعوت اور ۱۹۹۶ء کی بالکل تازہ بتازہ اور موٹی تازی مسابقۃ القرآن، قرآنک کمپٹیشن کانفرنسیں منعقد کرنا، تبلیغ کے لئے ہفتے میں ایک دن، مہینے میں تین دن، برس میں ایک چلہ اور زندگی میں تین چلے دینا، فجر یا ظہر یا عصر یا مغرب یا عشاء کی نماز کے بعد نمازیوں کو جمع کر کے مولانا زکریا کی کتابیں سننا سنانا، اردو، ہندی، گجراتی، مراٹھی، پنجابی، بنگالی، انگلش اور غیر عربی زبان میں تبلیغ کرنا، قرآن شریف کو یکجا کرنا، بخاری و مسلم، ترمذی ونسائی، ابو داود و ابن ماجہ کو ہی صحاح ستہ سمجھنا اور ان کے پڑھ لینے والوں کو عالم ہونے کی ڈگری دینا، تنہا اپنے خرچ سے پوری پوری مسجد تعمیر کرا دینا، قرآن شریف شائع کر کے حجاج کرام کو تحفے کے طور پر مفت دے دینا، چیچنیا اور بوسنیا کے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ اور روس کے پنجہ ءِ ظلم و استبداد سے نجات دلانے کی بجائے حج کے لئے بلانا، حرمین شریفین کی توسیع و تزئین و آرائش کے لئے روزانہ ملینوں ملین ریال خرچ کرنا، توپ، ٹینک، سب مرین، لڑاکا جہاز، میزائیل اور ایٹم بموں سے جہاد کرنا، روپے، پاء ونڈ، ریال، ڈالر وغیرہ سے غرباء، یتامیٰ اور بیواء وں میں انفاق فی سبیل اللہ کرنا اور رمضان شریف کی ۲۱ تا ۲۹ تاریخوں کو تراویح کے بعد حرمین شریفین میں سپیشل نماز باجماعت پڑھا پڑھا کر قرآن پاک ختم کروانا کیوں صحاح ستہ سے ناثابت ہونے کے سبب بدعت نہیں؟ کیوں دور نبوت میں عنقاء ہونے کی وجہ سے جہنمی کام نہیں؟ اور کیوں رسول پاک ارواحنا فداہ ﷺ کی قولی یا عملی سنت نہ ہونے کے کارن دوزخی فعل نہیں؟ کیا ان کی توجیہات بیان فرما کر آپ سائل کو مطمئن کریں گے؟ یا پھر خاموشی میں ہی عافیت سمجھ کر صحیح معنوں میں ثبوت مہیا کرتے رہیں گے کہ؟ ۔

تصادم ہے طلاطم ہے عناد و فتنہ و کد ہے وہابی زندگی کی کیا قیامت خیز ابجد ہے

ہوائیں کہہ رہی ہیں آندھیاں آنے ہی والی ہیں دھماکے چیختے ہیں زلزلوں کی آمد آمد ہے

بلکہ یہ بھی بتا دوں کہ بدعت کے تعلق سے میری اتنی تفصیلی بحث کے باوجود اگر آپ اب بھی اپنے غلط مسلک اور ناصحیح عقیدے کے مطابق مسلمانان عالم کو بدعتی اور جہنمی اور دوزخی قرار دینے پر ہی بضد اور مصر رہے، تو تائید غیبی سے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ خط میں آپ سے میں وہ وہ سوال کروں گا کہ شاید آپ پکار اٹھیں کہ یا الہی! یا الہی!! یہ ماجرا کیا ہے؟ اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "جنگ لندن میں ایک مضمون شائع ہوا، علاوہ ازیں مجلہ الدعوہ جو ہمارے مجاہدین کا رسالہ ہے، اس کے دو شمارے اور ایک مضمون آپ کے مطالعے کی خاطر ارسال کر رہا ہوں ۔ کیونکہ ان کی بنیاد قرآنی تعلیمات پر ہے ۔ اس پر میرا مختصر اور جامع تبصرہ یہ ہے کہ

No more, no less یہی فرمان رسالت کے مطابق ہے ۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں، خبردار! میرا وہ حال نہ کرنا، جو اہل کتاب نے حضرت عیسیٰ ں کو خدا کا بیٹا بنا کر کیا۔ میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، بس"۔

توآپ کے ان ارشادات عالیہ پر میرا تبصرہ یہ ہے کہ الحمد للہ! ہم مومنین فضائل رسالت حضور رسول پاک ﷺ کو نہ خدا سے بڑھاتے ہیں، نہ ان کے مرتبے سے گھٹاتے ہیں ۔ قرآن پاک کی ان آیات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جن میں وہاب وتواب اللہ نے اپنی بہت سی صفات کے حضور پاک ﷺ کو عطا فرمانے کے دوٹوک اعلان فرمائے ہیں، اور ان آیات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جن میں بہت ساری صفات کو اپنی ذات سے مخصوص کر کے من دون اللہ اور غیراللہ سے ان کی نفی کی ہے ۔ ثبوت درکار ہوں تو سنئے! کہ جہاں جہاں رسول پاک ﷺ کے لئے خدائی صفات کی وہابی کے اعلان خدائے وہاب وتواب نے فرمائے ہیں، وہاں وہاں عطائی اور محدود اور عارضی صفات حضور رسول اللہ ﷺ کے لئے مانتے ہیں، آپ لوگوں کی طرح ان کے منکر نہیں بنے رہتے ۔ اور جہاں جہاں جن جن صفات خداوندی کے من دون اللہ اور غیراللہ کے لئے اثبات کے انکار ہیں، وہاں وہاں ذاتی، ابدی، ازلی اور نامحدود صفات کے بیان تسلیم کر کے مدینے والے پیارے آقا ﷺ کے لئے ان کے اثبات کو شرک، شرک اور شرک سمجھتے ہیں ۔ جبکہ میرا خیال ہے کہ آپ حضرات رسول پاک ﷺ کو ان کے مرتبے سے "گھٹا" بھی دیتے ہیں اور "بڑھا" بھی دیتے ہیں، ثبوت درکار ہوں تو خدا کے لئے خالی الذہن ہوکر ایمان داری سے درج ذیل سطور کا مطالعہ فرمایئے، انشاء اللہ تعالیٰ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ چل مرے خامہ بسم اللہ ۔ آپ حضرات حضور رسول اکرم ﷺ کو "گھٹاتے" اس طرح ہیں کہ قرآن پاک میں مولیٰ تعالیٰ نے آپ کو شاہد بھی کہا ہے محمد بھی ۔ حلت وحرمت کا اعلان فرمانے والا بھی کہا ہے رء وف رحیم بھی ۔ غیب کا عالم بھی قرار دیا ہے خاتم النبیین بھی ۔ رحمۃ للعالمین بھی بتایا ہے عالمین کا نذیر بھی ۔ شفیع بھی کہا ہے ولی بھی ۔ ثبوت کے لئے قرآنی آیات ۱۹:۸۷ + ۲۰:۱۰۹ + ۴۳:۸۶ + ۹:۱۲۸ + ۲۱:۱۰۷ + ۷:۱۵۷ + ۳:۵۰ + ۸۱:۲۴ + ۴۳:۴۵ + ۴۸:۸ + ۷۳:۱۵ + ۵:۵۵ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے ۔ لیکن افسوس کہ رسول دشمنی کے جذبے سے مغلوب ہوکر آپ حضرات درج بالا تمام صفات کو خداوندکریم کے لئے خاص قرار دے کر نہ صرف یہ کہ حضور پاک ﷺ کے لئے ان صفات کے تسلیم کے منکر ہیں بلکہ جو مسلمان ان کے معترف اور مقر ہیں، ان کو کھلم کھلا اور علی الاعلان مشرک اور غیر موحد اور غیر مومن سے کم ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ۔ آج ۲۳ اکتوبر ۹۶ء کے جنگ کے پہلے صفحے پر ہے کہ غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو بھی نہیں ہے، جس کا نہایت ہی واضح اور روشن مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ حضرات، محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ کو اللہ کے عطا فرمودہ ان کے مناصب سے گھٹا رہے ہے، کم کر رہے، چھوٹا بنا رہے ہیں، یا اگر سمجھتے ہوں کہ میں یہاں کوئی غلط بیانی یا غلط استدلال کر رہا ہوں تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے، نوازش ہوگی ۔

ایسے ہی آپ حضرات کا حضور رسول پاک ﷺ کو "بڑھا" دینے کا نہایت ہی واضح، بہت ہی روشن اور ناقابل تردید ثبوت یہ ہے کہ اپنے اس غلط عقیدے، باطل نظریے اور ناقابل فہم ویقین ادعا کا بغیر کسی خوف وخطر کے، بڑی ہی جسارت اور پوری بیباکی سے اعلان پر اعلان

فرماتے بلکہ لکھتے رہتے ہیں کہ سنی مسلمانوں نے محمد عربی ﷺ کو خدا سے بھی بڑھا دیا ہے، حالانکہ ایں خیال ست و محال ست وجنوں، یعنی سنی مسلمان ہزار کوشش کریں، لاکھ سرپٹکیں بلکہ کروڑوں کروڑ ہاتھ پاء وں ماریں پھر بھی اپنے پیارے اور لاڈلے نبی کو خدا سے کبھی نہیں بڑھا سکتے، ہرگز نہیں بڑھا سکتے، بالکل نہیں بڑھا سکتے، اس لئے کہ ہمارا خدا، ہمارا معبود اور ہمارا الہ تو لا محدود ہے، لا منتوہ ہے، لا مبدوء ہے۔ تو جب اس کی کوئی ابتداء اور کوئی انتہا ہی نہیں تو پھر ہزاروں بریلی، لاکھوں دیوبند اور اربوں ارب نجد و عرب بھی بھلا کیسے کسی کو اس سے بڑھا سکیں گے؟ لیکن افسوس کہ اتنی آسان، اتنی سہل اور اتنی معمولی سی بات بھی آپ حضرات کی سمجھ شریف میں نہیں آرہی ہے، اور پوری ڈھٹائی کے ساتھ لکھتے بلکہ بکتے رہتے ہیں کہ سنی مسلمانوں نے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ مبالغہ اور غلو کو یہاں تک پہنچا دیا ہے کہ انہیں خدا سے بھی بڑھا دیا ہے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے مولانا یونس بگھیروی کی کتاب فسادی ملا، خلیجی جنگ شروع ہونے سے پیشتر کا ہر جمعہ شائع ہونے والا روزنامہ جنگ لندن کا بچوں کا صفحہ، مولانا وحید الدین خاں صاحب مدیر ماہنامہ الرسالہ دہلی کے غیر ملکی اسفار کی جلد دوم کا صفحہ نمبر ۲۲۸، ہفت روزہ راوی بریڈفورڈ کے شمارہ نمبر ۷۰۶ میں مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی کی تحریر اور ۷ جولائی ۱۹۹۶ء کے جنگ لندن میں زاہد سعید صاحب کا خط۔ جو اس بات کے ناقابل تردید ثبوت ہیں کہ آپ حضرات نے اپنی اس جراء ت اور مردانگی سے نہ صرف یہ کہ محمد عربی ﷺ کو مبالغہ اور غلو کرکے "بڑھا" دیا ہے بلکہ خداوند ذوالجلال والاکرام کو "گھٹا" بھی دیا ہے، یا اگر سمجھتے ہوں کہ میں یہاں آپ کو کوئی مغالطہ دے رہا ہوں تو چپ نہ رہتے ہوئے اسی کی نشان دہی کر دیجئے، مہربانی ہوگی، ورنہ میں کہہ سکوں گا کہ ؎

جن سوالوں سے اضطراب میں ہے ملک و ملت کا ہر جوان و پیر

ان سوالوں پہ چپ ہیں اہل اللہ کتنے مردہ ہیں ان کے زندہ ضمیر

اس کے بعد آگے چلتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ (مفہوم) " آپ نے میرے نام کے جزیا تخلص پر جو بچکانہ اعتراض کیا ہے، اس کی بابت عرض ہے کہ شاہین کی جو ہجابی اور صوابی خصوصیات ہیں، یعنی لپکنا، جھپٹنا، لہو گرم رکھنے کا بہانہ، وہ اپنے میں پیدا کرنے کی خواہش ہے۔ اقبال کے بے شمار اشعار میں اسی شان کی طرف تلمیح ہے مثلاً، کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ، تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر، طول کلامی سے بچتے ہوئے مزید امثلہ درج نہیں کرتا"۔----- تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ میرے بھائی! ہماری خط و کتابت اور ہماری بحث و گفتگو کا مرکزی نقطہ تو شرک و بدعت تھا، لیکن افسوس کہ بمصداق ؎

بہت پیش و پس تھا ہمیں لیکن آخر ہوا نانی اماں کا یہ قول سچا

کہ قبل از قیامت نکلنے لگے گا کبوتر کے انڈے سے کوے کا بچہ

آپ حضرات نے ان شرک و بدعات سے متعلق میرے قاہر و توانا یا کمزور و پھسپھسے سوالات کے جواب سے قطع تعلق کرتے ہوئے جہاں بوستان

قادری، طاہر القادری، محمد عمر اچھروی اور ہمارے دین و ایمان کے محافظ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی ذوات کو موضوع بحث بنا لیا، وہیں ایک بے ضرر اور غیر مضر عنوان "سگ مدینہ" کو بھی بیچ میں کھینچ لائے ہیں، لہذا اس کے جواب میں مجبوراً مجھے "شاہین" پر بھی لکھنا پڑگیا۔ لیکن آپ ہیں کہ پھر بھی مجرم مجھے ہی گردان رہے ہیں، گویا آپ کچھ بھی الٹا سیدھا یا ٹیڑھا ترچھا کریں، کورے کے کورے بگلا بھگت ہی رہیں گے اور میں بہر حال اور بہر صورت خاطی و مجرم، جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔ یعنی آپ اقبال کا شیر یا شاہین بننا چاہیں تو ہر طرح جائز و روا، اور ہم محمد عربی اروحنا فداہ ﷺ کے در کے گدا و سگ بھی بننا چاہیں تو بدعتی، جہنمی اور دوزخی ٹھہریں۔ تو کیا یہی انصاف ہے؟ یہی عدل ہے؟ آخر اس کی وجہ کہو تو سہی؟ پھر میرے بھائی! اقبال نے تو اپنے شاہین سے کہا تھا کہ ؎

نہیں تیرا نشیمن تخت سلطانی کے گنبد پر تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ لشکر توحید کے اکثر و بیشتر شاہین حصول سیم و زر اور ریال و ڈالر کے لئے دن رات اور صبح و شام تخت و تاج ریاض کے طواف میں ہی مگن رہتے ہیں، حالانکہ تخت شاہی کے طواف کا انجام معلوم کہ ؎

ہو اگر قوت فرعون کی در پردہ مرید قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللہی

اسی لئے تو ایسے شاہینوں کی مذمت میں کہنے والے کہتے، اور ببانگ دہل کہتے ہیں کہ ؎

حضرت اقبال کا شاہین عنقا ہے جناب آج کے شاہین تو اکثر برائے نام ہیں

پھر اقبال نے تو اپنے شاہین کے تعلیم و تربیت کے لئے اپنے بلبل سے کہا تھا کہ ؎

نوا پیرا ہو اے بلبل کہ ہو تیرے ترنم سے کبوتر کے تن نازک میں شاہیں کا جگر پیدا

لیکن اول تو آپ حضرات اقبال سے اختلاف کرتے ہوئے اور اپنے آپ کو ان سے بڑھ کر قرآن و حدیث کا ماہر سمجھتے ہوئے "ترنم" سے پڑھنے پڑھانے کے ہی مخالف ہیں، دوسرے یہ کہ ۱۹۹۰ء سے میں آپ حضرات کے ساتھ سر پھوڑی کر رہا ہوں کہ جب غیر اللہ کی عبادت، غیر اللہ کو پکارنا اور غیر اللہ سے مدد مانگنا تینوں ہی یکساں طور پر شرک صریح ہیں، تو پھر زندہ غیر اللہ کو پکارنے اور زندہ غیر اللہ سے مدد مانگنے کو جائز سمجھنے کا مطلب تو یہ ہوگا کہ ہم زندہ غیر اللہ اور زندہ من دون اللہ کو اللہ کی الوہیت میں شریک کر رہے ہیں، یا یہ کہ جیسے زندہ غیر اللہ کو پکارنا اور زندہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک صریح نہ ہوگا، ویسے ہی زندہ غیر اللہ کی "عبادت" بھی پھر تو شرک صریح نہ ہوگی۔ لیکن افسوس کہ آپ حضرات موحد خالص ہونے کے ہزار ادعا کے باوجود میرے اس معقول، وزنی اور مبنی بر صداقت استدلال و سوال کا کوئی بھی جواب مجھے نہیں دے رہے ہیں اور اِدھر اُدھر کی لغو اور فضول دور از کار باتیں کر کر کے میرا بلکہ اپنا بھی وقت برباد کر رہے ہیں، بالکل ویسے ہی جیسے نیاز سواتی نے اپنے ایک سیدھے سے سوال کے الٹے

جواب سے متعلق کہا تھا کہ ۔

میں نے اک بہرے سے پوچھا کیا تمہارا نام ہے جھٹ سے وہ بولا کہ پہلے سے ذرا آرام ہے

لہذا غور فرمائیں کہ شاہین کے تعلق سے میرے جواب کو "بچکانا اعتراض" قرار دینے میں آپ کہاں تک حق بجانب ہیں، اور یہ بھی غور فرمائیں کہ اقبال کے شاہین اور برائے نام موحدین کے شاہین میں کتنا بڑا تضاد، کتنا بعد اور کتنی دوری ہے ۔

بدعات کے نکات پر یہ بحث کرتا ہے لیکن کسی سلیقہ ء ودستور کے بغیر

شرکت کی بحث چیدہ پہ کیا کیا مناظرے وہ بھی مزاج دانی ء جمہور کے بغیر

یا اگر میں غلط بیانی کر رہا ہوں تو مجھے راہ ہدایت دکھایئے، ممنون ہوں گا۔ آخر میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "وقت ملے تو سورہ ء کہف کے آخری رکوع کا مطالعہ ترجمے کے ساتھ ضرور کریں"۔----- اس لئے آپ کی اس کرم فرمائی پر ممنون ہوتے ہوئے سورہ ء کہف کے آخری رکوع کے ترجمے کے مطالعے کے بعد مختصراً اس کی پہلی اور آخری آیات سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں، مولیٰ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو مومن فضائل رسالت بننے اور منکر فضائل رسالت نہ بننے کی سعادت مندیاں عطا فرمائے، کہ مومن فضائل رسالت کتنا ہی بڑا گنہگار اور کتنا ہی بڑا خطا کار کیوں نہ ہو، ایک نہ ایک دن اللہ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کر ہی لے گا غازی علم الدین اور حضرت اصیرم ث کی طرح۔ جبکہ منکر فضائل رسالت ہرگز ہرگز راضی نہ کر پائے گا مولیٰ تعالیٰ کو معلم الملکوت عزازیل، بلعم باعور، ثعلبہ ابن ابی حاطب، ذوالخویصرہ مدنی، عبد اللہ بن ابی مکی، مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح حجازی، یزید کربلائی اور غلام احمد قادیانی کی طرح نیکیوں کا بیش بہا خزانہ وذخیرہ رکھنے کے باوجود۔ لہذا توفیق ملے تو آج ہی رات کی تنہائی میں ضرور غور فرمائیں کہ والضحیٰ، حجرات، الم نشرح جیسی دوپہر کے آفتاب سے زیادہ روشن فضائل رسالت کو عیاں کرنے والی سورتوں اور "شاہد" (حاضر؟) "نبی" (غیب کے خبریں دینے والے؟) "الم تر" (کیا آپ نے نہ دیکھا؟ ناظر؟) "ولی" (مددگار؟ دوست؟ حمایتی؟) "خاتم النبیین" (نبوت دینے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے یا محمد ﷺ؟) "عالمین کے نذیر، رحمۃ للعالمین" (ساری کائنات یعنی تمام غیراللہ اور تمام من دون اللہ کو ڈرانے والا اور رحمتوں سے مشرف فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے یا محمد ﷺ؟) اور "رء وف رحیم" (رء وف رحیم اللہ تعالیٰ ہے یا محمد ﷺ؟) جیسی شان رسالت بیان کرنے والی آیات قرآنی کو چھوڑ کر میرے بھائی! آپ کا سارے قرآن میں سے صرف ایک ایسے رکوع کو ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی مجھے تلقین وتمہید کرنا جس سے ہمارے پیارے آقا اور ہمارے محبوب رسول ﷺ کو آپ صرف ہمارا "بڑا بھائی یا گاوں کا چوہدری یا معمولی بشر یا پوسٹ مین" ثابت کر سکیں، کیا آپ کی "رسول دشمنی" کو ننگا اور برہنہ نہیں کر رہا ہے؟ اللہ اللہ!! قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ تو یہ بیان فرمائے اور یہ خطبہ دے کہ میرے محبوب اور میرے پیارے نبی ﷺ کو "راعنا" (چرواہا) کہنے والے یا ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے چالنے والے بڑے سے بڑے "طرم خان" اہل حدیث موحد کے بھی نہ صرف یہ کہ ہم سارے اعمال

"حبط" کر لیں گے بلکہ اسے "عذاب الیم" سے دوچار بھی کر دیں گے (۲:۱۰۴+ ۲:۴۹)۔ لیکن افسوس کہ ان حقائق کے صدفی صد خلاف آپ حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ "توحید" کے نام پر شان رسالت کی جتنی زیادہ "تنقیص وتذلیل"، یا فضائل رسالت کی جتنی زیادہ تحقیر وتنکیر، یا رسول اللہ ﷺ کی جتنی زیادہ "توہین وگستاخی" کی جائے، اتنی ہی زیادہ ہماری توحید مضبوط و مستحکم ہوگی، اور ہم اتنے ہی زیادہ اللہ کی رحمتوں کے قریب ہوتے چلے جائیں گے، حالانکہ مولیٰ تعالیٰ دنے صرف اور صرف "ایک تنکیر فضل رسالت" کے سبب کائنات کے بظاہر سب سے بڑے، سب سے مضبوط اور سب سے مستحکم "موحد" عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے قرآن پاک میں صاف صاف لفظوں میں اعلان فرما دیا ہے کہ (مفہوم) "مجھ کو بھرنا ہے دوزخ تجھ سے اور جو ان میں تیری راہ چلے ان سب سے" (۳۸:۸۵+ ۷:۱۸+ ۷:۱۷۵+ ۱۵:۴۲+ ۱۷:۶۳)۔ لیکن آپ حضرات ہیں کہ قرآن پاک کو آنکھیں کھول کر پڑھنے کے بہت بڑے مدعی ہونے کے باوجود، قرآن پاک کے متن میں ہی بیان کی گئی منکرین فضائل رسالت کی ان سوانح عمریوں اور دردناک انجام سے کوئی سبق، کوئی نصیحت اور کوئی بھی ہدایت حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں، بلکہ "فضائل رسالت" کو بالائے طاق رکھ کر توحید، توحید اور صرف اور صرف توحید، توحید ہی کئے چلے جا رہے ہیں۔ حالانکہ بنظر انصاف اگر دیکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ خداوندکریم نے قرآن پاک میں جس عزازیل سے کہا ہے کہ (مفہوم) "میں تجھ سے اور تیرے متبعین سے جہنم کو بھر دوں گا"۔ وہ کائنات کا سب سے بڑا، سب سے موٹا تازہ اور سب سے کڑیل گبرو "موحد" تھا، ثبوت درکار ہو تو ملاحظہ فرمائیں، کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس سے اور تمام فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح فوراً ہی سارے فرشتے نبی کی تعظیم کے لئے سجدے یا رکوع میں چلے گئے، لیکن عزازیل اکڑا کھڑا ہی رہا، سجدے میں نہ گیا تو نا ہی گیا، جبکہ موجودہ دور کے اہل حدیث موحدین خالص کا حال یہ ہے کہ لکھتے تو ہیں کہ (مفہوم) "کفار مکہ کے خیال میں حضور ﷺ عجیب نبی تھے جو صرف ایک اللہ کو عالم الغیب والشہادہ، قادر کریم، صاحب تصرفات اور کلی اختیارات والا جانتے تھے" (۲۷ جولائی ۱۹۹۵ء کا شاہین صاحب کا خط)۔

لیکن دوسری طرف روش یہ ہے کہ اپنے ہر ہر خط میں رسول پاک ﷺ کو ہی نہ صرف "کریم" بلکہ "اکرم" تک لکھتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی یہ لوگ بلا شبہ ایک طرف کہتے تو یہ ہیں کہ غیراللہ سے مدد مانگنا، غیراللہ کو پکارنا اور غیراللہ کی عبادت کرنا شرک ہے، شرک ہے، شرک ہے، لیکن دوسری طرف دوپہر کی چمک میں غیراللہ امریکہ، غیراللہ برطانیہ اور غیراللہ اقوام متحدہ کو پکارتے، ان سے مدد مانگتے بلکہ ان کی عبادت وپوجا کو بھی جائز قرار دیتے رہتے ہیں ان کو دو مدوں میں تقسیم کر کے۔ لہذا ثابت ہوا کہ اہل حدیث حضرات بھی غیراللہ سے مدد مانگ کر یا غیراللہ کو پکار کر خواہی نہ خواہی شرک کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں، جبکہ عزازیل اتنا موٹا اور بڑا موحد تھا کہ شاید ہی کوئی موحد اس کے دامن پر شرک وبدعت کا کوئی تعفن، کوئی داغ یا کوئی گناہ ثابت کر پائے گا، آپ اگر ثابت کر سکتے ہوں تو ثبوت پیش فرمائیے؟ پھر بھی مولیٰ تعالیٰ دنے اسے ایک نبی کی تعظیم، ایک پیغمبر کی توقیر اور ایک رسول کا ادب نہ کرنے کے جرم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنمی اور دوزخی اور ناری قرار دے دیا، جو اس بات کا نہایت ہی واضح اور روشن ثبوت ہے کہ رسالت کے فضائل کا منکر خواہ کتنا ہی بڑا موحد، کتنا ہی بڑا اہل قرآن یا کتنا ہی موٹا اہل حدیث کیوں نہ ہو،

اس کا مقدر جہنم اور دوزخ اور نار ہی ہوں گے، فاعتبروا یا اولی الابصار۔ یا اگر اس کے خلاف آپ کے خزانہ ء معلومات میں ازل سے ابدتک کی معلوم تاریخ وجغرافئے سے کوئی ایک بھی حوالہ رسالت کے فضائل کے باغیوں سے اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کا موجود ہوتو بیان فرمائیے؟ آپ کا بہت بڑا احسان ہوگا۔ آپ تو قرآن پاک کو اس طرح آنکھیں کھول کر بلکہ سمجھ کر بھی پڑھتے ہیں کہ ندوے اور دیوبند کے مترجین کو بھی خاطر میں نہیں لاتے، لہذا۔

جو بھی فرمانا ہے وہ سچ بول کر فرمائیے بلکہ میزان خرد میں تول کر فرمائیے

آپ جو کچھ جانتے ہیں اور جو کچھ دل میں ہے کھل کے کہئے بلکہ آنکھیں کھول کر فرمائیے

میرے بھائی! میری Obsession اور Fixation جیسی مہلک بیماریوں کے علاج کے لئے آپ نے فقیہ امت ص کی بارگاہ میں حاضری دینے کے علاوہ قرآن پاک کے جس مخصوص رکوع کو ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی مجھے تلقین فرمائی ہے، اس کے پہلی آیت (۱۰۲:۱۸) کا اپنے عقیدے کے مطابق اگر آپ یہ مطلب میرے ذہن نشین کرانا چاہتے ہوں کہ جیسے اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے بندوں کو "اولیاء" بنانا شرک صریح ہونے کے سبب کفار مکہ کو کوئی فائدہ پہنچانے کے بجائے جہنمی و دوزخی بنا دیتا ہے، ایسے ہی مسلمان بھی اگر اللہ کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کو "اپنا ولی" بنا لیں تو شرک صریح کے مرتکب ہونے کے سبب یہ بھی جہنمی و دوزخی بن جائیں گے، تو میں آپ کو بتا دوں کہ آپ کی یہ سعی لاحاصل ہوگی۔ اس لئے کہ میرا عقیدہ ہے کہ اگر میں اس سلسلے میں آپ کا ہم نوا بن جاوں تو آپ کی طرح میں بھی قرآن پاک کی کئی آیات کا منکر بن جاوں گا یعنی منکر فضائل رسالت۔ مثلاً قرآن پاک میں ہے کہ (مفہوم) "مومن اور مومنات ایک دوسرے کے اولیاء ہیں" (۹:۷۱)۔ یا یہ کہ (مفہوم) "تمہارے ولی، اللہ اور رسول اور مومنین ہیں" (۵:۵۵) بلکہ ان آیات کی بھی میرے خیالات کے مطابق تکذیب لازم آئے گی جن میں کہا گیا ہے کہ (مفہوم) "مومنو! کافروں کو، شیطانوں کو، یہود و نصاریٰ کو اور دین کا استہزا کرنے والوں کو اپنا ولی نہ بناو" (۴:۱۱۹+ ۴:۱۳۹+۴:۱۴۴+ ۵:۵۱+ ۵:۵۷+ ۶۰:۱)۔ جس کا صریح اور واضح مطلب یہ نکلتا ہے کہ اگر غیراللہ کو ولی بنانا کلی طور پر شرک ہوتا، تو صرف دین کے دشمنوں کی تخصیص نہ کی جاتی، مطلقاً سارے ہی غیراللہ اور سارے ہی من دون اللہ کو ولی بنانے سے روک دیا جاتا، لیکن اگر قرآن پاک کو آنکھیں کھول کر پڑھنے والے میرے بھائی! آپ سمجھتے ہوں کہ یہاں بھی مجھ سے کوئی غلط فہمی سرزد ہو رہی ہے تو میری ہدایت فرمائیے احسان ہوگا۔ آج ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۶ء کے جنگ میں رسول پاک ﷺ کو غیب کا عالم اور حاضر و ناظر ماننے کو شرک سمجھنے والے لاہور کی عالمگیری مسجد کے خطیب مولانا عبدالقادر صاحب آزاد کا جنگ فورم میں دیا ہوا یہ بیان شائع ہوا ہے کہ "سب سے بڑے ولی تو آنحضور ﷺ تھے"۔

پھر حضور رسول پاک ﷺ کے لئے "ما کان ومایکون" کے علم کے اثبات کو شرک صریح قرار دینے والے میرے بھائی! آپ نے میری ہدایت کے لئے پورے قرآن پاک میں سے جس رکوع کو سب سے زیادہ مفید و موءثر سمجھ کر ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی مجھے تلقین فرمائی

ہے، شاہ فہد قرآن کمپلکس مدینہ منورہ سے شائع شدہ اردو ترجمہ ء قرآن میں اس کی ایک آیت کی تفسیر میں ہے کہ (مفہوم) "اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کی باتیں بے انتہا ہیں ۔ جو باتیں تمہارے ظرف، استعداد و ضرورت کے لائق بتلائی گئیں حق تعالیٰ کی معلومات میں سے اتنی بھی نہیں جتنا سمندر میں سے ایک قطرہ-----یہیں سے سمجھ لو کہ قرآن اور دوسری کتب سماویہ کے ذریعے خواہ کتنا ہی وسیع علم بڑی سے بڑی مقدار میں کسی کو دے دیا جائے، علم الٰہی کے سامنے وہ بھی قلیل ہے، گو فی حد ذاتہ اسے کثیر کہہ سکیں"(۱۸:۱۰۹، صفحہ نمبر۴۰۶)۔-----لہذا ان جملوں خصوصاً قرآن کے ذریعے اللہ رب تبارک وتعالیٰ، حضور اعلم ﷺ کو خواہ کتنا ہی وسیع، بڑی سے بڑی مقدار میں علم عطا فرما دے، تب بھی وہ علم الٰہی کے مقابلے میں قلیل ہی ہے کو بار بار پڑھئے، جتنا زیادہ پڑھیں گے چودہ طبق روشن ہوتے چلے جائیں گے تو خدا کی قدرت دیکھئے! کہ قرآن پاک کے جس رکوع سے آپ مجھے منکر فضائل رسالت یا وہابی بنانے کی کوشش کر رہے تھے، وہی مجھے مومن فضائل رسالت یا بریلوی بنا رہا ہے، سبحان! تیری قدرت ۔ بلکہ اسی رکوع کی اسی کے بعد والی آیت (۱۸:۱۱۰) کی تفسیر میں جو آپ کی سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب و مرغوب آیت بھی ہے، اسی قرآن میں ہے کہ (مفہوم) "اس آیت میں اشارہ کر دیا کہ نبی کا علم بھی متناہی اور عطائی ہے، علم خداوندی کی طرح ذاتی اور غیر متناہی نہیں"۔----- لہذا سوچئے اور ہزار بار سوچئے کہ یہی بات اگر بریلی کے شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کہہ دیں تو آپ لوگ انہیں بدعتی، جہنمی، دوزخی اور مشرک کیوں کہنے لگتے ہیں؟ اور کوئی دوسرا کہے تو کیوں نہ صرف یہ کہ اس پر آمنا و صدقنا کی صدائیں بلند کرتے بلکہ بصرف زر کثیر اس کی اشاعت میں بھی سرگرم عمل ہو جاتے ہیں؟

آئندہ سطور میں آپ کے تجویز کردہ رکوع کے آخری جملوں پر مختصر سے تبصرے اور سوال کے بعد اتنی گذارش کرتا ہوں کہ جواب ضرور عنایت کیجئے گا۔ (مفہوم ہے) "سو پھر جس کو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سو وہ کرے کام نیک اور شریک نہ کرے اپنے رب کی بندگی میں کسی کو" (۱۸:۱۱۰)۔----- لہذا میرے اس سوال کا جواب عنایت ہو کہ غیراللہ کی عبادت کرنے والا جیسے مشرک ہو جاتا ہے، ویسے ہی غیراللہ کو پکارنے والا اور غیراللہ سے مدد مانگنے والا کیوں مشرک نہیں ہوجاتا؟ درآں حال کہ اصول اور ضابطہ آپ کا یہ ہے کہ جیسے غیراللہ کی عبادت شرک ہے، ویسے ہی غیراللہ کو پکارنا اور غیراللہ سے مدد مانگنا بھی شرک ہے۔ تو کیا مردے تو اللہ کے شریک نہیں لیکن زندے اللہ کے شریک ہیں؟ یا میں کوئی غلط سوال کر رہا ہوں؟ آخر آپ حضرات میرے اس قاہر یا ہلکے پھلکے سوال کا جواب کب دیں گے؟

اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ عدیم النظیر اور سب سے زیادہ فقید المثال مخلوق سیدنا محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ کو "توحید توحید کے پردے میں" اپنے جیسا معمولی بشر، گاوں کا چوہدری، صرف پوسٹ مین، ذرہ ء ناچیز سے کمتر اور چمار سے زیادہ ذلیل باور کرانے کے لئے سورہ ء کہف کے آخری رکوع کو ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی مجھے تلقین کرنے والے میرے پیارے بھائی! دیکھئے! یہاں تو آپ مجھے یہ لکھ رہے کہ صرف ترجمہ پڑھ کر میں ہدایت پا جاوں گا جبکہ اپنے ۲۸ نومبر ۹۵ء کے خط میں رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) " سعودی عرب جن لوگوں کے ترجمے چھاپتا ہے ان سے صرف نظر کر کے اپنی عقل و فہم اور قرآن کی مجموعی تعلیمات کے تناظر میں سوچیں کہ قرآن کیا تقاضہ کرتا ہے؟ مجھ پر محمود الحسن، شبیر عثمانی، احمد

رضا، اشرف علی تھانوی کے ترجموں کا رعب نہ جمائیں، یہ لوگ دیہاتی اور قصباتی تھے، ان کی اردو متروک اور بامحاورہ نہیں ہے اور محض لفظی ترجمے کو پڑھ کر ذہن کو خلجان میں نہ ڈالنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے متن قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، ترجمے کا نہیں"۔----- پھر ۱۴ ستمبر ۹۵ء ء کے خط میں لکھتے ہیں کہ (مفہوم) " کیا یہ مناسب نہیں کہ نبی کا جو پوزیشن اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے، اس میں ہم کمی بیشی نہ کریں اور نبی کی شخصیت کو اپنی عجائب پسندی اور غلو، علو اور مبالغہ آرائی سے الوہیت اور نیم خدائی کا رنگ نہ دیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان نفوس قدسیہ کو نوع انسان کی اصلاح کی خاطر مبعوث فرمایا تھا اور صاف کہا تھا کہ یہ مثل کم ہیں، منہم ہیں اور کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ خداوند تعالیٰ اس کو کتاب و حکمت اور نبوت دے اور وہ لوگوں کو کہے کہ میرے بندے بن جاو"۔----- حالانکہ اسی خط کی پہلی ہی سطر میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "گرامی نامہ ملا، شکریہ۔ طول طویل کلامی آپ کو مبارک ہو، میں اس معاملے میں آپ کا ثانی اور مثیل نہیں بننا چاہتا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کوئی کتاب لکھنے جارہے ہیں تو پھر آپ کے لئے دیانت کا تقاضہ یہ ہوگا کہ میرے مختصر دلائل کو من وعن نقل فرمائیں اور پھر اس پر تبصرہ فرمائیں تاکہ قارئین دونوں آراء معلوم کر کے کوئی فیصلہ کر سکیں"۔

لہذا خلوص نیت سے سوچیں کہ آپ کی ان تحاریر کا مطلب کیا یہ نہیں نکلتا کہ توحید وسنت کے مطابق آپ اپنے اختیارات سے چاہیں تو میری مثل اور میرے ثانی بن سکتے ہیں اور نہ چاہیں تو نہیں بن سکتے، لیکن رسول پاک ارواحنا فداہ ﷺ کے بارے میں بضد اور مصر ہیں کہ خواہ کچھ بھی ہوجائے، آپ ان کی مثل ہیں اور وہ آپ کی مثل، یا ہم ان کے جیسے ہیں اور وہ ہمارے جیسے، معاذ اللہ ،معاذ اللہ۔ تو کیا ہم اور آپ صحیح معنوں میں انگلی کے ایک اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر سکتے ہیں؟ ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹا سکتے ہیں؟ احد پہاڑ کو اپنے ساتھ ساتھ سونا بنا کر چلا سکتے ہیں؟ خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین بن سکتے ہیں؟ صوم وصال رکھ سکتے ہیں؟ کئی کئی دن کھائے پیئے بغیر بھوکے پیاسے رہ سکتے ہیں؟ عرش پر لمحوں میں جاسکتے ہیں؟ جیتے جی جنت و دوزخ کی سیر کر سکتے ہیں؟ جبریل امین علیہ التحیۃ والتسلیم کو مقام سدرہ پر جاکر ھل لک حاجۃ کہہ سکتے ہیں؟ زندہ موسیٰ ں کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھ سکتے ہیں؟ بیت المقدس میں تمام انبیاء و رسل ں کی امامت کر سکتے ہیں؟ براق (برقی گھوڑے؟) پر بیٹھ سکتے ہیں؟ پہلے، دوسرے، تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان پر جا سکتے ہیں؟ احد پہاڑ کے زلزلے کو اپنی ٹھوکر سے روک سکتے ہیں؟ اپنے دوستوں کے شہید ہونے کی خبر دے سکتے ہیں؟ اپنے دشمنوں کے قتل کئے جانے کے اوقات بلکہ قتل کئے جانے کی جگہ تک بتا سکتے ہیں؟ روتے ہوئے لکڑی کے خشک ٹنڈ کو چپ کرا سکتے ہیں؟ نماز پڑھتے پڑھتے جنت کے پھل توڑ سکتے ہیں؟ اپنی پیاری بیٹی کو اپنے خاندان میں سب سے پہلے اپنی وفات کے بعد وفات پانے کی خبر دے سکتے ہیں؟ دو دو تین تین برس کے نواسوں کے جنتیوں کے سردار ہونے کی خبر دے سکتے ہیں؟ اپنی جان کے دشمنوں کو معاف کر سکتے ہیں؟ ساری دنیا میں قیامت تک کے لئے توحید کا ڈنکا بجا سکتے ہیں؟ کلنٹن یا نتین یاہو کو اللہ سے دعا مانگ کر اسلام کا سب سے بڑا مجاہد بنا سکتے ہیں؟ اپنی اتباع کرنے والوں کو جنت کا پروانہ دے سکتے ہیں؟ اپنی اتباع نہ کرنے والوں کو جہنمی اور دوزخی قرار دے سکتے ہیں؟ جانوروں کی بولیاں سمجھ سکتے ہیں؟ کنکریوں سے کلمہ بلکہ اپنا کلمہ پڑھوا سکتے ہیں؟ تھوڑے سے دودھ سے ستر اصحاب

صفہ اور تھوڑے سے پانی سے سارے لشکر اور بکری کے ایک بچے کے گوشت سے سیکڑوں بھوکے پیاسے افراد کو شکم سیر کرا سکتے ہیں ؟ آگے اور پیچھے یکساں طور پر دیکھ سکتے ہیں ؟ (نقل کفر کفر نہ باشد) لا الہ الا اللہ احسان الٰہی رسول اللہ کا کلمہ پڑھ یا پڑھوا سکتے ہیں ؟ اگر ہاں ! تب تو آپ شوق سے میرے پیارے بھائی ! اپنے لاڈلے ، اپنے چہیتے اور اپنے سوہنے رسول ارواحنا فداہ ﷺ کے مثل اور مانند اور ثانی ہونے کے ہزار دعوے کئے جائیں ، لیکن اگر یہ سب کچھ نہیں بن سکتے اور یہ سب کچھ نہیں کر سکتے تو پھر خدا کے لئے ، اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے ، خدا کی رضا کے لئے ، مسلمانوں کے مفاد کے لئے ، تمام انسانوں کو ان کی مثل ، ان کے جیسا ، ان کے مانند اور ان کا ثانی قرار دینے سے باز آجائیں ، باز آجائیں ، باز آجائیں ، کہ صرف مخلوق ہونے اور انسانی عوارض کے طاری ہونے اور بدن کی ساخت کے علاوہ ہم ان کے مثل ، ان کے مانند ، ان کے جیسے اور ان کے ثانی ہرگز نہیں ، ہرگز نہیں ، ہرگز نہیں ۔

پھر ان کے علاوہ ۱۰ جنوری ۱۹۹۶ء کے اپنے خط میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ (مفہوم) "یاسر عرفات ۲۵ دسمبر کرسمس کے موقع پر ایک چرچ میں بیت اللحم گیا ، اس نے وہاں میلاد عیسیٰ منائی ، موم بتیاں جلائیں اور دیگر مشرکانہ و مبتدعانہ رسومات ادا کیں ، تو وہاں کے یونانی آرتھوڈکس (بریلوی مسلک) پادری نے خوشامداً یاسر عرفات کی توقیر کرتے ہوئے اس کو حضرت عمرؓ کے مثل قرار دے دیا ، جنہوں نے ۶۳۸ء میں یروشلم کی فتح کے موقع پر یہودی و عیسائی لوگوں کو اپنی مذہبی رسومات کی آزادی دی تھی" ۔-----لہذا خدا کے لئے جواب عنایت ہو کہ جب یاسر عرفات ، حضرت عمرؓ کے برابر ، مثل اور مانند نہیں ہوسکتا ، تو آپ اور تمام اہل حدیث خدا کے بعد سب سے زیادہ بزرگ اور سب سے بڑے عظیم انسان ، عبد ، رجل اور بندے ﷺ کے مثل ، برابر اور مانند کیوں اور کیسے ہو سکتے ہیں ؟ کیا اہل حدیث حضرات یاسر عرفات سے زیادہ ، اور حضرت عمرؓ ، حضور اکرم ﷺ سے زیادہ محترم و مکرم ہیں ؟ یا بالفاظ دیگر کیا "ایک اور دو" برابر ہو سکتے ہیں ؟ اگر نہیں تو پھر ایک اور ننانوے کھرب ، اٹھانوے ارب ، ستانوے کروڑ ، چھیانوے لاکھ ، پنچانوے ہزار ، چورانوے سو ، ترانوے کیوں اور کیسے ایک دوسرے کے مثل اور مانند اور برابر ہو جائیں گے ؟ آخر اتنی سیدھی سی بات بھی آپ حضرات کی عقول شریف میں کیوں نہیں سماتی ؟ اقبال کے شاہین ! سنئے تو ، اقبال کیا کہتے ہیں ؎

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

لہذا کچھ تو خدا خوفی کی بات کریں ۔ پھر حضور رسول اکرم ﷺ نے انی رسول اللہ الیکم جمیعا (۷:۱۵۸) بھی فرمایا ہے ، تو کیا ان کی مثل ، ان کے مانند ، ان کے جیسے اور ان کے برابر ہونے کے مدعی اہل حدیث حضرات بھی یہ دعویٰ کر سکتے ہیں ؟ اگر کر سکتے ہوں تو سو بسم اللہ ، غلام احمد قادیانی کی طرح اپنا انجام دنیا میں ہی ملاحظہ فرما لیں گے ، آخرت میں جو ہونا ہو گا وہ تو بعد میں ہو گا ، یا اگر میں کسی غلطی کا مرتکب ہو رہا ہوں تو میری مدد فرمائیں احسان ہو گا ۔ خدا کے فضل سے آپ کے دونوں خطوط کے جواب سے آج میں سبک دوش ہوا ، خداوند کریم اپنے پیارے محبوب ﷺ کے مرتبے اور مقام کو سمجھنے اور ان کے فضائل کو ماننے کی ہم سب کو سعادت مندیاں عطا فرمائے اور منکر فضائل رسالت بننے سے محفوظ رکھے ، آمین ، الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ،

آپ کی نظر کرم کا منتظر محمد میاں مالیگ 30-06-96

جواب مکتوب 11 (حصہ دوم) از مالیگ صاحب (جواب کی وصولی نہ ہونے پر تشویش)

خ

٬۸۶

31-12-96

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین!

سلام مسنون، مزاج شریف، شرک وبدعت کے زیر عنوان چل رہی ہماری تحریری گفتگو کے سلسلے میں آپ کے ۱۰ اپریل ۹۶ءء اور ۳ مئی ۹۶ءء کے آخری دو خطوط کے جواب میں ۵۲ صفحات پر مشتمل تین قسطیں میں آپ کی خدمت میں بھیج چکا ہوں، آخری قسط۲۳ اکتوبر ۹۶ءء کو بھیجی تھی، لیکن خلاف معمول ابھی تک آپ کی طرف سے نہ ہی ان کا کوئی جواب ملا ہے نہ ہی ان کی وصولی کی اطلاع۔ جنگ لندن کے ذریعے علم ہوا تھا کہ آپ تین ہفتوں کے لئے پھر پاکستان تشریف لے گئے تھے اور تقریباً ایک ڈیڑھ ماہ ہونے والے ہیں، واپس تشریف لا چکے ہیں۔ اس لئے یاد دہانی کے لئے حاضر ہوا ہوں، کہ جواب باصواب مرحمت فرماکر ممنون فرمائیں تاکہ ہماری گفتگو مکمل ہو سکے، فقط محمد میاں مالیگ 31-12-96

مکتوب 12 از شفیق الرحمن صاحب 13-01-97

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم محمد میاں مالیگ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر، آپ کا نوازش نامہ ملا۔ آپ کے مذکورہ دونوں خطوط مجھے مل چکے ہیں اور ان کا بالاستیعاب مطالعہ کر چکا ہوں۔ گذشتہ دو ماہ سے میں مسلسل سفر میں ہوں۔ مجاہدین چیچنیا اور تاجکستان کے لئے فراہمی ء زر، ادویات کے حصول کے لئے دوڑ دھوپ میں وقت بہت صرف کرنا پڑ رہا ہے۔ انشاء اللہ وقت ملنے پر ضرور جواب دوں گا، مگر ایک بات عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ سعودی یا کویتی حکمرانوں کے بارے میں تذکرہ کرتے ہیں، جبکہ میں قبل ازیں عرض کر چکا ہوں کہ موجودہ دور کے تمام مسلم حکمراں بشمول سعودیہ وکویت، امریکہ ویورپ کے غلام ہیں اور میرے نزدیک یہ تمام شیطانی طاقتوں کے آلہ ء کار ہیں۔ اس لئے ہمارا ان سے نہ کوئی تعلق ہے اور نہ ہی ہم ان

کی مدح وتوصیف کرتے ہیں۔ اگر جماعت کا کوئی فرد یا شخصیت ان کی تعریف یا مدح کرتی ہے، تو میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ آپ کے مطالعے کے لئے ایک کتاب ارسال کر رہا ہوں، بالاستیعاب مطالعہ فرمائیں۔ امید واثق ہے آپ کے کئی سوالات کے جواب مل جائیں گے اور یہی میرا نقطہ ء نظر ہے۔ رمضان المبارک کے مبارک ماہ میں دعاء وں میں یاد رکھیں، جزاکم اللہ،

والسلام مع الاکرام، دعاگو، شفیق الرحمن شاہین 13-01-97

جوابِ مکتوب 12 از مالیگ صاحب 09-11-98

۷۸۶

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین!

سلام مسنون، خیریت مدعو، تقریباً بائیس مہینے ہونے والے ہیں، ۱۳جنوری ۹۷ء کو آپ نے شرک وبدعت کے تعلق سے چل رہی اپنی تحریری گفتگو کے سلسلے میں ایک خط لکھ کر مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ فی الحال میں مجاہدین کی مدد کے سلسلے میں بیحد مصروف ہوں، اس لئے جواب دینے سے قاصر ہوں، لیکن جیسے ہی فرصت کے اوقات میسر آئیں گے آپ کو جواب ضرور لکھوں گا۔ لہذا یاددہانی کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ براہ کرم جلد سے جلد جواب مرحمت فرماکر ممنون فرمائیں تاکہ گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھے۔

فقط منتظر نظرکرم محمد میاں مالیگ 09-11-98

مکتوب از مالیگ صاحب (شفیق الرحمن صاحب اور عبد الاعلیٰ درانی صاحب کو بحث کی یاد دھانی) 09-12-99

۷۸۶

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین اور مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی!!

سلام مسنون، خیریت مدعو، شرک وبدعت کے تعلق سے ہماری تحریری گفتگو ایک لمبی مدت سے تعطل کا شکار ہے حالانکہ میں خطوط لکھ لکھ کر آپ حضرات سے مستدعی ہوتا رہا ہوں کہ یا تو میرے پیش کردہ اشکالات وسوالات کے جواب ارشاد فرمائیں یا پھر حسب وعدہ ہماری تحاریر کو کتابی شکل

میں شائع کر دیں۔ لیکن آپ حضرات ہیں کہ معلوم نہیں کیوں مجھے کوئی جواب نہیں ارسال کر رہے ہیں۔ ایسے میں ۲۵ اکتوبر ۹۹ء کو پھر انہی موضوعات پر مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی کا جنگ لندن اور پاکستان میں تقریباً پانچ سو سطور پر مشتمل ایک مقالہ بڑے اہتمام سے شائع ہوا ہے۔ لہذا اپنی فطری اور جبلی دلچسپی کے تحت میں نے بھی پچیس چھبیس سطور پر مشتمل ایک مختصر سی تحریر اس کے جواب میں جنگ لندن کو لکھ بھیجی ہے جس کی فوٹو کاپیاں آپ حضرات کی خدمات میں بھی بھیج رہا ہوں۔ لیکن افسوس کہ میری تحریری اور ٹیلیفونی یاددہانیوں کے باوجود انصاف کا خون کرتے ہوئے جنگ لندن اپنے صفحات میں اس کو جگہ نہیں دے رہا ہے۔ مدیر جنگ جناب ظہور صاحب نیازی تو میرا نام سنتے ہی کہلوا دیتے ہیں کہ میں مصروف ہوں، لہذا محمد میاں سے بات چیت نہیں کر سکتا۔ البتہ میرے برادر محترم نیاز احمد سے کہا ہے کہ محمد میاں کی تحریر بہت مشکل ہوتی ہے، اس لئے ہم انہیں شائع نہیں کرتے، جس کا مطلب میں تو یہی سمجھ رہا ہوں کہ ضرور کسی امیر نے غریب کی زبان بندی کی کوشش کی ہے، حالانکہ کہنے والے کہتے ہیں کہ ؎

زباں بندی پہ خوش ہیں خوش رہیں لیکن یہ سن رکھیں زباں بندی ہی میری رنگ لائے گی حنا بن کر

یا یہ کہ ؎

ہاتھوں پہ جن کے خون غریباں کی ہے حنا لندن کے جنگ کے وہ علمدار بن گئے

بار الٰہا! جنگ کی کیسی ہے یہ روش اہل وفا غریب تھے غدار بن گئے

لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اب مجھے ہی ہماری تحریری گفتگو کو کتابی شکل میں لانے کی محنت کرنی پڑے گی۔ اس لئے آپ حضرات سے استدعا ہے کہ میں نے اور آپ حضرات نے شرک و بدعات کے تعلق سے جو کچھ بھی ایک دوسرے کو لکھا ہے، آپ حضرات ان کی نقول مجھے جلد سے جلد روانہ فرما دیں، تاکہ میں کوئی ایسی حرکت نہ کر سکوں جو آپ حضرات کو شکوے کا موقع فراہم کر سکے۔ اس کے لئے میں ایک ماہ تک آپ کے تعاون کا انتظار کروں گا، ورنہ اپنی فائل کے مطابق ہی کتاب شائع کر دوں گا، انشاء المولیٰ تعالیٰ ؎

کرے گی فرض ادا نطق کا مری تحریر میں بے زباں سہی کب قلم رہے گا چپ

مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی نے ابھی تک مڈلزبرو کا پتہ مجھے عنایت نہیں فرمایا، اس لئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں کہ میرے یہ دونوں خطوط آپ انہیں بھیج کر ممنون فرمائیں۔ جنگ کے ذریعے آپ کے حالات کا علم ہوتا رہا ہے، خداوند کریم فضل فرمائے،

فقط محمد میاں مالیگ 99-12-09

مالیگ صاحب کا مکتوب اور یہ یاد دھانی کہ جنگ لندن میں پھر سے 25 اکتوبر، 1999 کو مولانا عبد الاعلی درانی صاحب کا مقالہ شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے سب مسلمانوں کو مشرک بنا دیا ہے 11-11-99

مولانا! اندھے کی لاٹھی

۲۵ اکتوبر ۹۹ء کے جنگ لندن میں شرک وبدعت کے تعلق سے مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی کا پھر ایک مفصل اور بسیط مقالہ شائع ہوا ہے، جس میں حسب عادت انہوں نے پھر ضد کی ہے کہ ہماری جماعت تو نہیں لیکن دنیا بھر کے جمہور مسلمان شرک کے بھی مرتکب ہو رہے ہیں اور بدعات کے بھی۔ اس لئے انہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو میں یاد دلاؤں کہ ۹۴ء میں ہفت روزہ راوی بریڈفورڈ میں ان کا ایسا ہی ایک مراسلہ برطانیہ کی تمام ہی غیر اہل حدیث مساجد کے شرک وبدعات میں ملوث ہونے کے الزام پر مشتمل شائع ہوا تو اس کے رد عمل میں مدیر راوی محترم مقصود الٰہی شیخ نے انہیں "اندھے کی طرح لاٹھی" چلانے والا قرار دیا تھا اور میں نے دعویٰ کیا تھا کہ جمعیت اہل حدیث کے اصول وضوابط تو اتنے غلط اور من گھڑت ہیں کہ ان کے مطابق تو دنیا میں کوئی بھی متنفس شرک وبدعات سے پاک اور مبرا نہیں رہ سکتا۔ لیکن مولانا چونکہ مجھ سے متفق نہ تھے، اس لئے ہماری تحریری گفتگو چل پڑی، بد قسمتی سے مدیر راوی کی صواب دید سے ہماری گفتگو راوی کے صفحات میں جگہ نہ پا سکی۔

اس لئے اپنا پلہ بھاری محسوس کرتے ہوئے میں نے مولانا سے عرض کیا کہ ہماری یہ گفتگو انشاء المولیٰ تعالیٰ کتابی شکل میں بھی شائع ہوگی، اس لئے محتاط اور مستحکم دلائل میں ہی بات کیجئے گا، جس کے جواب میں مولانا نے مجھے لکھا کہ گھبرائیے نہیں! ہماری یہ گفتگو نہ صرف کتابی شکل میں شائع ہوگی بلکہ مالیگاؤں کی بجائے برطانیہ سے شائع ہوگی اور ہمارے خرچ پر شائع ہوگی۔ لیکن اس کے بعد کیا ہوا؟ مولانا صاحب نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے تحت اولڈھم کی ایک مسجد کے امام مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین سے کہا کہ آپ میرے نائب بن کر محمد میاں سے شرک وبدعات کے تعلق سے چل رہی ہماری گفتگو کو جاری وساری رکھیں۔ لہذا شاہین صاحب سے جو بات چیت ہوئی، ان کی فوٹو کاپیاں میں نے درانی صاحب کو بھی ارسال کیں، تو درانی صاحب نے پھر اپنا بیان واپس لے لیا اور کہا کہ شاہین صاحب کے بجائے میں خود ہی آپ سے بات چیت کروں گا۔ میں نے کہا بسم اللہ، اور پھر ہماری بات چیت چلی۔ اس درمیان شاہین صاحب بھی مصروف گفتگو رہے، لہذا ان سے بھی بات چیت چلتی رہی، اور اب حالت یہ ہے کہ شاہین صاحب صرف پینتیس صفحات اور درانی صاحب صرف انتیس صفحات لکھ کر پچیس پچیس اور چھبیس چھبیس ماہ سے بالکل چپ اور خاموش ہیں، جبکہ میں درانی صاحب کو چورہتر صفحات اور شاہین صاحب کو ایک سو اکہتر صفحات لکھ لکھ کر مستدعی ہوں کہ براہ مہربانی یا تو میرے اشکالات وسوالات کے جواب ارسال فرمائیں یا حسب وعدہ کتاب شائع کر دیں۔ لیکن دونوں ہی حضرات نہ مجھے جواب لکھ رہے ہیں نہ کتاب شائع کر رہے ہیں، حالانکہ دعوے یہی کئے جا رہے ہیں کہ ہم جیت رہے ہیں آپ ہار رہے ہیں۔ تو ان کا یہ عمل کیا چور کی داڑھی میں تنکا، یا حق چھپانے کے مترادف نہیں؟ اور اس سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ؎

خامشی بے سبب نہیں غالب کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

فقط محمد میاں مالیگ 11-11-99

مکتوب 13 از شفیق الرحمن صاحب بمع رسالہ "توحید و شرک"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترمی و مکرمی جناب محمد میاں مالیگ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر مطلوب، آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا، اس کی کاپی حافظ عبدالاعلیٰ صاحب کو ارسال کر دی گئی ہے۔ آپ کی خدمت میں ایک مختصر کتاب رسالہ ء توحید ورد شرک ارسال کر رہا ہوں، ملاحظہ فرمائیں۔ آپ اپنی کتاب ضرور شائع کریں لیکن میرا یہ جواب جو رسالہ ء توحید کی شکل میں ارسال کر رہا ہوں، اس کو بھی شامل اشاعت فرمائیں۔ حافظ عبدالاعلیٰ صاحب کا جو اڈریس میرے پاس موجود ہے وہ یہ ہے:

Oxford Rd, Middlesborough, T65 5EA 95

آپ کی خدمت میں ایک تحفہ پیارے رسول کی پیاری دعائیں بھی بھیج رہا ہوں، قبول فرمائیں، والسلام،

دعاگو، شفیق الرحمن شاہین، اولڈھم

جوابِ مکتوب ۱۲ از مالیگ صاحب 2000-04-06

۸۶،

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین!

سلام مسنون، مزاج گرامی، رمضان شریف سے پیشتر لکھے گئے میرے خط کے جواب میں ایک دیڑھ ماہ ہو رہے ہیں بغیر تاریخ لکھا آپ کا عنایت نامہ مجھے ملا ہے، کرم فرمائی کا شکریہ۔ آپ نے عالی ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے مجھے اپنی تحریری گفتگو کو کتابی شکل دے دینے کی اجازت دے

دی، اس کا بہت بہت شکریہ ۔ ساتھ ہی مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی کو میرا خط پہنچا دیا، اس کا بھی شکریہ ۔ لیکن معلوم نہیں کیوں مجھے آج تک مولانا کا کوئی جواب نہیں مل سکا ہے، شاید وہ کسی اہم کام میں مصروف ہوں، ورنہ انکی دبنگ طبیعت مجھے کوئی نہ کوئی جواب ضرور دیتی ۔

گذشتہ عشرے میں دو تین مرتبہ جنگ کے ذریعے علم ہوا کہ آپ کے یہاں اولڈھم میں توحید و سنت کانفرنس ہو رہی ہے، اسلئے طبیعت نے برانگیختہ کیا کہ گذشتہ ایک دیڑھ ماہ کے دوران شرک و بدعت کے عنوان سے جنگ میں شائع ہونے والے بیانات کے تعلق سے میں نے جنگ کو جو کچھ لکھا ہے اس کی فوٹو کاپیاں آپ کو بھیج دوں، شاید کوئی عالم دین میرے اشکالات رفع فرما دیں ۔ میں یہ اسلئے کرنے پر مجبور ہوا ہوں کہ جنگ نے اب مجھے مکمل طور پر بلیک لسٹ کر دیا ہے اور میری ہزاروں منتوں سماجتوں کے باوجود اپنے صفحات میں مجھے جگہ نہیں دے رہا ہے ۔ حتیٰ کہ شاعر نہ ہونے کے باوجود میں نے ایک نعت شریف لکھ کر تین تین مرتبہ اسے بھیجی لیکن نعت شریف کو بھی اس نے پذیرائی نہ بخشی، یعنی بغض معاویہ کا ثبوت دے رہا حب علی یا حب زر میں، باقی اور کیا عرض کروں؟ خدا نے توفیق بخشی تو جلد ہی اپنی تحریری گفتگو کو کتابی شکل دینے کی کوشش کروں گا۔ فی الحال دوسری مصروفیات میں لگا ہوں ۔ خدا وند کریم چارہ سازی فرمائے ۔ توحید و سنت کانفرنس کے تعلق سے ایک قطعہ پیش خدمت ہے ۔

بے قراری و بے کلی دل کی ایسی صورت میں کیوں شدید نہ ہو

موسم گل ہو اور گل نہ کھلیں عید ہو اور ان کی دید نہ ہو

فقط محمد میاں مالیگ 06-04-2000

مکتوب از مالیگ صاحب (مولان شفیق صاحب سے درخواست کی انکا خط درانی صاحب تک پہنچا دیا جائے)

۸۶>

13-05-2002

عالی جناب مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین!

سلام مسنون، مزاج شریف، شرک و بدعت کے تعلق سے ہماری ہونے والی تحریری گفتگو کی اشاعت کے دن شاید اب قریب آتے جارہے ہیں ۔ اس لئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں کہ مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی کے نام لکھا گیا میرا یہ منسلکہ خط انہیں پہنچا کر ممنون فرمائیں ۔ میرے پاس ان کا پتہ موجود ہوتا تو میں آپ کو یہ تکلیف ہرگز نہ دیتا کہ آپ خود کافی مصروف بلکہ پریشان ہیں، خدا وند کریم آپ کی پریشانیاں دور فرمائے ۔

آپ کی خدمت میں دوسری عرض یہ ہے کہ اپنے ایک خط میں آپ نے صدام حسین کے بارے میں امریکہ کا یہ مقولہ درج فرمایا ہے کہ (مفہوم) .... تو یہ جملہ چونکہ صحافت کی ڈگر سے مناسب نہیں لگ رہا ہے، اس لئے آپ سے استصواب ہے کہ اب ہم کیا کریں؟ اگر کتاب کی اشاعت کر ہی ڈالیں تو اس جملے کو اس میں رہنے دیں یا نکال ڈالیں؟ آپ جیسا فرمائیں گے ہم ویسا ہی کریں گے، البتہ پندرہ دن تک آپ نے کوئی جواب عنایت نہ فرمایا تو ہم اپنی صواب دید پر عمل کر لیں گے، پھر آپ ہم سے شکایت کے مجاز نہ ہوں گے دونوں صورتوں میں۔

فقط محمد میاں مالیگ 2002-05-13

شفیق الرحمن صاحب کا خط، مورخہ 2002-05-14

خ

14-05-2002

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم و مکرم میاں صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی بخیر، (۱) آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا، حافظ عبد الاعلیٰ صاحب گذشتہ دو سال سے مستقل طور پر پاکستان چلے گئے ہیں اور ان سے میرا کوئی رابطہ نہیں ہے۔ رمضان میں شاید وہ چند دنوں کے لئے آئے تھے لیکن مجھ سے ان کا کوئی رابطہ نہیں ہے۔ (۲) آپ نے صدام کے متعلق جس جملہ کا لکھا ہے ہماری وہ گفتگو ہوئے شاید چار پانچ سال ہو گئے ہیں، اس لئے میرے حافظے میں اب بالکل نہیں ہے کہ میں نے کیا لکھا تھا اور سیاق و سباق کیا تھا۔ بہرکیف آپ نے کیونکہ رائے دریافت کی ہے اس لئے مناسب ہے کہ تحریر کو ایسے الفاظ سے پاک رکھا جائے۔ ہماری وہ گفتگو اور متعلقہ گذارشات کے متعلق عرض ہے کہ دینی امور کے متعلق اہل علم اپنے اختلافات یا نقطہ ء نظر کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے آپ نے مجھے اور میں نے آپ کو اپنا نقطہ ء نظر سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ کہاں تک کامیاب ہوئے اللہ اعلم، اب مجھے نہیں یاد ان میں کہاں تک دلچسپی یا عام قارئین کے لئے کوئی خاص بات ہے جس کو شائع کرنا آپ مناسب سمجھتے ہیں۔ بہرکیف، آپ آزاد ہیں جو مناسب سمجھیں، آپ نے میرے لئے دعائیہ کلمات لکھے، جزاکم اللہ خیراً واحسن الجزا۔ گذشتہ پانچ سالوں میں جس کیفیت سے میں گذرا ہوں اس سے ایمان اور کفر کی اصل کیفیت آشکارا ہوئی ہے۔ اب انڈیا میں گجرات کے سانحے میں جس طرح مسلمان امہ کے لئے ایک نیا سبق ہے، کاش ہم اس کو سمجھ لیں۔ اللہ ان تمام شہداء کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے، آمین۔ اگر آپ حافظ عبد الاعلیٰ سے لازماً رابطہ چاہتے ہیں تو پاکستان میں ان کا ایڈریس درج ذیل ہے:

دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، ۱۰۶ راوی روڈ، لاہور، پاکستان

والسلام، دعاگو، شفیق الرحمن 14-05-2002

مالیگ صاحب کی طرف سے چند مزید مراسلات، جوکہ شرک وبدعات کے موضوع پر شاہین صاحب کو بھیجے گئے۔

درج ذیل مراسلات کا اگرچہ مولانا شفیق الرحمن صاحب شاہین سے براہ راست کوئی تعلق نہیں، لیکن چونکہ یہ شرک وبدعات سے متعلق ہیں اور انکے جواب کے حصول کیلئے یہ شاہین صاحب کو بھیجے بھی گئے ہیں، اسلئے انہیں بھی شامل کتاب کیا جارہا ہے۔

خ

06-09-02

۸۶،

غلام نبی اور غلام رسول بھی مشرک؟

برمنگھم کے مولانا عبدالمجید صاحب ندیم کی طرح ملک فضل حسین صاحب بھی خوش قسمت ہیں کہ جنگ لندن میں نہ صرف یہ کہ ان کو بڑے اہتمام سے شائع کیا جاتا بلکہ ان دونوں کی ایک ہی تحریر کو لفظوں کے ہیر پھیر اور تقدیم وتاخیر کے ساتھ دوبارہ بھی جگہ دے دی جاتی ہے، جبکہ ہم جیسوں کو منہ لگانے کے قابل بھی نہیں سمجھا جاتا۔ ۳۰ جولائی ۹۸ء کو "آداب نعت گوئی" کے زیر عنوان ملک صاحب کا جو طویل وبسیط مضمون جنگ نے شائع کیا تھا بلکل اسی کا چربہ صرف چند جملوں کے حذف واضافے کے ساتھ ۲۳ مئی ۰۲ء کو پھر دوبارہ شائع کر دیا ہے جن میں چند علماء کے حوالے سے نعت گو شعراء کو نصیحت فرمائی گئی ہے کہ وہ غلو سے بچیں ورنہ شرک وبدعات کے مرتکب ہوکر اپنی زندگی کی ساری نیکیاں ضائع کر بیٹھیں گے۔ ساتھ ہی اہل علم حضرات سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس موضوع پر ضرور قلم اٹھائیں تاکہ شعراء حضرات آداب نعت گوئی سے واقف ہو سکیں۔ ہم چونکہ نعت شریف اور شرک وبدعات سے تھوڑی بہت دلچسپی رکھتے ہیں اس لئے ملک صاحب کی درخواست پر ان علماء اور ملک صاحب سے کچھ عرض کرنے کی جسارت کر رہے ہیں، اس امید کے ساتھ کہ جنگ لندن عدل وانصاف کا دامن تھامتے ہوئے اپنے صفحات میں ہماری معروضات کو ضرور جگہ عنایت کرے گا تاکہ مولانا عبدالہادی صاحب العمری، مولانا سرفراز مدنی، مولانا منور حسین مشہدی، مولانا عبدالرب ثاقب، مولانا غلام رسول تائب، مولانا عبدالوافی، مولانا خرم بشیر، مولانا محمد خالد، مولانا عطاء اللہ جالب اور ملک صاحب ہمیں صراط مستقیم

سے واقف کر سکیں۔

نعت شریف میں غلو اور شرک وبدعات سے اجتناب کی دعوت کو بچشم و سر قبول کرتے ہوئے ان حضرات سے ہمارا پہلا سوال یہ ہے کہ کوئی شخص اگر زبان سے کہتا تو رہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، کسی کو سجدہ روا نہیں، کسی سے بھی مدد طلب نہیں کی جاسکتی کہ یہ تمام باتیں شرک ہیں، لیکن پھر دھڑلے سے فرشتوں، جنات اور ہواوں کی عبادت کرتا رہے، انکو سجدے کرے، دنیا بھر سے تعاون کی اپیلیں کرے اور مدد بھی مانگتا رہے، تو بتایئے کہ اسکا انجام کیا ہوگا؟ شریعت کے مطابق اسکو کیا سمجھا جائے گا؟ یہ سوال ہم نے اسلئے اٹھایا ہے کہ درج بالا جن علماء نے نعت گو شعراء کو غلو سے بچ کر شرک وبدعات سے دور رہنے کی تلقین فرمائی ہے انہیں کے ماہنامے صراط مستقیم برمنگھم نے جولائی ۲۰۰۴ء کے اپنے تازہ شمارے کے صفحہ ۲۶ اور ۳۳ پر ایک طرف تو یہ لکھا ہے کہ (مفہوم) "اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں توحید کی دولت سے نوازا، اس مالک کا کرم ہے کہ ہمیں اپنے سوا کسی کے سامنے جھکنے کی توفیق نہیں دی، ہم جو کچھ مانگتے ہیں اسی سے مانگتے ہیں کہ وہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے، وہی نفع ونقصان کا مالک ہے"۔ اور یہ کہ (مفہوم) "ہر قسم کی عبادت اور ہر طرح کی استعانت (مدد مانگنا) اللہ ہی کیلئے خاص ہے اور یہی مطلب ہے ایاک نعبد وایاک نستعین کا، جسے ہم رات دن نمازوں میں پڑھتے رہتے ہیں"۔--- پھر جون کے شمارے میں صفحہ ۱۸ پر امرتسر کے رئیس اور بہت بڑی جائیداد کے مالک مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کی ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد کی بہت ساری تکالیف، مشکلات اور نقصانات حتیٰ کہ ان کے لائق ترین اکلوتے فرزند مولانا عطاء اللہ صاحب کے دستی بم پھینکے جانے کے سبب دائمی داغ مفارقت دے جانے کے بیان کے بعد لکھا ہے کہ (مفہوم) "ان سخت ترین ابتلا کے باوجود مولانا نے بہر حال اللہ کا شکر ادا کیا، فی سبیل اللہ قسم کا کوئی پیسہ قبول نہ کیا اور جو کچھ مانگا اپنے رب سے مانگا"۔--- تو یہاں تک تو ان حضرات کے قول وفعل میں کوئی تضاد اور کوئی تخالف نہیں، لیکن دوسری طرف اس کے برخلاف ان حضرات علمائے کرام کو ہی مخلوقات سے جمعیت اہل حدیث کی مدد اور تعاون کی درخواست پر درخواست کرتے یا تعاون اور مدد کرنے والی مخلوقات کا شکریئے پر شکریہ ادا کرتے دیکھ کر ہم انگشت بدنداں اور سربگریباں ہیں کہ یا الٰہی یہ ماجرہ کیا ہے؟ کہاں تو وہ شوراشوری تھی کہ غیراللہ کی عبادت کی طرح غیراللہ سے استعانت بھی بہر صورت اور بہر حال شرک، شرک اور شرک تھی، کہاں یہ بے نمکی کہ غیراللہ سے مدد کی درخواست پر درخواست کی جارہی ہے، مدد کرنے والی مخلوقات کا شکریئے پر شکریہ ادا کیا جارہا ہے پھر بھی کسی کے ماتھے پر کوئی شکن نظر نہیں آتی، یعنی ان شرکیہ تضادات کے باوجود کسی کی توحید میں کوئی زلزلہ نہیں آرہا ہے۔

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آیا نہ اسلام بگڑا نہ ایمان جایا

ثبوت کیلئے جولائی ۲۰۰۴ء کے صراط مستقیم کے صفحات ۳۰ اور ۳۲ پر خود مولانا عبدالہادی صاحب العمری، مولانا شعیب احمد صاحب میرپوری، حاجی ذوالفقار علی صاحب رحمانی، ڈاکٹر عبدالرب ثاقب اور مولانا فضل کریم عاصم کے درج ذیل بیانات ملاحظہ فرمایئے (مفہوم) "الحمد للہ! ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے، برانچوں کے اعتبار سے بھی اور دعوتی اعتبار سے بھی، اور یہ سب کچھ آپ کے حسن تعاون سے ہو رہا ہے، مزید ترقی کیلئے ہمیں

آپ کے مزید تعاون کی ضرورت ہے"۔ (مفہوم) "مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں خصوصی طور پر میں مولانا عبدالہادی صاحب العمری کا شکریہ اداکرتا ہوں جو میرا پورا پورا تعاون فرما رہے ہیں، میری گذارش ہے کہ آپ اس سلسلے میں مزید تعاون فرمائیں"۔ (مفہوم) "میں مولانا شعیب احمد صاحب میرپوری، مولانا عبدالہادی صاحب العمری اور برادر محمد سعید کا شکریہ اداکرتا ہوں جو اس سلسلے میں کافی تعاون کر رہے ہیں، گذشتہ سال افغانستان کیلئے ایک لاکھ چودہ ہزار پاء ونڈ کا تعاون حاصل ہوا، حاجی گل بہار صاحب رحمانی نے سفر کے اخراجات برداشت کئے، اس طرح سارا تعاون مستحقین میں تقسیم ہوا، پاکستان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث نے بھی کافی تعاون کیا"۔ (مفہوم) "یہ کمیٹی مالیہ کی فراہمی میں تعاون کرے گی تاکہ اس سے دعوت وتبلیغ کے اخراجات میں بھی کچھ تعاون ہو سکے"۔ (مفہوم) "اگر مدارس کی انتظامیہ اور اساتذہ کے درمیان تعاون ہو تو اس کے اچھے نتائج مرتب ہو سکتے ہیں"۔ (مفہوم) "اراکین شوریٰ کا میں شکریہ اداکرتا ہوں جو نشریات کے سلسلے میں کسی بھی قسم کا تعاون فرماتے ہیں"۔ (مفہوم) "بانیء جمعیت مولانا فضل کریم عاصم نے ایک ہزار پاء ونڈ کا تعاون فرمایا، ڈیوس بری کے حاجی محمد اسحاق نے ایک ہزار پاء ونڈ کا تعاون اور لندن کے مرزا عبدالرشید نے پانچ سو پاء ونڈ کا تعاون کیا"۔ (مفہوم) "علمائے کرام محنت کریں، اپنے اندر اتحاد و اتفاق پیدا کریں، مرکزی رہنماء وں سے تعاون کریں، اب میں عمر کے اٹھاسی سال مکمل کر رہا ہوں"۔

پھر اسی ماہنامے کے اگست ۲۰۰۴ء کے شمارے میں صفحہ ۷ا پر فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن عبداللہ السعیدی سے انٹرویو لینے والے صراط مستقیم کے کنور شکیل احمد نے دریافت کیا کہ (مفہوم) "فضیلۃ الشیخ! وزارت برائے اسلامی امور کا یورپین مسلم کمیونٹی کے ساتھ کیا خصوصی تعاون ہے؟" تو جواب ملا کہ "الحمد للہ! وزارت برائے اسلامی امور و اوقاف و دعوت و ارشاد یورپ میں رہنے والے مسلمانوں کیلئے یورپ کے ہر بڑے شہر میں مساجد، اسلامی سنٹرز، اسلامی سکولز، ائمہ اور مدرسین کا انتظام کرانے میں ہر قسم کا تعاون کر رہی ہے"۔--- بلکہ انٹرویو لینے والے نے فضیلۃ الشیخ سے دوبارہ یہی سوال کیا تو موصوف نے دوسری مرتبہ بھی یہی جملے دہرائے اور کہا کہ (مفہوم) "اس بارے میں ہم موجودہ وزیر جناب شیخ صالح آل شیخ کے شکرگذار ہیں جن کے خلوص اور سچی لگن اور ہمہ تن کوششوں سے ہمارا دعوتی پروگرام آگے کی طرف رواں دواں ہے، اللہ تعالیٰ متعاونین کو صحت و عافیت سے نوازے، آمین!"۔--- اس کے بعد آشٹن انڈر لائن کی مسجد کے افتتاح کی رپورٹ لکھتے ہوئے ماہنامہ صفحہ ۳۲ پر لکھتا ہے کہ (مفہوم) "الحمد للہ! جمعیت اہل حدیث کی یہ ۴۳ ویں برانچ ہے، اس میں تعاون کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اجر جزیل سے نوازے، آمین"۔

تو مشتے نمونہ از خروارے یہ چند تحریری ثبوت ہیں جن میں جمعیت اہل حدیث نے بذات خود غیراللہ سے تعاون مانگا یا تعاون کرنے والے غیراللہ کا شکر ادا کیا ہے، جبکہ ایسے ہی مزید بیشمار ثبوت ہم انکی زندگیوں اور کتابوں سے اور بھی پیش کر سکتے ہیں۔ پھر تعجب در تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ باتیں رات کے اندھیرے میں کسی کے کان میں نہیں، بلکہ کچھ باتیں تو مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کی مجلس شوریٰ میں اور کچھ باتیں خواتین اہل حدیث کی ساتویں سالانہ کانفرنس میں ڈیوس بری، برٹن، کاونٹری، ڈڈلے، اولڈبری، کیتھلے، سلاو، راچڈیل، بریڈفورڈ اور بانبری کی ماں

بہنوں کی موجودگی میں محترمہ بیگم محمود احمد میرپوری اور محترمہ عائشہ مختار ندوی وغیرہ وغیرہ یا جمعیت کے اکابر واساتین نے کہی ہیں۔ اسلئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہاں کیا کوئی ایسا موحد موجود نہ تھا جو ان حضرات سے پوچھتا کہ اے محترم خواتین و حضرات! اگر ہر قسم کی عبادت اور ہر قسم کی استعانت واقعی شرک صریح، شرک عظیم اور شرک مبین ہے تو پھر آپ حضرات یہ ایک دوسرے سے جمعیت اہل حدیث کی مدد کرنے کی اپیلیں کیوں کر رہے یا جمعیت اہل حدیث سے تعاون کرنے والوں کو شکریئے کے ساتھ پھول ہار کیوں پہنا رہے ہیں؟ کیا ہر قسم کے شرک کے مرتکبین کا شکریہ بھی ادا کیا جاتا ہے؟ کیا شرک کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اجر جزیل بھی عطا فرماتا ہے؟

اندریں حالات مذکورہ بالا علمائے کرام اور ملک صاحب اندازہ فرمائیں کہ ایک طرف توآپ حضرات کتنے واضح، کتنے مبرہن اور کتنے روشن الفاظ میں یہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے سوا جیسے کسی کی عبادت کرنا شرک صریح، شرک اکبر اور شرک مبین ہے، بلکل اسی طرح اللہ کے سوا کسی اور سے مدد مانگنا بھی بے چون وچرا شرک اکبر، شرک صریح اور شرک مبین ہے۔ جبکہ اس کے برخلاف دوسری طرف کتنی جراءت، کتنی ہمت اور کتنی بے خوفی سے غیراللہ سے مدد پر مدد بھی مانگ رہے، مدد کرنے والے غیراللہ کا شکریہ بھی ادا کر رہے بلکہ فخریہ انداز میں اسے دنیا کے سامنے پیش بھی کر رہے ہیں۔ توکیا یہ بلکل ایسے ہی نہیں جیسے کوئی موحد کہے کہ لوگو! غیراللہ کی عبادت کرنا اور غیراللہ سے مدد مانگنا شرک صریح، شرک مبین اور شرک عظیم ہے اور یہ بھی ارشاد فرمائے کہ لوگو! ہواکی عبادت کرو، فرشتوں کو معبود بنالو، جنات کے عابد بن جاو، انکو سجدے کرو، انکے آگے ماتھے ٹیکو اور انسے مدد بھی طلب کروکہ یہ بھی تمہارے الہ، تمہارے کارساز، تمہارے مشکل کشا اور تمہارے حاجت روا ہیں۔ یا اگر اس موقع پر ہم سے کسی غلط فہمی کا صدور ہورہا ہے تو روزنامہ جنگ لندن ہمارے اس خط کو من وعن اپنے صفحات میں جگہ تو دے تاکہ ہمیں ہماری غلط فہمی کا علم حاصل ہو جائے اور ہم ان حضرات کے جواب باصواب سے صراط مستقیم کو پالیں۔

نعت گو شعراء کو غلو ترک کرکے شرک وبدعت سے اجتناب کی تلقین فرمانے والے حضرات علمائے کرام سے یہ چند باتیں عرض کر لینے کے بعد اب ہم انہیں صفحات قرطاس پر منتقل کرنے والے ملک فضل حسین صاحب سے دو چار باتیں کرنا چاہیں گے۔ ملک صاحب کے اپنے نجی معاملات میں دخل اندازی کا ہمیں مطلق کوئی حق نہیں حاصل، وہ اپنے آپ کو جو چاہیں کہیں اور لکھیں، لیکن چونکہ انہوں نے لوگوں کو شرک وبدعت سے اجتنات کی تلقین ارقام فرمائی ہے، اسلئے انکے اسم گرامی اور شاعری سے متعلق درج بالا حضرات علمائے کرام کے عقائد کی روشنی میں ضرور کچھ عرض کرنا چاہیں گے۔ وطن کی محبت چونکہ جزو ایمان شمار کی جاتی ہے، اس لئے اپنے وطن لنگاہ کی نسبت سے ملک صاحب آج سے پندرہ بیس سال پہلے اپنے آپ کو فضل حسین لنگاہی لکھا کرتے تھے لیکن پھر نہ معلوم کیا ہوا کہ انہوں نے اپنے نام سے وطن کی نسبت کو خارج کر دیا اور اعلان فرمایا کہ اب میں اپنے آپ کو ملک فضل حسین لکھا کروں گا۔ لہذا جن علماء کی ترغیب وترہیب پر ملک صاحب نے شعرائے کرام کو غلو اور شرک وبدعات سے اجتناب کی تلقین فرمائی ہے، انہیں حضرات علمائے کرام کے ماہنامے صراط مستقیم کے جون ۲۰۰۲ء کے صفحہ ۳۲ سے درج ذیل عبارات پیش کرکے ہم ملک صاحب سے جواب چاہیں گے، ماہنامے نے لکھا ہے کہ (مفہوم) "بد قسمتی سے آج

بہت سے مسلمان شرک و بدعات اور مختلف قسم کی برائیوں میں مبتلا ہیں، لہذا علم حقیقی یعنی توحید و سنت سے واقفیت بیحد ضروری ہے"۔ پھر آگے چل کر لکھا ہے کہ (مفہوم) "جو لوگ توحید کا دعویٰ کرتے ہیں ان میں بھی کئی قسم کا شرک پایا جاتا ہے، محمد طفیل، فضل حسین، غلام نبی اور غلام رسول ناموں سے شرک کی بو آتی ہے، گھروں میں قبروں کی تصویریں آویزاں کرنا بھی شرک ہے"۔--- لہذا ان حالات میں ہم یہ کہنے میں کیا حق بجانب نہیں کہ ؎

شکنجے میں پولس کے جو آگیا بہادر سہی پھر بھی کمزور ہے

جو پکڑا نہ جائے وہ ہے بادشاہ جو پکڑا گیا بس وہی چور ہے

یعنی ملک صاحب سوچیں اور غور فرمائیں کہ جن علماء کی باتیں سن کر انہوں نے نعت گو شعراء کو غلو اور شرک و بدعات سے اجتناب کا مشورہ دیا ہے، ان علماء کے نزدیک تو فضل حسین، محمد طفیل اور غلام نبی و رسول نام رکھنے میں بھی شرک کی بو آتی ہے۔ اسی لئے ہم نے ان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ انہیں اگر اپنا نام تبدیل کرنا ہی تھا تو فضل حسین کی جگہ کوئی اور نام تجویز کرتے، یہ کیا؟ کہ وطن مالوف کی نسبت کو تو انہوں نے اپنے نام سے خارج کر دیا جس سے وطن کی میٹھی میٹھی اور بھینی بھینی خوشبو آتی تھی لیکن جس نام سے شرک کی بدبو آتی ہے اسے نہ صرف یہ کہ برقرار رکھا بلکہ اس میں "ملک" کا اضافہ بھی کر لیا، حالانکہ جن علماء پر یہ اعتبار کر رہے ہیں ان علماء کے نزدیک "ملک" میں بھی شرک کا تعفن موجود ہے بلکل ویسے ہی جیسے فضل حسین، غلام رسول اور محمد طفیل میں موجود ہے۔ پھر ملک صاحب کو یاد ہو کہ نہ یاد ہو، ہم یاد دلائیں کہ ابن سکندر لنگاہی کے زیر اہتمام ابیات ابجد کے نام سے انکی شاعری کی جو کتاب اکتوبر ۱۹۸۱ئمیں برمنگھم سے شائع ہوئی تھی، اس میں بے شمار ایسے اشعار موجود ہیں جو انکے معتمد درج بالا تمام کے تمام علماء کے عقائد بلکہ خود ملک صاحب کے شعر ؎

اللہ صاحب بست وکشا ہے کیا نہیں یہ ایمان ہمارا حیف ہے پھر ہم اپنی جھولی غیر کے آگے پھیلائیں

کے مطابق شرک اکبر، شرک صریح اور شرک مبین ٹھہرتے ہیں۔ زحمت نہ ہو تو ملک صاحب ابیات ابجد کے صفحات ۱۶+ ۱۸+ ۳۷+۴۶+۴۸+۴۹+۵۰+۵۱+۵۵+۸۱+۸۲ اور ۸۳ کے ایسے اشعار مطالعہ فرمالیں، چل مرے خامہ بسم اللہ۔

(۱) محمد محمد مدام محمد، یہی کہہ رہا ہے غلام محمد (۲) ہیں علم و ہنر سب عطائے محمد (۳) یہ عاصی غلام غلامان محمد (۴) اے مسیحا! عام ہو گا جب ترا فیض جمال، یہ مریض ہجر بھی پروانہ وار آجائے گا (۵) اے کہ تو اک رہرو منزل نما منزل بھی تھا، اے کہ تو اک شورش دریا بھی تھا ساحل بھی تھا (۶) اٹھ کے اے اقبال اپنے خواب کی تعبیر دیکھ، شرح جو تو نے لکھی تھی اسکی اب تفسیر دیکھ (۷) قائد اعظم زندہ باد، اے قائد اعظم! (۸) جستجو سیماب پا رکھتی تجھے شام و سحر، تیری ہمت کر گئی سب مشکلیں آسان تر (۹) جو نمایاں نقشہ دنیا پہ یہ پاکستان ہے، معجزہ تری قیادت کا یہی ذیشان ہے (۱۰) میرے زبان و لب پہ آقا تیرا نام ہے (۱۱) مجھ پہ ہو نظر کرم اے رحمۃ للعالمین (۱۲) یا محمد مدینے بلا لو مجھے (۱۳) کالی کملی میں آقا چھپا لو مجھے (۱۴) میں

ہوں دنیا کا بندہ گنہگار ہوں (۱۵) اپنی رحمت کے صدقے بچا لو مجھ (۱۶) میں ہوں مجبور اور آپ سے دور ہوں (۱۷) خاک طیبہ میں مولیٰ ملا لو مجھے (۱۸) آپ کے در پہ جھک جائے میری جبیں (۱۹) سنگ در میں کہیں بھی سجا لو مجھے (۲۰) خواب غفلت سے للہ جگا لو مجھے (۲۱) قبر میں حشر میں جب ہو میرا حساب، امتی جان کے بخشوالو مجھے (۲۲) اپنے قدموں میں رکھ لیجئے فضل کو (۲۳) باغ رضواں میں خادم بنا لو مجھے۔

بلکہ ملک صاحب سے منکروں کے شرک کا ارتکاب نثر میں بھی ہوگیا ہے، ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے صفحہ ۴۶، ۴۹ اور ۸۳ پر اپنی نظموں کا عنوان "نذر اقبال، نذر قائد اعظم اور دعا و نعت در درگاہ رسول عربی ﷺ" قائم کیا ہے، حالانکہ یہ تینوں عناوین جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے درج بالا علماء کے نظریات کے مطابق کھلم کھلا شرک ہیں۔ ایسے ہی ملک صاحب نے ۲۳ مئی ۲۰۰۴ء کے جنگ میں ذیلی عنوان "وہ شاعری جو خالق اور مخلوق کی حدود توڑتی ہو غلو فی الدین کہلاتی ہے جو جائز نہیں" قائم تو کیا ہے لیکن آیئے یہ بھی دیکھ لیجئے کہ اس خصوص میں خود ملک صاحب کا اپنا کیا کردار ہے؟ صفحہ ۱۵، ۱۶ اور ۱۷ پر فرماتے ہیں کہ

(۲۴) حق حمد و ثنا ادا ہو یہ میرے بس کی بات نہیں ہے، صفت شان شاہ ہدیٰ بیاں ہو یہ بھی تو آساں نہیں ہے (۲۵) حمد خدا اور نعت نبی میں فرق فضل کچھ ایسا نہیں ہے، وہ خالق کون و مکاں ہے تو یہ رحمۃ للعالمیں ہے (۲۶) سمجھ سے وریٰ ہے مقام محمد، کلام خدا ہے بیان محمد (۲۷) ہیں جود و سخا نقش پائے محمد، بیاں ہو بھلا کس سے شان محمد (۲۸) ازل تا ابد ہے زمان محمد، ہے عرش بریں تک مکان محمد۔ پھر ملک صاحب کو اس بات کا بھی علم حاصل ہوگا کہ درج بالا علماء کے نزدیک سیدنا محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ بلکل انکے مثل ہیں اور یہ حضرات حضور ﷺ کے مثل، پھر بھی صفحہ ۱۷ پر فرماتے ہیں کہ (۲۹) جہاں میں نہیں ہے مثال محمد------- تو قول و عمل کا یہ تضاد کیسا؟ شرک و بدعات کا یہ ارتکاب گوارا کیوں؟

شرک سے متعلق گفتگو مکمل کر لینے کے بعد اب ہم بدعت کی طرف آتے ہیں، ملک صاحب صفحہ ۴۲+۴۵+۵۴ اور ۷۳ پر فرماتے ہیں کہ (۳۰) دیکھتے تھے چاند سارے چاند کو ہر بام سے، خیر مقدم عید کا کرتے تھے سب ہی شام سے (۳۱) چاند دیکھ سکیں نہ ڈب ڈبائی آنکھیں، پھر بھی ایک احساس سے عید کرتے ہیں (۳۲) آج کہ یوم آزادی ہے گیت آزادی کے ہم گائیں، کریں بلند ہلالی پرچم اور خوشی سے ہم لہرائیں (۳۳) فضل آؤ کہ کچھ چراغوں کا اہتمام کریں، کہ جشن یوم آزادی منانا ہے ابھی۔--- ان اشعار کے تعلق سے ہم یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ملک صاحب کے معتمد درج بالا تمام کے تمام علماء کے نزدیک تو کائنات کی سب سے بڑی نعمت حضور اکرم ارواحنا فداہ ﷺ کی یافت کے دن بارہ ربیع الاول شریف کو بھی چراغاں کرنا، ہلالی پرچم لہرانا، خوشی کے گیت گانا اور جشن منانا بدعت یعنی جہنمی، دوزخی اور ناری کام ہیں، جبکہ ملک صاحب کے نزدیک ان سے چھوٹی نعمت پاکستان کے یافت کے دن یہ سارے کام نا بدعت، نا جہنمی کام اور نا دوزخی فعل ٹھہرتے ہیں، تو قول و عمل کا یہ تضاد کیسا؟ پھر ملک صاحب کے چاند دیکھ کر عید کرنے سے متعلق عرض ہے کہ خود ملک صاحب نے روزنامہ ملت لندن اور ماہنامہ صراط مستقیم میں کبھی لکھا تھا کہ (مفہوم) "برطانوی مسلمانو! سعودی عرب میں روزے، عید، حج اور بقر عید خواہ صحیح ہوتے ہوں یا غلط، اب ہمیں بہر حال اور بہر صورت سعودی عربیہ کے مطابق ہی روزے رکھنا، عید و بقر عید منانا اور حج کرنا چاہئے یعنی چاند دیکھنے کا تکلف ترک کر دینا چاہئے"۔--- تو

انکی یہ تعلیم کیا قرآن واحادیث کے مطابق ہے؟ کیا بدعت کا ارتکاب نہیں؟ ملک صاحب نے صفحہ ۷۰ پر سہرا بھی لکھا ہے حالانکہ درج بالا علماء کے نزدیک سہرا بھی شرک وبدعات کا ملغوبہ ہوتا ہے۔ مردے پر جہاں سومن مٹی نومن مٹی اور سہی کے تحت ہم ملک صاحب کے دوتین اشعار اور بھی پیش کرکے ان سے ان پر نظر ثانی کی درخواست کرتے ہیں، وہ بچپن کے ایام کی رنگینی کا ذکر کرتے ہوئے صفحہ ۸۵ اور ۸۶ پر فرماتے ہیں کہ (۳۴) اپنے اور بیگانے مل کر دوری کا سامان ہوئے، پیار و وفا سے بھرے ہوئے دل رسموں پر قربان ہوئے (۳۵) کچھ ٹوٹے کچھ خون ہوئے یہ کھیل ہے خوب انسانوں کا، کیا بتلاوں اے ہمدم کیا حشر ہوا ارمانوں کا۔--- ان اشعار کے متعلق ہم کہیں گے کہ ان میں ملک صاحب نے اپنے ارمانوں کے خون کا جو الزام انسانوں کے سر تھوپا ہے، کیا یہ صحیح معنوں میں اسلام کے سر نہیں عائد ہوتا؟ کیا اسلام نے بچپن کے دوستوں سے جوانی کے ایام میں میل جول پر پابندیاں نہیں عائد کی ہیں، کیا اسلام نے اس سے نہیں روکا ہے؟

آخر میں چلتے چلتے ہم ماہنامہ صراط مستقیم کے تعلق سے دو چار باتیں اور بھی کرنا چاہیں گے۔ جون ۲۰۰۲ء کے شمارے میں صفحہ ۱۴ پر مولانا صہیب حسن صاحب ایک نوخیز بوسنین لڑکی کی قوت حافظہ کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "پھر تو اسکے والد نے اسے حفظ کلاس کی نذر کر دیا"۔--- جولائی ۲۰۰۲ء کے شمارے میں صفحہ ۷۲ پر مولانا ثناء اللہ صاحب سیالکوٹی اپنے بہت سارے علمائے حق کے اسمائے گرامی درج فرماکر مسلمانان عالم کو مایوسی سے دور رہنے کی تلقین فرماتے ہوئے ایک عالم کا نام لکھتے ہیں "سید نذر حسین دہلوی"۔ اور حاجی ذوالفقار علی صاحب رحمانی اپنے معاونین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے صفحہ ۳۱ پر لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "زیر تعمیر مسجد کے کام اور معماروں کی نگرانی میں برادر معین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں"۔--- حالانکہ معین کے معنی مددگار ہوتے ہیں، اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ حضرات کے نزدیک جب فضل حسین، محمد طفیل اور غلام رسول وغیرہ وغیرہ نام رکھنا شرک ہیں تو مولانا سید نذر حسین دہلوی اور برادر معین کیوں جائز، کیوں روا اور کیوں درست ہو گئے؟ ان سے شرک کی بدبوئیں اور کیسے دور ہوگئیں؟ کاش صراط مستقیم کے علماء اور ملک صاحب ہمارے ان سوالات پر ہمیں تحریری طور پر مطمئن کرنے کی کوشش کرتے اور کاش کہ روزنامہ جنگ لندن حق وصداقت کا ساتھ دیتے ہوئے ہمارے خطوط کو مولانا عبدالمجید صاحب ندیم اور ملک فضل حسین صاحب کی طرح دودو مرتبہ تو نہیں، صرف ایک ایک مرتبہ ہی جگہ دے دیا کرتا،

مکرمی مدیر جنگ لندن، سلام مسنون،

براہ کرم میرے اس خط کو جنگ میں شائع فرماکر ممنون کریں۔ 02-06-09

فقط محمد میاں مالیگ

نوٹ: جنگ لندن نے درج بالا خط کو شائع نہ کیا تو محمد میاں نے اسے براہ راست ملک صاحب کی خدمت میں ارسال کیا۔ جس کے بعد ملک

صاحب سے درج ذیل خط وکتابت ہوئی۔

مکتوب از ملک فضل حسین صاحب، جناب محمد میاں مالیگ کے نام

خ

08-10-02

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب محمد میاں مالیگ صاحب،

السلام علیکم! آپ کا ۳۰ ستمبر کا صنف اضداد پر محولہ خط آج صبح کی ڈاک سے وصول ہوا ہے، اسے پڑھ کر میں محظوظ ہوا ہوں۔ یہ خط مجھے بھیجنے کے سلسلے میں آپ نے جو زحمت اٹھائی ہے میں اسکے لئے شکر گذار ہوں، جزاک اللہ۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے، والسلام،

احقر ملک فضل حسین 02-10-08

جوابِ مکتوب از مالیگ صاحب

خ

۸۶،

عالی جناب ملک فضل حسین صاحب! سلام مسنون، خیریت مطلوب۔

۳۰ جولائی ۱۹۹۸ء اور ۲۳ مئی ۲۰۰۲ء کے جنگ لندن میں شرک وبدعت کے تعلق سے آپکی جو تحریر تھوڑے بہت رد و بدل کے ساتھ دو دو مرتبہ شائع کی گئی ہے، اس پر ۶ ستمبر ۲۰۰۲ء کو میں نے ایک تنقیدی جائزہ کمپیوٹرائزڈ کرا کر جنگ کو اشاعت کیلئے بھیجا تھا جسے بد قسمتی سے اس نے آج تک شائع نہیں کیا ہے، معلوم نہیں کیوں؟ گویا۔

ثمر کوہ کنی کوہ کنوں کو مل جائے صبح آتی ہے نہ ایسی کوئی شام آتی ہے

جب بھی ارباب صحافت کو مصائب لکھوانکی تائید تو نوٹوں سے ہی کام آتی ہے

اسلئے مجبوراً ۳۰ ستمبر ۲۰۰۲ء کو نہ چاہتے ہوئے بھی میں نے براہ راست آپ کو یہ تنقید ارسال کی ہے۔ اتفاق کی بات کہ تنقید بھیجنے کے دو تین دن

بعد جنگ میں آپ کی ایک اور تحریر بھی نظر سے گذری جس میں آپ نے بجا طور پر تنقید کو "وقت کی اشد ضرورت" قرار دیتے ہوئے "ادباء، شعراء اور دانشوروں" سے گذارش کی ہے کہ وہ جاگیں، تنقید نگاری کریں، ورنہ جمود و تعطل کے سبب ہمارا ادب بند گلیوں میں بھٹکتا ہوا دم توڑ دے گا اور معاشرہ قانونی، اخلاقی اور نظریاتی حدود کو پھلانگ جائے گا۔ پھر آپ نے ساقی فاروقی، ڈاکٹر مختارالدین مختار، انور شیخ، بخش لائلپوری، ڈاکٹر حسن صفی اور منصور آفاق پر تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ اسلئے امید تھی کہ ان تمام آزار سے کئی گونا زیادہ مہلک شرک وبدعت کی بیماریوں سے متعلق میں نے آپ کی شاعری پر جو تنقید کی ہے، اس پر بھی آپ قرآن وسنت کی روشنی میں ضرور ضرور معقول تبصرہ فرمائیں گے۔ لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ، اب ۸ اکتوبر ۲۰۰۷ کا لکھا آپ کا جو عنایت نامہ مجھے ملا ہے، اسکی صرف اور صرف ڈھائی سطور پڑھ کر میں حیران ہوں کہ ان میں تو۔

نہ برکھا کے وہ ہنگامے نہ صحرا ہے نہ گلشن ہے پپیہا ہے نہ کویل ہے جوانی ہے نہ جوبن ہے

نہ باغوں کے وہ جلسے ہیں نہ جھولے ہیں نہ آنگن ہے عجب برسات کی رت ہے نہ بھادوں ہے نہ ساون ہے

یعنی آپ نے تو خود اپنی شاعری میں اپنے علماء کے نظریات کے مطابق شرک وبدعات کے جان لیوا زہر کو بھی بشاشت قلبی سے نہایت ہی ہلکے پھلکے انداز میں صرف اور صرف --صنف اضداد-- کا ملغوبہ قرار دے کر جان چھڑالی ہے اور بس۔

حالانکہ قرآن پاک کا مفہوم ہے کہ "اللہ تعالیٰ شرک کو ہرگز ہرگز معاف نہیں فرمائے گا اور اسکے سوا جس کو چاہے گا معاف فرما دے گا" (۴:۱۱۶ + ۴:۴۸) اس لئے کہنے دیجئے کہ۔

ناقدری ء زمانہ نئی بات تو نہیں کب ناقدوں کو ہم سے سخن ور سمجھ میں آئے

بے قامتوں کی عید ہوئی اپنے شہر میں کسی کو مقام سرو صنوبر سمجھ میں آئے

ان حالات میں آپ سے پھر سوال ہے کہ قرآن پاک میں کیا "وانکحواالایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم واماءکم" (۲۴:۳۲) اور "قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم" (۳۹:۵۳) نہیں موجود؟ اگر ہے تو پھر غلام نبی اور غلام رسول بلکہ فضل حسین ہونے کے باوجود بھی چند علماء کی زبانی انکو شرک قرار دیئے جانے پر آپ خاموش کیوں رہ گئے ہیں؟ ان کے سامنے کچھ بولے کیوں نہیں؟ دیکھئے ناں! یہ تعجب کی بات ہے یا نہیں کہ علامہ طاہر القادری کے عشق رسول کی دعوت دینے پر تو آپ کے ماتھے پر شکن آگئی ہے صرف اس نقطہ ء نظر سے کہ عشق کا لفظ عربی ہونے کے باوجود چونکہ قرآن پاک میں کہیں نہیں موجود، اسلئے عشق رسول کی دعوت دینا بلکل غلط ہے۔ لیکن قرآن پاک کے درج بالا متون میں لفظ عبد کے وجود کے باوجود غلام رسول اور غلام نبی کو شرک قرار دیئے جانے پر بلکل خاموش بیٹھے رہے ہیں، جیسے آپ کو کوئی چوٹ ہی نہیں لگی ہے، حالانکہ شرک وبدعات کے ارتکاب سے انسان ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنمی، دوزخی اور ناری بن جاتا ہے جبکہ محبت کو عشق یا عشق کو محبت قرار دینے سے کسی

مومن کو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا جسکا واضح مطلب یہی ہوا ناں کہ محبت کو عشق یا عشق کو محبت کہنے پر تو آپ ماتم کناں ہیں لیکن خود اپنی شاعری میں منکرین فضائل رسالت کے نظریات کے مطابق شرک و بدعات کے ارتکاب پر چنداں فکر مند نہیں، گویا۔

سچائی کا قلم وہ اٹھائیں تو کس طرح صحبت کی زد سے ان کے اگر ہاتھ کٹ گئے

اللہ رے وفور صحافت کا یہ کمال بادل جو گھر کے آئے تھے فوراً ہی چھٹ گئے

ایسے ہی جنگ لندن میں حمید نظامی، احسان دانش اور حضرت محسن کاکوروی پر تنقید کرتے ہوئے آپ نے۔

اے زہے تقدیر یہ نکلا محمد کا مقام کوئی انسان و خدا کے درمیاں درکار تھا

کی بڑی تحسین کی ہے، لیکن اس کو کیا کہا جائے کہ آپ ہی ہیں جو آج سے دس پندرہ برس پہلے خود خدا اور بندے کے درمیان کسی وسیلے کے قائل نہیں تھے، اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی (۲:۱۸۶) کی روشنی میں، اسلئے میں حیران ہوں کہ آپ میں اتنی تبدیلیاں کیوں، کیسے اور کہاں سے آگئیں کہ جسکو پہلے شرک سمجھتے تھے اسکی تو اب تحسین فرما رہے ہیں لیکن جسکو جائز اور روا مانتے تھے اسے اب شرک قرار دیئے جانے پر بھی بلکل چپ بیٹھے ہیں، گویا۔

تھا فلسطین کے گلے پہ ادھر قہقریت کا پنجہ ء مشاق

اور ادھر مصلحت سے امریکہ شور کرتا رہا عراق، عراق

یا پھر میں یہ سب کچھ آپ سے ذاتی رنجش کے سبب غلط الزام عائد کر رہا ہوں آپ پر؟

جنگ میں آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ " ایک اچھے اور عمدہ شعر کے جملہ خواص کا نعتیہ کلام میں موجود ہونا لازمی ہے، یعنی اشعار میں وزن، سادہ اور شیریں الفاظ، ادائیگی میں بے ساختگی، خیالات میں ندرت اور پاکیزگی، تخیل میں رفعت، زبان میں صفائی، سلاست، محاورات اور استعارات وغیرہ کا استعمال روزمرہ کی زبان کے مطابق ہونا چاہیئے"۔--- اسلئے میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ اپنے ان تخیلات کی روشنی میں ۱۶ تا ۲۲ اگست ۲۰۰۲ء کے ہفت روزہ نوائے وقت لندن میں اردو فورم کے کل برطانیہ سالانہ مشاعرے کے جو پسندیدہ اشعار آپ کے قلم سے شائع ہوئے ہیں، ذرا انہیں بھی پھر سے ملاحظہ فرما کر انصاف سے کہئے کہ آپ کے ان پسندیدہ اشعار میں کیا ایک اچھے شعر کی وہ تمام خوبیاں اور محاسن موجود ہیں جنہیں آپ درج بالا سطور میں بیان فرما گئے ہیں۔

روشن شد از کمال تو مشک بار شد بر منگھم از تو توکہ دانشور اردوے در کشور افرنگ سنگم از تو

کیوں کسی کی دوا کرے کوئی جبکہ بیمار ہی نہ ہوا کرے کوئی

ملک فضل حسین کی موجودگی میں اب کسے رہنما کرے کوئی

پھر ان میں کیا آپ کو خود ستائی کا وہ عنصر غالب نظر نہیں آتا؟ جسے اللہ ورسول دوﷺ نے ہرگز پسند نہیں فرمایا اور اسی لئے احادیث میں اسکی سخت مذمت بیان کی گئی ہے، یا اگر میں کچھ غلطی کر رہا ہوں تو اسی کی نشان دہی فرما دیجئے، ممنون ہوں گا۔

میرے بھائی! دیکھئے ناں! آپ کو ۳۱ اکتوبر ۲۰۰۴ء کے جنگ کے مطابق یہ دکھ تو بجا طور پر کھائے جارہا ہے کہ "شاعری کو بے مہار چھوڑ دینا ادبی ذمہ داریوں سے چشم پوشی ہے، لہذا اس میں احتیاط لازم ہے، شعراء پر نہ صرف آداب فن لاگو ہوتے ہیں بلکہ معاشرے کی قانونی، اخلاقی اور نظریاتی نگہبانی بھی عائد ہوتی ہے، لیکن افسوس کہ موجودہ دور میں تنقید کی جتنی زیادہ ضرورت ہے اتنا ہی زیادہ اسکے ساتھ اغماض کا برتاو دکھائی دیتا ہے---" وغیرہ وغیرہ، حالانکہ شاعری میں آداب فن کے قتل سے نہ کسی کو زکام ہوتا ہے نہ آشوب چشم، جبکہ شرک وبدعات کے ارتکاب سے انسان ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنمی، دوزخی اور ناری بن جاتا ہے، جس سے بڑا وبال ایک مومن کے نزدیک اس دنیا میں اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا، لیکن اس علم کے باوجود بھی آپ کا اس سے صرف نظر فرمانا اور عشق رسول کی دعوت کا غم کھانا باعث استعجاب اور وجہ تاسف ہے، لہذا ان حالات میں اگر میں یہ کہوں تو کیا غلط ہوگا؟ کہ ؎

بھلا اہل مغرب کہاں ہم کہاں نصیبوں پہ حیرت سے گم ہیں دماغ

وہ تعبیر کے لوگ ہم خواب کے انہیں باغ حاصل ہمیں سبز باغ

یعنی آپ عشق رسول کی دعوت کا غم تو کھا رہے ہیں لیکن خود اپنے اشعار میں شرک وبدعات کے زہر ہلاہل کو شربت روح افزا سمجھ کر پیتے چلے گئے ہیں، فیا للعجب۔

لیکن اگر آپ سمجھتے ہوں کہ میں آپ پر یہ کوئی نا معقول تنقید یا ناجائز زیادتی کر رہا ہوں تو پھر موء دبانہ گذارش کروں گا کہ خدا کیلئے اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے شرک وبدعت جیسے مہلک آزار سے متعلق میں نے آپ کے علماء کی جو متضاد غلط کاریاں بیان کی ہیں، ان پر یا تو خود تبصرہ فرمائیں یا اپنے علماء سے کہیں کہ وہ میرے بیان کردہ اشکالات پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں، یا جنگ کو لکھئے کہ وہ شرک وبدعت کے تعلق سے میرے خطوط کو اپنے صفحات میں جگہ دے۔ یا پھر یہ کیجئے کہ پوری کائنات سے صرف اور صرف ایک ہی ایسا غیر مشرک موحد پیش کر دیجئے جس نے ہمیشہ اللہ سے ہی مدد مانگی ہو اور غیراللہ سے کبھی بھی کسی بھی شرکیہ قسم کی کوئی مدد نہ مانگی ہو، میں یقین دلاتا ہوں کہ ساری کائنات سے جب آپ ایک بھی ایسا غیر مشرک موحد پیش کر دیں گے میں آپ کو بے گناہ تسلیم کر لوں گا اور آپ کے آگے ہتھیار ڈال دوں گا ورنہ یقین کروں گا کہ بے قصور اور بے گناہ مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی قرار دینے والے آپ کے یہ علماء علامہ اقبال کے نظریئے ؎

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج ملا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو

کے مطابق مسلمانوں میں نفاق ونفرت کے بیج بوکر دنیا کی دولتیں حاصل کرنے میں مصروف اور آخرت کے دائمی اور ابدی عذاب کو بھولے بیٹھے ہیں۔ تو کیا اتنی سستی قیمت پر آپ مجھے راہ ہدایت اور صراط مستقیم دکھانے پر آمادہ اور راضی ہوں گے؟ یا یہ کہلوا کر ہی رہیں گے کہ ۔

زخم تازہ ہوئے کچھ اور ترے آنے سے اور بیمار کیا تیری مسیحائی نے

واضح ہو کہ میں نے ۶ ستمبر ۲۰۰۲ء کا اپنا تنقیدی خط جنگ کے ساتھ ساتھ ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم اور اسکے ایک دو دن بعد اولڈھم میں جمعیت اہل حدیث کی ہونے والی توحید و سنت کانفرنس کو بھی بھیجا ہے، اس درخواست کے ساتھ کہ وہ تحریری طور پر مجھے میرے اشکالات کے جواب عنایت فرمائیں، لیکن افسوس کہ ان دونوں نے بھی آج تک مجھے کوئی جواب مرحمت نہیں فرمایا ہے۔ اس لئے نا چاہتے ہوئے بھی مجبورا یہ لکھ کر میں آپ کو طیش دلانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ۔

کہہ رہا تھا غیر مسلم ایک شخص دیکھئے پہلے تو اپنے طور آپ

شرک اور بدعات کے عنوان سے چیرہ دستی کر رہے ہیں اور آپ

تو کیا آپ واقعی مشتعل ہو کر پوری کائنات سے ایک ایسا غیر مشرک موحد پیش کرنے کی کوشش کر لیں گے جس نے غیر اللہ سے کبھی کوئی مدد نہ مانگی ہو؟ اگر ہاں تو لکھ بسم اللہ، ورنہ مجھے کہنا پڑے گا کہ ۔

بوزنے ہیں تو ہمیں دے دو ہمارا جنگل آدمی ہیں تو مداری سے بچایا جائے

اور آخری گذارش یہ کہ میری تحریر میں کوئی بات ناگوار گذر جائے تو اپنا چھوٹا بھائی سمجھ کر مجھے معاف فرما دیں کہ میرا مقصد مسلمانوں کو بلا وجہ ہی مشرک و بدعتی قرار دینے سے اپنے دوستوں کو روکنا ہے اور بس کہ یہ زمانہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا نہیں ملانے کا ہے، شکریہ۔

فقط منتظر جواب محمد میاں مالیگ

مکتوب از ملک صاحب اور بحث کرنے سے معذرت، مورخہ 03-02-08

خ

08-02-03

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم جناب محمد میاں مالیگ صاحب، السلام علیکم

آپ نے جو مکتوب ۴ فروری کی محررہ چٹ کی ہمراہ بھیجا ہے، مل گیا ہے۔ جناب عالی! میں ایک عام سا آدمی ہوں، نہ ہی کوئی زیادہ پڑھا لکھا ہوں اور نہ ہی عالم وعلامہ ہوں، میں آپ کے اس فصیح وبلیغ مکتوب کا کیا جواب دے سکتا ہوں؟ براہ مہربانی اس سلسلے میں میری معذرت قبول فرمائیں، جزاك اللہ خیرا۔ نیز آپ نے میرے نام کے ساتھ جو الحاج لکھا ہے یہ بھی نہ لکھا کریں، میرا نام ملک فضل حسین ہے۔ کئی سال پہلے ایک اخبار کی رپورٹنگ کے دوران ملک لنگاہی نام استعمال کیا تھا مگر چند کرم فرماء وں نے لنگاہی کو توڑ موڑ کر بڑا گنجلک بنا دیا تھا۔ لنگاہ اس گاوں کا نام ہے جہاں میں پیدا ہوا تھا۔ بہر حال میں اب یہ نام استعمال نہیں کرتا، کئی دوستوں نے مجھے بہت سے نام دیئے ہیں، اور اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، جب میں ہفت روزہ راوی میں کبھی کبھار کچھ لکھ دیتا تھا، آپ کے پکڑ دھکڑ کے مکتوب اس وقت بھی راوی میں چھپتے تھے، آپ کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ خاصے پڑھے لکھے مذہبی قسم کے عالم وفاضل ہیں، میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی آپ کو مزید علم وآگاہی کی فضیلت سے نوازیں، آمین۔

رہی یہ بات کہ میں نے پہلے کن خیالات کا اظہار کیا پھر ان میں کیا تبدیلی رونما ہوئی، کن لوگوں کے خیالات وافکار سے میں متاء ثر ہوں؟ کون غلط ہے اور کون صحیح؟ میں نہ جج ہوں اور نہ ہی جیوری، نہ عالم ہوں اور نہ ہی مفتی، لہذا آپ کے استفسارات کا کوئی جواب دینے کے اہل نہیں ہوں۔ ان ساری باتوں سے ہٹ کر ایک بات کہنے کی اجازت چاہوں گا اور وہ یہ کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی آخری نازل فرمودہ کتاب قرآن حکیم کو پڑھتے رہنا چاہیئے اور اگر اس سے سمجھ کر پڑھا جائے تو سبحان اللہ، اور جتنا سمجھ میں آئے اس پر عمل بھی کیا جائے تو انشاء اللہ دین ودنیا سنورے گی۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے، اور میرے لئے دعا کیا کریں، اللہ آپ کو دین ودنیا کی سرفرازی عطا فرمائیں، آمین، والسلام علیکم،

آپ کا کم ترین دعا گو، ملک فضل حسین 03-02-08

جوابِ مکتوب از مالیگ صاحب، مورخہ 03-02-25

خ

۸٦،

25-02-03

عالی جناب ملک فضل حسین صاحب!

سلام مسنون، مزاج گرامی، میری یاد دہانی پر گذشتہ دنوں آپ کا مرسلہ عنایت نامہ مجھے مل چکا ہے، کرم فرمائی کا شکریہ۔ مکتوب گرامی کی ابتدائی اور آخری سطور میں آپ نے لکھا ہے کہ (مفہوم) "جناب عالی! میں ایک عام سا آدمی ہوں، نہ ہی کوئی زیادہ پڑھا لکھا ہوں اور نہ ہی عالم و علامہ ہوں، میں آپ کے اس فصیح و بلیغ مکتوب کا کیا جواب دے سکتا ہوں؟ براہ مہربانی اس سلسلے میں میری معذرت قبول فرمائیں، جزاک اللہ خیرا"۔--- اور یہ کہ (مفہوم) "رہی یہ بات کہ میں نے پہلے کن خیالات کا اظہار کیا پھر ان میں کیا تبدیلی رونما ہوئی، کن لوگوں کے خیالات وافکار سے میں متاءثر ہوں؟ کون غلط ہے اور کون صحیح؟ میں نہ جج ہوں اور نہ ہی جیوری۔ نہ عالم ہوں اور نہ ہی مفتی، لہذا آپ کے استفسارات کا کوئی جواب دینے کے اہل نہیں ہوں"۔---اس لئے ارادہ تھا کہ میں اب آپ کو اور کچھ نہ لکھوں، لیکن پھر آگے چل کر آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) "ان ساری باتوں سے ہٹ کر ایک بات کہنے کی اجازت چاہوں گا اور وہ یہ کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی آخری نازل فرمودہ کتاب قرآن حکیم کو پڑھتے رہنا چاہیئے اور اگر اس سے سمجھ کر پڑھا جائے تو سبحان اللہ، اور جتنا سمجھ میں آئے اس پر عمل بھی کیا جائے تو انشاء اللہ دین و دنیا سنورے گی"۔--- لہذا چل مرے خامہ بسم اللہ پڑھ کر مزید تبصرہ کرنے بیٹھ گیا ہوں۔ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کے اس خط کے مطالعے کے بعد میں حیرت و استعجاب کی دنیا میں گم ہوں کہ آپ کی ذات واقعی تبدیلیات کا مجموعہ ہے یعنی کہاں تو وہ تعلیاتی زندگی تھی کہ محترم یوسف صاحب قمر کی کتاب "اجنبی دوست ہوئے" کے حوالے سے (مفہوم) "ملکوں والی عام عادات کے مطابق زبان کا کام بھی ہاتھوں سے لیا کرتے تھے اور قمر صاحب کی صحبت کے باوجود اس سخت جان ظالم کو گلا دبا کر مار نہ سکے تھے"(ص۴۱)۔--- کہاں اب یہ تنزلی ہے کہ مجھ تہی دست مور بے مایہ کو عالم و فاضل کی مسند پر بٹھا کر خود کو کمزور، کم علم اور ناتواں ظاہر فرما رہے ہیں۔ اس اعلیٰ ظرفی اور خورداں نوازی کا بہت بہت شکریہ۔ لیکن میرے بھائی! مجھے آپ سے اب بھی شکوہ ہے کہ اپنے اس تازہ خط میں بھی آپ کچھ ایسی باتیں لکھ گئے ہیں جن کی نشان دہی لا حاصل نہ ہوگی۔ مثلاً لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "آپ نے میرے نام کے ساتھ جو الحاج لکھا ہے یہ بھی نہ لکھا کریں، میرا نام ملک فضل حسین ہے"۔--- اس لئے میں حیران ہوں کہ آخر آپ حضرات میری معروضات پر توجہ فرمانے کی بجائے دور از کار باتیں کیوں ارشاد فرماتے چلے جا رہے ہیں؟

دیکھئے ناں! آپ نے حج شریف کیا اس لئے نیک نیتی سے میں نے آپ کو الحاج لکھ دیا جو نہ کفر تھا نہ شرک، لیکن برا مناتے ہوئے آپ نے اس کا نوٹس تو لے لیا جبکہ کچھ لوگوں نے غلام نبی اور فضل رسول ہونے کے باعث آپ کو مشرک قرار دے کر فی النار والسقر کر دیا، جس سے بڑی اور بری کوئی اور گالی ایک مسلمان کیلئے ہو ہی نہیں سکتی۔ تب بھی میرے توجہ دلانے کے باوجود آپ اس کا کوئی نوٹس نہیں لے رہے ہیں، تو یہ بہت بڑا اندھیر ہے یا نہیں؟ درآں حال کہ میں نے متن قرآن پیش کر کے واضح کیا تھا کہ غلامیء نبوت و رسالت کا اقرار شرک تو کیا معمولی گناہ بھی نہیں۔ اسلئے کہ یہ تو امر خداوندی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے (مفہوم) "اے محبوب! تم فرماو اے میرے غلامو!" (۵۳:۳۹)۔--- لیکن آپ ہیں کہ ان حقائق کے باوجود متن قرآن کے مقابلے میں چودھویں صدی کے علماء کے اقوال کو ترجیح نہ دے رہے ہوں تب بھی مقابلے کی چیز ضرور سمجھ رہے ہیں، کیا نہیں؟ میرے خیال سے یہ طرز عمل تو بالکل ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا کہ (مفہوم)" اے ملکو!

میرے محبوب اور پیارے بندے آدم ں کو سجدہ کرو" (۲:۳۴ +۷:۱۱ +۱۵:۲۹ +۳۸:۷۲ +۲۰:۱۱۶ +۱۷:۶۱ +۱۸:۵۰)۔--- تو جن ملکوں نے سجدہ کر لیا وہ تو کامیاب ہو گئے، جنتی، فردوسی اور نعیمی بن گئے جبکہ جس دیو، جس جن اور جس غیر ملک نے سجدہ نہ کیا وہ جہنمی، دوزخی، کافر، مردود، ملعون، ناری اور رجیم بنا دیا گیا (۳۸:۷۷ +۱۷:۶۳ +۱۵:۳۵ +۱۵:۳۴ +۱۵:۳۱ +۷:۱۸ +۷:۱۳ +۲:۳۴ +۱۸:۵۰ +۲۰:۱۱۶ +۷:۱۷۵)۔ بلکہ مزید برآں یہ بھی ہوا کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے قسم یاد کر کے اعلان فرمایا کہ (مفہوم) "اے دیو! اے غیر ملک! میں تجھ سے اور تیری اتباع کرنے والوں سے جہنم، دوزخ اور نار کو بھر دوں گا" (۷:۱۸ +۱۵:۴۲ +۱۷:۶۳ +۳۸:۸۵ +۷:۱۷۵)۔--- لہذا میرے اچھے ملک اور غیر دیو بھائی! ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ آپ کے اِس طرز عمل اور جہنمیوں، دوزخیوں، ناریوں کے اُس طرز عمل میں کتنی مشابہت، کتنی مطابقت اور کتنی یکسانیت؟ جبکہ ہمارے طرز عمل اور ملکوں، جنتیوں، فردوسیوں، نعیمیوں کے طرز عمل میں کتنی مشابہت، کتنی مطابقت اور کتنی یکسانیت ہے؟ یہاں پہنچ کر میری حسرتیں اور تمنائیں مچل رہی ہیں کہ کاش آپ اپنے صحیح ملک ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے ملکوں والی راہ اختیار کرتے اور دیو کے متبع نہ بنتے یعنی مومن فضائل رسالت بن جاتے اور منکرین فضائل رسالت پر اعتبار و بھروسہ نہ کرتے۔ یا جیسے ملکوں نے آدم ں کو مسجود مان لیا اور خود ساجد بن گئے ایسے ہی آپ بھی جناب سیدنا محمد رسول اللہ ارواحنا فداہ ﷺ کو اپنا آقا اور اپنے آپ کو انکا غلام مان لیتے، اسلئے کہ صحیح ملک بن جانے کی صورت میں آپ مشرک، جہنمی، دوزخی اور ناری نہیں بن سکیں گے جبکہ جن اور مہا دیو کے متبع بننے کی صورت میں نہ صرف یہ کہ جنت الفردوس اور اعلی علیین سے گیٹ آوٹ کر دیئے جائیں گے بلکہ کافر، مردود، ملعون، رجیم، ناری، دوزخی اور جہنمی بھی بنا دیئے جائیں گے۔ لہذا اب ؎

فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے جن یا ملک؟ (گستاخی معاف)۔

محمد میاں کو خدا کا کلام سمجھ کر پڑھنے کی تلقین فرمانے والے میرے پیارے بھائی! دیکھئے کہ محمد میاں نے اللہ تعالیٰ کی آخری نازل فرمودہ کتاب قرآن حکیم سے ہی آدمیت کی خشت اول حضرت آدم ں اور ملکوں اور مہا دیو کے واقعات کی روشنی میں کتنے مبرہن انداز میں ثابت کیا ہے کہ اگر ہم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے فضائل وکمالات پر ایمان لائیں گے تو خدا کے فضل وکرم سے جنت نعیم کے حقدار بن سکیں گے اور اگر انکے فضائل وکمالات کے منکر بنیں گے تو خواہ کتنے ہی بڑے عبادت گذار اور متقی و پرہیزگار کیوں نہ ہوں غیر ملک مہا دیو عزازیل علیہ اللعنۃ کی طرح خدا کے قہر و غضب کی مار یعنی نار کا لقمہ بنا دیئے جائیں گے جہاں ہمارا کوئی بھی معین و مددگار نہ ہوگا۔ تو کیا کلام پاک کے اس حوالے پر آپ صدق دل سے ایمان لانے کی کوشش فرمائیں گے؟ یا منکرین فضائل رسالت کی ہمنوائی ہی کریں گے؟ لیکن بہر حال اور بہر صورت یاد رہے کہ ؎

خشت اول چوں نہد معار کج تا ثریا می رود دیوار کج

اپنے خطوط میں میں نے آپ سے التجا کی تھی کہ یا تو میرے سوالات کے جواب خود عنایت فرمائیں یا اپنے علماء سے کہیں کہ وہ جواب دیں یا یہ بھی نہ ہو سکے تو پوری کائنات سے ایک اور صرف ایک ہی ایسا موحد خالص پیش کر دیں جس نے غیر اللہ سے کبھی بھی کوئی بھی مدد نہ

مانگی ہو، میں آپ کو برحق تسلیم کرلوں گا اور آپ کے آگے ہتھیار ڈال دوں گا، لیکن افسوس کہ آپ نے میری ان تمام التجاؤں پر نہ صرف یہ کہ پانی پھیر دیا بلکہ دور از کار باتوں سے مملو اپنے اس خط میں تحصیل حاصل کا ارتکاب بھی کر ڈالا ہے۔ مثلاً میرے ۶ ستمبر والے خط میں ملاحظہ فرمائیں کہ میں نے صاف صاف لفظوں میں خود لکھا ہے کہ (مفہوم) "وطن کی محبت چونکہ جزو ایمان شمار کی جاتی ہے، اس لئے اپنے وطن لنگاہ کی نسبت سے ملک صاحب آج سے پندرہ بیس سال پہلے اپنے آپ کو فضل حسین لنگاہی لکھا کرتے تھے لیکن پھر نہ معلوم کیا ہوا کہ انہوں نے اپنے نام سے وطن کی نسبت کو خارج کر دیا اور اعلان فرمایا کہ اب میں اپنے آپ کو ملک فضل حسین لکھا کروں گا"۔--- پھر بھی اسکے باوجود میری معروضات کا جواب دینے کی بجائے آپ اپنے اس خط میں رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "میں لنگاہ نامی وطن میں پیدا ہوا اس لئے اپنے آپ کو لنگاہی لکھا کرتا تھا"۔--- تو آخر اس کی ضرورت کیا تھی؟ کتنا اچھا ہوتا کہ اسکی بجائے آپ اپنے علماء سے جواب دینے کا مطالبہ فرماتے یا یہ کہتے کہ وہ مسلمانوں کو بلاوجہ ہی غلط طور پر مشرک اور بدعتی کہنا چھوڑ دیں، اسلئے کہ موجودہ دور میں بیچارے مسلمان تو خود اتنی کس مپرسی کے عالم میں رہ رہے ہیں کہ ؎

ایک ہندوستان کا کیا ذکر مشرق و مغرب و شمال وجنوب

ہیں مسلمان ہر جگہ زد پر ہیں مسلمان ہر جگہ معتوب

لہذا خدا توفیق دے تو کوشش کیجئے کہ مسلمانوں پر مسلمان ہی رحم فرمانے لگیں یعنی یہود و نصاریٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے انہیں شرک و بدعات کے عنوان سے لڑانے سے باز آجائیں۔ خداوند کریم مسلمانوں کو ایک اور نیک بننے کی توفیق نصیب فرمائے، کاش اے کاش ؎

ہر درد مند دل کو رونا مرا رلا دے بے ہوش جو پڑے ہیں شاید انہیں جگا دے

فقط محمد میاں مالیگ 03-02-25

خ

۸۶۔

01-02-03

جنتی شیطان اعظم؟

موجودہ زمانے میں اسلام کے خلاف دشمنان اسلام جس دل آزار منصوبے کے تحت متحد و متفق ہو گئے ہیں، اسکا تقاضہ تھا کہ مسلمان بھی اپنے تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک اور نیک بن جاتے۔ لیکن برا ہو نفس پرستی کا کہ اس پرآشوب زمانے میں بھی کچھ فرقہ پرست

حضرات ہیں جو مسلمانوں میں اختلاف وانتشار کے بیج بونے سے باز نہیں آرہے اور دانستہ یانا دانستہ طور پر یہود ونصاریٰ کو فائدہ پہنچانے پر ہی کمر بستہ ہیں۔

۲۵جنوری ۲۰۰۳ء کے جنگ لندن اور ۳۱جنوری کے نوائے وقت لندن میں مولانا عبدالہادی صاحب العمری، مولانا حفیظ اللہ خان المدنی، پروفیسر نعیم الرحمن، مولانا حبیب الرحمن، مولانا عبداللہ یحییٰ، نعمت اللہ اور مولانا ثناء اللہ سیالکوٹی وغیرہ کی موجودگی میں ایک موحد حافظ شاہد محمود کا عقیدہ ء توحید سے

متعلق جامعہ سلفیہ ہڈرزفیلڈ میں دیا گیا یہ بیان شائع ہوا ہے کہ (مفہوم) "افسوس کی بات ہے کہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر غیراللہ سے لولگائے ہوئے ہیں حتیٰ کہ بعض مسلمان غیر مسلموں کے تعویز خریدتے ہیں تاکہ اس سے بلائیں ختم ہوجائیں اور برکتیں آجائیں، ظاہر ہے کہ یہ کھلا شرک ہے، جو مولوی یا پیر تعویز کے ذریعے اپنی داڑھی کو سیاہ نہیں کر سکتا اور خضاب لگاتا ہے اسکی تعویز سے دوسروں کو کیا فائدہ ہوگا"۔--- اس لئے اس

توحید کی روشنی میں اسی لے میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو سعودی عرب اللہ کو چھوڑ کر غیراللہ سے لولگا کر اپنی بلائیں ختم کرانے کیلئے بعض غیر مسلموں سے فوجی خریدتا، یا جو یہود ونصاریٰ سورج کو مشرق کی بجائے مغرب سے نہیں نکال سکتے ان سے مدد مانگتا ہے وہ کیوں مشرک، کیوں کافر اور کیوں بدعتی نہیں؟ جبکہ درج بالا توحید کی روشنی میں یہ کھلا شرک ہے۔ توکیا تعویز بیچنے والے بعض غیر مسلم، بعض مولوی اور بعض پیر تو اللہ کے شریک، اللہ کے پارٹنر اور اللہ کے ساجھی نہیں لیکن امریکہ وبرطانیہ اللہ کے شریک، اللہ کے پارٹنر اور اللہ کے ساجھی ہیں؟ جو مولویوں، پیروں اور بعض غیر مسلموں سے تعویز خریدنا تو شرک، کفر اور بدعت بن جاتا ہے لیکن امریکہ وبرطانیہ سے فوجی خریدنا نا شرک، نا کفر اور نا بدعت ہی رہتا ہے، مولانا صاحب اور انکے موءیدین وجہ تفریق بیان کر کے ممنون فرمائیں۔

پھر ۲۵جنوری ۲۰۰۳ء کے اسی جنگ لندن میں مولانا شعیب احمد صاحب میرپوری کا بانبری میں

دیا گیا یہ بیان بھی شائع ہوا ہے کہ (مفہوم) "عقیدہ ء توحید ہی جنت کی کنجی ہے، یہ عقیدہ سب سے افضل

ہے جو جنت کی طرف لے جائے گا"۔--- اس لئے موصوف سے ہمارا سوال ہے کہ آپ کے اس عقیدے کو اگر واقعی حقیقت پر مبنی مان لیا جائے تو پھر شیطان اعظم کو سب سے بڑا اور سب سے پہلا جنتی بھی ماننا پڑ جائے گا، اس لئے کہ ہمارے ناقص یا کامل علم کے مطابق شیطان کی ہزاروں ہزار برس کی زندگی میں چراغ لے کر

ڈھونڈنے سے بھی کوئی مشرکانہ عمل نظر نہیں آتا، حتیٰ کہ اللہ رب تبارک وتعالیٰ نے آدم ں کو سجدہ کرنے کا امر وحکم فرمایا تب بھی شیطان نے اللہ کو ہی مسجود ومعبود سمجھا اور اس کھلے یا چھپے شرک کے ارتکاب سے اجتناب کیا تھا جس سے ثابت ہوا کہ شیطان نہ صرف یہ کہ سب سے بڑا موحد ہے، بلکہ سب سے بڑا موحد ہونے کے سبب مولانا میرپوری کی درج بالا توحید کی روشنی میں سب سے بڑا جنتی بھی ہے۔ یا اگر اس موقع پر ہم کسی

غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہیں تو عام مسلمانوں کو علم قرآن و حدیث میں بہت ناقص اور اپنے آپ کو بڑا مضبوط اور بڑا طاقتور سمجھنے والے اپنے ان موحد بھائیوں سے ہمارا مبنی بر انصاف مطالبہ ہے کہ قرآن و حدیث کے متن سے شیطان اعظم کی لاکھوں لاکھ برس کی زندگی سے یہ صرف اور صرف ایک ہی شرک کے صدور کا ثبوت پیش فرما دیں ہم اپنے اس خیال باطل سے توبہ وبراءت کا اظہار کرکے مولانا میرپوری کے درج بالا عقیدے کو صحیح اور درست تسلیم کر لیں گے ورنہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ اسلام کے خلاف سارے عالم کفر و شرک کو متحد و متفق ہوتے دیکھ کر بھی مسلمانوں میں شرک وبدعت کے عنوان سے تفرقہ ڈالنے والے ہمارے یہ موحد بھائی یہود و نصاریٰ کی نہ صرف یہ کہ مرادیں پوری کر رہے ہیں بلکہ یوم آخرت کو بھلا کر دنیوی منافع کے حصول کو اصل فوز وفلاح بھی سمجھ بیٹھے ہیں، مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو حق وباطل کے سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین! ان اريد الا الاصلاح ما استطعت وما توفيقى الا بالله عليه توكلت واليه انيب (۱۱:۸۸)۔

مدیران جنگ ونوائے وقت سے گذارش ہے کہ ہماری ان معروضات کو اپنے

صفحات میں جگہ دے کر شکریے کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط محمد میاں مالیگ 01-02-03

نوٹ: افسوس کہ روزنامہ جنگ لندن نے ہمارے اس خط کو اپنے صفحات میں کوئی جگہ نہیں دی۔

روزنامہ جنگ کے نام مالیگ صاحب کا احتجاجی خط

خ

۸٦،

جنگ لندن میں محمد میاں کے مراسلات شائع نہ کرنے پر جنگ کے چیف ایگزیکٹو کے نام لکھا گیا محمد میاں کا احتجاجی خط، لیکن افسوس کہ محمد میاں کو اس کا بھی آج تک کوئی جواب نہیں ملا ہے، اللہ جنگ کا بھلا کرے۔

14-12-99

مکرمی ومحترمی میر شکیل الرحمن صاحب، چیف ایگزیکٹو جنگ لندن اور کراچی!

سلام مسنون، خیریت مدعو، میں محمد میاں مالیگ مہاراشٹر انڈیا کے مسلم اکثریتی شہر مالیگاوں کا وطنی حافظ قرآن اور جنگ لندن کا تقریباً یکم جنوری ۲۷ء سے قاری ہوں۔ ۵۹ء سے سوائے ۲۷ء کے ہر سال تراویح کی نمازوں میں قرآن سناتا رہا ہوں۔ اسلامی ذہنیت کا حامل ہوں، منکرین فضائل

رسالت خصوصاً مسلمانوں کو شرک وبدعات کے عامل ہونے کے الزام دینے والے بھائی بہنوں سے سخت متنفر۔ اس لئے جنگ میں جب بھی ایسا کوئی مواد نظر آتا ہے ان کی تردید کی کوشش ضرور کرتا ہوں۔ لیکن انتہائی دکھ اور سچائی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ شروع میں تو جنگ نے کچھ عرصہ ضرور پذیرائی بخشی لیکن پھر تھوڑے عرصے کے بعد پہلے تو مراسلات کی کاٹ چھانٹ، پھر ان کے حلیات کی تبدیلی اور اب کئی برسوں سے مکمل طور پر بلیک لسٹ کر رکھا ہے، حالانکہ میں نے ہر طرح کی منت وسماجت اور بھیا بابو سے کام نکالنا چاہا لیکن، کچھ نہ دوا نے کام کیا۔ مجبوراً تحریر کے بعد مجھے تقریر سے کام لینا پڑا لیکن فون پر تو بلا شبہ ظہور صاحب نیازی اور فیضان صاحب عارف نے ایک دو مرتبہ وعدہ فرمایا کہ آپ اطمینان رکھیں، نمبر آنے پر آپ کا مراسلہ ضرور شائع ہوگا، لیکن انجام، وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہوگیا، کے مساوی رہا اور اب تو حالت یہ ہے کہ نیازی صاحب میرا نام سنتے ہی جواب مرحمت فرما دیتے ہیں کہ میں بہت مصروف ہوں لہذا بات نہیں کر سکتا۔ واضح ہو کہ تین چار مرتبہ میں ریکارڈڈ ڈلیوری خطوط لکھ لکھ کر بھی جنگ کی عدالت میں اپنا دکھڑا رو چکا ہوں لیکن پتہ لکھا، ٹکٹ لگا لفافہ (Self-addressed envelope) ارسال کرنے کے باوجود بھی نہ محترم اشرف کے قاضی نے مجھے کچھ لکھا یا کہا نہ نیازی صاحب نے، حالانکہ میں اپنی تحریر میں اپنے فون نمبر بھی لکھتا رہا ہوں، سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ گویا ؎

رات دن ہے ہمارے پیش نظر امتحاں اپنے صبر کی حد کا

آئے ہیں در پہ تیرے بن کے فقیر کاش مل جاتا ہم کو بھی صدقہ

اندریں حالات اپنے گذشتہ دو تین تازہ خطوط کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں استغاثہ دائر کر رہا ہوں کہ دیکھئے!

ہمارے تو مختصر مختصر سے خطوط کی اشاعت بھی جنگ میں ناممکن ہے جبکہ یہ سو فیصد مبنی بر صدق وصفا ہوتے ہیں، لیکن جو لوگ مسلمانوں کو بلا وجہ ہی غلط طور پر مشرک اور بدعتی قرار دینے پر بضد ہیں، ان کی بڑے اہتمام سے پذیرائی کی جارہی ہے۔ تو کیا میں امید رکھوں کہ آپ ہم سے ضرور انصاف کریں گے؟ ؎

ہم ابھی تک نہیں ہوئے مایوس گرچہ دل بے قرار بے حد ہے

ہے ہمیں وصل یار کی امید اور پورے پچاس فی صد ہے

فقط محمد میاں مالیگ

14-12-99

صفحہ نمبر ۴۰۲ پر موجود ۱۴ مئی ۲۰۰۴ء والا خط شاہین صاحب کا آخری خط ہے، اس کے بعد ان کا کوئی خط محمد میاں کو نہیں ملا ہے۔

علامہ شاہد رضا، ڈپٹی سیکٹری ورلڈ اسلامک مشن کا مدیر جنگ کے نام احتجاجی مراسلہ

خ

۸٦،

محمد میاں کے خطوط شائع نہ کرنے پر علامہ شاہد رضا، ڈپٹی سیکرٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن کا مدیر جنگ ظہور صاحب نیازی کے نام شکایتی خط، اس کا بھی انہیں آج تک کوئی جواب نہیں ملا ہے۔

01-01-03

محترم ظہور نیازی صاحب، ایڈیٹر روزنامہ جنگ لندن!

واجبات و تسلیمات، امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔ اس خط کے ذریعے آپ کی توجہ ایک اہم ترین امر کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اولڈبری میں مقیم ہمارے کرم فرما اور مشہور عالم دین محمد میاں مالیگ نے آپ کی خدمت میں اہم مراسلات جنگ میں اشاعت کیلئے روانہ کئے ہیں۔ ان مراسلات کی نقول (فوٹو کاپیاں) اس خط کے ہمراہ بھی منسلک ہیں، افسوس کہ ابھی تک اشاعت کی باری نہ آسکی۔ میں ورلڈ اسلامک مشن کی جانب سے باضابطہ ان مراسلات کی عدم اشاعت پر آپ سے احتجاج کرتا ہوں اور گذارش کرتا ہوں کہ براہ کرم صحافت کے اصول و فرائض کی آپ پاسداری فرمائیں اور غیر جانبداری کے سلوک کا ہم اہل سنت کو بھی مستحق سمجھیں۔ میں آپ سے کسی امتیازی برتاؤ کا مطالبہ نہیں کر رہا، صرف یہ چاہتا ہوں کہ دیگر مکاتیب فکر کی نگارشات جس طرح جنگ کے صفحات کی زینت بنتی رہتی ہیں اسی سطح کا مساویانہ برتاؤ ہمارے ساتھ بھی ہونا چاہیئے،

فقط (علامہ مولانا) شاہد رضا نعیمی

ڈپٹی سیکرٹری جنرل، مرکزی ورلڈ اسلامک مشن، لندن

01-01-03

خاتمہ

کتاب کے خاتمے پر اپنے قارئین سے ہم اس حقیقت کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ دیکھئے! شرک وبدعت کے عنوان پر تحریری گفتگو کے دوران مقالمہ نگار حضرات سے ہم کتنی کتنی منت وسماجت سے درخواست کرتے چلے گئے ہیں کہ وہ ہمارے سوالات کے جواب ضرور ارقام فرمائیں لیکن بڑی تعلیوں اور بڑھکوں کے باوجود وہ ہمیں کوئی بھی جواب نہیں دے پارہے ہیں گویا وہی بات کہ ؎

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشہ نہ ہوا

بلکہ اس سونے پر سہاگہ یہ بھی چڑھا ہے کہ برطانیہ کے واحد اردو روزنامے جنگ لندن میں دنیا بھر کے سیاسی، سماجی، فلمی، سپورٹس، دینی، دنیوی، مسائل اور مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی قرار دینے والے بھائیوں کے بیانات تو اکثر وبیشتر شائع ہوتے رہتے ہیں جبکہ انکے جواب میں لکھے گئے ہمارے بیانات کو کسی صورت بھی شائع نہیں کیا جاتا، جسکا سبب سوائے اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہمیں مشرک اور بدعتی قرار دینے والوں کے ہاتھ اتنے لمبے ہیں کہ وہ جس کو چاہیں جنگ میں شرف باریابی بخش سکتے اور جس کو چاہیں راندہء بارگاہ بنا سکتے ہیں۔ یہ حالات تھے جنکے سبب اپنی تحریری گفتگو کو کتابی شکل میں پیش کرنے پر ہم مجبور ہوئے ہیں۔ اب قارئین سے

موءدبانہ التماس ہے کہ کتاب کے مطالعے کے بعد اگر ممکن ہو تو بتائیں کہ منکرین فضائل رسالت نے کیا واقعی ہمارے سارے سوالات کے معقول جواب ہمیں دے دیئے ہیں؟ یا ان سے عاجز رہے ہیں؟ ہم آپ کی آراء کے منتظر رہیں گے۔ اس کتاب کی اشاعت سے کاش! والد محترم مولانا محمد یونس صاحب مالیگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مظلوم روح کو تسکین نصیب ہو جائے اور وہ منکرین فضائل رسالت کو آئینہ دکھانے کے ہمارے اس طرز عمل سے خوش ہو کر کہہ دیں کہ ؎

اسد اس جفا پر جن وں سے وفا کی مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اور ہم یہ کہہ سکنے کے قابل ہو جائیں کہ ؎

بھرم کھل گیا ظالم تری قامت درازی کا کہ تیرے طرہء پرپیچ کا لے پیچ وخم نکلا

۲۵ صفر المظفر،۱۴۲۴ھ اپنے والد محترم کا کفش بردار محمد میاں مالیگ

.Seymour Rd, Oldbury, B69 4EP, U.K 35

عرض حال

برادر محترم نیاز احمد مالیگ نے ہماری کتاب "مولانا! اندھے کی لاٹھی" مالیگاوں، اکل کنواں، دیوبند اور برطانیہ کے کافی نامور اہل حدیث اور دیوبندی علماء کو اس پر تبصرے لکھنے کی تحریری درخواست کے ساتھ روبرو حاضر ہو کر پیش خدمت کی لیکن سوائے ایک عالم دین کے کسی نے آج تک ہمیں کچھ بھی لکھ کر نہیں بھیجا ہے۔ جس کے رد عمل میں ہمارا تبصرہ درج کیا جاتا ہے۔

دیوبندی عالم مفتی آصف انجم ملی ندوی کا اس کتاب پر تبصرہ

٨٦،

کتابوں کی باتیں

مولانا! اندھے کی لاٹھی پر

تبصرہ برائے تبصرہ

حضرت مولانا محمد میاں مالیگ صاحب شہر مالیگاوں کے ایک مشہور و معروف خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ تقریباً بیس پچیس سال سے برطانیہ میں بود و باش اختیار کرلی ہے اور امامت و خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ اور آپ کا خاندان بریلوی مکتب فکر سے گہری وابستگی رکھتا ہے۔ آپ کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اپنے مسلک کی نشر و اشاعت اور تبلیغ اور اس کی بقا و دفاع میں بیحد حساس اور پر جوش اور عجلت پسند واقع ہوئے ہیں۔ مولانا! اندھے کی لاٹھی آپ کے انہی اوصاف، جذبات اور احساسات کی غماز ہے۔ مولانا! اندھے کی لاٹھی دراصل چند خطوط کا مجموعہ ہے۔ یہ خطوط اس طویل تحریری گفتگو پر مشتمل ہیں جو بارہ سالہ طویل عرصے تک موصوف اور مولانا عبد الاعلیٰ درانی اور مولانا شفیق الرحمن شاہین (غیر مقلدین) صاحبین کے درمیان شرک و بدعت کے عنوان پر جاری رہی۔ ان سے قبل موصوف نے دیوبندی مکتبہ ء فکر کے عالم مولانا محمد منظور نعمانی ◆ کے صاحبزادے مولانا عتیق الرحمن سنبھلی مقیم برطانیہ سے اس سلسلے میں خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا تھا مگر مولانا سنبھلی نے جب یہ محسوس کیا کہ یہ سلسلہ مناظرانہ رنگ اختیار کرتا جارہا ہے تو اپنی اعتدال پسندی، مناظرے سے نفرت اور اسے ملی اتحاد کے لئے زہر قاتل سمجھتے ہوئے اس سلسلے کو ختم کر دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ مناظرانہ بحث و مباحثہ خواہ زبانی ہو یا تحریری قطعاً مفید اور کارآمد نہیں، اس سے کبھی آدمی دین و شریعت تو کیا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے معاملے میں بھی حد اعتدال سے نکل جاتا ہے اور زندیقیت اور کفر کی حدود سے مس کرنے لگتا

ہے۔ بسا اوقات یہودیوں کی سی کٹ حجتی کا مرتکب ہوجاتا ہے اور مال کی اضاعت تودرکنار وقت کو بڑی بے دردی سے ضائع کرنے کا ارتکاب کربیٹھتا ہے۔ پیش نظرکتاب اس حقیقت کی ایک روشن مثال ہے۔ بارہ سال کے طویل عرصے پر محیط اس مراسلت کانتیجہ کیارونما ہوا؟ ایک فریق بھی اپنے مسلک کے خلاف کوئی بات قبول کرنے پرآمادہ نظرنہیں آتا بلکہ ہر دوطرف یہ شکایت ہے کہ جواب دینے والے نے اصل موضوع کو چھوڑکر دورازکارباتوں اور دلائل کے انبارلگا دیئے ہیں اور ایک دوسرے کے سامنے قائم کئے گئے اشکالات اور سوالات کا صاف صاف جواب دینے سے گریزکیا ہے حالانکہ ان خطوط کی زبان نہایت سلیس وشستہ، پیرایہء بیان نہایت دلنشین، الفاظ وتعبیرات فصاحت کے معیارپرپورے پورے اترتے ہیں گویا ان خطوط کی تحریر کے وقت ان ساری باتوں کا بھرپوراہتمام کیاگیا ہے، تاہم کہیں کہیں اسی جوش مناظرہ میں بعض سوقیانہ اور بازاری الفاظ بھی زبان قلم پرآگئے ہیں جس کے نتیجے میں کتاب کا معیارقدرے گھٹ جاتا ہے۔ بہرحال اب جبکہ یہ کتاب زیورطبع سے آراستہ ہوکر منظرعام پرآچکی ہے اس کوباعتبارزبان وبیان اردوکتابوں کے ذخیرے میں ایک مفید اضافہ توسمجھا جاتا ہے مگر دین کی خدمات یا قوم وملت کے مفادکے اعتبار سے اسے کوئی وقیع اور مہتم بالشان کارنامہ قرارنہیں دیا جاسکتا، اس لئے کہ یہ کتاب صرف مسلکی تعصب وتشدد میں اضافے کا باعث ہوگی اوراسلام میں شدت وتعصب ہرگزگوارانہیں۔ شاعرمشرق علامہ اقبال نے کہا ہے ۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک ایک ہی سب کانبی دین بھی ایمان بھی ایک

حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک کیابڑی بات تھی ہوتے جومسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہیں اورکہیں ذاتیں ہیں

کیازمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

مفتی آصف انجم ملی ندوی

۱۵اگست ۲۰۰۳ء عوامی آواز، مالیگاوں، ۳۰اگست ۲۰۰۳ء لوک عدالت، مالیگاوں

محمد میاں مالیگ کا دیوبندی عالم کے تبصرہ کا جواب

ۃ

تبصرے پر تبصرہ

۱۵ اگست ۲۰۰۳ء کے ہفت روزہ عوامی آواز مالیگاوں اور ۳۰ اگست ۲۰۰۳ء کے لوک عدالت مالیگاوں میں میری کتاب مولانا! اندھے کی لاٹھی پر عالی جناب مفتی آصف انجم صاحب ملی ندوی کا تبصرہ شائع ہوا ہے جس میں کسی حسن ظن کے سبب مجھے اپنے خاندان کا چشم وچراغ اور کتاب کو اردو کتب کے ذخیرے میں ایک مفید اضافہ قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ من آنم کہ من دانم، اس لئے مفتی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کے تبصرے پر اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق کچھ عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں، اس امید کے ساتھ کہ مفتی صاحب اپنے قیمتی خیالات سے مجھے ضرور متنفع فرمائیں گے۔

(ا) (مفہوم) "مفتی صاحب نے اپنے تبصرے میں مجھے بریلوی بھی کہا ہے اور عجلت پسند بھی"۔---لہذا ان کی عدالت میں میرا استغاثہ ہے کہ دیکھئے! مولانا عبد الاعلیٰ صاحب درانی نے ۱۱ نومبر ۱۹۹۶ء کے بعد میرے بار بار کے مطالبے کے باوجود نہ مجھے کوئی جواب عنایت فرمایا ہے نہ اپنے کئے ہوئے اس تحریری وعدے کو وفا کیا ہے کہ ہماری خط وکتابت کتاب کی شکل میں اب مالیگاوں سے نہیں بلکہ برطانیہ سے شائع ہوگی اور ان کے خرچ سے شائع ہوگی، لہذا ان حالات میں اگر میں نے اوبداکر چھ چھ برس کے بعد اپنے خرچ سے کتاب شائع کر ڈالی ہے تو کس قانون اور کس آئین؟ کے تحت میں تو عجلت پسند بن جاتا ہوں لیکن درانی صاحب اپنے دونوں وعدوں کو پورا نہ کرنے کے باوجود بہر صورت اور بہر حال بے گناہ اور بے قصور ہی رہتے ہیں۔ رہ گئی بات میرے بریلوی ہونے کی؟--- تو واضح ہو کہ بریلوی ہونے یا بریلوی کہے جانے کو میں اپنے لئے باعث فخر وانبساط سمجھتا ہوں، یہ خصوصیت میرے لئے باعث ننگ وعار ہرگز نہیں، بلکہ میری تو حسرت اور تمنا ہے کہ قبر میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور میدان حشر میں اللہ رب العزت بھی مجھے بریلوی تسلیم کر لیں تو زہے نصیب۔ لیکن بایں ہمہ اس موقع پر میں مفتی صاحب سے یہ ضرور دریافت کروں گا کہ آپ مجھے مکی مدنی یا بیت المقدسی وبغدادی یا اجمیری ولاہوری یا دہلوی وملتانی سمجھنے کی بجائے بریلوی کیوں سمجھ رہے ہیں؟ اس لئے کہ میرے امام بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش تو ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء ہے جبکہ میں آج سے چودہ سو برس پیشتر گذر جانے والے حضرات خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، ازواج مطہرات، صحابائے کرام اور تابعین وتبع تابعین عظام ص جیسے مومنین فضائل رسالت کی طرح اپنے آقا ومولیٰ ﷺ کو یارسول اللہ ﷺ کہہ کر پکارتا بھی ہوں اور ان سے مدد بھی مانگتا ہوں، ان کے وسیلے سے دعاوں کو جائز بھی سمجھتا ہوں اور ان کو غیب کا عالم بھی سمجھتا ہوں، ان کے یافت کے دن ۱۲ ربیع الاول شریف کو عید وبقر عید سے بڑھ کر عید کا دن بھی سمجھتا ہوں اور ان کا اسم مقدس سن کر انگوٹھے بھی چومتا ہوں، لہذا جواب عنایت ہو کہ آپ مجھے مکی یا مدنی سمجھنے کی بجائے بریلوی کیوں اور کیسے سمجھ رہے ہیں؟ درآں حال کہ میں مکے مدینے میں سوا مہینے رہ چکا ہوں جبکہ بریلی شریف میں چوبیس گھنٹے بھی نہیں رہا ہوں۔ بلکہ ہماری اس بحث کو آپ اس طرح بھی سمجھنے کی کوشش فرمائیں کہ وطن مالوف سے رغبت والفت کے سبب میں نے نہ صرف یہ کہ اٹھارہ یا انیس برس کی عمر سے اس کی نسبت کو اپنے نام کا جزو لاینفک بنا رکھا ہے بلکہ مالیگاوں کے مخفف مالیگ کا اختراع بھی خود کر لیا ہے، پھر بھی تعجب ہے کہ آپ مجھے بریلوی قرار دے

رہے ہیں اور مالیگانوی ہونے کے باوجود مالیگ کے ابداع کی کوئی قدر نہیں کر رہے ؟ فیا للعجب ۔

(۲) (مفہوم) "مفتی صاحب نے اپنے تبصرے میں مولانا سنبھلی صاحب کی تصویب و تصدیق کرتے ہوئے مناظرے کو زہر قاتل اور قابل نفرت عمل بھی تسلیم کر لیا ہے"۔--- حالانکہ یہ نظریہ اگر واقعی صحیح اور درست ہوتا تو سنبھلی صاحب سے بہر صورت اور بہر حال درجوں بلند علم و فضل کے حامل حضرات علمائے کرام بلکہ خود سنبھلی صاحب کے والد ماجد دیوبندی مکتبہ ء فکر کے کسی زمانے میں سب سے بڑے مناظر نہ رہے ہوتے، بلکہ خود سنبھلی صاحب بھی "بریلوی فتنے کے نئے روپ" نامی کتاب میں اس قسم کی تعلیاں اور بڑھکیں نہ ارشاد فرماتے کہ ایک ارشد القادری تو کیا درجنوں درجن قادری مل کر بھی یہ ثابت نہیں کر سکتے وہ ثابت نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس موقع پر اگر ہم مفتی صاحب سے یہ سوال بھی کر لیں تو نا مناسب نہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص حضرات انبیائے کرام ں بلکہ اللہ رب العزت د کے قول و عمل کو زہر قاتل اور قابل نفرت سمجھے تو آپ اس کی تصدیق فرمائیں گے یا تکذیب؟ یہ قاتل سوال ہم نے اس لئے اٹھایا ہے کہ ہمارے ناقص علم کے مطابق تو حضرات انبیائے کرام ں کی اپنی اپنی اقوام سے مناظراتی قسم کی گفتگو قرآن پاک کے ورق ورق میں موجود ہے بلکہ ایک جگہ تو خود اللہ رب العزت کا ایک اولوالعزم پیغمبر سے متعلق یہ سوال موجود ہے کہ اولم تومن کیا تم ایمان نہیں رکھتے؟ (۲:۲۶۰)۔ لہذا اپنے اس نظریئے پر مفتی صاحب نظر ثانی فرما لیں تو بہتر ہوگا ورنہ اس کی زد سے حضرات انبیائے کرام ں بھی بچ نہ سکیں گے۔

(۳) آگے چل کر مفتی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) "مناظرانہ بحث و مباحثہ خواہ زبانی ہو یا تحریری، قطعاً مفید اور کارآمد نہیں ہوتا"۔--- اس لئے ان کی معلومات میں اضافے کے لئے عرض ہے کہ بلاشبہ ہماری کتاب منکرین فضائل رسالت کے لئے قطعاً مفید اور کارآمد نہیں لیکن مومنین فضائل رسالت اسے ایک ایسی کتاب قرار دے رہے ہیں جس کے قاہر و توانا یا ہلکے پھلکے سوالات کے جواب بات بات میں ان کو مشرک اور بدعتی قرار دینے والے احباب کبھی نہیں لکھ سکتے، ہرگز نہیں لکھ سکتے یا اگر لکھ سکتے ہوں تو مومنین فضائل رسالت کو اس سے بڑی خوشی حاصل ہوگی اس لئے کہ الحمد للہ ۔

بلائے جاں ہے غالب اس کی ہر بات عبارت کیا اشارت کیا ادا کیا

(۴) مفتی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "مناظرے سے کبھی آدمی دین و شریعت تو کیا اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کے معاملے میں بھی حد اعتدال سے نکل جاتا ہے اور زندیقیت اور کفر کی حدود سے مس کرنے لگتا ہے"۔---اس لئے مفتی صاحب سے خدا کا واسطہ دے کر ہم ملتجی ہیں کہ ہمارے بارے میں تو آپ ضرور ارشاد فرمائیں کہ ہم کہاں کہاں حد اعتدال سے نکل کر کفر و زندیقیت سے مس کرنے لگے ہیں؟ اس کرم فرمائی کے بدلے ہم زندگی بھر مفتی صاحب کے ممنون رہیں گے جیسا کہ اپنی کتاب میں بھی ہم نے بار بار یہی کچھ لکھا ہے، بلکہ لگے ہاتھوں مفتی صاحب اگر یہ بھی کرم فرما دیں تو سونے پر سہاگہ ہوگا کہ اللہ رب تبارک وتعالیٰ کو محدود، مقطوع اور مبدوء قرار دے دینا، یا طاہر القادری کے خیالات

سے لاعلم سمجھنا، یا اللہ تعالیٰ کے بعد کائنات کی سب سے زیادہ افضل اور باوقعت مخلوق سیدنا محمد عربی ﷺ کو افضل البشر نہ سمجھنا، یا یہ لکھنا کہ زندہ انسانوں سے مدد مانگنے کے شرک ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا الحاد و زندقہ، کفر و بدعت اور اعتدال کی حد سے نکل جانا ہے یا نہیں؟ بلکہ ہماری چار سو صفحات کی گفتگو کے نقطہء عروج اور ماحصل "منکرین فضائل رسالت سے یہ مطالبہ کرنا کہ غیراللہ کی عبادت کی طرح غیراللہ سے مدد مانگنا بھی اگر واقعی شرک عظیم، شرک صریح اور شرک مبین ہے تو پوری کائنات سے صرف اور صرف ایک ایسا موحد حقیقی اے لوگو! پیش کر دو جس نے کبھی بھی کسی بھی غیراللہ سے کوئی بھی مدد نہ مانگی ہو، ہم آپ لوگوں کو سچا تسلیم کر لیں گے"۔ کے بارے میں مفتی صاحب ضرور وضاحت فرمائیں کہ یہ الحاد ہے؟ زندقہ ہے؟ کفر ہے؟ شرک ہے؟ یا کیا ہے؟ بڑا ہی کرم ہوگا۔

(۵) (مفہوم) "منکرین فضائل رسالت سے فضائل رسالت کے اقرار و اعتراف کی ہماری دعوت دینے والی بحث کو مفتی صاحب نے بڑی بے دردی سے مال اور وقت کو ضائع کرنے کے مترادف قرار دیا ہے"۔--- اس لئے ان سے استصواب ہے کہ یہ بات اگر واقعی سچی اور درست ہے تو بتائیے کہ قرآن کریم میں منکرین فضائل رسالت کے اعتراضات کا جواب دینا، یا رسول پاک ﷺ کا منکرین فضائل رسالت کی ہفوات کے جواب میں منبر شریف بچھوا کر حضرت حسان بن ثابت ص سے نعات شریف سننے کا مطالبہ فرمانا، یا حضرات خلفائے راشدین و عشرہء مبشرہ اور صحابائے کرام ص کا منکرین فضائل رسالت عبداللہ بن ابی، مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور سجاح حجازی وغیرہ سے جہاد فرمانا کیوں اور کیسے بے دردی سے مال اور وقت کا ضیاع نہ ہوگا؟ پھر کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صرف ایک فضیلت رسالت کے منکر کے دس دس عیوب کھول کھول کر نہیں بیان فرمائے ہیں؟ اگر ہاں! تو پھر آپ انہیں کیا کہیں گے؟

(۶) مفتی صاحب نے ہماری کتاب کو قابل نفرت، زہر ہلاہل، غیر مفید، بیکار، حد اعتدال سے بڑھی اور کفر و زندقہ کی روشن مثال قرار دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) " بارہ سال کے طویل عرصے پر محیط اس مراسلت کا نتیجہ کیا رونما ہوا؟ ایک فریق بھی اپنے مسلک کے خلاف کوئی بات قبول کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتا"۔--- اس لئے یہاں بھی ان سے ہمارا یہ سوال ہے کہ ایک شخص کے پاس اگر سیکڑوں مکان پاور لوم اور ملکتیں ہوں، پھر اس کے دو بیٹے بھی ہوں، اب اس شخص کے انتقال کے بعد ایک بیٹا سارے مکانات، سارے پاور لومز اور ساری ملکتوں کا مالک بن بیٹھے اور اپنے کمزور حقیقی بھائی کو کچھ بھی نہ دے بلکہ اس کے مطالبے، فریاد اور آہ و بکا کے جواب میں اپنے زور بازو اور غنڈوں داداوں کے بل بوتے پر اسے قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا بھی کر رکھے تو بتائیے؟ کہ ان حالات میں کیا آپ یہ ارشاد فرمائیں گے؟ کہ چونکہ ظالم بھائی اپنی غلطیوں کے تسلیم پر رضا مند نہیں، وہ اپنے آپ کو ہی برحق اور صراط مستقیم پر گامزن سمجھتا ہے، لہذا مظلوم بھائی کا واویلا اور فریاد و آہ و بکا الحاد ہے، زندقہ ہے، وقت اور مال کا ضیاع ہے، بیکار اور غیر مفید ہے، زہر قاتل اور قابل نفرت عمل ہے، اگر نہیں؟ تو پھر ہم مظلومین اور ہم کو مشرک و بدعتی اور جہنمی و دوزخی ہونے کی گالیاں دینے والے ان ظالمین کو ایک ہی لکڑی سے کیوں ہانک رہے ہیں؟ یکساں کیوں قرار دے رہے ہیں؟ اندریں حالات کیا ہم یہ کہنے میں حق بجانب نہیں کہ ؎

ضد کا انکار کا نہیں موقع حق کے اقرار کا ہے آج محل

تک رہا ہے بڑی توقع سے پیار کا شاہکار تاج محل

کوئی موصوف سے ذرا پوچھے روگ ایسے لگائے کیوں بھائی

گو ہمیں سانحے پہ صدمہ ہے اتنے دشمن بنائے کیوں بھائی

ظلم پر ہیں کچھ اس طرح خاموش جیسے خود ظلم کے ہوں شارح بش

جارحیت سے چشم پوشی نے کر دیا جارج بش کو جارح بش

(۷) پھر آگے چل کر مفتی صاحب رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "ہر دو فریق کو شکایت ہے کہ جواب دینے والے نے اصل موضوع کو چھوڑ کر دور از کار باتوں اور دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں اور ایک دوسرے کے سامنے قائم کئے گئے اشکالات اور سوالات کا صاف صاف جواب دینے سے گریز کیا ہے"۔---اس لئے مفتی صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ ہماری کتاب زبانی گفت وشنید نہیں، تحریری بات چیت ہے۔ لہذا پ بتائیں کہ سنبھلی صاحب اور شاہین صاحب نے کہاں کہاں یہ لکھا ہے؟ کہ میں نے اصل موضوع کو چھوڑ کر دور از کار باتوں اور دلائل کے انبار تو لگا دیئے ہیں لیکن میرے خلاف قائم کئے گئے ان کے سوالات واشکالات کے صاف صاف جواب سے گریز کیا ہے، آپ کی بڑی مہربانی ہوگی اس لئے کہ ہمیں تو تلاش بسیار کے باوجود ان دونوں حضرات کی تحاریر سے ایسی کوئی عبارت نہیں مل سکی ہے۔ رہ گئی بات درانی صاحب کی، تو اس خصوص میں عرض ہے کہ بلا شبہ درانی صاحب نے مجھے بار بار اور بہت زور دے دے کر یہ لکھا ہے کہ میں ان کے سوالات واشکالات کے صاف صاف جواب نہیں دے رہا ہوں، لیکن چونکہ ان کے سوالات واشکالات شیعیت یا بریلویت یا قوالی یا مزارات پر ہونے والی خرافات سے متعلق ہیں جو ہمارا موضوع سخن ہرگز نہیں ہیں اس لئے قصداً اور عمداً میں نے اس وضاحت کے ساتھ انہیں ان کے کوئی جواب نہیں دیئے ہیں کہ یہ چونکہ ہمارا موضوع ہیں ہی نہیں، اس لئے جب تک شرک وبدعت سے متعلق میرے سوالات واشکالات کے جواب دے کر درانی صاحب مجھے مطمئن نہ کر دیں گے یا بصورت دیگر حسب وعدہ اپنے خرچ سے ہماری تحریری گفتگو کو کتابی شکل میں شائع نہ کر دیں گے میں کسی دوسرے موضوع پر کوئی گفتگو نہیں کروں گا، لیکن درانی صاحب میرے بار بار کے مطالبے کے باوجود شرک وبدعت سے متعلق نہ جانے کیوں مجھے کچھ لکھ نہیں رہے ہیں بلکہ اب تو چھ چھ برس ہونے والے ہیں بریلویت وشیعیت یا قوالی ومزارات پر بھی کچھ نہیں ارشاد فرما رہے ہیں، شاید خداوند کریم کے کرم اور رسول رحمت ﷺ کے صدقے میں نے انہیں ایسے شکنجے میں کس لیا ہے کہ وہ اب نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کی منزلوں سے گذر رہے ہیں جس کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ وہ مجھے بار بار یہ بھی لکھ رہے ہیں کہ میں ان کے سوال "کیا آپ واقعی اللہ کو پکارنے اور غیر اللہ کو پکارنے میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے؟"۔ کا کوئی جواب نہیں دے رہا ہوں۔

اللہ و غیر اللہ کی پکار میں مرے درا! زمین و عرش سے بڑھ کر ہے فرق اور دوری

جیسا شعر لکھنے کے باوجود، یا اگر میرا یہ خیال غلط ہے تو مفتی صاحب ہی درانی صاحب سے کہیں کہ وہ خدا کے لئے شرک و بدعت کے عنوان پر مجھ سے دوبارہ گفتگو شروع فرمائیں، چشم ما روشن دل ما شاد۔

(۸) مفتی صاحب نے یہ انکشاف بھی فرمایا ہے کہ (مفہوم) "ہماری کتاب میں جوش مناظرہ میں کہیں کہیں بعض سوقیانہ اور بازاری الفاظ بھی زبان قلم پر آگئے ہیں جس کے نتیجے میں کتاب کا معیار قدرے گھٹ گیا ہے"۔--- اس لئے بات چونکہ مفتی صاحب نے چھیڑ ہی دی ہے لہذا نقل فسق فسق نہ باشد کے تحت ہم یہ وضاحت کر ہی دیں کہ صفحہ ۱۳۸ پر ہم نے قدمچے کا استعمال صرف اور صرف منکرین فضائل رسالت کی ضد، ہٹ دھرمی اور کبر و نخوت کے سبب وہ بھی اپنے جذبات سے کافی نیچے اتر کر کیا ہے ورنہ قدمچے والے جملے کی جگہ ہم ۔

قدمچے سے ہے اب تو سابقہ ہشیار مولانا یہاں تک آنے والوں کا نکل جاتا ہے بولانا

جیسا شعر بھی لکھ سکتے تھے جو اس صفحے پر موجود ہمارے قاہر و توانا سوال کے تیور کے عین مطابق بلکل بر محل ہوتا، لیکن مولانا حضرات کی تضحیک اور قارئین کے ذوق سلیم کو بدمزہ اور کرکرا بھی کر جاتا لہذا ہم نے اسے اپنی تحریر سے خارج کر دیا تھا۔ ایسے ہی صفحہ ۳۲۷ پر شاہین اور شیر کے عمل زوجیت کی گفتگو بھی ہم نے بادل نا خواستہ اور مجبوراً کی ہے ورنہ دیکھئے ناں، یہ بات تعجب خیز ہے یا نہیں؟ کہ کتے کی ایک برائی کے سبب "سگ مدینہ" کی اصطلاح پر تو منکرین فضائل رسالت خوب خوب ناک بھوں چڑھا رہے ہیں لیکن اس کی دوسری خوبی "وفاداری" کی کوئی قدر نہیں کر رہے، جبکہ دوسری طرف شیر اور شاہین کی ایک خوبی "بہادری" کے سبب خود تو شیر پنجاب اور اقبال کا شاہین بننے پر فخر کر رہے ہیں لیکن ان کی بد خلقیوں "کمزوروں کا خون چوسنے بلکہ جان سے مار ڈالنے" کا ذرہ برابر بھی برا نہیں منا رہے ہیں گویا وہی بات کہ جس مخلوق اور جس غیر اللہ سے عقیدت و محبت ہے انہیں ان کا شیر اور ان کا شاہین بننا تو گوارہ ہے لیکن جیسے ہی آمنہ کے لال انیس بے کساں اور چارہ ساز درد منداں ﷺ کی بات آتی ہے ہر عقیدت، ہر محبت اور ہر نسبت شرک بنا دی جاتی ہے، بدعت ہو جاتی ہے، جہنمی، دوزخی اور ناری عمل ٹھہرا دی جاتی ہے۔ تو آخر یہ کہاں کا عدل اور کہاں کا انصاف ہے، نجد کا؟ یا دیوبند اور ندوے کا؟

پھر ہماری اس گفتگو کو مفتی صاحب اس طرح بھی سمجھنے کی کوشش فرمائیں کہ منکرین فضائل رسالت قل انما انا بشر مثلکم (۱۸:۱۱۰) پڑھ پڑھ کر ایک طرف تو بہت زور دے کر خود کو رسول اللہ ﷺ کا سا عظیم الشان انسان اور اس عظیم الشان انسان ﷺ کو اپنا سا بے وقعت اور کمترین بشر قرار دینے پر بضد بلکہ مناظرہ کناں رہتے ہیں جبکہ دوسری طرف مومنین فضائل رسالت جب انہیں قرآنی آیت وما من دآبۃ فی الارض ولا طآئر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم (۶:۳۸) پڑھ کر کتے، بلی اور چوہے وغیرہ کا سا قرار دیتے ہیں تو نوحہ کناں بلکہ مائل بہ جدل ہو جاتے ہیں حالانکہ جیسے قرآن پاک کی آیت نمبر (۶:۴۱) میں مثلکم کا لفظ موجود ہے بلکل ایسے ہی بلکہ اس سے بڑھ کر آیت نمبر (۶:۳۸) میں لفظ مثلکم کی بجائے امثالکم موجود ہے لیکن

بس ایک ضد اور ہٹ دھرمی ہے جس سے وہ دست بردار ہونے کے لئے کسی صورت تیار نہیں ہورہے ہیں۔ پھر مشکلم کی بات چل نکلی ہے تو ۲۵ ستمبر۲۰۰۳ء کے تازہ جنگ لندن میں علامہ اقبال سے عقیدت و محبت پر مشتمل مولانا مودودی کے شائع شدہ ایک خط کے چند جملے مفتی صاحب بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ پتہ چلے کہ کس کو کس سے کتنی عقیدت و محبت ہے؟ مولانا لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "میں اس کو اپنی انتہائی بدنصیبی سمجھتا ہوں کہ اس شخص کی آخری زیارت سے محروم رہ گیا جس کا مثل اب شاید ہماری آنکھیں نہ دیکھ سکیں گی"۔--- لہذا مفتی صاحب ٹھنڈے دل ودماغ سے ملاحظہ فرمائیں کہ منکرین فضائل رسالت کا ایک طرف تو اپنے ممدوحین کے ساتھ حسن عقیدت و محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کو نہ اپنی مثل سمجھتے ہیں نہ اپنے آپ کو ان کی مثل، جبکہ دوسری طرف جیسے ہی آمنہ کے لال امام الانبیاء فخر رسولاں ﷺ کی بات آتی ہے بلکل یہی لوگ ان کا کلمہ پڑھنے کے باوجود پوری طاقت وقوت سے یہ کہتے اور لکھتے نہیں تھکتے کہ وہ ﷺ بلکل ہماری مثل ہیں اور ہم ان ﷺ کی مثل۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ توکیا کہنے والے نے کسی ایسے ہی موقع پر نہ کہا ہوگا یہ قطعہ کہ ؎

دماغوں میں موجودہ حالات پر کئی کلبلاتے سوالات ہیں

مفر ان سوالات سے ہے محال یہ حالات ہیں یا محالات ہیں

یعنی کیا رسول اللہ ﷺ کا درجہ علامہ اقبال سے کمتر اور علامہ اقبال کا درجہ رسول اللہ ﷺ سے برتر ہے؟ لیکن اصل دکھ تو یہ ہے کہ منکرین فضائل رسالت ان اقسام کے سوالات کے جواب ہی کب دیتے ہیں؟ گویا ؎

ہے جن معاملات پہ لب کھولنا جہاد وہ ان معاملات میں لب کھولتے نہیں

معلوم ہے انہیں یہاں سچائی کا صلہ سچ اور صدق اس لئے وہ بولتے نہیں

یا پھر میں سڑی یہ سب کچھ بکواس کر رہا ہوں؟

(۹) مفتی صاحب نے اپنے تبصرے میں یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) "دین کی خدمت یا قوم وملت کے مفاد کے اعتبار سے ہماری کتاب کوئی وقیع اور مہتم بالشان کارنامہ نہیں، اس لئے کہ یہ کتاب صرف مسلکی تعصب وتشدد میں اضافے کا باعث ہوگی جبکہ اسلام میں شدت وتعصب ہرگز روا نہیں"۔---لہذا یہاں بھی ہمارا مفتی صاحب سے سوال ہے کہ امریکہ وبرطانیہ اور اسرائیل وبھارت اگر اپنی قوت بازو کے سبب بلا وجہ ہی عراق وفلسطین، ایران وافغانستان اور انڈیا وپاکستان کے مسلمانوں کے جان ومال، عزت وآبرو اور آن بان سے کھیلتے رہیں، ان کی املاک واولاد پر آسمانوں سے بمباری کرکے آگ برساتے رہیں، ماوں بہنوں کی عصمتیں لوٹتے رہیں تو کیا پھر بھی آپ ان مظلوم مسلمانوں کو اپنے دفاع وتحفظ کے لئے صف بستہ ہونے پر فتنہ پرداز، غدار، مکار اور فسادی قرار دے دیں گے؟ ان کو متعصب اور متشدد کہیں گے؟ اگر نہیں، تو پھر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ درانی صاحب تو مدیر راوی کے ایک نہایت ہی معقول اور مفید مشورے کا برا مناکر بلا وجہ ہی ساری دنیا کی ساری ہی مساجد کو نہایت

ہی بے باکی سے شرک وبدعات اور خرافات کے اڈے قرار دے دیں بلکہ اس کے جواب میں اپنے دفاع کے لئے میری لب کشائی پر مجھے بھی طرح طرح سے للکاریں اور پھٹکاریں پھر بھی کتنا بڑا اندھیر ہے کہ آپ انہیں تو کچھ نہیں کہتے لیکن مجھ غریب کو متعصب، متشدد، غلط کار، خاطی، مفسد، فتنہ پرداز اور نہ جانے کیا کیا کہے چلے جارہے ہیں، تو کیا یہی انصاف ہے؟ یہی العدل ہے؟ ؎

میں آواز جرس ہوں پے بہ پے فریاد کرتا ہوں اگر اب بھی نہیں سنتے تو پھر تم سے خدا سمجھے

پھر ہماری اس گفتگو کو مفتی صاحب اس نہج سے بھی ملاحظہ فرمائیں کہ آج سے دوتین سو سال پہلے دنیا بھر میں مسلمانوں کے دو ہی مشہور ومعروف فرقے تھے، شیعہ اور سنی، جو آپس میں لڑلڑکر دو پہلوانوں کی طرح اتنے تھک چکے تھے کہ لکم دینکم ولی دین پر عمل پیرا ہو گئے تھے یعنی ان کی شادی بیاہ، موت میت، مساجد ومدارس اور سماجی ومعاشرتی زندگی سب کچھ ایک دوسرے سے بلکل منقطع ہو چکے تھے جس کا نتیجہ تھا کہ ان کے اختلافات اپنی موت آپ مر چکے تھے یا اپنے اپنے گھروں تک محدود ہو گئے تھے۔ لیکن براہیو عیار ومکار انگریزوں کا جنھوں نے مسلمانوں پر حکومت کرنے کا خواب دیکھنا شروع کر دیا اور اس کے حصول کے لئے اپنی حکمت عملی سے ایسے علماء اور حکماء خریدنے لگے جو حکومت، بادشاہت اور سیم وزر کے بدلے مسلمانوں کو اختلاف وانتشار کا زہر پلانے پر رضا مند ہوں، اب اسے مسلمانوں کی بدقسمتی اور انگریزوں کی خوش قسمتی کہئے کہ انگریزوں کو ایسے لالچی اور دنیا پرست علماء اور حکماء مل بھی گئے، جنھوں نے بادشاہت، حکومت اور دنیوی مال ودولت کے عوض کتابیں لکھ لکھ کر مسلمانوں کو لڑانا شروع کر دیا اور ایسے ایسے غلط سلط اور من گھڑت اصول وضوابط ابداع واختراع کئے کہ ساری کائنات سے کوئی ایک متنفس بھی مومن اور مسلمان باقی نہیں رہ جاتا، ساری کائنات ہی کسی نہ کسی صورت مشرک، بدعتی، جہنمی اور دوزخی بن جاتی ہے۔ کتاب التوحید، تقویت الایمان، صراط مستقیم، تذکیر الاخوان، تحذیر الناس، حفظ الایمان، بہشتی زیور، براہین قاطعہ، فتاوائے رشیدیہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی اکثر کتابیں اسی قبیل کی ہیں۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ مفتی صاحب مسلمانوں کے اتفاق میں آگ لگانے والی ان زہریلی کتابوں کو تو بخشتے رہے ہیں، انہیں کچھ نہیں کہتے، لیکن ان کی تغلیط اور اپنے دفاع میں پیار ومحبت کی زبان میں لکھی جانے والی کتاب مولانا! اندھے کی لاٹھی کو فتنہ پرداز، مفسد اور نہ جانے کیا کیا کہہ رہے ہیں بلکہ ؎

مصلحین وطن کے تعمیری کام گنوائے کس طرح درویش

چند بنگلوں کا تذکرہ ہی کیا یہ تو بنوا چکے ہیں بنگلہ دیش

کے مطابق ہم مفتی صاحب سے پوچھ ہی لیں کہ آج سے تقریباً تیس چالیس سال پہلے منکرین فضائل رسالت جب ایک شریف زادے محمد پالن حقانی کو ان کی سریلی آواز اور بے پناہ قوت یادداشت کے سبب اپنے کاندھوں پر اٹھائے پورے ہندوستان خصوصاً گجرات، مہاراشٹر، یوپی، بمبئی، کلکتہ، احمد آباد اور بھروچ کے نگر نگر اور ڈگر ڈگر آگ لگاتے پھر رہے تھے اور پورے گجرات کے مفتی بڑودے میں جمع ہوکر ان کو اور ان کی موٹی

تازی کتاب شریعت یا جہالت کو پھر بھی امن کی فاختہ قرار دے رہے تھے تو کیا آپ نے یا آپ کی جماعت کے کسی ایک فرد نے بھی مسلمانوں میں آگ لگانے والی اس کتاب بلکہ اس مقرر کو بھی مفسد، فتنہ پرداز اور باغی قرار دیا تھا؟ اگر ہاں، تو ثبوت پیش کیجئے ہم اس خصوص میں آپ سے معافی مانگ لیں گے ورنہ وجہ بیان فرمائیں کہ منکرین فضائل رسالت مسلمانوں کو مشرک، بدعتی، جہنمی اور دوزخی ہونے کی گالیاں لکھیں تو جائز و روا کیوں؟ اور اپنی مدافعت میں مومنین فضائل رسالت آہ بھی کریں تو فتنہ پرور، مفسد اور باغی کیوں بن جاتے ہیں؟ ۔

مدتوں سے حل طلب ہے یہ سوال کب جواب آئے گا اے اہل کمال

کٹ گئیں صدیاں کئی ایام کی اور اب کتنے لگیں گے ماہ و سال

کابل و بابل کے جراح و طبیب کیوں نہیں کرتے علاج تل ابیب

کوڑھ بلکہ برص کا ہے اب مریض ان کا امریکہ یہودوں کا نقیب

فلسطین کی حالت زار آہ شدائد سے پیر و جواں چور ہیں

خواتین تک تنگ آکر وہاں گھروں سے نکلنے پہ مجبور ہیں

پھر یہ حقیقت بھی کتنی تعجب خیز اور افسوسناک ہے کہ قرآن کریم نے تو ایک مناظرے کی روداد بیان کرتے ہوئے حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ ل کے سوال اور مطالبے (مفہوم) "میرا رب وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، تو مغرب سے نکال کر دکھا" (۲:۲۵۸) کے جواب میں نمرود کے مبہوت رہ جانے کو اس کی شکست مبین قرار دیا ہے لیکن مفتی صاحب بلکل اسی طرح کے ہمارے سوال اور مطالبے "غیراللہ سے مدد مانگنا اگر واقعی شرک ہے تو اے لوگو! ساری کائنات سے صرف اور صرف ایک ہی ایسا موحد خالص بتا دو جس نے کبھی بھی کسی بھی غیراللہ سے کوئی بھی مدد نہ مانگی ہو ہم آپ حضرات کو سچا مان لیں گے"۔ کے جواب میں منکرین فضائل رسالت کے ساکت و صامت اور مبہوت رہ جانے کے باوجود انہیں تو برحق اور سچا لیکن ہمیں مفسد و فتنہ پرداز اور نہ جانے کیا کیا کہہ رہے ہیں؟ تو کیا یہی عدل ہے؟ یہی انصاف ہے؟

(۱۰) (مفہوم)" اپنے تبصرے کو ختم کرتے ہوئے مفتی صاحب نے فرقہ بندی کی مذمت کرتے ہوئے حضرت علامہ اقبال کا سہارا لے کر ہمیں وعظ و نصیحت بھی فرمائی ہے" ۔--- لہذا ہم بھی علامہ کو پیش کر رہے ہیں تاکہ حساب بے باق رہے، علامہ کے تین اشعار کا مفہوم ہے کہ "دیوبند کے منبر سے ملت کے وطن سے بننے کی بوالعجبی بھری بانسری بجانے والے حسین احمد! آپ مقام محمد عربی ﷺ سے بے خبر ہیں، اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ اپنے آپ کو مصطفی پیارے ﷺ تک پہنچائیں، اس لئے کہ اگر آپ نے اپنے آپ کو ان تک نہ پہنچایا تو بولہب کا مکمل نمونہ بن جائیں گے، ایسا اس لئے ہوگا کہ محمد عربی ﷺ---دیں ہمہ اوست--- ہیں"۔

پھر انہی ---دیں ہمہ اوست ﷺ--- کی اہمیت بالفاظ دیگر علامہ یوں بھی بیان فرماتے ہیں کہ "دیں ہمہ اوست" کو ہاتھ سے دے کر (منکر فضائل رسالت بن کر) ملت اگر آزاد ہو جائے تب بھی اس تجارت میں مسلمان کا خسارا ہوگا، نقصان ہوگا"۔ علامہ کا شعر ہے۔

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آباد ہو ملت ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ مفتی صاحب یہ چاہتے ہیں کہ کوئی کلمہ گو منکر فضائل رسالت (قادیانی؟) بنتا ہے تو بننے دیا جائے، اس سے کوئی تعارض نہ کیا جائے تاکہ مسلمانوں میں اتحاد واتفاق بر قرار رہے، تو کیا یہ علامہ صاحب کی تبطیل و تردید اور تغلیط و تکذیب نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ بلکہ سنئے تو! اس سلسلے میں علامہ صاحب اور بھی کیا کیا ارشاد فرما گئے ہیں؟ وہ کہتے ہیں ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

یکم اکتوبر ۲۰۰۳ء منتظر نظر کرم محمد میاں مالیگ

.Seymour Rd, Oldbury, B69 4EP, U.K 35

ة

۸٦،

01-04-04

نور اللہ صاحب سے دو باتیں

اسلام عدل وانصاف کا دین ہے۔ یہ اپنے اور پرائے ہر ایک سے برابری کے سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ کے ارشاد گرامی کا مفہوم ہے کہ میری بیٹی فاطمہ ص بھی اگر چوری کریں تو ان کو بھی وہی سزا دی جائے گی جو سب کے لئے متعین ہے، لیکن موجودہ زمانے میں ہم عام مسلمانوں کا تو کیا ذکر؟ اپنے آپ کو بہت اچھا بلکہ سب سے بہتر مسلمان سمجھنے والوں کا بھی یہ حال ہے کہ یہ غیروں کو تو ضرور ان کے گناہوں کی قرار واقعی سزا دینے پر بضد اور مصر رہتے ہیں لیکن جن سے کچھ ملنے کی امید یا طمع ولالچ ہو ان سے صرف نظر کر لیتے ہیں، انہیں معاف کر دیتے ہیں، انہیں کچھ نہیں کہتے، بلکہ اکثر وبیشتر یہ ہوتا رہتا ہے کہ یہ لوگ عام مسلمانوں کو تو دھڑلے سے کافر ومشرک اور بد عتی وجہنمی اور دوزخی وناری ہونے کی گالیاں دیتے رہتے ہیں لیکن جیسے ہی کوئی مسلمان اپنے دفاع اور ان کے جواب میں لب کشا ہوتا ہے یہی لوگ ہادی و

مصلح بن کر اتفاق و اتحاد کا درس دینے نکل پڑتے ہیں بلکہ جواب دینے والے مسلمان کو فسادی، فتنہ پرور اور فرقہ پرست قرار دینے سے بھی نہیں چوکتے۔

دنیا میں مسلمانوں کا سب سے بڑا اور سب سے اہم سالانہ دینی اجتماع حج کے موقع پر مکے اور مدینے میں ہوتا ہے جہاں بلا مبالغہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے نمائندے موجود ہوتے ہیں، لہذا ایسے موقع پر امام حج کا ایک ایک قول و فعل بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام حج کا خطبہ ء حج اسلامی اخبارات کی شاہ سرخیوں میں شائع ہوتا اور ریڈیو ٹیلی ویژن کے ذریعے ساری دنیا میں براڈکاسٹ کیا جاتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں مسلمانوں پر یوں تو بڑے بڑے آلام و مصائب کے دن آئے لیکن موجودہ دور میں یہ جن حالات سے گذر رہے ہیں ان کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اندریں حالات بہت ضروری تھا کہ کم ازکم فی الحال تو مسلمان ضرور ہی اپنے آپس کے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ایک اور نیک بن جاتے، لیکن کیا بتائیں کہ یکم فروری ۲۰۰۴ء کے جنگ لندن میں امام کعبہ کا جو تازہ بتازہ خطبہ ء حج شائع ہوا ہے اس میں جہاں انہوں نے بہت ساری اچھی اچھی باتیں ارشاد فرمائی ہیں وہیں یہ بھی کہہ دیا ہے کہ (مفہوم) "جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہیں وہ مشرک ہیں"۔--- حالانکہ دنیا میں ایک بھی آدمی ایسا نہ ہوا ہے نہ ہوگا جس نے غیر اللہ کو کبھی نہ پکارا ہو، جس کا واضح اور دوٹوک مطلب سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ دنیا کے سارے ہی آدمی مشرک ہیں، لیکن اس حقیقت کے باوجود ۵ فروری ۲۰۰۴ء کے جنگ میں جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے قائم مقام ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق صاحب نے امام حج کے اس خطبے کو قابل تحسین خطبہ قرار دے دیا ہے حالانکہ دودھ میں زہر ملا ہو تو علم ہو جانے کے بعد پھر اسے کوئی نہیں پیتا، کوئی نہیں استعمال کرتا۔

بلکہ مزید برآں ۱۶ مارچ ۲۰۰۴ء کے جنگ میں بریڈفورڈ کے جناب شوکت علی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ (مفہوم)"بعض نادان اور جاہل مسلمان مسجدوں میں بھی اللہ کے ساتھ غیراللہ کو حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے پکارتے ہیں، ان لوگوں نے غیراللہ کو کارساز اور مددگار جان رکھا ہے، انہیں نہ تو اللہ کا خوف ہے نہ ہی یہ اللہ کو اپنا معبود اور مددگار تصور کرتے ہیں"۔--- لیکن شوکت صاحب نے غور نہیں فرمایا کہ بات اگر یہی سچی اور حق ہے جو انہوں نے ان سطور میں تحریر فرمائی ہیں تو ۱۹۹۰ء میں کویت پر صدام حسین کے قابض ہو جانے کی مصیبت اور مشکل کے نزول کے بعد دنیا کی سب سے بڑی، سب سے مبارک اور سب سے پہلی مسجد کعبۃ اللہ شریف، مسجد نبوی شریف اور مسجد قبا شریف میں بیٹھ کر سعودی عرب کے بادشاہوں نے اس مصیبت اور اس مشکل سے چھٹکارے کے لئے غیراللہ امریکہ، غیراللہ برطانیہ اور غیراللہ اقوام متحدہ کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر جو پکارا تھا یہ کیوں اور کیسے کفر اور شرک نہ ہوگا؟ کیا محمد رسول اللہ ﷺ تو اللہ کے شریک نہیں لیکن امریکہ اور برطانیہ اور اقوام متحدہ اللہ کے شریک اور پارٹنر ہیں؟ اللہ کے ساجھی ہیں؟ یا پھر بات کیا ہے؟ کہ اُن کو پکارنا تو شرک لیکن اِن کو پکارنا جائز اور روا اور نا شرک ہے؟

اس موقع پر یہ خبر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ ہفت روزہ کشمیر پوسٹ برمنگھم کے ۱۳ فروری ۲۰۰۴ء اور اسی کے آس پاس کے جنگ

لندن میں یہی چوہدری عبد الرزاق صاحب انفرادی طور پر اور جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے تقریباً دس نمائندگان اجتماعی طور پر مسلمانان عالم کو ہدایت فرمارہے ہیں کہ (۱) (مفہوم) "مسلمانوں کے دشمن متحد ہوکر منظم طریقے سے انہیں مٹانے کے درپے ہیں، ان کے آئندہ اہداف وعزائم میں مسلمانوں کی صفوں میں مزید انتشار ونفاق ڈالنا شامل ہے، لہذا مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ذمے داری ہے کہ یہ اپنے ان دشمنوں کو ناکام بنانے کے لئے بیدار ہو جائیں اور متحد و متفق ہوکر تفرقہ بازی وفروعی اختلافات کو مکمل طور پر ختم کر دیں"۔---(۲) (مفہوم) "طاغوتی قوتیں اپنے اختلافات کو ختم کرکے ایک دوسرے کے قریب ہو رہی ہیں لیکن مسلمانوں کی بدنصیبی ہے کہ آئے دن لٹنے پٹنے اور تباہ و برباد ہونے کے باوجود یہ دن بہ دن اختلافات کے شکار ہو رہے ہیں، کاش یہ ہوش کے ناخن لیتے، اتحاد واتفاق پیدا کرتے، ایک دوسرے کا خیال کرتے اور ایک دوسرے کو برداشت کرتے"۔--- تو دیکھئے! وقت کا یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ جولوگ تفرقے مٹاکر مسلمانوں کو متحد و متفق ہونے کا سبق پڑھا رہے ہیں وہی لوگ غیراللہ کو پکارنے یا غیراللہ سے مدد مانگنے والوں کو مشرک بھی قرار دیتے چلے جارہے ہیں، جبکہ دنیا میں ایک بھی آدمی ایسا نہیں جس نے غیراللہ کو نہ پکارا ہو، غیراللہ سے مدد نہ مانگی ہو۔

روزنامہ جنگ برصغیر کے مسلمانوں کا سب سے بڑا اردو اخبار ہے، اس کی مالی حالت اتنی مستحکم ہے کہ یہ بیک وقت دنیا کے پانچ بڑے شہروں سے شائع ہوتا ہے، لیکن کیا بتائیں کہ بعض اوقات یہ بھی مصلحتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ ۲۹ مارچ ۱۹۹۹ء کے جنگ نے اپنے اداریئے میں ۹۹ءکے اس خطبہء حج کی انتہائی شاندار الفاظ میں تحسین وتصویب کی تھی جس میں امام حج نے مسلمانان عالم سے استدعا کی تھی کہ یہ فروعی اختلافات اور خصوصاً ایک دوسرے کو کافر کہنے سے باز آجائیں ورنہ ان کو اس سے سوائے نقصان کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا---"۔ بلکہ ۲ اپریل ۱۹۹۹ء کے ادارتی صفحے پر بھی جناب آغا مسعود حسین کے قلم سے لکھا تھا کہ (مفہوم) "امام کعبہ نے اپنے ۱۹۹۹ء کے خطبہء حج میں نہایت دل سوزی اور دل گرفتی کے ساتھ کہا ہے کہ فرقہ پرستی اور ایک دوسرے کو کافر کہنے کی ریت روایت نے ملت اسلامیہ کے اتحاد واتفاق کو پارہ پارہ کر دیا ہے، ہماری اس کمزوری کا فائدہ یہود ونصاریٰ خوب اٹھا رہے ہیں، یہ ہمارے درمیان نفاق ونفرت کی خلیج کو اور زیادہ گہری کر رہے ہیں، لہذا امام حج کے اس سماجی ادراک سے مجھ پر گہرا اثر قائم ہوا ہے اور روحانی طمانیت حاصل ہوئی ہے"۔--- بلکہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۶ء کے جنگ لندن نے جناب کرامت اللہ صاحب چوہدری کے ذریعے لکھا تھا کہ (مفہوم) "امام مسجد الحرام عبد الرحمن السدیس جیسے متقی انسان برطانیہ تشریف لاکر مسلمانوں سے اپیل کر رہے ہیں کہ ایک دوسرے پر بیجا تنقید کرنے سے گریز کریں، آپس میں متحد اور متفق ہو جائیں، تو کیا برطانیہ کے مسلمان اس محترم ہستی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے فرقہ پرست مولویوں سے نجات حاصل کر لیں گے؟"۔--- تو دیکھئے! کہ جنگ نے مسلمانوں کو کافر کہنے اور ان میں تفرقہ پیدا کرنے والوں کے خلاف ۱۹۹۹ء کی اپنی ان تحاریر میں کتنے کتنے زاویوں سے امام کعبہ کے اس خطبے کی تائید و حمایت کی ہے جبکہ دوسری طرف یہ حقیقت بھی اظہر ہے کہ یہی جنگ اس کے بعد ۲۰۰۱ء اور ۲۰۰۴ء کے امام کعبہ کے ان دوسرے خطبوں کی مذمت اور مرمت میں بالکل خاموش اور چپ رہا ہے جن میں امام کعبہ نے ساری دنیا کے آدمیوں بلکہ مسلمانوں کو غیراللہ کو پکارنے اور غیراللہ سے مدد مانگنے کے سبب

خود مشرک اور بدعتی قرار دے دیا ہے۔ بلکہ اپنے ۵ مارچ ۲۰۰۱ء اور ۳ فروری ۲۰۰۴ء کے اداریوں میں امام کعبہ کی ایسے خطبوں کے باوجود ہر لحاظ اور ہر نکتے سے تائید و تصویب ہی کی ہے، تو آخر یہ کہاں کا عدل اور کہاں کا انصاف ہے؟ کہ کوئی مسلمان کسی منکر فضائل رسالت کو اس کے کفریہ قول و عمل کے سبب کافر کہے تو قابل گردن زدنی ٹھہرے لیکن امام کعبہ بلا وجہ ہی ساری دنیا کے آدمیوں کو مشرک اور بدعتی کہتے رہیں تب بھی محترم و معظم ہی رہیں، ان کی ذرا سی بھی مذمت و مرمت نہ کی جائے، تو آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا اسلامی قوانین سب کے لئے یکساں نہیں؟ سب کے لئے برابر نہیں؟

۲۵ جنوری ۲۰۰۴ء کے جنگ میں گیٹس ہیڈ کے میاں نور اللہ صاحب کا ایک مراسلہ "مسلمانوں کو اختلافی مسائل سے بچائیے" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے بیسٹن کے علاقے نیو کاسل اپان ٹائن کا جغرافیہ بیان کرنے کے بعد ایک مسجد کے خطبہء جمعہ کی روداد بیان کرتے ہوا لکھا ہے کہ (مفہوم) "اس کے امام نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد "یا رسول اللہ اور یا محمد" کہہ کر پکارنا اور ان سے اعانت طلب کرنا عین ایمان ہے، جو لوگ ایسا کہنے سے روکتے ہیں یا مخالف عقیدہ رکھتے ہیں وہ غلط کار ہیں۔ امام صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ نماز کے لئے جب تکبیر پڑھی جائے تو جب تک مکبر حی علی الصلوٰۃ نہ کہے اٹھنا اور صف بندی کرنا غلط ہے"۔ ---اس کے بعد میاں صاحب نے ان مسائل کے خصوص میں امام صاحب کی مذمت اور عرب ممالک کی تحسین و تصویب کرتے ہوئے بریلوی مساجد کے منتظمین سے درخواست کی ہے کہ (مفہوم) "وہ اپنی مساجد کے ائمہ حضرات کو ایسی خرافات سے روکیں تاکہ اختلافی مسائل پیدا نہ ہوں اور ہم مسلمان غیر مسلم معاشرے میں صر ف اور صرف مسلمان رہ سکیں، فرقوں اور گروپوں میں نہ بٹ جائیں"۔ ---لہذا میاں نور اللہ صاحب قبلہ سے استصواب ہے وہ جواب عنایت فرمائیں کہ اگر اپنے ماں باپ کے انتقال کے بعد دو حقیقی بھائی اس لئے لڑ جھگڑ رہے ہوں کہ طاقتور بھائی نے اپنے کمزور اور ناتواں غریب بھائی کے حق اور حصے پر نہ صرف یہ کہ قبضہ جما لیا ہو بلکہ غنڈوں کے ذریعے اسے طرح طرح سے ستا بھی رہا ہو، تو ان حالات میں آپ کس کی حمایت کریں گے؟ کس کا ساتھ دیں گے؟ یہ سوال ہم نے اس لئے اٹھایا ہے کہ میاں صاحب ایک طرف یارسول اللہ ﷺ کہنے والے مومنین فضائل رسالت کو مشرک، بدعتی، جہنمی، دوزخی اور ناری کہنے والے منکرین فضائل رسالت کی تو بلا جھجک تصویب و تائید فرما رہے ہیں لیکن دوسری طرف اپنے دفاع میں ایک چھوٹی سی گمنام مسجد میں منہ کھولنے والے بیچارے امام صاحب کو مفسد، فتنہ پرداز اور نہ جانے کیا کیا کہے چلے جا رہے ہیں۔ تو آخر یہ کہاں کا انصاف اور کہاں کا عدل ہے؟ کہ مظلوم کو کوسا اور ظالم کو کچھ بھی نہیں کہا جا رہا ہے، پھر کتنے افسوس اور کتنے دکھ کی یہ بات بھی کہ میاں صاحب قبلہ کو ایک طرف ایک چھوٹی سی مسجد کے چھوٹے سے امام صاحب کے دفاعی بیان پر تو اتنا صدمہ اور اتنا دکھ پہنچ گیا ہے کہ تحریری طور پر برطانیہ بھر کی بریلوی مساجد کے منتظمین سے درخواست کر بیٹھے ہیں کہ یہ اپنے ائمہ کو ایسی خرافات سے روکیں تاکہ برطانوی مسلمان صرف اور صرف مسلمان رہ سکیں، فرقوں میں نہ بٹ جائیں، لیکن دوسری طرف دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے اہم مسجد کے سب سے بڑے امام کے ہر ہر سال دنیا بھر سے آئے لاکھوں مسلمانوں کے سامنے نہایت ہی غلط طور پر چھیڑ خانی کرتے ہوئے تمام ہی آدمیوں کو مشرک، بدعتی، جہنمی،

دوزخی اور ناری کہنے کا کوئی بھی نوٹس نہیں لے رہے ہیں حالانکہ نیوکاسل اپان ٹائن کے امام کا بیان زبانی تھا جو نہ اخبارات میں شائع ہوا ہے نہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشر، جبکہ امام کعبہ کا بیان اخبارات میں شائع بھی ہوتا ہے اور ریڈیو ٹیلی ویژن سے نشر بھی۔ پھر وہ صرف ایک مرتبہ ہوا ہے جبکہ یہ عموماً ہر ہر سال ہوتا رہتا ہے، لہذا ان حالات میں ہمارا یہ کہنا کیا غلط ہوگا کہ ؂

تمہارے دیں کا ہے تالاب ہے کس قدر گندہ نظام دیں کے مچھیرو تمہیں خبر کیا ہے

یہ مچھلیاں جو پکڑتے ہو یہ تو جھینگے ہیں مگر مچھوں کو بھی پکڑو اگر مگر کیا ہے

اب آخر میں ایک اور بات۔ نور اللہ صاحب کو یقیناً علم ہوگا کہ منکرین فضائل رسالت حضور پر نور آقائے دو جہاں ﷺ کو اپنے جیسا معمولی بشر سمجھتے ہیں، وہ ان ﷺ کو نور اللہ ہرگز نہیں مانتے، بلکل نہیں جانتے۔ لہذا خدا لگتی کہیں کہ پھر آپ اپنے آپ کو "نور اللہ" کیوں لکھتے اور سمجھتے ہیں؟ کیا یہ جائز ہے؟ روا ہے؟ قابل قبول ہے؟ کیا آپ کا مرتبہ آقائے کائنات ﷺ سے افضل و اعلیٰ اور برتر و بالا ہے؟ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں ورنہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ؂

روبرو ظلم کے کب تک کوئی خاموش رہے کب تلک شہرت آفات و بلا نوش رہے

فقط محمد میاں مالیگ 01-04-04

نوٹ: جنگ کو لکھے گئے اس مراسلے سے صرف عربی حروف میں لکھا گیا مواد ۳۰ اپریل ۲۰۰۴ء کے جنگ میں جنگ نے شائع کیا ہے۔ پھر بھی جنگ کا بہت بہت شکریہ کہ سمجھا تو کسی قابل ہمیں۔

روزنامہ جنگ کے نام خط

مکرمی مدیر جنگ لندن!

سلام مسنون، خیریت مطلوب و مدعو، کسی مصلحت یا مجبوری کے تحت آپ چونکہ میرے مراسلات کو جنگ میں جگہ نہیں دیتے یا کبھی دے بھی دی تو کاٹ پیٹ کر بلکل ادھ موا بنا کر، لہذا اب میں اپنے مراسلات لیٹر پیڈ کی بجائے سادے کاغذات پر بھیجنے لگا ہوں اور یہ بھی نہیں لکھتا کہ جنگ میں جگہ دے کر ممنون فرمائیں کہ شائع تو یہ بہر حال اور بہر صورت نہیں ہی ہوں گے۔ پھر میں پہلے بھی کئی مرتبہ لکھ چکا ہوں اب پھر لکھ رہا ہوں کہ خداوند کریم نے توفیق عطا فرمائی تو انشاء اللہ تعالیٰ اپنے ان تمام مراسلات کو کتابی شکل میں ضرور شائع کروں گا جن کو جنگ نے اپنے

صفحات میں کوئی جگہ نہیں عنایت کی ہے اس لئے کہ ؎

چپ رہے تو ظالم پھر ظلم پر جری ہو گا ہم قلم اٹھائیں گے ہم ضرور لکھیں گے

اور اس لئے بھی تاکہ دنیا یہ بھی جان لے کہ جنگ منکرین فضائل رسالت کو تو ہر روز اپنے سر آنکھوں پر بٹھاتا ہے لیکن مومنین فضائل رسالت کے نقطہ ء نظر کے لئے اس کے یہاں کوئی جگہ نہیں، کوئی گنجائش نہیں ۔

فقط محمد میاں مالیگ

جنگ کے مضمون نگار، آغا مسعود حسین صاحب کے نام مالیگ صاحب کا خط

ۃ

۷۸۶

17-06-04

مکرمی و محترمی عالی جناب آغا مسعود حسین صاحب!

سلام مسنون، مزاج گرامی، روزنامہ جنگ لندن میں مسلمانوں کے جلتے اور سلگتے مسائل پر آپ جس کرب و درد اور دور اندیشی سے تبصرے فرماتے ہیں یہ اتنے وقیع اور دل کو لگنے والے ہوتے ہیں کہ میں انہیں اگر بغور نہ بھی پڑھوں تو اچٹتی ہوئی نظر سے ضرور دیکھ لیتا ہوں ۔ ۱۴ مئی ۲۰۰۴ء کے جنگ میں آپ نے سانحہ ء حیدری مسجد کے تعلق سے بلکل صحیح اور بجا لکھا ہے کہ (مفہوم) "پولس اور رینجر کے اعلیٰ افسران خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ حادثات رونما ہوجانے کے بعد فعال ہوتے ہیں لیکن جو ہونا ہوتا ہے وہ تو ہو چکا ہوتا ہے، اس لئے پولس جب جائے واردات پر پہنچتی ہے تو اس کا استقبال پتھروں سے کیا جاتا ہے، پھر حیدری مسجد کے سلسلے میں بعض سیاسی پارٹیاں امریکہ کو مورد الزام ٹھہرا رہی ہیں لیکن جنھوں نے یہ بم دھاکے کئے ہیں یہ تو پاکستان میں بسنے والے لوگ ہیں اس لئے کہنے دیا جائے کہ دراصل ہم اپنے گریبانوں میں جھانکنے کے عادی نہیں رہے" ۔--- لہذا میں آپ کی اس تحریر کے مطابق اپنے آپ کو اپنے گریبان میں نہ جھانکنے کا مجرم سمجھتے ہوئے جنگ کے عملے سے موء دبانہ اور عاجزانہ التماس کرتا ہوں کہ میری فہم و سمجھ کے مطابق آپ حضرات بھی تو دانستہ یا نا دانستہ طور پر بڑے لوگوں خصوصاً حکمرانوں کی معمولی معمولی قابل قدر حرکات پر تو ان کو تحسین و تبریک پیش کرنے میں سبقت فرما لیتے ہیں لیکن مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق میں رخنے ڈالنے والی یا مسلمانوں میں تفرقے پیدا کرنے والی ان کی بڑی سے بڑی گمراہی پر بھی مطلق صدائے احتجاج بلند نہیں کرتے، اپنے اس دعوے کی سچائی کے

ثبوت میں میں یکم اپریل ۲۰۰۴ء کو جنگ لندن کے نام لکھے گئے اپنے چار صفحاتی خط اور جنگ میں شائع کی گئی اس کی فوٹو کاپی پیش کر رہا ہوں، ملاحظہ فرمائیں کہ جنگ کے عملے نے اس کو کاٹ پیٹ کر کس خوبصورتی سے نہ صرف یہ کہ اپنے مدیر اور اپنے آغا مسعود حسین بلکہ چوہدری عبدالرزاق، چوہدری شوکت علی، چوہدری کرامت اللہ اور جمعیت اہل حدیث کو صاف ستھرا بگلا بھگت بنے رہنے دیا ہے حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جو امام کعبہ اور پاسبان حرم کی تو بہر صورت اور بہر حال تحسین وتبریک ہی کرتے ہیں خواہ امام کعبہ اور پاسبان حرم منکرین فضائل رسالت مثلاً شیطانوں، جنوں اور قادیانیوں کی تکفیر کو جرم قرار دے دیں خواہ ساری کائنات کے آدمیوں کو بیک جنبش قلم منہ بھر کر مشرک کہہ دیں۔ اندریں حالات کیا میں یہ کہنے میں حق بجانب نہیں کہ ۔

سارے سپیرے ویرانوں میں گھوم رہے ہیں بین لئے

شہر میں رہنے والے اجگر گرچہ بڑے زہریلے ہیں

توآخر یہ کہاں کا عدل اور کہاں کا انصاف ہے؟ کیا بہادر شاہ ظفر نے ہمیں کو آئینہ دکھاتے ہوئے کہا تھا کہ ۔

نہ تھی عیبوں کی جب ہمیں اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب وہنر

پڑی اپنے گناہوں پر جوں ہی نظر کوئی اور جہاں میں برا نہ رہا

کاش! ہم واقعی اپنے گریبانوں میں جھانکنے والے بن جاتے۔

فقط محمد میاں مالیگ 04-06-17

ۃ

،۸۶

29-07-04

امام کعبہ، لارڈ صاحب اور منکرین فضائل رسالت

حادثے کی شکار ایک کار کی چھت کا ٹین ڈرائیور کے حلق میں بڑی گہرائی تک اتر گیا تھا اس لئے اس سے بری طرح خون رس رہا تھا لیکن ڈاکٹر تھا کہ توجہ دلائی جانے کے باوجود ہاتھ پاؤں کے معمولی زخموں کی مرہم پٹی میں ہی لگا رہا اور حلق سے رستے خون کو بند کرنے کی طرف بلکل متوجہ نہ ہوا، نتیجہ جس کا یہ نکلا کہ چند گھنٹوں کے بعد ڈرائیور بیچارا ایڑیاں رگڑتے رگڑتے دنیا سے رخصت ہوگیا اور اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں بچیوں کو

ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یتیم کر گیا۔ لیکن اس چشم دید حقیقت کے باوجود پھر بھی کچھ لوگ تھے جو دیدہ و دانستہ کہے چلے جا رہے تھے کہ ڈاکٹر نے تو ڈرائیور کی جان بچانے کی بڑی کوشش کی لیکن موت کے آگے کس کی چلی ہے جو اس کی چلتی؟ خدا نے ڈرائیور کی عمر ہی اتنی لکھی ہوگی، اف! اصل حقیقت کے کتنی خلاف تھی ان کی یہ بات۔ کاش ہم کالے کو کالا اور سفید کو سفید کہنے والے بن جاتے۔

یکم فروری ۲۰۰۴ء کے روزنامہ جنگ لندن میں امام کعبہ کا جو تازہ بتازہ خطبہ ء حج شائع ہوا ہے اس میں جہاں انہوں نے بہت ساری اچھی اچھی باتیں ارشاد فرمائی ہیں وہیں یہ بھی کہہ دیا ہے کہ "جو لوگ اللہ کے سواکسی اور کو پکارتے ہیں وہ مشرک ہیں"۔---جس کا دوٹوک اور سیدھا سادہ مطلب یہی ہوا ناں کہ ساری کائنات ہی مشرک ہے، اس لئے کہ دنیا میں ایک بھی انسان ایسا نہیں مل سکتا، ہرگز نہیں مل سکتا، کبھی نہیں مل سکتا جو اس شرک سے پاک اور مبرا ہو، جس نے کسی غیر اللہ کو کبھی نہ پکارا ہو، حتیٰ کہ حضرات انبیاء کرام ں بلکہ اللہ رب العزت د نے بھی حد ہوگئی کہ قرآن کریم میں غیر اللہ کو پکارا ہے، لیکن اتنی واضح اور مبرہن حقیقت کے باوجود بہت سے احباب ہیں جو بالواسطہ یا بلا واسطہ امام کعبہ کی تائید و تحسین میں ہی مگن ہیں، ثبوت درکار ہوں تو ۲۵ جنوری ۲۰۰۴ء کے جنگ میں گیٹس ہیڈ کے میاں نور اللہ صاحب، ۵ فروری ۲۰۰۴ء کے جنگ میں جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے قائم مقام ناظم اعلیٰ چوہدری عبد الرزاق صاحب، ۲۵ فروری ۲۰۰۴ء کے جنگ میں ڈاکٹر سلمیٰں سلطانہ صاحبہ چغتائی، ۲۰ مئی ۲۰۰۴ء کے جنگ میں لیوٹن کے طاہر فرید صاحب، ۲۰ جون ۲۰۰۴ء کے جنگ میں مانچسٹر کے غلام باری صاحب، ۱۹ مارچ ۲۰۰۴ء، ۲۸ مارچ ۲۰۰۴ء اور ۱۶ جولائی ۲۰۰۴ء کے جنگ میں حافظ عبد الرحمن صاحب سلفی، ۱۶ مارچ ۲۰۰۴ء، ۲۲ جون ۲۰۰۴ء اور ۲۸ جون ۲۰۰۴ء کے جنگ میں بریڈفورڈ کے چوہدری شوکت علی صاحب اور ۳ فروری ۲۰۰۴ء کے جنگ میں اس کے مدیر کے مراسلات، بیانات، مضامین اور اداریئے پڑھ لیجئے جن میں ان حضرات نے بالواسطہ یا بلا واسطہ یا تو امام کعبہ کے اس زہریلے خطبے کو قابل تحسین و تبریک خطبہ قرار دیا ہے یا بخاری و مسلم اور قرآن پاک کی آیات و احادیث کے حوالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہاں ہاں! غیر اللہ کو پکارنا اور غیر اللہ سے مدد مانگنا بلا شبہ شرک ہے، یقیناً شرک ہے، لا ریب شرک ہے، اور نہیں غور فرمایا کہ آج سے چودہ صدی پہلے وصال شریف فرمانے والے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ یا چند صدی بعد تشریف لانے والے یا پیدا ہونے والے سیدنا عیسیٰ ں یا امام مہدی ص سے مدد مانگنا یا ان کو پکارنا اگر شرک ہوگا تو آج کے امریکہ و برطانیہ اور اقوام متحدہ کو پکارنا یا ان سے مدد مانگنا بھی یقیناً شرک ہوگا، اس لئے کہ ایسا تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ جو صفت ایک مخلوق کے لئے تسلیم کرنی شرک ہو بلکل وہی صفت دوسری مخلوق کے لئے ماننی شرک نہ ہو، لیکن معلوم نہیں کیوں؟ چودہویں صدی کے منکرین فضائل رسالت کی سمجھ شریف میں دو اور دو چار کی طرح اتنی سیدھی سادی بات بھی سما نہیں رہی ہے اور وہ لگاتار اور مسلسل یہی کہے چلے جا رہے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ کہنا تو شرک ہے لیکن یا امریکہ، یا برطانیہ اور یا اقوام متحدہ کہنا شرک نہیں عین ایمان ہے۔ کاش یہ لوگ اس نازک مسئلے کو اس زاویئے سے ہی دیکھ لیتے کہ ہماری بیجا ضد اور ہٹ دھرمی سے اوبدا کر اگر کوئی مومن فضائل رسالت جنگ لندن میں بخاری و مسلم اور قرآن شریف کے ان سیکڑوں حوالوں کو طشت از بام کردے جن میں مولیٰ تعالیٰ د نے از خود حضرات انبیائے کرام ں اور اپنی مومن و کافر مخلوق کو نام لے لے کر پکارا ہے یا قیامت کے دن از آدم تا

آں دم تمام آدمیوں کے سامنے محمد رسول اللہ ﷺ کو--- یا محمد ارفع راسک وسل تطع واشفع تشفع--- کہہ کر پکارے گا تو ہم کیسے اور کیونکر مولیٰ تعالی کے اس پکارنے کو جائز و روا اور نا شرک ثابت کر سکیں گے، فیا للعجب۔

اس موقع پر اس بات کا اظہار بھی نا مناسب نہ ہوگا کہ امام کعبہ نے ساری کائنات کے تمام انسانوں کو ان کی ایک فطری اور ناگزیر ضرورت --- غیراللہ کو پکارنے اور غیراللہ سے مدد مانگنے--- کے سبب مشرک قرار دے دیا تب بھی منکرین فضائل رسالت نے اس کا تو کچھ برا نہ منایا، اس پر تو یہ چیں بہ جبیں نہ ہوئے لیکن اس کے برخلاف جیسے ہی بعض عناصر نے لارڈ نذیر احمد کو ان کے کسی بیان پر صحیح یا غلط طور پر کافر و مرتد کہہ دیا تو اس کا برا مناتے ہوئے فوراً ہی بیلگریو روڈ برمنگھم کی مسجد میں یو کے کی مختلف مسلم تنظیموں کی میٹنگ بلا کر ۱۸ مئی ۲۰۰۴ء کے جنگ کے مطابق یہ اعلان جاری کر دیا کہ (مفہوم) "جو شخص خود کو مسلمان کہتا اور حتی الامکان اسلامی شعائر کا پابند ہو اسے کافر کہنا غلط ہے، ایسے ہی جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے، ہمارے قبلے کی طرف رخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے"۔--- حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مختلف مقامات پر اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کرنے والے منکرین فضائل رسالت کو جھوٹا اور کاذب اور کافر کہا ہے، ثبوت کے لئے دیکھئے (۲:۸ + ۲:۳۴ + ۴:۶۵ + ۴:۱۵۱ + ۹:۶۶ اور ۳:۶۳) وغیرہ۔ بلکہ اس کے بعد یہ بھی ہوا کہ لارڈ نذیر احمد نے برطانوی ائمہ ء مساجد کی انگلش نادانی سے متعلق ایک دوسرا بیان عنایت فرمایا تو جہاں ان کی حمایت میں بہت سارے بیانات آئے وہیں مخالفت میں بھی کچھ لوگوں نے بیان دے دیا، بس پھر کیا تھا؟ فوراً ہی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے امیر مولانا عبدالہادی صاحب العمری نے دوبارہ ان سے متعلق تقریباً ڈیڑھ سو سطور پر مشتمل ایک مقالہ لکھ ڈالا جسے ۹ جون ۲۰۰۴ء کے جنگ میں بڑے اہتمام سے رنگین صفحات میں شائع کیا گیا، اس مقالے میں مولانا صاحب نے تھوڑے سے علماء کے استثنیٰ کے ساتھ اکثر ائمہ حضرات کے بارے میں لکھا کہ (مفہوم) "ستم ظریفی ہے کہ ہماری مساجد اور مدارس کے اکثر ائمہ اور معلمین کی علمی سطح واجبی سی ہی ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات یہاں کی زبان، کلچر، مسائل اور حالات سے ناواقفیت کے سبب نئی نسل کی ضرورتوں کو پوری طرح سمجھنے سے قاصر ہیں اور اسی لئے ان کی غیر دانش مندانہ سرگرمیوں کے نقصانات بحیثیت مجموعی ساری کمیونٹی کو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے اس برق رفتار زمانے میں ان مولوی صاحبان سے زیادہ بعض اوقات یہاں کے نوجوانوں کا علم ہوتا ہے، اس لئے ان سے نوجوان نسل قطعاً متاثر نہیں ہوتی اور اسی لئے یہ حضرات کوشش کرتے ہیں کہ مساجد کمیٹی کے ممبران کے ساتھ مکمل وفاداری اور اطاعت گزاری کا ایسا مظاہرہ کریں جیسا دست بستہ خادم اپنے خود سر آقا کے روبرو کرتا ہے۔ یہ کمزوریاں ہیں جن کے باعث ارشاد نبوی کے مطابق یہ خود بھی گمراہ ہوں گے اوروں کو بھی گمراہ کریں گے"(بخاری شریف حدیث نمبر ۱۰۰، مسلم شریف حدیث نمبر ۶۷۹۶ وغیرہ)۔---لہذا اگر بار خاطر نہ ہو تو مولانا موصوف اپنے ان زرین خیالات پر ہمارا مختصر سا تبصرہ بھی ملاحظہ فرما کر اس سے متعلق اپنی قیمتی آراء سے ہمیں مطلع فرمائیں۔ ۲۷ مارچ ۲۰۰۴ء کے جنگ میں محترم ارشاد احمد صاحب حقانی عالم اسلام کی موجودہ دور کی ذلت و نکبت اور کس مپرسی کی وجوہات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "مسلمان ممالک اپنی اپنی جگہ علامہ اقبال کی مطلوبہ صحیح اسلامی قیادت سے محروم ہیں، ان میں احیائے اسلام کی بعض تحریکیں ضرور

موجود ہیں لیکن ان کا تصور اسلام اور ورلڈ ویوز نا قابل رشک ہے، بہت سی تحریکیں ایک خاص قسم کی ظاہر پرستی اور بنیاد پرستی کا شکار ہیں، یہ اسلام کی چند اخلاقی تعلیمات اور بعض مزعومہ اسلامی تعلیمات پر ہی سارا زور دیتی ہیں، بلکہ بہت سی تنظیمیں اور تحریکیں تو بالواسطہ یا بلا واسطہ عالمی سامراج کے زیر اثر ہیں اور دانستہ یا نا دانستہ ایسے مقاصد کی خدمت کر رہی ہیں جو عین ممکن ہے اسلام کے کھلے اور چھپے دشمنوں نے طے کی ہوں، میں اس بارے میں ایک گہری امریکی صیہونی سازش کی موجودگی کا قائل ہوں۔ مسلمانوں میں ایک خاص قسم کی مذہبیت اور رجعت پسندی کا فروغ ان کے مفاد میں ہے کیونکہ یہ مسلمانوں کو عادلانہ اسلامی انقلاب اور سامراج دشمن اسلام سے غافل کرنے کا ایک ذریعہ ہے، علامہ اقبال نے بلا وجہ نہیں کہا تھا کہ ؎

فتنہ ء ملت بیضا ہے امامت اس کی جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

---"لہذا ان حقائق کے آئینے میں مولانا صاحب اپنا سراپا ملاحظہ فرما لیں کہ آپ اور آپ کی جماعت کیا انہی سلاطین کی مرہون منت نہیں ہے؟ جو حضرت علامہ اقبال وغیرہ کے خیال کے مطابق انگریزوں کے منصوبوں کے تحت خلافت کی قبا چاک کروا لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی بیش بہا دولت پیٹرو ڈالر کے ذریعے دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک رشتہ ء الفت میں پرونے کا انتہائی ضروری اور ناگزیر سنہرا کام کرنے کی بجائے شرک و بدعت، شیعہ سنی اور رمضان و عیدین کے غلط اور من گھڑت تعین جیسے مختلف عناوین سے فرقوں میں تقسیم کر کے کمزور سے کمزور تر کرنے کے ثواب کما رہے ہیں، صرف اور صرف اس غرض سے کہ ان خدمات کے صلے میں انگریز ان کے تخت و تاج کے محافظ بنے رہیں اور یہ بے فکر ہو کر عیاشیاں کرتے، موجیں اڑاتے اور گل چھرے کماتے رہیں۔ لیکن اگر برطانیہ کے اکثر ائمہ حضرات کو کم علم، غیر دانش مند، نوجوانوں کو قطعاً متاء ثر نہ کرنے والا، خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا--- لیکن اپنے آپ کو لا محدود علم رکھنے والا دانش مند، نوجوانوں کو متاثر کرنے والا عالم دین، خود صراط مستقیم پر گامزن اور دوسروں کو گامزن کرنے والا ہادی و رہبر سمجھنے والے مولانا عبد الہادی صاحب العمری سمجھتے ہوں کہ ہم یہ ان پر کوئی غلط اور ناصحیح الزام عائد کر رہے ہیں تو وہ اللہ کی بارگاہ میں پیشی اور جواب دہی کے تصور کو حاضر رکھ کر انصاف سے بتائیں کہ برطانیہ کے ان اکثر ائمہ حضرات کا گناہ زیادہ خطرناک ہے جن کے عقیدے کے مطابق چودہ سو برس سے چلے آنے والے اکثر مسلمان، مسلمان ہی رہتے ہیں کافر یا مشرک نہیں بن جاتے، یا آپ کے ان امام کعبہ کا درج بالا عقیدہ زیادہ خطرناک ہے جس کے مطابق ایک بھی آدمی حتیٰ کہ حضرات انبیائے کرام ں بلکہ اللہ رب تبارک وتعالیٰ بلکہ آپ کے لارڈ نذیر احمد صاحب بھی مسلمان باقی نہیں رہ جاتے کافر و مشرک بن جاتے ہیں، ہاتھ کنگن تو آرسی کیا؟ آپ صرف اور صرف پوری کائنات سے ایک ہی ایسا آدمی پیش کر دیں جس نے اپنی ساری زندگی میں ایک مرتبہ بھی کسی غیر اللہ کو نہ پکارا ہو، کسی من دون اللہ سے کسی قسم کی کوئی بھی مدد نہ مانگی ہو، ہم آپ کے آگے ہتھیار ڈال دیں گے، آپ کو امام بر حق تسلیم کر لیں گے، آپ کو سچا مان لیں گے، ورنہ کہنا پڑے گا کہ ؎

گھر تو خود آپ کی ماچس نے جلا رکھا ہے اور الزام چراغوں پہ لگا رکھا ہے

آسماں زادوں سے کرتا نہیں کوئی یہ سوال کوزہء زیست میں کیوں زہر ملا رکھا ہے

ہم چھوٹے سے بچوں میں نہیں کوئی خرابی ہم بچوں کے بوڑھوں کی کوئی چال غلط ہے

مولیٰ رب تبارک وتعالیٰ موجودہ دور کے مسلمانوں خصوصاً منکرین فضائل رسالت کے جال میں پھنسے برطانیہ کے نوجوان بچوں اور بچیوں کو منکرین فضائل رسالت سے درج بالا سوال کا جواب مانگنے اور کالے کو کالا اور سفید کو سفید کہنے کی جرء ات و ہمت اور توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

فقط محمد میاں مالیگ 29-07-04

مالیگ صاحب کی روزنامہ جنگ کے نام خط اور اپنا مضمون شائع کرنے کی استدعا

ۃ

٨٦،

مکرمی عالی جناب مدیر جنگ لندن !

سلام مسنون، مزاج گرامی، جنگ لندن میں شائع شدہ بہت سارے مراسلات، مقالات، مضامین اور اداریوں سے متعلق اپنے خیالات جنگ میں اشاعت کے لئے بھیج رہا ہوں، اس امید کے ساتھ کہ آپ انہیں بھی جنگ کے وسیع دامن میں اسی طرح فراخ دلی سے جگہ دیں گے جس طرح اوروں کو دیتے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے یہ ایک قسط میں نہ آسکیں تو براہ کرم دو یا تین قسطوں میں دے دیں بلکل ویسے ہی جیسے اوروں کے بڑے مضامین قسط وار دیتے رہتے ہیں۔ اور اگر کوئی حرج نہ ہو تو میرا نام بھی مضمون نگار یا کسی اور طرح سے ظاہر نہ فرمائیں اس لئے کہ میں منکرین فضائل رسالت کے خلاف جو کچھ لکھتا ہوں شہرت اور ناموری کی نیت سے نہیں، بلکہ اللہ اور اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی خوش نودی اور رضا حاصل کرنے کی نیت سے لکھتا ہوں۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو سکتا ہو تو پھر ضرور دے دیں، اللہ سب کو نیک توفیق عطا فرمائے۔

فقط محمد میاں مالیگ 29-07-04

ۃ

٨٦،

22-08-04

بس یہی شرک ہے ؟

۴ اور ۱۳ اگست ۲۰۰۴ء کے جنگ لندن میں مانچسٹر کے انیس مبین صاحب صدیقی اور مولانا بلال عبد الحی صاحب حسنی کے شرک و توحید سے متعلق مقالات شائع ہوئے ہیں، لہذا ان کے مندرجات پر مختصر تبصرے حاضر ہیں۔ ہر دو حضرات سے التماس ہے کہ ان پر اپنے زرین خیالات ضرور عنایت فرمائیں۔

(۱) انیس مبین صاحب لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "انسان کتنا احسان فراموش ہے کہ پتھر کے بت بنا کر اس کے آگے با ادب کھڑا ہوجاتا ہے اور بظاہر نظر آنے والی ہستیوں کو اللہ کی ذات و صفات میں شمار کرلیتا ہے، بس یہی شرک ہے"۔---لہذا موصوف سے استصواب ہے کہ بات اگر یہی درست ہے جو سطور بالا میں کہی گئی ہے تو پھر جنتی عورتوں کی سردار حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہریٰ ص بلکہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں حکم شرع کیا ہوگا؟ جو ایک دوسرے کے نظر آتے ہی یا ایک دوسرے کو دیکھتے ہی با ادب کھڑے ہو جاتے تھے، کیا ان کے یہ اعمال شرک نہ ہو جائیں گے؟ ایسے ہی فرمان رسالت (مفہوم) قوموالیٰ سیدکم کا کیا بنے گا؟ جس میں آپ نے مسلمانوں کو نظر آنے والے سید کے استقبال کے لئے کھڑے ہونے کا امر فرمایا ہے؟

(۲) انیس مبین صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) "اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی طرح کا شرک بھی اس کی وحدانیت کے اقرار کو مکمل نہیں کرتا، یہی وجہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان تو کہلاتا ہے لیکن مومن وہی ہے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو یکتا خالق و مالک مانتا ہے"۔---اس لئے موصوف سے یہاں بھی سوال ہے کہ جو لوگ قائد اعظم کو پاکستان کا خالق یا علامہ اقبال کو سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا کا خالق یا اپنے آپ کو یا اپنے دوستوں اور دشمنوں کو اپنے مکان اور اپنی دوکان، اپنی ٹوپی اور اپنے جوتے کا مالک سمجھتے ہیں یہ کیوں اور کیسے پھر بھی موحد اور مومن ہی رہیں گے؟ مشرک اور کافر نہ بن سکیں گے؟ بلکہ انیس مبین صاحب قرآن پاک کی آیات (۱۱۰:۵ + ۴۹:۳) کے بارے میں بھی حکم شرع بیان فرمائیں جن میں کہا گیا ہے کہ (مفہوم) "عیسیٰ ں مٹی سے پرند کی مورت تخلیق کر کے پھونک مارتے تو وہ اڑنے لگتی"۔---بلکہ لگے ہاتھوں علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی کے بارے میں بھی اظہار خیال فرمائیں جنھوں نے اپنے ترجمہ و تفسیر قرآن میں لکھا ہے کہ (مفہوم) "محض شکل و صورت بنانے کو خلق سے تعبیر کرنا حضرت عیسیٰ ں کا صرف ظاہری حیثیت سے ہے جیسے خدا کو احسن الخالقین فرما کر بتا دیا کہ محض ظاہری صورت کے لحاظ سے غیر اللہ پر بھی یہ لفظ بولا جاسکتا ہے" (۴۹:۳)۔---واضح ہو کہ مکے اور جدے میں یہ تفسیر حاجیوں کو مفت پیش کی جاتی ہے۔

(۳) انیس مبین صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "شرک صرف یہی نہیں کہ ہم بتوں اور ان جیسی چیزوں کو پوجنے لگیں بلکہ شرک کی آمیزش ہر اس بات اور ہر اس عمل میں ہو جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اپنا حاجت روا سمجھا جائے، لہذا اللہ کے نیکو کار بندوں یا کسی امیر یا حاکم یا عالم یا کسی بھی حیثیت کے انسان سے یہ امید کرنا کہ یہ ہماری ضرورت پوری کر سکتے ہیں، یہ سب شرک ہے"۔---لہذا یہاں بھی ہم انیس مبین

صاحب سے جواب کے طالب ہیں کہ عقیدہ اگر یہی صحیح ہے جو آپ نے اپنی اس تحریر میں ارشاد فرمایا ہے تو اسلام کے سب سے بڑے مرکز سعودی عرب کے بادشاہ نے امام خمینی اور صدام حسین کی مصیبت کے حل کے لئے سوپر پاور امریکہ کے عالم و حاکم مسٹر بش سے المدد المدد یا عالم و حاکم امریکہ شیئاً للہ کہہ کر جو اپنی ضرورت پوری کروانے کی درخواست کی تھی یہ کیوں اور کیسے شرک نہ ہوگی؟ بلکہ حضرت علامہ اقبال، حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، مولانا حالی، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی اور محمود الحسن دیوبندی کے بارے میں ارشاد فرمائیں کہ یہ حضرات بھی کیوں اور کیسے مشرک اور کافر نہ ہوں گے درآں حال کہ یہ بھی لکھ بلکہ شاعری فرما گئے ہیں کہ ۔

(۴) انیس مبین صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ (مفہوم) "اللہ تعالیٰ سے جب بھی چاہیں رابطہ ہو سکتا ہے بلکہ وہ تو ہر لمحے رابطے میں رہتے ہیں، لہذا کسی بھی حیثیت کے انسان سے یہ امید کرنا کہ یہ ہماری ضرورت پوری کر سکتے ہیں یہ سب شرک ہے"۔---لہذا ہم بصد ادب و احترام موصوف سے پوچھتے ہیں کہ اگر بات یہی صحیح ہے تو آپ بیمار پڑنے کے بعد اللہ سے رابطہ قائم کرنے کی بجائے ڈاکٹر کی سند رکھنے والے غیراللہ کے پاس، یا بھوک لگنے کے بعد حلال میٹ کی دوکان پر اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے کیوں تشریف لے جاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ سے رابطہ کیوں نہیں قائم فرماتے؟ جبکہ آپ جب بھی چاہیں اللہ تعالیٰ سے رابطہ قائم فرما سکتے ہیں، بلکہ اس موقع پر یہ جواب بھی عنایت ہو جائے کہ قیامت کے دن ساری کائنات اپنی ضرورت پوری کروانے کے لئے جو سارے انبیائے کرام ں کی خدمات میں اورآخر میں آمنہ ص کے لال سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس جائے گی اور ہر ہر نبی اذھبوا الیٰ غیری لیکن محمد رسول اللہ ﷺ انا لھا انا

لھا فرما رہے ہوں گے، یہ کیوں اور کیسے شرک نہ ہوگا؟ بلکہ اس سوال کا جواب بھی عنایت ہو کہ مولیٰ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہم گنہگاروں کو جنتی بنانے کا جو یہ آسان راستہ بتایا ہے کہ (مفہوم) "میرے محبوب کے دربار میں حاضر ہو کر معافی مانگو اور میرا محبوب بھی تمہاری سفارش کرے تو تم ضرور ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا پاؤ گے" (۴:۶۴)۔ کیوں اور کیسے یہ شرک مبین، شرک عظیم اور شرک صریح کی تعلیم نہ ہوگی؟

(۵) انین مبین صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) "کسی رسول نے کبھی بھی دعوئے حاجت روائی نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اپنے اور اپنی امت کے لئے دعائے خیر ہی کرتے رہے"۔--- اس لئے موصوف سے یہاں بھی ہمارا سوال ہے کہ بات اگر یہی صحیح ہے جو آپ نے ان سطور میں لکھی ہے تو جواب عنایت ہو کہ پھر حضور ﷺ نے ایک سوال کے جواب میں یہ کیوں اور کیسے فرمایا تھا؟ کہ (مفہوم) "قیامت کے دن اے لوگو! میں تم کو حوض کوثر یا میزان یا پل صراط پر ملوں گا" ۔ ---تو کیا قیامت کے سے ہولناک دن تانبے کی زمین پر سوا نیزے پر آئے جلاد سورج کی تپش کی مصیبت کے وقت ہم گنہگاروں کو ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا آب کوثر پلانا، یا میزان پر ہمارے پلہ ء حسنات کو وزنی فرمانا یا رب سلم امتی رب سلم امتی جیسی

دعائیں مانگ مانگ کر ہمیں قعرِ جہنم سے پار لگانا کوئی حاجت روائی نہیں، کوئی مشکل کشائی نہیں؟ بلکل آسان کام ہے؟ قہار و جبار خدا کو راضی کر لینا صرف دو گام ہے؟ اللہ اللہ ! اللہ کی عطا سے حضور اکرم ﷺ تو یہ دعویٰ فرمائیں کہ (مفہوم)" انما انا قاسم واللہ یعطی" یا قرآن کریم کے مطابق یہ کہ (مفہوم) "میری اتباع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نہ صرف اپنا محبوب بنا لے گا بلکہ ان کے گناہوں کو بھی معاف کر دے گا" (۳:۳۱)۔ جس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہوا؟ کہ حضور اکرم ﷺ کے طفیل، صدقے اور وسیلے سے ہم کھربوں کھرب برس کی جنت نعیم حاصل کر سکتے ہیں لیکن یہ کتنے تعجب بلکہ دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ اپنے نماز، روزے، حج وزکوٰۃ اور شریعت کی پابندی پر مغرور بہت سے بزعم خود موحد ان کے صدقے، ان کے طفیل اور ان کے وسیلے کے منکر بلکہ غضب خدا کا کہ ان امور کو شرک صریح، شرک عظیم اور شرک مبین بھی قرار دیتے ہیں۔ تو کیا اس سے بڑھ کر بھی ایک امتی اپنے نبی ﷺ سے کوئی اور بے وفائی کر سکتا ہے؟

(۶) آگے چل کر انہیں مبین صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ (مفہوم) "تالاب کی ایک گندی مچھلی جس طرح سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے اسی طرح شرک کا ایک معمولی سا لمحہ بھی ایمان کو نامکمل کر دیتا ہے لہذا ہمیں شرک کی ہر شاخ سے بچنا چاہئے"۔--- اس لئے موصوف سے ہمارا آخری سوال ہے کہ یہ جو آپ دن رات اور صبح وشام غیراللہ سے مدد مانگنے اور غیراللہ کو پکارنے کو شرک صریح، شرک مبین اور شرک عظیم کہتے رہتے اور پھر دھڑلے سے دن رات اور صبح وشام غیراللہ کو پکارتے اور غیراللہ سے مدد بھی مانگتے رہتے ہیں کیوں اور کیسے یہ شرک صریح، شرک مبین اور شرک عظیم نہ ہوگا؟

(۷) بلکہ بلکل یہی سوال مولانا بلال عبدالحی صاحب حسنی سے بھی ہے جو ۱۳ اگست ۲۰۰۴ء کے جنگ میں رقمطراز ہیں کہ (مفہوم) "اسلام کی بنیاد عقیدہ ء توحید پر ہے، اگر اس میں فتور پیدا ہوگیا تو کوئی بڑے سے بڑا عمل بھی اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہ ہوگا"۔---لہذا مولانا صاحب سے سوال ہے وہ جواب عنایت فرمائیں کہ کیا یہ بہت بڑا اندھیر اور بہت بڑا ظلم نہیں؟ کہ ہم غیراللہ سے مدد مانگنے اور غیراللہ کو پکارنے کو شرک بھی کہتے رہیں اور دھڑلے سے غیراللہ کو پکارتے اور غیراللہ سے مدد بھی مانگتے رہیں پھر بھی بنے جنتی کے جنتی ہی رہیں، تو آخر یہ کہاں کا انصاف اور کہاں کا عدل ہے؟ کہ شرک کر کے بھی ہم جنتی ہی ٹھہریں، جہنمی نہ بنیں۔

(۸) آخر میں ۲۰ اگست ۲۰۰۴ء کے جنگ میں محمد امجد صاحب قاسمی کے نہایت اہتمام سے رنگین صفحات پر شائع ہونے والے مقالے پر بھی دو باتیں ہو جائیں۔ امجد صاحب لکھتے ہیں کہ (مفہوم) "واقعہ ء معراج وغیرہ میں نبی یا رسول یا حبیب کی بجائے عبد کا لفظ استعمال فرما کر اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ نبی ء اکرم ﷺ اور تمام مسلمانوں کا سب سے ممتاز اور قیمتی وصف عبدیت اور بندگی ہے"۔--- اس لئے قاسمی صاحب سے استصواب ہے یہ جواب ارشاد فرفائیں کہ آپ کے یہاں کیا واقعی راجہ بھوج سے گنگو تیلی کا؟ یا عطر گلاب سے گندگی کا؟ یا انکھیاری سے اندھی کا؟ یا عالم سے جاہل کا؟ یا طیب سے خبیث کا؟ یا نور سے ظلمت کا؟ یا کھرب سے سو کا؟ یا اللہ کی سب سے زیادہ حمد بیان کرنے والی ذات شریف سیدنا حضور محمد رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین نبی، رء وف رحیم رسول، چاند کو دو ٹکڑے کر دینے والے، سورج کو واپس لوٹا لینے والے، عرش پہ

جانے والے، اللہ کا عرفان کرانے والے، کعبے کو بتوں کی آلائشوں سے پاک کرانے والے، ہم گناہگاروں کو قیامت کے دن ٹھنڈا ٹھنڈا اور میٹھا میٹھا آب کوثر پلانے والے، میزان پر ہماری نیکیوں کے پلے کو بھاری کر دینے والے بلکہ قعر جہنم میں گرنے سے ہم کو بچا کر جنتی بنا لینے والے، خاتم النبیین ﷺ سے ایک مومن اور مسلم کا مقام عبدیت و بندگی ارفع و اعلیٰ اور برتر و بالا ہوتا ہے؟ قیمتی ہوتا ہے؟ بہتر ہوتا ہے؟ اگر ہاں! تب تو ہمیں کہنے دیا جائے کہ کتنے افسوس اور دکھ کی ہے یہ بات کہ آج چودہویں صدی میں منکرین فضائل رسالت تو دھڑلے سے کائنات کی سب سے زیادہ ارفع و اعلیٰ اور برتر و بالا مخلوق ﷺ کے تمام کے تمام فضائل و کمالات کو ایک مومن اور ایک مسلم کے مقام عبدیت و بندگی سے کمتر اور بے وقعت اور فروتر اور کم قیمت قرار دیں تب بھی ان سے تو کوئی منکر فضائل رسالت اظہار نفرت اور اعلان بیزارگی نہیں کرتا لیکن جیسے ہی کوئی مومن فضائل رسالت ان کے جواب میں اس پر آہ و کراہ کی آواز بلند کرتا ہے بہت سارے مصلحین امت اتحاد امت کی دہائی دیتے ہوئے اس بیچارے کو مفسد، فتنہ پرداز اور جھگڑالو قرار دینے کے لئے میدان میں کود پڑتے ہیں، اسے تختۂ مشت بنا لیتے ہیں، تو یہ کہاں کا عدل اور کہاں کا انصاف ہے؟

مکرمی مدیر جنگ لندن! اس چھوٹے سے خط کو جنگ میں جگہ دے کر ممنون فرمائیں، اس لئے کہ ؎

ظلم بچے جن رہا ہے کوچہ و بازار میں عدل کو بھی صاحب اولاد ہونا چاہئے

فقط محمد میاں مالیگ 22-08-04

روزنامہ جنگ کے نام مالیگ صاحب کا آخری خط

ۃ

۸۶<

مکرمی و محترمی مدیر جنگ لندن!

سلام مسنون، مزاج گرامی، میرے نقطہ ء نظر سے موجودہ دور میں علامہ اقبال کے تجزیئے کے مطابق واقعی طور پر کافی مسلمانوں کے ایمانی ابدان سے یہود و نصاریٰ نے بڑی کامیابی سے روح محمد ﷺ نکال کر انہیں مردہ بنا دیا ہے، ورنہ کیا وجہ ہے کہ؟ روزنامہ جنگ لندن میں اس کے منظوران نظر مثلاً لارڈ نذیر احمد یا مفتی محمود یا مولانا فضل الرحمن صاحب کے فضائل و کمالات کے منکرین کے رد میں تو سیکڑوں سطور پر مشتمل بڑے بڑے مقالات نہایت اہتمام سے رنگین یا ادارتی صفحات میں فوراً شائع ہو جاتے ہیں لیکن حضور جان ایمان ﷺ کے فضائل و کمالات کے

منکرین کی رد میں لکھی گئی کسی تحریر کو بشاشت قلبی سے جگہ نہیں دی جاتی یا اگر دی بھی جائے تو کاٹ پیٹ کر نہایت ادھ موا بلکہ مردہ بنا کر دی جاتی ہے، بلکہ بعض اوقات تو ایسا لگتا ہے جیسے ادارہ ء جنگ میں کوئی ایسا بہت بڑا منکر فضائل رسالت براجمان ہے جسے مکمل اختیار حاصل ہے کہ وہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے فضائل وکمالات کے منکرین کے مضامین تو نہایت اہتمام سے ہر روز یا جب بھی چاہے کھلے دل سے پوری آب وتاب سے دیتا رہے لیکن ان منکرین فضائل رسالت کے جواب میں لکھے گئے مضامین کو جیسے بھی چاہے ان کے ہاتھ پاوں توڑ کر یا سر آنکھیں پھوڑ کر بلکل لولا لنگڑا اور اندھا بہرا بنا کر دے، یا اگر میرا یہ ظن وگمان غلط ہے تو بتایا جائے کہ کیوں خصوصی طور پر ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۳ء، ۳۰ اپریل ۲۰۰۴ء اور ۸ اگست ۲۰۰۴ء کے جنگ میں منکرین فضائل رسالت کے رد میں لکھے گئے میرے مضامین کو تو ایک بٹا چار حصے بھی قابل اشاعت نہ سمجھا گیا بلکہ اس سے پہلے کے میرے کئی مضامین کو کوئی جگہ ہی نہیں دی گئی لیکن جیسے ہی لارڈ نذیر احمد یا مفتی محمود یا مولانا فضل الرحمن صاحب کے فضائل وکمالات کے منکرین نے ان کے خلاف کچھ کہا تو فوراً ہی دو تین دن بعد ہی نہایت اہتمام سے مولانا عبد الہادی صاحب العمری اور محمد فاروق صاحب قریشی کی بڑی بڑی تحریریں ان حضرات کے فضائل کے منکرین کے رد میں رنگین یا ادارتی صفحات میں آگئیں؟ آخر ایسا کیوں؟ تو کیا یہ کوائف و حالات اس بات کے واضح اور بین ثبوت نہیں؟ کہ یہود و نصاریٰ نے واقعی طور پر کافی مسلمانوں کے ایمانی ابدان سے علامہ اقبال کے تجزیے کے مطابق روح محمد ﷺ نکال کر انہیں مردہ بنا دیا ہے، بلکل بے حس کر دیا ہے۔

میں آواز جرس ہوں پے بہ پے فریاد کرتا ہوں مگر لگتا ہے اب تو ہم قیامت کو ہی جاگیں گے

فقط محمد میاں مالیگ